

شرح ترمذی

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سیرین مزیلی

ترجمہ
ابوالعلاء محمد الدین بہانگیر
ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک آیامہ ولیالیہ

شرح
حضرت علامہ محمد حسین قسوی نقشبندی داماد



شرح جامع ترمذی شریف

1

تصنیف

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سیرین ترمذی

شرح

محمد حسین قصوی نقشبندی

ترجمہ

ابوالعلاء محمد الدین بہانگیر
ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

زبیہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

شبیر برادرز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شرح جامع ترمذی

۲۰۱۶-۲۰۱۷
شعبہ فقہ اسلامی

۱۴۳۵ھ

ابوالعلاء محمد بن عبد اللہ بن محمد بن اسماعیل

محمد بن یحییٰ بن قسطلانی نقشبندی

ورد ز میکر

ملک شبیر حسین

فروری 2016ء

اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

روپے فی جلد

مترجم

جلد ۱

کمپوزنگ

باہتمام

سن اشاعت

طباعت

ہدیہ



جميع حقوق الطبع محفوظة للناسر

All rights are reserved

جملہ حقوق بحق ناسر محفوظ ہیں

زبیر سنٹر، ۴۴، اڑو بازار لاہور
فون: 042-37246006

شبیر برادرز

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔



الاحمداء

(۱)

عالمی مبلغ اسلام، عاشق رسول، فاتح مرزائیت، قائد ملت اسلامیہ، امام انقلاب
قائد اہل سنت حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ

(۲)

منبع فیوض و برکات، مظہر شیر ربانی، منظور نظر ثانی لاٹانی
فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ
(سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف)

(۳)

منبع فیوض و برکات، محور شفقت و محبت، مرجع العلماء
حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور شرقپوری نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ
(بانی و ناظم اعلیٰ جامعہ فاروقیہ رضویہ باغبانپورہ لاہور)
کی خدمت میں جن کی روحانی توجہ سے یہ خدمت انجام دے سکا۔
گر قبول افتدز ہے عز و شرف

محمد یسین قصوری نقشبندی

P1-09-P014

صوفیہ عہدہ

۱۶۰۵۱
کام خلدی

الانتساب

(۱)

مخدوم اہل سنت، مفتی اعظم پاکستان، شیخ الحدیث، فقیہ عصر

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم قادری ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ

ناظم اعلیٰ: جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور

(۲)

بقیۃ السلف، رئیس المدرسین، جامع منقول و معقول، شرف اہل سنت

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ تعالیٰ

صدر مدرس و شیخ الحدیث: جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور

(۳)

یادگار اسلاف، پیشوائے شریعت و طریقت، سراپا شفقت و محبت، استاذ العلماء

حضرت علامہ مفتی محمد یونس امجدی قصوری دامت برکاتہم العالیہ

بانی و ناظم اعلیٰ: جامعہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (بگری) قصور

کے نام انتساب کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

محمد یسین قصوری نقشبندی

ترتیب

۵۶	لفظ ”الطہور“ کے انتخاب کی وجہ	۳	الاہداء
۵۷	فضیلت طہارت پر مبنی ایک تفصیلی روایت	۴	الانتساب
۵۷	معاف ہونے والے گناہوں سے مراد؟	۲۵	عرض ناشر
۵۷	ایک اعتراض اور اس کا جواب	۲۷	حدیثِ دل
۵۸	باب 3: طہارت نماز کی کنجی ہے	۳۱	امام ترمذی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
۵۹	مفتاح الصلوٰۃ الطہور	۳۱	پیدائش
۵۹	تحریرہا التکبیر	۳۱	اساتذہ و مشائخ
۶۰	تکبیر تحریرہ کے الفاظ میں مذاہب آئمہ	۳۲	تلاذہ و مسترشدین
۶۰	تحلیلہا التسلیم	۳۲	ثنائے علماء
۶۰	لفظ ”تسلیم“ میں مذاہب آئمہ	۳۲	تصانیف
۶۱	نماز کی اہمیت و افادیت	۳۲	وفات
۶۲	فضائل نماز	۳۳	جامع ترمذی
۶۲	نماز کی چابی وضو	۳۴	جامع ترمذی کے ناقلین
۶۳	باب 4: جب آدمی بیت الخلاء میں داخل ہو تو کیا پڑھے؟	۳۵	العقد الثمین من کلام محی الدین
۶۵	بیت الخلاء کی دعا اور اس کی اہمیت		کتاب الطہارۃ عن رسول اللہ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small>
۶۵	ایک اہم مسئلہ		طہارت کے بارے میں نبی اکرم <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> سے منقول
۶۶	باب 5: جب آدمی بیت الخلاء سے باہر آئے تو کیا پڑھے؟	۵۱	(احادیث کا) مجموعہ
۶۶	بیت الخلاء سے خروج کی دعا اور اس کی حکمت	۵۱	باب 1: طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی
۶۷	ایک سوال اور اس کا جواب	۵۲	لفظ ”قبول“ کا مفہوم
	باب 6: پاخانہ یا پیشاب کرتے ہوئے قبلہ کی طرف رخ	۵۳	صلوٰۃ سے مراد
۶۸	کرنے کی ممانعت	۵۳	مسئلہ فاقد الطہورین میں مذاہب فقہاء
	باب 7: اس بارے میں رخصت ہونے کے حوالے سے جو کچھ	۵۴	ولا صدقة من غلول کی توشیح
۶۹	منقول ہے	۵۴	باب 2: طہارت کی فضیلت

۹۰	قضاء حاجت کے لیے دور جانا اور اس کی وجوہات	۹۰	بڑے استنجاء یا چھوٹے استنجاء کے وقت کعبہ کی طرف استقبال یا
۹۰	باب 17: غسل کرنے کی جگہ پر پیشاب کرنا مکروہ ہے	۹۱	استدبار کے جواز یا عدم جواز پر روایات کے احکام کا تعین
۹۱	غسل خانہ میں پیشاب کرنے کی ممانعت کا مقصد	۹۱	استقبال و استدبار قبلہ کے حوالے سے مذاہب آئمہ
۹۲	تاثیر فی الاشیاء میں مذاہب	۹۲	باب 8: کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت
۹۲	اسباب نسیان	۹۲	کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت اور اسلام کا معیار
۹۳	باب 18: مسواک کا بیان	۹۳	تہذیب
۹۵	مسواک کا مفہوم و ماقبل و مابعد سے ربط	۹۳	باب 9: اس بارے میں رخصت کا بیان
۹۵	مسواک کی اہمیت و فضیلت	۹۵	روایات میں تعارض اور اس کا ارتقاع
۹۵	مسواک کی شرعی حیثیت میں مذاہب آئمہ	۹۵	باب 10: قضائے حاجت کے وقت پردہ کرنا
۹۶	مسواک وضو کی سنت ہے یا نماز کی؟	۹۶	ستر عورت و حیا، ایک ساتھ
۹۶	مسواک کے دیگر مواقع	۹۶	باب 11: دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا مکروہ ہے
۹۶	مسواک کے فوائد	۹۶	استنجاء کے وقت دست راست کے استعمال کی ممانعت
۹۶	ایک سوال اور اس کا جواب	۹۶	باب 12: پتھر سے استنجاء کرنا
۹۷	نماز عشاء تاخیر سے ادا کرنا	۹۷	ڈھیلے سے استنجاء کرنے کا مسئلہ
۹۷	باب 19: جب کوئی شخص نیند سے بیدار ہو تو وہ اپنا ہاتھ اس	۹۷	مقدار نجاست کی معافی کے حوالے سے مذاہب آئمہ فقہ
۹۷	وقت تک برتن میں نہ ڈالے	۹۷	ایک مشرک کے اعتراض پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ
۹۷	جب تک اسے دھونہ لے	۹۷	تعالیٰ عنہ کا دانشمندانہ جواب
۹۸	ماء نجس کے حوالے سے مذاہب آئمہ فقہ	۹۸	باب 13: دو پتھروں کے ذریعے استنجاء کرنا
۱۰۰	حدیث سے ثابت ہونے والے مسائل	۱۰۰	استنجاء میں تعداد اجار اور اس میں مذاہب آئمہ فقہ
۱۰۰	باب 20: وضو سے پہلے "بسم اللہ" پڑھنا	۱۰۰	باب 14: کن چیزوں کے ذریعے استنجاء کرنا مکروہ ہے؟
۱۰۲	وضو بالتسمیہ کا مسئلہ	۱۰۲	گوبر اور ہڈی سے استنجاء کرنے کی ممانعت کا مسئلہ
۱۰۲	بسم اللہ کی اہمیت و فضیلت	۱۰۲	حدیث سے ثابت ہونے والے امور
۱۰۲	بوقت وضو بسم اللہ کی شرعی حیثیت کے حوالے سے مذاہب آئمہ	۱۰۲	باب 15: پانی کے ذریعے استنجاء کرنا
۱۰۳	باب 21: کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا	۱۰۳	پانی سے استنجاء کرنے کی فضیلت
۱۰۳	مسئلہ کی وضاحت	۱۰۳	پانی کے استعمال میں مختلف آراء
۱۰۳	مضمضہ اور استنشاق میں مذاہب آئمہ فقہ	۱۰۳	شرعی مسائل اور حیا
۱۰۵	باب 22: ایک ہی ہتھیلی (چلو) کے ذریعے کلی کرنا اور ناک	۱۰۵	باب 16: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے دور تشریف
	میں پانی ڈالنا		لے جایا کرتے تھے

۱۲۲	باب 32: - (اعضاء وضو) ایک، ایک مرتبہ دھونا	۱۰۶	مسئلہ کی وضاحت
۱۲۳	باب 33: دو، دو مرتبہ اعضائے وضو دھونا		مضمضہ اور استنشاق میں فصل وصل کے حوالے سے
۱۲۵	باب 34: تین، تین مرتبہ اعضائے وضو دھونا	۱۰۶	مذہب آئمہ فقہ
۱۲۶	باب 35: ایک، دو، یا تین مرتبہ وضو کرنا	۱۰۷	باب 23: داڑھی کا خال کرنا
	باب 36: جو شخص پچھ (اعضاء) وضو دو مرتبہ اور پچھ تین	۱۰۹	مسئلہ خال لہیہ کی توضیح
۱۲۷	مرتبہ دھونے	۱۰۹	غسل لہیہ
۱۲۷	اعضاء وضو کو دھونے کی تعداد کا مسئلہ	۱۰۹	تخلیل لہیہ میں مذاہب آئمہ فقہ
۱۲۸	باب 37: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کرنے کا طریقہ کیا تھا؟	۱۱۰	وجوب لہیہ
۱۲۹	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کی کیفیت		باب 24: سر پر مسح کا بیان سر کے آگے والے حصے سے
۱۳۰	کھڑے ہو کر پانی نوش کرنا	۱۱۱	شروع ہو کر پیچھے کی طرف لے جایا جائے گا
۱۳۰	باب 38: وضو کرنے کے بعد (شرمگاد پر) پانی چھڑکانا	۱۱۱	باب 25: سر کے پچھلے حصے سے (مسح کا) آغاز کرنا
۱۳۱	توضیح بالماء کا مفہوم و فوائد	۱۱۲	مسح سر کا طریقہ
۱۳۲	باب 39: اچھی طرح وضو کرنا	۱۱۲	ایک سوال اور اس کا جواب
۱۳۳	گناہ مٹانے والے نیک اعمال	۱۱۳	فرائض وضو
۱۳۴	باب 40: وضو کے بعد رومال استعمال کرنا	۱۱۳	باب 26: سر کا مسح ایک مرتبہ کیا جائے گا
۱۳۵	اعضاء وضو کو رومال سے خشک کرنے میں مذاہب آئمہ	۱۱۳	تعداد مسح میں مذاہب آئمہ
۱۳۶	باب 41: وضو کے بعد کیا پڑھا جائے؟	۱۱۵	باب 27: سر پر مسح کے لیے نئے سرے سے پانی لینا
۱۳۷	وضو سے فراغت کے اذکار		باب 28: دونوں کانوں کے باہر والے اور اندر والے حصے پر
۱۳۸	جنت کے آٹھ دروازے	۱۱۶	مسح کرنا
۱۳۸	باب 42: ایک مد (پانی کے ذریعے) وضو کرنا	۱۱۶	مسح سر کے لیے ماء جدید لینے میں مذاہب آئمہ
۱۳۹	غسل اور وضو کیلئے استعمال کیے جانے والے پانی کی مقدار	۱۱۷	باب 29: دونوں کان سر کا حصہ ہیں
۱۳۹	مد کی مقدار کے تعین میں مذاہب آئمہ فقہ		کان اعضاء مغسول ہیں یا مسح؟ نیز ان کا مسح ایک بار ہے
	باب 43: وضو میں ضرورت سے زیادہ پانی استعمال کرنا	۱۱۸	یا تین بار؟
۱۴۰	مکروہ ہے	۱۱۹	باب 30: انگلیوں کا خال کرنا
۱۴۱	وضو کے وقت اسراف بالماء کی ممانعت	۱۲۰	دوران وضو انگلیوں کا خال کرنے کا مسئلہ
۱۴۱	باب 44: ہر نماز کے لیے وضو کرنا	۱۴۱	باب 31: "(بعض) ایڑھیوں کے لیے جہنم کی بربادی ہے"
۱۴۳	باب 45: کئی نمازیں آیت ہی وضو کے ساتھ ادا کرنا	۱۴۲	مسئلہ کی توضیح
۱۴۵	ہر نماز کے لیے نئے وضو کا مسئلہ	۱۴۲	پاؤں کے عضو مسح ہونے یا مغسول میں مذاہب

باب 46: مرد اور عورت کا ایک ہی برتن سے وضو کرنا	۱۳۵	ایک سوال اور اس کا جواب	۱۶۴
باب 47: عورت کے وضو کے بچے ہوئے پانی سے (وضو کرنا) مکروہ ہے	۱۳۶	باب 57: سونے کے بعد (بیدار ہونے پر) وضو کرنا	۱۶۵
باب 48: اس بارے میں رخصت کا بیان	۱۳۷	نوم کے ناقض وضو ہونے یا نہ ہونے میں مذاہب آئمہ	۱۶۷
مرد اور عورت کا باہم ایک برتن میں غسل یا وضو کرنے کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ	۱۳۷	باب 58: آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کی وجہ سے وضو کا لازم ہونا	۱۶۸
باب 49: پانی کو کوئی بھی چیز ناپاک نہیں کرتی	۱۳۹	باب 59: آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے کی وجہ سے) وضو لازم نہ ہونا	۱۶۹
باب 50: (اسی سے متعلق دیگر روایات)	۱۳۹	آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کا شرعی حکم	۱۶۹
پانی کے نجس و طاہر ہونے کے حوالے سے مذاہب آئمہ	۱۵۰	باب 60: اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا	۱۷۱
باب 51: کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا مکروہ ہے	۱۵۱	لحوم اہل کھانے سے لزوم وضو اور عدم لزوم کے حوالے سے مذاہب آئمہ	۱۷۳
ماء راکد میں پیشاب کرنے کی ممانعت اور اس کی حکمت	۱۵۲	باب 61: شرمگاہ چھونے کے بعد وضو کرنا	۱۷۴
باب 52: سمندر کا پانی پاک ہوتا ہے	۱۵۲	باب 62: شرمگاہ کو چھونے کے بعد وضو کرنا لازم نہ ہونا	۱۷۵
ماء البحر کا شرعی حکم	۱۵۳	مس ذکر سے وجوب وضو یا عدم وجوب کے حوالے سے مذاہب آئمہ	۱۷۶
سمندری جانوروں کی حلت و حرمت میں مذاہب آئمہ	۱۵۴	باب 63: (بیوی کا) بوسہ لینے کے بعد وضو لازم نہیں ہوتا	۱۷۷
سمک طافی کی حلت و حرمت میں مذاہب آئمہ	۱۵۴	حالت وضو میں بیوی کا بوسہ لینے سے لزوم وضو یا عدم لزوم میں مذاہب آئمہ	۱۷۹
باب 53: پیشاب (کے چھینٹوں سے بچنے) کی شدید تاکید	۱۵۵	حدیث پر اعتراض اور اس کا جواب	۱۷۹
پیشاب کی چھینٹوں سے عدم احتراز اور چغلی کھانے کی وعید	۱۵۶	باب 64: قے کرنے یا نکسیر پھوٹنے کی وجہ سے وضو کرنا	۱۸۰
حدیث سے ثابت ہونے والے مسائل	۱۵۶	قنی اور نکسیر سے لزوم وضو یا عدم لزوم میں مذاہب آئمہ	۱۸۱
سوال و جواب	۱۵۷	حدیث ہذا کی خصوصیت	۱۸۲
باب 54: جو بچہ کھانا نہ کھاتا ہو اس کے پیشاب پر پانی چھڑکنا	۱۵۸	باب 65: نبیذ سے وضو کرنا	۱۸۲
شیر خوار بچے کے پیشاب کو دھونے میں مذاہب آئمہ	۱۵۹	نبیذ کا مفہوم اور اس سے وضو کے جواز و عدم جواز کے حوالے سے مذاہب آئمہ	۱۸۳
باب 55: جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہو اس کے پیشاب کا حکم	۱۶۰	باب 66: دودھ پینے کے بعد کلی کرنا	۱۸۴
ماکول الحکام جانوروں کا پیشاب نجس ہونے میں مذاہب آئمہ	۱۶۱	دودھ پینے کے بعد کلی کرنے کا مسئلہ	۱۸۵
باب 56: ہوا (خارج ہونے) پر وضو کا ٹوٹ جانا	۱۶۳	دواہم مسائل	۱۸۵
مسئلہ کی وضاحت	۱۶۴		

باب 67: جب آدمی وضو کی حالت میں نہ ہو تو سلام کا جواب دینا مکروہ ہے	باب 75: جرابوں اور عمامہ پر مسح کرنا
ترجمہ الباب اور حدیث کے مابین مطابقت	عمامہ پر مسح کے جواز یا عدم جواز میں مذاہب آئمہ
سلام نہ کہنے کے مواقع	باب 76: غسل جنابت کا بیان
مختلف احادیث اور ان کے مابین مطابقت	غسل جنابت کے اسباب اور اس کا طریق کار
جواز والی روایات	باب 77: کیا غسل کے وقت عورت اپنی مینڈیاں کھولے گی؟
عدم جواز والی روایات	عورت کا غسل کے وقت اپنی بیٹی ہوئی چوٹیوں کو کھولنے کا مسئلہ
مسئلہ	باب 78: ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے
ایک سوال اور اس کا جواب	”تحت کل شعرة جنابة“ کا مفہوم
باب 68: کتے کے جوٹھے کا حکم	باب 79: غسل کے بعد وضو کرنا
کتا کے جھوٹے کا مسئلہ اور اس میں مذاہب فقہاء	غسل کے بعد وضو کرنے کا مسئلہ
باب 69: بلی کے جوٹھے کا حکم	باب 80: جب ختنے (شرمگاہیں) مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے
بلی کے جھوٹے کا شرعی حکم اور اس میں مذاہب آئمہ	باب 81: منی نکلنے سے غسل فرض ہوتا ہے
باب 70: موزوں پر مسح کرنا	ختانان کے ملنے سے غسل واجب ہونے کا مسئلہ
موزوں پر مسح کرنے کا ثبوت	چند اہم امور کی وضاحت
باب 71: مسافر اور مقیم کا موزوں پر مسح کرنا	- اکسال کی تعریف اور اس کا شرعی حکم
مسافر اور مقیم کا موزوں پر مسح کا مسئلہ اور مدت مسح میں مذاہب آئمہ	- کسی حکم کی علت مخفی ہونے پر ظاہری چیز کو اس کے قائم مقام کرنا
موزوں پر مسح کے حوالے سے چند اہم مسائل	باب 82: جو شخص نیند سے بیدار ہونے کے بعد تری دیکھ کر
باب 72: موزوں پر مسح کرنا اس کے بالائی حصے پر اور زیریں حصے پر	لیکن اسے احتلام یاد نہ رہے
باب 73: موزوں پر مسح کرنے کا حکم، یعنی ان کے ظاہری حصے پر (مسح کرنا)	خواب کی کیفیت یاد نہ ہو لیکن اسے پر تری پانے سے غسل واجب ہو جاتا ہے
دونوں موزوں کے اوپر اور نیچے مسح کرنے میں مذاہب آئمہ	باب 83: منی اور نڈی کا بیان
مسئلہ	منی اور نڈی کا شرعی حکم
باب 74: جرابوں اور جوتوں پر مسح کرنا	باب 84: منی کا کپڑے پر لگنا
جورب کی تعریف، اقسام اور احکام	
جرابوں اور چپلوں پر مسح	

۲۳۷	(۶) الوان دم حیض میں مذاہب	۲۲۰	مذی آلود کپڑا پاک کرنے کا طریقہ
۲۳۷	دم استحاضہ کے اسباب	۲۲۱	باب 85: منی کپڑوں پر لگ جانا
۲۳۷	مسئلہ	۲۲۲	باب 86: کپڑے پر لگی ہوئی منی کو دھونا
۲۳۷	باب 94: مستحاضہ عورت ہر نماز کے لیے وضو کرے گی	۲۲۳	منی کے نجس و طاہر ہونے اور کپڑے کو لگ جانے کی صورت
۲۳۸	استحاضہ تھوڑا نکل صلوة میں مذاہب آئمہ	۲۲۳	میں اسے پاک کرنے میں مذاہب آئمہ
۲۳۸	مسئلہ	۲۲۵	باب 87: جنبی شخص کا غسل سے پہلے سو جانا
۲۳۹	باب 95: مستحاضہ عورت ایک غسل کے بعد دو نمازیں اکٹھی پڑھ لے گی	۲۲۶	حالت جنابت میں سونے کا مسئلہ اور اس میں مذاہب فقہاء
۲۳۹	باب 96: مستحاضہ عورت کا ہر نماز کے وقت غسل کرنا	۲۲۷	باب 88: جنبی شخص جب سونے لگے تو وضو کر لے
۲۳۹	امر ثانی سے مراد	۲۲۸	جنبی کا سونے سے قبل وضو کرنے کا مسئلہ
۲۳۹	باب 97: حائضہ عورت نمازوں کی قضاء نہیں کرے گی	۲۲۸	باب 89: جنبی شخص سے مصافحہ کرنا
۲۳۹	حائضہ کی نماز کا مسئلہ	۲۲۹	حالت جنابت میں مصافحہ کرنے کا مسئلہ
۲۳۹	باب 98: جنبی شخص اور حائضہ عورت قرآن پاک کی تلاوت نہیں کر سکتے	۲۳۰	باب 90: جو عورت خواب میں مرد کی طرح خواب دیکھے (یعنی اسے احتلام ہو جائے)
۲۳۹	حائضہ کی تلاوت قرآن میں مذاہب آئمہ	۲۳۰	بد خوابی کی صورت میں عورت اپنے کپڑے پر تری پائے تو غسل واجب ہونے کا مسئلہ
۲۳۹	باب 99: حائضہ عورت کے ساتھ مباشرت کرنا	۲۳۱	باب 91: مرد کا غسل کرنے کے بعد عورت کے جسم سے گرمی حاصل کرنا
۲۳۹	مباشرت کا مفہوم، اقسام اور ان کا حکم	۲۳۱	غسل کے بعد مرد کا جب یہ بیوی کے جسم سے حرارت حاصل کرنے کا مسئلہ
۲۳۹	باب 100: حائضہ عورت اور جنبی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا اور اس کا جوٹھا استعمال کرنا	۲۳۲	باب 92: جنبی شخص کو جب پانی نہ ملے تو وہ تیمم کرے
۲۳۹	حائضہ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے اور اس کے جھوٹا کا مسئلہ	۲۳۲	پانی دستیاب نہ ہونے کی صورت میں تیمم کرنے کا مسئلہ
۲۳۹	باب 101: حائضہ عورت کا نماز کی جگہ سے کوئی چیز پکڑانا	۲۳۳	باب 93: مستحاضہ عورت کا بیان
۲۳۹	حائضہ کا اپنا ہاتھ یا سر مسجد میں داخل کرنے کا مسئلہ	۲۳۳	استحاضہ کا مفہوم اور اس کے احکام
۲۳۹	باب 102: حائضہ عورت کے ساتھ صحبت کرنا مکروہ ہے (حرام) ہے	۲۳۶	(۱) حیض کی اقل مدت میں مذاہب:
۲۳۹	امور ثلاثہ کے ارتکاب کی ممانعت اور اس کی وجوہات	۲۳۶	(۲) اکثر مدت حیض میں مذاہب آئمہ
۲۳۹	باب 103: اس عمل کے کفارے کا بیان	۲۳۶	(۳) نفاس کی اقل مدت
۲۳۹	حائضہ سے جماع کے ارتکاب کا کفارہ	۲۳۷	(۴) اکثر مدت نفاس
۲۳۹	باب 104: کپڑے سے حیض کا خون دھونا	۲۳۷	(۵) اقل مدت نفاس میں مذاہب آئمہ

۲۵۵	باب 1: نماز کے اوقات کا بیان جو آپ ﷺ سے مروی ہیں ۲۷۳	دم حیض سے کپڑے کو صاف کرنے کا طریقہ
۲۵۶	باب 2: (بلا عنوان) ۲۷۶	باب 105: نفاس والی عورت کتنا عرضہ انتظار کرے گی؟
۲۵۷	باب 3: بلا عنوان ۲۷۷	دم نفاس کی مدت میں مذاہب
۲۵۸	اوقات نماز پنجگانہ ۲۷۸	باب 106: آدمی کا تمام بیویوں کے ساتھ صحبت کرنے کے بعد ایک ہی مرتبہ غسل کرنا
۲۵۹	باب 4: فجر کی نماز اندیسرے میں ادا کرنا ۲۸۰	غسل واحد سے وظیفہ ازواج کا مسئلہ
۲۶۰	باب 5: فجر کی نماز روشنی میں ادا کرنا ۲۸۱	باب 107: جنبی شخص اگر دوبارہ صحبت کرنا چاہتا ہو تو وہ وضو کرے
۲۶۱	نماز فجر کے مستحب وقت میں مذاہب آئمہ ۲۸۲	باب 108: جب نماز قائم ہو چکی ہو اور کسی شخص کو قضائے حاجت کی ضرورت ہو تو وہ پہلے قضائے حاجت کرے
۲۶۲	باب 6: ظہر کی نماز جلدی ادا کرنا ۲۸۳	باب 109: پاؤں کے نیچے کوئی چیز آنے پر وضو کرنا
۲۶۳	باب 7: سخت گرمی میں ظہر کوتا خیر سے ادا کرنا ۲۸۴	پلید جگہ پر چلنے سے وضو نہ ٹوٹنے کا مسئلہ
۲۶۴	نماز ظہر کے مسنون وقت میں مذاہب آئمہ ۲۸۷	باب 110: تیمم کا بیان
۲۶۵	باب 8: عصر کی نماز جلدی ادا کرنا ۲۸۸	تیمم کا طریق کار
۲۶۶	باب 9: عصر کی نماز تاخیر سے ادا کرنا ۲۸۹	تیمم کے وقت ضربوں کی تعداد میں مذاہب آئمہ
۲۶۷	نماز عصر کے مسنون وقت میں مذاہب آئمہ ۲۹۰	مسح یدین کی حد میں مذاہب آئمہ
۲۶۸	باب 10: مغرب کا وقت ۲۹۱	باب 111: آدمی ہر حالت میں قرآن پاک پڑھ سکتا ہے جب کہ وہ جنبی نہ ہو
۲۶۹	نماز مغرب کا مسنون وقت ۲۹۲	غیر جنبی کا ہر حالت میں تلاوت قرآن کرنے کا مسئلہ
۲۷۰	باب 11: عشاء کی نماز کا وقت ۲۹۲	باب 112: اس زمین کا حکم جس میں پیشاب کیا گیا ہو
۲۷۱	باب 12: عشاء کی نماز تاخیر سے ادا کرنا ۲۹۳	زمین کو پاک کرنے میں مذاہب آئمہ
۲۷۲	نماز عشاء کے آخری وقت میں مذاہب آئمہ ۲۹۴	کتاب الصلوٰۃ عن رسول اللہ ﷺ
۲۷۳	باب 13: عشاء سے پہلے سو جانا اور اس کے بعد گفتگو کرنا مکروہ ہے ۲۹۵	نماز کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ
۲۷۴	باب 14: عشاء کے بعد گفتگو کرنے کی اجازت ۲۹۶	نماز کا بیان
۲۷۵	نماز عشاء سے قبل سونے اور اس کے بعد قصہ گوئی کی ممانعت ۲۹۷	
۲۷۶	باب 15: ابتدائی وقت کی فضیلت ۲۹۷	
۲۷۷	اول وقت میں نماز ادا کرنے کی فضیلت ۳۰۰	
۲۷۸	باب 16: عصر کی نماز ادا نہ کرنا ۳۰۱	
۲۷۹	نماز عصر کو ترک کرنے کی وعید ۳۰۱	
۲۸۰	باب 17: نماز پڑھنا جب امام نماز کوتا خیر سے ادا کرے ۳۰۲	

۳۳۰	باب 2: اذان میں ترجیح	۳۰۳	امام کی طرف سے تاخیر نماز کے باعث نماز فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز کی ادائیگی میں مذاہب آئمہ
۳۳۱	تعداد کلمات اذان میں مذاہب آئمہ	۳۰۴	باب 18: نماز کے وقت سوئے رہ جانا
۳۳۲	باب 3: اقامت میں افراد	۳۰۵	باب 19: جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے
۳۳۳	باب 4: اقامت کے کلمات دو، دو ہوں گے	۳۰۶	نیند کے سبب نماز فوت ہو جانے کی صورت میں اس کی ادائیگی میں مذاہب آئمہ
۳۳۴	تعداد کلمات اقامت میں مذاہب آئمہ	۳۰۷	باب 20: جس شخص کی کئی نمازیں رہ جائیں وہ کون سی نماز سے آغاز کرے
۳۳۵	باب 5: اذان میں ترسل	۳۰۸	فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی کی ترتیب میں مذاہب آئمہ
۳۳۶	اذان و اقامت کے حوالے سے چند اہم مسائل	۳۰۹	باب 21: نماز وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے ایک قول کے مطابق اس سے مراد نماز ظہر ہے
۳۳۷	باب 6: اذان کے وقت انگلی کان میں ڈال لینا	۳۱۰	نماز وسطیٰ کی تعیین میں مذاہب آئمہ
۳۳۸	دوران اذان مؤذن کا اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونسنا	۳۱۱	باب 22: عصر یا فجر کے بعد نماز ادا کرنا مکروہ ہے
۳۳۸	باب 7: فجر کی اذان میں تجویب	۳۱۲	نماز عصر اور نماز فجر کے بعد نفل نماز ادا کرنے میں مذاہب آئمہ
۳۳۹	فجر کی اذان میں تجویب کا مسئلہ	۳۱۳	نماز عصر کے بعد نوافل ادا کرنے میں مذاہب آئمہ
۳۴۰	باب 8: جو شخص اذان دے وہی اقامت کہے	۳۱۸	باب 23: مغرب کی نماز سے پہلے (نفل) نماز ادا کرنا
۳۴۱	اقامت کہنے کے حق میں مذاہب آئمہ	۳۱۹	نماز مغرب سے قبل نوافل ادا کرنے میں مذاہب آئمہ
۳۴۲	باب 9: وضو کے بغیر اذان دینا مکروہ ہے	۳۲۰	باب 24: جو شخص سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالے
۳۴۳	بے وضو اذان کہنے کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ	۳۲۱	مفہوم حدیث کے تعیین میں مذاہب آئمہ
۳۴۴	باب 10: اقامت کے بارے میں امام زیادہ حقدار ہے	۳۲۲	باب 25: حضر کے عالم میں دو نمازیں ایک ساتھ ادا کرنا
۳۴۴	(کہ اسے دیکھ کر اقامت کہی جائے)	۳۲۳	جمع صلوٰتین کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ
۳۴۴	اذان کا زیادہ حقدار مؤذن اور اقامت کا امام ہے	۳۲۴	اذان سے متعلق ابواب
۳۴۵	باب 11: رات کے وقت اذان دینا	۳۲۶	اذان کا بیان
۳۴۶	قبل از وقت اذان پڑھنے میں مذاہب آئمہ	۳۲۶	اذان کا مفہوم، تاریخ، الفاظ، فوائد، مواقع اور جامعیت
۳۴۸	باب 12: اذان کے بعد مسجد سے باہر جانا مکروہ ہے	۳۲۷	باب 1: اذان کا آغاز
۳۴۹	اذان کے بعد بلا عذر شرعی مسجد سے خروج کی ممانعت	۳۲۹	اذان کے حوالے سے چند ایک فقہی مسائل
۳۵۰	باب 13: سفر کے دوران اذان دینا		
۳۵۱	دوران سفر مسئلہ اذان میں مذاہب آئمہ		
۳۵۲	باب 14: اذان دینے کی فضیلت		
۳۵۳	اذان کے فضائل		
۳۵۳	چند اہم مسائل		
۳۵۴	باب 15: امام ضامن ہوتا ہے اور مؤذن امین ہوتا ہے		

۳۷۳	میں شمولیت کے حوالے سے مذاہب آئمہ	۳۵۵	امام ضامن اور مؤذن امین ہونے کی توضیح
	باب 26: جس مسجد میں نماز ادا کی جا چکی ہو وہاں		باب 16: جب مؤذن اذان دے تو (سننے والا) آدمی کیا
۳۷۴	دوبارہ باجماعت نماز پڑھنا	۳۵۵	کہے؟
۳۷۵	مسجد میں جماعت ثانیہ کا شرعی حکم	۳۵۶	اذان کے جواب میں مذاہب آئمہ
	باب 27: عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کی	۳۵۷	باب 17: مؤذن کا اذان کا معاوضہ لینا مکروہ ہے
۳۷۶	فضیلت	۳۵۸	اذان کے عوض اجرت وصول کرنے کا مسئلہ
۳۷۷	نماز عشاء اور نماز فجر باجماعت ادا کرنے کے فضائل		باب 18: جب مؤذن اذان دے چکے تو آدمی کیا دعا
۳۷۸	باب 28: پہلی صف کی فضیلت	۳۵۹	پڑھے؟
۳۷۹	صف اول کے فضائل	۳۶۰	باب 19: بلا عنوان
۳۸۰	صف اول کا مصداق اور اس کے افضل ہونے کی وجہ	۳۶۱	اذان کی دعا
۳۸۱	باب 29: صفیں درست رکھنا		باب 20: اذان اور اقامت کے درمیان کی جانے والی
۳۸۲	تسویۃ الصفوف کی اہمیت	۳۶۲	دعا مسترد نہیں ہوتی
	باب 30: (نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان) تم میں سے بھگدار	۳۶۲	اذان و اقامت کے درمیان وقت قبولیت دعا
۳۸۲	اور تجربہ کار لوگ میرے قریب کھڑے ہوں		باب 21: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کتنی نمازیں فرض کی
۳۸۳	باشعور لوگوں کو پاس کھڑا کرنے کی وجوہات	۳۶۳	ہیں؟
۳۸۴	بازاروں کی گہما گہمی سے بچنے کی تاکید کی وجوہات		اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کی جانے والی نمازوں کی تعداد
۳۸۴	باب 31: ستونوں کے درمیان صف بنانا مکروہ ہے	۳۶۳	اور ان میں حکمتیں
	ستونوں کے مابین صف بنانے کا مسئلہ اور اس میں مذاہب	۳۶۳	باب 22: پانچ نمازوں کی فضیلت
۳۸۵	آئمہ	۳۶۳	نماز پنجگانہ کے فضائل
	باب 32: نماز کے دوران کسی شخص کا صف میں تنہا کھڑے ہونا	۳۶۳	باب 23: باجماعت نماز کی فضیلت
۳۸۸	صف میں تنہا نماز پڑھنے میں مذاہب آئمہ	۳۶۸	فضائل جماعت
	باب 33: جو شخص نماز ادا کر رہا ہو اور اس کے ساتھ ایک	۳۶۹	ایک سوال اور اس کا جواب
۳۸۹	شخص (مقتدی) ہو	۳۷۰	باب 24: جو شخص اذان سن کر اس کا جواب نہ دے
	ایک مقتدی ہونے کی صورت میں امام کی دائیں جانب کھڑا ہونا		تاریکین جماعت کی وعید اور جماعت کی شرعی حیثیت میں
۳۹۰	باب 34: جس شخص کے ہمراہ دو آدمی نماز ادا کر نیوالے ہوں	۳۷۱	مذاہب آئمہ
۳۹۱	دو مقتدیوں کی جماعت کا مسئلہ		باب 25: جو شخص تنہا نماز ادا کرے اور پھر جماعت کو بھی
	باب 35: جو شخص نماز ادا کر رہا ہو اس کے ساتھ مرد اور	۳۷۲	پالے
۳۹۳	خواتین (اقتداء میں نماز ادا کرنے کے لیے موجود ہوں)		انفرادی نماز کے بعد جماعت پانے کی صورت میں اس

۴۱۸	آمین بالجبر اور آمین بالاختفاء میں مذاہب آئمہ	۳۹۳	خواتین و حضرات کا باہم جماعت سے نماز پڑھنے کا مسئلہ
۴۱۸	”آمین“ کہنے کی فضیلت	۳۹۳	باب 36: امامت کا زیادہ حقدار کون ہے؟
۴۱۸	باب 48: (باجماعت) نماز کے دوران دو مرتبہ سکتے کرنا	۳۹۵	امامت کرانے کے زیادہ حقدار کا مسئلہ
۴۱۹	نماز میں دو سکتوں کا مسئلہ	۳۹۵	باب 37: جب کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو مختصر نماز پڑھائے
۴۲۰	باب 49: نماز کے دوران دایاں ہاتھ بائیں پر رکھنا	۳۹۶	نماز پڑھانے میں اختصار کو پیش نظر رکھنے کا مسئلہ
۴۲۱	وضع یدین یا ارسال یدین افضل ہونے میں مذاہب آئمہ	۳۹۷	باب 38: نماز کا آغاز اور اختتام
۴۲۱	ہاتھ باندھنے کی جگہ میں مذاہب آئمہ	۳۹۸	نماز کا آغاز و تکمیل اور ان میں مذاہب آئمہ
۴۲۲	باب 50: رکوع میں اور سجدے میں جاتے ہوئے تکبیر کہنا	۳۹۹	باب 39: تکبیر کہتے ہوئے انگلیوں کو کھلا رکھنا
۴۲۳	باب 51: (بلا عنوان)	۴۰۰	تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کی انگلیوں کو کھلا رکھنے کا مسئلہ
۴۲۳	رکوع اور سجود کرتے وقت تکبیر کہنے کا مسئلہ	۴۰۱	باب 40: پہلی تکبیر کی فضیلت
۴۲۴	باب 52: رکوع میں جاتے ہوئے رفع یدین کرنا	۴۰۱	تکبیر اولیٰ میں شمولیت کی فضیلت
۴۲۴	باب 53: نبی اکرم ﷺ صرف نماز کے آغاز میں رفع یدین کرتے تھے	۴۰۲	باب 41: نماز کے آغاز میں کیا پڑھا جائے؟
۴۲۶	رکوع کے وقت رفع یدین کرنے میں مذاہب آئمہ	۴۰۳	تکبیر تحریمہ کے بعد اور آغاز تلاوت سے قبل ذکر رکھنے میں مذاہب آئمہ
۴۲۷	باب 54: رکوع میں دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھنا	۴۰۵	باب 42: بلند آواز میں ”بِسْمِ اللّٰهِ“ نہ پڑھنا
۴۲۸	حالت رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا مسئلہ	۴۰۵	باب 43: بلند آواز میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا
۴۳۰	باب 55: رکوع میں دونوں بازوؤں کو پہلوؤں سے الگ رکھا جائے	۴۰۶	تسمیہ خوانی میں جبر و عدم جبر کے اعتبار سے مذاہب آئمہ
۴۳۰	رکوع کی کیفیت	۴۰۷	باب 44: نماز میں قرأت کا آغاز اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سے کرنا
۴۳۱	باب 56: رکوع اور سجدے میں تسبیح پڑھنا	۴۰۸	تسمیہ کا ہر سورت کا جز ہونے یا نہ ہونے میں مذاہب آئمہ
۴۳۳	رکوع اور سجود میں تسبیحات پڑھنے کا مسئلہ	۴۰۹	باب 45: سورہ فاتحہ کے بغیر نماز (کامل) نہیں ہوتی
۴۳۴	باب 57: رکوع اور سجدے میں قرأت کرنا	۴۱۰	سورۃ فاتحہ کا نماز سے تعلق کے حوالے سے مذاہب آئمہ
۴۳۴	رکوع اور سجود میں قرأت کی ممانعت کا مسئلہ	۴۱۱	مسئلہ قرأت خلف الامام میں مذاہب آئمہ
۴۳۵	باب 58: جو شخص رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا	۴۱۳	باب 46: آمین کہنا
۴۳۶	تعدیل ارکان کی شرعی حیثیت میں مذاہب آئمہ	۴۱۴	آمین مقتدی یا امام کا وظیفہ ہونے میں مذاہب
۴۳۷	باب 59: جب آدمی رکوع سے سر اٹھائے تو کیا پڑھے؟	۴۱۶	باب 47: آمین کہنے کی فضیلت
۴۳۷	رکوع سے اٹھتے وقت تسمیع اور تحمید کہنے میں مذاہب آئمہ	۴۱۷	

۴۵۷	باب 60: بلا عنوان	۴۳۹	باب 74: سجود سے کس طرح اٹھا جائے؟
۴۵۷	تحمید کی فضیلت	۴۴۰	باب 75: بلا عنوان
۴۵۸	باب 61: سجود میں (جاتے ہوئے) دونوں ہاتھوں سے پہلے گھٹنے (زمین پر) رکھنا	۴۴۰	سجدہ سے اٹھنے کا مسئلہ
۴۵۸	باب 62: بلا عنوان	۴۴۰	باب 76: تشہد کا بیان
۴۶۱	سجدہ میں جاتے وقت اعضاء کو زمین پر رکھنے میں مذاہب آئمہ	۴۴۱	تشہد کی افضلیت میں مذاہب آئمہ
۴۶۲	آئمہ	۴۴۲	باب 77: پست آواز میں تشہد پڑھنا
۴۶۲	باب 63: پیشانی اور ناک پر سجدہ کرنا	۴۴۲	تشہد وغیرہ آہستہ پڑھنے کا مسئلہ
۴۶۲	باب 64: آدمی سجود میں اپنا چہرہ کہاں رکھے؟	۴۴۳	باب 78: تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ
۴۶۲	باب 65: سات اعضاء پر سجدہ کرنا	۴۴۳	قعدہ میں بیٹھنے کی کیفیت میں مذاہب آئمہ
۴۶۶	باب 66: سجود کے دوران (بازوؤں کو پہلوؤں سے) الگ رکھنا	۴۴۴	باب 79: تشہد میں اشارہ کرنا
۴۶۷	باب 67: سجود میں دونوں ہاتھ زمین پر رکھنا اور پاؤں کھڑے کرنا	۴۴۵	قعدہ میں اشارہ بالساپ کا مسئلہ
۴۶۹	باب 68: جب رکوع یا سجود سے سر اٹھائیں تو کمر کو بالکل سیدھا کرنا	۴۴۵	باب 80: نماز میں سلام پھیرنا
۴۶۹	باب 69: امام سے پہلے رکوع یا سجود میں جانا مکروہ ہے مقتدی کا امام سے قبل رکوع وجود میں جانے کی ممانعت	۴۴۷	باب 81: بلا عنوان
۴۷۰	باب 70: دو سجودوں کے درمیان اقعاء (کے طور پر) بیٹھنا مکروہ ہے	۴۴۷	نماز کا سلام پھیرنے میں مذاہب آئمہ
۴۷۰	باب 71: اقعاء (کے طور پر بیٹھے) کی رخصت	۴۴۸	باب 82: سلام کو حذف کرنا سنت ہے
۴۷۲	باب 72: دو سجودوں کے درمیان کیا پڑھے؟	۴۴۸	”حذف السلام“ کا مفہوم
۴۷۲	باب 73: سجود میں دعا کرنے میں مذاہب آئمہ	۴۴۹	باب 83: نماز کا سلام پھیرنے کے بعد کیا پڑھے؟
۴۷۳	باب 74: سجود میں (جاتے ہوئے) سہارا لینا	۴۴۹	نماز کے بعد پڑھی جانے والی ادعیہ اور اذکار ماثورہ
۴۷۳	دوران سجدہ کہیاں ٹیکنے کا مسئلہ	۴۵۰	باب 84: نماز سے (فارغ ہونے کے بعد) دائیں طرف سے یا بائیں طرف سے اٹھنا
۴۸۰		۴۵۱	نماز کا سلام پھیرنے کے بعد امام کا دائیں بائیں جانب پھرنے کا مسئلہ
۴۸۱		۴۵۲	باب 85: نماز کا طریقہ
۴۸۲		۴۵۳	باب 86: (بلا عنوان)
۴۸۲		۴۵۴	نماز ادا کرنے کا مکمل طریقہ
		۴۵۵	باب 87: صبح کی نماز میں کیا پڑھا جائے؟
		۴۵۶	نماز فجر کی قرأت کا مسئلہ
		۴۵۶	باب 88: ظہر اور عصر کی نماز میں قرأت

۵۱۰	باب 101: مسجد قباء میں نماز ادا کرنا	۴۸۴	نماز ظہر اور نماز عصر میں قرأت کا مسئلہ
۵۱۰	مسجد قباء میں نماز ادا کرنے کی فضیلت	۴۸۴	باب 89: مغرب کی نماز میں قرأت کرنا
۵۱۱	باب 102: کون سی مسجد زیادہ فضیلت رکھتی ہے؟	۴۸۶	نماز مغرب میں مسنون قرأت کا مسئلہ
۵۱۳	افضل مسجد کی وضاحت	۴۸۶	باب 90: عشاء کی نماز میں قرأت
۵۱۳	باب 103: مسجد کی طرف چل کر جانا	۴۸۸	نماز عشاء میں مسنون قرأت کا مسئلہ
۵۱۶	جماعت میں شمولیت کے لیے دوڑے کی ممانعت	۴۸۸	باب 91: امام کی اقتداء میں قرأت کرنا
۵۱۶	باب 104: مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھنے کی فضیلت		باب 92: جب امام بلند آواز میں قرأت کر رہا ہو تو اس
۵۱۷	نماز کے انتظار میں بیٹھنے کی فضیلت	۴۸۹	کی اقتداء میں قرأت کو ترک کیا جائے گا
۵۱۷	باب 105: چٹائی پر نماز ادا کرنا	۴۹۳	فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ
۵۱۸	باب 106: نماز بڑی چٹائی پر ادا کرنا	۴۹۵	باب 93: مسجد میں داخل ہوتے وقت کیا پڑھا جائے؟
۵۱۹	باب 107: بچھونے پر نماز ادا کرنا	۴۹۶	مسجد میں دخول اور خروج کے وقت کی مسنون دعائیں
۵۲۰	چٹائی وغیرہ پر نماز ادا کرنے میں مذاہب آئمہ		باب 94: جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو دو رکعت ادا
۵۲۰	باب 108: باغ میں نماز ادا کرنا	۴۹۷	کر لے
۵۲۱	باغ میں نماز ادا کرنے کا مسئلہ	۴۹۹	تحیۃ المسجد کے نوافل کا مسئلہ
۵۲۱	باب 109: نمازی کے سترہ کا بیان		باب 95: قبرستان اور حمام کے علاوہ پوری روئے زمین مسجد
۵۲۲	نمازی کا اپنے سامنے سترہ نصب کرنے کا مسئلہ	۴۹۹	ہے
۵۲۲	باب 110: نمازی کے آگے سے گزرنا مکروہ ہے	۵۰۱	قبرستان اور حمام کے علاوہ تمام روئے زمین کا مسجد ہونا
۵۲۳	نمازی کے سامنے سے گزرنے کی وعید	۵۰۱	باب 96: مسجد تعمیر کرنے کی فضیلت
۵۲۳	باب 111: نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی	۵۰۲	مسجد بنانے کی فضیلت
	باب 112: کتے، گدھے اور عورت کے علاوہ کوئی چیز نماز کو	۵۰۳	باب 97: قبر پر مسجد بنانا مکروہ ہے
۵۲۵	نہیں توڑتی	۵۰۴	تین اہم مسائل کی وضاحت
	نمازی کے سامنے سے کسی جانور کے گزرنے سے نماز فاسد	۵۰۵	باب 98: مسجد میں سونا
۵۲۶	نہ ہونے کا مسئلہ	۵۰۵	مسجد میں سونے کے حوالے سے مذاہب آئمہ
۵۲۷	باب 113: ایک کپڑے میں نماز ادا کرنا		باب 99: مسجد میں خرید و فروخت، گم شدہ چیز کا اعلان کرنا،
۵۲۸	ایک کپڑے میں نماز ادا کرنے کا مسئلہ	۵۰۶	شعر سنانا مکروہ ہے
۵۲۹	باب 114: قبلہ کا آغاز	۵۰۸	مسجد میں تین امور کی ممانعت
۵۳۰	باب 115: مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے	۵۰۸	باب 100: وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی
۵۳۲	تحویل قبلہ کی تاریخ	۵۰۹	”لَمَسْجِدًا أُتِيَ عَلَى التَّقْوَىٰ“ کا مصداق

باب 116: جو شخص اندھیرے میں قبلہ کی بجائے کسی اور طرف رخ کر کے نماز ادا کر لے	۵۳۲	باب 126: جب امام بیٹھ کر نماز ادا کرے تو مقتدی بھی بیٹھ کر نماز ادا کریں	۵۵۰
غیر سمت قبلہ نماز ادا کرنے کا مسئلہ	۵۳۳	باب 127: بلا عنوان	۵۵۲
باب 117: کس چیز کی طرف اور کس جگہ پر نماز ادا کرنا مکروہ ہے؟	۵۳۴	امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدیوں کا بیٹھ کر اقتداء کرنے کا مسئلہ اور مذاہب آئمہ	۵۵۳
ایسے سات مقامات جہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے	۵۳۵	باب 128: جب امام دو رکعت کے بعد بھول کر کھڑا ہو جائے اور (بیٹھے نہیں)	۵۵۴
باب 118: بکریوں کے باڑے اور اونٹوں کے باڑے میں نماز ادا کرنا	۵۳۶	دو رکعت کے بعد قعدہ کیے بغیر امام کا بھول کر تیسری رکعت میں کھڑا ہونے کا مسئلہ	۵۵۶
وہ مقامات جہاں نماز ادا کرنا ممنوع ہے	۵۳۷	باب 129: پہلی دو رکعات پڑھنے کے بعد بیٹھنے کی مقدار	۵۵۷
باب 119: سواری پر نماز ادا کرنا خواہ اس کا رخ کسی بھی سمت میں ہو	۵۳۸	پہلی دو رکعت کے بعد قعدہ بیٹھنے کی مقدار کا مسئلہ	۵۵۸
سواری پر نماز ادا کرنے کا مسئلہ	۵۳۹	باب 130: نماز کے دوران اشارہ کرنا	۵۵۸
باب 120: سواری کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنا	۵۴۰	حالت نماز میں انگلی کے اشارہ سے سلام کا جواب دینے میں مذاہب آئمہ	۵۵۹
سواری کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے کا مسئلہ	۵۴۰	باب 131: سبحان اللہ کہنے کا حکم مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانے کا حکم خواتین کے لیے ہے	۵۶۰
باب 121: نماز کا وقت ہو جائے اور کھانا بھی آجائے تو پہلے کھانا کھا لو	۵۴۱	امام کو مطلع کرنے کے لیے مردوں کے لیے تسبیح اور خواتین کے لیے تصفیق کا مسئلہ	۵۶۱
جماعت کھڑی ہونے پر کھانا پیش کیا جائے تو کھانا کھانے کو اولیت دینا	۵۴۲	باب 132: نماز کے دوران جمائی لینا مکروہ ہے	۵۶۱
باب 122: اونگھنے کے وقت نماز ادا کرنا	۵۴۳	حالت نماز میں جمائی لینے کی ممانعت	۵۶۲
اونگھ کی حالت میں نماز پڑھنے کی ممانعت	۵۴۴	باب 133: بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے مقابلے میں نصف ثواب ملتا ہے	۵۶۲
باب 123: جو شخص کسی قوم سے ملنے کے لیے جائے اور وہ انہیں نماز نہ پڑھائے	۵۴۴	مفہوم حدیث	۵۶۴
صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر مہمان کے امام بننے کی ممانعت	۵۴۵	باب 134: جو شخص بیٹھ کر نفل نماز پڑھے	۵۶۵
باب 124: امام کا صرف اپنے لیے دعا کرنا مکروہ ہے	۵۴۶	نفلی نماز بیٹھ کر پڑھنے کا مسئلہ	۵۶۷
امام کا دعا کے لیے اپنی ذات کو مخصوص کرنے کی کراہت	۵۴۷	باب 135: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان: میں نماز میں کسی ناپسند کرتے ہوں	۵۴۸
باب 125: جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے اور لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں	۵۴۸	بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اسے مختصر کر دیتا ہوں	۵۶۸
جس شخص کو لوگ ناپسند کریں اس کی امامت کا مسئلہ	۵۴۹		

۵۸۵	بچے کے رونے کے باعث نماز کو مختصر کرنا	۵۶۸	باب 147: سلام پھیرنے سے پہلے دو مرتبہ سجدہ سہو کرنا
۵۸۸	باب 136: حائضہ (یعنی جوان) عورت کی نماز چادر کے بغیر قبول نہیں ہوتی	۵۶۹	باب 148: سلام پھیرنے اور کلام کرنے کے بعد سجدہ سہو کرنا
۵۹۰	بالغہ خاتون کی نماز کے لیے اوڑھنی شرط ہونا	۵۷۰	سجدہ سہو قبل السلام یا بعد السلام ہونے میں مذاہب آئمہ
۵۹۱	باب 137: نماز کے دوران سدل کا مکروہ ہونا	۵۷۱	باب 149: تشہد میں سجدہ سہو کرنا
۵۹۳	سدل کی تعریف اور اس کی ممانعت میں مذاہب آئمہ	۵۷۲	سجدہ سہو کے بعد تشہد پڑھنے میں مذاہب آئمہ
۵۹۳	باب 138: نماز کے دوران کنکریوں کو ہٹانا مکروہ ہے	۵۷۳	باب 150: جس شخص کو نماز میں کسی کمی یا اضافہ کا شک ہو
۵۹۷	حالت نماز میں کنکریاں ہٹانے کی کراہت کا مسئلہ	۵۷۴	تعداد رکعات نماز میں زیادتی یا کمی کا شک ہونے میں
۵۹۸	باب 139: نماز کے دوران پھونک مارنا مکروہ ہے	۵۷۴	مذاہب آئمہ
۵۹۹	حالت نماز میں پھونک مارنے کی ممانعت	۵۷۵	مسئلہ: "الکلام فی الصلوٰۃ" میں مذاہب آئمہ
۶۰۰	باب 140: نماز کے دوران پہلو پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت ہے	۶۰۰	باب 151: جوتوں سمیت نماز پڑھنا
۶۰۰	حالت نماز میں پہلو پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت کا مسئلہ	۶۰۰	جوتوں سمیت نماز پڑھنے کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ
۶۰۱	باب 141: نماز کے دوران بال سینٹا مکروہ ہے	۶۰۰	باب 152: صبح کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنا
۶۰۲	حالت نماز میں بالوں کو باندھنے کی ممانعت	۶۰۱	نماز فجر اور نماز مغرب میں دعائے قنوت پڑھنے کا مسئلہ
۶۰۳	باب 142: نماز میں خشوع و خضوع اختیار کرنا	۶۰۲	باب 153: دعائے قنوت نہ پڑھنا
۶۰۴	خشوع و خضوع نماز کی روح و معراج	۶۰۳	نماز فجر میں دعا قنوت پڑھنے میں مذاہب آئمہ
۶۰۵	باب 143: نماز کے دوران انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسانا مکروہ ہے	۶۰۴	باب 154: آدمی کا نماز کے دوران چھینکنا
۶۰۶	حالت نماز میں انگلیوں کو باہم ایک دوسری میں داخل کرنے کی ممانعت	۶۰۵	دوران نماز چھینک کا جواب دینے کی ممانعت
۶۰۷	باب 144: نماز کے دوران طویل قیام کرنا	۶۰۵	باب 155: نماز کے دوران بات چیت کرنے کا منسوخ ہونا
۶۰۸	باب 145: رکوع اور سجدے بکثرت کرنا	۶۰۷	حالت نماز میں گفتگو کی تنبیہ کا مسئلہ
۶۰۹	دن کے نوافل میں کثرت رکوع و سجود اور رات کے نوافل میں طول قرأت افضل ہونا	۶۰۷	باب 156: توبہ کے وقت (نفل) نماز ادا کرنا
۶۱۰	باب 146: نماز کے دوران دو سیاہ چیزوں (سانپ اور بچھو) کو مارنا	۶۰۸	صلوٰۃ التوبہ کا مسئلہ
۶۱۲	حالت نماز میں سانپ اور بچھو کو مارنے کا مسئلہ	۶۰۹	باب 157: بچے کو نماز پڑھنے کا حکم کب دیا جائے؟
		۶۱۰	بچوں کو مار کر نماز پڑھانے کا حکم اور مذاہب آئمہ
		۶۱۰	باب 158: جس شخص کا تشہد کے بعد وضو ٹوٹ جائے
		۶۱۲	قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد حدث لاحق ہونے کا مسئلہ اور اس میں مذاہب آئمہ

۶۲۹	فجر کی سنتوں کے بعد لیٹ جانے میں مذاہب آئمہ	۶۱۲	باب 159: بارش کے وقت نماز اپنی رہائش گاہ میں ادا کرنا
	باب 170: جب نماز کے لیے اقامت کہہ دئی جائے تو	۶۱۳	بارش کے سبب اپنے گھر میں نماز پڑھنے کا مسئلہ
۶۳۰	صرف فرض نماز ادا کی جائے	۶۱۴	باب 160: نماز کے بعد تسبیح پڑھنا
	جماعت کھڑی ہونے پر سنن و نوافل ادا کرنے میں مذاہب	۶۱۵	نماز کے بعد اذکار و وظائف
۶۳۱	آئمہ		باب 161: کیچڑ اور بارش کے موسم میں سواری پر نماز ادا
	باب 171: جس شخص کی فجر سے پہلے کی دو رکعت	۶۱۶	کرنا
۶۳۲	(سنت) فوت ہو جائیں	۶۱۷	کیچڑ اور بارش کی صورت میں سواری پر نماز ادا کرنا
۶۳۲	وہ صبح کی نماز کے بعد نہیں ادا کر سکتا ہے	۶۱۷	باب 162: نماز میں اہتمام کرنا
	فجر کے فرضوں کے بعد اور طلوع آفتاب سے قبل فجر کی سنت	۶۱۸	نماز میں باقاعدگی اور اہتمام کا مسئلہ
۶۳۳	ادا کرنے میں مذاہب آئمہ		باب 163: قیامت کے دن بندے سے عیب سے پہلے نماز
	باب 172: سورج طلوع ہو جانے کے بعد ان دو رکعت	۶۱۹	کے بارے میں حساب لیا جائے گا
۶۳۴	کو پڑھنا	۶۲۰	نماز کی فضیلت و اہمیت
۶۳۵	فجر کی فوت شدہ سنتیں طلوع آفتاب کے بعد ادا کرنا		باب 164: جو شخص سال بھر روزانہ بارہ رکعت ادا کرتا
۶۳۵	باب 173: ظہر سے پہلے چار رکعت ادا کرنا	۶۲۰	رہے اسے کیا فضیلت حاصل ہوگی؟
۶۳۶	نماز ظہر سے قبل کی سنتوں میں مذاہب آئمہ	۶۲۲	شب و روز کی بارہ سنن مؤکدہ کی فضیلت
۶۳۷	باب 174: ظہر کے بعد کی دو رکعت	۶۲۲	باب 165: فجر کی دو رکعت (سنت) کی فضیلت
۶۳۸	نماز ظہر کے قبل کی سنتیں چھوٹ جانے پر ان کی ادائیگی کا محل	۶۲۳	فجر کی سنت مؤکدہ کی فضیلت
۶۳۸	باب 175: بلا عنوان		باب 166: فجر کی دو رکعت (سنت) مختصر ادا کرنا نبی اکرم ﷺ
۶۴۰	ظہر کی سنن و نوافل کی فضیلت	۶۲۳	ان میں کیا پڑھا کرتے تھے؟
۶۴۰	باب 176: عصر سے پہلے چار رکعت ادا کرنا	۶۲۴	فجر کی دونوں سنتوں میں اختصار و قرأت
۶۴۱	نماز عصر کی چار رکعت کی فضیلت	۶۲۴	باب 167: فجر کی دو رکعت کے بعد بات چیت کرنا
	باب 177: مغرب کے بعد دو رکعت (سنت) ادا کرنا اور	۶۲۶	فجر کی سنتوں کے بعد گفتگو کرنے کا مسئلہ
۶۴۲	ان میں قرأت کرنا		باب 168: صبح صادق ہو جانے کے بعد (فجر کی) دو
	باب 178: یہ دونوں رکعت (یعنی مغرب کے بعد کی	۶۲۷	رکعت (سنت) کے علاوہ اور کوئی نماز نہیں پڑھی جائے گی
۶۴۲	سنتیں) گھر میں ادا کرنا		صبح صادق کا وقت ہونے پر فجر کی دو سنت کے علاوہ نوافل
۶۴۳	مغرب کی دو سنت کا درجہ اور ان میں قرأت	۶۲۷	ادا کرنے میں مذاہب آئمہ
	باب 179: مغرب کے بعد چھ رکعت نفل ادا کرنے کی		باب 169: فجر کی دو رکعت (سنت) ادا کرنے کے بعد
۶۴۴	فضیلت	۶۲۸	لیٹ جانا

باب 4: رات کے ابتدائی حصے میں یا آخری حصے میں وتر ادا کرنا	۶۲۵	نماز مغرب کے بعد چھ نوافل ادا کرنے کی فضیلت	۶۲۵
۶۲۷	۶۲۵	باب 180: عشاء کے بعد دو رکعت ادا کرنا	۶۲۵
۶۲۸	۶۲۶	نماز عشاء کے بعد دو سنت کا مسئلہ	۶۲۶
۶۲۸	۶۲۶	باب 181: رات کی نماز دو دو کر کے ادا کی جائے گی	۶۲۶
۶۲۹	۶۲۶	رات کے وقت نوافل ادا کرنے کے طریقہ میں مذاہب	۶۲۶
۶۳۰	۶۲۷	آئمہ	۶۲۷
۶۳۱	۶۲۷	باب 182: رات کی نماز کی فضیلت	۶۲۷
۶۳۱	۶۲۸	رات کے نوافل کی فضیلت	۶۲۸
۶۳۳	۶۲۹	باب 183: نبی اکرم ﷺ کی رات کی نماز کی کیفیت	۶۲۹
۶۳۴	۶۵۰	باب 184: بلا عنوان	۶۵۰
۶۳۵	۶۵۱	باب 185: بلا عنوان	۶۵۱
۶۳۶	۶۵۳	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ”صلوٰۃ اللیل“ کی کیفیت	۶۵۳
۶۳۷	۶۵۴	باب 186: اللہ تعالیٰ کا روزانہ رات کے وقت آسمان دنیا کی طرف نزول کرنا	۶۵۴
۶۳۸	۶۵۵	رات کے آخری حصہ میں رب کائنات کا آسمان دنیا پر نزول اور رحمت بھرا اعلان	۶۵۵
۶۳۹	۶۵۶	باب 187: رات کے وقت تلاوت کرنا	۶۵۶
۶۴۰	۶۵۷	رات کے وقت تلاوت قرآن کی کیفیت	۶۵۷
۶۴۱	۶۵۸	باب 188: نفل نماز گھر میں ادا کرنے کی فضیلت	۶۵۸
۶۴۱	۶۵۹	نفلی نماز گھر میں ادا کرنے کی فضیلت و اہمیت	۶۵۹
۶۴۱	۶۶۱	وتر کے ابواب	۶۶۱
۶۴۱	۶۶۱	باب 1: وتر کی فضیلت	۶۶۱
۶۴۱	۶۶۲	نماز وتر کی فضیلت اور اس کی شرعی حیثیت میں مذاہب آئمہ	۶۶۲
۶۴۱	۶۶۳	نماز وتر اور نماز تہجد میں فرق کے حوالے سے مذاہب آئمہ	۶۶۳
۶۴۱	۶۶۴	باب 2: وتر فرض نہیں ہیں	۶۶۴
۶۴۱	۶۶۵	نماز وتر فرض نہ ہونے کا مسئلہ	۶۶۵
۶۴۱	۶۶۵	باب 3: وتر ادا کرنے سے پہلے سونا مکروہ ہے	۶۶۵
۶۴۱	۶۶۶	نماز وتر ادا کرنے سے قبل سونے کی ممانعت	۶۶۶
۶۴۱	۶۶۶	باب 17: نماز حاجت کا بیان	۶۶۶
۶۴۱	۶۶۷	باب 18: زوال کے وقت نماز ادا کرنا	۶۶۷
۶۴۱	۶۶۷	صلوٰۃ زوال کی فضیلت اور اس کا طریقہ	۶۶۷
۶۴۱	۶۶۸	باب 19: نماز حاجت کا بیان	۶۶۸

۷۲۰	بلا عذر شرعی ترک نماز جمعہ کی وعید	۶۹۱	نماز حاجت اور اس کا طریقہ
۷۲۰	باب 8: کتنی دور سے جمعہ کے لیے آیا جائے گا	۶۹۱	باب 18: نماز استخارہ کا بیان
۷۲۲	گاؤں میں نماز جمعہ کے حوالے سے مذاہب آئمہ	۶۹۳	استخارہ کا مفہوم و طریق کار
۷۲۳	عید کے دن جمعہ آنے کی صورت میں جمعہ کی ادائیگی میں مذاہب آئمہ	۶۹۳	باب 19: نماز تسبیح کا بیان
۷۲۳	باب 9: جمعہ کے وقت کا بیان	۶۹۴	صلوٰۃ التسبیح کا مفہوم، فضیلت، کلمات تسبیح اور پڑھنے کا طریقہ
۷۲۴	نماز جمعہ کے وقت میں مذاہب آئمہ	۶۹۸	باب 20: نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کا طریقہ
۷۲۵	نماز جمعہ کے فقہی مسائل	۶۹۹	قعدہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درود پیش کرنے میں مذاہب آئمہ
۷۲۶	باب 10: منبر پر خطبہ دینا	۷۰۰	باب 21: نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کی فضیلت
۷۲۷	منبر پر خطبہ کا آغاز اور ایک معجزہ نبوی	۷۰۲	فضائل درود شریف
۷۲۸	باب 11: دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا		کتاب الجُمُعَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
۷۲۹	دو خطبوں اور ان کے درمیان بیٹھنے میں مذاہب آئمہ		جمعہ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ
۷۳۰	باب 12: مختصر خطبہ دینا	۷۰۳	باب 1: جمعہ کے دن کی فضیلت
۷۳۰	خطبہ کا اختصار اس کا حسن	۷۰۳	فضائل جمعۃ المبارک
۷۳۱	باب 13: منبر پر قرأت کرنا	۷۰۳	باب 2: جمعہ کے دن میں موجود وہ مخصوص گھڑی جس میں (دعا کی قبولیت) کی امید کی جاسکتی ہے
۷۳۱	خطبہ میں تلاوت قرآن کے حوالے سے مذاہب آئمہ	۷۰۷	ساعت قبولیت دعا کی فضیلت اور اس کی نشاندہی
۷۳۲	باب 14: جب امام خطبہ دے رہا ہو تو اس کی طرف رخ کرنا	۷۱۰	باب 3: جمعہ کے دن غسل کرنا
۷۳۲	مجلس وعظ کا سنہری اصول	۷۱۳	باب 4: جمعہ کے دن غسل کرنے کی فضیلت
۷۳۳	باب 15: جب امام خطبہ دے رہا ہو اس وقت کسی شخص کا آکر دور رکعت ادا کرنا	۷۱۴	باب 5: جمعہ کے دن وضو کرنا
۷۳۵	دوران خطبہ نوافل تحیۃ المسجد ادا کرنے میں مذاہب آئمہ	۷۱۶	غسل یوم جمعہ کے فضائل
۷۳۶	باب 16: جب امام خطبہ دے رہا ہو اس وقت بات چیت کرنا مکروہ ہے	۷۱۷	چند مسائل کی وضاحت
۷۳۷	دوران خطبہ بات چیت کرنے کے جواز و عدم جواز میں مذاہب آئمہ	۷۱۸	باب 6: جمعہ کے دن جلدی جانا
۷۳۷	باب 17: جمعہ کے دن لوگوں کو پھلانگنا مکروہ ہے	۷۱۸	نماز جمعہ کے لیے جلدی جانے کی فضیلت
۷۳۸	جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگنے کی ممانعت و وعید	۷۱۹	باب 7: کسی عذر کے بغیر جمعہ ترک کرنے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

۴۵۶	اہمیت	باب 18: جب امام خطبہ دے رہا ہو اس وقت احتباء کے طور پر بیٹھنا مکروہ ہے
۴۵۷	ابواب العیدین عن رسول اللہ ﷺ	۴۳۹
۴۵۷	عیدین کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ	۴۳۹
۴۵۷	عید کا معنی و مفہوم	۴۳۹
۴۵۷	عیدین کی تاریخ	۴۳۹
۴۵۷	نماز عید کی شرعی حیثیت میں مذاہب آئمہ	۴۳۹
۴۵۸	باب 1: عید کے دن پیدل جانا	۴۳۹
۴۵۸	نماز عید ادا کرنے کے لیے عید گاہ میں پیدل جانے کا مسئلہ	۴۳۹
۴۵۹	باب 2: عید کی نماز خطبے سے پہلے ادا کی جاتی ہے	۴۳۹
۴۶۰	نماز عید کا خطبہ سے قبل ہونا	۴۳۹
۴۶۱	باب 3: عید کی نماز اذان اور اقامت کے بغیر ہوگی	۴۳۹
۴۶۱	باب 4: عیدین میں قرأت کرنا	۴۳۹
۴۶۳	نماز عیدین کے حوالہ سے فقہی مسائل	۴۳۹
۴۶۵	باب 5: عیدین میں تکبیر کہنا	۴۳۹
۴۶۶	تعداد تکبیرات عیدین میں مذاہب آئمہ	۴۳۹
۴۶۷	باب 6: عیدین سے پہلے یا اس کے بعد کوئی نماز ادا نہیں کی جائے گی	۴۳۹
۴۶۸	عیدین سے قبل یا بعد میں نوافل ادا کرنے میں مذاہب آئمہ	۴۳۹
۴۶۹	باب 7: عیدین میں خواتین کا جانا	۴۳۹
۴۷۱	خواتین کا نماز عید ادا کرنے کے لیے نکلنے کا مسئلہ اور اس میں مذاہب آئمہ	۴۳۹
۴۷۱	باب 8: نبی اکرم ﷺ کا عید کی نماز کے لیے ایک راستے سے جانا اور دوسرے سے واپس آنا	۴۳۹
۴۷۲	نماز عید کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ آمد و رفت	۴۳۹
۴۷۳	باب 9: عید الفطر کے دن (گھر سے) نکلنے سے پہلے کچھ کھانا	۴۳۹
۴۷۳	عید الفطر کے دن عید گاہ کی طرف جانے سے قبل کوئی چیز کھانا	۴۳۹
۴۳۹	دوران خطبہ احتباء کی شکل میں بیٹھنے کی ممانعت	۴۳۹
۴۳۹	باب 19: منبر پر (خطبہ دیتے ہوئے) دونوں ہاتھ بلند کرنا مکروہ ہے	۴۳۹
۴۴۰	دوران خطبہ دعا میں ہاتھ اٹھانے کی ممانعت	۴۳۹
۴۴۱	باب 20: جمعہ کی اذان کا بیان	۴۳۹
۴۴۱	جمعہ کی اذان ثانی کا آغاز	۴۳۹
۴۴۲	باب 21: امام کے منبر سے نیچے آجانے کے بعد بات چیت کرنا	۴۳۹
۴۴۳	خطبہ کے اختتام اور نماز جمعہ سے قبل گفتگو کرنے میں مذاہب آئمہ	۴۳۹
۴۴۵	باب 22: جمعہ کی نماز میں قرأت کرنا	۴۳۹
۴۴۶	نماز جمعہ میں قرأت کا مسئلہ	۴۳۹
۴۴۶	باب 23: جمعہ کے دن صبح کی نماز میں کیا تلاوت کیا جائے	۴۳۹
۴۴۶	جمعہ کے دن نماز فجر میں مسنون قرأت	۴۳۹
۴۴۷	باب 24: جمعہ سے پہلے اور اس کے بعد (نفل) نماز ادا کرنا	۴۳۹
۴۵۰	جمعہ سے قبل اور اس کے بعد نماز (سنن) میں مذاہب آئمہ	۴۳۹
۴۵۱	باب 25: جو شخص جمعہ کی ایک رکعت پائے	۴۳۹
۴۵۲	نماز جمعہ کی رکعت ثانیہ میں شامل ہونے والے کے بارے میں مذاہب آئمہ	۴۳۹
۴۵۳	باب 26: جس شخص کو جمعہ کے دن اونگھ آئے وہ اپنی جگہ تبدیل کر لے	۴۳۹
۴۵۳	جمعہ کے دوران نیند کا غلبہ ہونے پر اسے دور کرنے کا طریقہ	۴۳۹
۴۵۳	باب 27: جمعہ کے دن سفر کرنا	۴۳۹
۴۵۵	جمعہ کے دن سفر کرنے کا مسئلہ	۴۳۹
۴۵۵	باب 28: جمعہ کے دن مسواک کرنا اور خوشبو لگانا	۴۳۹
۴۵۵	جمعہ کے دن مسواک کرنے اور خوشبو استعمال کرنے کی	۴۳۹

۸۰۸	باب 11: مسجد میں تھوک پھینکنا مکروہ ہے	۷۷۴	اور عید الاضحیٰ میں نہ کھانا
۸۱۰	مسجد میں تھوکنے کی ممانعت		أَبْوَابُ السَّفَرِ
۸۱۱	باب 12: سورہ "علق" اور سورہ "انشقاق" میں موجود سجدہ	۷۷۵	سفر کے ابواب
۸۱۲	باب 13: سورہ نجم میں سجدہ	۷۷۵	باب 1: سفر کے دوران قصر نماز ادا کرنا
۸۱۲	باب 14: سورہ نجم میں سجدہ نہ کرنا	۷۷۸	نماز قصر کی شرعی حیثیت میں مذاہب آئمہ
۸۱۲	باب 15: "سورہ ص" میں سجدہ	۷۷۹	باب 2: کتنے سفر میں نماز قصر کی جائے گی؟
۸۱۵	باب 16: سورہ حج میں سجدہ	۷۸۶	مسافت قصر اور مدت قصر میں مذاہب آئمہ
۸۱۶	باب 17: قرآن کے سجدہ (تلاوت) میں آدمی کیا پڑھے؟	۷۸۳	نماز قصر کے حوالے سے فقہی مسائل
۸۱۷	سجدہ تلاوت کا مسئلہ	۷۸۴	باب 3: سفر کے دوران نفل نماز ادا کرنا
۸۱۸	باب 18: جس شخص کا رات کا وظیفہ رہ جائے وہ اسے دن میں قضاء کرے	۷۸۶	دوران سفر سنن مؤکدہ کے ادا کرنے میں مذاہب آئمہ
۸۱۸	رات کا وظیفہ وغیرہ چھوٹ جانے پر اس کی تلافی اور حصول	۷۸۷	باب 4: دو نمازیں اکٹھی کرنا
۸۱۸	ثواب کا طریقہ	۷۸۹	مسئلہ جمع صلوٰتین میں مذاہب آئمہ
۸۱۹	باب 19: جو شخص امام سے پہلے اپنا سر (رکوع یا سجدے سے) اٹھا لیتا ہے اس کی شدید مذمت	۷۹۰	باب 5: نماز استسقاء کا بیان
۸۱۹	ارکان نماز میں امام سے سبقت کرنے کی وعید اور فساد نماز کے حوالے سے مذاہب آئمہ	۷۹۳	صلوٰۃ استسقاء کا طریقہ
۸۲۰	مفترض کی نماز منتقل کی اقتداء میں یا اس کی برعکس صورت میں مذاہب آئمہ	۷۹۳	صلوٰۃ استسقاء میں مذاہب آئمہ
۸۲۱	باب 21: گرمی یا سردی میں کپڑے پر سجدہ کرنے کی رخصت	۷۹۴	باب 6: نماز کسوف کا بیان
۸۲۳	شدید موسم گرما اور موسم سرما میں زیب تن کپڑے پر سجدہ کرنے میں مذاہب آئمہ	۷۹۷	باب 7: نماز کسوف میں قرأت کس طرح کی جائے گی؟
۸۲۳	باب 22: صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک مسجد میں بیٹھنا مستحب ہے	۷۹۸	سورج گہن کی نماز کی شرعی حیثیت میں مذاہب آئمہ
۸۲۳	باب 23: نماز فجر کے بعد سے تا طلوع آفتاب مسجد میں ٹھہرنے کی فضیلت	۷۹۸	قرأت میں مذاہب آئمہ
۸۲۵	باب 23: نماز کے دوران ادھر ادھر توجہ کرنا	۷۹۹	باب 8: نماز خوف کا بیان
۸۲۶		۸۰۳	نماز خوف ادا کرنے کے طریقہ میں مذاہب آئمہ
		۸۰۳	صلوٰۃ خوف کے حوالے سے چند فقہی مسائل
		۸۰۴	باب 9: قرآن مجید کے جمود
		۸۰۵	آیات سجدہ ہائے تلاوت
		۸۰۵	نقشہ آیات سجدہ ہائے تلاوت
		۸۰۶	سجدہ تلاوت کے حوالے سے چند فقہی مسائل
		۸۰۷	باب 10: خواتین کا مسجد میں جانا
		۸۰۸	خروج النساء الی المساجد کا مسئلہ

۸۲۳	نماز کے لیے مسجد کی طرف پیدل جانے کی فضیلت	۸۲۸	حالت نماز میں دائیں بائیں نظریں گھمانے کا مسئلہ
	باب 34- مغرب کی نماز کے بعد گھر میں نفل پڑھنا		باب 24- جو آدمی امام کو سجدے کی حالت میں پائے وہ کیا کرے؟
۸۲۳	زیادہ فضیلت رکھتا ہے	۸۲۹	امام کو حالت سجدہ میں پانے کا مسئلہ
۸۲۴	نماز مغرب کے نوافل گھر میں ادا کرنے کی فضیلت	۸۲۹	باب 25: نماز کے آغاز میں لوگوں کا کھڑے ہو کر امام کا انتظار کرنا مکروہ ہے
۸۲۴	باب 35- اسلام قبول کرتے وقت غسل کرنا	۸۳۰	آغاز نماز میں کھڑے ہو کر امام کا انتظار کرنے کی ممانعت
۸۲۵	قبول اسلام کے بعد غسل میں مذاہب آئمہ	۸۳۱	باب 26- دعا سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنا اور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا
	باب 36- بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت ”بِسْمِ اللّٰهِ“ پڑھنا	۸۳۱	دعا سے قبل حمد و ثناء کرنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پیش کرنے کا مسئلہ
۸۲۶	بیت الخلاء میں داخل ہونے سے قبل کی دعا	۸۳۲	باب 27- مسجد کو خوشبو سے آراستہ کرنا
۸۲۶	باب 37- قیامت کے دن سجدوں اور وضو کے آثار اس امت کی مخصوص نشانی ہوں گے	۸۳۲	مساجد کو معطر کرنے کا مسئلہ
۸۲۷	قیامت کے دن اعضاء سجد و وضو کے آثار کا ظہور	۸۳۳	باب 28- رات اور دن کے نوافل دو دو کر کے ادا کیے جائیں گے
۸۲۸	باب 38- وضو میں دائیں طرف سے آغاز کرنا مستحب ہے	۸۳۳	شب و روز کے نوافل ادا کرنے کے طریقہ میں مذاہب آئمہ
۸۲۸	حصول طہارت کے وقت دائیں عضو سے شروع کرنا	۸۳۴	باب 29- نبی اکرم ﷺ دن کے وقت نوافل کس طرح ادا کرتے تھے؟
۸۲۹	باب 39: کتنے پانی کے ساتھ وضو کرنا کافی ہے؟	۸۳۴	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ نوافل جو دن میں ادا کرتے
۸۵۰	وضو کے لیے پانی کی مقدار کا مسئلہ	۸۳۵	باب 30- خواتین کی چادر میں نماز ادا کرنا مکروہ ہے
۸۵۰	باب 40: دودھ پینے والے بچے کے پیشاب پر پانی بہانا	۸۳۸	عورتوں کے اوڑھنوں میں نماز ادا کرنے سے احتراز کا مسئلہ
۸۵۱	شیر خوار بچے کے پیشاب کو چھینٹے دینے کا مسئلہ	۸۳۸	باب 31- نفل نماز کے دوران کسی حد تک چلنا یا کوئی کام کرنا جائز ہے
	باب 41- نبی اکرم ﷺ نے سورہ مائدہ نازل ہونے کے بعد بھی (موزوں پر) مسح کیا	۸۳۹	حالت نوافل میں کتنی مقدار چلنا اور کتنا عمل ناقص نماز نہیں؟
۸۵۱	نزل سورہ مائدہ کے بعد موزوں پر مسح کرنے کا جواب	۸۳۹	باب 32- ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا
۸۵۲	باب 42- جنبی شخص جب وضو کر لے تو اس کے لیے کھانے اور سونے کی رخصت	۸۴۰	ایک رکعت میں دو سورتیں ملانے کا مسئلہ
۸۵۲	حالت جنابت میں کھانے پینے اور سونے کا مسئلہ	۸۴۱	باب 33- مسجد کی طرف چل کر جانے کی فضیلت اور قدموں کے اجر کا لکھا جانا
۸۵۳	باب 43- نماز کی فضیلت کا بیان	۸۴۲	
۸۵۴	باب 44: (بلا عنوان)		
۸۵۴	نماز کی فضیلت		

عرض ناشر

اللہ تعالیٰ کے لئے ہر طرح کی حمد مخصوص ہے جس نے ہمیں یہ ہمت توفیق اور نعمت عطا کی ہے کہ ہم اُس کے سب سے محبوب اور برگزیدہ پیغمبر کے لئے ہوئے دین کی تعلیمات کی نشر و اشاعت کے حوالے سے خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

حضرت محمد ﷺ پر بے حد و شمار درود و سلام نازل ہوا! آپ ﷺ کے ہمراہ آپ ﷺ کی امت کے تمام افراد پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں جنہوں نے آپ کی تعلیمات کو اپنایا، اُن پر ایمان لائے، انہیں دوسروں تک پہنچایا۔

.....

اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول کے فضل و کرم کے تحت آپ کا ادارہ شبیر برادرز ایک طویل عرصے سے اسلامی کتب کی نشر و اشاعت کی خدمت سرانجام دے رہا ہے ہمارے ادارے کی طرف سے اب تک جو مطبوعات برادرانِ اسلام کی خدمت میں پیش کی گئی ہیں ان میں اسلامی تعلیمات کے موضوع اور ہر پہلو سے متعلق علوم و معارف سے متعلق متقدمین و متاخرین کی تصانیف ان کے تراجم، ملفوظات وغیرہ شامل ہیں۔ چند سال پیشتر ادارہ کی انتظامیہ نے یہ فیصلہ کیا کہ دیگر علوم و فنون کے ساتھ بطور خاص احادیث مبارکہ سے متعلق کتب کے تراجم و شرح کے حوالے سے بطور خاص اہتمام کے ساتھ کوئی خدمت کی جائے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ادارہ کی طرف سے علم حدیث سے متعلق بہت سی کتب قارئین کی خدمت میں پیش کی گئیں جن میں سے چند ایک کے اہم قابل ذکر ہیں:

- i- صحیح بخاری ii- صحیح مسلم iii- جامع ترمذی iv- سنن ابوداؤد v- سنن نسائی vi- سنن ابن ماجہ vii- صحیح ابن حبان
viii- صحیح ابن خزیمہ ix- مستدرک x- سنن دارقطنی xi- مؤطا امام مالک xii- مؤطا امام محمد xiii- سنن دارمی
xiv- معجم الصغیر xv- اللؤلؤ والمرجان xvi- مسند امام زید xvii- مسند امام شافعی

.....

ادارہ کی جانب سے شائع شدہ ”جامع ترمذی“ کا ترجمہ اس کتاب کے دیگر تراجم سے زیادہ مقبول عام فہم اور مستند ہے۔ بازار میں موجود جامع ترمذی کے تمام تراجم سے ممتاز ہونے کی ایک وجہ عربی اور اردو عبارات کی جدید پیرا بندی ہے جس سے مفہیم و مطالب سمجھنے میں قارئین کے لئے آسانی پیدا ہو گئی ہے۔ اس خوبی کی وجہ سے نہ صرف قارئین ہمارے ترجمہ کو پسند کرتے ہیں بلکہ اس کی قیمت قدرے زائد ہونے کے باوجود اسے خریدنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ چند سال تک مسلسل متن کے ساتھ صرف ترجمہ شائع ہوتا رہا۔ تاہم دل میں یہ خواہش موجزن رہی کہ اس ترجمہ کے ساتھ جامع ترمذی کی شرح بھی ہونی چاہیے۔ حسن اتفاق ہے کہ محترم

حضرت مولانا محمد یسین قصوری نقشبندی سے ہماری ملاقات ہوئی اور جامع ترمذی کی شرح کے حوالے سے گفتگو ہوئی تو انہوں نے یہ ذمہ داری نبھانے کا وعدہ کر لیا۔

.....

”انوار نبوی شرح جامع ترمذی“ مولانا علامہ محمد یسین قصوری نقشبندی کی شب خیزیوں، ہمہ وقت کاوشوں اور حقیقت پسند قلم کا شاہکار ہے۔ شرح عام فہم، مطلب خیز، مختصر مگر جامع اور معیاری ہے۔ شرح میں اسلوب تدریس اختیار کیا گیا ہے۔ اکثر مقامات پر سوال و جواب کا انداز بھی اختیار کیا گیا ہے جو خواص و عوام کی دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا۔ اس میں فطین، متوسط اور غبی طلباء کے علاوہ عوام کے فہم و ادراک کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔ تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے درجہ عالیہ کے طلباء کے مزاج کو پیش نظر رکھتے ہوئے مطالب و مفاہیم احادیث پیش کیے گئے ہیں اور فقہی مسائل میں مذاہب ائمہ مع الدلائل خصوصیت سے بیان کیے گئے ہیں۔ ترجمہ اور شرح میں اس قدر ہم آہنگی ہے کہ دونوں ایک قلم کا فیضان معلوم ہوتے ہیں۔ اس طرح یہ شرح مدرسین، طلباء، علماء، محققین، مقررین اور عوام کے لیے یکساں مفید و نافع ہے۔

.....

اس کتاب سے استفادہ کرتے ہوئے آپ کتاب کے مصنف، مترجم، شارح کے ہمراہ ادارہ کی انتظامیہ اور دیگر متعلقین کو اپنی نیک دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے دین کی زیادہ سے زیادہ اور بہتر سے بہتر خدمت کرنے کی توفیق اور سعادت عطا کرے! آمین

آپ کا مخلص

شبیر حسین

حدیث دل

اللہ تعالیٰ کے لئے ہر طرح کی حمد و ثناء مخصوص ہے جو اس کائنات کا خالق و مالک ہے جو اس دن لوگوں کا ”جامع“ ہے جس دن کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے۔ جس نے انسانیت کی دنیاوی و اخروی فلاح و بہبود کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث کیا اور نبی آخر الزماں ﷺ کی بعثت کے ذریعہ انبیاء کرام کی بعثت کے سلسلہ کو ختم کر دیا۔

حضرت محمد ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں! جو انبیاء کرام کی بعثت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں جن کی لائی ہوئی ہدایت اور بتائی ہوئی تعلیمات قیامت تک بنی نوع انسان کی ہدایت و راہنمائی کے لئے کافی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے تمام اصحاب آپ کی امت کے اہل علم اور عام افراد پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کو حاصل کیا اور پھر اسے دوسرے لوگوں تک پہنچایا۔

.....

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے تحت ہم نے جب کتب احادیث کے ترجمہ کی خدمت کا آغاز کیا تو اس بارے میں اسباب و وسائل میسر آتے چلے گئے یہ خدمت بہت سے افراد تک پہنچی اور ان لوگوں کی دعاؤں کی برکت کی وجہ سے ہمیں مزید خدمت کرنے کا شرف اور موقع حاصل ہوا۔ اسی مزید خدمت کا ایک حصہ ”جامع ترمذی“ کے اس ترجمہ کی شکل میں اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

.....

اگرچہ اس کتاب کے تراجم دیگر اداروں کی طرف سے شائع ہو چکے ہیں تاہم ہمارے اس نسخے میں چند امتیازی خصوصیات پائی جاتی ہیں جن کا اجمالی تذکرہ درج ذیل ہے:

عام طور پر ”جامع ترمذی“ کو ”علم حدیث“ کی کتاب سمجھا جاتا ہے اور یہ گمان کیا جاتا ہے کہ اس میں صرف احادیث مذکور ہیں بہت کم افراد اس بات سے واقف ہوں گے کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں احادیث مبارکہ کے ساتھ ساتھ دیگر معلومات بھی نقل کی ہیں۔

ہم نے ان معلومات کو ذیلی سرخیوں کے ذریعہ نمایاں کر دیا ہے اور اس کے لئے اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ یہ ذیلی سرخیاں اردو رسم الخط میں خط کشیدہ طور پر نمایاں کی جائیں تاکہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے اصل متن اور ہماری طرف سے شامل کی جانے والی

اضافی سرخیوں کے درمیان امتیاز باقی رہے۔ ان ذیلی سرخیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

(i) سند حدیث: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اس کتاب میں عام طور پر کوئی بھی روایت نقل کرنے سے پہلے اس کی سند ذکر کرتے ہیں، اُس کے بعد روایت کے الفاظ آتے ہیں، ہم نے اس سرخی کے ذریعہ روایت کے متن اور سند کے درمیان فرق واضح کر دیا ہے۔ بعض مقامات پر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے متن میں حدیث کی بجائے کوئی اثر نقل کیا ہے، لیکن ہم نے اپنی کتاب کی عام ترتیب کے مطابق اُس کی سند سے پہلے لفظ ”سند حدیث“ ہی رہنے دیا ہے۔

(ii) متن حدیث: اس سے مراد روایت کا وہ حصہ ہے جسے سند کے ساتھ نقل کرنا مقصود ہے، ایسا ہو سکتا ہے کہ روایت کے الفاظ میں پہلے کسی صحابی کا واقعہ ذکر کیا گیا ہو اور پھر اُس واقعہ کے ضمن میں اُس صحابی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے الفاظ ذکر کیے ہوں، لیکن ہم نے اس سرخی کو اصل واقعہ کے آغاز میں شامل کر دیا ہے۔

(iii) حکم حدیث: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کوئی بھی روایت نقل کرنے کے بعد اُس کی تکنیکی حیثیت کے بارے میں حکم بیان کرتے ہیں، تاکہ یہ پتہ چل جائے کہ روایت کا مرتبہ و مقام اور حیثیت کیا ہے؟

(iv) فی الباب: اس عنوان کا مطلب یہ ہے کہ سابقہ سطور میں جو حدیث ذکر کی گئی ہے، اُس کے نفسِ مضمون سے متعلق بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث منقول ہیں۔

(v) مذہب فقہاء: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ جب کوئی ایسی روایت نقل کرتے ہیں، جس میں مذکور مسئلہ کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہو تو وہ اُس روایت کے بعد فقہاء کے اختلاف کی نشاندہی کرتے ہیں، اس سرخی کے ضمن میں بعض اوقات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار بھی منقول ہوتے ہیں۔

(vi) آثار صحابہ: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کتاب کے متن میں باقاعدہ روایت کے طور پر اور بعض اوقات متابع یا شاہد کے طور پر بعض اوقات فقہاء کے مذہب بیان کرتے ہوئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

ان آثار سے مراد یا کسی صحابی کی ذاتی رائے ہوتی ہے، یا کسی صحابی کا وہ واقعہ ہوتا ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے ظاہری طور پر پردہ کر لینے کے بعد پیش آیا۔

(vii) قول امام بخاری: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں مختلف مقامات پر احادیث اور رجال کی تکنیکی حیثیت کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال نقل کیے ہیں۔

☆ ہم نے یہ ذیلی سرخی اس لیے قائم کی ہے، تاکہ اپنے قارئین کی توجہ اس نقطہ کی طرف مبذول کروائیں کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے جتنے بھی اقوال نقل کیے ہیں، اُن سب کا تعلق احادیث اور رجال کی تکنیکی حیثیت کے ساتھ ہے۔

☆ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے پوری جامع ترمذی میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ”کوئی ایک فقہی رائے“ نقل نہیں کی ہے۔ اس کے برعکس انہوں نے امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہم کی بہت سے فقہی آراء نقل کی ہیں۔

☆ یہ نقطہ ان حضرات کے لئے یقیناً لمحہ فکر یہ ہوگا جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مخاصمانہ جذبات سے مغلوب ہو کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو "فقیہہ" ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(viii) قول امام ترمذی: اگرچہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے اقوال جامع ترمذی میں منقول ہیں جو رجال پر نقد و جرح احادیث کی فنی حیثیت افراد کے تعارف اور دیگر بہت سے موضوعات سے متعلق ہیں۔ تاہم ہم نے اس عنوان کے تحت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے صرف ان اقوال کو نمایاں کیا ہے جن کے ذریعہ انہوں نے فقہاء کے مختلف مذاہب میں سے کسی ایک رائے کو ترجیح دی ہے یا حدیث کے الفاظ کی توضیح و تشریح کی ہے۔

(ix) توضیح راوی: یہ ایک وسیع موضوع ہے جس کے تحت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بعض اوقات کسی راوی کا نسب بیان کرتے ہیں اس کے طبقہ کی وضاحت کرتے ہیں اسم منسوب کا ذکر کرتے ہیں دوہم نام راویوں کے درمیان فرق واضح کرتے ہیں راوی کے بارے میں نقد و جرح کا تذکرہ کرتے ہیں وغیرہ۔ ہم نے ان تمام موضوعات کو ایک ہی سرخی کے تحت ذکر کر دیا ہے۔ کیونکہ ان سب کو الگ الگ طور پر ذکر کرنے سے کتاب کا حجم بہت زیادہ ہو جاتا۔

(x) اسناد دیگر: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بعض اوقات کسی روایت کو نقل کرنے کے بعد اس کی دوسری سند کا بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ (xi) حدیث دیگر: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کوئی روایت نقل کرنے کے بعد فقہاء کے مذاہب ذکر کرتے ہوئے ضمنی طور پر بعض اوقات کوئی دوسری روایت بھی نقل کر دیتے ہیں لیکن کتاب کے شائع شدہ نسخوں میں اس روایت کو باقاعدہ طور پر الگ سے نمبر نہیں دیا گیا۔ اس لیے ہم نے اس سرخی کے ذریعہ اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ یہاں ضمنی طور پر یہ حدیث بھی مذکور ہے۔ اگرچہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کی باقاعدہ سند نقل نہ کی ہو۔

(xii) اختلاف سند: بعض اوقات امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حدیث کی سند کے بارے میں مذکور اختلاف کی وضاحت کرتے ہیں ایسا عموماً اس وقت ہوتا ہے جب کسی راوی نے کسی روایت کو دوسرے راوی سے نقل کیا ہو اور کسی دوسری سند میں ان دونوں راویوں کے درمیان کسی تیسرے شخص کا بھی ذکر ہو۔

(xiii) اختلاف روایت: ایسا عام طور پر اس وقت ہوتا ہے جب حدیث کے لفظ نقل کرنے میں کسی راوی نے کوئی لفظ یا جملہ مختلف نقل کیا ہو یا کسی ایک راوی نے کسی روایت کو "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل کیا ہو جبکہ دوسری سند کے ہمراہ وہی روایت "موقوف" حدیث کے طور پر منقول ہو یا کسی راوی کو کسی روایت کو "متصل" حدیث کے طور پر نقل کیا ہو جبکہ دوسری سند کے ہمراہ وہی روایت "مرسل" روایت کے طور پر منقول ہو۔

.....

ہم نے جامعہ نعیمیہ لاہور میں جامع ترمذی کا درس حضرت شیخ الحدیث مفتی محمد عبداللطیف نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ سے لیا جو حضرت جلال الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر شاگرد ہیں۔ مفتی صاحب موصوف کے حوالہ سے اس کتاب کی سند کا ذکر ہم نے آئندہ صفحات میں کر دیا ہے۔

.....

اس کتاب کا انتساب ہم نے حضرت خواجہ بدرالدین اسحاق چشتی فریدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام کیا ہے جو سلسلہ چشتیہ کے مشہور صوفی بزرگ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین فرید الدین مسعود گنج شکر رحمہ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر خلیفہ اور داماد ہیں۔ آپ کا مزار مبارک پاک پتھن میں قبلہ حاجاتِ خلافت ہے۔

.....

ترجمہ کے دوران جامع ترمذی کے مختلف نسخے ہمارے سامنے رہے، تاہم اس کتاب کی تخریج کو نقل کرنے کے لیے ہم نے جس نسخہ کو سامنے رکھا، وہ بیروت سے شائع شدہ نسخہ کا عکس تھا، یہ نسخہ عربی شرح کے ہمراہ تھا اور اس پر تحقیق کی خدمت علی محمد معوض، عادل احمد عبدالموجود نے سرانجام دی ہے۔ ہم نے ان دونوں حضرات کی تحریر کردہ تخریج کو من و عن نقل کر دیا ہے۔

.....

کتاب کے ترجمہ کے دوران جن احباب کا تعاون شامل حال رہا، ہم ان سب کے شکر گزار ہیں، جن میں سرفہرست برادر محترم خرم زاہد ہیں، جنہوں نے تصنیف و تالیف کے لئے سازگار ماحول فراہم کیا اور اس کام کی تکمیل کے لئے مسلسل اصرار کرتے رہے۔ ملک محمد یونس، جنہوں نے مسودہ پڑھنے میں ہماری بہت مدد کی۔ مڈثر اصغر اعوان، جنہوں نے کتاب کی تصحیح میں ہمارا ساتھ دیا۔ علی مصطفیٰ، فیصل رشید، محمد عمران، کاشف عباس، فرخ احمد، محمد فاروق، ریحان علی، جنہوں نے نہایت سرعت کے ساتھ مسودہ کمپوز کیا، مخدوم قاسم شاہد، جنہوں نے اسے دیدہ زیب انداز میں مرتب کیا۔ شبیر احمد، جنہوں نے کتاب کا سرورق ڈیزائن کیا۔ منصور، جنہوں نے اپنی نگرانی میں یہ کام کروایا۔ خلیفہ مجیب احمد اور عرفان حسین، جنہوں نے خوبصورت جلد بندی کی، اور برادر ملک شبیر حسین، جنہوں نے اس کتاب کی تیز رفتار نشر و اشاعت کا بندوبست کیا۔

تشکر کے ان جذبات میں ایک بڑا حصہ ہمارے اساتذہ و مشائخ، قارئین، والدین اور بہن بھائیوں کے لئے ہے، جن کی دعاؤں کے طفیل ہم اس خدمت کو سرانجام دینے کے لائق ہوئے۔

.....

سب سے آخر میں غلام محمد قاصر کا یہ شعر یقیناً ہمارے حسبِ حال ہے:

کروں گا کیا جو محبت میں ہو گیا ناکام
مجھے تو اور کوئی کام بھی نہیں آتا

محمد حنی الدین

(اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں اور کوتاہیوں سے درگزر کرے!)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

علم حدیث کی اس اہم کتاب کے مصنف، امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک ترمذی ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث کے اُن ماہرین میں سے ایک ہیں، علم حدیث میں جن کی پیروی کی جاتی ہے۔ اُن کی تصنیف ”جامع ترمذی“ کو علم حدیث کا تیسرا بڑا ماخذ سمجھا جاتا ہے۔ اگرچہ بعض محققین نے سنن ابوداؤد کو جامع ترمذی پر ترجیح دی ہے، تاہم عام طور پر اہل علم کے نزدیک صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بعد جامع ترمذی ہی علم حدیث کی سب سے مستند کتاب ہے۔

پیدائش

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ 209ھ میں وسط ایشیا کے شہر ”بلخ“ کے نواحی قصبہ ”ترمذ“ میں پیدا ہوئے، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا ”اسم منسوب“ اُن کے اسی وطن مالوف کی نسبت سے ہے۔

اساتذہ و مشائخ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے علم حدیث کی طلب میں عراق، خراسان، حجاز کے مختلف بلاد و امصار کا سفر کیا اور اپنے زمانے کے تمام اکابر محدثین سے اخذ و استفادہ کیا۔ آپ کے مشہور اساتذہ میں سے چند ایک کے اسماء درج ذیل ہیں:

(i) امام ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بخاری (صحیح بخاری کے مؤلف)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”جامع“ میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے 50 روایات نقل کی ہیں۔

(ii) امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (صحیح مسلم کے مؤلف)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”جامع“ میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے صرف ایک روایت نقل کی ہے۔

(iii) امام ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی (سنن الدارمی کے مؤلف)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں امام دارمی کے حوالے سے 59 روایات نقل کی ہیں۔

ان کے علاوہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر بہت سے مشائخ سے استفادہ کیا ہے۔

۱۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات درج ذیل ماخذ سے معلوم کیے جاسکتے ہیں:

تذکرۃ الحفاظ (۶۳۳/۲)۔ العمر (۶۲/۲)۔ الوافی بالوفیات (۲۹۴/۴)۔ وفیات الاعیان (۲۷۸/۴)۔ البدلیۃ والنہایۃ (۶۶/۱۱)۔ تہذیب التہذیب (۲۸۷/۹)۔ سیر اعلام النبلاء (۲۷۰/۱۳)۔ انجوم الزاہرۃ (۸۸/۳)۔ خلاصۃ الخرزجی (۳۵۵)۔ شذرات الذہب (۱۷۴/۳)۔ تہذیب الکمال (۱۲۵۵/۳)۔ تقریب التہذیب (۱۹۸/۲)۔ الثقات (۱۵۳/۹)۔ الاکمال (۳۹۶/۴)

تلامذہ و مسترشدین

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک خلق کثیر نے استفادہ کیا۔

امیر المؤمنین فی الحدیث امام ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بخاری نے بھی امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے بعض احادیث کا سماع کیا ہے جس کی تصریح خود امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع ترمذی میں کی ہے۔

کتاب التفسیر باب وَمِنْ سُورَةِ الْحَشْرِ رقم الحدیث: 3225

کتاب المناقب باب مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رقم الحدیث: 3661

(مذکورہ بالا نمبر جامع ترمذی کے اسی نسخے کے ہیں جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے)۔

اس کے علاوہ ابو حامد احمد بن عبد اللہ مروزی، احمد بن یوسف نسفی، ابو حارث اسد بن حمدویہ، داؤد بن نصر بزدوی، محمد بن مکی، محمد بن منذر ہروی اور دیگر بہت سے افراد امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کی صف میں شامل ہیں جن کا ذکر حافظ ابن حجر نے ”تہذیب التہذیب“ میں کیا ہے۔

شائے علماء

اکابر محدثین نے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کو بھرپور خراج تحسین پیش کیا ہے۔

امام حاکم، عمر بن علک کا یہ بیان کرتے ہیں: جب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو انہوں نے خراسان میں علم پرہیزگاری، زہد میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے پایہ کا کوئی شخص نہیں چھوڑا۔

شیخ ادریسی فرماتے ہیں: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ان ائمہ میں سے ایک ہیں، علم حدیث میں جن کی پیروی کی جاتی ہے۔

تصانیف

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں جن کا اجمالی تعارف درج ذیل ہے:

(i) جامع ترمذی: علم حدیث کا مشہور ماخذ جس کا تعارف اگلے صفحات میں آ رہا ہے۔

(ii) کتاب العلیل: اس میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث کے سند یا متن میں موجود خفیہ علتوں کی نشاندہی کی ہے اس نام سے مصنف نے دو کتابیں مرتب کی ہیں: العلیل الکبیر اور العلیل الصغیر۔

(iii) الشمائل الحمدیہ: یہ کتاب ”شمائل ترمذی“ کے نام سے مشہور ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل سے متعلق آیات

اشعی کی گئی ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح نگاروں نے ان کی بعض دیگر تصانیف کا بھی ذکر کیا ہے جن کے بارے میں ہمیں آگاہی حاصل نہیں ہو سکی۔

وفات

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال 70 سال کی عمر میں 13 رجب المرجب 279ھ میں ترمذ میں ہوا اور وہیں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔

جامع ترمذی

جامع ترمذی کے نام کے بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، بعض حضرات اسے ”الجامع“ اور بعض حضرات اسے ”السنن“ کا نام دیتے ہیں۔

☆ اس کتاب میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فقہی ابواب کی ترتیب کا خیال رکھا ہے۔

☆ اس کتاب میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا اسلوب یہ ہے وہ پہلے حدیث کی سند نقل کرتے ہیں، اُس کے بعد متن ذکر کرتے ہیں، اگر حدیث کے متن میں مذکور مسئلہ کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہو، تو اُس کی نشاندہی کرتے ہیں اور اس بارے میں اہل علم کے مذاہب کا ذکر کرتے ہیں۔

فقہاء کے اقوال میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے زیادہ تر امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ کے اقوال کا تذکرہ کیا ہے۔

☆ اپنی کتاب ”العلل“ میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے خود اس بات کی صراحت کی ہے کہ میں نے اس کتاب ”جامع ترمذی“ میں صرف وہ روایات نقل کی ہیں، جو کسی نہ کسی امام (یعنی فقہ کے امام) کا مذہب ہو، البتہ دور روایات اس سے مستثنیٰ ہیں۔
(جامع ترمذی کے شارحین نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ان دور روایات کی بھی ایسی تاویل کی جاسکتی ہے، جو بعض فقہاء کے مذہب کے مطابق ہو)

☆ حدیث نقل کرنے کے بعد امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اُس کے بارے میں یہ وضاحت کرتے ہیں، تکنیکی اعتبار سے اس روایت کا مرتبہ کیا ہے؟ یہ حسن، صحیح، غریب میں سے کیا ہے؟

☆ اس کے بعد امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کی وضاحت کرتے ہیں، اس باب، یعنی اس موضوع سے متعلق کون کون سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث منقول ہیں؟

☆ بعض اوقات امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول کسی حدیث کو اُس کے فوراً بعد ہی نقل بھی کر دیتے ہیں۔

☆ اگر کسی حدیث کی سند یا متن میں کوئی اضطراب پایا جاتا ہو، تو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اُس کی وضاحت ضرور کرتے ہیں۔

☆ اگر کوئی روایت منقطع ہو، یا اُس میں کوئی اور غلط پائی جاتی ہو، یا کوئی روایت دیگر اسناد کے حوالے سے ”مزفوع“ یا

”موقوف“ روایت کے طور پر منقول ہو، تو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اُس کی بھی صراحت کر دیتے ہیں۔

☆ بعض اوقات امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کسی حدیث کی دوسری سند بھی بیان کر دیتے ہیں اور اگر سند کے کسی راوی کے حوالے سے

روایت نقل کرنے میں اُس کے شاگردوں نے اختلاف کیا ہو تو اُس کی تصریح کر دیتے ہیں۔

- ☆ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اسلوب ہے، اگر روایت کا کوئی راوی ضعیف ہو تو اُس کی وضاحت کر دیتے ہیں۔
- ☆ اگر کسی روایت کا کوئی راوی اپنی کنیت کے حوالے سے مشہور ہو تو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اُس کا نام ذکر کر دیتے ہیں۔
- ☆ اگر کسی راوی کا نام کسی دوسرے مشہور راوی سے مشابہت رکھتا ہو تو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اُس کا نسب بیان کر دیتے ہیں یا اُس کے اسم منسوب کے حوالے سے دونوں کے درمیان فرق کی وضاحت کر دیتے ہیں۔
- ☆ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض مقامات پر بعض روایات کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تکنیکی آراء شامل کی ہیں۔
- ☆ بعض مقامات پر انہوں نے امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی تکنیکی آراء بھی نقل کی ہیں۔
- ☆ بعض مقامات پر انہوں نے فقہاء کا اختلاف نقل کرنے کے بعد کسی ایک موقف کے حق میں اپنی ذاتی رائے بھی ذکر کی ہے۔
- ☆ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں چند رموز و اصطلاحات ذکر کی ہیں، تاہم اُن کی مراد اور مفہوم کے بارے میں ”جامع ترمذی“ کے شارحین نے اختلاف کیا ہے۔

☆ جامع ترمذی میں موجود روایات کی تعداد 3891 ہے۔

تاہم اس تعداد کو حتمی قرار نہیں دیا جاسکتا، کیونکہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کے متن کے درمیان میں بھی متابع اور شواہد کے طور پر بعض روایات کا ذکر کیا ہے۔

اسی طرح انہوں نے کتاب کے متن کے درمیان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بعد کے زمانوں کے اہل علم کے آثار بھی ذکر کیے ہیں۔ جامع ترمذی کی بہت سی شروح تحریر کی گئی ہیں، جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں:

عارضۃ الاحوذی - قوت المغتذی - العرف الشذی - المنقح الشذی - شرح ترمذی -

جامع ترمذی کے ناقلین

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کتاب کو شیخ ابوالعباس محمد بن احمد بن فضل مجبوی (249 - 346ھ) نے روایت کیا ہے۔

مجبوی سے اس کتاب کو شیخ ابو محمد عبد الجبار بن محمد مرزبانی (331 - 410ھ) نے روایت کیا ہے۔

مرزبانی سے اس کتاب کو شیخ ابو عامر محمود بن قاسم ازدی (400 - 487ھ) نے نقل کیا ہے۔

ازدی سے اس کتاب کو شیخ ابوالفتح عبدالملک بن عبداللہ ہروی (متوفی 548ھ) نے روایت کیا ہے۔

اس کے بعد اس کتاب کو بہت سے افراد نے روایت کیا اور اس کے نسخے چار دانگ عالم میں پھیل گئے۔

ارووزبان میں اس کتاب کا ترجمہ کم و بیش ڈیڑھ صدی پیشتر ہوا، اب اس کتاب کے کئی تراجم دستیاب ہیں۔ ہمارے اس نسخہ

کی بنیادی خصوصیات کیا ہیں؟ اس کا تذکرہ ہم نے ”حدیث دل“ میں کر دیا ہے۔

العقد الثمین من کلام محی الدین

عرض کی گئی: ہمارے زمانے میں کچھ لوگ احناف کو ”اہل الرائے“ کہتے ہیں۔
ارشاد فرمایا: اس میں آپ کے زمانے کی کوئی خصوصیت نہیں ہے، پہلے زمانے میں بھی کچھ لوگ احناف کو ”اہل الرائے“ کہا کرتے تھے۔

عرض کی گئی: اس کی وجہ کیا ہے؟

ارشاد فرمایا: وجہ کے بارے میں تو ہم بعد میں جانیں گے، پہلا سوال یہ ہے کہ دینی معاملات میں ”رائے“ پیش کرنا کیسا ہے؟
عرض کی گئی: چلیں ہم یہ سوال کر لیتے ہیں، دینی معاملات میں رائے پیش کرنا کیسا ہے؟
ارشاد فرمایا: دینی معاملات میں رائے دو میں سے کسی ایک قسم کی ہوگی۔

(i) وہ رائے کسی حدیث کے مقابلہ میں ہوگی۔

(ii) وہ رائے کسی ایسے مسئلہ کے بارے میں ہوگی جس کے بارے میں کتاب و سنت کا کوئی حکم نہ ہو۔

عرض کی گئی: ہم یہاں پہلے اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ آیا کسی ایسے مسئلہ کے بارے میں اپنی رائے پیش کی جاسکتی ہے، جس کے بارے میں کتاب و سنت کا کوئی حکم موجود نہ ہو؟

ارشاد فرمایا: ایسی صورت میں اپنی ذاتی رائے پیش کرنے کو کوئی بھی ”غلط“ قرار نہیں دے سکتا۔

کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے سامنے یہ عرض کی تھی، اگر مجھے کسی مسئلہ کے بارے میں کتاب و سنت میں حکم نہ مل سکا تو میں اپنی رائے کے ذریعہ حکم بیان کروں گا، تو نبی اکرم ﷺ نے اس بات پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی تھی، یعنی دوسرے لفظوں میں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی تعریف کی تھی۔

اسی طرح صحابہ کرام سے بہت سے فتاویٰ اور اقوال موجود ہیں، جنہیں عرف میں ”آثار صحابہ“ کہا جاتا ہے اور لازمی سی بات ہے کہ یہ آثار ان مسائل کے بارے میں ہیں جن کے بارے میں کتاب و سنت کا کوئی واضح حکم موجود نہیں ہے۔

اگر کوئی شخص یہ کہے: کسی بھی مسئلہ کے بارے میں اپنی ذاتی رائے بیان کرنا غلط ہے، تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ صحابہ کرام کے ان تمام آثار کو غیر ضروری قرار دیا جائے اور یہ بات بدیہی طور پر غلط ہے۔

عرض کی گئی: لیکن سوال یہ ہے کہ ان ذاتی آراء کی بنیاد کیا ہوتی ہے؟

ارشاد فرمایا: احادیث کے مستند مجموعہ جات کون سے ہیں؟

عرض کی گئی: صحاح ستہ، مسند احمد بن حنبل، صحیح ابن حبان، معجم طبرانی اور دیگر بہت سے مجموعہ جات ہیں۔

ارشاد فرمایا: تو اگر احادیث سے ہی استفادہ کرنا ہے تو پھر ہمارے ان مہربانوں کو جو خود کو ”اہل حدیث“ کہتے ہیں، انہیں ”مجموعہ

فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ“ کو نذر آتش کرنے کا تو ہم نہیں کہتے، لیکن کم از کم دریا برد تو ضرور کر دینا چاہیے۔

عرض کی گئی: یہ بہت اہم نکتہ ہے، اگر ذاتی آراء اتنی ہی غلط ہوتی ہیں تو شیخ ابن تیمیہ کے فتاویٰ میں بھی تو ان کی ذاتی آراء ہی نقل کی گئی

ہیں اور انہیں یہ لوگ ”شیخ الاسلام“ اور نہ جانے کیا کیا کہتے ہیں۔

ارشاد فرمایا: یہاں ایک دوسرا پہلو بھی ہے، آپ کہتے ہیں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ”متبع حدیث“ تھے، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کسی کے مقلد نہیں

تھے بلکہ ”متبع حدیث“ تھے، تو ہمارا سوال صرف اتنا سا ہے کہ ”جامع ترمذی“ کون سے موضوع کی کتاب ہے؟

عرض کی گئی: ہر شخص جانتا ہے کہ جامع ترمذی، علم حدیث کی مستند کتاب ہے۔

ارشاد فرمایا: تو سوال یہ ہے کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کو کیا ضرورت پیش آئی کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے ساتھ ساتھ شافعی، احمد،

اسحاق ابن راہویہ، سفیان ثوری، کعب بن جراح اور ان جیسے دوسرے فقہاء کے اقوال اور مذاہب ذکر کریں۔

”متبع حدیث“ کو تو صرف حدیث ذکر کر دینی چاہیے اور بس!

عرض کی گئی: یہ بات کچھ واضح نہیں ہوئی، اس کی مزید وضاحت کریں!

ارشاد فرمایا: میں آپ کے سامنے یہ نکتہ لانا چاہتا ہوں۔

جامع ترمذی، علم حدیث کی کتاب ہے۔

اس کے مؤلف نے کسی موضوع سے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث نقل کر دی۔

حدیث پڑھنے والے کو شرعی حکم کا پتہ چل گیا۔

جب شرعی حکم کا پتہ چل گیا تو اب کیا ضرورت ہے کہ آپ یہ بیان کریں کہ اس بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی رائے

ہے، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بھئی جب ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا پتہ چل گیا ہے تو پھر ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم امام شافعی، امام اسحاق بن راہویہ،

امام احمد بن حنبل (رحمۃ اللہ علیہم) یا کسی اور کے قول کی طرف التفات کریں۔

عرض کی گئی: یہ بہت اہم سوال ہے کہ آخر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کے ساتھ فقہاء

کے اقوال کیوں نقل کیے ہیں؟

ارشاد فرمایا: مزید لطف کی بات یہ ہے کہ ہمارے زمانے کے بعض مہربان ”امام بخاری“ کو مجتہد ثابت کرنے کیلئے زمین آسمان کے

قلا بے ملاتے ہیں، اور بخاری کے جلیل القدر شاگرد، جو بعض احادیث میں ان کے استاد بھی ہیں، اور جو بخاری کے ممتاز معاصر

اور علم حدیث کے بڑے ماہر ہیں، انہوں نے اپنی اس کتاب ”جامع ترمذی“ میں احادیث کے تکنیکی پہلوؤں کے حوالے سے

رجال کے مستند ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے اقوال نقل کیے ہیں۔ لیکن جب فقہی اقوال کو بیان کرنے کا موقع آتا ہے تو وہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ایک قول بھی ذکر نہیں کیا گیا۔ آخر کیوں؟

کیا وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق وغیرہ کی طرح فقیہ نہیں سمجھتے تھے؟

اگر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ انہیں فقیہ سمجھتے تھے تو پھر انہوں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی اقوال کیوں نہیں نقل کیے؟

جہاں وہ بعض اوقات ”اہل کوفہ“ اور ”اہل الرائے“ کا ذکر خیر کر دیتے ہیں وہاں انہیں ”امیر المؤمنین فی الحدیث“ کی فقہی آراء کو بھی ذکر کرنا چاہیے تھا۔

اور اگر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو علم حدیث کا جلیل القدر ماہر سمجھتے ہیں، لیکن انہیں اُس پایہ کا فقیہ نہیں سمجھتے جو مرتبہ امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق (رحمۃ اللہ علیہم) وغیرہ کو حاصل ہے، تو پھر ہمارے اُن ”دوستوں“ کا کیا بنے گا جن کے نزدیک ”امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ“ ہی تو فقیہ ہیں؟

عرض کی گئی یہ بہت اہم پہلو ہے کہ بعض لوگ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں تنقیص کرنے کیلئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ان سے عدم روایت یا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نظریاتی اختلاف کو دلیل بناتے ہیں اور پھر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں تنقیص شروع کر دیتے ہیں۔

ارشاد فرمایا: جہاں تک عدم روایت کا سوال ہے تو ہم کئی مرتبہ یہ سوال اٹھا چکے ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے لائق و فائق شاگرد امام ابوالحسین مسلم بن حجاج القشیری رحمۃ اللہ علیہ نے ”صحیح مسلم“ میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے کوئی ایک بھی روایت نقل نہیں کی۔ آخر کیوں؟

اسی طرح امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے صرف 50 روایات نقل کی ہیں۔

صرف 50 روایات!

کس سے نقل کی ہیں؟

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے!

کون امام بخاری؟

جو ”امیر المؤمنین فی الحدیث“ ہیں!

جنہیں کئی لاکھ احادیث زبانی یاد تھیں!

عرض کی گئی: لیکن ہو سکتا ہے کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے روایات اس لیے نقل نہ کی ہوں کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی کتاب موجود ہے، لوگ اُس سے استفادہ کر لیں گے۔

ارشاد فرمایا: ہم آپ کی بات مان لیتے ہیں۔

کیا آپ نے دوسرے پہلو پر غور کیا؟

عرض کی گئی: وہ دوسرا پہلو کیا ہے؟

ارشاد فرمایا: ہم مان لیتے ہیں کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث اس لیے روایت نہیں کی، کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی کتاب موجود تھی۔

اس صورت میں ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ایسی کوئی روایت نقل نہ کرتے جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ”صحیح بخاری“ میں درج کر چکے ہوں۔

لیکن ایسا نہیں ہے، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی بہت سی روایات نقل کی ہیں جنہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی ”صحیح بخاری“ میں نقل کر چکے ہیں۔

جب لوگ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ”صحیح بخاری“ سے خود ہی استفادہ کر سکتے ہیں تو پھر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کو ان روایات کو اپنی کتاب میں نقل کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

کیا وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو مستند نہیں سمجھتے تھے؟

عرض کی گئی: یہ تو نہیں ہو سکتا، کیونکہ اگر وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو مستند نہ سمجھتے تو ان کے حوالے سے احادیث کیوں نقل کرتے؟

ارشاد فرمایا: اس کا تو مطلب یہ ہوا کہ امام مسلم، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو مستند نہیں سمجھتے تھے، کیونکہ انہوں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے کوئی ایک بھی روایت نقل نہیں کی۔

عرض کی گئی: اللہ ہی بہتر جانتا ہے، ہم کیا کہہ سکتے ہیں!

ارشاد فرمایا: اگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد صرف امت تک ”صحیح احادیث“ پہنچانا تھا تو انہیں ”صحیح بخاری“ میں احادیث کو تکرار کے ساتھ ذکر نہیں کرنا چاہیے تھا۔

عرض کی گئی: لیکن انہوں نے تکرار کے ساتھ جو احادیث ذکر کی ہیں، ان کی سند یا الفاظ میں کوئی فرق اور اختلاف ضرور ہوگا، اس حوالے سے وہ تکرار فائدہ سے خالی نہیں ہوگی۔

ارشاد فرمایا: پھر تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو چاہیے تھا کہ وہ امام مسلم کی طرح ایک ہی مقام پر سند اور متن کا تمام تر اختلاف نقل کر دیتے۔

عرض کی گئی: لیکن جب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ”صحیح بخاری“ تالیف کی تھی، اُس وقت ”صحیح مسلم“ تالیف نہیں ہوئی تھی۔

ارشاد فرمایا: اس کا تو مطلب یہ ہوا کہ امام مسلم، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ سمجھدار مصنف ہیں، کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب کی تالیف میں جو طریقہ اختیار کیا ہے، اُس میں تمام ضروری معلومات ایک ہی مقام پر اکٹھی کر دی گئی ہیں۔

عرض کی گئی: ہم اس بارے میں کیا کہہ سکتے ہیں؟

ارشاد فرمایا: یہی ہم بھی کہتے ہیں، ائمہ کی جو انفرادی آراء ہیں، ان سے جو تسامحات سرزد ہوئے، بشری تقاضوں کے تحت ان سے جو

بھول چوک، کمی بیشی ہوئی، ہمارا یہ کام نہیں ہے کہ ہم ان کے بارے میں فیصلہ دینے شروع کر دیں۔

شیخ ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم بن تیمیہ تحریر کرتے ہیں:

ومن ظن بابی حنیفة او غیره من ائمة المسلمین انهم يتعمدون مخالفة الحدیث الصحیح

لقیاس او غیره فقد اخطأ علیهم وتكلم اما بظن واما بهوی

”اور جو شخص ابوحنیفہ یا مسلمانوں کے دوسرے کسی بھی امام کے بارے میں یہ گمان کرے کہ ان حضرات نے قیاس یا

کسی اور وجہ سے حدیث صحیح کی مخالفت کی ہوگی، تو اُس نے ان حضرات کے بارے میں غلط سمجھا اور اس کا یہ کلام (یعنی

سوچ) یا گمان کی وجہ سے ہوگی یا خواہش نفس (کی پیروی) کی وجہ سے ہوگی۔“

ہمارا یہ کام نہیں ہے کہ ہم ائمہ متبوعین کے بارے میں زبانِ طعن دراز کریں۔

اس کے بعد شیخ ابن تیمیہ نے اس موضوع پر تفصیلی بحث کی ہے کہ ائمہ متبوعین نے اگر کسی مقام پر کسی منقول روایت کے

مطابق فتویٰ نہیں دیا تو اُس کی ممکنہ وجوہات کیا ہو سکتی ہیں؟ اور ساتھ میں انہوں نے یہ بات بھی ذکر کی ہے کہ انہوں نے اس

موضوع پر ایک مستقل رسالہ تحریر کیا ہے جس کا نام ”رفع البلام عن ائمة الاعلام“ ہے۔

عرض کی گئی: ہماری گفتگو ”اہل الرائے“ سے شروع ہوئی تھی۔

ارشاد فرمایا: میں نے آپ کو یہ بتایا تھا کہ ”اہل الرائے“ کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ کوئی فقیہ کسی ایسے مسئلہ کے بارے میں اپنی

رائے پیش کرے جس کے بارے میں کتاب و سنت کا کوئی حکم موجود نہ ہو اور یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ مبارک اور صحابہ

کرام کے طرزِ عمل سے ثابت ہے۔

اپنی ذاتی رائے پیش کرنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ آپ کسی حدیث کے مقابلے میں ”رائے“ پیش کریں۔

عرض کی گئی: عام طور پر احناف کے بارے میں اُن کے نظریاتی مخالفین یہ سمجھتے ہیں کہ احناف کی بیشتر آراء ”احادیث کے مقابلہ“ میں

ہوتی ہیں۔

ارشاد فرمایا: پھر تو ہمیں یہ سوال اٹھانا ہوگا کہ کسی حدیث کے مقابلہ میں ذاتی رائے پیش کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

عرض کی گئی: کون مسلمان یہ سوچ سکتا ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث کے مقابلہ میں ”اپنی ذاتی رائے“ پیش کرے گا۔

ارشاد فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ

عرض کی گئی: کیا مطلب؟

ارشاد فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سوچ سکتے ہیں بلکہ انہوں نے یہ سوچا ہے اور صرف سوچا ہی نہیں اُس پر عمل بھی کیا ہے۔

عرض کی گئی: کیا سوچا ہے؟ اور کس پر عمل کیا ہے؟

ارشاد فرمایا: انہوں نے حدیث کے مقابلہ میں ”اپنی ذاتی رائے“ پر عمل کیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے جب ان کے سامنے سیدہ فاطمہ بنت قیس نے یہ بات بیان کی کہ جب ان

کے شوہر نے انہیں طلاق بتے دی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (عدت کے دوران) رہائش اور خرچ (شوہر کی طرف سے ملنے)

۱۔ حرانی، ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم بن تیمیہ، ”مجموع الفتاویٰ“ جزء ۲۰: (باب) صحیح مذہب اہل المدینہ

کا حق نہیں دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا:

لا نترك كتاب الله وسنة نبينا لقول امرأة

”ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کے حکم کو ایک عورت کے بیان کی وجہ سے ترک نہیں کریں گے۔“

حالانکہ سیدہ فاطمہ بنت قیس نے اپنے بیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا ہی ذکر کیا تھا، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا کہ وہ سیدہ فاطمہ کی بیان کردہ حدیث کو ترجیح نہ دیں اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کے الفاظ سے ثابت ہونے والے حکم یا دیگر روایات سے ثابت ہونے والے حکم کو ترجیح دیں۔

عرض کی گئی: بات کچھ الجھ گئی ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی بھی شخص حدیث کے مقابلہ میں اپنی ذاتی رائے پیش کر سکتا ہے۔ ارشاد فرمایا: بظاہر تو یہی محسوس ہوتا ہے۔

عرض کی گئی: تو پھر اس کی اصل صورت کیا ہوگی؟

ارشاد فرمایا: اب آپ صحیح مقام پر پہنچے ہیں۔

آپ نے غور کیا! امام ترمذی رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں:

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص آیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کر چکے تھے آپ نے ارشاد فرمایا: تم

میں سے کون اس شخص کا ساتھ دے گا؟ تو ایک شخص کھڑا ہوا اس نے اس شخص کے ساتھ نماز ادا کر لی۔

اس بارے میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت حکم بن عمیر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے علاوہ تابعین میں سے کئی اہل علم اسی بات کے قائل ہیں۔

یہ حضرات فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے: جس مسجد میں باجماعت نماز ادا کی جا چکی ہو وہاں ایک اور جماعت کے

ساتھ نماز ادا کر لی جائے۔

امام احمد رضی اللہ عنہ اور امام اسحاق رضی اللہ عنہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

پھر اس کے بعد وہ یہ واضح کرتے ہیں:

”بعض دیگر اہل علم نے یہ رائے دی ہے: ایسے لوگ الگ، الگ نماز ادا کریں گے۔“

امام سفیان، امام ابن مبارک رضی اللہ عنہ، امام مالک رضی اللہ عنہ، امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے ان حضرات نے الگ،

۱ صحیح مسلم: کتاب الطلاق، باب المطلقۃ ثلاثا، النفقة لها، رقم الحدیث: 1480

سنن نسائی: کتاب الطلاق، باب الرخصة فی خروج المبتوتہ، رقم الحدیث: 3549

سنن نسائی کبریٰ: کتاب الطلاق، باب الرخصة فی خروج المبتوتہ، رقم الحدیث: 5743

سنن دارقطنی: کتاب الطلاق والخلع والایلاء

سنن بیہقی: کتاب العدد مقام المطلقۃ فی بیہا، رقم الحدیث: 15256

الگ نماز ادا کرنے کو اختیار کیا ہے“۔

اس کا مطلب یہ ہوا بعض مسائل اور احکام ایسے ہیں کہ جن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے مختلف طرح کی روایات نقل کی گئی ہیں اور بعد میں آنے والے اہل علم نے ان روایات کے درمیان ”ترجیح“ کے حوالے سے اختلاف کیا ہے۔

کسی نے ایک روایت کو ترجیح دیتے ہوئے اُس کے مطابق فتویٰ دے دیا۔

دوسرے نے دوسری روایت کو ترجیح دیتے ہوئے اُس کے مطابق فتویٰ دیدیا۔

اور کم از کم امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے تو ان دونوں کے فتاویٰ نقل کر دیئے ہیں۔

دوسرے ائمہ نے بھی کیے ہیں۔

عرض کی گئی: اُن دوسرے ائمہ میں کون حضرات شامل ہیں؟

ارشاد فرمایا: ”موطأ امام مالک“ اٹھا کر دیکھ لیں، اُس میں صحابہ کرام، تابعین عظام اور بعد کے زمانوں کے اہل علم کی ”ذاتی فقہی آراء“ منقول ہیں۔

”مصنف ابن ابی شیبہ“ میں احادیث نبویہ کے ساتھ آثار صحابہ اور بعد کے زمانوں کے اہل علم کے اقوال و آراء درج ہیں۔

بلکہ خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تراجم ابواب میں مختلف اہل علم کے اقوال و فتاویٰ درج کیے ہیں۔

لازمی بات ہے کہ یہ فتاویٰ ایسے نہیں ہیں کہ ساری اُمت نے صرف اُن فتاویٰ کی پیروی کو اختیار کر لیا ہو یا ان کے مقابلہ میں کسی دوسرے صاحب علم نے کوئی ”ذاتی فقہی رائے“ پیش نہ کی ہو۔

تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا کیا؟

اُن کے نزدیک جو رائے قابل ترجیح تھی اُسے اُنہوں نے اپنی کتاب میں شامل کر لیا۔

بعض مصنفین نے اس بات کا بھی اہتمام کیا ہے کہ اُنہوں نے کسی بھی ایک موضوع سے متعلق تمام یا بیشتر فقہی آراء کو ایک ہی مقام پر جمع کر دیا۔

عرض کی گئی: اس کا مطلب یہ ہے کہ ”رائے“ کا تصور ہمارے اسلاف کے درمیان موجود ہے۔

ارشاد فرمایا: جب ”رائے“ کا تصور اسلاف میں موجود ہے تو پھر اسلاف کے پیروکاروں کے اندر بھی ہونا چاہیے۔

عرض کی گئی: لیکن سوال یہ ہے کہ پھر یہ لوگ احناف کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟

ارشاد فرمایا: آپ کہاں رہتے ہیں؟

عرض کی گئی: پاکستان میں!

ارشاد فرمایا: یعنی ایک ایسے خطہ اراضی میں جسے تاریخ میں برصغیر پاک و ہند کہا جاسکتا ہے۔

عرض کی گئی: بالکل ایسا ہی ہے!

حدیث نمبر 204 صفحہ 236 مطبوعہ شبیر برادرزادہ ہور (یہ ای جلد کا حوالہ ہے)

ارشاد فرمایا: سوال یہ ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں ”احناف“ کی مخالفت اور ”شریعت“ اور ”حدیث“ کی پیروی کا آغاز کب ہوا؟
عرض کی گئی: شاہ اسماعیل دہلوی سے جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پوتے تھے اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بھتیجے تھے۔

ارشاد فرمایا: سوال یہ ہے کہ آپ نے شاہ ولی اللہ کو بھی اور شاہ عبدالعزیز کو بھی ”محدث دہلوی“ کے لقب سے یاد کیا ہے ان دونوں
”محدث“ صاحبان کو علماء احناف میں ”حدیث کی مخالفت“ کیوں نظر نہ آئی؟

جو شاہ اسماعیل اور ان کے پیروکار حضرات کو نظر آ گئی؟

اسی سوال کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ہندوستان میں ”حدیث کی اتباع“ کا رواج آخر اُس وقت کیوں ہوا جب ہندوستان میں
انگریز کی حکومت مستحکم ہو چکی تھی؟

عرض کی گئی: ”کب“ اور ”کیوں“ کا تو ہمیں نہیں پتا، لیکن وہ کہتے تو ٹھیک ہیں۔

ارشاد فرمایا: کیا ٹھیک کہتے ہیں؟

عرض کی گئی: یہی کہ جب ہم لوگ ”صحیح بخاری“ کو علم حدیث کی سب سے مستند کتاب مانتے ہیں تو پھر اُس کی احادیث پر عمل کیوں
نہیں کرتے؟

ارشاد فرمایا: اچھا سوال ہے!

ایک سوال میں بھی کروں؟

عرض کی گئی: جی ضرور!

ارشاد فرمایا: نماز پڑھنا فرض ہے؟

عرض کی گئی: ہر شخص جانتا ہے کہ ایسا ہی ہے ہر مسلمان پر نماز پڑھنا فرض ہے۔

ارشاد فرمایا: صحیح بخاری پڑھنا فرض ہے؟

عرض کی گئی: کوئی بھی شخص اس بات کا قائل نہیں ہو سکتا کہ صحیح بخاری یا حدیث کی دوسری کوئی بھی مخصوص کتاب پڑھنا فرض ہے۔

ارشاد فرمایا: سوال یہ ہے کہ پھر ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ نماز کیسے پڑھی جائے؟

عرض کی گئی: ظاہر ہے صحیح بخاری یا حدیث کی دوسری کوئی کتاب پڑھ کر پتہ چلے گا کہ نماز کیسے پڑھنی ہے؟

ارشاد فرمایا: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ 194 ہجری میں پیدا ہوئے، اُن کا انتقال 256 ہجری میں ہوا، یعنی صحیح بخاری 210 ہجری سے
250 ہجری تک کے درمیانی عرصے میں لکھی گئی۔

صحیح بخاری کی تصنیف اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے پردہ کرنے کے درمیان 200 برس سے زیادہ کا فرق ہے۔

اس دوران جو مسلمان آئے، اُن پر بھی تو نماز پڑھنا فرض تھا۔

پھر وہ کیسے نماز پڑھتے تھے؟

اور اب تو صحیح بخاری شائع شدہ عام مل جاتی ہے، آپ کے والد بزرگوار نے تو یقیناً صحیح بخاری پڑھے بغیر نماز پڑھنا شروع کی

ہوگی کیونکہ اس وقت تو عام لوگ صحیح بخاری نہیں پڑھتے تھے۔

پھر ایک پہلو یہ بھی ہے کہ صحیح بخاری کے ترجمہ کی روایت کا آغاز ڈیڑھ صدی پیشتر ہوا، اُس سے پہلے کے لوگ کس طرح نماز پڑھتے تھے۔

ایک اور سوال یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوا، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ”صحیح بخاری“ لکھی اور اُن کی زندگی میں ایک ”بڑے پیشتر“ نے اُسے شائع کر کے چار دانگ عالم میں پھیلا دیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے صحیح بخاری کو چند مخصوص افراد نے نقل کیا تھا۔ اور ان نقل کرنے والوں میں سے کوئی ایک بھی ”صحاح ستہ“ کے مؤلفین یا حدیث کے ”کسی مستند مجموعہ“ کے مؤلفین کی صف میں شامل نہیں ہے۔

بہر حال ہم بات یہ کر رہے تھے کہ دنیا کے اکثر مسلمان ”صحیح بخاری“ نہیں پڑھتے اور نماز پڑھ لیتے ہیں۔ آخر کیسے؟

عرض کی گئی: ظاہری بات ہے کہ وہ لوگ اپنے گھر میں اپنے بڑوں کو مسجد میں دوسرے بزرگوں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہیں اور پھر اسی طریقے کے مطابق نماز ادا کرنے لگتے ہیں۔

ارشاد فرمایا: یہی وہ سوال ہے جو احناف اپنے نظریاتی مخالفین کے سامنے پیش کرتے ہیں، نماز ایک ایسا عمل ہے جس کے ساتھ روزانہ انسان کا پانچ مرتبہ واسطہ پڑتا ہے اور ہر شخص اپنے دائیں بائیں افراد کو دیکھ کر نماز پڑھنے کا طریقہ سیکھتا ہے اور پھر اُس کے مطابق خود اس عبادت کو بجالاتا ہے۔

اس لیے آپ صحیح بخاری کو بنیاد بنا کر ہم پر اعتراض نہیں کر سکتے۔

عرض کی گئی: لیکن ہمارا سوال پھر اپنی جگہ برقرار رہے گا کہ جب آپ صحیح بخاری کو سب سے مستند کتاب سمجھتے ہیں تو پھر اُس کے مطابق عمل کیوں نہیں کرتے؟

ارشاد فرمایا: صحیح بخاری زیادہ مستند ہے یا قرآن مجید؟

عرض کی گئی: ظاہر ہے قرآن مجید زیادہ مستند ہے۔

ارشاد فرمایا: قرآن کہتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ (النساء: ۴۳)

”اے ایمان والو! جب تم نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ۔“

اس آیت سے دو حکم ثابت ہوئے:

(i) ایمان والے نشہ کر سکتے ہیں۔

(ii) نشہ کے دوران نماز معاف ہے۔

عرض کی گئی: لیکن یہ حکم تو منسوخ ہے اور اُس وقت کے بارے میں ہے جب شراب کی حرمت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔

ارشاد فرمایا: احناف بھی یہی کہتے ہیں کہ وہ صحیح بخاری کی جن روایات پر عمل نہیں کرتے، اُن کا حکم منسوخ ہے۔

عرض کی گئی: اگر ان کا حکم منسوخ ہے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی ناسخ روایات کو کیوں نقل نہیں کیا؟
ارشاد فرمایا: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”ذاتی ترجیح“ کے مطابق روایات نقل کی ہیں۔

احناف کے نقطہ نظر کی مؤید روایات کیونکہ ان کی ”ذاتی ترجیح“ کے معیار پر پوری نہیں اترتی تھیں اس لیے انہوں نے ان روایات کو نقل نہیں کیا۔

عرض کی گئی: اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ دین ”ذاتی ترجیح“ کی بنیاد پر نقل کیا گیا ہے؟
ارشاد فرمایا: یہاں آپ غلطی کر رہے ہیں، ہم نے ”روایات“ کی بات کی ہے دین کی بات نہیں کی۔
عرض کی گئی: دین اور روایات میں فرق کیا ہے؟
ارشاد فرمایا: ہم اسے ایک مثال کے ذریعے واضح کرتے ہیں۔
”اہل تشیع“ اس بات کے قائل ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا ”مذہبی و سیاسی خلیفہ“ نامزد کیا تھا۔
آپ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں؟

عرض کی گئی: ہرگز نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی معین فرد کو اپنا خلیفہ نامزد نہیں کیا تھا۔
ارشاد فرمایا: آپ کس بنیاد پر یہ بات کہہ رہے ہیں؟

عرض کی گئی: ان تمام احادیث و آثار کی بنیاد پر جن میں یہ بات مذکور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی ایک متعین فرد کو ”خلیفہ“ مقرر نہیں کیا تھا۔

ارشاد فرمایا: اس کے برعکس ”اہل تشیع“ وہ روایات پیش کر دیتے ہیں جن میں اس بات کا ذکر ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ”خلیفہ“ مقرر کیا تھا۔
عرض کی گئی: وہ روایات درست نہیں ہیں۔

ارشاد فرمایا: ہمارا موضوع بحث یہ نہیں ہے کہ دونوں طرح کی روایات میں سے درست کون سی ہیں؟
ہم تو اس بات کا جائزہ لے رہے ہیں۔

ان کے بڑوں نے اپنی ”ترجیحی“ روایات نقل کر دی ہیں۔
آپ کے بڑوں نے اپنی ”ترجیحی“ روایات نقل کر دی ہیں۔

عرض کی گئی: ان کی روایات جھوٹ کا پلندہ ہیں۔

ارشاد فرمایا: یہی بات وہ آپ کی روایات کے بارے میں بھی کہہ سکتے ہیں۔

لیکن میں سر دست آپ کے سامنے یہ بات رکھ رہا ہوں کہ روایات نقل کرنے میں ”ترجیح“ کو بڑا دخل رہا ہے۔
اب کس کی ”ترجیح“ ٹھیک تھی اور کس کی ”غلط“ تھی۔ یہ ایک الگ بحث ہے۔

اس بات کا ایک اور پہلو سے جائزہ لیتے ہیں۔ رفع یدین کا ترک حدیث سے ثابت ہے۔ آپ اس کو حدیث مانتے ہیں؟
عرض کی گئی: یہ حدیث ”ضعیف“ ہے۔

ارشاد فرمایا: میں نے یہ سوال نہیں کیا کہ یہ حدیث ”ضعیف“ ہے یا نہیں، میں نے تو یہ پوچھا ہے آپ اس حدیث کو مانتے ہیں یا نہیں مانتے؟

عرض کی گئی: بھئی یہ حدیث ”ضعیف“ ہے اور ”صحاح ستہ“ میں نہیں ہے۔
ارشاد فرمایا: آپ کے اس جملے کا یہ مطلب ہوا۔

(i) جو حدیث ”ضعیف“ ہو آپ اسے نہیں مانیں گے۔

(ii) جو حدیث ”صحاح ستہ“ میں نہ ہو آپ اسے بھی نہیں مانیں گے۔

عرض کی گئی: یہ میں نے کب کہا ہے؟

ارشاد فرمایا: چلیں میں اپنا سوال بدل لیتا ہوں، آپ ”ضعیف“ حدیث کو مانتے ہیں؟

عرض کی گئی: دیکھیں! جب ”صحیح حدیث“ موجود ہے تو پھر ہمیں ”ضعیف“ حدیث لینے کی کیا ضرورت ہے؟

جب ”صحاح ستہ“ میں ہمیں ایک حدیث مل جاتی ہے تو پھر ہم کسی اور کتاب کی طرف رجوع کیوں کریں؟

ارشاد فرمایا: میں آپ کی بات مان لیتا ہوں۔

آپ ”صحاح ستہ“ کو مستند سمجھتے ہیں؟

عرض کی گئی: جی ہاں! بالکل میں انہیں مستند سمجھتا ہوں۔

ارشاد فرمایا: آپ ”صحاح ستہ“ کو مستند کیوں سمجھتے ہیں؟

عرض کی گئی: کیونکہ ان کے مصنفین علم حدیث کے بڑے ماہرین شمار ہوتے ہیں۔

ارشاد فرمایا: یعنی آپ ان کتابوں کے مصنفین، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام ابن ماجہ اور امام نسائی کی وجہ سے مستند مانتے ہیں۔

دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں آپ ان کتابوں میں مذکورہ ”احادیث“ کو ان چھ حضرات ائمہ محدثین کی وجہ سے ”قابل ترجیح“ قرار دیتے ہیں۔

تو اگر ہم امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ترجیح دینے کی وجہ سے کسی ایک حدیث کو دوسری حدیث پر ترجیح دیتے ہیں تو پھر آپ کو اس پر اعتراض کیوں ہے؟

عرض کی گئی: دیکھیں ان حضرات محدثین نے جن احادیث کو ترجیح دی ہے وہ ان کی کتابوں میں موجود ہیں۔

ارشاد فرمایا: یہ آپ نے اہم نکتہ اٹھایا ہے۔

امام بخاری نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے۔

47- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيٍّ الْمَنْجُوفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا وَكَانَ مَعَهُ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا وَيَفْرُغَ مِنْ دَفْنِهَا فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنَ الْأَجْرِ بِقِيرَاطَيْنِ كُلُّ قِيرَاطٍ مِثْلُ أُحَدٍ وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ تُدْفَنَ فَإِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيرَاطٍ

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص ایمان اور احتساب کے ہمراہ کسی مسلمان کے جنازے میں شریک ہو اور اس وقت تک ساتھ رہے جب تک (اس مرحوم کو) نماز جنازہ ادا ہو جانے کے بعد اسے دفن نہ کر دیا جائے (ایسا شخص اس پورے عمل سے فارغ ہو کر) جب واپس آتا ہے تو اسے دو قیراط (کے برابر) اجر عطا کیا جاتا ہے۔ (اور ان دو قیراط میں سے) ہر ایک قیراط ”أحد“ پہاڑ کے مساوی ہوتا ہے لیکن اگر کوئی شخص صرف نماز جنازہ ادا کر کے دفن سے پہلے لوٹ آئے تو اسے ایک قیراط (کے برابر ثواب) عطا کیا جاتا ہے۔ اس حدیث کو نقل کرتے ہوئے ”صحیح بخاری“ کا حوالہ دیا جاتا ہے کیوں؟ کیونکہ عام رواج یہ ہے: حوالہ دیتے ہوئے صحاح ستہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

عام رواج یہ ہے: صحاح ستہ کا ترجمہ چھاپا جاتا ہے اسے خریداجاتا ہے پڑھا جاتا ہے۔

عام رواج یہ ہے: مدارس میں صحاح ستہ ہی پڑھائی جاتی ہے۔

حالانکہ اسی حدیث کو امام بخاری کے استاد امام احمد بن حنبل نے بھی اپنی ”مسند“ میں نقل کیا ہے۔

اسی حدیث کو امام احمد بن حنبل کے ساتھی ”اسحاق بن راہویہ“ نے بھی اپنی ”مسند“ میں نقل کیا ہے۔

اسی حدیث کو امام بخاری کے استاد امام عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بھی اپنی ”مسند“ میں نقل کیا ہے۔

اسی حدیث کو امام بخاری کے ”استاذ الاستاذ“ امام عبدالرزاق نے اپنی ”مصنف“ میں بھی ذکر کیا ہے۔

اسی حدیث کو صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے امام مسلم، امام ترمذی اور امام نسائی نے بھی نقل کیا ہے۔

لیکن عام رواج کیا ہے؟

جب ”صحیح بخاری“ کا حوالہ آ گیا تو آپ خاموش ہو جائیں گے اور مزید کسی حوالے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

عرض کی گئی: آپ کی بات کا مفہوم کچھ واضح نہیں ہوا۔

ارشاد فرمایا: میں آپ کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں، کتب احادیث اور ان کے مؤلفین کے درمیان مراتب کے اعتبار سے باہمی تفاوت ان کی خوبیاں و خامیاں مثبت و منفی پہلوؤں سے قطع نظر ایک زمینی حقیقت یہ بھی ہے کہ مسلم معاشرے میں ”رواج“ کسے حاصل ہوا؟

عرض کی گئی: آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جس طرح مسلم معاشرے میں ”صحاح ستہ“ اور ان کے مؤلفین کو علم حدیث میں رواج کے

۱۔ (بخاری ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل ”الجامع الصحیح“ کتاب الایمان باب: اتباع الجنائز من الایمان، مطبوعہ شبیر برادرزادہ ہوزرقم الحدیث: 47)

حوالے سے قبولیت عامہ حاصل ہوئی اسی طرح علم فقہ کے چار ماہرین جنہیں ”ائمہ اربعہ“ کہا جاتا ہے کو قبول عام نصیب ہوا۔

ارشاد فرمایا: جی بالکل۔ میں یہی بات آپ کے سامنے واضح کرنا چاہتا ہوں۔
رواج اور قبول عام کسی بھی معاشرتی حقیقت کا جائزہ لینے کے لئے بہت اہم حیثیت رکھتے ہیں۔
عرض کی گئی: آپ اس نقطے کو مزید واضح کریں گے؟

ارشاد فرمایا: نبی اکرم ﷺ کی امت کا سب سے بڑا ”عالم“ کون ہے؟
عرض کی گئی: کیا کہہ سکتے ہیں؟

علم فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بڑے ہیں۔

علم حدیث میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا جاسکتا ہے۔

علم تفسیر میں ابن جریر طبری قابل ذکر ہیں۔

ارشاد فرمایا: آپ نے اپنے اس جواب پر غور کیا؟

علم فقہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ کا ذہن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔

علم حدیث کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر پہلے نہیں کیا۔

اور علم تفسیر کا تذکرہ کرتے ہوئے نہ ”ائمہ اربعہ“ کا خیال آیا اور نہ ہی ”صحابہ ستہ“ کے مؤلفین کی طرف توجہ مبذول ہوئی۔

عرض کی گئی: بالکل ایسا ہی ہے۔

ارشاد فرمایا: اب ذرا مزید غور کریں۔

میں نے آپ سے یہ سوال کیا تھا امت کا سب سے بڑا ”عالم“ کون ہے؟

اس کے جواب کے لیے آپ کے ذہن میں مختلف ائمہ کا خیال آیا۔

آپ نے ایک لمحے کے لیے بھی یہ نہیں سوچا کہ آپ امت کا سب سے بڑا عالم اُس شخص کو قرار دیں جو ”باب مدینۃ العلم“ ہے۔

عرض کی گئی: آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں؟

ارشاد فرمایا: جی بالکل۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ کیا سوچ سکتے ہیں؟

وہ ایک بہت بڑے بہادر آدمی تھے۔ بڑے بڑے شہزور اُن کے مقابلے میں آنے سے کتراتے تھے۔

وہ نبی اکرم ﷺ کے چچا زاد تھے۔ امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کے والد تھے۔

اہل تشیع ان کے بارے میں کچھ غلط نظریات رکھتے ہیں۔

یہ تین نکات کیا ہیں؟

یہ آپ کا فوری رد عمل ہے۔

یہ رد عمل اس خاص ماحول اور معلومات کا نتیجہ ہے جس کو سامنے رکھتے ہوئے آپ کے ذہن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت کا تصور موجود ہے۔

عرض کی گئی: آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جس طرح امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ذکر سننے کے ساتھ ہی ذہن فوری طور پر ”فقہیہ“ کے تصور کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ ”محدث“ یا ”مفسر“ کا خیال ذہن میں نہیں آتا۔

امام بخاری رضی اللہ عنہ کا نام سننے کے ساتھ ہی ”علم حدیث“ کی طرف توجہ مبذول ہو جاتی ہے۔ ذہن کے کسی دور دراز گوشے میں بھی ”علم تفسیر“ کا خیال نہیں ہوتا۔

یہ سب صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم اپنے آس پاس ان حضرات کا تذکرہ اسی حوالے سے سنتے ہیں، کتابوں میں اسی پہلو سے پڑھتے ہیں۔

ارشاد فرمایا: میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں۔

آپ کسی راہ چلتے ہوئے آدمی کو ایک لمحے کے لئے روکیں وہ ایک ایسا شخص ہو جو اہل سنت مکتبہ فکر سے تعلق رکھتا ہو۔ آپ اس سے پوچھیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا سب سے بڑا اولی کون ہے؟

اس کا جواب کیا ہوگا؟

عرض کی گئی: حضور غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ۔

ارشاد فرمایا: آپ کسی راہ چلتے ہوئے آدمی کو ایک لمحے کے لئے روکیں وہ ایک ایسا شخص ہو جو اہل حدیث مکتبہ فکر سے تعلق رکھتا ہو۔ آپ اس سے پوچھیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا سب سے بڑا ”مؤحد“ کون ہے؟

اس کا جواب کیا ہوگا؟

عرض کی گئی: شیخ محمد بن عبدالوہاب ”نجدی“۔

ارشاد فرمایا: آپ نے غور کیا پوری امت میں تو حید کے سب سے بڑے دعویدار رکھوالے، محافظ ”شیخ نجدی“ سمجھے جاتے ہیں۔

عرض کی گئی: آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہمارے مذہبی تصورات میں مخصوص مسلک سے تعلق رکھنے کی وجہ سے، مخصوص نظریات پائے جاتے ہیں۔

ارشاد فرمایا: میں یہی بات آپ کے سامنے واضح کرنا چاہتا ہوں۔

آپ اہل حدیث مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے کسی بھی شخص سے دریافت کریں:

”داتا صاحب رضی اللہ عنہ“ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

اس کا جواب کیا ہوگا؟

عرض کی گئی: استغفر اللہ! میرے بھائی ”داتا“ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

آپ انہیں سید علی ہجویری کہیں۔

ارشاد فرمایا: حالانکہ شرعی حکم کے اعتبار سے دیکھا جائے تو ”سید علی ہجویری“ کو ”رب“ بھی کہا جائے تو آپ اسے مطلق طور پر ”شُرک“ یا ”حرام“ قرار نہیں دے سکتے۔

عرض کی گئی: وہ کیسے؟

ارشاد فرمایا: کیونکہ قرآن نے لفظ ”رب“ کو ”غیر اللہ“ کے لئے استعمال کیا ہے۔

سورہ یوسف میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

يَصَاحِبِي السِّجْنِ أَمَا أَحَدُكُمْ مَا فَيسْقَى رَبَّهُ خَمْرًا

”اے میرے قید خانے کے ساتھیو! تم دونوں میں سے ایک اپنے رب کو شراب پلائے گا۔“

یہاں حضرت یوسف علیہ السلام نے ”غیر اللہ“ یعنی عزیز مصر کے لئے لفظ ”رب“ استعمال کیا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں وہ کوئی شرکیہ جملہ یا لفظ کیسے استعمال کر سکتے ہیں؟

عرض کی گئی: بالکل ٹھیک۔ اگر داتا صاحب کو رب کہنا مطلق طور پر ”شُرک“ یا ”حرام“ نہیں ہے۔

تو ”داتا“ کہنا تو بدرجہ اولیٰ شرک یا حرام قرار نہیں دیا جائے گا، کیونکہ قرآن و سنت میں کہیں بھی اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ ”داتا“

استعمال نہیں ہوا۔

ارشاد فرمایا: بہر حال میں آپ سے دریافت کر رہا تھا اہل حدیث مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والا ایک عام فرد داتا صاحب، خواجہ

صاحب بابا صاحب اور ان جیسے دیگر صوفیائے کرام کا تذکرہ اتنے ادب و احترام کے ساتھ نہیں کرے گا، جتنے احترام کا مظاہرہ

وہ شیخ نجدی کا ذکر کرتے ہوئے کرے گا۔

عرض کی گئی: اس کی وجہ کیا ہے؟

ارشاد فرمایا: اس کی وجہ بہت صاف ہے، اُس نے جس مسجد میں امام کا خطاب یا درس سنتے ہوئے دین کے بارے میں معلومات

حاصل کی تھیں، وہ امام یا درس دینے والی شخصیت یا خطاب کرنے والی شخصیت یا کسی پروگرام میں کسی سوال کا جواب دینے والی

شخصیت ایک مخصوص فکری پس منظر کی مالک تھی اور اپنی اس سوچ کو اُس شخصیت نے ”اسلام“ کے روپ میں لوگوں کے

سامنے پیش کیا اور سننے والے سادہ لوح افراد نے اسے بھی ”دین کا حصہ“ سمجھ لیا۔

عرض کی گئی: یہ بہت اہم مسئلہ ہے ہمارے زمانے میں ذرائع ابلاغ بہت ترقی کر گئے ہیں، کیمرے کے سامنے بیٹھا ہوا ایک شخص جو

خود کو دینی عالم ظاہر کرتا ہے وہ جو بات بیان کر دیتا ہے سننے والے اسے ”اسلام“ سمجھ لیتے ہیں۔

ارشاد فرمایا: میں آپ کے سامنے صرف یہ پہلو رکھنا چاہتا ہوں کہ ہر مکتبہ فکر اور ہر مسلک کا عالم آپ کے سامنے اپنے مخصوص مسلک

کے مطابق شرعی حکم کی تعبیر پیش کرے گا اور اس نے خود بھی اس موضوع پر باقاعدہ تحقیق نہیں کی ہوگی بلکہ اپنے مسلک کے کسی

بڑے کی کوئی ایک کتاب پڑھ کر اپنا فرض ادا کر لیا ہوگا۔

عرض کی گئی: لیکن یہی بات تو اہلسنت کے بارے میں بھی کہی جاسکتی ہے۔

ارشاد فرمایا: اہلسنت اور ان کے نظریاتی مخالفین دونوں پر یہ حقیقت صادق آتی ہے لیکن غور طلب امر یہ ہے کہ ہم جس خطے میں رہ رہے ہیں، بلکہ تمام اسلامی ممالک میں پہلے زمانے کے لوگ وہ تمام معمولات سرانجام دیا کرتے تھے جو ہمارے یہاں اہلسنت کا معمول ہیں۔

اہلسنت کے ان معمولات کو ”شُرک‘ بدعت‘ حرام“ قرار دینے کا رواج بعد میں پیدا ہوا۔ اس لئے وہ لوگ جو اہلسنت کے ان معمولات کو خلاف شریعت کہتے ہیں انہیں اس بات کا جائزہ ضرور لینا چاہیے کہ وہ اور ان کے اکابرین ”متنازعہ“ مسئلے کے بارے میں کسی غلط فہمی کا شکار تو نہیں ہیں؟

جیسا کہ میں نے ابھی آپ کے سامنے یہ مثال پیش کی کہ لوگ سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کو ”داتا“ کہتے ہوئے گھبراتے ہیں۔

ہمارے زمانے کے بڑے مذہبی مسائل میں سے ایک بڑا مسئلہ یہ بھی ہے کہ ہر ”بے ریش“ شخص کو دانشور نہیں سمجھا جاتا لیکن ہر ”باریش“ شخص کو ”علامہ“ ضرور سمجھا جاتا ہے۔

اگلا مسئلہ یہ سامنے آتا ہے کہ آپ کو اپنے گھر یا دفتر کے قریب کسی مسجد کے امام کا خطاب پسند آتا ہے اور آپ باقاعدگی سے اسے سننا شروع کر دیتے ہیں یا کسی عوامی خطیب یا کسی ٹیلی ویژن پروگرام میں مدعو کسی علامہ صاحب کا کوئی بیان سنتے ہیں اور اس سے متاثر ہو جاتے ہیں۔

اس کے بعد آپ کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ آپ اب تک جس مسلک پر عمل پیرا تھے، جن معمولات کو درست سمجھتے تھے وہ سب خلاف شریعت ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کو ”عید“ کہنا غلط ہے، گیارہویں شریف کا ختم دلانا بدعت ہے، کوئی فوت ہو جائے تو چہلم نہیں کیا جائے گا وغیرہ

اور پھر آپ یہ نظریہ اختیار کر لیتے ہیں کہ ان سب چیزوں کو غلط سمجھنا ”دین“ ہے۔

یہ صرف آپ کا یا آپ کے پسندیدہ علامہ صاحب کا اخذ کردہ نتیجہ بھی ہو سکتا ہے۔

قرآن نے ایسے لوگوں کی اجتماعی نفسیات پر کیا خوب تبصرہ کیا ہے:

الَّذِينَ ضَلَّ سَعِيَّهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝

”یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیاوی زندگی میں کی جانے والی کوششیں، گمراہی کا شکار تھیں اور وہ یہی سمجھتے رہے کہ وہ اچھائی کر رہے

ہیں۔“ (سورہ کہف: ۱۰۴)

.....

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ! قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی مَا اَتَكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ
وَمَا نَهَكُمُ عَنْهُ فَانْتَهُوْا .

کتاب الطہارۃ عن رسول اللہ ﷺ

طہارت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَاءَ لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طَهْوَرٍ

باب 1: طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی

(1) سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ ح وَحَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا
وَكَيْعٌ عَنْ اسْرَائِيلَ عَنْ سِمَاكِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ حَدِيثٍ: قَالَ لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طَهْوَرٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُولٍ قَالَ هَنَادٌ فِي حَدِيثِهِ إِلَّا بِطَهْوَرٍ
حَكَمٌ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا الْحَدِيثُ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَحْسَنُ
فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ أَبِيهِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ
تَوْضِيحٌ رَاوَى: وَأَبُو الْمَلِيحِ بْنُ أُسَامَةَ اسْمُهُ عَامِرٌ وَيُقَالُ زَيْدٌ بْنُ أُسَامَةَ بْنِ عَمِيرٍ الْهُذَلِيُّ
﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی اور حرام مال میں
سے صدقہ (قبول) نہیں ہوتا۔

ہناد نے اپنی روایت میں لفظ "إِلَّا بِطَهْوَرٍ" نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں یہ حدیث "اصح" اور "احسن" ہے۔

اس بارے میں ابوالحلیح نے اپنے والد سے (ان کے علاوہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایات منقول ہیں۔
ابوالحلیح بن اسامہ کا نام عامر ہے۔

ایک قول کے مطابق ان کا نام زید بن اسامہ بن عمیر الہذلی ہے۔

1- اخرجہ مسلم 104- نووی؛ کتاب الطہارۃ: باب: وجوب الطہارۃ للصلاۃ حدیث (224/1)؛ واصلہ (51/2, 73)؛ وابن
ماجہ (100/1)؛ کتاب الطہارۃ وسننہما: باب: لا صلۃ بغير طہور حدیث (272)؛ وابن خزیمہ (8/1)؛ حدیث (9)؛

شرح

جامع ترمذی کتب صحاح ستہ میں امتیازی حیثیت کی حامل کتاب ہے جس کی اہمیت و افادیت صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے کم نہیں ہے۔ اس کے امتیازی اوصاف میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کسی مسئلہ کو بیان کرنے کے لیے جو حدیث وارد کرتے ہیں اس کے ایک حصہ کا انتخاب کر کے باب قائم کرتے ہیں۔ اس طرح دوران مطالعہ اساتذہ اور طلباء کو باب کے عنوان اور متن حدیث کے مابین توافق و تطابق کرنے میں دشواری پیش نہیں آتی۔ جامع ترمذی کے اکثر نسخوں میں اس کا آغاز ”ابواب الطہارۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ اور بعض نسخوں میں ”کتاب الطہارۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ کے عنوان سے ہوتا ہے۔ ”ابواب“ باب کی جمع ہے جس کا مطلب ہے کہ مصنف ایک عنوان سے متعلق مختلف مسائل بیان کریں گے۔ ”کتاب“ کا مطلب ہے کہ صاحب تصنیف ایک ہی موضوع پر متعدد ابواب کے ذیل میں مختلف احادیث لا کر مسائل بیان کریں گے۔ تھوڑا سا غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ”ابواب الطہارۃ“ اور ”کتاب الطہارۃ“ دونوں عنوانات قریب المفہوم ہیں۔

لفظ ”الطہارۃ“ اور ”الطہور“ دونوں باب نصرینصر ثلاثی مجرد صحیح کے مصادر ہیں۔ لفظ الطہور (بضم الطاء) سے مراد ”پاکی“ ہے۔ اگر اس کا تلفظ الطہور (بفتح الطاء) ہو تو اس سے مراد ایسی چیز ہے جس سے پاکی حاصل کی جاسکتی ہے اور وہ پانی اور مٹی ہے۔ عنوان میں ”عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ کے الفاظ لا کر اس طرف اشارہ کر دیا گیا کہ آئندہ ابواب کے تحت مصنف جو احادیث وارد کریں گے وہ سب کی سب مرفوع ہوں گی اور اس سلسلے میں کسی صحابی یا تابعی کا قول نقل نہیں کریں گے۔ لفظ ”قبول“ کا مفہوم:

لفظ ”قبول“ دو معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ (۱) قبول بمعنی صحت: جب کسی عمل کی تمام شرائط پائی جائیں اور موانع مرتفع ہو جائیں تو قبول بمعنی صحت ہوگا۔ مثال کے طور پر مشہور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: لا تقبل صلوة جائض الابخار (مشکوۃ المصابیح رقم الحدیث ۷۶۲) کسی بالغ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں کی جاتی۔ ”یہاں قبول بمعنی صحت ہے یعنی سر چھپائے بغیر کسی بالغ عورت کی نماز درست نہیں ہوگی۔ (۲) قبول بمعنی رضا: ایسا عمل جو اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہو جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ ثواب عطا فرمائے تو وہاں قبول بمعنی رضا (خوشنودگی) ہوگا۔ اس سلسلے میں بھی یہ مشہور روایت ہے: من اتی عذافا فسألہ عن شیء لم تقبل لہ صلوة اربعین لیلة (مشکوۃ المصابیح رقم الحدیث: ۴۵۹۵) جو شخص کسی کا ہن کے پاس گیا تاکہ اس سے کچھ معلومات حاصل کرے، تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔ ”یہاں قبول بمعنی رضا ہے۔

جامع ترمذی کی زیر بحث حدیث کے دو حصے ہیں: (۱) لا تقبل صلوة بغیر طہور۔ بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں کی جاتی۔ (۲) ولا صدقة من غلول۔ اور حرام مال سے صدقہ قبول نہیں کیا جاتا۔ حدیث کے پہلے حصہ میں قبول بمعنی صحت اور حصہ ثانی میں قبول بمعنی رضا ہے۔ ایک ہی سلسلہ بیان میں مختلف مدارج کے مسائل و احکام بیان ہو سکتے ہیں۔ مثلاً مشہور حدیث ہے: عشر من الفطرة (صحیح البخاری جلد اول رقم الحدیث: ۵۱۲) یعنی دس اشیاء انسانی فطرت میں شامل ہیں۔ ”وہ دس اشیاء ایک درجہ

کی نہیں ہیں بلکہ بعض واجب ہیں، بعض سنت ہیں اور بعض مستحب ہیں۔

صلوٰۃ سے مراد:

مذکورہ حدیث میں لفظ ”صلوٰۃ“ استعمال ہوا ہے یعنی طہارت و پاکیزگی کے بغیر نماز قبول نہیں ہوگی۔ سوال یہ ہے کہ یہاں نماز سے مراد کون سی نماز ہے؟ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ امام عامر شعمی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ یہاں حدیث میں لفظ ”صلوٰۃ“ سے مراد ”صلوٰۃ کاملہ“ ہے جس میں قیام، قرأت، رکوع، سجود، قعدہ اور تشهد سب امور شامل ہوتے ہیں۔ ان اوصاف کی حامل صلوٰۃ پنجگانہ، نماز جمعہ، نماز عیدین، نماز وتر اور سنت مؤکدہ وغیرہ نمازیں ہیں جو طہارت کے بغیر قبول نہیں کی جاتیں۔ البتہ صلوٰۃ ناقصہ یعنی جن میں قیام، رکوع اور سجود وغیرہ نہ ہوں مثلاً نماز جنازہ جس میں صرف قیام تو ہوتا ہے لیکن دیگر ارکان نہیں ہوتے اور سجدہ تلاوت جس میں نماز کا صرف ایک رکن پایا جاتا ہے، یہ دونوں اس سے خارج ہیں۔ ان دونوں کے لیے طہارت شرط نہیں ہے اور انہیں بغیر طہارت کے بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔ اس بارے میں جمہور فقہاء کا نقطہ نظر یہ ہے کہ لفظ ”صلوٰۃ“ میں دوسری نمازوں کی طرح نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت بھی شامل ہے۔ وہ اپنے موقف پر دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ شرعی اور عرفی طور پر ”نماز جنازہ“ پر ”صلوٰۃ“ کا اطلاق ہوتا ہے اور نماز جنازہ کے تابع کرتے ہوئے سجدہ تلاوت بھی اس میں شامل ہے کیونکہ ”سجدہ“ نماز کا ایک اہم رکن ہے جو اس میں پایا جاتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جمہور فقہاء کے نزدیک نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت سمیت کوئی نماز بھی طہارت (وضو و تیمم) کے بغیر صحیح نہیں ہوگی۔ (علامہ محمد شفیق الرحمن قادری شرح سراج ص ۳۳)

مسئلہ فاقد الطہورین میں مذاہب فقہاء:

مسئلہ فاقد الطہورین یہ ہے کہ نماز کا وقت ہونے پر پانی دستیاب نہ ہو جس سے وضو کیا جاسکے اور نہ مٹی موجود ہو جس سے تیمم کیا جائے تو پھر کیا کیا جائے گا؟ یہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے جس میں فقہاء کی مختلف آراء ہیں جس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک: لا یصلی ولا یقضی یعنی فاقد الطہورین نہ فی الحال، نماز پڑھے گا اور نہ اس کی قضا کرے گا۔ پہلی صورت کی وجہ یہ حدیث ہے: لا تقبل صلوٰۃ بغیر طہور (بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں کی جاتی)۔ دوسری صورت کی وجہ یہ ارشاد ربانی ہے: لا یکلف اللہ نفسا الا وسعها، (اللہ تعالیٰ کسی شخص پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا)، جب وہ طہارت پر قادر نہ ہو تو وہ مکلف بھی نہ ہو اور جب وہ مکلف نہ ہو تو وہ نہ فی الحال نماز ادا کرے گا اور نہ آئندہ وقت میں اس کی قضا کرے گا۔

۲- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے: یصلی ولا یقضی۔ وہ فی الحال نماز ادا کرے گا آئندہ اس کی قضا نہیں کرے گا۔ انہوں نے اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: لا یکلف اللہ نفسا الا وسعها (البقرہ: ۲۸۶) اللہ تعالیٰ کسی انسان پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا۔

جب اس شخص کو ذرائع طہارت حاصل نہیں ہیں تو وہ اس کے حصول کا بھی مکلف نہ رہا۔ چونکہ وقت نماز ہونے پر اس کی ادائیگی پر قادر ہے لہذا بغیر طہارت نماز ادا کرے گا اور آئندہ اس کی قضا نہیں کرے گا۔

۳- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے: یصلی و یقضى، جس شخص کو پانی یا مٹی دستیاب نہ ہو تو وہ فی الحال نماز ادا کرے گا اور آئندہ اس کی قضا بھی کرے گا۔ فی الحال نماز ادا کرنے کی وجہ یہ ہے کہ نماز کا وقت ہونے پر ارشاد ربانی: اقیبوا الصلوٰۃ (تم نماز ادا کرو) کا حکم نافذ ہو جائے گا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ چونکہ نمازی کے لیے طہارت کا حصول فرض ہے جو اب مفقود ہے لہذا اسباب طہارت حاصل ہونے پر اس کی قضاء کرے گا تا کہ مکمل شرائط کے ساتھ نماز ادا کرنے کا عمل پورا ہو سکے۔

۴- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے: لا یصلی و یقضى: ایسا شخص فی الحال نماز نہیں پڑھے گا بلکہ آئندہ اس کی قضا کرے گا۔ آپ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: لا تقبل صلوٰۃ بغیر طہور۔ طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں کی جاتی۔ جب وہ ناقابل قبول ہے تو پھر پڑھنے کا بھی فائدہ نہیں ہے بلکہ آئندہ اسباب حاصل ہونے پر اس کی قضا کی جائے گی۔

۵- صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے: لا یصلی بل یتشبه بالمصلین و یقضى۔ وہ شخص فی الحال نماز ادا نہیں کرے گا بلکہ نمازیوں جیسی شکل اختیار کرے گا اور آئندہ ذرائع طہارت میسر آنے پر اس کی قضا کرے گا۔ یعنی تکبیر تحریمہ کہہ کر نمازیوں کے ساتھ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جائے گا، رکوع، سجود اور قعدہ کر کے سلام پھیر دے گا لیکن کچھ پڑھے گا نہیں۔ آئندہ نماز کی قضا کرے گا۔ اس مسئلہ میں احناف کے نزدیک فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔

ولا صدقة من غلول کی توضیح:

لفظ صدقہ سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کوئی چیز غرباء، مساکین اور یتیموں کو پیش کرنا ہے۔ لفظ ”غلول“ سے مراد وہ مال ہے جو مال غنیمت سے بذریعہ چوری اپنے قبضہ میں کیا جائے، مگر یہاں غلول سے مراد ہر وہ مال ہے جو کسی بھی ناجائز طریقہ سے حاصل کیا گیا مثلاً جھوٹ، چوری اور دھوکہ وغیرہ کے ذریعے۔ اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ حرام و ناجائز چیز بطور صدقہ پیش کی جائے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول نہیں کرتا۔ اس کی وجہ یہ ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ان اللہ طیب لا یقبل الا طیباً۔ بیشک اللہ تعالیٰ کی ذات پاکیزہ ہے اور وہ پاکیزہ چیز کو ہی قبول کرتا ہے۔ فقہاء کرام کی تصریحات کے مطابق اگر کسی شخص کے پاس حرام مال موجود ہو تو اس سے پیچھا چھڑانا ضروری ہے۔ اس کا طریق کاریہ ہے کہ اجر و ثواب کی نیت کے بغیر وہ مال کسی غریب یا مستحق یتیم کو دے دیا جائے۔ اسی طرح بنک میں رقم جمع کرانے کے سبب بنک کی طرف سے جو سود ملتا ہے تو وہ وصول کر لینا چاہیے ورنہ بنک سے نہ لینے کی صورت میں وہ پیسہ اسلام اور مذہب کے خلاف بھی استعمال ہو سکتا ہے بلکہ عموماً ایسے ہوا کرتا ہے۔ البتہ وصول کرنے کے بعد وہ رقم کسی غریب یا یتیم کو دے دی جائے لیکن اس کے اجر و ثواب کی ہرگز نیت نہ کی جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الطُّهُورِ

باب 2: طہارت کی فضیلت

(2) سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عَيْسَى الْقَزَّازُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ

ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوْ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتْ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ الْخِرِّ قَطْرِ الْمَاءِ أَوْ نَحْوِ هَذَا وَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ الْخِرِّ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَهُوَ حَدِيثٌ مَالِكٍ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

توضیح راوی: وَأَبُو صَالِحٍ وَالِدُ سُهَيْلٍ هُوَ أَبُو صَالِحِ السَّمَّانُ وَاسْمُهُ ذَكْوَانُ وَأَبُو هُرَيْرَةَ اخْتَلَفَ فِي اسْمِهِ

فَقَالُوا عَبْدُ شَمْسٍ وَقَالُوا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو وَهَكَذَا

قول امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَهُوَ الْأَصْحَحُ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَثَوْبَانَ وَالصَّنَابِغِيِّ وَعَمْرٍو بْنِ عَبَّسَةَ

وَسَلْمَانَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

توضیح راوی: وَالصَّنَابِغِيُّ الَّذِي رَوَى عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ لَيْسَ لَهُ سَمَاعٌ مِّنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَاسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُسَيْلَةَ وَيُكْنَى أَبَا عَبْدِ اللَّهِ رَحَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبِضَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الطَّرِيقِ وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيثَ

وَالصَّنَابِغِيُّ بْنُ الْأَعْسَرِ الْأَحْمَسِيُّ صَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُ الصَّنَابِغِيُّ أَيْضًا

حدیث دیگر: وَأَمَّا حَدِيثُهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: إِنِّي مُكَاتِرٌ بِكُمْ الْأُمَّمَ فَلَا تَقْتَتِلَنَّ بَعْدِي

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب بندہ مسلم (راوی کوشک ہے) یا شاید بندہ

مؤمن وضو کرتا ہے اور اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کے چہرے میں سے ہر ایک وہ گناہ نکل جاتا ہے جس کی طرف اس نے اپنی

دونوں آنکھوں کے ذریعے دیکھا تھا پانی کے ساتھ (راوی کوشک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) پانی کے آخری قطرے کے ساتھ یا شاید

اس کی مانند کوئی اور الفاظ ہیں اور جب وہ اپنے دونوں بازو دھوتا ہے تو اس کے دونوں بازوؤں میں سے ہر وہ گناہ نکل جاتا ہے جس

کی طرف اس نے دونوں ہاتھ بڑھائے تھے پانی کے ساتھ (راوی کوشک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) پانی کے آخری قطرے کے ساتھ

2- اضرجه مالك في الموطأ (32/1)؛ كتاب الطهارة؛ باب: جامع الوضوء؛ حديث (31)؛ و مسلم (134/2 - نووی) كتاب الطهارة؛

باب: خروج الغطيا مع ماء الوضوء؛ حديث (244/32)؛ احمد (303/2)؛ والدارمی (183/1)؛ كتاب الصلاة والطهارة؛ باب: فضل

الوضوء؛ وابن خزيمة (5/1)؛؛ حديث (4)؛

یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اسی حدیث کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے سہیل کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

ابوصالح، سہیل کے والد ہیں یہ ابوصالح سامان ہیں ان کا نام ذکوان ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نے یہ بات بیان کی ہے: ان کا نام عبد شمس ہے بعض

علماء نے یہ بات بیان کی ہے: ان کا نام عبداللہ بن عمرو ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہی بات بیان کی ہے اور یہی زیادہ درست ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، حضرت صنابحی رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن

عبسہ رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایات منقول ہیں۔

صنابحی جنہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں ان کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ”سماع“ ثابت نہیں ہے۔

ان کا نام عبدالرحمن بن عسیلہ ہے اور ان کی کنیت ”ابوعبداللہ“ ہے یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوئے تھے لیکن یہ ابھی

راستے میں ہی تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی احادیث نقل کی ہیں۔

صنابح بن اعمر احمسی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں انہیں بھی صنابحی کہا جاتا ہے۔

ان سے یہ حدیث منقول ہے یہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ”میں تمہاری

کثرت کی وجہ سے دیگر امتوں کے سامنے فخر کروں گا اس لیے تم میرے بعد آپس میں قتل و غارت گری نہ شروع کر دینا۔“

شرح

اس حدیث میں فضیلت طہارت بیان کی گئی ہے کہ جب نمازی وضو کرتا ہے تو اس سے اعضاء وضو کے گناہ معاف ہو جاتے

ہیں۔ یہ دراصل بارگاہ خداوندی میں حاضر ہونے کی تیاری کا انعام ہے۔ بعض روایات سے ثابت ہے کہ نماز کا آغاز کرنے پر نمازی

کے تمام گناہ باندھ کر ایک گٹھڑی کی شکل میں اس کے سر پر رکھ دیے جاتے ہیں۔ جو نبی وہ نماز سے فراغت پاتا ہے تو وہ تمام گناہوں

سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔

لفظ ”الطہور“ کے انتخاب کی وجہ:

جامع ترمذی میں ”باب ما جاء فی فضل الطہور“ کا عنوان قائم کیا گیا ہے۔ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کے

تحت فضیلت وضو والی روایت لائے ہیں کہ وضو کرنے سے انسان کے اعضاء وضو سے تمام گناہ خارج ہو جاتے ہیں۔ دریافت طلب

یہ بات ہے کہ عنوان میں ”فضل الوضوء“ کی بجائے ”فضل الطہور“ کا انتخاب کیوں کیا گیا ہے؟ اس کی توضیح یہ ہے کہ لفظ

”وضوء“ اور لفظ ”طہور“ کا جب تقابلی جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ لفظ ”طہور“ عام ہے اور لفظ ”وضوء“ خاص

ہے۔ اس طرح لفظ ”طہور“ لا کر مصنف نے واضح فرمادیا کہ حدیث مبارکہ میں جو فضیلت بیان کی گئی ہے وہ صرف وضو کی نہیں

ہے بلکہ غسل، تیمم اور وضو سب کی ہے۔ یہ فضیلت وضو کی حدیث بطور تمثیل بیان کی گئی ہے اور اس سے حصر ہرگز مقصود نہیں ہے۔
فضیلت طہارت پر مبنی ایک تفصیلی روایت:

اس حدیث کے موضوع پر حضرت عبداللہ بن صنابحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفصیلی روایت یوں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مسلمان بوقت وضو کلی کرتا ہے تو اس کے منہ کے گناہ خارج ہو جاتے ہیں، جب وہ ناک میں پانی ڈالتا ہے تو اس کے گناہ نکل جاتے ہیں، جب چہرہ دھوتا ہے تو اس کے گناہ خارج ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ پلوں کے نیچے سے بھی، جب وہ اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے دونوں ہاتھوں یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ جب وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو سر کے گناہ نکل جاتے ہیں حتیٰ کہ کانوں کے بھی، جب وہ اپنے دونوں پاؤں دھوتا ہے تو پاؤں کے گناہ خارج ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی۔ پھر اس کا مسجد کی طرف جانا اور وہاں نماز ادا کرنا مزید باعث اجر و ثواب ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح رقم الحدیث: ۲۹۷)

معاف ہونے والے گناہوں سے مراد؟

اس روایت میں گناہوں کے خارج (معاف) ہونے کا ذکر ہوا ہے۔ سوال یہ ہے کہ غسل، وضو اور تیمم وغیرہ سے کون سے گناہ معاف ہوتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ گناہوں کے چار درجات ہیں:

۱- معصیت (نافرمانی): اس کے مقابل: طاعت (پیروی) ہے۔

۲- سیئہ (برائی): اس کے مقابل حسنة (نیکی) ہے۔

۳- خطیئہ (غلطی): اس کے مقابل صواب (درستگی) ہے۔

۴- ذنوب (گناہ، عیوب): اس کا مقابل نہیں ہے۔

اب قاعدہ یہ ہے کہ نصوص شرعیہ میں جس گناہ کا ذکر ہوگا اس سے وہ اور اس سے نیچے درجہ والے گناہ مراد ہوں گے۔ مثلاً زیر بحث حدیث میں لفظ ”خطایا“ استعمال ہوا ہے۔ تو یہاں غسل، وضو اور تیمم سے ”خطیئہ“ اور اس سے نیچے والے گناہ مراد ہیں۔ وہ ”ذنوب“ ہیں۔ البتہ اس سے اوپر والے گناہ معاف نہیں ہوں گے۔ ارشاد ربانی ہے: ان الحسنات یذہبن السيئات۔ (بیشک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں)۔ اس آیت میں لفظ ”سیئات“ استعمال ہوا ہے جس کا مفہوم یہ ہے: ”حسنات“ سے سیئات اور اس سے نیچے درجہ کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ وہ ”خطیئہ“ اور ”ذنوب“ ہیں۔ علی ہذا القیاس نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ کی نصوص ہیں۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب:

مختلف روایات میں مضمون بیان ہوا ہے کہ ایک نماز سے لے کر دوسری نماز تک، ایک رمضان سے لے کر دوسرے رمضان تک، ایک عمرہ سے لے کر دوسرے عمرہ تک، ایک حج سے لے کر دوسرے حج تک اور ایک جمعۃ المبارک سے لے کر دوسرے جمعۃ المبارک تک انسان سے درمیان میں جو گناہ سرزد ہو جاتے ہیں وہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب نماز یا روزے کی

برکات سے مسلمان کے گناہ معاف ہو گئے تو اسے دوسرے اعمال کرنے کا کیا فائدہ؟ اس کے کئی جوابات ہیں:

- ۱- بلاشبہ ایک عمل سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں جبکہ دیگر اعمال سے درجات بڑھ جاتے ہیں۔
- ۲- ایک عمل کے باعث گناہ معاف ہو گئے تو دیگر اعمال کے باعث انسان مقرب بارگاہ الہی کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔
- ۳- ایک عمل سے گناہ معاف ہو گئے جبکہ دیگر اعمال کی نیکیاں انسان کے نامہ اعمال میں ذخیرہ ہو جاتی ہیں۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ اعمال کے سبب جو گناہ معاف کیے جاتے ہیں وہ گناہ صغیرہ ہیں کیونکہ گناہ کبیرہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ حقوق العباد تو توبہ سے بھی معاف نہیں ہوتے کیونکہ توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ اپنے حقوق تو معاف فرما دیتا ہے لیکن حقوق العباد معاف نہیں کرتا۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ مِفْتَاحَ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ

باب 3: طہارت نماز کی کنجی ہے

(3) سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالُوا حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنْفِيَّةِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مِثْنُ حَدِيثٍ: مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا الْحَدِيثُ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ

توضیح راوی: وَأَحْسَنُ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ هُوَ صَدُوقٌ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ
قول امام بخاری: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ كَانَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَاسْحَقُ بْنُ

إِبْرَاهِيمَ وَالْحُمَيْدِيُّ يَحْتَجُّونَ بِحَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ

قَالَ مُحَمَّدٌ وَهُوَ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ

◀◀ امام محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: وضو نماز کی کنجی

ہے۔ تکبیر کے ذریعے یہ شروع ہوتی ہے اور سلام پھیر کر یہ ختم ہوتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں یہ حدیث ”صح“ اور ”احسن“ ہے۔

(اس کا ایک راوی) عبد اللہ بن محمد بن عقیل ”صدوق“ ہے۔ ان کے بارے میں بعض اہل علم نے ان کے حافظے کے حوالے

3- اخرجہ احمد (123/1, 129); و ابو داؤد (63/1); کتاب الطہارۃ: باب: فرض الوضوء: حدیث (61); وابن ماجہ (101/1);

کتاب الطہارۃ و سننہما: باب: مفتاح الصلاۃ الطہور: حدیث (275); والدارمی (175/1); کتاب الصلاۃ و الطہارۃ: باب: مفتاح

الصلاۃ الطہور

سے کلام کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، اسحاق بن ابراہیم اور حمیدی، عبداللہ بن محمد بن عقیل کی حدیث سے استدلال کیا کرتے تھے۔ (یعنی اسے مستند سمجھتے تھے) امام محمد (بن اسماعیل بخاری) فرماتے ہیں: یہ شخص ”مقارب الحدیث“ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

شرح

اس حدیث میں نماز کے حوالے سے تین اہم مسائل بیان ہوئے ہیں: طہارت، نماز، تکبیر نماز اور سلام نماز۔ ان تینوں کی تفصیل میں پیش کی جاتی ہے۔

مفتاح الصلوٰۃ الطہور:

(نماز کی چابی طہارت ہے) اس فقرہ میں نماز کو ایک بند کمرے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جس طرح حدیث ”بنی الاسلام علی خمس“ (اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے) اسلام کو ایسے خیمہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جس کے پانچ ستون ہوں۔ جس طرح بند کمرہ میں داخل ہونے کے لیے تالا کھولنے کے لیے چابی کی ضرورت ہوتی ہے بالکل اسی طرح آغاز و افتتاح نماز کے لیے چابی کی ضرورت ہے وہ طہارت ہے جس طرح چابی کے بغیر تالا نہیں کھل سکتا اسی طرح طہارت کے بغیر نماز کا آغاز نہیں ہو سکتا۔ گویا طہارت نماز کی ادائیگی کے لیے شرط ہے۔ نماز کی شرائط درج ذیل ہیں:

(۱) جسم کا (حدث اصغر واکبر سے) پاک ہونا (۲) کپڑوں کا پاک ہونا (۳) جہاں نماز ادا کرنی ہو، اس جگہ کا پاک ہونا (۴) ستر عورت۔ (مرد کا ناف سے لے کر گھٹنوں تک جسم کا چھپا ہوا ہونا جبکہ عورت کے ہاتھوں، پاؤں اور چہرہ کے علاوہ تمام بدن کا چھپا ہوا ہونا) (۵) استقبال قبلہ (یعنی قبلہ کی طرف منہ کرنا) (۶) وقت کا ہونا (۷) نیت کرنا۔

زیر مطالعہ حدیث میں شرائط نماز میں سے ”طہارت“ کا انتخاب اس کی اہمیت بیان کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔ یہاں حصر مقصود نہیں کیونکہ نماز کی شرائط اور بھی ہیں جو اوپر بیان کی گئی ہیں۔

تحریمہا التکبیر:

نماز میں حرام کرنے والی چیز تکبیر (اللہ اکبر) کہنا ہے۔ لفظ ”تحریم“ باب تفعیل ثلاثی مزید فیہ کا مصدر ہے جس سے مراد کسی چیز کو حرام قرار دینا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب نماز کی پہلی تکبیر کہی جائے تو نمازی پر بہت سے امور حرام ہو جاتے ہیں۔ مثلاً گفتگو کرنا، چلنا، پھرنا، کھانا اور پینا وغیرہ سب امور حرام قرار پاتے ہیں۔

کسی چیز کی شرائط چیز سے خارج ہوتی ہیں مثلاً نماز کے لیے وقت، طہارت، استقبال قبلہ اور نیت وغیرہ جبکہ چیز کے ارکان چیز میں داخل ہوتے ہیں۔ مثلاً نماز کے لیے قیام، قرأت، رکوع اور سجود وغیرہ۔ اب سوال یہ ہے کہ ”تکبیر تحریمہ“ نماز کی شرط ہے یا نماز کا رکن ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ”تکبیر تحریمہ“ کی دو جہتیں ہیں۔ اس کا پہلا حصہ نماز کی شرط ہے اور اس سے خارج ہے جبکہ

دوسرا حصہ نماز کا رکن اور اس میں داخل ہے۔ اسی طرح نماز سے فراغت حاصل کرنے کے لیے سلام کی بھی دو جہتیں ہیں کہ اس کا پہلا حصہ نماز کا رکن اور اس میں داخل اور دوسرا حصہ نماز سے خارج ہے۔ تکبیر تحریمہ کا زیادہ تعلق خروج نماز سے اور سلام پھیرنے کا زیادہ تعلق دخول نماز سے ہے۔

تکبیر تحریمہ کے الفاظ میں مذاہب آئمہ:

تکبیر تحریمہ کے لیے استعمال ہونے والے الفاظ میں اختلاف فقہاء پایا جاتا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

حضرت امام مالک، حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک لفظ ”تکبیر“ کے عرفی معنی مراد ہیں یعنی ”اللہ اکبر“ کہنا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے موقف کے مطابق صرف ”اللہ اکبر“ کے الفاظ سے نماز کا آغاز ہو سکتا ہے۔ البتہ حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کہتے ہیں ”اللہ اکبر“ سے بھی نماز کا آغاز کرنا درست ہے کیونکہ مبتداء کی خبر پر الف لام لانے سے معنی میں بھی تقویت پیدا ہو جاتی ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ لفظ ”تکبیر“ سے لغوی مراد ہیں یعنی ہر وہ لفظ جس میں بڑائی کے معنی پائے جائیں اس سے نماز شروع کی جاسکتی ہے۔ آپ کے نزدیک ”اللہ اکبر“، ”اللہ اعظم“ اور ”اللہ اجل“ وغیرہ الفاظ سے نماز شروع کرنا جائز ہے۔ نزول قرآن کے وقت نصوص کے لغوی معنی مراد لیے جاتے تھے جبکہ اصطلاحی معانی بعد کے ہیں۔ چنانچہ سورۃ المدثر میں ارشاد ربانی ہے: ”و ربك فکبر“ (اور آپ اپنے پروردگار کے لیے بڑائی بیان کریں) الغرض قرآنی الفاظ کے لغوی معانی نزول قرآن کے دور میں لیے جاتے تھے جبکہ اصطلاحی معانی بعد کی ایجاد ہیں۔ لہذا نصوص کے لغوی معانی مراد لینا حقیقت کے زیادہ قریب ہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے۔

تحلیلہا التسلیم:

(نماز کا سلام پھیرنے سے چیزیں حلال ہو جاتی ہیں)۔ لفظ ”تسلیم“ فعل ثلاثی مزید فیہ باب تفعیل کا مصدر ہے جس کا معنی ہے: سلام پھیرنا، سلام کرنا۔ لفظ ”تحلیل“ بھی باب تفعیل کا مصدر ہے جس کا معنی ہے: حلال کرنا۔ مفہوم یہ ہے کہ سلام پھیرنے سے نمازی نماز سے فراغت حاصل کر لیتا ہے اور اس پر دوران نماز جو چیزیں حرام تھیں وہ حلال ہو گئی ہیں۔ نماز کا آغاز کرتے ہی نمازی پر کھانا، پینا، گفتگو کرنا، چلنا، پھرنا، سلام کرنا یا اس کا جواب دینا وغیرہ امور حرام قرار پائے تھے اور اب سلام پھیرتے ہی وہ حلال ہو گئے۔ دوران نماز ان امور میں سے کسی ایک کے کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

لفظ ”تسلیم“ میں مذاہب آئمہ:

جس طرح تکبیر تحریمہ کہنے سے نماز کا آغاز ہو جاتا ہے اسی طرح تشہد پڑھنے کے بعد سلام پھیرنے سے نماز سے فراغت حاصل ہو جاتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ لفظ ”سلام“ سے فراغت حاصل کرنے کی حیثیت کیا ہے؟ اس میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے۔ آئمہ ثلاثہ حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک: ”السلام علیکم“ کے الفاظ

سے نماز سے فراغت حاصل کرنا ضروری ہے جو نماز کا ایک اہم رکن ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے الفاظ سے فراغت حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک لفظ ”تسليم“ سے مراد ”دعاء سلام“ ہے اور اس کے لیے دوسرے الفاظ بھی استعمال کیے جاسکتے ہیں مثلاً ”صباح الخیر“ وغیرہ۔ دعا سلام سے نماز مکمل ہو جاتی ہے کیونکہ یہ الفاظ نماز کے منافی ہیں۔ لفظ ”سلام“ سے فراغت حاصل کرنا فرض نہیں ہے بلکہ واجب ہے۔ اگر لفظ ”سلام“ سے نماز ختم ہو جاتی تو کتاب اللہ (قرآن کریم) میں یہ لفظ متعدد مقامات میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً سلام علی المرسلین اور سلام علی الیاسین وغیرہ تو ان الفاظ کے پڑھنے سے نماز ختم نہیں ہوتی۔ البتہ لفظ ”سلام“ کو بغرض خطاب پڑھنے سے نماز فاسد یا ختم ہوگی۔

(4) سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ مُحَمَّدُ بْنُ زَنْجَوِيهِ الْبَغْدَادِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ قَرْمٍ عَنْ أَبِي يَحْيَى الْقَتَاتِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَرَسُورُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ وَمِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الْوُضُوءُ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی

وضو ہے۔

شرح

نماز کی اہمیت و افادیت:

اعمال و عبادات میں نماز کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ قرآن کریم میں سب سے زیادہ نماز پر زور دیا گیا ہے اور اس کی ادائیگی کی تاکید کی گئی ہے۔ اسلام کے خیمہ کے پانچ ستون ہیں جن میں سے نماز کو اہم ستون قرار دیا گیا ہے۔ قبول اسلام اور حد بلوغت کو پہنچنے پر فی الفور جو عبادت انسان پر فرض ہوتی ہے وہ نماز ہے۔ رمضان المبارک کا مہینہ آنے پر سال بعد روزے فرض ہوتے، صاحب نصاب نہ ہونے کی صورت میں زکوٰۃ زندگی بھر بھی فرض نہیں ہو سکتی اور حج زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے بشرطیکہ انسان استطاعت و اخراجات برداشت کر سکتا ہو لیکن نماز کی ادائیگی ہر روز فرض ہے، صرف ایک دفعہ نہیں بلکہ ایک دن میں پانچ مرتبہ۔ دیگر عبادات و اعمال کے احکام زمین نافذ کیے گئے لیکن نماز کی فرضیت کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزہ معراج عطا فرمایا اور لا مکان پر طلب کر کے آپ اور آپ کی امت کو نماز کا تحفہ عطا فرمایا۔

4- اخرجہ احمد (3/40) 5- اخرجہ البخاری (1/292)؛ کتاب الصلاة؛ باب: ما يقول عند الغلاء؛ حديث (142)؛ وفي اللاب المرفوع (203)؛ حديث (699)؛ ومسلم (2/306- نووی)؛ کتاب العوض؛ باب: ما يقول اذا اراد دخول الغلاء؛ حديث (375/122)؛ ابو داؤد (1/48)؛ کتاب الطهارة؛ باب: ما يقول الرجل اذا دخل الغلاء؛ حديث (4)؛ وابن ماجه (1/109)؛ کتاب الطهارة وسننہا؛ باب: ما يقول الرجل اذا دخل الغلاء؛ حديث (298)؛ والنسائي (1/20)؛ کتاب الطهارة؛ باب: القول عند دخول الغلاء؛ حديث (19)؛ واحمد (3/99, 101, 282)؛ من طريق عبد العزيز بن مسعود عن انس به۔

فضائل نماز:

زیر بحث حدیث میں نماز کو جنت کی چابی قرار دیا گیا ہے جس سے نماز کی فضیلت عیاں ہوتی ہے۔ نماز جنت کے دروازہ کی چابی ہے تو دیگر اعمال و عبادات اس چابی کے دندان ہیں جن کی مدد سے تالا کھولا جاتا ہے۔ قیامت کے دن بھی سب سے قبل نماز کا سوال ہوگا۔ مسلمان اور کافر کے درمیان حد فاصل و امتیاز کرنے والی نماز ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا۔ علاوہ ازیں نماز دین کا ستون ہے۔ مزید نماز کے فضائل کے حوالہ سے چند احادیث مبارکہ ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

۱- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تمہاری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور میں نے اپنے آپ سے عہد کر لیا ہے کہ جو شخص ان پانچ نمازوں کو ادا کرے گا تو میں اسے اپنے وعدہ کے مطابق جنت میں داخل کروں گا اور جو شخص ان نمازوں کو ادا نہیں کرے گا اس کے لیے میرا کوئی وعدہ نہیں ہے۔ (سنن ابوداؤد، جلد اول ص ۱۶۸)

۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بتاؤ کہ کسی شخص کے دروازے پر نہر جاری ہو اور وہ شخص اس میں ایک دن میں پانچ مرتبہ غسل کرے تو اس کے جسم پر میل کچیل باقی رہے گی؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: ایسے شخص کے جسم پر کوئی میل باقی نہیں رہے گی۔ آپ نے فرمایا: یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے گناہ دور کر دیتا ہے۔ (صحیح مسلم جلد اول ص ۳۳۶)

۳- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ وقت کی نمازوں کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص کے دروازے پر نہر جاری ہو اس کا پانی گہرا ہو اور وہ اس میں ہر روز غسل کرے۔ (الترغیب والترہیب، صحیح مسلم)

۴- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان اور کفر کے درمیان امتیاز کرنے والی چیز نماز ہے۔

۵- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کی ایک نماز بھی چھوٹی ہوگی وہ ایسا ہے گویا اس کے گھر کے افراد اور دولت سب اچھے چھین لیا گیا ہو۔ (ایضاً)

۶- حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے دو نمازیں کسی عذر شرعی کے بغیر ایک وقت میں ادا کیں وہ کبیرہ گناہوں کے ایک دروازے پر پہنچ جاتا ہے۔ (الترغیب والترہیب)

۷- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نماز فوت کرے خواہ وہ بعد میں پڑھ بھی لے پھر بھی بروقت نہ پڑھنے کے سبب وہ ایک حقب دوزخ میں جلے گا اور حقب کی مقدار اسی (۸۰) سال کا زمانہ ہے۔ ایک سال تین سو ساٹھ دن کا ہوتا ہے اور قیامت کا ایک دن ہزار سال کا ہوگا۔

۸- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نماز نہیں پڑھتا اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی۔ (شعب الایمان جلد ۳ ص ۲۹)

نماز کی چابی وضو:

لفظ "وضو" کے تلفظ میں دو احتمال ہیں: (۱) وضو (بضم الواو) اس سے مراد حصول طہارت ہے۔ (۲) وضو (بفتح الواو) اس

صورت میں اس سے مراد وہ پانی ہے جو وضو کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ زیر مطالعہ حدیث کے آخری حصہ میں وضو کی اہمیت و افادیت بیان کی گئی ہے۔ وضو کے فرائض چار ہیں: (۱) چہرے کا دھونا: کان کی ایک لوسے لے کر دوسرے کان کی لوتک اور پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک دھونا۔ (۲) دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا۔ (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ (۴) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔ علاوہ نماز کی ادائیگی کے لیے جسم کا حدث اصغر اور حدث اکبر سے پاک ہونا ہے۔

نوٹ: جامع ترمذی کے بعض نسخوں میں حدیث ۴ مفقود ہے اور اکثر نسخوں میں موجود ہے۔ چونکہ مترجم نے یہ حدیث نقل کی ہے اور ترجمہ بھی کیا ہے، لہذا راقم الحروف (محمد یسین قصوری نقشبندی) نے قارئین کے ذوق مطالعہ کے لیے اس روایت کی بھی مختصر تشریح و توضیح پیش کر دی ہے۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ

باب 4: جب آدمی بیت الخلاء میں داخل ہو تو کیا پڑھے؟

(5) سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَادٌ قَالَا حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ

مَالِكٍ قَالَ

متن حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ

قَالَ شُعْبَةُ وَقَدْ قَالَ مَرَّةً أُخْرَى أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبِيثِ أَوْ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَمَسْعُودِ

حَكَمٍ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَحْسَنُ

وَحَدِيثُ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ فِي إِسْنَادِهِ اضْطِرَابٌ رَوَى هِشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ وَسَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ فَقَالَ

سَعِيدٌ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَوْفِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَقَالَ هِشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ

وَرَوَاهُ شُعْبَةُ وَمَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ فَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ

عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قول امام بخاری: قَالَ أَبُو عَيْسَى سَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا فَقَالَ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ قَتَادَةُ رَوَى عَنْهُمَا

جَمِيعًا

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ پڑھتے تھے۔

”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

شعبہ نامی راوی نے ایک مرتبہ یہ (مذکورہ بالا) الفاظ نقل کیے ہیں اور ایک مرتبہ یہ الفاظ نقل کیے ہیں (جو درج ذیل ہیں)

”میں خباث اور خبیث چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

(راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) ”خبیث مذکر جنات اور خبیثہ مؤنث جنات (سے تیری پناہ مانگتا ہوں)۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث اس باب میں ”صح“ اور ”احسن“ ہے۔
حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند میں اختلاف ہے۔

ہشام دستوائی اور سعید بن ابی عروبہ نے اسے قتادہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

سعید بیان کرتے ہیں: یہ قاسم بن عوف شیبانی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

ہشام دستوائی بیان کرتے ہیں: یہ قتادہ کے حوالے سے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شعبہ اور معمر نے اس حدیث کو قتادہ کے حوالے سے حضرت نضر بن انس سے نقل کیا ہے۔

شعبہ کہتے ہیں: یہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جبکہ معمر کہتے ہیں: یہ حضرت نضر بن انس نے اپنے والد کے حوالے

سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد (بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ) سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے

فرمایا: یہاں یہ احتمال ہو سکتا ہے: قتادہ نے ان دونوں حضرات سے اس روایت کو نقل کیا ہو۔

(6) سند حدیث: أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّبِيِّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ

وَالْخَبَائِثِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو یہ پڑھتے تھے۔

”اے اللہ! میں خباثوں اور خبیث چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

لفظ ”الخلاء“ کا معنی ہے مکان۔ اس کا مفہوم واضح کرنے کے لیے اردو میں اس سے قبل لفظ ”بیت“ کا اضافہ کیا گیا تو بیت

الخلاء ہو گیا۔ اس سے مراد وہ جگہ ہے جہاں استنجاء کیا جاتا ہے۔ اسی طرح لفظ ”زمزم“ کے آغاز میں لفظ ”آب“ کا اضافہ کیا گیا

ہے اور یہ ”آب زمزم“ ہو گیا۔ عربی زبان میں لفظ ”الخلاء“ سے پہلے لفظ ”بیت“ اور لفظ ”زمزم“ سے قبل لفظ ”آب“

استعمال نہیں ہوتا۔ عربی زبان میں ”بیت الخلاء“ کے لیے تیرہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ لفظ ”دورة میاء“ جدید ہے جو

چودھواں ہے۔

بیت الخلاء کی دعا اور اس کی اہمیت:

اسلام ایک عالمگیر مذہب اور تمدن پسند دین ہے جس میں انسانی زندگی کے تمام مسائل کا حل پیش کیا گیا ہے حتیٰ کہ بیت الخلاء میں آمد و رفت اور استنجاء کے حوالے سے بھی حکیمانہ انداز میں تعلیمات فراہم کی گئی ہیں۔ بیت الخلاء میں داخل ہونے سے قبل یہ دعا پڑھی جاتی ہے: **اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ**۔ (اے اللہ! بیشک میں مذکر و مؤنث (جنات) شیاطین کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں)۔ لفظ ”النجث“ ”خبیث“ کی جمع ہے مراد مذکر شیاطین ہیں۔ لفظ ”النجائث“ جمع مکسر ہے۔ اس سے مراد مؤنث شیاطین ہیں۔

اس دعا میں الفاظ ”النجث“ ”والنجائث“ عام طریقہ کے مطابق ترتیب سے لائے گئے ہیں یعنی مؤنث کو مذکر کے تابع کرتے ہوئے۔ عربی زبان میں یہ ترتیب عام استعمال ہوتی ہے لیکن بعض اوقات مذکر کو مؤنث کے تابع کر کے بھی لایا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں ارشاد ربانی ہے: **الزَّانِيَةُ وَالزَّانِيَ فَاجْلِدُوْا**۔ (زانیہ عورت اور زانی مرد دونوں کو کوڑے لگاؤ) اس آیت میں مذکر کو مؤنث کے تابع کر کے لایا گیا ہے کیونکہ عورت کی خواہش کے بغیر زنا ہرگز سرزد نہیں ہو سکتا۔ الا یہ کہ زبردستی کی صورت ہو۔

کرہ ارضی پر تین قسم کی مخلوق آباد ہے: (۱) فرشتے (۲) جنات (۳) انسان۔ سب سے قدیم فرشتے ہیں، پھر جنات وجود میں آئے اور سب کے آخر میں ”انسان“ کی تخلیق ہوئی۔ تینوں قسم کی مخلوق عناصر اربعہ پانی، آگ، مٹی اور ہوا سے بنی۔ فرشتے بھاپ سے تیار ہوئے ہیں اس لیے وہ لطیف ترین ہیں۔ جنات میں آگ غالب ہے یہ بھی لطیف ہیں اور انسان میں مٹی غالب ہے۔ اس لیے یہ کثیف ہیں۔ انسان کا جد امجد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اس لیے سب انسان خواہ مذکر ہوں یا مؤنث آدمی ہیں۔ جنات کے جد امجد ”جان“ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آتش کی آمیزش سے تخلیق کیا تھا تو تمام جنات مذکر و مؤنث اس کی اولاد ہیں۔ قاعدہ ہے کہ لطیف مخلوق اپنے سے کم لطیف یا کثیف کو دیکھ سکتی ہے لیکن کم لطیف یا کثیف اپنے سے زیادہ لطیف کو ہرگز نہیں دیکھ سکتی۔ اس طرح فرشتے اور جنات انسانوں کو دیکھ سکتے ہیں لیکن جنات اور انسان فرشتوں کو نہیں دیکھ سکتے۔ چونکہ جنات لطیف ہیں جبکہ ان کے مقابل انسان کثیف ہے تو جنات، انسان کو دیکھ سکتے ہیں۔ انسان جنات کو نہیں دیکھ سکتا۔ انسانوں کی طرح جنات میں بھی نیک و بد، نمازی و بے نمازی، فرمانبردار و نافرمان، شریرو نیک اور مسلم و غیر مسلم ہر قسم کے ہیں۔ جنات لطیف مخلوق ہے جو انسان کو نظر نہیں آتی اور ان کے شریر لوگ انسانوں کو تکلیف دیتے اور ضرر رسانی کرتے رہتے ہیں۔ شریر جنات کے ضرر سے بچنے کے لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کو ”بیت الخلاء“ کی دعا سکھائی۔

ایک اہم مسئلہ:

بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت یا فراغت پر حدیث مبارکہ میں جن دعاؤں کی تعلیم دی گئی ہے وہ دعائیں بیت الخلاء میں داخل ہونے سے قبل یا فراغت پر باہر نکل کر پڑھی جائیں۔ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت اگر کوئی شخص دعا پڑھنا بھول جائے تو اندر غلاظت نہ ہو (جیسے فلش وغیرہ) تو اندر بھی پڑھی جاسکتی ہے لیکن عریانی حالت سے قبل۔ اگر بیت الخلاء میں غلاظت ہو تو دعا دل میں پڑھی جاسکتی ہے لیکن بلند آواز سے نہ پڑھی جائے۔

اگر صحراء میں قضا حاجت کرنی ہو تو ننگا ہونے سے قبل دعا پڑھی جائے۔ بعد والی دعا کپڑے درست کرنے کے بعد پڑھی جائے۔ یاد رہے بڑی قضائے حاجت ہو یا چھوٹی دونوں کا حکم یکساں ہے اور دونوں کی دعائیں بھی یکساں ہیں۔
نوٹ: حدیث ۶ کا مضمون بھی حدیث ۵ جیسا ہے لہذا اس کی الگ سے توضیح و تشریح کی ضرورت نہیں۔ قصوری

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ

باب 5: جب آدمی بیت الخلاء سے باہر آئے تو کیا پڑھے؟

(1) سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ إِسْرَائِيلَ بْنِ يُونُسَ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ
متن حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ غُفْرَانَكَ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ

توضیح راوی: وَأَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى اسْمُهُ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسِ الْأَشْعَرِيِّ
وَلَا نَعْرِفُ فِي هَذَا الْبَابِ إِلَّا حَدِيثَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو یہ پڑھتے تھے:
”غفرانک“ میں تیری مغفرت طلب کرتا ہوں۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے، ہم اس حدیث کو صرف اسرائیل نامی راوی کی حدیث کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں جو یوسف بن ابوبردہ کے حوالے سے منقول ہے۔ ابوبردہ بن ابوموسیٰ کا نام عامر بن عبداللہ بن قیس اشعری ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) اس باب میں ہمیں صرف سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نقل کردہ حدیث کا علم ہے۔

شرح

بیت الخلاء سے خروج کی دعا اور اس کی حکمت:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو یوں دعا فرماتے: ”غُفْرَانَكَ“ (اے اللہ! میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں)۔ ایک روایت میں ہے آپ تین بار:

7- اضرجه البخاری فی الادب المفرد (203): حدیث (700): وابو داؤد (55/1): کتاب الطہارۃ: باب: ما یقول الرجل اذا خرج من

الخلاء: حدیث (30): وابن ماجہ (110/1): کتاب الطہارۃ وسننہما: باب ما یقول اذا خرج من الخلاء: حدیث (300): واحد

(155/6): وابن خزیمہ (48/1): حدیث (90): والدارمی (174/1): کتاب الصلاۃ والطرہارۃ: باب: ما یقول اذا خرج من الخلاء.

غفرانک کے الفاظ فرماتے۔ لفظ ”غُفْرَانٌ“ فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے۔ علماء نحو نے تصریح کی ہے کہ چار مقامات پر مفعول مطلق کے عامل (فعل) کو حذف کرنا واجب ہے: (۱) جب مصدر کی اضافت مفعول کی طرف ہو، مثلاً: سُبْحَانَ اللَّهِ (میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں)۔ (۲) جب مصدر کے بعد مفعول حرف جر کے ساتھ لایا جائے جیسے: شُكْرًا لَكَ . اے اللہ! میں تیرا شکر بجالاتا ہوں۔ (۳) جب مصدر کے بعد فاعل حرف جر کے ساتھ لایا جائے مثلاً: بُسْأَلَكَ . (تجھ پر تنگ دستی مسلط ہو)۔ (۴) جب مصدر کی اضافت فاعل کی طرف ہو، مثلاً: وَعَدَ اللَّهُ (اللہ تعالیٰ کا عہد و پیمانہ پورا ہو کر رہے گا)۔ اس مقام پر لفظ ”غُفْرَانٌ“ مفعول مطلق کا مصدر ہے اور اس کی اضافت فاعل ”كَ“ کی طرف ہے اور عامل (فعل) وجوبی طور پر محذوف ہے۔ حقیقت میں عبادت یوں تھی: اَغْفِرْ غُفْرَانَكَ . (میں تجھ سے مکمل بخشش چاہتا ہوں) اس دعا کے علاوہ دیگر روایات میں یہ دعائیں منقول ہیں:

- (۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّيْ الْاَذْيَ وَعَافَانِيْ . (سنن ابن ماجہ ص ۲۶) (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں؛ جس نے مجھ سے ضرر رساں چیز کو دور کر دیا اور مجھے عافیت کی دولت سے نوازا)
- (۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّيْ مَا يُؤْذِيْنِيْ وَاَمْسَكَ عَلَيَّ مَا يَنْفَعُنِيْ . (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں؛ جس نے ضرر رساں چیز مجھ سے دور کر دی اور نفع رساں چیز مجھ میں باقی رکھی)
- (۳) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَمَاطَ عَنِّيْ الْاَذْيَ وَعَافَانِيْ (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں؛ جس نے نقصان دہ چیز مجھ سے ختم کر دی اور مجھے سکون و عافیت عطا فرمائی۔)

اللہ تعالیٰ نے جنات اور انسانوں کی تخلیق کا مقصد بایں الفاظ بیان کیا ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ۝ (اور میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔) جب انسانوں اور جنات کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت قرار پایا تو اس ارشاد کا تقاضا ہے کہ انسانی زندگی کا ایک لمحہ یاد الہی، اس کے ذکر اور ریاضت میں گزرے لیکن بیت الخلاء میں شرعی طور پر ذکر وغیرہ کی اجازت نہیں ہے تو گویا بیت الخلاء میں گزرنے والے لمحات غفلت میں گزرے جس کے تدارک کی اشد ضرورت تھی۔ ان لمحات کے تدارک کے لیے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت و یہ دعا سکھا دی۔

ایک سوال اور اس کا جواب:

قرآن و سنت میں اس بات کی تصریح ہونے کے ساتھ ساتھ امت کا بھی اجماع ہے کہ فرشتوں کی طرح انبیاء بھی گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب انبیاء معصوم ہیں تو پھر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ”بیت الخلاء“ سے فراغت پر ”غُفْرَانَكَ“ (میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں)۔) چہ معنی دارد؟ یہ دعا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معصومیت کے ثبوت معلوم ہوتی ہے جب کہ حقیقت میں ایسا ہرگز نہیں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا اپنی امت کی تعلیم کے لیے کی یا آپ نے اپنی امت کے لیے بخشش طلب کی۔ اس طرح آپ کی عدم معصومیت ثابت نہیں ہوتی۔

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ

باب 6: پاخانہ یا پیشاب کرتے ہوئے قبلہ کی طرف رخ کرنے کی ممانعت

(8) سند حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدِيثٌ: إِذَا اتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَلَا بَوْلٍ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا وَلَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرَّبُوا قَالَ أَبُو أَيُّوبَ فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَّاحِيضَ قَدْ بَنِيَتْ مُسْتَقْبَلِ الْقِبْلَةِ فَنَحَرَفْنَا عَنْهَا وَنَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءِ الزُّبَيْدِيِّ وَمَعْقِلِ بْنِ أَبِي الْهَيْثَمِ وَيُقَالُ مَعْقِلُ بْنُ أَبِي مَعْقِلٍ وَأَبِي أُمَامَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَسَهْلُ بْنُ حَنِيفٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي أَيُّوبَ أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَصَحُّ

توضیح راوی: وَأَبُو أَيُّوبَ اسْمُهُ خَالِدُ بْنُ زَيْدٍ وَالزُّهْرِيُّ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَهَابِ الزُّهْرِيِّ وَكُنْيَتُهُ أَبُو بَكْرٍ قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ الْمَكِّيُّ

مذہب فقہاء: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيُّ إِنَّمَا مَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَلَا بَوْلٍ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا إِنَّمَا هَذَا فِي الْفِيَّافِيِّ وَأَمَّا فِي الْكُنْفِ الْمُنِيَّةِ لَهُ رُخْصَةٌ فِي أَنْ يَسْتَقْبِلَهَا وَهَكَذَا قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللَّهُ إِنَّمَا الرُّخْصَةُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اسْتِدْبَارِ الْقِبْلَةِ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ وَأَمَّا اسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ فَلَا يَسْتَقْبِلُهَا كَأَنَّهُ لَمْ يَرَفِ فِي الصَّحْرَاءِ وَلَا فِي الْكُنْفِ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ

﴿﴾ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم بیت الخلاء میں آؤ تو قبلہ کی طرف رخ نہ کرو پاخانہ کرتے ہوئے اور نہ ہی پیشاب کرتے ہوئے اور نہ ہی اس کی طرف پیٹھ کرو بلکہ (مدینہ منورہ کے حساب سے) مشرق یا مغرب کی طرف رخ کرو۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب ہم لوگ شام آئے تو وہاں ہم نے ایسے بیت الخلاء پائے جو قبلہ کی سمت میں بنے ہوئے تھے تو ہم ان میں رخ پھیر کر بیٹھتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی حضرت معقل بن ابوالہیثم، ایک قول کے

8- اضرجه البخاری (295/1): کتاب الوضوء: باب: لا تستقبل القبلة بغائط أو بول إلا عند البناء: جدار أو نحوه: حدیث (144):

ومسلم (155/2- نووی): کتاب الطہارۃ: باب: الاستطابة: حدیث (264/59): و ابو داؤد (49/1): کتاب الطہارۃ: باب: کراهیۃ

استقبال القبلة عند قضاء الحاجة: حدیث (9): وابن ماجہ (115/1): کتاب الطہارۃ: و سنن ابی داؤد: باب: النہی عن استقبال القبلة بالغائط

والبول: حدیث (318): والنسائی (22/1): کتاب الطہارۃ: باب: النہی عن استقبال القبلة عند الحاجة: حدیث (21): و اضرجه احمد

(421, 416/5): والدارمی (170/1): کتاب الصلاة والطہارۃ: (187/1): حدیث (378)

مطابق یہ معقل بن ابو معقل ہیں، حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایات منقول ہیں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی حدیث اس باب میں ”احسن“ اور ”اصح“ ہے۔
حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کا نام خالد بن زید ہے۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ کا نام محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ ہے ان کی کنیت ”ابو بکر“ ہے۔

ابو الولید المالکی بیان کرتے ہیں: امام ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ”پاخانہ یا پیشاب کرتے ہوئے قبلہ کی طرف رخ یا پیٹھ نہ کرو“۔ یہ حکم کھلی جگہ کے بارے میں ہے، بیت الخلاء جو اسی مقصد کے لیے بنائے گئے ہوں ان میں اس بات کی رخصت ہے کہ قبلہ کی طرف رخ کیا جاسکتا ہے۔

اسحاق بن ابراہیم (بن راہویہ) نے بھی یہی بات بیان کی ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پاخانہ یا پیشاب کرنے کے لیے قبلہ کی طرف پیٹھ کرنے کی رخصت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، جہاں تک رخ کرنے کا تعلق ہے تو اس کی طرف رخ نہیں کیا جاسکتا ہے (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) گویا کہ ان کے نزدیک صحرا میں یا بیت الخلاء کے اندر قبلہ کی طرف رخ کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ مِنَ الرَّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

باب 7: اس بارے میں رخصت ہونے کے حوالے سے جو کچھ منقول ہے

9 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي بَنٍ صَالِحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ
متن حدیث: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِوَلِّ فَرَأَيْتَهُ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ بِعَامٍ يَسْتَقْبِلُهَا
فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ وَعَائِشَةَ وَعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا تھا۔ ہم پیشاب کرتے ہوئے قبلہ کی طرف رخ کریں، آپ کے وصال سے ایک سال پہلے میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے (پیشاب کرتے ہوئے) قبلہ کی طرف رخ کیا ہوا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

9- اضرجه ابو داؤد (50/1)؛ کتاب الطہارۃ؛ باب: الرخصة فی استقبال القبلة عند قضاء الحاجة حدیث (13)؛ وابن ماجہ (117/1)؛
کتاب الطہارۃ وسننہما؛ باب: الرخصة فی ذلك فی الکلیف وابانہ دون الصحاری حدیث (325)؛ وابن خزیمہ (34/1)؛ حدیث (58)؛
واضرجه احمد (360/3)؛

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس باب میں حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

10 وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ ابْنُ لَهَيْعَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبُولُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ (۱)

سند حدیث: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهَيْعَةَ

حکم حدیث: وَحَدِيثُ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهَيْعَةَ

توضیح راوی: وَأَبْنُ لَهَيْعَةَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ ضَعْفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ الْقَطَّانُ وَغَيْرُهُ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوقنادہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبلہ کی طرف رخ

کر کے پیشاب کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

بمیں یہ حدیث قتیبہ نے سنا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث، ابن لہیعہ سے منقول (دوسرے والی حدیث) سے زیادہ مستند ہے۔

ابن لہیعہ علم حدیث کے ماہرین کے نزدیک ضعیف ہے۔

یحییٰ بن سعید قطان اور دیگر محدثین نے اس کے حافظے کے حوالے سے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

11 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ

عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: رَقِيتُ يَوْمًا عَلَى بَيْتِ حَفْصَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَاجَتِهِ مُسْتَقْبِلَ

الشَّامِ مُسْتَدْبِرَ الْكَعْبَةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شام کی طرف رخ کر کے قضاے حاجت کرتے ہوئے دیکھا، آپ کی پیٹھ خانہ کعبہ کی طرف تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

(۱) اخرجہ احمد (300/5)

11- اخرجہ مالک فی الموطأ (194, 193/1): کتاب القبلة: باب: الرخصة فی استقبال القبلة لبول او غائط الحديث (3): البخاری

(297/1): کتاب الوضوء: باب: من تبرز علی لبنین حدیث (145): ومسلم (156, 155/2): کتاب الطہارۃ: باب: الاستنابة

حدیث (266/61): وابو داؤد (50/1): کتاب الطہارۃ: باب: الرخصة فی ذلك حدیث (12): وابن ماجہ (116/1): کتاب الطہارۃ

وسننہ: باب: الرخصة فی ذلك فی الکئیف واباحته دون الصماری حدیث (322): والنسائی (24, 23/1): کتاب الطہارۃ: باب:

الرخصة فی ذلك فی البیوت حدیث (23): واحمد (41/2): والدارمی (171/1): کتاب الصلاة والطہارۃ: باب: الرخصة فی استقبال

القبلة وابن خزيمة (35, 34/1): حدیث (59) عن طریق محمد بن یحییٰ بن حبان عن عمہ واسع بن حبان عن ابن عمرہ-

شرح

بڑے استنجاء یا چھوٹے استنجاء کے وقت کعبہ کی طرف استقبال یا استدبار کے جواز یا عدم جواز پر روایات کے احکام کا تعین:

۱- حدیث ۸ جس کے راوی حضرت ابو ایوب انصاری ہیں؛ سے بڑے استنجاء اور چھوٹے استنجاء کے وقت قبلہ کی طرف استقبال و استدبار دونوں کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔

۲- حدیث ۹ جس کے راوی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اسے استقبال قبلہ کی ممانعت اور جواز دونوں ثابت ہوتے ہیں۔

۳- حدیث ۱۰ کے راوی حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں؛ جس سے استقبال قبلہ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

۴- حدیث ۱۱ کے راوی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں؛ جس سے استدبار قبلہ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

استقبال و استدبار قبلہ کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

بڑے یا چھوٹے استنجاء کے وقت استقبال و استدبار قبلہ کے جواز و عدم جواز کے حوالے سے آئمہ فقہ میں اختلاف ہے؛ جس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

۱- حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ چار دیواری میں استقبال و استدبار دونوں جائز ہیں جبکہ صحراء میں دونوں ناجائز ہیں۔ وہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کی تخصیص کرتے ہوئے دوسری روایات سے استدلال کرتے ہیں کیونکہ ان کے ہاں قولی اور فعلی احادیث میں تعارض پیدا ہو جائے تو فعلی حدیث قوی ہونے کے سبب قابل ترجیح ہوتی ہے۔ اس کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ قولی حدیث کے منسوخ ہونے کا امکان ہوتا ہے لیکن فعلی حدیث منسوخ نہیں ہو سکتی۔

۲- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے تین اقوال منقول ہیں: (۱) چار دیواری میں استقبال و استدبار دونوں جائز ہیں اور صحراء میں دونوں ناجائز ہیں۔ (۲) استقبال و استدبار دونوں مطلقاً مکروہ تحریمی ہیں۔ (۳) استقبال مطلقاً ناجائز ہے اور استدبار مطلقاً جائز ہے۔ آپ دیگر روایات سے استدلال کرتے ہوئے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کی تخصیص کرتے ہیں۔

۳- اصحاب ظواہر، داؤد ظاہری اور ریجۃ الرائی کے نزدیک استقبال و استدبار دونوں مطلقاً جائز ہیں۔ انہوں نے فعلی روایات سے استدلال کیا ہے۔

۴- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس سلسلے میں چار اقوال ہیں:

۱- استقبال و استدبار دونوں مطلقاً مکروہ تنزیہی ہیں۔ (مطلقاً سے مراد چار دیواری اور صحراء ہے۔)

۲- استقبال و استدبار دونوں مطلقاً مکروہ تحریمی ہیں۔

۳- استقبال مطلقاً مکروہ تحریمی ہے لیکن استدبار مطلقاً جائز ہے۔

۴- استقبال مطلقاً ناجائز ہے اور استدبار چار دیواری میں جائز ہے۔

ان چاروں اقوال میں سے قول ثانی پر عمل ہے اور یہی مفتی بہ ہے۔

آپ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ دیگر آئمہ ثلاثہ کے دلائل اور استقبال و استدبار والی روایات کے آپ کی طرف سے کئی جوابات دیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت قوی ہے جبکہ جواز ثابت کرنے والی روایات فعلی ہیں۔ جب فعلی اور قولی روایات میں تعارض آجائے تو آپ کے نزدیک قولی روایت کو ترجیح حاصل ہوتی ہے اور فعلی روایت کی تاویل کی جائے گی۔

۲- قولی اور فعلی روایات میں تعارض آنے کی صورت میں قولی روایت کو ترجیح حاصل ہوگی کیونکہ اس میں متعدد احتمالات کا امکان ہوتا ہے نہ کہ فعلی روایت میں۔ مثلاً حضرت ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اس دیکھنے میں بھول ہو سکتی ہے کہ سرسری دیکھا ہو پوری توجہ سے نہ دیکھا ہو اور اسی طرح انہوں نے آگے بیان کر دیا ہو۔ یا سرسری دیکھنے سے وہ صحیح سمت کا اندازہ نہ لگا سکے ہوں۔

۳- استقبال و استدبار قبلہ کی ممانعت کا حکم امت کے لیے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نہ ہو۔

۴- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ سے افضل ہیں۔ افضل پر ضروری نہیں ہے کہ اپنے مقابل مفضول کے مرتبہ کا لحاظ رکھے۔

۵- استقبال و استدبار قبلہ کا جواز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہو۔

۶- ممکن ہے کہ آپ گھوم کر بیٹھے ہوں اور دیکھنے والے نے سیدھی سمت خیال کر لیا ہو اور آگے اسی طرح بیان کر دیا۔

۷- حضرت ابو ایوب انصاری اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عہد فاروقی میں فتح شام کے وقت ملک شام گئے اور وہاں ایسے مکانوں میں رہائش پذیر ہوئے جن کے بیت الخلاء کعبہ سمت تھے۔ وہ بیت الخلاء کرتے وقت سمٹ کر اور کعبہ کی سمت سے بچ کر قضائے حاجت کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ قَائِمًا

باب 8: کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت

12 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْمُقْدَامِ بْنِ شَرِيحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكُمْ
مَتْنٌ حَدِيثًا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبُولُ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوهُ مَا كَانَ يَبُولُ إِلَّا قَاعِدًا
فِي الْبَابِ: قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَبُرَيْدَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَسَنَةَ

12- اضرجه احمد (136/6, 192)؛ والنسائي (26/1)؛ كتاب الطهارة: باب: البول في البيت جالسا حديث (29)؛ وابن ماجه

(112/1)؛ كتاب الطهارة ومنسبها: باب: في البول قاعدا حديث (307)؛

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَصَحُّ

حدیث دیگر: وَحَدِيثُ عُمَرَ إِنَّمَا رُوِيَ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

عَنْ عُمَرَ قَالَ

مَنْ حَدِيثُ: رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبُولُ قَائِمًا فَقَالَ يَا عُمَرُ لَا تَبُلْ قَائِمًا فَمَا بُلْتُ قَائِمًا بَعْدُ

توضیح راوی: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَإِنَّمَا رَفَعَ هَذَا الْحَدِيثُ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ أَبِي الْمُخَارِقِ وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ

أَهْلِ الْحَدِيثِ ضَعْفَهُ أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ وَتَكَلَّمَ فِيهِ

آثار صحابہ: وَرَوَى عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا بُلْتُ قَائِمًا مُنْذُ اسَلَّمْتُ

حکم حدیث: وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْكَرِيمِ وَحَدِيثُ بُرَيْدَةَ فِي هَذَا غَيْرُ مَحْفُوظٍ

قول امام ترمذی: وَمَعْنَى النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ قَائِمًا عَلَى التَّأْدِيبِ لَا عَلَى التَّحْرِيمِ

آثار صحابہ: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ إِنَّ مِنَ الْجَفَاءِ أَنْ تَبُولَ وَأَنْتَ قَائِمٌ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جو تمہیں یہ بتائے: نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے، تو تم اس

کی تصدیق نہ کرو! آپ ﷺ نے ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت بریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمن بن حنفہ رضی اللہ عنہ سے

احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ”احسن“ اور ”اصح“ ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث عبدالکریم بن ابوالخارق کے حوالے سے، نافع کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے

سے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے دیکھا میں کھڑا ہو کر پیشاب کر رہا تھا آپ ﷺ

نے فرمایا: اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو۔

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) اس کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبدالکریم بن ابوالخارق نے اس حدیث کو ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔ یہ علم

حدیث کے ماہرین کے نزدیک ضعیف راوی ہیں۔ ایوب سختیانی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور اس کے بارے میں کچھ گفتگو کی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے، میں نے کبھی

کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔

یہ روایت عبدالکریم کی روایت سے زیادہ مستند ہے۔

اس بارے میں حضرت بریرہ کی روایت محفوظ نہیں ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) کھڑے ہو کر پیشاب کی ممانعت کا مطلب ادب سکھانا ہے حرام قرار دینا نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بات منقول ہے وہ فرماتے ہیں: جفاء (زیادتی) میں یہ بات بھی شامل ہے کہ تم کھڑے ہو کر پیشاب کرو۔

شرح

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت اور اسلام کا معیار تہذیب:

اسلام ایک مہذب، متمدن اور قریب الفطرت دین ہے، اس میں انسان کو مہذب بنانے، قریب الفطرت ہونے اور اعتدال کی راہ اختیار کرنے کا بھی درس دیا گیا ہے۔ کھڑا ہو کر کھانے، پینے اور پیشاب کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ یہ تہذیب انسان کو حیوانات سے ممتاز کرتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو کھڑا ہو کر پیشاب کرنے سے سختی منع فرمایا اور آپ کا اپنا بھی اسی طرح عمل تھا۔ اس سلسلے چند روایات درج ذیل ہیں:

۱- اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: جو شخص یہ بات کہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو تم اس کی بات ہرگز نہ مانو (کیونکہ وہ جھوٹا ہے) اس لیے کہ آپ تو ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب فرماتے تھے۔ (حدیث باب)

۲- حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کھڑا ہو کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا: اے عمر! کھڑا ہو کر پیشاب مت کیا کرو۔ اس کے بعد تاحیات میں نے کھڑا ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: قبول اسلام کے بعد میں نے کھڑا ہو کر کبھی پیشاب نہیں کیا۔ (حدیث باب)

۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک یہ ظلم و زیادتی کا حصہ ہے کہ تو کھڑا ہو کر پیشاب کرے۔ (جامع ترمذی حدیث نمبر ۱۳)

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ کھڑا ہو کر پیشاب کرنا حرام نہیں ہے بلکہ تہذیب و آداب کے خلاف ہے۔

بَابُ الرَّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

باب 9: اس بارے میں رخصت کا بیان

13 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ

13- اخرجہ البخاری (391/1, 392, 393, 394); کتاب الوضوء: باب: البول قائما وقاعداً وباب: البول عند سبابة قوم حدیث (224-226); ومسلم (167/2 - نووی) کتاب الطہارۃ: باب: المسح علی الخفین حدیث (273/73); والنسائی (25/1); کتاب الطہارۃ: باب: الرخصة فی البول فی الصحراء قائما حدیث (26-28); وابو داؤد (53/1); کتاب الطہارۃ: باب: البول قائما حدیث (23); وابن ماجہ (111/1); کتاب الطہارۃ ومنہما: باب: ماجاء فی البول قائما حدیث (305, 306); واخرجہ احمد (382/5); والدارمی (171/1); کتاب الصلاة والطہارۃ: باب: فی البول قائما وابن خزيمة (36/1); حدیث (61); واخرجہ الحمیری (210/1); حدیث (442) من طریق ابی وائل عن حذيفة به۔

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ عَلَيْهَا فَأَيَّمَا فَاتَيْتُهُ بِوَضُوءٍ فَذَهَبَتْ لِأَتَاخَّرَ عَنْهُ فَدَعَانِي حَتَّى كُنْتُ عِنْدَ عَقْبِيهِ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيَّ خُفِّيهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَسَمِعْتُ الْجَارُودَ يَقُولُ سَمِعْتُ وَكَيْعًا يَحَدِّثُ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنِ الْأَعْمَشِ ثُمَّ قَالَ وَكَيْعٌ هَذَا أَصَحُّ حَدِيثٍ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْحِ وَسَمِعْتُ أَبَا عَمَّارَ الْحُسَيْنِ بْنِ حُرَيْثٍ يَقُولُ سَمِعْتُ وَكَيْعًا فَذَكَرَ نَحْوَهُ

قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَهَكَذَا رَوَى مَنْصُورٌ وَعَبِيدَةُ الضَّبِّيُّ عَنِ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ مِثْلَ رِوَايَةِ الْأَعْمَشِ

حدیث دیگر: وَرَوَى حَمَّادُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ وَعَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ عَنِ أَبِي وَائِلٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدِيثُ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ أَصَحُّ مَذَاهِبِ فُقَهَاءِ: وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْبَوْلِ قَائِمًا

توضیح راوی: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَعَبِيدَةُ بْنُ عَمْرٍو السَّلْمَانِيُّ رَوَى عَنْهُ إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ وَعَبِيدَةُ مِنْ كِبَارِ التَّابِعِينَ يُرَوَى عَنْ عَبِيدَةَ أَنَّهُ قَالَ أَسَلَمْتُ قَبْلَ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَنَتَيْنِ وَعَبِيدَةُ الضَّبِّيُّ صَاحِبُ إِبْرَاهِيمَ هُوَ عَبِيدَةُ بْنُ مُعْتَبِ الضَّبِّيِّ وَيُكْنَى أَبَا عَبْدِ الْكَرِيمِ

﴿﴾ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم (محلے) کے کچرے کے ڈھیر پر تشریف لائے اور آپ نے وہاں کھڑے ہو کر پیشاب کیا، میں آپ کے لیے وضو کا پانی لے کر آیا، میں پیچھے ہٹنے لگا، تو آپ نے بلایا، یہاں تک کہ میں آپ کے عقب میں کھڑا ہو گیا (بعد میں) آپ نے وضو کیا اور آپ نے اپنے دونوں موزوں پر مسح کر لیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے جارود کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا، وہ فرماتے ہیں: میں نے (وکیع) کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ انہوں نے اس حدیث کو اعمش کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

پھر (وکیع) نے یہ بات بیان کی مسح کرنے کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول احادیث میں یہ سب سے مستند حدیث ہے۔ میں نے ابوعمار حسین بن حریش کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا، وہ فرماتے ہیں: میں نے (وکیع) کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: اس کے بعد انہوں نے حسب سابق ذکر کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: منصور اور عبیدہ ضبی نے ابووائل کے حوالے سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اعمش کی روایت کی مانند حدیث ذکر کی ہے۔

جبکہ حماد بن ابوسلیمان اور عاصم بن بہدلہ نے ابووائل کے حوالے سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نقل کی ہے۔

ابووائل نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے، وہ زیادہ مستند ہے۔

اہل علم کی ایک جماعت نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت دی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبیدہ بن عمر و سلمانی سے امام ابراہیم نخعی نے احادیث نقل کی ہیں۔
عبیدہ اکابر تابعین میں سے ایک ہیں عبیدہ سے یہ بات منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال
سے دو سال پہلے اسلام قبول کر لیا تھا۔

ابراہیم نخعی کے ساتھی عبیدہ ضعی یہ عبیدہ بن معقب ضعی ہیں ان کی کنیت ”ابوعبدالکریم“ ہے۔

شرح

روایات میں تعارض اور اس کا ارتقاع:

گزشتہ روایات میں بیان ہو چکا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ حضرت
عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے۔ البتہ حضرت حذیفہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے کچرے کے ڈھیر پر کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ پھر آپ نے وہاں ہی پانی طلب
کر کے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح فرمایا۔ گویا پہلی روایات اور اس کے درمیان تعارض ہے تو اس کا ارتقاع کیسے ہوگا اور مطابقت
کی صورت کیا ہوگی؟ اس کے متعدد جوابات ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب اس لیے کیا کیونکہ وہاں جگہ نجس تھی اور بیٹھنے کی صورت میں کپڑے آلودہ
ہونے کا قوی امکان تھا۔

۲- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے میں تکلیف تھی اور بیٹھنے میں دشواری تھی تو آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

۳- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمر میں تکلیف تھی جس کا علاج اہل عرب کے ہاں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ہے تو آپ نے اس
حالت میں پیشاب کیا۔

۴- آپ کا یہ عمل بیان جواز کے لیے تھا جو نبی کی طرف سے کیا جاسکتا ہے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس لیے روک
لیا تھا تا کہ وہ آپ کا عمل لوگوں کو بیان کر دیں۔

۵- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زانو میں اندر کی طرف زخم تھا جس وجہ سے بیٹھ نہیں سکتے تو لاچار کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِئْذَانِ عِنْدَ الْحَاجَةِ

باب 10: قضائے حاجت کے وقت پردہ کرنا

14 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ الْمَلَائِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ الْحَاجَةَ لَمْ يَرْفَعْ ثَوْبَهُ حَتَّى يَدْنُو مِنَ الْأَرْضِ

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَنَسٍ هَذَا الْحَدِيثُ

14- اخرجہ ابو داؤد (50/1): کتاب الطہارۃ: باب: كيف التکشف عند الحاجة حدیث (14)

حدیث دیگر: وَرَوَى وَكَيْعٌ وَأَبُو يَحْيَى الْحِمَانِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ
مَتْنٌ حَدِيثٌ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ الْحَاجَةَ لَمْ يَرْفَعْ ثَوْبَهُ حَتَّى يَدْنُو مِنَ الْأَرْضِ
حُكْمٌ حَدِيثٌ: وَكَلاَ الْحَدِيثَيْنِ مُرْسَلٌ

تَوْضِيحٌ رَاوَى: وَيُقَالُ لَمْ يَسْمَعْ الْأَعْمَشُ مِنْ أَنَسٍ وَلَا مِنْ أَحَدٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَقَدْ نَظَرَ إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَأَيْتُهُ يُصَلِّي فَذَكَرَ عَنْهُ حِكَايَةً فِي الصَّلَاةِ وَالْأَعْمَشُ اسْمُهُ سُلَيْمَانُ بْنُ
مِهْرَانَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْكَاهِلِيُّ وَهُوَ مَوْلَى لَهُمْ قَالَ الْأَعْمَشُ كَانَ أَبِي حَمِيلاً فَوَرَّثَهُ مَسْرُوقٌ
 ﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب قضاء حاجت کرنے لگتے تھے تو اپنے کپڑے کو اس وقت تک نہیں اٹھاتے تھے جب تک زمین کے قریب نہیں ہو جاتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محمد بن ربیعہ نے اعمش کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے۔
 وکیح بیان کرتے ہیں: حضرت ابو یحییٰ حمانی نے اعمش کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:
 نبی اکرم ﷺ جب قضاء حاجت کرنے لگتے تھے تو اپنا کپڑا اس وقت تک نہیں اٹھاتے تھے جب تک زمین کے قریب نہیں ہو جاتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ دونوں احادیث ”مرسل“ ہیں، کیونکہ یہ بات بیان کی گئی ہے: اعمش نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث نہیں سنی ہے، بلکہ انہوں نے کسی بھی صحابی رسول سے احادیث کا سماع نہیں کیا ہے۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہوئی ہے وہ بیان کرتے ہیں: میں نے انہیں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔
 اعمش نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نماز پڑھنے کے بارے میں ایک روایت نقل کی ہے۔
 اعمش کا نام سلیمان بن مہران ابو محمد کاہلی ہے یہ ان کے آزاد کردہ غلام ہیں۔
 اعمش بیان کرتے ہیں: میرے والد کو (بچپن میں) اٹھا کر لایا گیا تھا، تو مسروق نے انہیں (اپنا) وارث بنایا تھا۔

شرح

ستر عورت و حیاء ایک ساتھ:

اسلام نے صرف تہذیب، تمدن اور حسن معاشرت کا درس نہیں دیا بلکہ ستر و حیاء کا چراغ بھی جلایا تا کہ اسلامی امت دوسرے لوگوں سے ہر لحاظ سے منفرد قوم قرار پائے۔ عورت کا تمام جسم ”ستر“ (حالت نماز میں صرف ہاتھ، پاؤں اور چہرہ مستثنیٰ) ہے اور مرد کے لیے ناف سے لے کر گھٹنوں تک چھپانا ہمہ وقت (بالخصوص حالت نماز میں) ضروری ہے۔ البتہ قضاء حاجت اور علاج معالجہ کی مجبوری کی بنا پر بقدرے ضرورت افشاء جائز ہے۔ اسوۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ہمیں یہ درس ملتا ہے۔ حضرت انس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے وقت زمین کے قریب ہو کر ستر کھولتے تھے۔ آپ کے اس عمل کا مقصد اپنی شرمگاہ کو لوگوں کی نظر سے چھپانا تھا۔ اس سے امت کو ستر و حیاء کا ایک ساتھ درس

وپیغام ملتا ہے۔ شرم و حیا کے حوالے سے متعدد احادیث ہیں جن میں سے دو یہاں پیش کی جاتی ہیں:

۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں دخول کا سبب ہوگا۔ بے حیائی ظلم و ستم کا حصہ ہے اور ظلم جہنم میں جانے کا باعث ہوگا۔ (صحیح ابن حبان)

۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں نے جو کچھ کلام نبوت سے حاصل کیا اس سے اہم ترین چیز یہ ہے: ”جب تجھ میں حیا باقی نہ رہے جو دل میں آئے وہ کرتا رہ۔“ (صحیح ابن حبان)

قضاء حاجت سے فراغت پر بھی زمین کے قریب سے ستر پوشی کرنی چاہیے۔ یہ تو تھی بات جب کھلی فضاء یا صحراء میں قضاء حاجت کرنی ہو لیکن جب چار دیواری میں قضاء حاجت کرنی ہو تو زمین کے قریب ہونے سے قبل بھی کشف عورت کیا جاسکتا ہے۔ بلا ضرورت شرعی کسی شرمگاہ کو دیکھنا یا اس کا کشف درست نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهَةِ الْإِسْتِجَاءِ بِالْيَمِينِ

باب 11: دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا مکروہ ہے

15 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي

كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَمَسَّ الرَّجُلُ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ

فِي الْبَابِ: وَفِي هَذَا الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَسَلْمَانَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَأَبُو قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ اسْمُهُ الْحَارِثُ بْنُ رَبِيعٍ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا الْإِسْتِجَاءَ بِالْيَمِينِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن ابوقادہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے:

آدمی اپنے دائیں ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو چھوئے۔

اس باب میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے احادیث

منقول ہیں۔

15- اخرجہ البخاری (304/1 - 306) : کتاب الرضوء : باب : النہی عن الاستنجاء بالیمین : باب : لا یمسک ذکرہ بیمیئہ اذا بال حدیث

(154 , 153) : مسلم (161/2 , 162 - نووی) : کتاب الطہارۃ : باب : النہی عن الاستنجاء بالیمین حدیث (63 / 267) : (267 /

64 , 65) : وابو داؤد (55/1) : کتاب الطہارۃ : باب : کراہیۃ مس الذکر بالیمین فی الاستبراء حدیث (31) : والنسائی (25/1) :

کتاب الطہارۃ : باب : النہی عن مس الذکر بالیمین عند الحاجة حدیث (24 , 25) : وابن ماجہ (113/1) : کتاب الطہارۃ وسننہ : باب :

کراہیۃ مس الذکر بالیمین والاستنجاء بالیمین حدیث (310) : والدارمی (172/1) : کتاب الصلاۃ والطہارۃ : باب : النہی عن

الاستنجاء۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
حضرت ابوقنادہ انصاری رضی اللہ عنہ کا نام ”حارث بن ربیع“ ہے۔
عام اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے ان کے نزدیک دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا مکروہ ہے۔

شرح

استنجاء کے وقت دست راست کے استعمال کی ممانعت:

اسلام اُمت مسلمہ کی زندگی کے ہر شعبہ میں راہنمائی کرتا ہے یہاں تک کہ استنجاء کے وقت دائیں ہاتھ کے استعمال کی اجازت نہیں دیتا۔ دائیں ہاتھ کو بائیں پر فضیلت و برتری حاصل ہے۔ اس لیے اسے اچھے کاموں کے لیے استعمال کیا جائے مثلاً قرآن پکڑنے، مذہبی کتاب اٹھانے، تحفہ پیش کرنے اور کھانے پینے وغیرہ امور کے لیے۔ البتہ استنجاء کے وقت بائیں ہاتھ کو استعمال کیا جائے خواہ استنجاء بڑا ہو یا چھوٹا۔ استنجاء کے علاوہ بھی بلا ضرورت شرعی دائیں ہاتھ سے شرمگاہ کو چھونے کی اجازت نہیں ہے بلکہ اس کا دیکھنا یا دکھانا بھی حرام ہے۔

اس سلسلے میں حضرت ابوقنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ اپنی شرمگاہ کو چھوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو طہارت کا طریقہ سکھایا اور حکیمانہ اسلوب میں اس موقع پر دائیں ہاتھ کے استعمال سے منع بھی فرمایا۔ آج مغربی اقوام استنجاء کے وقت بلا امتیاز دونوں ہاتھوں کو استعمال کرتی ہیں پھر اس طریقہ سے انہیں گھن بھی آتی ہے جس وجہ سے کھانا کھاتے وقت انہوں نے چھری کا ٹٹا پکڑ لیا جبکہ یہ طریقہ بھی تہذیب و فطرت سے دور ہے۔ کاش وہ ہوش کے ناخن لیں اور اسلامی تعلیمات پر غور و فکر کرنے کی زحمت گوارا کریں اور حقیقت کا مطالعہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کا کروڑ کروڑ شکر ہے کہ اس نے ہمیں اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے چھری کا ٹٹا سے بچالیا۔

بَابُ الْإِسْتِنْجَاءِ بِالْحِجَارَةِ

باب 12: پتھر سے استنجاء کرنا

16 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ
متن حدیث: قَالَ قِيلَ لِسَلْمَانَ قَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَانَةَ فَقَالَ
سَلْمَانُ أَجَلُ نَهَانَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ وَأَنْ نَسْتَجِجَ بِالْيَمِينِ أَوْ أَنْ يَسْتَجِجَ أَحَدُنَا بِأَقْلٍ مِنْ ثَلَاثَةِ
أَحْجَارٍ أَوْ أَنْ نَسْتَجِجَ بِرَجِيعٍ أَوْ بِعَظْمٍ

16- اخرجہ مسلم (154/2 - نروی)؛ کتاب الطہارۃ؛ باب: الاستنابة حدیث (262/57)؛ وابو داؤد (49/1)؛ کتاب الطہارۃ؛
باب: كراهية استقبال القبلة عند قضاء الحاجة حدیث (7)؛ والنسائی (39,38/)؛ کتاب الطہارۃ؛ باب: النسي عن الاكتفاء في
الاستنابة باقل من ثلاثة اعمار حدیث (41)؛ وابن ماجه (115/1)؛ کتاب الطہارۃ وسننہ؛ باب: الاستنجاہ بالعبارة والنسي عن
الروت والرمۃ واخرجہ احمد -

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَخُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ وَجَابِرٍ وَخَلَادِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ سَلْمَانَ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ رَأَوْا أَنَّ

الِاسْتِجَاءَ بِالْحِجَارَةِ يُجْزِي وَإِنْ لَمْ يَسْتَجِ بِالْمَاءِ إِذَا انْقَى آثَرَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ

وَبِهِ يَقُولُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَاسْحَقُ

◀◀ عبد الرحمن بن یزید بیان کرتے ہیں: حضرت سلمان (فارسی رضی اللہ عنہ) سے کہا گیا: آپ لوگوں کو آپ کے نبی ﷺ نے

ہر چیز کی تعلیم دی ہے، یہاں تک کہ قضائے حاجت کا طریقہ بھی سکھایا ہے حضرت سلمان (فارسی رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: جی ہاں۔

آپ ﷺ نے ہمیں اس بات سے منع کیا ہے: ہم پیشاب یا پاخانہ کرتے ہوئے قبلہ کی طرف رخ کریں یا دائیں ہاتھ سے استنجاء

کریں، یا کوئی شخص تین سے کم پتھروں کے ذریعے استنجاء کرے، یا ہم گوبر یا ہڈی کے ذریعے استنجاء کریں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، خلاد

بن سائب کی ان کے والد کے حوالے سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت سلمان (فارسی رضی اللہ عنہ) کی حدیث اس باب میں ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والوں میں سے اکثر اہل علم اسی بات کے قائل ہیں: ان کے نزدیک صرف

پتھر کے ذریعے استنجاء کر لینا جائز ہے، اگرچہ پانی کے ذریعے استنجاء نہ کرے، جبکہ وہ پتھر پاخانے یا پیشاب کے اثر (یعنی غلاظت) کو

صاف کر دے۔

ثوری رحمہ اللہ، ابن مبارک رحمہ اللہ، شافعی رحمہ اللہ، احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

ڈھیلے سے استنجاء کرنے کا مسئلہ:

چھوٹے اور بڑے استنجاء کے لیے صرف ڈھیلے یا صرف پانی یا دونوں کا استعمال جائز ہے۔ اگر نجاست مخرج سے متجاوز نہ ہو تو

صرف ڈھیلے سے طہارت ہو جائے گی البتہ پانی کا استعمال افضل ہے۔ اگر نجاست مخرج سے متجاوز ہو جائے تو صرف ڈھیلے کا استعمال

درست نہیں ہوگا بلکہ پانی کا استعمال بھی ضروری ہے۔ ڈھیلے کے استعمال کی صورت میں احناف کے نزدیک ڈھیلوں کی تعداد کا کوئی

تعیین ضروری نہیں ہے۔ دو یا تین ڈھیلے حسب ضرورت استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ اس سے صرف مقصود حصول طہارت ہے۔

مقدار نجاست کی معافی کے حوالے سے مذاہب آئمہ فقہ:

جب نجاست مخرج سے متجاوز ہو جائے تو اس کی مقدار کی معافی کے حوالہ سے آئمہ فقہ میں اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج

ذیل ہے۔

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ کم سے کم مقدار نجاست بھی معاف نہیں ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مچھر کے پر کے برابر بھی نجاست ہو تو وہ معاف نہیں ہے، اس کا دھونا ضروری ہے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کی گرفت کی ہے کہ اس مسئلہ میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شدت سے کام لیا ہے۔

۲- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے موقف کے مطابق اس میں گنجائش ہے۔ ان کے نزدیک ملاحظہ کرنے والا اگر نجاست قلیل سمجھے تو صرف ڈھیلے کے استعمال سے طہارت حاصل ہو جائے گی اور اگر وہ کثیر تصور کرے تو اس کے لیے پانی کا استعمال ضروری ہے۔

۳- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اگر نجاست ایک درہم سے کم مقدار میں ہو تو وہ معاف ہے، صرف ڈھیلے کے استعمال سے طہارت حاصل ہو جائے گی اور اس کی نماز بلا کراہت جائز ہوگی۔ اگر نجاست ایک درہم کی مقدار ہو تو اس کے لیے پانی استعمال کرنا واجب ہے ورنہ نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ اگر نجاست کی مقدار ایک درہم سے زائد ہو تو پانی سے اس کا دھونا فرض ہے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔

ایک مشرک کے اعتراض پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دانشمندانہ جواب:

کسی مشرک نے طنز کرتے ہوئے حضرت سلمان فارسیؓ سے سوال کیا کہ تمہارے نبی (ﷺ) عجیب ہیں جنہوں نے تمہیں بے وقوف بنایا ہوا ہے اور تمہیں قضاء حاجت کرنے کا طریقہ تک بتاتے ہیں؟ اس پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دانشمندانہ جواب دیتے ہوئے فرمایا: ہاں ہماری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں استنجاء کے حوالہ سے چار باتوں کی تعلیم دی ہے جہاں تک تمہاری عقل و دانش اور فہم و فراست ہرگز رسائی نہیں کر سکتی۔

۱- ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہم استنجاء کرتے وقت نہ قبلہ کی طرف منہ کریں اور نہ پشت کیونکہ اس صورت میں کعبہ کا احترام ہے۔ تم لوگ بھی کعبہ کا احترام تو کرتے ہو لیکن قضائے حاجت کے وقت اسے نظر انداز کر دیتے ہو؟

۲- ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ دوران استنجاء ہم اپنا دایاں ہاتھ ہرگز استعمال نہ کریں اور اپنی شرمگاہ کو نہ لگائیں۔ اس لیے کہ دایاں ہاتھ اچھے کاموں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے مثلاً کھانا کھانے اور پانی پینے کے لیے جبکہ بائیں ہاتھ عام کاموں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

۳- ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ بھی تعلیم دی ہے کہ دوران استنجاء ہم کم از کم تین ڈھیلے استعمال کریں تا کہ طہارت کاملہ حاصل ہو جائے جبکہ تم ایک ڈھیلے کے استعمال پر اکتفا کرتے ہو خواہ مخرج صاف ہو یا نہ ہو۔ ایسی صورت میں طہارت کاملہ ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی۔

۴- خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ بھی تعلیم دی ہے کہ ہم دوران استنجاء لید، گوبر اور بڈی کو ہرگز استعمال نہ کریں کیونکہ اول الذکر دونوں چیزیں تو خود نجس ہیں تو ان سے طہارت کا حصول ناممکن ہے اور بڈی چکنی ہوتی ہے اس سے مکمل صفائی نہیں ہو سکتی۔ گوبر اور بڈی دونوں کے استعمال کی ممانعت اس لیے بھی ہے کہ یہ جنات کی خوراک ہیں۔

نوٹ: آج کے علماء مقررین اور محققین حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انداز اختیار کر لیں تو ہر موقع پر یقیناً انہیں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ ۲۰ اقصوری

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِجَاءِ بِالْحَجَرَيْنِ

باب 13: دو پتھروں کے ذریعے استنجاء کرنا

17 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ وَقَتَيْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ

اللَّهِ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهِ فَقَالَ التَّمِسْ لِي ثَلَاثَةَ أَحْجَارٍ قَالَ فَاتَيْتُهُ بِحَجَرَيْنِ وَرَوْتُهُ فَأَخَذَ الْحَجَرَيْنِ وَالْقَى الرَّوْتَةَ وَقَالَ إِنَّهَا رُكْسٌ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَكَذَا رَوَى قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ نَحْوَ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ

وَرَوَى مَعْمَرٌ وَعَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

وَرَوَى زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

وَرَوَى زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

وَهَذَا حَدِيثٌ فِيهِ اضْطِرَابٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

عَمْرِو بْنِ مُرَّةٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ هَلْ تَذْكُرُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ شَيْئًا قَالَ لَا

قَوْلِ إِمَامِ دَارِمٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَيُّ الرِّوَايَاتِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ أَصَحُّ فَلَمْ يَقْضِ فِيهِ بِشَيْءٍ

قَوْلِ إِمَامِ بَخَارِيِّ: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا فَلَمْ يَقْضِ فِيهِ بِشَيْءٍ وَكَانَهُ رَأَى حَدِيثَ زُهَيْرٍ عَنْ أَبِي

إِسْحَقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَشْبَهَ وَوَضَعَهُ فِي كِتَابِ الْجَامِعِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَأَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا عِنْدِي حَدِيثُ إِسْرَائِيلَ وَقَيْسِ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ أَبِي

عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ لِأَنَّ إِسْرَائِيلَ أَثْبَتَ وَأَحْفَظُ لِحَدِيثِ أَبِي إِسْحَقَ مِنْ هَوْلَاءِ وَتَابِعَهُ عَلِيُّ ذَلِكَ قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَسَمِعْتُ أَبَا مُوسَى مُحَمَّدَ بْنَ الْمُثَنَّى يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مَهْدِيٍّ يَقُولُ مَا

فَاتَنِي الَّذِي فَاتَنِي مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ إِلَّا لَمَّا أَتَيْتُ بِهِ عَلَى إِسْرَائِيلَ لِأَنَّهُ كَانَ يَأْتِي بِهِ أُمَّ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَزُهَيْرٌ فِي أَبِي إِسْحَقَ لَيْسَ بِذَلِكَ لِأَنَّ سَمَاعَةَ مِنْهُ بِأَخْرَجَ

قَالَ: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ التِّرْمِذِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ إِذَا سَمِعْتَ الْحَدِيثَ

17 - اخرجه احمد (1/388, 365) من طريق ابي اسحاق عن ابي عبدة عن عبد الله بن مسعود به -

عَنْ زَائِدَةَ وَزُهَيْرٍ فَلَا تَبَالِي أَنْ لَا تَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِهِمَا إِلَّا حَدِيثَ أَبِي إِسْحَقَ

توضیح راوی: وَأَبُو إِسْحَقَ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللَّهِ السَّبِيْعِيُّ الْهَمْدَانِيُّ وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ وَلَا يُعْرِفُ اسْمَهُ

﴿﴾ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے آپ نے فرمایا: میرے لیے تین پتھر تلاش کر کے لاؤ، میں دو پتھر اور ایک بیگنی لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے دونوں پتھروں کو لیا اور بیگنی کو پھینک دیا اور فرمایا: یہ ناپاک ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قیس بن ربیع نے اس روایت کو ابواسحاق کے حوالے سے ابو عبیدہ کے حوالے سے، حضرت عبداللہ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے، جیسا کہ اسرائیل نے نقل کیا ہے۔

معمرو اور عمار بن زریق نے ابواسحاق کے حوالے سے، علقمہ کے حوالے سے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اسے نقل کیا ہے۔

زہیر نے ابواسحاق کے حوالے سے، عبدالرحمن بن اسود کے حوالے سے، ان کے والد اسود بن یزید کے حوالے سے، حضرت عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے اسے نقل کیا ہے۔

زکریا بن ابوزائدہ نے ابواسحاق کے حوالے سے، عبدالرحمن بن یزید کے حوالے سے، حضرت عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے اسے نقل کیا ہے۔

اس حدیث (کی سند میں) میں اضطراب پایا جاتا ہے۔

عمرو بن مرہ کہتے ہیں میں نے ابو عبیدہ بن عبداللہ سے دریافت کیا، کیا آپ کو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے (اس بارے میں) کوئی روایت یاد ہے انہوں نے جواب دیا: جی نہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے عبداللہ بن عبدالرحمن (دارمی) سے دریافت کیا: اس حدیث میں ابواسحاق کے حوالے سے کون سی روایت زیادہ مستند ہے؟ تو انہوں نے اس بارے میں کوئی فیصلہ نہیں دیا۔

میں نے امام محمد (بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ) سے اس بارے میں سوال کیا تو انہوں نے بھی اس بارے میں کوئی فیصلہ نہیں دیا۔ گویا ان کی یہ رائے تھی: زہیر نے ابواسحاق کے حوالے سے، عبدالرحمن بن اسود سے، ان کے والد سے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقل کی ہے وہ زیادہ مناسب ہے اور انہوں نے (یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے) اپنی کتاب (صحیح بخاری) میں بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک اس بارے میں سب سے زیادہ مستند اسرائیل کی روایت ہے اور قیس کی روایت ہے جو ابواسحاق کے حوالے سے، ابو عبیدہ کے حوالے سے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے: ابواسحاق سے نقل کرنے کے حوالے سے اسرائیل سب سے زیادہ مستند اور سب سے بہترین حافظے والے ہیں، دیگر تمام محدثین کے مقابلے میں اور اس بارے میں قیس بن ربیع نے ان کی متابعت کی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ابو موسیٰ محمد بن ثنیٰ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا، وہ فرماتے ہیں: میں نے عبدالرحمن بن

مہدی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے ابواسحاق کے حوالے سے جو روایات نقل کی ہیں ان میں سے جو مجھے یاد نہیں رہیں اس کی وجہ یہی ہے: میں نے ان روایات میں اسرائیل پر بھروسہ کیا، کیونکہ وہ اسے زیادہ مکمل طور پر نقل کرتے ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابواسحاق کے حوالے سے نقل کرنے میں زہیر کی یہ حیثیت نہیں ہے، کیونکہ زہیر نے ابواسحاق سے آخر میں (یعنی ان کی عمر کے آخری حصے میں احادیث کا) سماع کیا ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے احمد بن حسن ترمذی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے، جب تم کسی حدیث کو سنو جو زائدہ کے حوالے سے اور زہیر کے حوالے سے منقول ہو تو تمہیں اس کی کوئی پرواہ نہیں ہونی چاہیے کہ اگر تم نے وہ حدیث ان دونوں کے علاوہ اور کسی سے نہ سنی ہو، سوائے اس روایت کے جو ابواسحاق سے منقول ہو۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) ابواسحاق کا نام عمرو بن عبداللہ سبعمی ہمدانی ہے۔

ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود نے اپنے والد (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے۔ ان کے نام کا علم نہیں ہو سکا۔

شرح

استنجاء میں تعداد اِحجار اور اس میں مذاہب آئمہ فقہ:

تمام آئمہ فقہ کا اس بات میں اتفاق ہے کہ استنجاء میں انقاء (طہارت کاملہ) ضروری ہے خواہ یہ تین ڈھیلوں سے حاصل ہو یا زیادہ سے۔ انقاء کے بغیر جو شخص استنجاء کر کے نماز پڑھے گا اس کی نماز نہیں ہوگی۔ تین ڈھیلوں سے انقاء نہ ہو تو چوتھا یا پانچواں ڈھیلا استعمال کرنا مستحب ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر استنجاء کے دوران ایک دو ڈھیلوں سے انقاء طہارت کاملہ حاصل ہو جائے تو تین ڈھیلوں کے استعمال کا حکم کیا ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ دوران استنجاء انقاء اور تثلیث (تین ڈھیلوں کا استعمال) دونوں ضروری ہیں۔ ایک یا دو ڈھیلوں سے انقاء حاصل ہونے کی صورت میں بھی تیسرا ڈھیلا استعمال کرنا ضروری ہے۔ انہوں نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے، جس میں تین ڈھیلوں کے استعمال کرنے کی تصریح موجود ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ استنجاء میں صرف انقاء (طہارت کاملہ) ضروری ہے۔ اگر یہ ایک دو ڈھیلوں سے حاصل ہو جائے تو تیسرے ڈھیلے کا استعمال مسنون ہوگا۔ انہوں نے اپنے موقف پر حضرت عبداللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے، جس میں دو ڈھیلوں کے استعمال کا ذکر ہے۔ دونوں اماموں کے نزدیک تمام روایات کا ما حاصل انقاء (طہارت کاملہ) ہے اور تعداد (تثلیث) نہیں ہے۔ تثلیث کا ذکر اس لیے کیا گیا

ہے کہ عموماً انقاء تین ڈھیلوں سے حاصل ہو جاتا ہے ورنہ تعداد ہرگز مقصود نہیں ہے۔

زیر بحث حدیث بھی حضرت امام اعظم اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی مؤیدہ ہے جس میں دو ڈھیلے استعمال کرنے کا ذکر ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت کا قصد فرمایا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ تین ڈھیلے لائیں۔ انہوں نے آپ کی خدمت میں دو ڈھیلے اور ایک میٹگنی پیش کی۔ آپ نے ڈھیلے استعمال کی غرض سے قبول فرمائے جبکہ میٹگنی پھینک دی اور ساتھ ہی فرمایا: یہ نجس (ناپاک) ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ دراصل مقصود انقاء (طہارت کاملہ) ہے اور ڈھیلوں کی تعداد مقصود نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ مَا يُسْتَنْجَى بِهِ

باب 14: کن چیزوں کے ذریعے استنجاء کرنا مکروہ ہے؟

18 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَا تَسْتَنْجُوا بِالرُّوثِ وَلَا بِالْعِظَامِ فَإِنَّهُ زَادَ إِخْوَانَكُمْ مِنَ الْجِنِّ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَسَلْمَانَ وَجَابِرٍ وَأَبْنِ عُمَرَ

حدیث دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبرَاهِيمَ وَغَيْرُهُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ فَقَالَ الشَّعْبِيُّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَسْتَنْجُوا بِالرُّوثِ وَلَا بِالْعِظَامِ فَإِنَّهُ زَادَ إِخْوَانَكُمْ مِنَ الْجِنِّ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَكَانَ رِوَايَةَ إِسْمَاعِيلَ أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میٹگنی اور ہڈی کے ذریعے استنجاء نہ کرو کیونکہ یہ تمہارے جن بھائیوں کی خوراک ہے۔

اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسی حدیث کو اسماعیل بن ابراہیم اور دیگر راویوں نے داؤد بن ابو ہند کے حوالے سے شعبی کے

حوالے سے علقمہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے:

جئات (سے ملاقات کی رات) وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

18- اخرجہ النسائی فی السنن الكبرى (72/1): کتاب الطہارۃ: باب: ذکر نثری النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الاستنابة بالعظم

والروث حدیث (2/39): من طریق علقمة عن عبد اللہ بن مسعود بہ۔

اس کے بعد پوری حدیث ہے۔ شععی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میگنی کے ذریعے یا ہڈی کے ذریعے استنجاء نہ کرو، کیونکہ یہ تمہارے جن بھائیوں کی خوراک ہے۔“

گویا اسماعیل کی روایت حفص بن غیاث کی روایت سے زیادہ مستند ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔

شرح

گوبر اور ہڈی سے استنجاء کرنے کی ممانعت کا مسئلہ:

لفظ ”جن“ کا لغوی معنی ہے چھپ جانا اور آنکھوں سے اوجھل ہونا چونکہ ”جنات“ انسان سے لطیف تر ہیں، جس وجہ سے وہ انسان کو نظر نہیں آتے، اس لیے انہیں ”جنات“ کہا جاتا ہے۔ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ”لیلۃ الجن“ کے موقع پر وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفاقت میں تھے۔ جو بیان کرتے ہیں کہ جناب نصیبین (شہر) سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ دولت ایمان سے مالا مال ہوئے۔ جنات نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے لیے خوراک کیا چیز ہوگی؟ آپ نے ان کے لیے گوبر اور ہڈی کا ان کی خوراک قرار دیا اور مسلمانوں کو خصوصی ہدایات جاری کرتے ہوئے فرمایا: تم لوگ استنجاء کے موقع پر گوبر اور ہڈی کو استعمال نہ کرو کیونکہ یہ دونوں چیزیں تمہارے جنات بھائیوں کی خوراک ہے۔ انہوں نے پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ چیزیں ہمارے لیے کیسے خوراک ہیں؟ آپ کی طرف سے جواب دیا گیا: جب تم گوبر کھانے لگو گے تو وہ منہ میں جاتے ہی دانہ میں تبدیل ہو جائے گا اور جب ہڈی استعمال میں لاؤ گے تو اس پر بالکل تازہ گوشت پیدا ہو جائے گا۔ بعض محدثین کا خیال ہے کہ ہڈی جنات کی خوراک ہے جبکہ گوبر ان کے جانوروں کی خوراک ہے۔ بعض محدثین کا قول ہے کہ ہڈی مسلمان جنات کی خوراک ہے اور گوبر کافر جنات کی غذا ہے۔

حدیث سے ثابت ہونے والے امور:

زیر مطالعہ حدیث سے درج ذیل امور ثابت ہوئے:

۱- نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کی طرح ”جنات“ کو بھی دیکھتی ہے۔

۲- انسان مسلمانوں کی طرح ”جنات“ میں بھی مسلمان ہیں اور کافر بھی۔

۳- مسلمان جنات، انسانوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتے کیونکہ المسلم اخ المسلم (مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے) کا رشتہ

دونوں مخلوقوں کے درمیان قائم ہے۔

۴- انسان کی طرح جنات بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔

۵- آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنات اور ان کے جانوروں کی خوراک سے واقف ہیں۔

۶- مسلمان جنات کی خوراک ہڈی اور کافر جنات یا ان کے جانوروں کی خوراک گوبر ہے۔

۷- جنات اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے مسائل کا حل تلاش کرتے ہیں۔

۸- مسلمانوں کو جنات کی خوراک کا احترام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۹- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو استنجاء کے احکام و آداب کی تعلیم دی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ

باب 15: پانی کے ذریعے استنجاء کرنا

19 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ الْبَصْرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ

قَتَادَةَ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ

متن حدیث: قَالَتْ مَرْنِ أَرْوَاجُكُنَّ أَنْ يَسْتَطِيبُوا بِالْمَاءِ فَإِنِّي اسْتَجِيبُهُمْ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُهُ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ وَأَنَسِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَخْتَارُونَ الْإِسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ وَإِنْ كَانَ الْإِسْتِنْجَاءُ بِالْحِجَارَةِ يُجْزَى عِنْدَهُمْ فَإِنَّهُمْ اسْتَحَبُّوا الْإِسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ وَرَأَوْهُ أَفْضَلَ

وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَقُ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خواتین سے فرمایا: تم (دوسری) خواتین کو یہ ہدایت کر دو وہ پانی کے ذریعے پاکیزگی حاصل کریں کیونکہ مجھے مردوں سے (یہ بات کہتے ہوئے) حیا آتی ہے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ (یعنی پانی کے ذریعے استنجاء کرتے تھے)

اس باب میں حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے، انہوں نے پانی کے ذریعے استنجاء کرنے کو مختار قرار دیا ہے، اگرچہ ان کے نزدیک پتھر کے ذریعے استنجاء کرنا بھی درست ہے، لیکن وہ پانی کے ذریعے استنجاء کرنے کو مستحب سمجھتے ہیں اور اسے زیادہ فضیلت والا عمل سمجھتے ہیں۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ، ابن مبارک رحمہ اللہ، شافعی رحمہ اللہ، احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

19- اخرجہ احمد (113/6, 114, 171) والنسائی (43, 42/1)؛ کتاب الطہارۃ: باب: الاستنجاء بالماء، حدیث (46) من طریق

معاذة بنت عبد الله السوية عن عائشة به۔

شرح

پانی سے استنجاء کرنے کی فضیلت:

استنجاء کے تین درجات ہیں جو بالترتیب درج ذیل ہیں:

اول: استنجاء کے وقت مخرج کو پہلے ڈھیلوں سے صاف کرنا پھر پانی استعمال کرنا یعنی ڈھیلوں اور پانی دونوں سے انقاء (طہارت کاملہ) حاصل کرنا، یہ افضل ہے۔

دوم: استنجاء کے وقت صرف پانی استعمال کرنا۔ اس میں بھی فضیلت ہے کیونکہ پانی سے طہارت کاملہ حاصل ہو جاتی ہے۔

سوم: استنجاء کے وقت صرف ڈھیلوں سے انقاء و استبراء حاصل کرنا۔ یہ جائز ہے لیکن اس میں فضیلت نہیں ہے۔

پانی کے استعمال میں مختلف آراء:

دوراؤل میں استنجاء کے وقت پانی کے استعمال میں مختلف آراء تھیں۔ دور رسالت میں چونکہ پانی کمیاب تھا اس لیے اکثر لوگ ڈھیلوں سے استنجاء کرتے تھے۔ بعد کے دور میں خواہ پانی کی قلت کثرت میں تبدیل ہو گئی تھی لیکن پھر بھی لوگ عموماً پانی کے استعمال سے اجتناب کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ روٹی کی طرح پانی کا استنجاء کے لیے استعمال کرنا اس کے ادب و احترام کے خلاف ہے لیکن ان کی یہ رائے درست نہیں تھی کیونکہ استنجاء کے وقت پانی کا استعمال کرنا حضور اقدسؐ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے۔ علاوہ ازیں پانی کو روٹی پر قیاس کرنا بھی درست نہیں ہے کیونکہ روٹی تو کھانے کے لیے ہے پانی صرف پینے کے لیے نہیں ہے بلکہ دیگر امور کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے مثلاً طہارت، غسل اور کپڑوں کی صفائی وغیرہ۔ تمام فقہاء ملت کا اس بات پر اجماع ہے کہ استنجاء کے لیے پانی کا استعمال نہ صرف جائز ہے بلکہ افضل ہے۔

شرعی مسائل اور حیاء:

قرآن و سنت میں طہارت و استنجاء کے مسائل بیان کیے گئے ہیں اور اس کی تفصیلی جزئیات فقہ کی کتب میں موجود ہیں۔ آج کا مسلمان فحش فلمیں دیکھتا ہے، انٹرنیٹ پر عریانی تصاویر دیکھ کر مسرور ہوتا ہے، گھر اور دفاتر میں تصاویر آویزاں کرنے میں فخر محسوس کرتا ہے اور کوئی غیر شرعی کام کرتے وقت اسے شرم و حیا نہیں آتی لیکن طہارت و غسل کے مسائل و احکام اور سبب سنتے یا بیان کرتے وقت اسے شرم آتی ہے۔ گویا بے شرمی و بے حیائی کے کاموں میں مسلمانوں کو شرم نہیں آتی مگر شرعی مسائل سننے یا پوچھنے پر شرم آتی ہے۔ یہ قیامت کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ شیطانی چالوں سے مسلمانوں کو اپنے امن و حفاظت میں رکھے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خواتین کو استنجاء، غسل اور طہارت کے احکام و مسائل کا باقاعدگی سے درس دیا کرتی تھیں۔ خواتین بھی ذوق و شوق سے مسائل سنتیں اور ان پر عمل پیرا ہوتی تھیں۔ آپ خواتین کے ذریعے شرعی مسائل ان کے شوہروں تک بھی پہنچا دیا کرتی تھیں۔ الغرض دور صحابہ میں شرعی مسائل بالخصوص غسل کے اسباب و استنجاء کے احکام بیان کرنے اور دریافت کرنے کا لوگوں میں ذوق عروج پر تھا جس میں بعد ازاں مسلسل کمی آتی گئی۔ نوبت اس جا رسید کہ آج کا مسلمان غسل، قضاء

حاجت اور استنجاء وغیرہ کے شرعی مسائل سے عاری ہونے کے باوجود ان کے سننے اور پوچھنے سے شرماتا ہے۔ اس کا یہ طرز عمل کسی طرح بھی درست اور قابل تعریف نہیں ہو سکتا۔ کاش! مسلمان غیر شرعی اور شیطانی امور سے حیا کریں اور مذہبی مسائل و احکام سیکھنے کا وطیرہ بنائیں تاکہ ان میں انقلاب نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور فروغ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فضا قائم ہو سکے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ الْحَاجَةَ أَبْعَدَ فِي الْمَذْهَبِ

باب 16: نبی اکرم ﷺ قضائے حاجت کے لیے دور تشریف لے جایا کرتے تھے

20 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهُ

فَابْعَدَ فِي الْمَذْهَبِ قَالَ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي قُرَادٍ وَأَبِي قَتَادَةَ وَجَابِرٍ وَيَحْيَى بْنِ عَبْدِ عَن أَبِي

مُوسَى وَابْنِ عَبَّاسٍ وَبِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حدیث دیگر: وَيُرْوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَرْتَادُ لِبَوْلِهِ مَكَانًا كَمَا يَرْتَادُ مَنْزِلًا

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَأَبُو سَلَمَةَ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ

﴿﴾ ابوسلمہ، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ

تھا۔ نبی اکرم ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے تو آپ دور تشریف لے گئے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عبدالرحمن بن ابوقراد رضی اللہ عنہ، حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ،

حضرت یحییٰ بن عبید کی ان کے والد کے حوالے سے، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ

سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: آپ پیشاب کرنے کے لیے بھی اسی طرح جگہ تلاش کرتے تھے جیسے پڑاؤ

کرنے کے لیے جگہ تلاش کیا کرتے تھے۔

ابوسلمہ (نامی راوی) کا نام عبداللہ بن عبدالرحمن بن عوف زہری رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

20- اضرحة ابو داؤد (47/1): کتاب الطہارۃ: باب: التخلی عند قضاء الحاجة حدیث (1): والنسائی (19,18/1) کتاب الطہارۃ:

باب: التباعد عند ارادة الحاجة حدیث (17): وابن ماجه (120/1) کتاب الطہارۃ ومنسباً: باب: التباعد للراي في الفضاء:

شرح

قضاء حاجت کے لیے دور جانا اور اس کی وجوہات:

لفظ ”ابعد“ صیغہ واحد مذکر غائب فعل ثلاثی مزید فیہ از باب افعال، جو متعدی استعمال ہوتا ہے لیکن جب مفعول کے ساتھ کوئی غرض وابستہ نہ ہو تو یہ فعل بطور لازم استعمال ہوتا ہے۔ جس طرح لفظ ”اعطی“ عموماً متعدی استعمال ہوتا ہے مگر جب اس کے مفعول کے ساتھ کوئی غرض وابستہ نہ ہو تو بطور لازم استعمال ہوتا ہے۔ لفظ ”مذہب“ ذہب یذہب سے مصدر میسی ہے جس کا معنی بعد و دوری اختیار کرنا ہے۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ وہ ایک سفر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ قضاء حاجت کی غرض سے دور تشریف لے گئے۔ غالباً یہ غزوہ تبوک کے سفر کے دوران کا واقعہ ہے۔ رات کے آخری حصہ میں دونوں اپنے اپنے اونٹ پر سوار ہو کر دو میل کے فاصلے پر پہنچ گئے۔ اس دوری اختیار کرنے کے مقاصد درج ذیل ہو سکتے ہیں:

۱- دور جانے سے لوگوں سے پردہ کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔

۲- دور جانے سے اجابت صاف و شفاف ہو جاتی ہے۔

۳- دور جانے سے قبض ٹوٹ جاتی ہے۔

۴- دور جانے سے قضاء حاجت کے لیے مناسب اور نرم جگہ میسر آ جاتی ہے۔

یاد رہے یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ کئی دور اور مدنی دور کے ابتدائی زمانہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم قضاء حاجت کے لیے جنگل میں جاتے تھے لیکن بعد میں گھروں میں بیت الخلاء بن جانے پر انہوں نے جنگل میں جانا چھوڑ دیا اور گھر کے بیت الخلاء استعمال کرنا شروع کر دیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْبَوْلِ فِي الْمَغْتَسَلِ

باب 17: غسل کرنے کی جگہ پر پیشاب کرنا مکروہ ہے

21 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ مُوسَى مَرَدَوِيهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ

الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَشْعَثِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَغْفَلٍ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَبُولَ الرَّجُلُ فِي مُسْتَحِمِّهِ وَقَالَ إِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ

فِي الْبَابِ: قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

21- أخرجه أبو داود (54/1)؛ كتاب الطهارة: باب: في البول في المستحم: حديث (27)؛ وللانسائي (34/1)؛ كتاب الطهارة: باب:

كراهية البول في المستحم: حديث (36)؛ وابن ماجه (111/1)؛ كتاب الطهارة: باب: كراهية البول في المغتسل: حديث

(304)؛ وأخرجه أحمد (56/5)؛ وعبد بن حميد (181)؛ حديث (505)؛ من طريق الأشعث بن عبد الله عن الحسن بن عبد الله بن

مغفل به۔

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَشْعَثِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَيُقَالُ لَهُ أَشْعَثُ الْأَعْمَى

مذہب فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ الْبَوْلَ فِي الْمَغْتَسَلِ وَقَالُوا عَامَّةُ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ وَرَخَّصَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ ابْنُ سِيرِينَ وَقِيلَ لَهُ إِنَّهُ يُقَالُ إِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ فَقَالَ رَبَّنَا اللَّهُ لَا شَرِيكَ لَهُ

وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ قَدْ وَسَّعَ فِي الْبَوْلِ فِي الْمَغْتَسَلِ إِذَا جَرَى فِيهِ الْمَاءُ قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْأَمَلِيِّ عَنْ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے آدمی غسل کرنے کی جگہ پر پیشاب کرنے آپ فرماتے ہیں: عام طور پر اس کی وجہ سے وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور صحابی سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے صرف اشعث بن عبداللہ کی روایت کے حوالے سے مرفوع حدیث کے طور پر جانتے ہیں انہیں ”اشعث اعْمی“ بھی کہا جاتا ہے۔

اہل علم کے ایک طبقے نے غسل خانے میں پیشاب کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے وہ یہ فرماتے ہیں: عام طور پر اس سے وسوسے پیدا ہوتے ہیں تاہم بعض اہل علم نے اس بارے میں رخصت دی ہے جن میں سے ایک ابن سیرین ہیں۔

ان سے یہ کہا گیا: عام طور پر اس سے وسوسے پیدا ہوتے ہیں تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہمارا پروردگار ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر غسل خانے میں پانی بہہ جاتا ہو تو وہاں پیشاب کرنے کی گنجائش موجود ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: احمد بن عبدہ آملی نے ابن حبان کے حوالے سے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

شرح

غسل خانہ میں پیشاب کرنے کی ممانعت کا مقصد:

غسل خانہ میں پیشاب کرنے سے انسان وسوسوں کا شکار ہو سکتا ہے۔ اس لیے اس سے منع کر دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ غسل خانہ میں پیشاب کرنے کے سبب انسان خیال کرتا ہے کہ کہیں اس کی چھپنٹیں کپڑوں پر نہ پڑ گئی ہوں۔ اس عمل سے انسان میں مسلسل توہمات اور وسوسوں کا اضافہ ہو جاتا ہے جو دوسرے افعال و اعمال میں بھی داخل ہو سکتا ہے، اس لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل خانہ میں پیشاب کرنے سے منع کر دیا۔ شریعت اسلامیہ نے وسوسوں و شکوک کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں چند روایات درج ذیل ہیں:

۱- ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو عملی طور پر وضو کر کے دکھایا۔ اعضاء وضو تین تین بار دھوئے پھر فرمایا: جس

شخص نے اس پر اضافہ کیا تو اس نے برا کیا اور ظلم و زیادتی کی۔ (مشکوٰۃ جلد اول ص ۴۷)

۲- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو مسجد میں ہوا خارج ہونے کا شک پڑ جائے تو وہ مسجد سے باہر ہرگز نہ جائے جب تک اسے بدبو یا آواز کے سبب یقین نہ ہو جائے۔ (مشکوٰۃ)

غسل خانہ میں پیشاب کرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

(۱) غسل خانہ کو بیت الخلاء بنا دیا گیا ہو اور گھر کے تمام افراد اس میں پیشاب کرتے ہوں، تو شرعی طور پر اس کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ البتہ اگر غسل خانہ وسیع ہو اور اس کے ایک کونہ میں استنجاء اور قضائے حاجت کرنے کا بھی اہتمام کیا گیا ہو، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(۲) غسل خانہ میں کوئی شخص داخل ہو تو غسل کرنے کی غرض سے ہوا لیکن غسل سے قبل پیشاب نکل گیا تو اس میں گنجائش ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر غسل خانہ کچا ہو یا وہاں پانی جمع ہوتا ہو تو اس میں پیشاب کرنا درست نہیں ہے۔ اگر پانی وہاں جذب ہو جاتا ہو یا نکل جاتا ہو تو غسل خانہ میں پیشاب کرنے کی گنجائش ہے۔ کسی شخص نے حضرت امام ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا: حضور! کیا غسل خانہ میں پیشاب کرنے سے وساوس جنم لیتے ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: ربنا اللہ لا شریک لہ (ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے) یعنی غسل خانہ میں پیشاب کرنا، باعث وساوس نہیں ہے۔ حضرت امام ابن سیرین کا یہ جواب درس نہیں ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱) یہ آپ کا قول نہ ہو بلکہ آپ کی طرف منسوب کر دیا گیا ہو۔ (۲) اگر آپ کا قول تسلیم کیا جائے تو آپ کو زیر مطالعہ حدیث نہ پہنچی ہو۔

تاثیر فی الاشیاء میں مذاہب:

مسئلہ تاثیر فی الاشیاء کے حوالہ سے چار مذاہب ہیں:

۱- معتزلہ کا مذہب: اسباب، مسببات کے وجود میں آنے کا باعث بنتے ہیں۔ اسباب از خود اپنا کام کرتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی قدرت برقرار نہیں رہتی اور نہ ہی اللہ تعالیٰ ان کو روک سکتا ہے۔

۲- اشاعرہ کا مذہب: مسببات، اسباب کی تاثیر سے پیدا ہوتے ہیں۔ جب سبب پایا جائے تو اللہ تعالیٰ اپنی مشیت سے مسبب بھی پیدا کر دیتا ہے۔

۳- فلاسفہ کا مذہب: اسباب کو مسببات کے لیے پیدا کیا جاتا ہے، وہ اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ خواہ وہ خود ار ہیں یا نہ مثلاً جب گھڑی ساز گھڑی تیار کر دیتا ہے تو وہ چلتی رہتی ہے، خواہ اس کا تیار کنندہ باقی رہے یا نہ رہے۔

۴- ماترید یہ کا مذہب: اسباب کی تاثیر سے مسببات پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسباب میں تاثیر پیدا کر دی ہے کہ ان سے مسببات وجود میں آئیں۔ اللہ تعالیٰ عاجز محض نہیں ہے بلکہ تاثیر اس کے اختیار میں ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے آگ میں جلانے کی تاثیر رکھی ہے۔ البتہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کی تاثیر ختم کر دے جیسے یہی آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے گلزار و باغ بہار بن گئی تھی۔

اسباب نسیان:

زیر بحث حدیث میں غسل خانہ میں پیشاب کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ ممانعت مکروہ تفریحی ہے یعنی پیشاب نہ کرنا بہتر ہے اگر کسی نے کر لیا تو اس نے حرام کا ارتکاب نہیں کیا۔ بعض علماء نے اس حدیث میں سبب بول کر مسبب مراد لیا ہے۔ ان کے نزدیک غسل خانہ میں پیشاب کرنے سے انسان کو نسیان کا مرض لاحق ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں نسیان کے اسباب کثیر ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

- (۱) جوں کو پکڑ کر زندہ پھینک دینا (۲) چوہے کا جھوٹا کھانا (۳) گوشت کو نمک لگا کر کھانا (۴) بنڈیا میں لقمہ لگا کر سالن استعمال کرنا (۵) سر کے عقبی حصہ میں سینگی لگانا (۶) اونٹوں کے بیچ سے گزرنا (۷) بیت الخلاء میں وضو کرنا (۸) حالت جنابت میں آسمان کی طرف دیکھنا (۹) صفائی کے لیے کپڑے کا استعمال کرنا (۱۰) زیادہ گرم کھانا کھانا (۱۱) دنیاوی امور سے غمگین و پریشان ہونا (۱۲) ہمہ وقت مزاح کرنا (۱۳) قبرستان میں ہنسی مذاق کرنا (۱۴) سیب استعمال کرنا (۱۵) کھڑے پانی میں بول و براز کرنا (۱۶) پھانسی پر لٹکتے آدمی کو دیکھنا (۱۷) شلواری کو بطور تکیہ استعمال کرنا (۱۸) دستار کو بطور تکیہ استعمال کرنا وغیرہ

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّوَاكِ

باب 18: مسواک کا بیان

22 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکم حدیث: وَحَدِيثُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِلَاهُمَا عِنْدِي صَحِيحٌ لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْحَدِيثُ وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ إِنَّمَا صَحَّ لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ

قول امام بخاری: وَأَمَّا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ فَرَزَعَمَ أَنَّ حَدِيثَ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَصَحُّ

22- أخرجه البخاری (435/2): كتاب الجمعة: باب: السواك يوم الجمعة حديث (887): و مسلم (144/2 - نووی كتاب الطهارة: باب: السواك حديث (252/42): و ابو داود (59/1): كتاب الطهارة: باب: السواك حديث (46): والنسائي (12/1): كتاب الطهارة: باب: الرخصة في السواك بالعشى للصائم حديث (7): من طريق أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة به وأخرجه ابن ماجه (105/1): كتاب الطهارة و سنن: باب: السواك حديث (287) من طريق أبي سعيد المقبري عن أبي هريرة به وأخرجه احمد (258/2, 287, 399, 429) من طريق أبي سلمة عن أبي هريرة به-

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَعَلِيِّ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَحَدِيفَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَأَنْسٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عُمَرَ وَأُمِّ حَبِيبَةَ وَأَبِي أُمَامَةَ وَأَبِي أَيُّوبَ وَتَمَّامِ بْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْظَلَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَوَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ وَأَبِي مُوسَى

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اگر مجھے اپنی امت کے مشقت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو محمد بن اسحاق نے محمد بن ابراہیم کے حوالے سے ابو سلمہ کے حوالے سے، حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) ابو سلمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو احادیث نقل کی ہیں یہ دونوں روایات میرے نزدیک ”صحیح“ ہیں، کیونکہ یہ دونوں روایات دیگر حوالوں سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ”صحیح“ قرار دیا گیا ہے، کیونکہ یہ دیگر حوالوں سے بھی منقول ہے۔

جہاں تک امام محمد بن اسماعیل (بخاری کا تعلق ہے) تو وہ یہ کہتے ہیں: ابو سلمہ کی حدیث جو انہوں نے حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے، وہ زیادہ مستند ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ، حضرت تمام بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت وائلہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

23 سند حدیث: حَدَّثَنَا هُنَادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ

أَبِي سَلَمَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَلَا خَرْتُ صَلَاةَ الْعِشَاءِ إِلَى

ثُلُثِ اللَّيْلِ

W قَالَ فَكَانَ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ يَشْهَدُ الصَّلَوَاتِ فِي الْمَسْجِدِ وَسِوَاكُهُ عَلَى أُذُنِهِ مَوْضِعَ الْقَلَمِ مِنْ أُذُنِ

الْكَاتِبِ لَا يَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ إِلَّا أُسْتَنَّ ثُمَّ رَدَّهَ إِلَى مَوْضِعِهِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ ابو سلمہ، حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے

23- اضرجه ابو داؤد (59/1)؛ كتاب الطهارة: باب: السواك حديث (46)؛ وابن ماجه (225/1, 226)؛ كتاب الصلاة: باب: وقت

صلاة العشاء: حديث

سنا ہے: اگر مجھے اپنی امت کے مشقت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کی ہدایت کرتا اور میں عشاء کی نماز کو ایک تہائی رات (گزر جانے) تک موخر کر دیتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ تمام نمازوں میں مسجد میں شامل ہوا کرتے تھے اور ان کی مسواک ان کے کان پر ہوتی تھی جہاں کاتب قلم رکھتے ہیں اور وہ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو مسواک کر لیا کرتے تھے پھر اسے واپس اس کی جگہ پر رکھ دیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

مسواک کا مفہوم و ماقبل و مابعد سے ربط:

لفظ ”مسواک“ فعل اجوف واوی ساک یسوک سوکا کا اسم آلہ ہے جس کا معنی رگڑنا اور ملنا ہے۔ نماز کا وقت ہونے پر عموماً لوگ پہلے استنجاء کرتے ہیں پھر وضو کرتے ہیں اور وضو سے قبل ”مسواک“ کرتے ہیں۔ چونکہ ماقبل استنجاء و قضاء حاجت کے احکام و مسائل تفصیلاً بیان ہو چکے ہیں اور آئندہ وضو کے احکام و مسائل کی جامع بحث آرہی ہے۔ لہذا اسی مناسبت سے ”مسواک“ کے حوالے سے مسائل کا مقام یہی بنتا ہے۔ اس لیے امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسواک کے بارے میں احکام بیان کر رہے ہیں۔

مسواک کی اہمیت و فضیلت:

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ وضو سے قبل مسواک استعمال کرتے تھے۔ آپ نے اس کے استعمال کی اپنی امت کو بھی تاکید فرمائی ہے۔ زیر مطالعہ حدیث میں واضح طور پر اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ لوگوں کی مشقت کے پیش نظر مسواک کے استعمال کو لازم قرار نہیں دیا حالانکہ آپ کی دلی خواہش یہی تھی کہ ہر نماز کے وقت وضو کے دوران اسے لازم و ضروری قرار دیا جائے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نماز مسواک استعمال کرنے کے بعد ادا کی جائے وہ ثواب کے اعتبار سے ستر درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ اس نماز سے جو بغیر مسواک کے ادا کی جائے۔ (الترغیب والترہیب جلد اول ص ۱۰۲) اس سے مسواک کی اہمیت و فضیلت عیاں ہو جاتی ہے۔

مسواک کی شرعی حیثیت میں مذاہب ائمہ:

وضو کے وقت مسواک کا استعمال مسنون ہے یا واجب؟ اس بارے میں فقہاء میں اختلاف ہے۔ علامہ داؤد ظاہری اسے واجب قرار دیتے ہیں۔ ان کی دلیل وہ روایت ہے جو حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے وقت ظاہر و غیر ظاہر دونوں کو وضو کرنے کا حکم دیا۔ جب آپ نے اس میں مشقت محسوس کی تو آپ نے ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم جاری فرمایا۔ (سنن ابی داؤد)

جمہور فقہاء کے نزدیک ہر نماز کے وقت وضو کے دوران مسواک استعمال کرنا واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔ انہوں نے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں مسلمانوں پر شاق و دشوار نہ تصور کرتا تو ان کے لیے نماز عشاء کو تاخیر (تہائی رات تک) کا حکم دیتا اور ہر نماز کے وقت مسواک کا استعمال کرنا بھی۔ (سنن ابی داؤد)

جمہور فقہاء کی طرف سے ابو داؤد ظاہری کی دلیل کے کئی جوابات دیے گئے ہیں۔ (حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں امر استحباب کے لیے (۲) وجوب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ایک ہے۔
مسواک وضو کی سنت ہے یا نماز کی؟

جمہور فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نماز کے وقت مسواک کا استعمال سنت ہے البتہ جمہور اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے درمیان اس بات میں اختلاف ہے کہ مسواک وضو کے لیے سنت ہے یا نماز کے لیے؟ جمہور فقہاء کے نزدیک مسواک کا استعمال کرنا وضو کے لیے سنت ہے۔ ان کے نزدیک جو شخص نماز ظہر کے وضو میں مسواک استعمال کرے اور اسی وضو سے عصر کی نماز بھی ادا کر لے تو اسے دونوں میں مسواک کا ثواب ملے گا۔ انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میری امت پر دشوار نہ ہوتا تو میں انہیں ہر وضو کے وقت مسواک کا استعمال لازمی قرار دے دیتا۔ (بخاری شریف)

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ مسواک نماز کے لیے ہے۔ انہوں نے بھی جمہور کی روایت سے دلیل اخذ کی ہے جس میں ہے: بالسواک عند کل صلوة میں لوگوں کو ہر نماز کے وقت مسواک استعمال کرنے کا حکم دیتا۔ جمہور کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہاں لفظ ”کل“ کا مضاف وضو محذوف ہے، اصل عبارت یوں تھی: بالسواک عند وضوء کل صلوة
مسواک کے دیگر مواقع:

فقہاء کرام کے نزدیک وضو کے وقت مسواک استعمال کے علاوہ بھی مسواک استعمال کے مواقع ہیں جو یہ ہیں:
(۱) دانتوں کے زرد ہونے پر (۲) نماز کے وقت (۳) نیند سے بیدار ہو کر (۴) منہ سے بدبو آنے کے وقت
مسواک کے فوائد:

مسواک استعمال کرنے کے کثیر فوائد ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱) منہ صاف ہوگا (۲) اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی (۳) دوست و احباب بدبو محسوس نہیں کریں گے (۴) دانت مصبوط ہوں گے (۵) بیماریوں سے نجات ملے گی (۶) غذاب زود ہضم ہوگی (۷) معدہ امراض سے محفوظ رہے گا (۸) اعضاء جسم میں طاقت آئے گی (۹) تمام جسم چست اور صحت مند رہے گا (۱۰) مسواک کرنے سے اجر و ثواب میسر آئے گا۔

ایک سوال اور اس کا جواب:

مسواک مسنون ہونے کے حوالے سے اس مقام پر یہ سوال ہوتا ہے کہ دور حاضر میں بالخصوص شہروں میں وضو کرتے وقت

عموماً برش یا منجن وغیرہ استعمال کیا جاتا ہے کیا اس سے بھی مسواک مسنون کا ثواب حاصل ہوگا یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں دو صورتیں ہیں ایک صورت تو سنتہ السواک یعنی مسواک دستیاب نہ ہونے کی بنا پر برش وغیرہ کا استعمال کرنا بشرطیکہ اس میں خنزیر یا دوسرے حرام جانور کے ریشے شامل نہ ہوں یا انگلی کی رگڑ سے بھی سنت مسواک ادا ہو جائے گی۔ اس سلسلے میں فقہاء نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: تجزی من الاصابع (بیہقی) یعنی انگلی کا استعمال بھی درست ہے۔ دوسری صورت ہے سنت مسواک تو اس کی فضیلت صرف پیلو، زیتون یا نیم وغیرہ کے درخت کی مسواک سے حاصل ہو سکتی ہے لیکن برش یا منجن وغیرہ سے حاصل نہیں ہوگی۔ نماز عشاء تاخیر سے ادا کرنا:

نماز پنجگانہ کے لیے شریعت نے اوقات مقرر کیے ہوئے ہیں، ان اوقات سے قبل یا بعد میں نماز ادا درست نہیں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز عشاء تاخیر سے ادا کرنا بہت پسند تھا۔ اسی لیے زیر مطالعہ حدیث (نمبر ۲۳) کے آخری حصہ میں آپ نے فرمایا: اگر میں اپنی امت پر شاق و دشوار خیال نہ کرتا تو نماز عشاء تاخیر (تہائی رات تک) لازمی قرار دے دیتا۔ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ شریعت میں خود مختار ہیں جس چیز کو چاہیں واجب و ضروری قرار دے دیں اور جس چیز کو چاہیں مسنون و مستحب۔ فقہاء نے تصریح کی ہے نماز عشاء کو تاخیر سے ادا کرنا سنت ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَلَا يَغْمِسُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا

باب 19: جب کوئی شخص نیند سے بیدار ہو تو وہ اپنا ہاتھ اس وقت تک برتن میں نہ ڈالے

جب تک اسے دھونہ لے

24 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ أَحْمَدُ بْنُ بَكَّارٍ الدِّمَشْقِيُّ يُقَالُ هُوَ مِنْ وَدِدِ بُسْرِ بْنِ أَرْطَاةَ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ وَابْنِ سَلَمَةَ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يَدْخُلُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يُفْرِغَ عَلَيْهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَعَائِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

24- اخرجہ البخاری (316/1)؛ کتاب الوضوء؛ باب: الاستجمار و ترا حدیث (162)؛ و مسلم (181/1) - نووی؛ کتاب الطہارۃ؛ باب: كسالة غمس المتوضي . وغيره بده المشكوك في نجاستها في الإناء قبل غسلها ثلاثا و اخرجہ مالك في الموطأ (21/1)؛ کتاب الطہارۃ؛ باب: وضوء النائم اذا قام الى الصلاة حدیث (9)؛ و احمد (465/2)؛ و المبيد (423, 422/2)؛ حدیث (952)؛ من طريق ابي الزناد عن الاعرج عن ابي هريرة به و اخرجہ النسائي (6/1)؛ کتاب الطہارۃ؛ باب: تاويل قوله عز وجل: (اذا قمتم الى الصلاة فاغسلوا وجوهكم وايديكم الى المرافق) حدیث

مذہب فقہاء: قَالَ الشَّافِعِيُّ وَأَحِبُّ لِكُلِّ مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنَ النَّوْمِ قَائِلَةً كَانَتْ أَوْ غَيْرَهَا أَنْ لَا يُدْخِلَ يَدَهُ فِي وَضُوئِهِ حَتَّى يَغْسِلَهَا فَإِنْ أَدْخَلَ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا كَرِهْتُ ذَلِكَ لَهُ وَلَمْ يُفْسِدْ ذَلِكَ الْمَاءَ إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَى يَدِهِ نَجَاسَةٌ

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ إِذَا اسْتَيْقَظَ مِنَ النَّوْمِ مِنَ اللَّيْلِ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي وَضُوئِهِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا فَأَعْجَبُ إِلَيَّ أَنْ يَهْرِيقَ الْمَاءَ

وَقَالَ إِسْحَقُ إِذَا اسْتَيْقَظَ مِنَ النَّوْمِ بِاللَّيْلِ أَوْ بِالنَّهَارِ فَلَا يُدْخِلُ يَدَهُ فِي وَضُوئِهِ حَتَّى يَغْسِلَهَا

﴿ ﴿ ﴾ ﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب تم میں سے کوئی شخص رات کے (بعد صبح) بیدار ہو تو وہ اپنا ہاتھ برتن میں اس وقت تک نہ ڈالے جب تک اس ہاتھ پر دو یا تین مرتبہ پانی نہ انڈیل لے، کیونکہ وہ یہ نہیں جانتا کہ اس کا ہاتھ رات بھر کہاں رہا۔

اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پسند ہے: ہر نیند سے بیدار ہونے والے شخص کو ایسا کرنا چاہیے، خواہ وہ دوپہر کے وقت سو کر اٹھا ہو یا اس کے علاوہ ہو، یعنی اسے وضو کے پانی میں اس وقت تک ہاتھ داخل نہیں کرنا چاہیے جب تک اسے دھونے لے لیکن اگر وہ اس کو دھونے سے پہلے برتن کے اندر داخل کر دیتا ہے تو یہ بات اس کے لیے مکروہ قرار دیتا ہوں، البتہ اس کے نتیجے میں وہ پانی قاسد نہیں ہوگا، جبکہ اس کے ہاتھ پر کوئی نجاست نہ لگی ہو۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص رات کے (بعد صبح) نیند سے بیدار ہو اور وہ ہاتھ دھونے سے پہلے اسے وضو کے پانی میں داخل کر لے تو مجھے یہ پسند ہے کہ وہ اس پانی کو بہا دے۔

اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص رات کے وقت یا دن کے وقت نیند سے بیدار ہو تو وہ اپنا ہاتھ اس وقت تک وضو کے پانی میں داخل نہ کرے جب تک اسے دھونے لے۔

شرح

زیر مطالعہ حدیث میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص سو کر بیدار ہو تو وہ وضو وغیرہ کے لیے برتن سے پانی لینا چاہیے تو برتن میں داخل کرنے سے قبل اپنا ہاتھ دھولے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خواب و نیند کی حالت میں ممکن ہے کہ ہاتھ شرمگاہ کو مس کر گیا ہو۔ اس سے استنجاء و طہارت اور وضو و غسل کے دوران احتیاط کو پیش نظر رکھنے کا پہلو بھی عیاں ہو جاتا ہے۔

ماء نجس کے حوالے سے مذاہب آئمہ فقہ:

ماء نجس کے حوالے سے فقہاء میں اختلاف ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ پانی قلیل ہو یا کثیر اس میں نجاست کرنے سے اس وقت تک پلید نہیں ہوگا جب تک اس کے اوصاف ثلاثہ یعنی رنگ، مزہ اور بو میں سے کوئی تبدیل نہ ہو

جائے۔ جمہور آئمہ کے نزدیک پانی کی دو اقسام ہیں: ماء قلیل اور ماء کثیر۔ ماء کثیر میں نجاست گر جانے کی صورت میں جب تک اس کے اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل نہ ہو، وہ نجس نہیں ہوگا۔ ماء قلیل کا حکم یہ ہے کہ اس میں نجاست گرنے سے وہ پلید ہو جائے گا۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے بر بضاع والی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ہم بر بضاع سے وضو کر سکتے ہیں جبکہ اس میں حیض کے کپڑے، کتوں کا گوشت اور مردار وغیرہ اشیاء پھینکی جاتی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الماء الطہور لا ینجسہ شیء یعنی پانی پاک ہے اور اسے کوئی چیز پلید نہیں کر سکتی۔ مطلب یہ ہے کہ تم اس کنویں سے وضو کر سکتے ہو۔“ جمہور کی طرف سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس دلیل کے کئی جوابات دیے گئے ہیں: (۱) اس کنویں کے پانی کی حیثیت ”ماء جاری“ کی تھی کیونکہ بارش وغیرہ کے دنوں میں وہ بھر جاتا تھا اور اوپر سے بہنا شروع ہو جاتا تھا یا کثرت ماء کے دخول اور خروج کے باعث وہ ماء جاری کے حکم میں تھا۔ (۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ان اشیاء کے بارے میں کیا گیا تھا جو اس کنویں میں ڈالی جاتی تھیں، خواہ انہیں نکالا گیا تھا لیکن کنویں کی دیواریں اور تہہ کا فرش نہ دھونے کے باعث شک و شبہ کی صورت پیدا ہو گئی تھی جس کے بارے میں آپ نے جواب میں فرمایا: لا ینجسہ شیء من الاشیاء المحرّجۃ یعنی نکالی جانے والی اشیاء میں سے کوئی چیز اس کنویں کو پلید نہیں کر سکتی۔ (۳) دوسری حدیث میں مسلمان کے بارے میں فرمایا گیا: ان المسلم لا ینجس یعنی مسلمان نجس نہیں ہوتا۔ جس طرح یہاں مراد ہے کہ مسلم ایسا ناپاک نہیں ہوتا کہ وہ طاہر و پاک نہ ہو، اسی طرح اس کے کنویں کے بارے میں فرمایا کہ یہ ایسا پلید نہیں ہے کہ پاک نہ ہو سکتا ہو۔ ماء کثیر کے حوالے سے جمہور فقہاء میں بھی اختلاف ہے کہ ماء کثیر کی مقدار کیا ہے؟ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جو پانی وہ درودہ یعنی دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا اور گہرا اتنا ہو کہ جب ہاتھوں سے پانی لیا جائے تو زمین کا فرش نگانہ ہو، تو وہ ماء کثیر ہے۔ آپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: (۱) طہور اناء احدکم اذا ولغ فیہ الکلک ان یغسل سبع مرات یعنی تمہارے کسی برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اسے سات بار دھویا جائے۔ (۲) لا یبولن احدکم فی الماء الدائم تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے۔

حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ قلتین کی مقدار میں پانی ”ماء کثیر“ ہے اور اس سے کم ”ماء قلیل“ ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے پانی کے بارے میں دریافت کیا گیا جس سے چار پائے اور درندے پیتے ہوں تو آپ نے جواب میں فرمایا: اذا کان الماء قلتین لم یحمل الخبث یعنی جب پانی قلتین کی مقدار ہو تو وہ نجس نہیں ہوتا۔ (یاد رہے قلتین سے مراد دو مکے یا دو مشکیزے ہیں)۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کی اس دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ان کی دلیل کی روایت کے متن، سند اور مفہوم میں شدید اضطراب موجود ہے، جس میں تطبیق ممکن نہیں ہے لہذا اس حدیث سے استدلال درست نہیں ہے۔ علاوہ ازیں اس روایت میں ”قلتین“ ہے جبکہ دوسری روایت میں: قدر قلتین او ثلث،

اور تیسری روایت میں ”اربعین قلة“ کے الفاظ بھی ہیں۔ گویا یہ دونوں روایات محض ”قلتین“ کی روایت کے منافی و متعارض ہیں۔ لہذا ان سے استدلال درست نہ ہو۔

حدیث سے ثابت ہونے والے مسائل:

- زیر بحث حدیث سے کثیر مسائل ثابت ہوتے ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:
- ☆..... سو رکب کی صورت میں برتن تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔
 - ☆..... خواب کی حالت میں ہاتھ شرمگاہ کو لگ جائے تو اسے پاک کرنے کے لیے تین بار دھونا کافی ہے۔
 - ☆..... پانی سے بھرے ہوئے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے تمام پانی مستعمل نہیں ہوتا۔
 - ☆..... کم مقدار میں نجاست کرنے سے ماء قلیل پلید ہو جاتا ہے۔
 - ☆..... نجاست مرئیہ ایک یا دو دفعہ دھونے سے دور ہو جائے تب بھی تین کا عدد پورا کر لینا چاہیے۔
 - ☆..... دھوئے بغیر پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پانی نجس ہو جائے گا جس سے نہ وضو صحیح ہوگا اور نہ نماز۔
 - ☆..... وضو کے آغاز میں دونوں ہاتھوں کو دھونا مسنون ہے۔
 - ☆..... ڈھیلے استعمال کرنے کے بعد استنجاء کے لیے پانی استعمال کرنا چاہیے تاکہ طہارت کاملہ حاصل ہو جائے۔
 - ☆..... نیند و خواب سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔
 - ☆..... اونگھ کی صورت اس سے مستثنیٰ ہے، لہذا اس پر یہ احکام مرتب نہیں ہوں گے۔
 - ☆..... بعض فقہاء کے نزدیک مس ذکر ناقص وضو ہے اور یہی حدیث ان کی دلیل ہے۔
 - ☆..... اعضاء وضو کو تین تین بار دھونا مسنون ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الْوُضُوءِ

باب 20: وضو سے پہلے ”بسم اللہ“ پڑھنا

25 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَبِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَرْمَلَةَ عَنْ أَبِي ثِقَالٍ الْمُرِّيِّ عَنْ رَبَاحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ حُوَيْطِبٍ عَنْ جَدِّتِهِ عَنْ أَبِيهَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ قَالَ

25- اخرجہ ابو داؤد (83/1)؛ کتاب الطہارۃ؛ باب: فی التسمیۃ علی الوضوء؛ حدیث (101)؛ (102)؛ وابن ماجہ (139/1، 140)؛ کتاب الطہارۃ و سننہما؛ باب: ماجاء فی التسمیۃ فی الوضوء؛ حدیث (397)؛ والدارمی (176/1)؛ کتاب الصلاۃ و الطہارۃ؛ باب: التسمیۃ فی الوضوء؛ و اخرجہ احمد (41/3) من طریق ربیع بن عبد الرحمن بن ابی سعید الخدری عن ابیہ عن جدہ بہ و من طریق ربیع بن عبد الرحمن بن حویطب عن جدتہ عن ابیہما اخرجہ ابن ماجہ (140/1)؛ کتاب الطہارۃ و سننہما؛ باب ماجاء فی التسمیۃ فی الوضوء؛ حدیث (398)؛ و احمد (70/4)؛ (381/5)، (382/6)۔

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَأَنَسٍ
 حَكَمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لَا أَعْلَمُ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثًا لَهُ إِسْنَادٌ جَيِّدٌ
 مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَقَالَ إِسْحَاقُ إِنْ تَرَكَ التَّسْمِيَةَ عَامِدًا لِعَادَةِ الْوُضُوءِ وَإِنْ كَانَ نَاسِيًا أَوْ مُتَاوِّلًا أَجْزَاءَهُ
 قَوْلُ إِمَامٍ بَخَارِي: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثُ رَبَاحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
 تَوْضِيحٌ رَاوَى: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَرَبَاحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَدِّتِهِ عَنْ أَبِيهَا وَأَبُوهَا سَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو
 بْنِ نَفِيلٍ وَأَبُو ثِقَالٍ الْمُرِّيُّ أَسْمُهُ ثَمَامَةُ بْنُ حُصَيْنٍ وَرَبَاحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ هُوَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ حُوَيْطِبٍ مِنْهُمْ مَنْ
 رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ حُوَيْطِبٍ فَنَسَبَهُ إِلَى جَدِّهِ
 إِسْنَادٌ بَاطِلٌ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلَوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عِيَّاضٍ عَنْ أَبِي ثِقَالٍ
 الْمُرِّيِّ عَنْ رَبَاحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ حُوَيْطِبٍ عَنْ جَدَّتِهِ بِنْتِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهَا عَنِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

﴿﴾ رباح بن عبد الرحمن اپنی دادی کے حوالے سے ان کے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ
 ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اس شخص کا وضو نہیں ہوتا جو وضو سے پہلے اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ،
 حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایات منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں مجھے ایسی کسی حدیث کا علم نہیں ہے جس کی
 سند جید ہو۔

اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص جان بوجھ کر ”بسم اللہ“ چھوڑ دے تو وہ دوبارہ وضو کرے گا، لیکن اگر کوئی بھول کر یا
 تاویل کرتے ہوئے اسے چھوڑ دے تو یہ اس کے لیے جائز ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اس باب میں سب سے زیادہ مستند حدیث وہ ہے جسے رباح بن عبد الرحمن
 نے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رباح بن عبد الرحمن نے اسے اپنی دادی کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے نقل کیا
 ہے۔ اس خاتون کے والد حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ ہیں۔

(اس روایت کے راوی) ابو ثقیال مری کا نام ثمامہ بن حصین ہے۔
 رباح بن عبد الرحمن یہ ابو بکر بن حویطب ہیں۔

بعض محدثین نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور انہوں نے ابو بکر بن حویطب سے نقل کیا ہے انہوں نے ان کی نسبت ان کے
 دادا کی طرف کر دی ہے۔

رباح بن عبد الرحمن نے اپنی دادی جو حضرت سعید بن زید کی صاحب زادی ہیں کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اس کی مانند نقل کیا ہے۔

شرح

وضو بالتسمیہ کا مسئلہ:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ اس باب کے تحت ایک حدیث لائے ہیں جس میں یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ وضو کرتے وقت بسم اللہ شریف پڑھنی چاہیے۔ وضو کا آغاز کرنے سے قبل دونوں ہاتھ دھوئے جائیں اور وضو شروع کرتے وقت ”بسم اللہ“ پڑھی جائے۔

وضو کے شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ يَا بَسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا جائز ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ موقع و محل کے مطابق بِسْمِ اللّٰهِ کے بعد واو عاطفہ استعمال کرتے ہوئے دوسرے الفاظ بھی لاتے تھے۔ مثلاً کھانے کے وقت: بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی بَرَکَةِ اللّٰهِ، جانور ذبح کرتے وقت: بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اور وضو کرتے وقت: بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ کی اہمیت و فضیلت:

ہر نیک کام کو بِسْمِ اللّٰهِ سے شروع کرنے کی شریعت میں ہدایت کی گئی ہے۔ قرآن کریم کی ہر سورت ”بِسْمِ اللّٰهِ“ سے شروع کی گئی ماسوائے سورہ توبہ کے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے راساء ممالک کے نام جو خطوط لکھوائے ان کا آغاز بسم اللہ سے کیا بلکہ آپ ہر کام کا آغاز بسم اللہ سے کرتے تھے۔ ایک مشہور حدیث ہے کہ وضو کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنے سے نمازی کا تمام جسم پاک ہو جاتا ہے اور بسم اللہ نہ پڑھنے کی صورت میں صرف اعضاء وضو پاک ہوتے ہیں۔ اس روایت سے تسمیہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ایک روایت میں ہر نیک کام کے شروع میں بسم اللہ نہ پڑھنے کی وعید بیان ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل اُمّ ذی بال لم یفتح بسم اللہ فهو اقطع۔ یعنی ہر وہ کام جو بسم اللہ کے بغیر شروع کیا جائے وہ بے برکت ہوتا ہے۔

بوقت وضو بسم اللہ کی شرعی حیثیت کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

وضو سے قبل بسم اللہ پڑھنے کی شرعی حیثیت میں فقہاء کرام کے مختلف اقوال و مذاہب ہیں۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آغاز وضو میں بسم اللہ پڑھنا بدعت ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ جمہور فقہاء کرام کے نزدیک بوقت وضو تسمیہ پڑھنا مسنون ہے۔ ان کے دلائل یہ ہیں: (۱) قرآن کریم میں فرائض وضو بیان کیے گئے ہیں جن میں بسم اللہ کا ذکر نہیں ہے۔ (۲) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے وضو کیا اور بسم اللہ پڑھی تو اس کا تمام جسم پاک ہو جاتا ہے اور جس نے وضو کرتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی تو اس کے اعضاء وضو ہی پاک ہوتے ہیں۔ (سنن دارقطنی، جلد اول ص ۱۰۸) حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ بوقت وضو تسمیہ پڑھنا واجب ہے۔ انہوں

نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بوقت وضو بسم اللہ نہ پڑھی اس کا وضو نہیں ہے۔“ (سنن ابن ماجہ جلد اول ص ۲۴۲)

جمہور کی طرف سے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کے متعدد جوابات دیے گئے ہیں: (۱) خبر واحد کے ساتھ قرآن کریم کے حکم پر زیادتی درست نہیں ہے۔ (۲) اس روایت میں شیء کی نفی نہیں ہے بلکہ کمال کی نفی ہے۔ (۳) اس روایت میں تسمیہ سے مراد نیت کرنا ہے اور بسم اللہ پڑھنا نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَضْمُضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ

باب 21: کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا

26 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَجَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ سَلْمَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَثْنٌ حَدِيثٌ: إِذَا تَوَضَّأْتَ فَأَنْشِرْ وَإِذَا اسْتَجَمَرْتَ فَأَوْتِرْ قَالَ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ وَلَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَالْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ سَلْمَةَ بْنِ قَيْسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِيمَنْ تَرَكَ الْمَضْمُضَةَ وَالِاسْتِنْشَاقَ فَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ إِذَا تَرَكَهُمَا فِي الْوُضُوءِ حَتَّى صَلَّى أَعَادَ الصَّلَاةَ وَرَأَوْا ذَلِكَ فِي الْوُضُوءِ وَالْجَنَابَةِ سَوَاءً وَبِهِ يَقُولُ ابْنُ أَبِي لَيْلَى وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَقَالَ أَحْمَدُ الْإِسْتِنْشَاقُ أَوْ كَدُّ مِنَ الْمَضْمُضَةِ

قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يُعِيدُ فِي الْجَنَابَةِ وَلَا يُعِيدُ فِي الْوُضُوءِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَبَعْضِ أَهْلِ الْكُوفَةِ

وَقَالَتْ طَائِفَةٌ لَا يُعِيدُ فِي الْوُضُوءِ وَلَا فِي الْجَنَابَةِ لِأَنَّهُمَا سُنَّةٌ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَجِبُ الْإِعَادَةُ عَلَى مَنْ تَرَكَهُمَا فِي الْوُضُوءِ وَلَا فِي الْجَنَابَةِ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ فِي الْخِرَةِ

﴿﴾ حضرت سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم وضو کرو تو ناک میں پانی ڈالو اور جب تم پتھر (کے ذریعے استنجاء کرو) تو طاق تعداد میں کرو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت مقدم بن معدیکرب رضی اللہ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ کی حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے: جو شخص کلی کرنے یا ناک میں پانی ڈالنے کو چھوڑ دیتا ہے۔

اہل علم کے ایک گروہ نے یہ بات بیان کی ہے: جو شخص ان دونوں کو وضو میں چھوڑ دے اور نماز پڑھے تو اسے دوبارہ نماز پڑھنا پڑے گی۔

یہ حضرات اس بات کے قائل ہیں: وضو اور غسل جنابت دونوں میں اس کی حیثیت برابر ہے۔ ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ، امام احمد رضی اللہ عنہ اور امام اسحاق رضی اللہ عنہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام احمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کلی کے مقابلے میں ناک میں پانی ڈالنے کی زیادہ تاکید ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اہل علم کے ایک گروہ نے یہ بات بیان کی ہے: وہ غسل جنابت میں (کلی یا ناک میں پانی

ڈالنے کو ترک کرنے کے نتیجے میں نماز) دوبارہ پڑھے گا، لیکن وضو میں (ترک کرنے کی وجہ سے) دوبارہ نہیں پڑھے گا۔

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ اور بعض اہل کوفہ کی یہی رائے ہے۔

ایک گروہ اس بات کا قائل ہے: وضو میں ترک کرنے کی وجہ سے یا غسل جنابت میں ترک کرنے کی وجہ سے وہ نماز دوبارہ

نہیں پڑھے گا، کیونکہ یہ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہیں اس لیے جو شخص وضو میں یا غسل جنابت میں انہیں ترک کر دیتا ہے تو اس پر نماز دوبارہ پڑھنا واجب نہیں ہوگا۔

امام مالک رضی اللہ عنہ کا اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کا آخری قول یہی ہے۔

شرح

مسئلہ کی وضاحت:

لفظ ”مضمضۃ“ سے مراد منہ میں پانی ڈالنا یا کلی کرنا ہے۔ لفظ ”الاستنشاق“ سے مراد ناک میں پانی لینا یا ناک میں پانی ڈالنا ہے۔ لفظ ”الاستنثار“ سے مراد ناک سے پانی جھاڑنا یا ناک صاف کرنا ہے۔ لفظ ”الاستجمار“ سے مراد استنجاء یا قضاء حاجت کے وقت ڈھیلے استعمال کرنا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ استنجاء یا قضاء حاجت کے موقع پر صفائی کی غرض سے ڈھیلے بھی استعمال کیے جاسکتے ہیں اور پانی بھی۔ محض ڈھیلوں کا استعمال بھی جائز ہے یا صرف پانی بھی اور دونوں کو جمع کرنا افضل ہے۔ ڈھیلوں کے استعمال کی صورت میں طاق کے عدد کو پیش نظر رکھا جائے گا۔ وضو کرتے وقت پہلے کلی کی جائے، پھر ناک میں پانی ڈال کر صاف کیا جائے۔ وضو میں مضمضہ اور استنشاق دونوں مسنون ہیں۔ دونوں میں طاق عدد اور ترتیب بھی سنت ہے۔ ان دونوں کے درمیان ترتیب میں بھی کئی حکمتیں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ یہ ترتیب انسانی طبیعت و فطرت کے عین مطابق ہے جبکہ اس کے برعکس کی صورت میں انسان گھن کا شکار ہو سکتا ہے۔

مضمضہ اور استنشاق میں مذاہب آئمہ فقہ:

وضو اور غسل کے دوران مضمضہ اور استنشاق کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل

درج ذیل ہے:

- ۱- حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک وضو اور غسل دونوں میں مضمضہ اور استنشاق سنت ہیں۔ انہوں نے زیر بحث حدیث سے استدلال کیا ہے اور ان کے نزدیک قرآن کی مناسبت سے یہاں امر استحباب کے لیے ہے۔
- ۲- حضرت عبداللہ بن مبارک، حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت اسحاق بن راہویہ اور ابن ابی لیلیٰ رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ کے نزدیک وضو اور غسل دونوں میں دونوں واجب ہیں۔ انہوں نے زیر مطالعہ حدیث سے استدلال کیا ہے اور ان کے مطابق یہاں امر وجوب کے لیے ہے لہذا دونوں میں دونوں کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔
- ۳- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام سفیان ثوری رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ وضو میں دونوں سنت ہیں اور غسل میں دونوں فرض ہیں۔ انہوں نے قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کیا ہے: وان کنتم جنبا فاطہروا یعنی اگر تم حالت جنابت میں ہو تو تم خوب طہارت حاصل کرو۔ یہاں مبالغہ مراد ہے جس وجہ سے غسل میں مضمضہ اور استنشاق دونوں فرض ہیں۔ ارشاد ربانی: فاغسلوا وجوهکم الخ میں مبالغہ مراد نہیں ہے لہذا وضو میں دونوں امور سنت ہیں۔
- حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ ان کے انداز استدلال سے نص قرآنی پر خبر واحد کے زیادتی لازم آئے گی جو درست نہیں ہے۔ علاوہ ازیں قرآن اور مواقع کے اعتبار سے وضو اور غسل میں مضمضہ اور استنشاق دونوں کا حکم الگ ہے جس طرح حضرت امام صاحب کے نقطہ نظر میں بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ الْمَضْمُضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ مِنْ كَفِّ وَاحِدٍ

باب 22: ایک ہی ہتھیلی (چلو) کے ذریعے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا

27 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ

عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ

مَنْ حَدِيثُ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَضْمُضًا وَاسْتِنْشَقَ مِنْ كَفِّ وَاحِدٍ فَعَلَّ ذَلِكَ ثَلَاثًا

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

حدیث دیگر: وَقَدْ رَوَى مَالِكٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى وَلَمْ يَذْكُرُوا

27- أخرجه النسائي (41/1)؛ كتاب الطهارة: باب: الرخصة في الاستنابة بمجر واحد حديث (43)؛ وابن ماجه (142/1)؛ كتاب

الطهارة وسننها: باب: المبالغة في الاستنشاق والاستنابة حديث (406)؛ وأخرجه احمد (339, 313/4)؛ والبيهقي (378/2)؛

حديث (856)؛ من طريق لصال بن يساف عن سلمة بن قيس به وأخرجه ابن خزيمة (41/1)؛ حديث (75) من طريق أبي العباس

الضولاني عن أبي بصير به-

هَذَا الْحَرْفَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفِّ وَاحِدٍ وَإِنَّمَا ذَكَرَهُ خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثِقَةً حَافِظٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ

مذاهب فقہاء: وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْمَضْمَضَةُ وَالِاسْتِنْشَاقُ مِنْ كَفِّ وَاحِدٍ يُجْزِي وَقَالَ بَعْضُهُمْ تَفْرِيقُهُمَا أَحَبُّ إِلَيْنَا

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ إِنْ جَمَعَهُمَا فِي كَفِّ وَاحِدٍ فَهُوَ جَائِزٌ وَإِنْ فَرَّقَهُمَا فَهُوَ أَحَبُّ إِلَيْنَا

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے ایک ہی چلو کے ذریعے کلی بھی کی اور ناک میں پانی بھی ڈالا آپ نے ایسا تین مرتبہ کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ اور کئی محدثین نے اس حدیث کو عمرو بن یحییٰ کے حوالے سے نقل کیا ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی چلو کے ذریعے کلی کی تھی اور ناک میں پانی ڈالا تھا۔

اس بات کو خالد بن عبداللہ نے ذکر کیا ہے اور علم حدیث کے ماہرین کے نزدیک خالد بن عبداللہ ثقبہ اور حافظ ہیں۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: ایک ہی چلو کے ذریعے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا جائز ہے۔ بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: ان دونوں کو الگ الگ چلو کے ذریعے کرنا ہمارے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص ایک ہی چلو میں ان دونوں کو جمع کر لے تو یہ جائز ہے، لیکن اگر وہ ان دونوں کو الگ الگ کرے تو یہ ہمارے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔

شرح

مسئلہ کی وضاحت:

اسلام ہمہ گیر اور جامع دین ہے جو افراط و تفریط سے پاک ہے۔ اس میں مشقت اور تکلیف مالا یطاق کا عنصر ہرگز نہیں ہے۔ وضو کے دوران تین بار مضمضہ اور تین بار استنشاق مسنون ہے۔ اگر پانی قلیل ہو تو ایک چلو کے ساتھ تین بار مضمضہ کرنا جائز ہے اور اسی طرح ایک بار پانی لے کر تین بار استنشاق کرنا درست ہے۔ پانی وافر ہونے کی صورت میں تین چلوؤں سے تین بار مضمضہ اور تین چلوؤں سے تین بار استنشاق بھی صحیح ہے۔ ایک چلو سے ہی پہلے مضمضہ پھر استنشاق کرنا بھی جائز ہے۔

مضمضہ اور استنشاق میں فصل و وصل کے حوالے سے مذاہب آئمہ فقہ:

تمام آئمہ فقہ کے نزدیک مضمضہ اور استنشاق میں فصل اور وصل دونوں جائز ہیں لیکن اولویت کے اعتبار سے ان میں اختلاف ہے۔ فصل سے مراد ہے الگ کرنا یعنی پہلے تین بار چلو لے کر مضمضہ کرنا پھر تین بار (الگ الگ) پانی لے کر استنشاق کرنا۔ وصل سے مراد ہے دونوں کو ملانا یعنی تین بار پانی لے کر ہر چلو سے پہلے مضمضہ کرنا پھر (اسی چلو سے) استنشاق کرنا۔ مضمضہ اور استنشاق

میں فصل و وصل کی اولویت کے حوالے سے مذاہب آئمہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک وصل اولیٰ ہے یعنی تین بار پانی لیا جائے اور ایک ہی چلو سے پہلے نصف چلو سے مضمضہ پھر نصف چلو سے استنشاق کیا جائے۔ انہوں نے اپنے موقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فصل اولیٰ ہے یعنی پہلے تین بار ایک ایک چلو لے کر مضمضہ کرے پھر تین بار ایک ایک چلو لے کر استنشاق کرے۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت سے استدلال کیا ہے: فتمضض ثلاثا واستنشق ثلاثا۔ (سنن ابی داؤد) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تین بار مضمضہ کیا پھر تین بار استنشاق کیا۔

۳- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں۔ ایک قول کے مطابق فصل اولیٰ ہے اور دوسرے قول کے مطابق وصل اولیٰ ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کے متعدد جوابات ہیں۔ (۱) امام ترمذی کی یہ روایت شاذ ہے۔ (۲) اس روایت میں بیان جواز ہے جبکہ اکثر روایات اس کے برعکس ہیں اور اکثر صحابہ کا عمل بھی اس کے خلاف ہے۔ (۳) حدیث باب ہمارے موقف کے خلاف نہیں ہے کیونکہ اس سے وصل ثابت نہیں ہوتا بلکہ فصل ثابت ہوتی ہے۔ اس لیے کہ اگر وصل مقصود ہوتا تو اصل عبارت یوں ہوتی: ”ماء واحد“۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْلِيلِ اللَّحِيَّةِ

باب 23: داڑھی کا خلال کرنا

28 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ أَبِي أُمَيَّةَ

عَنْ حَسَّانَ بْنِ بِلَالٍ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَالَ رَأَيْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ تَوَضَّأَ فَخَلَّلَ لِحْيَتَهُ فَقِيلَ لَهُ أَوْ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ أَتُخَلِّلُ لِحْيَتَكَ قَالَ وَمَا يَمْنَعُنِي وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهُ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ حَسَّانِ بْنِ

بِلَالٍ عَنْ عَمَّارِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

28- اضرجه البخاری (356, 355/1): کتاب الوضوء: باب: من مضض واستنشق من غرفة واحدة حديث (191): ومسلم

(123/2 - النووی): کتاب الطہارۃ: باب: فی وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم: حدیث (235/18): وابو داؤد (78,77/1): کتاب

الطہارۃ: باب صفة وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم: حدیث (118): وابن ماجہ (150, 149/1): کتاب الطہارۃ و سننہما: باب:

ساجاء فی مسح الراس حدیث (434): والنسائی (71/1): کتاب الطہارۃ: باب: حد الفسل حدیث (97): و اضرجه مالک فی البوط

(18/1): کتاب الطہارۃ: باب: العمل فی الوضوء حدیث (1): واصلد (40 '39 '38/4): والنسائی (202/2): حدیث (417): و اضرجه ابن خزیمہ (88/1): حدیث (173): من طریق یحییٰ بن عمارة عن عبد اللہ بن زید بہ

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ وَعَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَأَنَسٍ وَابْنِ أَبِي أَوْفَى وَأَبِي أَيُّوبَ
تَوْضِيحِ رَاوِي: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَمِعْتُ إِسْحَقَ بْنَ مَنْصُورٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ قَالَ قَالَ ابْنُ

عِيْنَةَ لَمْ يَسْمَعْ عَبْدُ الْكَرِيمِ مِنْ حَسَّانِ بْنِ بِلَالٍ حَدِيثَ التَّخْلِيلِ

﴿﴾ حسان بن بلال بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا انہوں نے اپنی
داڑھی کا خلال کیا ان سے کہا گیا (راوی کو شک ہے یا شاید حسان یہ کہتے ہیں) میں نے ان سے کہا: آپ نے اپنی داڑھی کا خلال کیا
ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں کیوں نہ کروں جبکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی داڑھی کا خلال کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت
انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اسحاق بن منصور کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
ابن عیینہ فرماتے ہیں: عبدالکریم نے حسان بن بلال سے ”خلال کرنے“ والی حدیث نہیں سنی ہے۔

29 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ عَامِرِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي

وَإِبِلٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

قول امام بخاری: وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثُ عَامِرِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي

وَإِبِلٍ عَنْ عُثْمَانَ

مذہب فقہاء: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَالَ بِهِذَا أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَمَنْ بَعْدَهُمْ رَأَوْا تَخْلِيلَ اللَّحْيَةِ

وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَقَالَ أَحْمَدُ إِنَّ سَهًا عَنْ تَخْلِيلِ اللَّحْيَةِ فَهُوَ جَائِزٌ وَقَالَ إِسْحَقُ إِنَّ تَرَكَهُ نَاسِيًا أَوْ

مُتَاوَلًا أَجْزَأَهُ وَإِنْ تَرَكَهُ عَامِدًا أَحَادَ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی کا خلال کیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سب سے زیادہ مستند روایت عامر بن شقیق کی ہے جو انہوں نے

ابووائل کے حوالے سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

29- اخرجه ابن ماجه (148/1): كتاب الطهارة وبتنزيها: باب: ماجاء في تخليل اللحية حديث (429): والبيهقي (81/1): حديث

(146) من طريق حسان بن بلال عن عمار بن ياسر به-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والے اکثر اہل علم نے اس روایت کے مطابق فتویٰ دیا ہے ان کے نزدیک (وضو کے دوران) داڑھی کا خلال کیا جائے گا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص داڑھی میں خلال کرنا بھول جائے تو یہ بات جائز ہے۔

اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص بھول کر اسے چھوڑ دے یا تاویل کرتے ہوئے چھوڑ دے تو یہ اس کے لیے جائز ہے لیکن اگر کوئی جان بوجھ کر چھوڑ دے تو اسے دوبارہ وضو کرنا ہوگا۔

شرح

مسئلہ خلال لحيہ کی توضیح:

دوران وضو داڑھی کا خلال کرنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضرت حسان بن بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وضو کرتے ہوئے ملاحظہ کیا تو انہوں نے اپنی داڑھی کا خلال کیا، اس پر حضرت حسان نے تعجب کے انداز میں دریافت کیا کہ آپ نے داڑھی کا خلال کیا ہے؟ تو حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے دوران وضو داڑھی مبارک کا خلال کیا۔ اس طرح میں آپ کی یہ سنت کیسے ترک کر سکتا ہوں۔

غسل لحيہ:

لحيہ خفيفہ غیر مسترسلہ کے بارے میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ اس کا غسل کل واجب ہے۔ لحيہ خفيفہ ہو یا کثہ مسترسلہ تو اس کے اس حصہ کو دھونا واجب ہے جو دائرہ چہرہ کے اندر ہو جبکہ باقی ماندہ حصہ کا دھونا سنت ہے۔ لحيہ کثہ مسترسلہ سے متعلق احناف کے چھ اقوال ہیں:

(۱) غسل کل (۲) ترک کل (۳) مسح کل (۴) مسح ثلث (۵) مسح ربع (۶) مسح ما یلاقی البشرہ۔ ان میں مفتی بہ قول اول ہے۔

تخلیل لحيہ میں مذاہب آئمہ فقہ:

مسئلہ تخلیل لحيہ کے بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام اسحاق کے نزدیک تخلیل لحيہ واجب ہے۔ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یخلل آپ صلی اللہ علیہ وسلم داڑھی میں خلال کیا کرتے تھے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک سنت ہے۔ جمہور کے نزدیک تخلیل لحيہ مستحب ہے۔ ان کے دلائل: (۱) اکثر روایات وضو میں خلال لحيہ کا ذکر نہیں ہے لیکن بعض میں موجود ہے جس سے اس کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔ (۲) تخلیل لحيہ کا ثبوت اخبار احاد سے ملتا ہے جس کے ساتھ نص قرآنی پر زیادتی درست نہیں۔ (۳) حضرت عمار

بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بھی وجوب ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس سے صرف جواز ثابت ہوتا ہے۔ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر فتویٰ ہے۔

وجوب لحيہ:

اہل سنت و جماعت کے نزدیک مرد کے لیے مکمل داڑھی رکھنا واجب ہے۔ وجوب لحيہ کے دلائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔

۱- حدیث مبارکہ میں داڑھی رکھنے کا حکم صیغہ امر کے ساتھ دیا گیا ہے اور امر وجوب کے لیے آتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احفوا الشوارب و اعفوا اللحي۔ موچھیں کم کرو اور داڑھی بڑھاؤ۔ (اصح للمسلم، حدیث نمبر ۵۰۸)

۲- ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر باحفاء الشوارب و اعفاء اللحي (جامع ترمذی) بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موچھیں پست کرنے اور داڑھی بڑھانے کا حکم دیا۔

۳- ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: جزوا الشوارب و ارحوا اللحي خالفوا المجوس (مسند امام احمد بن حنبل) تم موچھیں پست کرو اور تم داڑھی بڑھا کر آتش پرست لوگوں کی مخالفت کرو۔

۴- ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں: لکن ربي امرني ان احفي شاربي و اعفي لحيتي (الطبقات الكبرى) لیکن میرے پروردگار نے مجھے اس بات کا حکم دیا کہ میں اپنی موچھیں کم کروں اور اپنی داڑھی بڑھاؤں۔

ان روایات سے ثابت ہوا کہ داڑھی سنت رسول، واجب اور ضروری ہے۔ داڑھی کٹوانا، کتر وانا یا چار انگشت سے کم رکھنا گناہ کبیرہ ہے۔ ایسا کرنے والا شخص فاسق معین ہے جو امامت و خطابت اور وعظ و تقریر کے لیے ہرگز موزوں نہیں ہے۔ ایسا شخص امامت کرائے تو اس کی اقتداء میں پڑھی ہوئی نماز واجب الاعداد ہے۔

داڑھی مومن کی شان، چہرے کی رونق، سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور عملی طور پر واجب ہے۔ اس نعمت سے محروم لوگ اس کی آرزو کرتے رہے۔ اس سلسلے میں دو واقعات ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

۱- حضرت احنف بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اکابر ثقات تابعین و علماء و حکماء کالمین سے تھے۔ زمانہ رسالت میں پیدا ہوئے ۶۷ھ یا ۷۲ھ میں وفات پائی) عاقل و حلیم تھے۔ (پاؤں میں کج، ایک آنکھ جاتی رہی تھی، داڑھی خلتنا نہ نکلی تھی) ان کے اصحاب نہ اس کج پر افسوس کرتے نہ یک چشمی پر بلکہ داڑھی نہ ہونے کی کراہت کا ذکر کرتے اور کہتے: ہماری تمنا ہے کاش! اگر بیس ہزار کو ملتی تو احنف کے لیے داڑھی خریدتے۔ (احیاء العلوم للغزالی)

۲- حضرت شریح قاضی رحمہ اللہ تعالیٰ جو اجلہ آئمہ و اکابر تابعین سے ہیں۔ زمانہ رسالت میں ولادت پائی بلکہ کہا گیا صحابی ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر امیر المؤمنین مولانا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں قاضی تھے۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتویٰ میں ان سے رائے لیتے۔ ۸۰ھ سے قبل یا بعد انتقال ہوا۔ داڑھی خلتنا نہ تھی۔ وہ فرماتے کہ میری آرزو ہے کہ کاش! دس ہزار دے کر داڑھی مل جاتی تو داڑھی میں شیطانی خواہشوں کے خنایا اور نفسانی آفتوں کے

دقائق اور نو پیداعتوں سے بارہ باتیں لوگوں نے ایجاد کی ہیں۔ از اجمہ داڑھی کم کرنی اور یہ مثلہ یعنی صورت بگاڑنی ہے۔ ایک جماعت علماء سے مروی ہے کہ یہ قیامت کی نشانیوں سے ہے۔ (احیاء العلوم للقرطبی)

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَسْحِ الرَّأْسِ أَنَّهُ يَبْدَأُ بِمُقَدِّمِ الرَّأْسِ إِلَى مُؤَخَّرِهِ

باب 24: سر پر مسح کا بیان سر کے آگے والے حصے سے شروع ہو کر پیچھے کی طرف لے جایا جائے گا

30 سند حدیث: حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى الْقَزَّازُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ

عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ

مَثْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَاقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدِّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعَاوِيَةَ وَالْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ وَعَائِشَةَ حَكَمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَحْسَنُ مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَقُ

﴿ ﴿ ﴾ ﴾ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کے ذریعے اپنے سر مبارک کا مسح کیا آپ دونوں ہاتھوں کو آگے سے پیچھے کی طرف لے گئے آپ نے پہلے آگے والے حصے کا مسح کیا پھر اسے گدی کی طرف لے گئے پھر ان دونوں کو واپس واپس لے آئے جس جگہ سے آپ نے مسح کا آغاز کیا تھا اس کے بعد آپ نے اپنے دونوں پاؤں دھو لیے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث اس باب میں ”صح“ اور ”احسن“ ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ يَبْدَأُ بِمُؤَخَّرِ الرَّأْسِ

باب 25: سر کے پچھلے حصے سے (مسح کا) آغاز کرنا

31 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ

30- اخرجہ ابو داؤد (75/1): کتاب الطہارۃ: باب: صفة وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم: حدیث (110): وابن ماجہ (148/1): کتاب الطہارۃ وبتشری: باب: ماجاء فی تخیل اللہیۃ حدیث (430): والدارمی (178/1, 179): کتاب الصلاۃ والطرہارۃ: باب: فی

تخیل اللہیۃ وخرجہ احمد (57/1): وابن خزیمہ (78/1): حدیث (151): من طریق ثقیف بن سلمۃ عن عثمان بن عفان بہ۔

31- اخرجہ ابو داؤد (79/1): کتاب الطہارۃ: باب: صفة وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم: حدیث (126): وابن ماجہ (138/1): کتاب الطہارۃ وبتشری: باب: الرجل یتستین علی وضوئہ فیصب علیہ حدیث (390): وفی (150/1): کتاب الطہارۃ وبتشری:

الرَّبِيعِ بِنْتِ مُعَوِذِ ابْنِ عَفْرَاءَ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّتَيْنِ بَدَأَ بِمَوْخِرِ رَأْسِهِ ثُمَّ بِمُقَدَّمِهِ وَبِأُذُنَيْهِ

كِلْتَيْهِمَا ظُهُورَهُمَا وَبُطُونَهُمَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَحَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ أَصَحُّ مِنْ هَذَا وَأَجْوَدُ إِسْنَادًا

مذاهب فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْكُوفَةِ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ مِنْهُمْ وَكَيْعُ بْنُ الْجِرَّاحِ

﴿﴿﴾ سیدہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے دو مرتبہ اپنے سر کا مسح کیا، آپ نے سر

کے پچھلے حصے سے آغاز کیا، پھر آگے کی طرف لے آئے، پھر آپ نے اپنے دونوں کانوں کا ان کے باہر والے حصے اور اندر والے حصے کا مسح کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے، جبکہ عبد اللہ بن زید کی حدیث اس سے زیادہ مستند ہے اور اس کی سند

زیادہ بہتر ہے۔

بعض اہل کوفہ اس حدیث پر عمل کرتے ہیں، جن میں سے ایک وکیع بن جراح ہیں۔

شرح

مسح سر کا طریقہ:

فقہاء کرام نے دوران وضوح سر کا طریقہ یوں لکھا ہے کہ نمازی اپنی خنصر (چھوٹی انگلی)، بنسر (چھوٹی کے ساتھ والی انگلی) اور وسطی تینوں انگلیوں کو ملا کر پیشانی کے بالوں پر رکھے جبکہ سبابہ اور انگوٹھے کو ان سے الگ رکھے، تینوں انگلیوں کو آگے سے کھینچتا ہوا پیچھے گدی تک لے جائے۔ پھر ہتھیلی کو گدی سے سر کے دائیں اور بائیں حصے سے مس کر کے کھینچتا ہوا پیشانی کے بالوں تک لائے جہاں سے مسح شروع کیا تھا۔ اپنی سبابہ انگلی سے کان کے اندر کا مسح کرے اور انگوٹھے کے ساتھ کان کے بیرونی حصے کا مسح کرے۔ حدیث باب سے بھی یہی طریقہ ثابت ہوتا ہے۔

ایک سوال اور اس کا جواب:

اس مقام پر سوال یہ ہے کہ حدیث باب میں مسح وضو آگے سے پیچھے کی طرف کرنے کا ذکر ہے جبکہ آئندہ روایت میں پیچھے سے آگے کی طرف کرنا ثابت ہوتا ہے، لہذا دونوں روایات میں تعارض ہے؟ اس کے کئی جوابات ہیں: (۱) حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث باب کی سند کے بارے میں فرمایا: یہ اصح ہے۔ (۲) زیر بحث حدیث اکثری عمل کے باعث سنت پر محمول ہوگی جبکہ آئندہ باب کی حدیث بیان جواز پر محمول ہوگی۔ سوال: زیر مطالعہ حدیث کے اجمال و تفصیل میں بھی تعارض ہے۔ وہ اس طرح کہ دوران مسح پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو آگے لانے کا ذکر ہے پھر تفصیل میں آگے سے پیچھے لانے کا بیان ہے؟ جواب: (۱) اجمال میں لفظ ”اقبال“ سے مراد آگے سے شروع کرنا اور ”ادبار“ سے پیچھے سے شروع کرنا ہے۔ (۲) اجمال میں حرف واؤ ہے جو دو کام کرنے کو ظاہر کرتی ہے اور تفصیل میں لفظ ”ثم“ ہے جو ترتیب کو ظاہر کرتا ہے۔ تفصیل پر عمل ہوگا اور اجمال کو تفصیل پر محمول کیا جائے

گا۔

فرائض وضو:

وضو کے طریقہ کی بحث کے دوران فرائض وضو کا بیان کرنا ضروری ہے۔ فرائض وضو چار ہیں: (۱) چہرے کا دھونا (۲) دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک دھونا (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) دونوں پاؤں کا ٹخنوں سمیت دھونا۔ اعضاء وضو کا ایک بار دھونا فرض اور تین بار دھونا سنت ہے۔ مسح صرف ایک بار کیا جائے گا۔ (مفتی امجد علی اعظمی بہار شریعت حصہ دوم ص ۲۸۸ مکتبہ مدینہ)

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ مَسْحَ الرَّأْسِ مَرَّةً

باب 26: سر کا مسح ایک مرتبہ کیا جائے گا

32 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنِ

الرَّبِيعِ بْنِ مَعُودِ بْنِ عَفْرَاءَ

مُتَّكِنٍ حَدِيثًا: أَنَّهَا رَأَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ قَالَتْ مَسَحَ رَأْسَهُ وَمَسَحَ مَا أَقْبَلَ مِنْهُ وَمَا أَدْبَرَ وَصَدَّغِيهِ وَأَذْنِيهِ مَرَّةً وَاحِدَةً

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَجَدَ طَلْحَةَ بْنَ مُصْرِفٍ بْنَ عَمْرِو

حَكْمٍ حَدِيثًا: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَدِيثُ الرَّبِيعِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حدیث دیگر: وَقَدْ رَوَى مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً

مَذَاهِبُ فُقَهَاءِ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ

وَبِهِ يَقُولُ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ رَأَوْا مَسْحَ

الرَّأْسِ مَرَّةً وَاحِدَةً حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الْمَكِّيُّ

قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ يَقُولُ سَأَلْتُ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ مَسْحِ الرَّأْسِ أَيُّجَزِي مَرَّةً فَقَالَ إِي

وَاللَّهِ

﴿﴾ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا وہ بیان کرتی ہیں

نبی اکرم ﷺ نے اپنے سر مبارک کا مسح کیا، آپ نے آگے والے حصے کا مسح کیا، پھر پیچھے والے حصے کا مسح کیا، آپ نے دونوں کنپٹیوں اور دونوں کانوں کا ایک مرتبہ مسح کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ بن مصرف بن عمرو کے دادا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ربیع رضی اللہ عنہ کی حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

32- اخرجه ابو داؤد (80/1): كتاب الطهارة: باب: صفة وضوء النبي صلى الله عليه وسلم: حديث (129) واخرجه احمد (359/6)

بن طرس محمد بن عقیل عن الربیع بنت معوذ ابن عفراء به۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے: آپ ﷺ نے ایک مرتبہ سر کا مسح کیا۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والے اکثر اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

امام جعفر بن محمد (امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ)، سفیان ثوری رضی اللہ عنہ، ابن مبارک رضی اللہ عنہ، شافعی رضی اللہ عنہ، احمد رضی اللہ عنہ اور اسحاق رضی اللہ عنہ نے

اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے ان حضرات کے نزدیک سر پر ایک مرتبہ مسح کیا جائے گا۔

محمد بن منصور بیان کرتے ہیں: میں نے سفیان بن عیینہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں: میں نے امام جعفر بن

محمد (امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ) سے سر پر مسح کرنے کے بارے میں دریافت کیا، کیا ایک مرتبہ مسح کرنا درست ہے؟ انہوں نے فرمایا:

ہاں ہے۔ اللہ کی قسم!

شرح

تعداد مسح میں مذاہب آئمہ:

دوران وضو اعضاء وضو کو تین تین بار دھونا سنت ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا مسح بھی تین بار کیا جائے گا یا ایک بار؟ اس میں

آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دیگر اعضاء کی طرح مسح سر بھی تین بار کیا جائے گا۔ ان کے دلائل یہ ہیں:

(۱) حضرت حمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضو کیا اور اپنے سر کا تین بار مسح کیا پھر فرمایا: ہکذا

رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ ہکذا۔ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے

دیکھا۔ (سنن ابی داؤد) (۲) حضرت شفیق بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کیا اور اپنے

سر کا تین بار مسح کرنے کے بعد کہا: رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعل ہذا۔ (سنن ابی داؤد جلد اول ص ۱۵) (۳) جس

طرح دیگر اعضاء وضو میں تثلیث مسنون ہے اسی طرح مسح میں بھی جائز ہونی چاہیے۔

۲- جمہور فقہاء کرام کے نزدیک دوران وضو اعضاء وضو تین بار دھوئے جائیں گے لیکن مسح سر ایک بار ہے۔ انہوں نے دیگر

کثیر روایات کے علاوہ حدیث باب سے بھی اپنے موقف پر استدلال کیا گیا۔

جمہور آئمہ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل کے جوابات یوں دیے جاتے ہیں: دلیل اول کا

جواب (۱) اس روایت کی سند میں ایک راوی عبدالرحمن بن وردان ہے جو قوی نہیں ہے۔ (۲) یہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ

حضرت امام ابوداؤد نے خود تصریح کی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کسی روایت میں تثلیث نہیں ہے۔ دلیل دوم کا جواب:

(۱) اس روایت میں ایک راوی شفیق بن جمرہ ہے جو مختلف فیہ ہے۔ (۲) حضرت امام ابوداؤد خود فرماتے ہیں اصل روایت میں

”توضأ ثلاثاً“ کے الفاظ ہیں جو اعضاء غسل کے لیے ہیں۔ کسی راوی نے غلطی سے ”مسح ثلاثاً“ بنا دیا۔ دلیل سوم کا جواب: یہ ایک

محض قیاس ہے، جس کی بنا پر نص قرآنی میں ترمیم نہیں کی جاسکتی ہے کیونکہ قرآن کریم میں: ولمسحوا برؤسکم الخ کے

الفاظ موجود ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ يَأْخُذُ لِرَأْسِهِ مَاءً جَدِيدًا

باب 27: سر پر مسح کے لیے نئے سرے سے پانی لینا

33 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ حَبَّانِ بْنِ

وَاسِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَأَنَّهُ مَسَحَ رَأْسَهُ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدَيْهِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حدیث دیگر: وَرَوَى ابْنُ لَهَيْعَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ حَبَّانِ بْنِ وَاسِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَأَنَّهُ مَسَحَ رَأْسَهُ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدَيْهِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَرِوَايَةُ عَمْرُو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَبَّانِ أَصَحُّ

حدیث دیگر: لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ وَغَيْرِهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ لِرَأْسِهِ مَاءً جَدِيدًا

مَذَاهِبُ فُقَهَاءِ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ رَأْوًا أَنْ يَأْخُذَ لِرَأْسِهِ مَاءً جَدِيدًا

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، آپ نے اپنے

سر مبارک کا مسح اس پانی سے کیا جو بازو دھونے سے بچنے والے پانی کے علاوہ تھا۔ (یعنی آپ نے مسح کے لیے نئے سرے سے پانی

لیا تھا)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابن لہیعہ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ حبان بن واسع کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن

زید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور آپ نے اپنے سر مبارک کا مسح کیا اس پانی کے علاوہ پانی سے جو بازو

دھونے سے بچا ہوا تھا۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں: عمرو بن حارث نے حبان کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے وہ زیادہ مستند ہے کیونکہ یہی

روایت بعض دیگر اسناد سے بھی منقول ہے جو عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے

33- اخرجه مسلم (124/2 - نووی): كتاب الطهارة: باب: في وضوء النبي صلى الله عليه وسلم: حديث (236/19): و ابو داود

(78/1): كتاب الطهارة: باب: صفة وضوء النبي صلى الله عليه وسلم: حديث (120): والدارمي (180/1): كتاب الصلاة

والطهارة: باب: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يأخذ لرايه ماء جديداً و اخرجه احمد (39/4, 40, 41) وابن خزيمة (80,

(79/1): حديث (154) من طريق حبان بن واسع عن ابيه عن عبد الله بن زيد به-

مسح کے لیے نئے سرے سے پانی لیا تھا۔

اکثر اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے ان کے نزدیک سر پر مسح کرنے کے لیے نئے سرے سے پانی لیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَسْحِ الْأُذُنَيْنِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا

باب 28: دونوں کانوں کے باہر والے اور اندر والے حصے پر مسح کرنا

34 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ اِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ

عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

مَثْنٍ حَدِيثًا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ الرَّبِيعِ قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ

صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ يَرُونُ مَسْحَ الْأُذُنَيْنِ ظُهُورِهِمَا وَبُطُونِهِمَا

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنے سر مبارک اور دونوں کانوں پر ان کے باہر والے

حصے پر اور اندر والے حصے پر مسح کیا تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت ربیع رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اکثر اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا ان کے نزدیک دونوں کانوں پر مسح کیا جائے گا ان کے باہر والے حصے

پر بھی اور اندر والے حصے پر بھی (مسح کیا جائے گا)

شرح

مسح سر کے لیے ماء جدید لینے میں مذاہب آئمہ:

دوران وضو مسح سر کے لیے ماء جدید لیا جائے گا یا ہاتھوں سے بچا ہوا پانی ہی کافی ہوگا؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی آراء مختلف

ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہاتھوں کے دھونے سے بچا ہوا پانی ہی مسح سر کے لیے کافی ہے۔ آپ کے

دلائل یہ ہیں۔ (۱) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم توضع رأسه و مسح رأسه

بما غر فضل یدیه (جامع ترمذی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو اپنے ہاتھوں سے بچے ہوئے پانی سے اپنے سر اقدس کا مسح

کیا۔ (۲) حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسح برأسه من فضل ماء

34- اضرجه ابو داؤد (82, 81/1): کتاب الطہارۃ: باب: الوضوء مرتین حدیث (137): وابن ماجہ (151/1): کتاب الطہارۃ

وسننہما: باب: ماجہ: فی مسح الاذنین حدیث (439): والنسائی (74/1): کتاب الطہارۃ: باب: مسح الاذنین مع الراس وما يستدل به

علیٰ اسما من الراس حدیث (102): واضرجه ابن خزیمہ (77/1) حدیث (148): من طریق عطاء بن یسار عن ابن عباس بہ۔

کسان فی یدہ (سنن ابی داؤد) بیشک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کے پانی سے اپنے سر اقدس کا مسح کیا۔
(۳) حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں: مسح رأسہ بیلل یدیه (الدارقطنی) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کی تری سے اپنے سر اقدس کا مسح کیا۔

آئمہ ثلاثہ کے نزدیک دوران وضو اپنے ہاتھوں سے بچے ہوئے پانی سے سر کا مسح کرنا جائز نہیں ہے بلکہ ماء جدید لینا ضروری ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے جس میں مسح سر کے لیے ماء جدید لینے کی صراحت ہے۔
حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جمہور (آئمہ ثلاثہ) کی اس دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: مسح سر کے لیے ماء جدید لینا افضل واولیٰ ہے لیکن دریافت طلب یہ امر ہے کہ اگر ماء جدید نہ لیا جائے تو کیا مسح درست ہوگا یا نہیں؟ اس سلسلے میں ہماری دلیل ناطق ہے جبکہ آپ کی ساکت ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْأُذُنَيْنِ مِنَ الرَّأْسِ

باب 29: دونوں کان سر کا حصہ ہیں

35 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سِنَانِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي أَمَامَةَ قَالَ
متن حدیث: تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَقَالَ

الْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: قَالَ قُتَيْبَةُ قَالَ حَمَادٌ لَا أَدْرِي هَذَا مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مِنْ قَوْلِ أَبِي أَمَامَةَ
فِي الْبَابِ قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَلِكَ الْقَائِمِ

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ
بَعْدَهُمْ أَنَّ الْأُذُنَيْنِ مِنَ الرَّأْسِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَقَالَ بَعْضُ
أَهْلِ الْعِلْمِ مَا أَقْبَلَ مِنَ الْأُذُنَيْنِ فَمِنْ الْوَجْهِ وَمَا أَدْبَرَ فَمِنَ الرَّأْسِ قَالَ إِسْحَاقُ وَأَخْتَارُ أَنْ يَمْسَحَ مَقْدَمَهُمَا مَعَ
الْوَجْهِ وَمُوْخَّرَهُمَا مَعَ رَأْسِهِ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ هُمَا سُنَّةٌ عَلَى حَيَالِهِمَا يَمْسَحُهُمَا بِمَاءٍ جَدِيدٍ

﴿﴾ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، آپ نے اپنے چہرہ مبارک کو تین مرتبہ دھویا،
دونوں بازو تین مرتبہ دھوئے اپنے سر کا مسح کیا اور ارشاد فرمایا: دونوں کان سر کا حصہ ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قتیبہ فرماتے ہیں: حماد نے یہ بات بیان کی ہے: مجھے نہیں معلوم یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

35- اخرجه ابو داؤد (81/1)؛ كتاب الطهارة؛ باب: صفة وضوء النبي صلى الله عليه وسلم؛ حديث (134)؛ وابن ماجه (152/1)؛

كتاب الطهارة وسننها؛ باب: الاذنان من الرأس؛ حديث (444)؛ واخرجه احمد (268, 264, 258/5)؛ من طريق شهر بن حوشب

عن ابي امامة به-

ہے؟ یا حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے؟

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اس کی سند زیادہ مستند نہیں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے اور بعد والے اہل علم میں سے اکثر کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا، یعنی دونوں کان ہر

کا حصہ ہیں۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: کانوں کا آگے والا حصہ چہرے کا حصہ شمار ہوگا اور پیچھے والا حصہ سر کا حصہ شمار ہوگا۔

اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں اس بات کو اختیار کرتا ہوں، کان کے آگے والے حصے کو چہرے کے ساتھ مسح دھویا جائے اور

پیچھے والے حصے کو سر کے ساتھ مسح کر لیا جائے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ دونوں سنت ہیں اور ان دونوں پر نئے پانی سے مسح کیا جائے گا۔

شرح

کان اعضاء مغسول ہیں یا مسح؟ نیز ان کا مسح ایک بار ہے یا تین بار؟

کیا کان اعضاء مغسول ہیں یا مسح؟ نیز ان کا مسح ایک بار ہے یا تین بار ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس بارے میں آئمہ فقہ کے مختلف مذاہب ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کان مسح اعضاء ہیں، ان کا مسح سر کے مسح کے ساتھ کیا جائے لیکن ان کے مسح کے لیے نیا پانی لیا جائے گا۔ باقی اعضاء کے غسل کی طرح کانوں کا مسح بھی تین بار کیا جائے گا۔

۲- حضرت امام عامر شعمی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ کان کا باطنی حصہ یعنی جو چہرے کی طرف ہے وہ عضو مغسول ہے اور کان کا ظاہری حصہ جو سر کی جانب ہے وہ مسح ہے۔ اس سلسلے میں ان کی عقلی دلیل یہ ہے کہ جب دو آدمی ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہوں تو کان کے باطنی حصہ سے بھی مواجہہ کی صورت ہوتی ہے۔ لہذا یہ حصہ چہرہ میں داخل ہوگا اور عضو مغسول ہونے کے سبب اس کا دھونا لازم ہے۔ اس کا ظاہر چونکہ مواجہہ نہیں ہوتا اس لیے اس کا مسح کیا جائے گا۔

۳- حضرت امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ کان عضو مسح ہے لہذا اس کا مسح کیا جائے گا۔ البتہ اس کے باطنی حصہ کا مسح چہرہ دھوتے وقت کیا جائے گا جبکہ اس کے ظاہر کا مسح سر کے مسح کرتے وقت کیا جائے گا۔

۴- باقی آئمہ فقہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ کان مسح عضو ہے لہذا اس کے دونوں حصوں کا مسح ہوگا البتہ نیا پانی لیے بغیر سر کے مسح کے ساتھ ان کا بھی مسح کیا جائے گا اور مسح میں تثلیث بھی نہیں ہوگی۔ ہاں کانوں کے مسح میں تاخیر ہو جائے اور انگلیوں سے پانی خشک ہو جائے تو مسح کے لیے نیا پانی لینا ضروری ہے۔ انہوں نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بطور دلیل پیش کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، اپنے چہرہ انور کو تین بار دھویا، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو تین بار

دھویا اور اپنے سر اقدس کا مسح کرنے کے بعد فرمایا: ”دونوں کان سر کا حصہ ہیں“ لہذا سر کے مسح کے ساتھ ان کا مسح کیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْلِيلِ الْأَصَابِعِ

باب 30: انگلیوں کا خلال کرنا

36 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ قَالَا حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلِ الْأَصَابِعَ

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالْمُسْتَوْرِدِ وَهُوَ ابْنُ شَدَّادِ الْفَهْرِيِّ وَأَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ
حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ يُخَلِّلُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ فِي الْوُضُوءِ
وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَاسْحَقُ قَالَ اسْحَقُ يُخَلِّلُ أَصَابِعَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فِي الْوُضُوءِ

توضیح راوی: وَأَبُو هَاشِمٍ اسْمُهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ كَثِيرٍ الْمَكِّيُّ

◀◀ عاصم بن لقیط بن صبرہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم وضو کرو تو اپنی انگلیوں کا خلال کر لیا کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت مستورد (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ ابن شداد الفہری رضی اللہ عنہ ہیں، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا: وضو کے دوران پاؤں کی انگلیوں کا خلال کیا جائے گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آدمی اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا وضو کے دوران خلال کرے گا۔

ابو ہاشم (نامی راوی) کا نام اسماعیل بن کثیر کی ہے۔

37 سند حدیث: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ وَهُوَ الْجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا

36- اخرجہ النسائی (79/1): کتاب الطہارۃ: باب: الامر بتخليل الاصابع حديث (114) وابن ماجه (153/1): کتاب الطہارۃ

وسننہ: باب: تخليل الاصابع حديث (448) ابو داود (82/1, 83): کتاب الطہارۃ: باب: فی الاستنثار حديث (142): وخرجہ

احمد (33/4) من طريق ابی ہاشم عن عاصم بن لقیط بن صبرہ عن ابیہ بہ۔

37- اخرجہ ابن ماجه (153/1): کتاب الطہارۃ وسننہ: باب: تخليل الاصابع حديث (447) وخرجہ احمد (287/1) من طريق

صالح مولى التوامة عن ابن عباس بہ۔

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ صَالِحِ مَوْلَى التَّوَّامَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلَّلْ بَيْنَ أَصَابِعِ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ
حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم وضو کرو تو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کر لیا کرو۔

امام ترمذی بیحد فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

38 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُلَيْبِيِّ عَنِ

الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادِ الْفِهْرِيِّ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ ذَلِكَ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ بِخُنْصَرِهِ
حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيْعَةَ

﴿﴾ حضرت مستورد بن شداد فہری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا جب آپ نے وضو کیا تو آپ نے اپنی چھوٹی انگلی کے ذریعے پاؤں کی انگلیوں کو ملا۔

امام ترمذی بیحد فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے ہم اسے صرف ابن لہیعہ کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

دوران وضو انگلیوں کا خلال کرنے کا مسئلہ:

دوران وضو اپنے ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا مسنون ہے۔ اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہ مسئلہ مترشح ہوتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دوران وضو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال فرماتے تھے۔ آپ اپنے دست اقدس کی خنصر (چھوٹی انگلی) سے اپنے پاؤں کی انگلیوں کا خلال فرماتے۔

جن علاقوں میں پانی کی فراوانی ہو وہاں کے لوگ دوران وضو پانی خوب استعمال کرتے ہیں؛ جس وجہ سے ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کا درمیان سے خشک رہنے کا امکان نہیں رہتا البتہ جن علاقوں میں پانی کمیاب ہوتا ہے تو وہاں کے لوگ دوران وضو پانی کے استعمال میں احتیاط سے کام لیتے ہیں؛ جس کے باعث انگلیوں کا بیچ سے خشک رہ جانے کا قوی امکان ہوتا ہے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر اپنی امت کو بوقت وضو انگلیوں کا مسح کرنے کا درس دیا اور اس بارے میں تاکید فرمائی۔ علاوہ ازیں موسم سرما میں جسم کی کھال سکتا جاتی ہے۔ دوران وضو کہنیوں، ایزلیوں اور انگلیوں کے درمیان میں خشک رہ جانے کا امکان ہوتا ہے۔ اس

38- اخرجه ابو داود (85/1)؛ كتاب الطهارة؛ باب: غسل الرجلين؛ حديث (148)؛ وابن ماجه (152/1)؛ كتاب الطهارة؛ ومنتزعا؛

باب: تغليل الاصابع؛ حديث (446)؛ واخرجه احمد (229/4)؛ من طريق ابى عبد الرحمن العبلبي عن المستورد بن شاديه۔

لیے خلال کی تاکید فرمائی گئی ہے تاکہ وضو میں خلل کے باعث نماز میں خلل کی نوبت نہ آئے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں میں خلال سنت ہے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک خلال اصابع مستحب ہے چونکہ سنت اور مستحب دونوں قریب المعنی والمفہوم ہیں۔ یہ زیادہ اختلافی مسئلہ نہیں بنتا، اس لیے اسے نظر انداز کیا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ

باب 31: ”(بعض) ایرڑھیوں کے لیے جہنم کی بربادی ہے“

39 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ قَالَ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَائِشَةَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الْحَارِثِ هُوَ ابْنُ جَزْءِ الزُّبَيْدِيِّ وَمُعَيْبِ بْنِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ وَشُرْحَبِيلَ ابْنِ حَسَنَةَ وَعَمْرٍو بْنَ الْعَاصِ وَيَزِيدَ ابْنَ أَبِي سُفْيَانَ حَكَمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حدیث دیگر: وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ وَبُطُونِ الْأَقْدَامِ مِنَ النَّارِ قَالَ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءِ: وَفَقَهُ هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِمَا خُفَّانِ أَوْ

جُورَبَانِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: (بعض) ایرڑھیوں کے لیے جہنم کی بربادی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ، یہ حارث معقیب ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے بھی روایات منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی روایت ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: (وضو کے دوران سوکھی رہ جانے والی) ایرڑھیوں اور پاؤں کے تلوؤں کے لیے جہنم کی بربادی ہے۔

39- اضرحة مسلم (131/2- نووی): کتاب الطہارۃ: باب: وجوب غسل الرجلین یکما لربما حدیث (252/30) وابن ماجہ

(154/1): کتاب الطہارۃ وسترہا: باب: غسل المراقیب حدیث (453) وضرحة احمد (2, 282, 389) وابن خزیمہ (84/1):

حدیث (162): من طریق ابن صالح عن ابیہ عن ابی ہریرۃ بہ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں فقہ کی بات یہ ہے: اگر پاؤں پر موزے یا جرابیں نہ ہوں تو پاؤں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے (بلکہ انہیں دھونا فرض ہے)

شرح

مسئلہ کی توضیح:

وضو کے فرائض سے ایک پاؤں کو ٹخنوں تک دھونا ہے۔ دوسرے فرائض وضو کی طرح اگر اس میں بھی تفصیر و کوتاہی ہوئی تو وضو نہیں ہوگا۔ اگر وضو نہ ہو تو نماز نہ ہونے تک نوبت پہنچ سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاؤں دھونے میں کوئی شخص بے احتیاطی سے کام لیتا ہے تو اس کے لیے حدیث باب میں یہ وعید بیان کی گئی ہے کہ ایڑیوں اور پاؤں کے تلوؤں کو آتش کی سزا دی جائے گی۔

پاؤں کے عضو مسموح ہونے یا مغسول میں مذاہب:

وضو کرتے وقت ہاتھوں اور چہرے کی طرح پاؤں کو بھی دھویا جائے گا یا سر کی طرح اس کا مسح کیا جائے گا؟ اس میں امامیہ اور اہل سنت کے درمیان اختلاف ہے۔

(۱) اہل سنت و جماعت کا موقف یہ ہے کہ ہاتھوں اور چہرے کی طرح پاؤں بھی مغسول عضو ہے۔ دوران وضو دونوں پاؤں نہایت احتیاط کے ساتھ ٹخنوں تک دھوئے جائیں گے۔ ان کے دلائل یہ ہیں:

(۱) ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر تھے۔ جب ایک مقام پر پانی کے پاس پہنچے تو نماز عصر کا وقت تنگ ہو رہا تھا۔ انہوں نے عجلت سے وضو کیا جس کے نتیجے میں بعض لوگوں کی ایڑیاں خشک رہ گئیں۔ اس موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ویل للعقاب من النار (مشکوٰۃ جلد اول ص ۴۶) وضو کے وقت خشک رہنے والی ایڑیوں کے لیے دوزخ (کے عذاب) کی وعید ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ پاؤں پر مسح نہیں ہے بلکہ دھوئے جائیں گے۔

(۲) وضو کامل کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص دوران وضو اچھے طریقہ سے اپنے پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کے گناہ خارج ہو جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ پاؤں کا وظیفہ غسل ہے، مسح نہیں ہے۔

(۳) ارشاد ربانی ہے: وارجلکم الی الکعبین الخ نصب والی قرأت کی صورت میں، اس کا عطف ایذیکم الخ پر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہاتھوں کی طرح تم اپنے پاؤں بھی دھوؤ۔

(۴) امامیہ کا موقف یہ ہے کہ وضو کے وقت پاؤں کا وظیفہ مسح ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ چہرہ اور ہاتھ مغسول اعضا ہیں جبکہ سر اور پاؤں مسموح اعضا ہیں۔ انہوں نے اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: وارجلکم الخ جر کی صورت میں، ان کے نزدیک اس کا عطف ایذیکم پر نہیں ہے بلکہ رؤسکم پر ہے۔ یعنی جس طرح سر کا مسح کیا جاتا ہے، اسی طرح پاؤں کا بھی مسح کیا جائے گا۔

اہل سنت کی طرف سے اس دلیل کے کئی جوابات دیے گئے ہیں: (۱) دو قراءتیں دو آیات کے حکم میں ہوتی ہیں۔ اس لیے وہ دو حالتوں پر محمول کی جاتی ہیں مثلاً: ولا تقربوہن حتی یطہرن اور یطہرن تخفیف اور تشدید دو قراءتیں دو حالتوں پر محمول کی جاتی ہیں۔ تخفیف والی قراءت کی صورت میں مطلب یہ ہے کہ دس دن مکمل ہونے پر حیض ختم ہو جائے تو معمولی طہارت یعنی خون

حیض کا ختم ہونا جواز جماع کے لیے کافی ہوگا۔ تشدید والی قرأت کی صورت میں مراد یہ ہوگا کہ دس دن سے کم مدت میں خون حیض ختم ہوا ہو تو مکمل پاکی یعنی غسل کے بعد جواز جماع ثابت ہوگا۔ (۲) جب دو قریب المعنی عاملوں کے دو معمول بن رہے ہوں تو دونوں میں سے ایک عامل کو حذف کر کے اس کے معمول کا دوسرے عامل کے معمول پر عطف عطف ڈالنا صحیح ہوتا ہے۔ مثلاً علفتها بتنا واشربتها ماء بارداً (اس عورت نے) سواریوں کو بھوسہ کھلایا اور انہیں ٹھنڈا پانی پلایا جو درحقیقت یوں تھا: علفتها بتنا واشربتها ماء بارداً۔ اسی طرح: وامسحوا برؤوسکم واغسلوا ارجکم ہے۔ یہاں بھی ”واغسلوا“ عامل کو حذف کیا گیا اور ”ارجکم“ کا ”رؤوسکم“ پر عطف ڈالا گیا ہے۔ (۳) اس مقام پر جرجواری کے جر کی مناسبت سے آئی ہے کیونکہ عربی زبان میں ایسے ہوتا ہے مثلاً مشہور ارشاد نبوی ہے: من ملک ذارحم محرم عتق علیہ۔ دراصل ”محرم“ تھا بعد ازاں ”رحم“ مجرور ہونے کے باعث ”محرم“ کو بھی مجرور بنا دیا گیا۔ بالکل اسی طرح اس آیت میں ”رؤوسکم“ کے سبب ”ارجکم“ کو بھی مجرور کیا گیا۔ البتہ معنی نصب کی صورت والے ہوں گے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مَرَّةً مَرَّةً

باب 32:- (اعضاء وضو) ایک ایک مرتبہ دھونا

40 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَهَنَادٌ وَقُتَيْبَةُ قَالُوا حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ ح قَالَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَبُرَيْدَةَ وَأَبِي رَافِعٍ وَابْنِ الْفَارَكِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَصَحُّ

اسناد دیگر: وَرَوَى رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ وَغَيْرُهُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ شَرْحَبِيلَ عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً قَالَ وَلَيْسَ هَذَا بِشَيْءٍ وَالْبَصَّاحُ مَا رَوَى ابْنُ عَبَّاسٍ وَهَشَامُ بْنُ سَعْدٍ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک، ایک مرتبہ وضو کیا۔

اس باب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن فاکہہ رضی اللہ عنہ سے

40- اخرجہ البخاری (311/1): کتاب الوضوء: باب: الوضوء مرة مرة حدیث (157): وابو داؤد (82/1): کتاب الطہارۃ: باب: الوضوء مرة مرة حدیث (138) والنسائی (62/1): کتاب الطہارۃ: باب: الوضوء مرة مرة حدیث (80): وابن ماجہ (143/1): کتاب الطہارۃ ومنسباً: باب: ما جاء فی الوضوء مرة مرة حدیث (411): والدارمی (177/1): کتاب الصلاة والطہارۃ: باب: الوضوء مرة مرة واخرجہ احمد (336, 332, 233/1): وعبد بن حمید (233, 232): حدیث (702): من طریق عطاء بن یسار عن ابن عباس به۔

احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث اس باب میں ”احسن“ اور ”اصح“ ہے اور دیگر حضرات نے اس حدیث کو ضحاک کے حوالے سے، زید بن اسلم کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک، ایک مرتبہ وضو کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے صحیح روایت وہ ہے جسے ابن عجلان ہشام بن سعد، سفیان ثوری اور عبدالعزیز بن محمد نے زید بن اسلم کے حوالے سے، عطاء بن یسار کے حوالے سے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ

باب 33: دو، دو مرتبہ اعضائے وضو دھونا

41 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَابِتِ

بْنِ ثُوْبَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَزٍ هُوَ الْأَعْرَجُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ ثُوْبَانَ عَنْ عَبْدِ

اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ وَهُوَ إِسْنَادٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حَدِيثٍ دِيكْرٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَقَدْ رَوَى هَمَّامٌ عَنْ عَامِرِ الْأَحْوَلِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو، دو مرتبہ وضو کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ہم اسے صرف ابن ثوبان کے حوالے سے عبداللہ بن مفضل کے حوالے سے جانتے ہیں اور یہ سند ”حسن صحیح“ ہے۔

ہمام نے اسے عامر احوال کے حوالے سے، عطاء کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

تین، تین مرتبہ وضو کیا تھا۔

41- اضرحہ ابو داؤد (81/1)؛ کتاب الطہارۃ: باب: الوضوء مرتین حدیث (136)؛ واضرحہ احمد (288/2, 364)؛ من طریقہ

عبدالرحمن بن هرمز الاعرج عن ابی ہریرۃ بہ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا

باب 34: تین، تین مرتبہ اعضائے وضو دھونا

42 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ

أَبِي حَيَّةَ عَنْ عَلِيٍّ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ وَعَائِشَةَ وَالرَّبِيعِ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ أُمَامَةَ وَابْنِ رَافِعٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَمُعَاوِيَةَ وَابْنِ هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ وَابْنِ كَعْبٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَصَحُّ لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ عَلِيٍّ رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءِ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْوُضُوءَ يُجْزَى مَرَّةً مَرَّةً وَمَرَّتَيْنِ أَفْضَلُ وَأَفْضَلُهُ ثَلَاثٌ وَلَيْسَ بَعْدَهُ شَيْءٌ

وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ لَا أَمْنُ إِذَا زَادَ فِي الْوُضُوءِ عَلَى الثَّلَاثِ أَنْ يَأْتِمَّ وَقَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ لَا يَزِيدُ عَلَى الثَّلَاثِ إِلَّا رَجُلٌ مُبْتَلَى

﴿﴾ ابواسحاق، ابو حنیفہ کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین، تین مرتبہ وضو کیا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ربیع بن خثیمہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث اس باب میں ”احسن“ اور ”اصح“ ہے، کیونکہ یہ کئی حوالوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

عام اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا، یعنی ایک، ایک مرتبہ وضو کرنا جائز ہے دو، دو مرتبہ کرنا بہتر ہے اور تین مرتبہ کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے اس سے زیادہ کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

ابن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص تین سے زیادہ مرتبہ وضو کرے مجھے اندیشہ ہے: وہ گنہگار ہوگا۔

امام احمد رحمہ اللہ امام اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تین سے زیادہ مرتبہ وہی وضو کرے گا، جو وہم یا شک میں مبتلا ہو۔

42- اضرحة ابو داؤد (76/1): کتاب الطہارۃ: باب: صفة وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث (611): وابن ماجہ (150/1): کتاب الطہارۃ وبتسمی: باب: ماجہ: فی مسح الراس حدیث (436) والنسائی (71, 70/1): کتاب الطہارۃ: باب: عدد غسل الیمن حدیث (96): واضرحة احمد (120/1, 125, 127, 148) من طریق ابی حنیفہ عن علی بن ابی طالب بہ

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مَرَّةً وَمَرَّتَيْنِ وَثَلَاثًا

باب 35: ایک، دو، یا تین مرتبہ وضو کرنا

43 سند حدیث: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَبِي صَفِيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي

جَعْفَرٍ حَدَّثَكَ جَابِرٌ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً وَمَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَثَلَاثًا ثَلَاثًا قَالَ نَعَمْ

حدیث دیگر: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَرَوَى وَكَيْعٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَبِي صَفِيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ

حَدَّثَكَ جَابِرٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً قَالَ نَعَمْ

اسناد دیگر: وَحَدَّثَنَا بِذَلِكَ هَنَادٌ وَقُتَيْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَبِي صَفِيَّةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ هَذَا عَنْ ثَابِتِ

نَحْوِ رِوَايَةِ وَكَيْعٍ

تَوْضِيحٌ رَاوَى: وَشَرِيكٌ كَثِيرُ الْغَلَطِ وَثَابِتُ بْنُ أَبِي صَفِيَّةَ هُوَ أَبُو حَمَزَةَ الشَّمَالِيُّ

﴿﴾ ثابت بن ابوصفیہ بیان کرتے ہیں: میں نے ابو جعفر یعنی امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نےآپ کو یہ حدیث سنائی ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک، ایک مرتبہ اور دو مرتبہ دو مرتبہ اور تین، تین مرتبہ وضو کیا ہے انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

وکیع نے اس حدیث کو ثابت بن ابوصفیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابو جعفر (امام

باقر رضی اللہ عنہ) سے دریافت کیا: کیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے آپ نے یہ حدیث سنی ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک، ایک مرتبہ وضو کیا ہے انہوں نے جواب دیا: ”جی ہاں“۔

قتیبہ اور ہناد نے ہمیں یہ حدیث سنائی ہے وہ دونوں یہ بیان کرتے ہیں: وکیع نے ثابت بن ابوصفیہ کے حوالے سے ہمیں یہ

حدیث بیان کی ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ روایت شریک کی حدیث سے یہ زیادہ مستند ہے، کیونکہ یہ کئی حوالوں سے ثابت سے منقول

ہے جو وکیع کی روایت کی مانند ہے جبکہ شریک بکثرت غلطی کرتے ہیں۔

ثابت بن ابوصفیہ ابو حمزہ شمالی ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ يَتَوَضَّأُ بَعْضَ وَضُوئِهِ مَرَّتَيْنِ وَبَعْضَهُ ثَلَاثًا

باب 36: جو شخص کچھ (اعضاء) وضو دو مرتبہ اور کچھ تین مرتبہ دھوئے

44 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ

اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ مَرَّتَيْنِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حدیث دیگر: وَقَدْ ذَكَرْتُ فِي غَيْرِ حَدِيثٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ بَعْضَ وَضُوئِهِ مَرَّةً وَبَعْضَهُ ثَلَاثًا
مذہب فقہاء: وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي ذَلِكَ لَمْ يَرَوْا بَأْسًا أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بَعْضَ وَضُوئِهِ ثَلَاثًا
وَبَعْضَهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ مَرَّةً

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، آپ نے اپنے چہرہ مبارک کو تین مرتبہ دھویا دونوں بازوؤں کو دو، دو مرتبہ دھویا ایک مرتبہ سر پر مسح کیا اور دونوں پاؤں دو مرتبہ دھوئے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

دوسری حدیث میں یہ بات ذکر کی گئی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض وضو ایک مرتبہ کیا اور بعض تین مرتبہ کیا۔

بعض اہل علم نے اس کی رخصت دی ہے ان کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے: کوئی شخص بعض وضو کو تین مرتبہ کرے اور بعض کو دو یا ایک مرتبہ کرے۔

شرح

اعضاء وضو کو دھونے کی تعداد کا مسئلہ:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلسل پانچ ابواب کی روایات میں ایک ہی مسئلہ بیان کیا ہے، وہ ہے اعضا، وضو کو

44- اخرجه البخاری (347/1): کتاب الوضوء: باب: مسح الرأس كله حديث (38) و مسلم (123/2 - نووی): کتاب الطہارۃ: باب: فی وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم حديث (235/18) و ابو داؤد (78/1): کتاب الطہارۃ: باب: صفة وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم حديث (119) و ابن ماجہ (142/1): کتاب الطہارۃ و سننہا: باب: المضمضة والاستنشاق من کف واحد حديث (405) و النسائی (72, 71/1): کتاب الطہارۃ: باب: صفة مسح الرأس حديث (98) و الدارمی (177/1): کتاب الصلاة و الطہارۃ: باب: الوضوء مرتین مرتین و اخرجه مالك في الموطأ (18/1): کتاب الطہارۃ: باب: العمل فی الوضوء: حديث (1) و احمد (40, 38/4) و ابن خزیمہ (80/1) و حديث (155) و الحمیدی (202/1) و حديث (417) من طریق عمرو بن یحیی عن ابيه عن عبد الله بن زید به۔

دھونے کی مقدار (تعداد)۔ پہلے باب کی روایت میں اعضاء وضو کو ایک ایک بار دھونے، دوسرے کی روایت میں دو دو دفعہ دھونے، تیسرے میں تین تین بار، چوتھے میں مجموعی طور پر سب کو بیان کیا گیا ہے اور پانچویں میں ایک ہی وضو میں بعض اعضاء کو دو دو بار بعض کو تین تین بار دھونے کا ذکر ہے۔ یہ سب کی سب صورتیں جائز ہیں بشرطیکہ کسی عضو کا کوئی حصہ خشک نہ رہے۔ ان سب روایات میں بیان جواز مقصود ہے لیکن حضور اقدس کا دائمی و مستمرہ طریقہ اعضاء وضو کو تین تین بار دھونے کا تھا۔ مسئلہ دراصل یہ ہے کہ وضو میں ہر عضو کو ایک ایک بار دھونا فرض، دو دو بار دھونا درجہ فضیلت اور تین تین بار دھونا افضل ہے۔ اگر اعضاء وضو کو تین تین بار دھونے سے بھی یقینی تصور میں شبہ ہو تو اعضاء وضو چار چار یا پانچ پانچ بار بھی دھوئے جاسکتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضُوءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ كَانَ

باب 37: نبی اکرم ﷺ کا وضو کرنے کا طریقہ کیا تھا؟

45 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ وَقُتَيْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ أَبِي حَيَّةَ قَالَ (۱)

متن حدیث: رَأَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَيْهِ حَتَّى انْقَاهُمَا ثُمَّ مَضَمَّ ثَلَاثًا وَاسْتَشَقَّ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَأَخَذَ فَضْلَ طَهُورِهِ فَشَرِبَهُ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ أَحَبُّتُ أَنْ أُرِيكُمْ كَيْفَ كَانَ طَهُورُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَالرَّبِيعِ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَيْسٍ وَعَائِشَةَ رِضْوَانَ اللَّهِ عَلَيْهِمْ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَادٌ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ ذَكَرَ عَنْ عَلِيٍّ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي حَيَّةَ

اختلاف روایت: إِلَّا أَنَّ عَبْدَ خَيْرٍ

قَالَ كَانَ إِذَا فَرَّغَ مِنْ طَهُورِهِ أَخَذَ مِنْ فَضْلِ طَهُورِهِ بِكَفَيْهِ فَشَرِبَهُ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ رَوَاهُ أَبُو إِسْحَقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ أَبِي حَيَّةَ وَعَبْدِ خَيْرٍ وَالْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ وَقَدْ رَوَاهُ زَائِدَةُ بْنُ قُدَّامَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدِيثُ الْوُضُوءِ بِطَوَّلِهِ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

(۱) - اضرجه ابو داؤد (144, 143/1): كتاب الطهارة باب: صفة وضوء النبي صلى الله عليه وسلم حديث (113, 111) وابن ماجه

(142/1): كتاب الطهارة وشمها باب: المضمضة والاشنشا من كف واحد حديث (405) والنسائي (68/1): كتاب الطهارة

باب: غسل الوجه حديث (92) والدارمي (178/1): كتاب الصلاة والطهارة باب: في المضمضة وضرجه احمد (135, 123,

110/1, 113) وابن خزيمة (76/1) حديث (147) من طريق عبد خير عن علي بن ابي طالب به-

قَالَ وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ فَأَخْطَأَ فِي اسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ عُرْفُطَةَ
عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ عَنْ عَلِيٍّ

قَالَ: وَرَوَى عَنْ أَبِي عَوَانَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ عَنْ عَلِيٍّ
قَالَ: وَرَوَى عَنْهُ عَنْ مَالِكِ بْنِ عُرْفُطَةَ مِثْلُ رِوَايَةِ شُعْبَةَ وَالصَّحِيحُ خَالِدُ بْنُ عَلْقَمَةَ

﴿﴾ ابو حبیہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے وضو کیا انہوں نے دونوں ہاتھ دھوئے انہیں اچھی طرح صاف کیا، پھر تین مرتبہ کلی کی، پھر تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا، پھر چہرے کو تین مرتبہ دھویا، پھر دونوں بازوؤں کو تین مرتبہ دھویا، پھر سر پر ایک مرتبہ مسح کیا، پھر دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے، پھر وہ کھڑے ہوئے اور وضو سے بچا ہوا پانی پی لیا۔ انہوں نے کھڑے ہو کر اسے پیا، پھر انہوں نے ارشاد فرمایا: میں یہ چاہتا تھا، تمہیں دکھاؤں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح وضو کرتے تھے؟

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت ربیع بن الجراح رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایات منقول ہیں۔

قتیبہ اور ہناد نے اس روایت کو ابو احوص کے حوالے سے ابو اسحاق کے حوالے سے عبد خیر سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ابو حبیہ کی حدیث کی مانند نقل کیا ہے، تاہم عبد خیر یہ بیان کرتے ہیں: جب آپ رضی اللہ عنہ وضو کر کے فارغ ہوئے، تو انہوں نے اپنے وضو سے بچا ہوا پانی اپنے ہاتھ میں لیا اور پی لیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جسے ابو اسحاق ہمدانی نے ابو حبیہ، عبد خیر اور حارث کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

اس روایت کو زائدہ بن عوانہ اور دیگر حضرات نے خالد بن علقمہ کے حوالے سے عبد خیر کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، جو وضو سے متعلق طویل حدیث ہے۔
یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شعبہ نے اس حدیث کو خالد بن علقمہ کے حوالے سے نقل کیا ہے، انہوں نے ان کے نام اور ان کے والد کے نام میں غلطی کی ہے۔ انہوں نے یہ کہا ہے: اسے مالک بن عرفطہ نے عبد خیر کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔
یہی روایت ابو عوانہ کے حوالے سے اب خالد علقمہ کے حوالے سے عبد خیر کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔
وہ فرماتے ہیں: اسی حدیث کو ان سے مالک بن عرفطہ کے حوالے سے شعبہ کی روایت کی مانند نقل کیا ہے، تاہم صحیح خالد بن علقمہ ہے۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کی کیفیت:

اب تک جتنے ابواب گزرے ہیں ان میں وضو کے انفرادی اجزاء کو بیان کیا گیا ہے لیکن اس باب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ

وسلم کے مکمل وضو کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور حکومت میں کوفہ میں لوگوں کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح وضو کر کے دکھایا۔ آپ نے سب سے پہلے دونوں ہاتھ دھوئے، پھر تین بار کلی کی، تین بار ناک میں پانی ڈالا، تین بار اپنا چہرہ دھویا۔ دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے، اپنے سر کا مسح کیا اور ٹخنوں سمیت اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر وضو کا باقی ماندہ پانی لے کر کھڑے ہو کر نوش کیا۔

حدیث باب احناف کے موقف کی دلیل ہے جس سے خاص طور پر چند مسائل معلوم ہوئے:

☆ وضو کا مکمل طریقہ اور ترتیب وضو

☆ سر کا مسح ایک بار اور باقی اعضاء وضو تین بار دھونا

☆ وضو بیٹھ کر کرنا

☆ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر نوش کرنا

کھڑے ہو کر پانی نوش کرنا:

شرعی نقطہ نظر سے کھڑا ہو کر کھانا پینا منع ہے کیونکہ جانور کھڑے ہو کر کھاتے پیتے ہیں۔ البتہ چند پانی کھڑے ہو کر پینا جائز ہیں:

- ۱- وضو کا باقی ماندہ پانی: حصول ثواب اور نماز کی ادائیگی کی نیت سے جب انسان پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالتا ہے تو وہ بابرکت ہو جاتا ہے۔ اس پانی کے بابرکت ہو جانے کی وجہ سے اسے کھڑا ہو کر پینا جائز ہے تاکہ برکت تمام جسم میں سرایت کر جائے۔
- ۲- آب زمزم: اس پانی کی نسبت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیوں کی طرف ہے جس وجہ سے اس میں برکت ہے۔ علاوہ ازیں یہ پانی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر نوش فرمایا۔ کھڑے ہو کر پینے سے اس کی برکت تمام جسم میں سرایت کرے گی۔

۳- پیرومرشد کا جھوٹا پانی: اس کے کھڑا ہو کر نوش کرنے سے فیضان صحبت و روحانیت حاصل ہوگی۔

۴- استاذ کا جھوٹا پانی: اس پانی کے نوش کرنے سے علمی فیضان حاصل ہوگا۔

۵- والدین کا جھوٹا پانی: اس کے پینے سے والدین کی رضا و خوشنودی میں اضافہ ہوگا۔ جس کے نتیجے میں خوشنودی باری تعالیٰ کی دولت حاصل ہوگی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّضْحِ بَعْدَ الْوُضُوءِ

باب 38: وضو کرنے کے بعد (شرمگاہ پر) پانی چھڑکنا

46 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدِ اللَّهِ السَّلِيمِيُّ الْبَصْرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا

أَبُو قَتَيْبَةَ سَلَمُ بْنُ قَتَيْبَةَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيِّ عَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

46- اضرجه ابن ماجه (157/1): كتاب الطهارة وبتنبرها باب: ما جاء في النضح بعد الوضوء حديث (463) من حديث عبد الرحمن

الاعرج عن ابي هريرة به-

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَبْرِيلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِذَا تَوَضَّأْتَ فَانْتَضِحْ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

قول امام بخاری: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ الْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيُّ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الْحَكَمِ بْنِ سُفْيَانَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ

تَوْضِيحٌ رَاوَى: وَقَالَ بَعْضُهُمْ سُفْيَانُ بْنُ الْحَكَمِ أَوْ الْحَكَمُ بْنُ سُفْيَانَ وَاضْطَرَبُوا فِي هَذَا الْحَدِيثِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جبریل میرے پاس آئے اور بولے:

اے حضرت محمد! جب آپ وضو کر لیں (تو اپنی شرمگاہ پر) پانی چھڑک لیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد (بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا (اس حدیث کے ایک

راوی) حسن بن علی ہاشمی ”منکر الحدیث“ ہیں۔

وہ فرماتے ہیں: اس باب میں ابو حکم بن سفیان، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید

خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے احادیث منقول ہیں۔

بعض حضرات نے راوی کا نام سفیان بن حکم بیان کیا ہے اور بعض نے حکم بن سفیان بیان کیا ہے ان حضرات نے اس حدیث

کی سند میں اضطراب بیان کیا ہے۔

شرح

نضح بالماء کا مفہوم و فوائد:

بعض علماء کے نزدیک لفظ ”انتضاح“ اور ”نضح“ سے مراد استنجاء بالماء ہے، اس معنی کے اعتبار سے ”اذا تَوَضَّأْتَ“ کا مفہوم ”اذا اردت الوضوء“ ہوگا۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ ”انتضاح و نضح“ سے مراد وضو کے باقی ماندہ پانی کو چہرے اور پیشانی پر بہانا ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی معمول تھا۔ اکثر محدثین و محققین کے نزدیک اس سے مراد بعد از وضو پانی کے زیر جامہ چھیننے لگانا ہے۔ اس میں حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ دوران نماز جب کسی نمازی کو تری محسوس ہو تو اسے وسوسہ ہوگا کہ یہ پیشاب کا قطرہ ہے۔ شیطان کے اس وسوسہ کے نتیجے میں وہ وضو کرنے اور کپڑا دھونے کی طرف متوجہ ہوگا جس سے اس کی نماز بھی فوت ہو سکتی ہے۔

علاوہ ازیں وضو کے باقی ماندہ پانی کو زیر جامہ چھڑکنے کی ایک حکمت و راز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وضو سے اصل مقصود طہارت باطنی ہے مگر عملی طور پر ظاہری جسم کو دھویا جاتا ہے۔ اس طرح ظاہری طہارت کے بعد دو امور ایسے تجویز کیے گئے ہیں جن سے طہارت باطنی کا حصول ممکن ہو سکتا ہے۔ ایک وضو کا باقی ماندہ پانی کھڑے ہو کر پینا اور دوسرا نضح الفرج ہے۔ ان دونوں امور سے طہارت باطنی بھی حاصل ہو جاتی ہے اور شہوت کا بھی انقطاع ہو جاتا ہے۔ پیشاب کے قطرہ سے بچنے کے تین طریقے مزید ہیں:

(۱) ڈھیلوں کا استعمال کرنا (۲) چند قدم زمین پر چلنا (۳) اپنے پاؤں کو زمین پر مارنا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْبَاغِ الْوُضُوءِ

باب 39: اچھی طرح وضو کرنا

47 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ

اسْبَاغِ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةَ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَذَلِكَ الرِّبَاطُ

اسناد دیگر: وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ نَحْوَهُ

اِخْتِلَافِ رَوَايَتٍ: وَقَالَ قُتَيْبَةُ فِي حَدِيثِهِ فَذَلِكَ الرِّبَاطُ فَذَلِكَ الرِّبَاطُ ثَلَاثًا

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَبِيدَةَ وَيُقَالُ عُيْبَةٌ

بُنْ عَمْرٍو وَعَائِشَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ عَائِشِ الْحَضْرَمِيِّ وَأَنَسٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْضِيحٌ رَاوَى: وَالْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ يَعْقُوبَ الْجُهَنِيِّ الْحُرَقِيُّ وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کیا میں تمہاری رہنمائی اس چیز کی طرف

نہ کروں؟ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اس کی وجہ سے درجات کو بلند کرتا ہے۔ میں نے عرض کی: یا رسول

اللہ! کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا: جب ناپسند ہو اس وقت اچھی طرح وضو کرنا، دور سے چل کر مسجد کی طرف آنا، ایک نماز کے بعد

دوسری نماز کا انتظار کرنا یہی تیاری ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔ حضرت قتیبہ اپنی روایت میں یہ الفاظ بیان کرتے ہیں: ”یہی تیاری ہے، یہی

تیاری ہے، یہی تیاری ہے۔ یعنی یہ الفاظ تین مرتبہ ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت

عبیدہ رضی اللہ عنہ، ایک قول کے مطابق حضرت عبیدہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبدالرحمن بن عائشہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ

سے احادیث منقول ہیں۔

47- اخرجہ الامام مالك في الموطأ (161/1)؛ كتاب قصر الصلاة في السفر؛ باب: انتظار الصلاة والنسي اليسأ حديث (55)

وسلم (142/2 - السنوي)؛ كتاب الطهارة؛ باب: فضل اسباغ الوضوء على المكاره؛ حديث (251/41)؛ وخرجہ النسائي

(144, 143/1)؛ كتاب الطهارة؛ باب: الفضل في اسباغ الوضوء؛ حديث (143)؛ واهمد (235/2, 277, 301)؛ وابن خزيمة

(6/1)؛ حديث (5)؛ من طريق العلاء بن عبد الرحمن بن يعقوب عن ابيه عن ابي هريرة به-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس باب میں ”حسن صحیح“ ہے۔
علاء بن عبد الرحمن ابن یعقوب چینی ہیں اور یہ علم حدیث کے ماہرین کے نزدیک ثقہ ہیں۔

شرح

گناہ مٹانے والے نیک اعمال:

لفظ ”الا“ برائے تشبیہ ہے جس کا مقصد لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہوتا ہے اور اس کے ذریعے سوال کا جواب دینا ضروری نہیں ہوتا، البتہ اگر کوئی جواب دے دے تو تب بھی درست ہے۔

مثبت کلام کے ذریعے سوال کرنے کے جواب میں ”نعم“ اور منفی کلام کے ذریعے سوال کے جواب میں بلی کہنا زیادہ بہتر ہے۔ مثلاً جاء زید؟ کے جواب میں نعم کہا جائے اور الست بربکم؟ کے جواب میں ”بلی“ کہا جائے۔ حدیث باب میں بھی نفی کے جواب میں ”بلی“ کہا گیا ہے۔

اس حدیث میں تین اعمال کو بیان کیا گیا ہے جن کے ذریعے گناہ مٹتے ہیں اور درجات میں اضافہ ہوتا ہے۔ ان اعمال ثلاثہ کی تفصیل درج ذیل پیش کی جاتی ہے:

۱- طبیعت پر ناگوار گزرنے کے باوجود وضو کامل کرنا۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص وضو کرتے وقت اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ خارج ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ ناخنوں کے بیچ سے بھی۔ جب کلی کرتا ہے تو اس کے منہ کے گناہ ختم کر دیے جاتے ہیں۔ جب اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو سر کے گناہ مٹائے جاتے ہیں اور جب پاؤں دھوتا ہے تو پاؤں کے گناہ ختم کر دیے جاتے ہیں حتیٰ کہ ناخنوں کے بیچ سے بھی۔ وضو کامل کرنے کے بعد نوافل وغیرہ ادا کرتا ہے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے گویا ابھی پیدا ہوا ہو۔

۲- دوسری چیز جس سے گناہ مٹتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں، وہ مسجد کی طرف دور سے سفر کر کے جانا ہے۔ نمازی کے ہر قدم اٹھانے پر ایک گناہ مٹتا ہے اور زمین پر رکھنے سے ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔ مسلمان نمازی ہو اور وہ باقاعدگی سے مسجد میں جا کر نماز پڑھتا ہو تو اس کی زندگی بھر کے مسجد کی طرف اٹھنے والے پاؤں کا حساب لگایا جائے گا۔ اس کے نامہ اعمال کثیر تعداد میں نیکیوں کا ذخیرہ ہوگا۔ پھر اگر وہ باجماعت نماز ادا کرنے کا پابند ہوگا تو اکیلا پڑھنے سے ۲۵ یا ۲۷ گناہ زیادہ ثواب عطا کیا جائے گا۔ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے گھر مسجد نبوی شریف سے فاصلے پر تھے تو انہیں مسجد میں آنے کے لیے کافی دقت پیش آتی تھی۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ گھروں کو فروخت کر کے مسجد نبوی کے قریب گھر بنا لیے جائیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے گھر فروخت مت کرو کیونکہ جتنی دور سے تم چل کر آتے ہو تو تمہارے نامہ اعمال میں زیادہ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ انہوں نے آپ کے ارشاد کے مطابق اپنے گھر تبدیل کرنے کا فیصلہ ختم کر دیا۔

۳- تیسری چیز یہ ہے کہ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ اس سے بھی گناہ مٹتے ہیں اور درجات بھی بلند ہوتے ہیں۔ اس کے کئی مطالب و مفاہیم ہو سکتے ہیں: (۱) ایک نماز ادا کر کے دوسری نماز کے انتظار کے لیے مسجد میں ٹھہرنے رہنا (۲) دوسری

نماز کا وقت یا اذان ہونے پر جلدی سے نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد میں آنا (۳) نماز کے بعد اپنے گھر چلے جانا یا کاروبار میں مصروف ہو جانا، جو نہی نماز کا وقت ہو مسجد میں پہنچ جانا۔

مندرجہ بالا تینوں امور متعلقات نماز سے ہیں جبکہ نماز کے لیے وضو ضروری ہے۔ وضو کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی۔ وضو کامل کرتے وقت اعضاء وضو پر خوب پانی بہایا جائے یہاں تک کہ ایک بال کا اندازہ بھی خشک نہ رہنے پائے۔ ایسے وضو کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّمَنُّدِ بَعْدَ الْوُضُوءِ

باب 40: وضو کے بعد رومال استعمال کرنا

48 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكَيْعٍ بْنُ الْجَرَّاحِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ حُبَابٍ عَنْ أَبِي

مُعَاذٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِرْقَةٌ يُنَشِّفُ بِهَا بَعْدَ الْوُضُوءِ (۱)

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ لَيْسَ بِالْقَائِمِ وَلَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي

هَذَا الْبَابِ شَيْءٌ

توضیح راوی: وَأَبُو مُعَاذٍ يَقُولُونَ هُوَ سُلَيْمَانُ بْنُ أَرْقَمٍ وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ

فِي الْبَابِ: قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ کا ایک کپڑا تھا آپ وضو کے بعد اس کے ذریعے جسم خشک کیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مستند نہیں ہے، اور اس باب میں نبی اکرم ﷺ سے مستند طور پر کوئی چیز منقول نہیں ہے۔

محدثین فرماتے ہیں: ابو معاذ نامی راوی سلیمان بن ارقم ہے، اور یہ علم حدیث کے ماہرین کے نزدیک ضعیف ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

49 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادٍ بْنِ أَنْعَمٍ عَنْ عُبَيْدَةَ بْنِ

حَمِيدٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنَمٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ مَسَحَ وَجْهَهُ بِطَرَفِ ثَوْبِهِ (۲)

صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے صرف امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے صرف امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ جیسا کہ تحفة الاشراف کے مصنف نے یہ بات

ملاحظہ ہو تحفة الاشراف 11335/406/8

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَاسْنَادُهُ ضَعِيفٌ

توضیح راوی: وَرَشْدَيْنُ بْنُ سَعْدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعَمِ الْاَفْرِيقِيُّ يُضَعَّفَانِ فِي الْحَدِيثِ
مذہب فقہاء: وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ فِي
التَّمْنُدْلِ بَعْدَ الْوُضُوءِ

وَمَنْ كَرِهَهُ إِنَّمَا كَرِهَهُ مِنْ قَبْلِ أَنَّهُ قِيلَ إِنَّ الْوُضُوءَ يُوزَنُ

وَرَوَى ذَلِكَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ وَالزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ قَالَ حَدَّثَنِيهِ
عَلِيُّ بْنُ مُجَاهِدٍ عَنِّي وَهُوَ عِنْدِي ثِقَةٌ عَنْ ثَعْلَبَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ إِنَّمَا كُرِهَ الْمُنْدِيلُ بَعْدَ الْوُضُوءِ لِأَنَّ الْوُضُوءَ
يُوزَنُ

﴿﴾ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وضو کیا اور پھر اپنے کپڑے
کے کنارے سے چہرے کو پونچھ لیا۔

یہ حدیث ”غریب“ ہے اس کی سند ضعیف ہے۔ رشدین بن سعد اور عبد الرحمن بن زیاد بن انعم افریقی کو علم حدیث میں ضعیف
قرار دیا جاتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والے اہل علم میں سے ایک گروہ نے اس کی رخصت دی ہے: وضو کے بعد
رومال استعمال کیا جائے۔

جن حضرات نے اسے مکروہ قرار دیا ہے انہوں نے اس حوالے سے مکروہ قرار دیا ہے، کیونکہ یہ بات روایت کی جاتی ہے وضو
(سے بچے ہوئے پانی) کا وزن کیا جاتا ہے۔

یہ بات سعید بن مسیب اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

محمد بن حمید نے جریر کے حوالے سے یہ بات بیان کی ہے: علی بن مجاہد نے میرے ہی حوالے سے مجھے یہ حدیث سنائی ہے اور
وہ میرے نزدیک ثقہ ہے انہوں نے ثعلبہ کے حوالے سے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے: وضو کے بعد رومال
استعمال کرنا مکروہ ہے، کیونکہ وضو (کا پانی) وزن کیا جاتا ہے۔

شرح

اعضاء وضو کو رومال سے خشک کرنے میں مذاہب آئمہ:

لفظ ”مندیل“ (بکسرہ میم) نندل بندل ندلا سے بنا ہے۔ اس کا معنی عجلت سے کوئی چیز اچک لینا، منتقل کر دینا ہے۔ چونکہ
وضو اور غسل کے بعد تولیہ یا رومال استعمال کیا جائے تو وہ جسم یا اعضاء وضو سے پانی کو اچک لیتا ہے یا اسے خشک کر دیتا ہے۔ اسی
مناسبت سے اسے مندیل کہا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں لفظ ”منشفة“ بھی اسی مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ غسل اور وضو کے بعد تولیہ یا رومال کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا قدرے

اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک رائے، حضرت سعید بن مسیب اور حضرت امام زہری رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ رومال یا تولیہ استعمال نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس کا استعمال مکروہ ہے۔ ان کے دلائل یہ ہیں: (۱) حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل فرمانے کے بعد انہوں نے آپ کی خدمت میں جسم مبارک خشک کرنے کے لیے کپڑا پیش کیا تو آپ نے قبول نہ فرمایا اور اپنے ہاتھوں کو جھاڑتے ہوئے تشریف لے گئے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۳۶) (۲) بروز قیامت وضو کا پانی تولا جائے گا، جب اسے خشک کر دیا گیا تو قیامت کے دن تولا نہیں جاسکے گا۔ زیر مطالعہ احادیث کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ یہ ضعیف ہے، جس وجہ سے قابل استدلال نہیں ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی کی ایک رائے اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک غسل اور وضو کے بعد رومال یا تولیہ وغیرہ کا استعمال جائز ہے۔ انہوں نے زیر مطالعہ احادیث سے استدلال کیا ہے۔ خواہ یہ ضعیف ہیں لیکن روایت بالمعنی کے اعتبار سے دوسری احادیث کو ان کے ساتھ ملانے سے ضعف ختم ہو گیا۔ جس بنا پر یہ قابل عمل اور قابل استدلال بھی بن گئی ہیں۔ آئمہ ثلاثہ کی طرف سے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ اس سے مراد بیان جواز ہے۔ حضرت سعید بن مسیب اور حضرت امام زہری رحمہم اللہ تعالیٰ اور ایک رائے کے مطابق حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ نے جو عقلی دلیل دی ہے کہ قیامت کے دن غسل اور وضو کا پانی تولا جائے گا تو اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے، اگر رومال یا تولیہ سے پانی خشک نہ بھی کیا جائے تو تب بھی وہ خشک ہو جاتا ہے، پھر قیامت کے دن کیسے تولا جائے گا؟ ماہو جواب کم فہو جوابنا۔

بَابُ فِيمَا يُقَالُ بَعْدَ الْوُضُوءِ

باب 41: وضو کے بعد کیا پڑھا جائے؟

50 سند حدیث: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عِمْرَانَ التَّعَلْبِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ مَعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ وَأَبِي عُثْمَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ فُتِحَتْ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ

50- أخرجه مسلم (2/119, 120- نووی)؛ كتاب الطهارة باب: الذكر المستحب عقب الوضوء حديث (17/234) وأبو داود (1/91, 92)؛ كتاب الطهارة باب: ما يقول الرجل إذا توضع حديث (169) وابن ماجه (1/159)؛ كتاب الطهارة وسننها باب: ما يقال بعد الوضوء حديث (469) والنسائي (1/93, 92)؛ كتاب الطهارة باب: القول بعد الفراغ من الوضوء حديث (148) وأخرجه احمد (4/145, 153) وابن خزيمة (1/110, 111) حديث (222, 223) من طريق عقبة بن عامر عن عمر بن الخطاب به-

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُمَرَ قَدْ خُوْلِفَ زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ وَرَوَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ وَغَيْرُهُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ عُمَرَ وَعَنْ رَبِيعَةَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ عَنْ عُمَرَ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ فِي اسْنَادِهِ اضْطِرَابٌ وَلَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْبَابِ كَبِيرُ شَيْءٍ

قول امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَبُو إِدْرِيسَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُمَرَ شَيْئًا

﴿﴾ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور پھر یہ پڑھے:

”میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی ایک معبود ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اس کے خاص بندے اور رسول ہیں اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں میں شامل کر دے اور مجھے اچھی طرح پاکیزگی حاصل کرنے والوں میں شامل کر دے۔“

تو اس شخص کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں وہ جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں زید بن حباب نامی راوی کے حوالے سے اس روایت میں اختلاف کیا گیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبد اللہ بن صالح اور دیگر محدثین نے معاویہ بن صالح کے حوالے سے ربیع بن یزید کے حوالے سے ابو ادریس کے حوالے سے عقبہ بن عامر کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔۔۔ نیز ابو عثمان کے حوالے سے جبیر بن نفیر کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کو نقل کیا ہے۔

اس حدیث کی سند میں اضطراب پایا جاتا ہے اس باب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مستند طور پر کوئی چیز منقول نہیں ہے۔

امام محمد (بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ابو ادریس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کوئی روایت نہیں سنی ہے۔

شرح

وضو سے فراغت کے اذکار:

نماز جنت کی چابی ہے اور وضو نماز کی چابی ہے۔ وضو کے بعد کچھ اذکار و دعائیں مسنون ہیں جن میں سے چند مشہور درج ذیل ہیں:

۱- اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ (صحیح مسلم) اے اللہ! تو مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں میں کر دے۔

۲- سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ (عمل الیوم والمیلہ لابن سنی) اے اللہ! تو پاک ہے اور تیرے لیے حمد و ثنا بھی تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تو اکیلا ہے اور تیرا کوئی ہمسر نہیں ہے۔ میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔

۳- اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَوَسِّعْ لِي فِي دَارِي وَبَارِكْ لِي فِي رِزْقِي (الحسن الحسین، ص ۱۰۶، گاہا سنز، کراچی) اے اللہ! تو میرے گناہ معاف فرما، تو میرا گھر کشادہ کر اور تو میرے رزق میں برکت فرما۔

۴- حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بہترین وضو کیا پھر یہ کلمات پڑھے: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ فُتِحَتْ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۵۰) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ! تو مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں میں کر دے۔ (یہ الفاظ کہنے والے) اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ وہ جس سے چاہے اس میں داخل ہو جائے۔

جنت کے آٹھ دروازے:

شہادتین کے اقرار و اعتراف کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ انسان کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیتا ہے اور اسے اختیار دیا جاتا ہے وہ جس دروازے سے چاہے اس میں داخل ہو جائے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جنت کے کل دروازے کتنے ہیں؟ قرآن کریم میں جہنم کے سات دروازے بیان کیے گئے لیکن جنت کے دروازوں کی تعداد بیان نہیں کی گئی۔ البتہ احادیث مبارکہ میں جنت کے آٹھ دروازے بتائے گئے ہیں۔ جہنم کے سات دروازے ہیں اور کے مختلف حصے ہیں۔ جہنمی لوگ الگ الگ دروازوں سے داخل ہو کر اپنے اپنے حصے میں پہنچ جائیں گے۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور اہل جنت کے لیے جنت کے مختلف حصے ہیں جو الگ الگ دروازے سے داخل ہو کر اپنے اپنے حصے میں پہنچ جائیں گے۔ جہنم کی نسبت جنت کا ایک دروازہ زائد رکھا گیا ہے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ زائد دروازہ رحمت کا غضب پر غالب ہونے کا ہے۔ (رحمۃ اللہ واسعہ جلد ۲ ص ۴۹)

بَابُ فِي الْوُضُوءِ بِالْمُدِّ

باب 42: ایک مد (پانی کے ذریعے) وضو کرنا

51 وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيَّةَ عَنْ أَبِي رِيحَانَةَ عَنْ سَفِينَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

51- اخرجہ مسلم (240/2- نسوی): کتاب المیض باب: القدر المستحب من الماء حدیث (326/53) وابن ماجہ (99/1): کتاب الطہارۃ وسننہا باب: ماجاء فی مقدار الماء للوضوء والنفل من الجنابة حدیث (267) والدارمی (175/1): کتاب الصلاة والطہارۃ باب: کم یلفی فی الوضوء من الماء وخرجہ احمد (222/5) من طریق ابی ریحانۃ عن سفینۃ بہ۔

متن حدیث: كَانَ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ
 فِي الْبَابِ: قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَجَابِرٍ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
 حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ سَفِينَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ
 تَوْضِيحُ رَاوِي: وَأَبُو رَيْحَانَةَ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَطَرٍ

مذہب فقہاء: وَهَكَذَا رَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْوُضُوءَ بِالْمُدِّ وَالْغُسْلَ بِالصَّاعِ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ
 وَاسْحَقُ لَيْسَ مَعْنَى هَذَا الْجَدِيثِ عَلَى التَّوَقُّفِ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ أَكْثَرُ مِنْهُ وَلَا أَقَلُّ مِنْهُ وَهُوَ قَدْرُ مَا يَكْفِي
 ﴿﴾ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مد پانی کے ذریعے وضو کر لیتے تھے اور ایک صاع کے
 ذریعے غسل کر لیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے
 احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابو ریحانہ نامی راوی کا نام عبد اللہ بن مطر ہے۔

بعض اہل علم اسی بات کے قائل ہیں: وضو ایک مد پانی کے ذریعے ہوگا اور غسل ایک صاع پانی کے ذریعے ہوگا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے: پانی کی یہ مقدار مقرر کی گئی
 ہے اس سے زیادہ یا اس سے کم استعمال کرنا درست نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے: اتنی مقدار میں پانی کافی ہوتا ہے۔

شرح

غسل اور وضو کے لیے استعمال کیے جانے والے پانی کی مقدار:

جسم پلید (جنسی) ہو تو نماز کے لیے غسل کیا جاتا ہے ورنہ وضو ہی کافی ہوتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ غسل اور وضو کے لیے
 استعمال کیے جانے والے پانی کی مقدار کیا ہے؟ اس کا جواب زیر مطالعہ حدیث میں دیا گیا ہے کہ غسل کے لیے صاع اور وضو کے
 لیے ایک مد پانی استعمال کیا جائے گا۔ ایک صاع چار مد کا ہوتا ہے جو جدید نظام حساب کے مطابق تین کلو ایک سو پچاس گرام کا وزن
 بنتا ہے۔ ایک مد دو رطل کا ہوتا ہے جو سات سو نوے گرام کا ہوتا ہے۔ اس مقدار میں پانی محتاط طریقہ سے غسل اور وضو کے لیے کافی
 ہو سکتا ہے۔

مد کی مقدار کے تعین میں مذاہب آئمہ فقہ:

آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ غسل اور وضو کے لیے استعمال کیے جانے والے پانی کی مقدار متعین نہیں ہے، اسراف سے
 اجتناب کرتے ہوئے جتنا پانی بھی استعمال میں لایا جائے جائز ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مستمرہ تھی کہ غسل کے
 لیے ایک صاع اور وضو کے لیے ایک مد پانی استعمال فرماتے تھے۔ ایک صاع چار مد کا ہوتا ہے لیکن مد کی مقدار میں فقہاء کا اختلاف

ہے۔

حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور اہل حجاز رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مد 1/3، 1 رطل کا ہوتا ہے۔ اس طرح ایک صاع 1/3، 5 رطل کا ہوتا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام محمد، حضرت امام احمد اور اہل عراق رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ ایک مد دو رطل کی مقدار اور ایک صاع آٹھ رطل کے برابر ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْإِسْرَافِ فِي الْوُضُوءِ بِالْمَاءِ

باب 43: وضو میں ضرورت سے زیادہ پانی استعمال کرنا مکروہ ہے

52 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بْنُ مُصْعَبٍ عَنْ يُونُسَ

بْنِ عَبِيدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُتَيِّ بْنِ ضَمْرَةَ السَّعْدِيِّ عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: إِنَّ لِلْوُضُوءِ شَيْطَانًا يُقَالُ لَهُ الْوَلَهَانُ فَاتَّقُوا وَسْوَاسَ الْمَاءِ

فِي الْبَابِ: قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي بِنِ كَعْبٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَهْلِ

الْحَدِيثِ لِأَنَّا لَا نَعْلَمُ أَحَدًا إِسْنَدَهُ غَيْرَ خَارِجَةَ

إِسْنَادٍ يَكْفُرُ: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنِ الْحَسَنِ قَوْلَهُ وَلَا يَصِحُّ فِي هَذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَخَارِجَةُ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَصْحَابِنَا وَضَعْفَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ

﴿﴾ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: وضو کے لیے ایک مخصوص شیطان ہے جس کا

نام "ولہان" ہے اس لیے تم پانی کے وسوسے سے بچو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث "غریب" ہے اس حدیث کی سند علم حدیث کے ماہرین

کے نزدیک قوی اور صحیح نہیں ہے کیونکہ ہم خارجہ کے علاوہ ایسے کسی شخص سے واقف نہیں ہیں جس نے اس کی سند بیان کی ہو۔

اس حدیث کو دیگر حوالوں سے حسن بصری رحمہ اللہ سے ان کے اپنے قول کے طور پر نقل کیا گیا ہے کہتے ہیں: اس باب میں نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بھی چیز مستند طور پر منقول نہیں ہے۔

خارجہ نامی راوی ہمارے اصحاب یعنی (علم حدیث کے ماہرین) کے نزدیک مستند نہیں ہے۔

ابن مبارک رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

52- اضربہ احمد (136/5) وابن ماجہ (146/1): کتاب الطہارۃ وسننہا باب: ما جاء في القصد في الوضوء و كراهية التعمد

فيه حديث (421) وابن فضال (64/1) حديث (122) من طريق الحسن عن عتي بن ضمرة عن ابي بن كعب به-

شرح

وضو کے وقت اسراف بالماء کی ممانعت:

غسل اور وضو کرتے وقت ضرورت کے مطابق پانی کا استعمال جائز ہے لیکن حد سے زیادہ پانی کا استعمال اور اسراف ممنوع و مکروہ ہے۔ اس بارے میں کثیر روایات موجود ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت سعید بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضو کر رہے تھے اور اسراف سے کام لے رہے تھے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پاس سے گزرے۔ آپ نے تنبیہ کے انداز میں فرمایا: اے سعید! یہ کیا فضول خرچی کر رہے ہو؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا وضو میں بھی اسراف ہو سکتا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ہاں! خواہ تم نہر کے کنارے پر ہو۔ (مشکوٰۃ باب سنن الوضوء ص ۴۲۷)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وضو کے لیے شیطان متعین ہے جس کا لقب ”ولہان“ ہے، تم اس کے وساوس سے بچو۔

عزازیل لوگوں میں فساد و بگاڑ پھیلانے کی کوشش میں مصروف رہتا ہے۔ اپنے شیطانوں کے مختلف گروہ بنا کر مختلف کام ان کے سپرد کر دیتا ہے۔ جو وہ انجام دیتے رہتے ہیں۔ ان میں سے ”ولہان“ لقب کا شیطان ہے جو وضو کے وقت مسلمانوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ وسوسوں کا شکار ہونے والے لوگ بے تحاشا پانی استعمال کر کے اسراف کا ارتکاب کرتے ہیں۔ انہیں علم بھی نہیں ہو سکتا اور ان کے وساوس بھی ختم نہیں ہوتے، الغرض ہر عضو کثیر بار دھونے کے سبب بھاری مقدار میں پانی ضائع ہو جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کیفیات اور بے محل پانی کے تصرف سے منع فرمایا اور اسے مکروہ قرار دیا۔

شریعت مطہرہ نے وہ تمام دروازے بند کر دیے جو انسان کے لیے وساوس کا باعث بن سکتے ہیں مثلاً عورت کے غسل کا باقی ماندہ پانی استعمال کرنا، غسل خانہ میں پیشاب کرنا اور مردوں کا عورتوں کے کپڑے زیب تن کرنا وغیرہ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ

باب 44: ہر نماز کے لیے وضو کرنا

53 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ

حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا أَوْ غَيْرَ طَاهِرٍ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ فَكَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ أَنْتُمْ قَالَ كُنَّا نَتَوَضَّأُ وَضُوءًا وَاحِدًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَحَدِيثُ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

اسناد دیگر: وَالْمَشْهُورُ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ حَدِيثُ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَنَسٍ

(۱) - صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے صرف امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

مذہب فقہاء: وَقَدْ كَانَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ يَرَى الْوُضُوءَ لِكُلِّ صَلَاةٍ اسْتِحْبَابًا لَا عَلَى الْوُجُوبِ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے آپ پہلے سے وضو کی حالت میں ہوں یا وضو کے بغیر ہوں۔ راوی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: آپ لوگ کیا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: ہم ایک ہی مرتبہ وضو کر لیتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے وہ اس حوالے سے ”حسن غریب“ ہے علم حدیث کے ماہرین کے نزدیک مشہور روایت وہ ہے جسے عمرو بن عامر انصاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک ہر نماز کے لیے وضو کرنا مستحب ہے واجب نہیں ہے۔

54 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا

سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ قُلْتُ فَأَنْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ قَالَ

كُنَّا نَصَلِّي الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ مَا لَمْ نُحَدِّثْ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَحَدِيثٌ حَمِيدٌ عَنْ أَنَسٍ حَدِيثٌ جَيِّدٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ

﴿﴾ عمرو بن عامر الانصاری بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا نبی

اکرم ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے میں نے دریافت کیا: آپ لوگ کیا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہم تمام نمازیں ایک ہی وضو کے ساتھ ادا کر لیتے تھے جب تک ہم بے وضو نہیں ہوتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے وہ بہترین ہے، لیکن ”غریب“ اور ”حسن“ ہے۔

55 وَقَدْ رَوَى فِي حَدِيثٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: مَنْ تَوَضَّأَ عَلَى طَهْرٍ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِهِ عَشْرَ حَسَنَاتٍ (۱)

سند حدیث: قَالَ وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثَ الْأَفْرِيقِيُّ عَنْ أَبِي غَطِيفٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثِ الْمُرَوَزِيِّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْوَاسِطِيُّ عَنِ الْأَفْرِيقِيِّ وَهُوَ اسْنَادٌ

ضَعِيفٌ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ الْقَطَّانُ ذَكَرَ لِهَشَامِ بْنِ عُرْوَةَ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ هَذَا

اسْنَادٌ مَشْرِيقِيٌّ قَالَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ بِعَيْنِي مِثْلَ يَحْيَى

(۱) - اخرجه ابو داود (63/1)؛ كتاب الطهارة باب: فرض الوضوء حديث (62) واخرجه ابن ماجه (170/1)؛ كتاب الطهارة

وسننهما: باب: الوضوء على الطهارة حديث (512) واخرجه عبد بن حميد (271, 272) حديث (859) من طريق ابى غطفان

الرمذلي عن ابن عمر به-

بْنِ سَعِيدِ الْقَطَّانِ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص وضو ہونے کے باوجود وضو کرے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دے گا۔

اس حدیث کو افریقی نے ابو عطفیف کے حوالے سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔
حسین بن حریش مروزی نے اس حدیث کو محمد بن یزید واسطی کے حوالے سے افریقی کے حوالے سے نقل کیا ہے اور یہ سند ضعیف ہے۔

علی بن مدینی فرماتے ہیں: یحییٰ بن سعید قطان فرماتے ہیں: ہشام بن عروہ اس حدیث کا تذکرہ کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: یہ سند مشرقی ہے۔

(یعنی اہل مدینہ نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا بلکہ اہل کوفہ و بصرہ نے اسے روایت کیا ہے۔)
(میں نے احمد بن حسن کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میں نے اپنی آنکھوں کے ذریعے یحییٰ بن سعید قطان کی مانند کوئی شخص نہیں دیکھا۔)

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَوَاحِدٍ

باب 45: کئی نمازیں ایک ہی وضو کے ساتھ ادا کرنا

56 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

متن حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ صَلَّى الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا بِوُضُوءٍ وَوَاحِدٍ وَمَسَحَ عَلَى خَفَّيْهِ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّكَ فَعَلْتَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ فَعَلْتَهُ قَالَ عَمَدًا فَعَلْتَهُ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَلِيُّ بْنُ قَادِمٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَزَادَ فِيهِ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً قَالَ
اختلاف روایت: وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ أَيْضًا عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ

56- اخرجہ مسلم (179/2-نووی)؛ کتاب الطہارۃ باب: صوات الصلوات کسرا بوضوء واحد حدیث (277/86) و ابو داؤد (93/1)؛ کتاب الطہارۃ باب: الرجل یصلی الصلوات بوضوء واحد حدیث (172) و ابن ماجہ (170/1)؛ کتاب الطہارۃ و منسباً باب: الوضوء لکل صلاۃ و الصلوات کسرا بوضوء واحد حدیث (510) و النسائی (86/1)؛ کتاب الطہارۃ باب: الوضوء لکل صلاۃ حدیث (133) و الدارمی (169/1)؛ کتاب الصلاۃ و الطہارۃ باب: ماجاء فی الظہور و اخرجہ احمد (358, 351, 350/5) و ابن خزیمہ (10/1) حدیث (13) من طریقہ سلیمان بن بریدہ عن ابیہ بہ۔

وَرَوَاهُ وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَارِبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَغَيْرُهُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَارِبٍ بْنِ دِثَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ وَكَيْعٍ

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ يُصَلِّي الصَّلَاةَ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ مَا لَمْ يُحَدِّثْ وَكَانَ بَعْضُهُمْ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ اسْتِحْبَابًا وَإِرَادَةَ الْفَضْلِ

حدیث دیگر: وَيُرْوَى عَنِ الْأَفْرَاقِيِّ عَنِ أَبِي غُطَيْفٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ متن حدیث: مَنْ تَوَضَّأَ عَلَى طَهْرٍ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِهِ عَشْرَ حَسَنَاتٍ حکم حدیث: وَهَذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ

﴿﴾ سلیمان بن بریرہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے، فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے تمام نمازیں ایک ہی وضو کے ذریعے ادا کیں اور آپ نے موزوں پر مسح بھی کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: آپ نے ایسا کام کیا ہے جو آپ نے پہلے نہیں کیا تھا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے ایسا جان بوجھ کر کیا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس حدیث کو علی بن قادم نے سفیان ثوری رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس میں یہ بات اضافی نقل کی ہے: آپ ﷺ نے ایک، ایک مرتبہ وضو کیا۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ نے محارب بن دثار کے حوالے سے سلیمان بن بریرہ کے حوالے سے اس حدیث کو روایت کیا ہے: نبی اکرم ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے۔ وکیع نے اسی روایت کو سفیان کے حوالے سے محارب کے حوالے سے، سلیمان بن بریرہ کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو عبد الرحمن بن مہدی اور دیگر محدثین نے سفیان کے حوالے سے، محارب بن دثار کے حوالے سے سلیمان بن بریرہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے ”مرسل“ طور پر نقل کیا ہے۔ یہ روایت وکیع کی حدیث کے مقابلے میں ”صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا، ان کے نزدیک ایک وضو کے ذریعے کئی نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں، جب تک وضو نہ ٹوٹے، بعض حضرات ہر نماز کے لیے وضو کرتے ہیں، لیکن وہ استحباب کے طور پر ایسا کرتے ہیں اور فضیلت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

افریقہ کے حوالے سے ابو غطفیف کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت منقول ہے، آپ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص وضو کی حالت میں وضو ہونے کر لے، تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا۔ اس کی سند ضعیف ہے۔

اس بارے میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے حدیث نقل کی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی وضو کے ذریعے ظہر اور عصر کی نماز ادا کی تھی۔

شرح

ہر نماز کے لیے نئے وضو کا مسئلہ:

اس مسئلہ میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ ایک وضو سے جتنی چاہیں نمازیں پڑھ سکتے ہیں خواہ فرض ہو یا نوافل یا واجب یا طواف بیت اللہ۔ البتہ وضو باطل ہونے کی صورت میں نئی نماز کے لیے نیا وضو کرنا ضروری ہے۔ سوال یہ ہے کہ زیر مطالعہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے نیا وضو فرماتے تھے، کیا یہ حکم آپ کے ساتھ خاص تھا یا امت کے لیے بھی یہی حکم ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے لیے یہ حکم لازم تھا کہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کریں لیکن جب آپ کو اس سلسلے میں قدرے دشواری پیش آئی تو یہ حکم تبدیل کر دیا گیا کہ آپ ایک وضو سے جتنی چاہیں نمازیں فرائض و نوافل وغیرہ ادا فرما سکتے ہیں۔ البتہ اس وجوب کی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مسواک کو لازم کر دیا گیا۔ اس حدیث کا تعلق بھی اسی دور سے ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ وضو علی الوضو کرنا مستحب ہے اور ایسا وضو کرنے والے کو اللہ تعالیٰ دس نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وضو سے پانچ نمازیں ادا فرمائیں۔ یہ عمل آپ کی عادت مستمرہ کے خلاف تھا جس کے بارے میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آج آپ نے ایک کام ایسا کیا ہے جو پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔ وہ ایک وضو کے ساتھ پانچ نمازیں ادا کرنا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ عمل میں نے عمداً کیا ہے۔ اس کا مقصد طہارت و نماز کے سلسلے میں لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنا تھا۔ دو ابواب کی مسلسل چار احادیث میں یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضُوءِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ

باب 46: مرد اور عورت کا ایک ہی برتن سے وضو کرنا

57 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي الشَّعَثَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَيْمُونَةُ قَالَتْ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ مِنَ الْجَنَابَةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ اَنْ لَا بَأْسَ اَنْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ قَالَ

57- اخرجہ مسلم (239/2- نووی): کتاب الميضي باب: القد السنب من الماء حديث (322/47) وابن ماجه (133/1) كتاب

الطهارة وسنن ابن ماجه باب: الرجل والمرأة يفتسلان من اناء واحد حديث (377) والنسائي (129/1) كتاب الطهارة باب: ذكر اغتسال

الرجل والمرأة من نساءه من اناء واحد حديث (236) واخرجہ احمد (329/6) والصبوي (148) حديث (309) من طريق ابن

عباس عن ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم به-

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ وَأُمِّ هَانِيٍّ وَأُمِّ صَبِيَةَ الْجُهَنِيَّةِ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَابْنِ عُمَرَ
تَوْضِيحُ رَاوِي: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَأَبُو الشَّعَثَاءِ اسْمُهُ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے مجھے یہ بات بتائی ہے، میں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل جنابت کیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

عام فقہاء کا یہی قول ہے: اس میں کوئی حرج نہیں اگر مرد اور عورت ایک ہی برتن سے غسل کر لیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا، حضرت ام صبیہ رضی اللہ عنہا، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابو شعثاء نامی راوی کا نام جابر بن زید ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ فَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ

باب 47: عورت کے وضو کے بچے ہوئے پانی سے (وضو کرنا) مکروہ ہے

58 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِي

حَاجِبٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِي غِفَارٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ قَالَ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجَسٍ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَكَرِهَ بَعْضُ الْفُقَهَاءِ الْوُضُوءَ بِفَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ

وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَاسْحَقَ كَرِهَا فَضْلَ طَهُورِهَا وَلَمْ يَرِ بِفَضْلِ سُورِهَا بَأْسًا

﴿﴾ ابو حاجب بیان کرتے ہیں: بنو غفار سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے سے منع کیا ہے۔

اس باب میں حضرت عبداللہ بن سرجس سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض فقہاء نے عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے، امام

احمد رحمہ اللہ امام اسحاق رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں، ان دونوں کے نزدیک اس عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا مکروہ

58- اضربه احمد (213/4) (66/5) وابو داؤد (68/1): كتاب الطهارة باب: النهي عن الوضوء بفضل وضوء المرأة حديث

(82) وابن ماجه (132/1) كتاب الطهارة وسننها باب: النهي عن الوضوء بفضل وضوء المرأة حديث (373) والنسائي

(179/1): كتاب الطهارة باب: النهي عن فضل وضوء المرأة حديث (343) من طريق سليمان التيمي عن ابي حاجب عن رجل من

بنی غفار وهو: "الحکم بن عمرو الففاری" به۔

ہے تاہم ان دونوں حضرات کے نزدیک عورت کے پینے کے بعد بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

59 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غِيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَاصِمِ

قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَاجِبٍ يُحَدِّثُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرِو الْغِفَارِيِّ
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهُورِ الْمَرَأَةِ أَوْ قَالَ بِسُورِهَا
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

توضیح راوی: وَأَبُو حَاجِبٍ اسْمُهُ سَوَادَةُ بْنُ عَاصِمِ

اختلاف روایت: وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ فِي حَدِيثِهِ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَوَضَّأَ
الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهُورِ الْمَرَأَةِ وَلَمْ يَشْكُ فِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ

◀◀ عاصم بیان کرتے ہیں: میں نے ابو حجاب کو سنا انہوں نے حضرت حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات
نقل کی، نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ آدمی عورت کے وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے (راوی کو شک ہے یا
شاید یہ الفاظ ہیں) عورت کے جوٹھے پانی سے وضو کرے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے ابو حجاب نامی راوی کا نام سوادہ بن عاصم ہے۔ محمد بن بشار اپنی حدیث
میں یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے آدمی عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے۔
محمد بن بشار نے اس کے الفاظ میں شک ظاہر نہیں کیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

باب 48: اس بارے میں رخصت کا بیان

60 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: اغْتَسَلَ بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَفْنَةٍ فَأَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَوَضَّأَ مِنْهُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ جُنْبًا فَقَالَ إِنَّ الْمَاءَ لَا يُجْنِبُ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ
مذہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ

◀◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ نے ایک ٹب میں سے غسل کیا۔

60- أخرجه احمد (235/1, 308, 337) وأبو داود (65/1)؛ كتاب الطهارة باب: الماء لا يجنب وابن ماجه (132/1)؛ كتاب
الطهارة وسننهما باب: الرخصة في فضل وضوء المرأة حديث (370) والنسائي (173/1)؛ كتاب النجاة حديث (325) والدارمي
(187/1)؛ كتاب الصلاة والطهارة باب: الوضوء بفضل المرأة وابن خزيمة (57/1) حديث (109) من طريق سماك بن حرب عن
عكرمة عن ابن عباس به-

نبی اکرم ﷺ نے اسی سے وضو کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں جنابت کی حالت میں تھی، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پانی جنبی نہیں ہوتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، مالک اور شافعی اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

مرد اور عورت کا باہم ایک برتن میں غسل یا وضو کرنے کے مسئلہ میں مذاہب ائمہ:

مرد اور عورت دونوں (زوجین) ایک برتن میں غسل یا وضو کریں تو بالاتفاق جائز ہے۔ عورت کی عدم موجودگی میں مرد غسل یا وضو کرتا ہے تو اس کے بچے ہوئے پانی سے وہ غسل یا وضو کر سکتی ہے۔ مرد کی عدم موجودگی میں عورت غسل یا وضو کرے تو اس کے بچے ہوئے پانی سے مرد غسل یا وضو کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام اسحاق رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے مرد غسل یا وضو کے لیے استعمال نہیں کر سکتا۔ انہوں نے حضرت حکم بن عمرو وغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرنے سے منع کیا۔ مزید ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے منع کیا کہ اسے کوئی مرد وضو کے لیے استعمال کرے۔

جمہور فقہاء کا موقف یہ ہے کہ عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی کو مرد غسل یا وضو کے لیے استعمال کر سکتا ہے۔ انہوں نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ ان کا کہنا ہے کہ میں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک برتن میں غسل جنابت کیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے بھی استدلال کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ مطہرہ نے ایک بڑے برتن میں غسل کیا، ان کے باقی ماندہ پانی کو آپ نے استعمال کرنے کا ارادہ کیا تو زوجہ مطہرہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس سے میں نے غسل جنابت کیا ہے تو آپ نے فرمایا: پانی تو جنبی نہیں ہو سکتا۔

جمہور کی طرف سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اس کی نہی مصلحت پر محمول ہے، کیونکہ بعض اوقات کوئی عورت بے سلیقہ بھی ہوتی ہے جو طہارت و پاکیزگی کے مسائل سے غافل و جاہل ہوتی ہے یا وہ غیر محتاط ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں عورت کے بچے ہوئے پانی سے مرد غسل یا وضو کرے گا تو وہ وساوس کا شکار ہو جائے گا۔ مسلسل تین ابواب کی چار احادیث میں اسی مسئلہ کو بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ

باب 49: پانی کو کوئی بھی چیز ناپاک نہیں کرتی

61 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْتَوْضًا مِنْ بِيْرٍ بُضَاعَةٌ وَهِيَ بِيْرٌ يُلْقَى فِيهَا الْحَيْضُ وَلُحُومُ الْكِلَابِ

وَالْتَنُّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ جَوَّدَ أَبُو أُسَامَةَ هَذَا الْحَدِيثَ فَلَمْ يَرَوْا أَحَدًا حَدَّثَ أَبِي سَعِيدٍ فِي بِيْرٍ بُضَاعَةٌ أَحْسَنَ مِمَّا رَوَى أَبُو أُسَامَةَ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عرض کی گئی: یا رسول اللہ! کیا ہم بضاعہ کنوئیں سے وضو کر سکتے ہیں (زاوی کہتے ہیں) یہ وہ کنواں تھا جس میں حائضہ عورتوں (کے کپڑے) کتوں کا گوشت (مردہ کتے) گندگی ڈالی جاتی تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی پاک ہوتا ہے، اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

”بضاعہ“ کے کنوئیں کے بارے میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت کو ابواسامہ سے زیادہ بہتر دوسرے کسی نے نقل نہیں کیا، یہ روایت دیگر حوالوں سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

اس باب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی احادیث منقول ہیں۔

بَابُ مِنْهُ الْآخَرُ

باب 50: (اسی سے متعلق دیگر روایات)

62 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

61- اخرجہ احمد (31/3) وابو داؤد (64/1)؛ کتاب الطہارۃ باب: ما جاء فی بشر بضاعۃ حدیث (66) والنسائی (174/1)؛ کتاب المیاد باب: ذکر بشر بضاعۃ من طریق محمد بن کعب عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن رافع بن خدیج عن ابی سعید الخدری بہ۔

62- اخرجہ احمد (107,38,12/2) وابو داؤد (64/1)؛ کتاب الطہارۃ باب: ما ینجس الماء حدیث (65) وابن ماجہ (172/1)؛

کتاب الطہارۃ وسننہا باب: مقدار الماء الذی لا ینجس حدیث (517) والدارمی (186/1)؛ کتاب الصلاۃ والطرہارۃ باب: قدر الماء الذی لا ینجس وابن خزیمہ (49/1) حدیث (92) وعبد بن حمید (260) حدیث (818) من طریق عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر

عن ابن عمر بہ۔

متن حدیث: وَهُوَ يُسَالُ عَنِ الْمَاءِ يَكُونُ فِي الْفَلَاةِ مِنَ الْأَرْضِ وَمَا يُنُوبُهُ مِنَ السَّبَاعِ وَالذَّوَابِ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلْتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ قَالَ عَبْدَةُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَقَ الْقَلَّةُ هِيَ الْجَرَارُ وَالْقَلَّةُ الَّتِي يُسْتَقَى فِيهَا مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَقَ قَالُوا إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلْتَيْنِ لَمْ يَنْجَسْهُ شَيْءٌ مَا لَمْ يَتَغَيَّرَ رِيحُهُ أَوْ طَعْمُهُ وَقَالُوا يَكُونُ نَحْوًا مِنْ خَمْسِ قَرَبٍ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے پانی کے بارے میں دریافت کیا گیا: جو بے آب و گیاہ زمین میں ہوتا ہے اور اسے درندے اور چوپائے پیتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب پانی دو قلعے ہو جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔

محمد بن اسحاق فرماتے ہیں: ”قلہ“ گھڑے کو کہتے ہیں اور ”قلہ“ اس چیز کو کہتے ہیں جس میں پانی بھرا جاتا ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امام شافعی رضی اللہ عنہ، امام احمد رضی اللہ عنہ، امام اسحاق رضی اللہ عنہ بھی اسی بات کے قائل ہیں: جب پانی دو قلعے ہو جائے تو اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی جب تک اس کی بو یا اس کا ذائقہ تبدیل نہ ہو جائیں، وہ یہ بیان کرتے ہیں: (دو قلعے پانی) تقریباً پانچ مشکیزوں کے جتنا ہوتا ہے۔

پانی کے نجس و طاہر ہونے کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

یہاں سے حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ پانیوں کی بحث کا آغاز کر رہے ہیں۔ مسلسل چار ابواب میں پانی کے نجس و طاہر ہونے کے حوالے سے چار احادیث مبارکہ نقل فرمائی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ پانی کب پاک ہوتا ہے اور کب نجس؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کے مابین اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ پانی قلیل ہو یا کثیر جب تک اس کے اوصاف ثلاثہ یعنی رنگ، بو اور ذائقہ میں سے کوئی تبدیل نہ ہو، وہ پاک ہوتا ہے۔ انہوں نے بر بضاعۃ والی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بر بضاعۃ جس میں کتوں کا گوشت، حیض کے کپڑوں کے چیتھڑے اور دیگر بدبودار اشیاء پھینکی جاتی تھیں، کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا ہم اس کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ان الماء طہور لا ینجسہ شیء (بیشک پانی پاک ہے، اسے کوئی چیز پلید نہیں کر سکتی) علاوہ ازیں انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بھی استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا یسولن احدکم فی السماء الدائم ثم یتوضأ منه (جامع ترمذی رقم الحدیث ۶۳) تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے کہ پھر اس سے وضو کرے۔ آپ قلتین والی روایت کو ضعیف قرار دیتے ہیں، جس وجہ سے اسے قابل احتجاج نہیں سمجھتے۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ماء قلیل نجاست کرنے سے پلید ہو جاتا ہے۔ خواہ اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل نہ بھی ہو۔ البتہ ماء کثیر نجاست کرنے سے اس وقت تک نجس نہیں ہوتا جب تک اس کے

اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل نہ ہو جائے۔ ان کے نزدیک ماء کثیر قلتین یا اس سے زائد مقدار میں پانی ہے۔ انہوں نے حدیث قلتین سے استدلال کیا ہے۔ وہ یہ ہے: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے سنا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس تالاب کے پانی کے بارے میں دریافت کیا گیا جس سے درندے اور چارپائے وغیرہ پیتے ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: اذا کان الماء قلتین لم تکمل الخبث۔ جب پانی قلتین کی مقدار میں ہو تو وہ پلید نہیں ہوتا۔ اس حدیث مبارکہ میں مقدار قلتین کو ماء کثیر قرار دیا گیا ہے۔

۳۔ حضرت عائشہ، حضرت حسن بصری اور حضرت امام داؤد ظاہری رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ماء کثیر ہو یا قلیل، اس میں نجاست کرنے سے اس وقت تک پلید نہیں ہوتا جب تک اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل نہیں ہو جاتا۔

۴۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نجاست کرنے سے ماء قلیل پلید ہو جاتا ہے۔ خواہ اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل ہو یا نہ۔ البتہ ماء کثیر میں نجاست کرنے سے اس وقت پلید ہوگا جب اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل ہو جائے ورنہ نہیں۔ آپ کے نزدیک ماء کثیر وہ ہے جس کی ایک طرف حرکت کرنے سے دوسری طرف میں حرکت پیدا نہ ہو یا وہ پانی دس ہاتھ طویل، دس ہاتھ عریض اور گہرا اتنا ہو کہ دونوں ہاتھوں سے پانی لیتے وقت نیچے سے زمین ظاہر نہ ہو۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث لا یولن احدکم فی الماء الراکد الخ اور حدیث اذا استیقظ احدکم من منامہ الخ سے استدلال کیا ہے۔ آپ کے نزدیک قلتین والی روایت ماء جاری کے حکم میں ہے۔ (علامہ محمد لیاقت علی رضوی شرح قدوری جلد اول ص ۸۵)

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّاِكِدِ

باب 51: کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا مکروہ ہے

63 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ حَدِيثٌ: لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص کھڑے ہوئے پانی میں

پیشاب نہ کرے (کیونکہ) پھر اسی سے وضو کرنا ہوگا۔

63- اضرجه مسلم (190/2 - نووی)؛ کتاب الطہارۃ؛ باب: النہی عن البول فی الماء الراکد حدیث (282/95)؛ وابو داؤد (66,65/1)؛ کتاب الطہارۃ؛ باب: البول فی الماء الراکد حدیث (69)؛ والنسائی (49/1)؛ کتاب الطہارۃ؛ باب: الماء الدائم حدیث (57)؛ (197/1)؛ کتاب الفسل والتیمیم؛ باب ذکر نہی الجنب عن الاغتسال فی الماء الدائم حدیث (400)؛ والدارمی (186/1)؛ کتاب الصلاۃ والطہارۃ؛ باب: الوضوء من الماء الراکد وضرجه احمد (265/2)؛ والعمیدی (429/2)؛ حدیث (970)؛ وابن خزیمہ (37/1)؛ حدیث (66)؛ من طریق محمد بن سیرین عن ابی ہریرۃ بہ۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

شرح

ماء راکد میں پیشاب کرنے کی ممانعت اور اس کی حکمت:

ماء راکد سے مراد ایسا پانی ہے جو کھڑا ہوا ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ جاری پانی یا جو پانی جاری کے حکم میں ہو خواہ شرعی طور پر اس میں پیشاب کرنے کی ممانعت تو نہیں ہے لیکن بلا ضرورت اس سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔

کھڑے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت کی توجیہ و حکمت یہ ہے کہ اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ وہ ماء قلیل ہوگا تو پیشاب کرنے سے پلید ہو جائے گا۔ اگر وہ ماء کثیر ہوگا تو پیشاب کرنے سے خواہ پلید تو نہیں ہوگا لیکن نظافت کے تقاضا کے خلاف ہوگا۔ ایسے پانی سے غسل یا وضو کریں گے تو ذہنی طور پر انسان مطمئن نہیں ہوگا بلکہ وساوس کا شکار ہو سکتا ہے۔ جو آگے چل کر مرض کی شکل بھی اختیار کر سکتا ہے۔ کچھ لوگ وہ درودہ حوض میں پاؤں ڈال کر وضو کرتے ہیں، اس سے منع کرنے پر ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ حوض میں پاؤں ڈالنے سے پلید تو نہیں ہوتا۔ اس میں کوئی شک نہیں اس سے پلید نہیں ہوتا، لیکن تہذیب و اخلاق کے منافی ضروری ہے۔ علاوہ ازیں حوض میں پاؤں وغیرہ دھونے سے خواہ نجس تو نہیں ہوگا مگر گندا تو ضرور ہوگا جبکہ نظافت و طہارت کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَاءِ الْبَحْرِ أَنَّهُ طَهُورٌ

باب 52: سمندر کا پانی پاک ہوتا ہے

64 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ ح وَحَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَلَمَةَ مِنْ آلِ ابْنِ الْأَزْرَقِ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ أَبِي بَرْدَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ

متن حدیث: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَرَكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطَشْنَا أَفْتَوَضُّا مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ

64- اضرجه مالك في الموطأ (22/1)؛ كتاب الطهارة باب: الطهور للوضوء حديث (12) واحد (393,237/2) وأبو داود

(69/1)؛ كتاب الطهارة باب: الوضوء بماء البحر حديث (83) وابن ماجه (136/1)؛ كتاب الطهارة ومنهها باب: الوضوء بماء

البحر حديث (386) والنسائي (50/1)؛ كتاب الطهارة باب: ماء البحر حديث (95) (176/1) كتاب المياه باب: الوضوء بماء

البحر حديث (332) والدارمي (186,185/1)؛ كتاب الصلاة والطهارة باب: الوضوء من ماء البحر وابن خزيمة (59/1) حديث

(111) من طريق المغيرة بن ابي بردة وهو من بني عبد الدار عن ابي هريرة به-

الطهور ماؤه الحِل مِيتُهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَالْفِرَاسِيِّ

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ

وَأَبْنُ عَبَّاسٍ لَمْ يَرَوْا بِأَسَا بِمَاءِ الْبَحْرِ

وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوُضُوءَ بِمَاءِ الْبَحْرِ مِنْهُمْ ابْنُ عُمَرَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ

عَمْرٍو وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو هُوَ نَارٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: اس نے عرض کی: یا رسول

اللہ! ہم سمندر میں نہایت بونے اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی لے کر جاتے ہیں، اگر ہم اس کے ذریعے وضو کر لیں، تو ہم خود پیا سے رہ جائیں گے، کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر لیا کریں؟ آپ نے فرمایا: اس کا پانی پاک ہوتا ہے اور اس کا مردار حلال ہوتا ہے۔

اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت فراسی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے اکثر فقہاء کی یہی رائے ہے، جن میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہما شامل ہیں، ان کے نزدیک سمندر کے پانی (سے وضو کرنے میں) کوئی حرج نہیں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے بعض حضرات نے سمندر کے پانی کے ذریعے وضو کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے، ان میں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما شامل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: وہ (یعنی سمندر کا پانی) آگ ہے۔ (یعنی نقصان دہ ہے)۔

شرح

ماء البحر کا شرعی حکم:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سمندری پانی سے وضو کرنے کے بارے میں شبہ تھا، اس لیے کہ خشکی طرح سمندر بھی بے شمار

مخلوق کا مسکن و محور ہے اور ہر روز ہزاروں جانوروں میں مرتے ہوں گے۔ مردار جانوروں کی وجہ سے ممکن ہے کہ پانی نجس ہو اور

اسے وضو اور غسل کے لیے استعمال کرنا درست نہ ہو۔ اس سلسلے میں انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ

نے جواب دیا: الطهور ماءہ والحل مِيتہ۔ سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔

سوال: اس مقام پر سوال یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے صرف سمندر کے پانی کا حکم دریافت کیا تھا جبکہ جواب میں

پانی کے علاوہ سمندری جانوروں کے حلال و حرام کا حکم بھی بیان کیا گیا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ جواب: اشیء بالشیء یذکر یعنی بات

سے بات نکلتی ہے۔ سوال خواہ پانی کے بارے میں کیا گیا تھا لیکن جواب میں جانوروں کا حکم بیان بھی ارشاد فرما کر سائل کے لیے

مزید سوال کرنے کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حدیث میں مذکور ہے کہ ایک صحابی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یا رسول اللہ! ہم لوگ جنگل میں اونٹ چراتے ہیں اور ہمارے پاس چھاگل میں پینے کے لیے پانی ہوتا ہے۔ ہم میں سے کسی کی ہوا خارج ہو جائے تو کیا وہ بغیر وضو کے نماز پڑھ سکتا ہے، کیوں کہ پانی کی قلت ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: اذا فسا احدکم فلیتوضأ ولا تاتوا النساء فی ادبارهن جب تم میں سے کسی کی ہوا خارج ہو جائے تو وہ وضو کرے اور تم عورتوں کے پچھلے مقام میں جماع نہ کرو۔ اس حدیث میں سوال تو ایک چیز کے بارے میں کیا گیا تھا لیکن آپ نے جواب میں سائل کو دوسری چیز بھی بیان کر دی۔ اسی طرح زیر بحث حدیث میں خواہ سوال تو سمندر کے پانی کے حوالے سے تھا لیکن جواب میں سمندر کے جانوروں کا حکم بھی بیان کر دیا۔

سمندری جانوروں کی حلت و حرمت میں مذاہب آئمہ:

خشکی کی طرح سمندر میں بھی بے شمار جانور موجود ہیں۔ سوال یہ ہے کہ سمندر کے کون کون سے جانور حلال ہیں اور کون کون سے حرام ہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ میں اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ خنزیر کے علاوہ تمام سمندری جانور حلال ہیں۔ آپ کے متعدد دلائل ہیں: (۱) ارشادِ بانی ہے: احل لکم صید البحر وطعامہ، سمندری جانوروں کا شکار اور ان کا کھانا تمہارے لیے، حلال ہے۔ (۲) حدیث: الحل میتتہ سمندر کا مردار بھی تمہارے لیے حلال ہے۔ (۳) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم ایک عرصہ تک ”عنزہ“ نامی سمندری جانور کھاتے رہے۔ یہ جانور مچھلی کے علاوہ کوئی دوسرا تھا۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس بارے میں چار اقوال ہیں:

(۱) مچھلی کے علاوہ سب جانور حرام ہیں۔ (۲) جو جانور خشکی میں حلال ہیں ان کی نظیر سمندر میں بھی حلال ہیں، جو جانور خشکی میں حرام ہیں ان کی نظیر سمندر میں بھی حرام ہیں۔ وہ جانور جن کی نظیر خشکی میں نہ پائی جائے تو وہ سمندر میں حلال ہیں۔ (۳) مینڈک، بحری خنزیر اور بحری کتا کے علاوہ تمام جانور حلال ہیں۔ (۴) مینڈک کے علاوہ تمام سمندری جانور حلال ہیں۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل آپ کے دلائل ہیں۔

۳- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ مچھلی کے علاوہ سمندر کے تمام جانور حرام ہیں حتیٰ کہ سمک طانی بھی حرام ہے۔ آپ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: احلت لنا البیتان والدھان ہمارے لیے دو مردار (مچھلی اور مکڑی) اور دو خون (کلیجی اور تلی) حلال قرار دیے گئے ہیں۔

سمک طانی کی حلت و حرمت میں مذاہب آئمہ:

سمندری جانوروں میں سے ایک ”سمک طانی“ ہے۔ اس سے مراد وہ مچھلی ہے جو مر کر پانی کی سطح پر اٹھی ہو کر تیر رہی ہو۔ سوال یہ ہے کہ کیا ”سمک طانی“ حلال ہے یا حرام؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کے درمیان اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ”سمک طانی“ حلال ہے۔ ان

کے دلائل یہ ہیں: (۱) الحل میتہ، یعنی سمندر کا مردار حلال ہے۔ (۲) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ”عبر“ جانور مراہو دستیاب ہوا جو وہ نصف ماہ تک کھاتے رہے۔

۲۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ”سمک طانی“ حلال نہیں ہے۔ آپ نے حضرت جابر بن عبد اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے استدلال کیا ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما القی البحر او جزر عنہ فکلوه ومامات فیہ و طفا فلاتا کلوہ (سنن ابی داؤد جلد ثانی ص ۵۳۳)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کے دلائل کے جوابات یہ ہیں: (۱) پہلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ حدیث کے الفاظ: ”الحل میتہ“ سے مراد غیر مذبوح جانور نہیں ہیں بلکہ ”مالیس له نفس سائلۃ“ مراد ہے جس طرح ”احلت لنا میتان“ میں لفظ ”میتہ“ سے یہی مفہوم مراد ہے۔ (۲) دوسری دلیل کا جواب یہ ہے کہ حدیث عنبر میں طانی ہونے کی وضاحت نہیں ہے۔ طانی فقط اس مچھلی کو کہا جاتا ہے جو خارجی سبب کے علاوہ از خود سمندر میں مرکز الٹی ہو کر پانی کی سطح پر تیرنا شروع ہو جائے۔ البتہ جو مچھلی کسی خارجی سبب مثال کے طور پر شدت حرارت، شدت برودت، امواج کی نذر ہو کر یا کنارے سے پانی دور جانے وغیرہ سے مرکز سطح پانی پر تیرنا شروع ہو جائے تو وہ طانی ہرگز نہیں ہوگی۔ اس کا کھانا حلال ہے۔ ان جوابات سے معلوم ہوا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف حقیقت پر مبنی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي الْبَوْلِ

باب 53: پیشاب (کے چھینٹوں سے بچنے) کی شدید (تاکید)

65 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ وَقُتَيْبَةُ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا

يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا هَذَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَأَمَّا هَذَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي مُوسَى وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَسَنَةَ وَزَيْدِ بْنِ

ثَابِتٍ وَأَبِي بَكْرَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

65- اضربه البغاري (385/1): كتاب الرضوء باب: ما جاء في غسل البول حديث (218) ومسلم (204/2- نووي): كتاب الطهارة باب: الدليل على نجاسة البول ووجوب الاستبراء منه حديث (292/111) وابو داود (52/1): كتاب الطهارة باب: الاستبراء من البول حديث (20) وابن ماجه (125/1): كتاب الطهارة ومنسها باب: التشديد في البول حديث (347) والنسائي (28/1): كتاب الطهارة باب: التنزه عن البول حديث (31) والدارمي (188/1): كتاب الصلاة والطهارة باب: الانقاء من البول واضربه احمد (225/1) وابن خزيمة (33/1) حديث (56) وعبد بن حميد (210, 211) حديث (620) من طريق الاعمش عن مجاهد عن طاوس عن ابن عباس به-

اسناد دیگر: وَرَوَى مَنْصُورٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ طَاوُسٍ وَرِوَايَةُ الْأَعْمَشِ أَصَحُّ

توضیح راوی: قَالَ: وَسَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبَانَ الْبَلْخِيِّ مُسْتَمْلِيًا وَكَيْعٌ يَقُولُ سَمِعْتُ وَكَيْعًا يَقُولُ الْأَعْمَشُ أَحْفَظُ لِإِسْنَادِ إِبْرَاهِيمَ مِنْ مَنْصُورٍ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے آپ نے فرمایا: ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور ان دونوں کو کسی (بظاہر) بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا ہے۔ اُن میں سے ایک پیشاب (کی چھینٹوں) سے بچتا نہیں تھا اور دوسرا شخص چغلی کیا کرتا تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن حسنہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

منصور نے اس حدیث کو مجاہد کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس میں طاؤس کا ذکر نہیں کیا۔ ویسے اعمش کی نقل کردہ روایت زیادہ مستند ہے۔

میں نے ابو بکر محمد بن ابان سے سنا انہوں نے فرمایا: میں نے وکیع سے سنا: ابراہیم کی اسناد میں اعمش منصور سے ”احفظ“ ہیں (یعنی زیادہ یاد رکھنے والے ہیں)

شرح

پیشاب کی چھینٹوں سے عدم احترام اور چغلی کھانے کی وعید:

صحاح ستہ کی مختلف کتابوں میں یہ واقعہ موجود ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا۔ یہ واقعہ جنت البقیع یا کسی سفر کا ہے یا دو الگ الگ واقعات بھی ہو سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے، جو کسی بہت بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک کو پیشاب کی چھینٹوں سے احترام نہ کرنے کے باعث اور دوسرے کو چغلی کھانے کے سبب۔ آپ کے دست اقدس میں کھجور کی تر چھڑی تھی۔ آپ نے اس کے دو حصے کیے، ایک ٹکڑا ایک قبر پر رکھ دیا اور دوسرا ٹکڑا دوسری قبر پر۔ پھر فرمایا: ان ٹکڑوں کے سبب ان کے عذاب قبر میں تخفیف ہو گئی ہے۔

حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں قبروں والے مسلمان تھے کیونکہ کفار کا عذاب دائمی ہوتا ہے جس میں تخفیف و کمی نہیں ہوتی۔

حدیث سے ثابت ہونے والے مسائل:

اس حدیث سے متعدد مسائل معلوم ہوئے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

- ☆ نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی دیوار یا دوسری چیز حائل نہیں ہو سکتی۔
- ☆ یہ عقیدہ غلط ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہے۔
- ☆ اصحاب قبور کے احوال سے آپ آگاہ ہیں اور ان کی آزمائش و راحت سے بھی۔
- ☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے اعمال خیر و بد کو بخوبی جانتے ہیں۔
- ☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عذاب قبر کے تدارک و علاج کو بھی جانتے ہیں۔
- ☆ قبروں پر تر چھڑی رکھنا یا پھول ڈالنا جائز ہے جو صاحب قبر کے لیے راحت و آرام کا باعث ہو سکتے ہیں۔

سوال و جواب:

زیر مطالعہ حدیث کی توضیح کے لیے چند سوالات اور ان کے جوابات ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

سوال: اصحاب قبور مسلمان تھے یا غیر مسلم؟

جواب: وہ مسلمان تھے۔ اس سلسلے میں چند قرائن ہیں: (۱) مسند امام احمد بن حنبل کے الفاظ ہیں: وما یعد بان الا فی الغیبة والبول۔ (انہیں غیبت کرنے اور پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا تھا) ان کو ان کے کفر کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ (۲) مسند امام احمد بن حنبل میں ہی ہے: من دفنتم الیوم ہنا (تم لوگوں نے آج کن کو دفن کیا ہے؟) اس کے مخاطب صحابہ کرام ہیں۔ (۳) کافر کے عذاب میں تخفیف نہیں ہوتی، اگر تخفیف ہو تو اس کی تصریح کر دی جاتی ہے، جس طرح ابولہب کے بارے میں تصریح موجود ہے۔

سوال: کچھ روایات میں کبیرہ گناہ کی نفی ثابت ہوتی ہے اور دیگر روایات میں اثبات تو پیشاب کی چھینٹوں سے عدم احترام اور چغلی کھانا کیا گناہ کبیرہ ہیں؟

جواب: نفی والی روایت میں کبیرہ سے مشقت والی چیز مراد ہے، جس سے احترام کرنا دشوار نہیں ہے جبکہ اثبات والی روایت میں کبیرہ گناہ مراد لیا گیا ہے۔

سوال: کچھ روایات میں غیبت کا ذکر ہے اور کچھ میں نیمہ (چغلی) کا تو دونوں کے درمیان تعارض ہوا؟

جواب: غیبت سے مراد ہے: ذکر العیب علی وجہ الغیب (کسی کی عدم موجودگی میں اس کی عیب جوئی کرنا، اور نیمہ سے مراد ہے: ذکر الحدیث علی جہۃ الفساد (فساد و جھگڑا برپا کرنے کی غرض سے کوئی بات کرنا) دونوں کے درمیان عام خاص مطلق کی نسبت ہے، جس میں ایک مادہ اجتماعی اور دو افتراقی ہوا کرتے ہیں۔ یہاں اجتماعی مادہ ایسا ہے جسے نیمہ کہا جاسکتا ہے اور غیبت بھی۔ لہذا کوئی تعارض نہ رہا۔

سوال: عذاب کی وجہ کیا ہے؟

جواب: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیامۃ الصلوٰۃ او کما قال علیہ السلام۔ قیامت کے دن سب سے قبل سوال نماز کے بارے میں ہوگا۔ نماز کی چابی طہارت ہے۔ آخرت کی منازل میں سب سے پہلی منزل قبر ہے۔ یہ

منزل آسان ہوئی تو دوسری منازل بھی آسان ہوں گی۔ قبر میں طہارت کا سوال مناسب تر ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر کو دیکھ کر آنسو بہایا کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي نَضْحِ بَوْلِ الْغُلَامِ قَبْلَ أَنْ يُطْعَمَ

باب 54: جو بچہ کھانا نہ کھاتا ہو اس کے پیشاب پر پانی چھڑکنا

66 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَاحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أُمِّ قَيْسِ بِنْتِ مِحْصَنٍ

متن حدیث: قَالَتْ دَخَلْتُ بَابِنِ لِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا

بِمَاءٍ فَرَشَهُ عَلَيْهِ

فی الباب: قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَائِشَةَ وَزَيْنَبَ وَلُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ وَهِيَ أُمُّ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ

عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبِي السَّمْحِ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي لَيْلَى وَأَبْنِ عَبَّاسٍ

مذاهب فقہاء: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَهُوَ قَوْلٌ غَيْرٌ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِثْلِ أَحْمَدَ وَاسْحَقَ قَالُوا يُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ وَيُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ وَهَذَا مَا لَمْ

يُطْعَمَ فَإِذَا طَعِمَ غُسِلَ جَمِيعًا

﴿﴾ سیدہ ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں اپنے بیٹے کو لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی وہ

کھانا نہیں کھاتا تھا (یعنی کھانا کھانے کی عمر تک نہیں پہنچا تھا) اس نے نبی اکرم ﷺ پر پیشاب کر دیا، نبی اکرم ﷺ نے پانی منگوا یا

اور اس پر چھڑک دیا۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا، سیدہ لبابہ بنت

حارث رضی اللہ عنہا، حضرت ابو سحیح، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابولیلیٰ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد آنے والے کئی اہل علم کی یہی رائے ہے

جن میں امام احمد اور اسحاق بھی شامل ہیں۔ یہ حضرات فرماتے ہیں: لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جائے گا اور لڑکی کے پیشاب کو

66- اخرجہ مالک فی الموطأ (64/1)؛ کتاب الطہارۃ باب: ما جاء فی بول الصبی حدیث (110) والبخاری (39/1)؛ کتاب الوضوء

باب: بول الصبیان حدیث (223)؛ ومسلم (197/2 - نووی)؛ کتاب الطہارۃ باب: حکم بول الطفل الرضيع. وكيفية غسله حدیث

(287/103)؛ وابوداؤد (155/1)؛ کتاب الطہارۃ باب: بول الصبی یصیب الثوب حدیث (374)؛ وابن ماجہ (174/1)؛ کتاب

الطہارۃ وشمسنا باب: ما جاء فی بول الصبی الذی لم یطعم حدیث (524)؛ والنسائی (157/1)؛ کتاب الطہارۃ باب: بول الصبی الذی

لم یأكل الطعام حدیث (302)؛ والدارمی (189/1)؛ کتاب الصلاة والطہارۃ باب: بول الغلام الذی لم یطعم واخرجہ احمد (356،

355/6)؛ وابن خزيمة (144/1)؛ حدیث (285)؛ والهيدي (165/1)؛ حدیث (343)؛ من طريق عبیداللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ عن

ام قیس بنت محسن الاسديۃ بہ۔

دھویا جائے گا۔

یہ حکم اس وقت ہے جب انہوں نے ابھی کھانا کھانا شروع نہ کیا ہو لیکن اگر انہوں نے کھانا شروع کر دیا ہو تو ان دونوں (کے پیشاب کو) دھویا جائے گا۔

شرح

شیر خوار بچے کے پیشاب کو دھونے میں مذاہب آئمہ:

شیر خوار بچہ جو غذا نہ کھاتا ہو، کا پیشاب پاک ہے یا پلید؟ برصورت ثانی اسے دھویا جائے گا یا اس پر پانی چھڑک دینا کافی ہوگا؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام ابو داؤد ظاہری رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شیر خوار بچے کا پیشاب نجس نہیں ہے۔ اس لیے کہ کھانا کھانے سے جو فضلہ یا پیشاب بنتا ہے، وہ نجس ہے۔ جمہور کے نزدیک شیر خوار بچے کا پیشاب نجس ہے۔ البتہ اس کے دھونے کے طریقہ میں ان کے مابین اختلاف ہے۔

۲- حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد اور حضرت امام اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک شیر خوار بچے کا پیشاب دھونے کی بجائے اس پر پانی کے چھینٹے مار دینا ہی کافی نہیں۔ البتہ بچی کے پیشاب کو پانی سے دھونا ضروری ہے۔ چھینٹے مارنے کی صورت میں چھینٹے اتنے مارے جائیں کہ خواہ وہ خود تقاطر نہ ہو مگر نچوڑنے سے تقاطر ہو جائے۔ انہوں نے زیر بحث حدیث اور دیگر احادیث جن میں الفاظ ”نضح“ اور ”رش“ استعمال ہوئے ہیں، سے اپنے موقف پر استدلال کیا ہے۔ ان دونوں الفاظ سے مراد چھینٹے مارنا ہے۔

۳- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام سفیان ثوری رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک شیر خوار بچہ ہو یا بچی دونوں کے پیشاب کو دھو کر صاف کرنا ضروری ہے۔ البتہ بچے کے پیشاب کو بنسبت بچی کے خفیف انداز میں دھویا جائے گا۔ انہوں نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے جن میں پیشاب سے احتراز و اجتناب کرنے کی ہدایات دی گئی ہیں۔ نیز ان احادیث سے جن میں ”صب علیہ الباء“ اور ”اتبعہ الباء“ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی وغیرہ کے دلائل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ جن روایات میں ”نضح“ اور ”رش“ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، وہاں ان کے معانی وہ مراد لیے جائیں جو موقع محل اور اقتضاء الحال کے مطابق ہوں مثلاً ”نضح“ اور ”رش“ چھینٹوں کے علاوہ ”غسل خفیف“ کے معانی میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جب ان الفاظ سے ”غسل خفیف“ مراد لیا جائے تو یہ روایات ہمارے موقف کے خلاف ہرگز نہیں رہیں گی۔

سوال: سنن ابی داؤد میں ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ونضحہ و یغسلہ (کپڑے پر چھینٹے مارے اور اسے دھویا نہیں) کے الفاظ موجود ہیں؟

جواب: یہاں غسل کی نفی سے غسل مبالغہ کی نفی مراد ہے نہ کہ مطلقاً کی نفی ہے۔

سوال: بچے کی نسبت بچی کے غسل بول میں مبالغہ کیوں مقصود ہوتا ہے؟

جواب: (۱) بچہ نسبت بچی کے مجالس میں زیادہ لایا جاتا ہے جو تخفیف کا متقاضی ہے۔

(۲) بچی کے پیشاب میں لیسہ ار مادہ ہوتا ہے۔

(۳) بچے کا پیشاب کئی جگہوں میں اور کم مقدار میں گرتا ہے لیکن بچی کا پیشاب ایک ہی جگہ میں کثیر مقدار میں گرتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي بَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ

باب 55: جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہو اس کے پیشاب کا حکم

67 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّعْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ

حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ وَقَتَادَةُ وَثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَاسًا مِنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَاجْتَرَوْهَا فَبَعَثَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِبِلِ الصَّدَقَةِ وَقَالَ

متن حدیث: اشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَفَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَأْفُوا الْإِبِلَ وَارْتَدُّوا عَنِ الْإِسْلَامِ فَاتَى بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ مِنْ خِلَافٍ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ وَأَلْقَاهُمْ بِالْحَرَّةِ قَالَ أَنَسٌ فَكُنْتُ أَرَبِي أَحَدَهُمْ يَكْدُ الْأَرْضَ بِفِيهِ حَتَّى مَاتُوا وَرُبَّمَا قَالَ حَمَّادٌ يَكْدُمُ الْأَرْضَ بِفِيهِ حَتَّى مَاتُوا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ

مذہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ مدینہ منورہ آئے وہاں کی آب و ہوا انہیں موافق نہیں آئی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں زکوٰۃ کے اونٹوں میں بھیج دیا۔ آپ نے فرمایا: تم ان کا دودھ اور پیشاب پیو ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو بھگا کر لے گئے اور وہ اسلام سے مرتد ہو گئے۔

(بعد میں) انہیں پکڑ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت میں کٹوا دیے

اور ان کی آنکھوں میں سلاخیں پھر وادیں پھر انہیں ریگستان (کے تپتے ہوئے پتھروں پر) ڈلوادیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ان میں سے ایک شخص کو دیکھ رہا تھا وہ (پیاس کی شدت سے) اپنی زبان کے ذریعے زمین کو چاٹ رہا تھا یہاں تک کہ وہ

67- اضربه البخاری (400/1): کتاب الوضوء باب: ابوالابیل والدواب والفتنم ومرابض حدیث (233) ومسلم

(1296/3): کتاب القسامۃ باب: حکم المہاریب والمرتبین حدیث (1671/9) وابوداؤد (534/2): کتاب الصدور باب: ماجاء

فی المہاریب حدیث (4364) وابن ماجہ (861/2): کتاب الصدور باب: من هارب وسمی فی الارض فسادا حدیث (2578)

واضربه النسائی (97/7): کتاب حرم الدم باب: ناول قول الله عزوجل: (انما جزاء الذین یحاربون الله ورسوله) حدیث (4034)

واضربه احمد (205, 107/3) من طریق حمید وقتادہ وثابت عن انس به۔

لوگ اسی حالت میں مر گئے۔

حماد نامی راوی بعض اوقات یہ لفظ نقل کرتے ہیں۔

یکدم (یعنی وہ اپنے منہ سے زمین کو چاٹ رہا تھا) یہاں تک کہ وہ لوگ مر گئے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے یہ کئی حوالوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

اکثر اہل علم اس بات کے قائل ہیں: حلال جانوروں کے پیشاب میں حرج نہیں۔

68 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْأَعْرَجِيُّ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ غِيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ

زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّمِيمِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنَّمَا سَمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيُنَهُمْ لِأَنَّهُمْ سَمَلُوا أَعْيُنَ الرَّعَاةِ (۱)

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا ذَكَرَهُ غَيْرَ هَذَا الشَّيْخِ عَنْ يَزِيدِ بْنِ

زُرَيْعٍ وَهُوَ مَعْنَى قَوْلِهِ (وَالْجُرُوحُ قِصَاصٌ)

وَقَدْ رَوَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ إِنَّمَا فَعَلَ بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا قَبْلَ أَنْ تَنْزَلَ

الْحُدُودُ

◀◀ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں سلاخیاں اس لیے پھروائیں

تھیں کیونکہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کی آنکھوں میں سلاخیاں پھیر دی تھیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے اس شخص کے علاوہ اور کسی نے بھی یزید بن زریج سے، ہمارے علم

کے مطابق، اس روایت کو نقل نہیں کیا۔

قرآنی حکم ”والجروح قصاص“ کے مطابق ان کی آنکھوں میں سلاخیاں پھروائی گئیں، کیونکہ انہوں نے چرواہوں کی آنکھوں میں

سلاخیاں پھروائیں تھیں۔ محمد بن سیرین سے منقول ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل حدود کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔

شرح

ماکول للحکم جانوروں کا پیشاب نجس ہونے میں مذاہب آئمہ:

قبیلہ ”عرینے“ یا قبیلہ ”عکل“ یا دونوں سے متعلق آٹھ افراد مدینہ طیبہ میں آئے۔ انہیں مدینہ طیبہ کی آب و ہوا موافق نہ آئی تو وہ

بیمار ہو گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صدقہ کے اونٹوں میں بھیج دیا اور فرمایا: تم اونٹنیوں کا پیشاب اور دودھ نوش کرو۔ وہ

صدقہ کے اونٹوں میں گئے۔ انہوں نے چرواہوں کو شہید کر دیا اور اونٹوں کو بھگا کر لے گئے اور اسلام سے مرتد ہو گئے۔ پھر وہ پکڑ کر

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ آپ نے ان لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت کٹوا دیے اور ان کی

(۱) - اخرجه مسلم (1298/3)؛ كتاب القسامة باب: حكم المحاربين والمرتبين حديث (1671/14) والنسائي (100/7)؛ كتاب

تصريح الدم؛ باب تاويل قول الله عز وجل (انما جزنا الذين يمارون الله ورسوله) حديث (4043) من طريق سليمان التيمي عن انس

آنکھوں میں سلائیاں پھر وادیں پھر انہیں ریگستان (تپتی ہوئی ریت) میں پھینکوادیا۔ وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گئے۔
سوال یہ ہے کہ کیا ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب نجس ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک، حضرت امام محمد اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ وہ طاہر ہے۔ ان کے دلائل یہ ہیں: (۱) زیر بحث حدیث ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عرینہ یا قبیلہ عکل کے لوگوں کو اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پینے کا حکم دیا۔ (۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صلوا فی مرائب الغنم۔ ”تم بکریوں کے ٹھہرنے کی جگہ میں نماز ادا کرو“۔ اگر ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب نجس ہوتا تو بکریوں کی قیام گاہ میں آپ ہرگز نماز ادا کرنے کی اجازت نہ دیتے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام سفیان ثوری رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نجس ہے۔ ان کے دلائل یہ ہیں:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: استنزهوا من البول فان عامة عذاب القبر منه (سنن ابن ماجہ) (تم پیشاب سے بچو کیونکہ عام طور پر عذاب قبر اسی وجہ سے ہوتا ہے)
(۲) حضرت سعد بن ابی معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا واقعہ ہے جس میں ہے کہ تدفین کے بعد قبر نے انہیں شدت سے دبایا۔ انہوں نے کسی کو (خواب میں) بتایا یہ سب کچھ پیشاب سے احتراز نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ (مسند امام احمد)
(۳) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے: نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اکل لحوم الجلالة والبانہا (جامع ترمذی) (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گندگی کھانے والے جانوروں کا گوشت کھانے اور ان کا دودھ پینے سے منع فرمایا)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ کے دلائل کے جوابات یوں دیے جاتے ہیں: دلیل اول کے جوابات: (۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اہل عرینہ یا قبیلہ عکل کے لوگوں کے لیے اونٹوں کا پیشاب اور دودھ پینے کا علاج ”الخبیث للخبیثین“ کے مطابق تجویز فرمایا۔ (۲) ان لوگوں کو پیشاب پینے کا حکم نہیں دیا گیا تھا بلکہ اس کے خارجی استعمال میں لانے کا حکم دیا تھا۔ اس کی اصل عبارت یوں تھی: ”اشربوا من البانہا واستنشقوا من ابوالہا“
(۳) یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے منسوخ ہے۔ وہ روایت یہ ہے: استنزهوا عن البول فان عامة عذاب القبر منه۔ دلیل دوم کا جواب: حدیث میں ہے جب تم میں کوئی شخص مسجد میں آئے تو وہ اپنے جوتے کو دیکھ لیا کرے، اگر اس میں نجاست ہو تو اسے صاف کر کے اس میں نماز ادا کرے۔ (سنن ابی داؤد جلد اول ص ۹۶) چونکہ عموماً راستوں میں چارپائیوں کے فضلات پڑے ہوتے ہیں جن کا جوتے یا پاؤں کو لگ جانا اسے پلید کر دیتا ہے۔

حدیث نمبر ۶۸ میں ان لوگوں سے انتقام لیتے ہوئے ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیرنے کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ ان لوگوں

نے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہوں کی آنکھوں میں سلائیاں پھیری تھیں۔

سوال: حاضر ہونے والے آٹھ اشخاص کا تعلق کس قبیلہ سے تھا؟

جواب: چار افراد قبیلہ عرینہ کے اور تین قبیلہ عنکل کے جب کہ ایک کسی اور قبیلہ کا تھا۔

سوال: کسی روایت میں آنکھیں نکالنے کا ذکر ہے اور کسی میں آنکھوں میں سلائیاں پھیرنے کا تو دونوں روایات میں تعارض

ہوا؟

جواب: پہلے سلائیاں پھیری گئیں پھر آنکھیں نکالی گئیں، لہذا کوئی تعارض نہ رہا۔

سوال: کیا پیشاب پینا جائز ہے؟

جواب: (۱) یہ قبیلہ عرینہ کی خصوصیت تھی (۲) اصل عبارت اس طرح تھی: اشربوا من البانہا واستنشقوا من ابوالہا۔

یعنی تم ان کا دودھ پیو اور ان کا پیشاب سونگھو۔ گویا پینے کا ذکر نہیں ہے لہذا اعتراض بھی نہ رہا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِنَ الرِّيحِ

باب 56: ہوا (خارج ہونے) پر وضو کا ٹوٹ جانا

69 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: لَا وَضُوءَ إِلَّا مِنْ صَوْتٍ أَوْ رِيحٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: وضو اس وقت لازمی ہوتا ہے جب آواز

آئے یا ہوا (بدبو) خارج ہو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

70 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَوَجَدَ رِيحًا بَيْنَ يَتِيهِ فَلَا يَخْرُجُ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا

فِي الْبَابِ: قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ وَعَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي

سَعِيدٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

70- اضرجه احد (471, 435, 410/2) وابن ماجه (172/1) : كتاب الطهارة و سننہا باب : لا وضوء الا من صوت حدیث

(515) وابن خزيمه (18/1) حدیث (27) من طريق سرييل بن ابي صالح عن ابيه عن ابي هريرة به -

مذہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ الْعُلَمَاءِ أَنْ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ إِلَّا مِنْ حَدِيثٍ يَسْمَعُ صَوْتًا أَوْ يَجِدُ رِيحًا
وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ إِذَا شَكَّ فِي الْحَدِيثِ فَإِنَّهُ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ حَتَّى يَسْتَيَقِنَ اسْتِيقَانًا يَقْدِرُ
أَنْ يَحْلِفَ عَلَيْهِ وَقَالَ إِذَا خَرَجَ مِنْ قِبَلِ الْمَرَاةِ الرِّيحُ وَجَبَ عَلَيْهَا الْوُضُوءُ
وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاسْحَقَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص مسجد میں موجود ہو اور وہ اپنی
سزین میں سے ہوا کا خروج محسوس کرے تو اس وقت تک (وضو کرنے کے لیے) نہ نکلے جب تک آواز نہ سن لے یا بدبو محسوس نہ کر لے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

علماء بھی اس بات کے قائل ہیں: ان کے نزدیک وضو ٹوٹنے کی صورت میں وضو اس وقت لازم ہوتا ہے جب آدمی آواز نہ
سن لے یا اسے بدبو محسوس ہو۔ ابن مبارک فرماتے ہیں: جب آدمی کو وضو ٹوٹنے کے بارے میں شک ہو تو اس پر وضو کرنا اس وقت تک
لازم نہیں ہوگا جب تک اسے وضو ٹوٹنے کا اتنا یقین نہ ہو کہ وہ اس پر قسم اٹھا سکتا ہو۔ ابن مبارک فرماتے ہیں: اگر عورت کے ”قبیل“
(اگلی شرمگاہ) سے ہوا خارج ہو جائے تو اس پر وضو کرنا لازم ہوگا۔

امام شافعی رحمہ اللہ اور امام اسحق رحمہ اللہ بھی اس بات کے قائل ہیں۔

71 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنْ اللَّهُ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ کسی شخص کی نمازوں کو اس وقت
تک قبول نہیں کرتا، جب وہ بے وضو ہو، جب تک وہ وضو نہ کر لے۔
امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

مسئلہ کی وضاحت:

لفظ ”ریح“ کے دو پہلو ہیں جب یہ بھیگے ہوئے کپڑے سے گزرے تو کپڑا نجس نہیں ہوگا، کیونکہ اس صورت میں اس (ریح) کے
کے پاک ہونے کا اعتبار ہوگا۔ اس کے خارج ہونے سے وضو فاسد ہو جاتا ہے اس صورت میں اس کے نجس ہونے کا اعتبار ہوگا۔
خلاصہ یہ ہے کہ ریح خارج ہوتے وقت آواز نہ سن لے یا بدبو محسوس کی تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں ٹوٹے گا۔

71- اضربہ احمد (2/318,308) والبخاری (1/282) کتاب الوضوء باب: لا تقبل صلاة بغير طهور حديث (135) ومسلم
(2/144-144) نووی: کتاب الطہارۃ: باب وجوب الطہارۃ للصلاة حديث (2/225) وابو داؤد (1/63): کتاب الطہارۃ باب: فرض
الوضوء: حديث (60) وابن خزيمه (1/9) حديث (11) من طريق همام بن منبه عن ابي هريرة به۔

ایک سوال اور اس کا جواب:

زیر بحث حدیث سے ثابت ہوتا ہے ہوا خارج ہوتے وقت آواز سن لی یا بدبو محسوس کی تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب کوئی شخص مسجد میں اپنے سرینوں میں ہوا کا خارج ہونا محسوس کرے تو وہ آواز نہ سنے یا بدبو محسوس نہ کرے تو وہ مسجد سے باہر (وضو کرنے کے لیے) نہ جائے۔ دونوں حدیثوں کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ایک روایت سے وضو ٹوٹتا ہے اور دوسری میں نہیں ٹوٹتا تو دونوں کے درمیان تعارض ہوا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ایک روایت میں اجمال ہے اور دوسری روایت میں تفصیل ہے۔ اجمال والی روایت کو تفصیل والی روایت کے ساتھ ملا یا جائے تو مطلب یہ بنے گا کہ ہوا خارج ہوتے وقت یقینی طور پر بدبو محسوس کی یا آواز سنی تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔ اس سلسلے میں مشہور قاعدہ ہے: **الیقین لایزول بالشک** یعنی شک سے یقین زائل نہیں ہو سکتا۔

سوال: قبل (آگے والے مقام) سے خارج ہونے والی ہوا سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب: حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبل کی مطلقاً ہونا ناقص وضو نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ بدبو کے ساتھ خارج نہیں ہوتی اور نہ محل نجاست سے ہو کر آتی ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مطلقاً ہونا ناقص وضو ہے۔

سوال: مفصات (وہ عورت جس کے سبیلیں کے مابین کا پردہ پھٹ گیا ہو یا سوراخ ہو گیا ہو) کی قبل سے خارج ہونے والی ہوا کا کیا حکم ہے؟

جواب: غیر مفصات کی قبل سے خارج ہونے والی ہونا ناقص وضو نہیں۔ البتہ مفصات کے بارے میں احناف کے تین اقوال ہیں: (۱) اس ہوا سے وضو ٹوٹ جاتا رہتا ہے (۲) اگر ہوا بدبو دار ہو تو ناقص وضو ہے ورنہ نہیں (۳) مفصات پر وضو واجب نہیں ہوتا مگر وضو کر لینا مستحب و مستحسن ہے۔ آخری قول پر فتویٰ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ

باب 57: سونے کے بعد (بیدار ہونے پر) وضو کرنا

12 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْمَعِيلُ بْنُ مُوسَى كُوفِيٌّ وَهَنَادٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ الْمُحَارَبِيِّ الْمَعْنِيُّ وَاحِدٌ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ الْمَلَائِيُّ عَنْ أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ وَهُوَ سَاجِدٌ حَتَّى غَطَّ أَوْ نَفَخَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ قَدْ نِمْتَ قَالَ إِنَّ الْوُضُوءَ لَا يَجِبُ إِلَّا عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرَحَثَ مَفَاصِلَهُ

72- اخرجه احمد (256/1) وابو داود (101/1)؛ كتاب الطهارة باب: في الوضوء من النوم واخرجه عبد بن حميد (221,220)

حدیث (659) من طریق قنادة عن ابی العالیة عن ابن عباس به۔

توضیح راوی: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَأَبُو خَالِدٍ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

فِي الْبَابِ: قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا، آپ سو گئے آپ سجدے کی حالت میں تھے یہاں تک کہ آپ کے خراثوں کی آواز آنے لگی پھر آپ اٹھے اور نماز پڑھنے لگے میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ تو سو گئے تھے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وضو اس شخص پر لازم ہوتا ہے جو لیٹ کر سوئے، کیونکہ جب وہ لیٹتا ہے تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (اس حدیث کے ایک راوی) ابو خالد کا نام یزید بن عبد الرحمن ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

73 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُونَ ثُمَّ يَقُومُونَ فَيُصَلُّونَ وَلَا

يَتَوَضَّئُونَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: قَالَ: وَسَمِعْتُ صَالِحَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْمُبَارَكِ عَمَّنْ نَامَ قَاعِدًا مُعْتَمِدًا فَقَالَ لَا وُضُوءَ عَلَيْهِ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَقَدْ رَوَى حَدِيثَ ابْنِ عَبَّاسٍ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ أَبَا الْعَالِيَةِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

مذہب فقہاء: وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ فَرَأَى أَكْثَرُهُمْ أَنْ لَا يَجِبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ إِذَا نَامَ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا حَتَّى يَنَامَ مُضْطَجِعًا وَبِهِ يَقُولُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدُ

قَالَ بَعْضُهُمْ إِذَا نَامَ حَتَّى غَلِبَ عَلَى عَقْلِهِ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ وَبِهِ يَقُولُ إِسْحَاقُ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ مَنْ نَامَ قَاعِدًا فَرَأَى رُؤْيَا أَوْ زَالَتْ مَقْعَدَتُهُ لَوْ سَنَّ النَّوْمَ فَعَلَيْهِ الْوُضُوءُ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب سو جاتے تھے اور پھر وہ کھڑے ہو کر نماز ادا کر لیتے تھے وہ از سر نو وضو نہیں کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

73- اضرجه احمد (277/3) 'ومسلم (307/2-308- نووی): كتاب الميضي باب: الدليل على ان نوم الجالس لا ينقض الوضوء.

حديث (376/125) و ابو داود (100/1): كتاب الطهارة باب: في الوضوء من النوم حديث (200) من طريق قتادة عن انس به-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے صالح بن عبداللہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا: جو بیٹھ کر ٹیک لگا کر سو جاتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اس شخص پر وضو کرنا لازم نہیں ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو سعید بن ابوعروبہ نے قتادہ کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے طور پر نقل کیا ہے، انہوں نے اس میں ابو عالیہ کا ذکر نہیں کیا، اور اسے ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل نہیں کیا۔ سونے کی وجہ سے وضو ٹوٹنے کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے، ان میں سے اکثریت کی رائے یہ ہے: اگر کوئی شخص بیٹھ کر یا کھڑا کھڑا سو جائے، تو وضو لازم نہیں ہوگا اس وقت تک جب تک وہ لیٹ کر نہ سوئے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے، بعض حضرات یہ کہتے ہیں: جب کوئی شخص سو جائے، یہاں تک کہ اس کی عقل پر نیند کا غلبہ ہو جائے (یعنی اس کے حواس ختم ہو جائیں) تو اس پر وضو واجب ہوگا۔ امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب آدمی بیٹھ کر سو جائے اور کوئی خواب دیکھ لے یا نیند کے غلبہ کی وجہ سے اس کے بیٹھنے کی جگہ (یعنی سرین) اپنی جگہ سے ہٹ جائے، تو اس پر وضو کرنا لازمی ہوگا۔

شرح

نوم کے ناقض وضو ہونے یا نہ ہونے میں مذاہب آئمہ:

نیند بنفسہ ناقض وضو نہیں ہے، البتہ بغیرہ ناقض وضو ضرور ہے۔ اس لیے کہ نیند کی حالت میں جسم سے خروج ریح کا امکان ہوتا ہے کیونکہ اعضاء بدن ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ اس امر خارجی کی وجہ سے نیند کو ناقض وضو قرار دیا گیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ نوم ناقض وضو ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ نوم مطلقاً ناقض وضو نہیں ہے۔ البتہ گہری نیند ناقض وضو ضرور ہے۔ ان کے نزدیک گہری نیند وہ ہے جس میں خواب نظر آئے یا خراٹے بھرے گئے ہوں یا حالت نماز میں بدن کا پچھلا حصہ اوپر اٹھ گیا ہو۔ انہوں نے زیر بحث دونوں حدیثوں سے استدلال کیا ہے۔

۲- حضرت امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جب نیند عقل پر غالب آجائے تو ناقض وضو ہے خواہ یہ معاملہ کسی حالت میں بھی پیش آجائے، ورنہ نہیں۔ انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: اذا اضطجع استرحت مفاصلہ یعنی جب نیند کی حالت میں جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں تو ہوا خارج ہونے کا امکان ہوتا ہے۔

۳- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ دوران نماز قیام، قعود، رکوع اور سجود کی حالت میں نیند آنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ علاوہ ازیں چارزانو بیٹھ کر سونے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔ البتہ لیٹ کر یا ٹیک لگا کر سونے سے یا کھڑا ہو کر سویا پھر زمین پر گر جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ ان حالتوں میں اعضاء جسم ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ آپ نے بھی اس حدیث سے استدلال کیا

ہے: اذا اضطجع استرحت مفاصلہ۔ آپ کا مذہب زیادہ مدلل، فطرت کے قریب تر اور احتیاط پر مبنی ہے۔
حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے باب کی پہلی حدیث کی یہ وجہ بیان کی جاتی ہے کہ نوم غالب ناقض وضو ہوتی ہے، جس میں اعضاء جسم ڈھیلے پڑ جاتے ہیں لیکن یہاں نوم غالب نہیں پائی گئی۔ علاوہ ازیں حدیث دوم کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ صحابہ کرام پر نوم کا غلبہ نہیں ہوتا تھا بلکہ ”النعاس“ (غنودگی) طاری ہو جاتی تھی۔ لہذا دونوں روایات آپ کے موقف کے خلاف نہیں ہیں۔ اس تقریر سے دیگر آئمہ کے دلائل کے جوابات بھی آگئے۔

سوال: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی خصوصیت کے بارے میں دریافت کیا تھا لیکن آپ نے جواب میں عام قاعدہ بیان کر دیا؟
جواب: یہ اعلیٰ اسلوب حکمت ہے کہ ہماری خصوصیات تو مسلمہ ہیں جن سے کوئی راہ فرار اختیار نہیں کر سکتا مگر آپ لوگوں کو جس مسئلہ کی ضرورت ہے وہ دریافت کریں کہ کون سی چیز ناقض وضو ہو سکتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ

باب 58: آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کی وجہ سے وضو کا لازم ہونا

74 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: الْوُضُوءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ وَلَوْ مِنْ ثَوْرٍ أَقِطٍ قَالَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْتَوَضَا مِنَ الدُّهْنِ أَنْتَوَضَا مِنَ الْحَمِيمِ قَالَ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَا ابْنَ أَخِي إِذَا سَمِعْتَ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَضْرِبْ لَهُ مَثَلًا

فی الباب: قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَأَبِي طَلْحَةَ وَأَبِي أَيُّوبَ وَأَبِي مُوسَى
مذہب فقہاء: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْوُضُوءَ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ وَأَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ عَلَى تَرْكِ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ
﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو چیز آگ پر پکی ہو اس کو کھانے سے وضو کرنا لازم ہوگا خواہ وہ پیر کا ٹکڑا ہو۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! کیا ہم تیل کی وجہ سے وضو کریں گے؟
کیا ہم گرم پانی کی وجہ سے وضو کریں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! جب تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کوئی حدیث سن لو تو اس کے سامنے

74- اضرجه احمد (503/2) وابن ماجه (163/1): كتاب الطهارة و سننها باب: الوضوء مما غيرت النار حديث (485) ابن طرس

محمد بن عمرو بن علقمة عن ابي سلمة عن ابي هريرة به-

مثالیں نہ بیان کیا کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض اہل علم اس بات کے قائل ہیں: آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کی وجہ سے وضو کرنا لازم ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد آنے والے اہل علم کی یہ رائے ہے: آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کی وجہ سے وضو لازمی نہیں ہوتا۔ (یعنی آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا)۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ

باب 59: آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے کی وجہ سے) وضو لازم نہ ہونا

75 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ

سَمِعَ جَابِرًا قَالَ قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَذَبَحَتْ لَهُ شَاةً فَأَكَلَ وَأَتَتْهُ بِقِنَاعٍ مِنْ رُطْبٍ فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ تَوَضَّأَ لِلظُّهْرِ وَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَاتَتْهُ بِعُلَّالَةٍ مِنْ عُلَّالَةِ الشَّاةِ فَأَكَلَ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي رَافِعٍ وَأُمِّ الْحَكَمِ وَعَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ وَأُمِّ عَامِرٍ وَسُوَيْدِ بْنِ الثُّعْمَانِ وَأُمِّ سَلَمَةَ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَلَا يَصِحُّ حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ فِي هَذَا الْبَابِ مِنْ قَبْلِ إِسْنَادِهِ إِنَّمَا رَوَاهُ حُسَامُ بْنُ

مِصْكٍ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّحِيحُ إِنَّمَا هُوَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَكَذَا رَوَاهُ الْحَفَظُ وَرَوَى مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ وَعِكْرِمَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَهَذَا أَصَحُّ

(۱) - صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے صرف امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

75- اخرجه احمد (414/2) و مسلم (285/2- نووی): كتاب الميضي باب: الدليل على من يفتن الطهارة ثم شك في الحدث فله ان

يصلى بطهارته تلك حديث (362/99) وابو داود (94/1): كتاب الطهارة باب: اذا شك في الحدث حديث (177) والدارمي

(184, 183/1): كتاب الصلاة والطهارة باب: لا وضوء الا من حدث وابن خزيمة (17, 16/1) حديث (24) من طريق سهيل

عن ابيه عن ابى هريرة به۔

مذہب فقہاء: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِثْلَ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَاسْحَقَ زَاوَا تَرَكَ الْوُضُوءَ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ وَهَذَا الْخَرُّ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ هَذَا الْحَدِيثُ نَاسِخٌ لِلْحَدِيثِ الْأَوَّلِ حَدِيثِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ تشریف لے گئے، میں آپ کے ساتھ تھا، آپ ایک انصاری خاتون کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس خاتون نے آپ کے لیے ایک بکری ذبح کی آپ نے اسے کھایا، پھر وہ خاتون کھجوروں کا ایک تھال لے کر آئی، آپ نے ان میں سے بھی کھایا، پھر آپ نے ظہر کی نماز کے لیے وضو کیا، پھر نماز ادا کی، پھر نماز سے فارغ ہوئے، تو وہ خاتون بکری کا بچا ہوا گوشت لائی۔ آپ نے اسے بھی کھالیا، پھر آپ نے عصر کی نماز ادا کی، لیکن از سر نو وضو نہیں کیا۔

اس باب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابورافع، حضرت امّ حسن رضی اللہ عنہا، حضرت امّ عامر، حضرت سوید بن نعمان اور سیدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث سند کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے، کیونکہ اسے حسام بن مصعب نے ابن سیرین کے حوالے سے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

درست یہ ہے: یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔ علم حدیث کے ماہرین نے اسے اس طرح روایت کیا ہے، اور اس کے علاوہ دیگر صورتوں میں ابن سیرین کے حوالے سے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

عطاء بن یسار، عکرمہ، محمد بن عمرو بن عطاء، علی بن عبد اللہ بن عباس اور کئی حضرات نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کی سند میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد آنے والے اکثر اہل علم نے اس چیز پر عمل کیا ہے، ان میں سفیان ثوری رحمہ اللہ، ابن مبارک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ، امام اسحاق رحمہ اللہ شامل ہیں۔ ان حضرات کے نزدیک آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے سے) وضو کرنا لازم نہیں ہوگا۔

نبی اکرم ﷺ سے معاملات میں آخری عمل یہی منقول ہے، گویا یہ حدیث پہلی والی حدیث کو منسوخ کرنے والی ہے، وہ حدیث جس میں پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنے کا حکم ہے۔

آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کا شرعی حکم:

آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو لازم آتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ مسلسل دو ابواب اور ان کے تحت دو احادیث بھی لائے ہیں۔ پہلے باب کی حدیث سے آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو کا وجوب ثابت ہوتا ہے جبکہ

دوسرے باب کی حدیث سے وضو کا عدم وجوب ثابت ہوتا ہے۔ ابتداء میں اس مسئلہ کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اراء اور افعال مختلف تھے لیکن بعد میں اس کے عدم وجوب پر ان کا اجماع منعقد ہو گیا۔

سوال یہ ہے کہ جب آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کے عدم وجوب پر اجماع منعقد ہو چکا ہے تو باب اول کی حدیث کا کیا جواب ہوگا؟ اس کے متعدد جوابات ہیں جن میں سے چند ایک ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

۱- حدیث: وضو بما مست النار، کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ اس کی ناخ حضرت جابر بن عبد اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے: قال کان اخر الامرین من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترک الوضوء ما غیرت النار (سنن ابی داؤد جلد اول ص ۲۵) راوی کا کہنا ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری دو چیزوں میں سے ایک آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو کا حکم ختم کرنا ہے۔
۲- اس حدیث میں حکم وجوب کے لیے نہیں بلکہ استحباب کے لیے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وضو کرنا ثابت ہے اور ترک وضو بھی۔ وضو کرنا مستحب عمل ہے۔

۳- اس وضو سے مراد اصطلاحی وضو نہیں ہے بلکہ لغوی وضو ہے۔ اس کی تائید حضرت عکراش بن ذویب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے۔ وہ ایک خاتون کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں: ثم اتینا بماء فغسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدیه و مسح بیلل کفیه و جہہ و ذراعیه و رأسہ و قال یا عکراش هذا الوضوء مما غیرت النار۔ (جامع ترمذی) پھر ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی پیش کیا تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے، ان کی تری سے کہنیوں تک اپنے دونوں ہاتھوں، اپنے چہرے، اپنی دونوں کلائیوں اور اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے عکراش! آگ پر پکی ہوئی چیز کا یہ وضو ہے۔ معلوم ہوا حدیث باب سے مراد وضو صغیر ہے جو ہاتھ، چہرہ اور منہ کے دھونے کا نام ہے۔
۴- آگ سے پکی ہوئی چیز کے کھانے سے فرشتوں سے مشابہت نہیں رہتی یا آتش دنیا جہنم کی آتش سے ملتی جلتی ہے اور اس کا مقام بھیانک و خطرناک ہے تو اس سے تعلق و رابطہ ختم کرنے کے لیے وضو کا حکم دیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ

باب 60: اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا

76 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الرَّازِيِّ عَنِ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: سُنِّلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ فَقَالَ تَوَضَّؤُوا مِنْهَا

76- اضرحه احمد (303,288/4) وابو داؤد (96/1): كتاب الطهارة باب: الوضوء من لحوم الابل حديث (184) (187/1):

كتاب الصلاة باب: النهي عن الصلاة في مبارك الابل حديث (493) وابن ماجه (166/1): كتاب الطهارة وسننها باب: ما جاء في

الوضوء من لحوم الابل حديث (494) وابن خزيمه (22,21/1) حديث (32) من طريق عبد الرحمن بن ابي ليلى عن البراء بن

عازب به -

وَسُئِلَ عَنِ الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ فَقَالَ لَا تَتَوَضَّأُوا مِنْهَا قَالَ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَأُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَقَدْ رَوَى الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ وَالصَّحِيحُ حَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ

وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَقَ وَرَوَى عُبَيْدَةُ الصَّبِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الرَّازِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى

عَنْ ذِي الْغُرَّةِ الْجُهَنِيِّ وَرَوَى حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ فَأَخْطَأَ فِيهِ وَقَالَ فِيهِ عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ وَالصَّحِيحُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

الرَّازِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ إِسْحَقُ صَحَّ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثَانِ عَنْ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثُ الْبَرَاءِ وَحَدِيثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ

مذاهب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَقَ وَقَدْ رَوَى عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ أَنَّهُمْ لَمْ

يَرَوْا الْوُضُوءَ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ

﴿﴾ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے کے

بارے میں دریافت کیا گیا: تو آپ نے فرمایا: تم اس کے بعد وضو کرو! آپ سے بکری کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے کے

بارے میں دریافت کیا گیا: تو آپ نے فرمایا: تم اس کے بعد وضو نہ کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایات منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حجج بن ارطاة نے اس حدیث کو نقل کیا ہے، انہوں نے اسے عبد اللہ بن عبد اللہ کے حوالے

سے، عبد الرحمن بن ابویلیلی کے حوالے سے، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔

عبیدہ نسبی نے اسے عبد اللہ رازی کے حوالے سے، عبد الرحمن بن ابویلیلی کے حوالے سے ذوالعزہ چہنی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

حماد بن سلمہ نے اس حدیث کو حجج بن ارطاة کے حوالے سے نقل کرتے ہوئے اس میں غلطی کی ہے۔

انہوں نے اس کی سند میں یہ کہا ہے: یہ عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابویلیلی کے حوالے سے اور وہ اپنے والد اور وہ حضرت اسید بن

حضیر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔

صحیح یہ ہے: عبد اللہ بن عبد اللہ راوی نے اسے عبد الرحمن بن ابویلیلی کے حوالے سے، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

اسحاق فرماتے ہیں: اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو احادیث مستند طور پر منقول ہیں، ایک حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ

کی حدیث اور ایک حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں، تابعین اور دیگر اہل علم میں سے چند حضرات سے یہی قول منقول ہے:

ان کے نزدیک اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا لازم نہیں ہے۔
سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہل کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

لحوم اہل کھانے سے لزوم وضو اور عدم لزوم کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

لحوم اہل کھانے سے لزوم وضو اور عدم لزوم کے حوالے سے آئمہ فقہ میں اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱- حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ لحم اہل کھانے سے خواہ کچا ہو یا پکا وضو واجب ہو جاتا ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے لحم اہل اور دودھ کے استعمال سے لزوم وضو کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے لزوم وضو کا حکم دیا۔ جب آپ سے بکری کے گوشت اور دودھ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عدم لزوم کا حکم دیا۔ علاوہ ازیں اونٹ کی تلی، کلجی، گردہ، دل اور بھیجا کھانے سے ان کے نزدیک وضو لازم نہیں ہوتا کیونکہ ان چیزوں پر گوشت کا اطلاق نہیں ہوتا۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو لازم نہیں ہوتا کیونکہ اس کے وجوب کی کوئی واضح دلیل موجود نہیں ہے۔

آئمہ ثلاثہ کی طرف سے حدیث باب کے متعدد جوابات دیے گئے ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- جب حدیث: الوضوء مما غیرت النار، منسوخ قرار پاگئی تو اسی طرح یہ حدیث بھی منسوخ ہوگئی۔ اس لیے کہ اونٹ کا گوشت کچا نہیں بلکہ پکا کر کھایا جاتا ہے۔

۲- یہ حکم امت کے عوام کے لیے نہیں ہے بلکہ خواص کے لیے ہے۔

۳- اس حدیث میں لزوم وضو کا حکم وجوب کے لیے نہیں بلکہ استحباب کے لیے، اس کی تائید حضرت سمرہ السوائی کی روایت سے بھی ہوتی ہے: قال نسالت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت انا اهل بادية و ما شية فهل نتوضا من لحوم الابل و البانها قال: نعم، قلت فهل نتوضا من لحوم الغنم و البانها قال: لا۔ (الطبرانی فی الکبیر) میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ہم لوگ دیہات میں مقیم ہیں اور پیدل سفر کرتے ہیں تو کیا اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ پینے پر ہم وضو کریں گے؟ آپ نے جواب دیا: ہاں۔ میں نے یہ بھی سوال کیا: کیا بکری کا گوشت اور دودھ استعمال کرنے پر ہم وضو کریں گے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: ہاں۔ اس روایت میں بھی استحباب ہی بیان ہوا ہے۔ (علامہ محمد لیاقت علی رضوی شرح قدوری جلد اول ص ۷۰)

۴- وضو کی دو اقسام ہیں (۱) وضو صغیر جس کا مطلب کھانے پینے سے فراغت پر ہاتھ، منہ اور چہرہ دھونا ہے۔ (۲) وضو کبیر، اس سے مراد نماز جیسا وضو کرنا ہے جس کے چار فرائض ہیں اور اسے نماز کی چابی قرار دیا گیا ہے۔

سوال: اس وضو کو اگر بالفرض مستحب قرار دیا جائے تب بھی سوال یہ ہے کہ آخر اس کی کوئی وجہ بھی تو ہونی چاہیے؟

جواب: قوم بنی اسرائیل پر اونٹ کا گوشت حرام قرار دیا گیا تھا لیکن امت محمدیہ کے لیے حلال قرار دیا گیا۔ اس کی اباحت دراصل اللہ تعالیٰ کی نعمت اور احسان ہے اور اس نعمت کے شکرانہ میں اس کے کھانے پر وضو مستحب قرار دیا گیا ہے۔

باب الوضوء من مس الذکر

باب 61: شرمگاہ چھونے کے بعد وضو کرنا

II سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلَا يُصَلِّ حَتَّى يَتَوَضَّأَ قَالَ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ وَأَبِي أَيُّوبَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَرْوَى ابْنَةُ أَنَيْسٍ وَعَائِشَةُ وَجَابِرٌ وَزَيْدُ بْنُ خَالِدٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: قَالَ هَكَذَا رَوَاهُ غَيْرٌ وَاحِدٌ مِثْلَ هَذَا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بُسْرَةَ وَرَوَى أَبُو أُسَامَةَ وَغَيْرٌ وَاحِدٌ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَرْوَانَ عَنْ بُسْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ اسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ بِهِذَا وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثُ أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ بُسْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ بُسْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

مذہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَبِهِ يَقُولُ الْأَوْزَاعِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَاسْحَقُ

قول امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَصْحَبُ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثُ بُسْرَةَ وَقَالَ أَبُو زُرْعَةَ حَدِيثُ أُمِّ حَبِيبَةَ فِي هَذَا الْبَابِ صَحِيحٌ وَهُوَ حَدِيثُ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ عَنَسَةَ بِنِ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ وَقَالَ مُحَمَّدٌ لَمْ يَسْمَعْ مَكْحُولٌ مِنْ عَنَسَةَ بِنِ أَبِي سُفْيَانَ وَرَوَى مَكْحُولٌ عَنْ رَجُلٍ عَنْ عَنَسَةَ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ وَكَانَ لَمْ يَرِ هَذَا الْحَدِيثُ صَحِيحًا

77- اخرجہ مالک فی الموطأ (42/1)؛ کتاب الطہارۃ باب: الوضوء من مس الذکر حدیث (58) والصبوری (171/1) حدیث (352) واحمد (407/406/6) وابو داؤد (95/1)؛ کتاب الطہارۃ باب: الوضوء من مس الذکر حدیث (181) والنسائی (100/1)؛ کتاب الطہارۃ باب: الوضوء من مس الذکر حدیث (163) وابن ماجہ (161/1)؛ کتاب الطہارۃ ومنتہا باب: الوضوء من مس الذکر حدیث (479) والدارمی (184/1)؛ کتاب الصلاة اول طہارۃ باب: الوضوء من مس الذکر وابن خزیمہ (22/1) حدیث (33) من طریق مروان بن العکم عن بسرة بنت صفوان به۔

﴿ ﴿ ﴾ حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھو لے وہ اس وقت تک نماز ادا نہ کرے جب تک وہ وضو نہ کر لے۔

اس باب میں سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سیدہ اروکی بنت انیس رضی اللہ عنہا، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن خالد، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایات منقول ہیں۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کئی راویوں نے اسے ہشام بن عروہ کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے حضرت بسرہ سے نقل کیا ہے۔

حضرت بسرہ کے حوالے سے یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے منقول ہے۔
اس روایت کو اسحاق بن منصور نے ابو اسامہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت بسرہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔
نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور تابعین میں سے کئی اہل علم نے یہی رائے دی ہے۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ، شافعی رحمہ اللہ، احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام محمد (بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: اس باب میں سب سے زیادہ مستند روایت حضرت بسرہ کی حدیث ہے۔
امام ابو زرعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اس باب میں سب سے زیادہ مستند ہے یہ علاء بن حارث کی روایت ہے جسے انہوں نے مکحول کے حوالے سے عنبہ بن ابوسفیان کے حوالے سے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔
امام محمد (بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: مکحول نے عنبہ بن ابوسفیان سے احادیث کا سماع نہیں کیا ہے۔ مکحول نے ایک اور راوی کے حوالے سے عنبہ کے حوالے سے دیگر روایات نقل کی ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں) گویا امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک یہ ”حدیث صحیح“ نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكْرِ

باب 62: شرمگاہ کو چھونے کے بعد وضو کرنا، لازم نہ ہونا

78 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا مَلَاذِمُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَدْرِ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ هُوَ الْحَنْفِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: وَهَلْ هُوَ إِلَّا مُضْغَةٌ مِنْهُ أَوْ بَضْعَةٌ مِنْهُ

78- اخرجہ احمد (23/4) وابو داؤد (95/1)؛ کتاب الطہارۃ باب: الرخصة فی مس الذکر حدیث (182) وابن ماجہ (163/1)؛
کتاب الطہارۃ ومنسباً باب: الرخصة فی مس الذکر حدیث (483) والنسائی (101/1)؛ کتاب الطہارۃ باب: ترك الوضوء من مس
الذکر حدیث (165) من طریق قیس بن طلحہ بن علی عن ابيه به۔

فی الباب: قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أَمَامَةَ

مذاهب فقہاء: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَعْضُ التَّابِعِينَ أَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْا الْوُضُوءَ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَابْنِ الْمُبَارَكِ

حکم حدیث: وَهَذَا الْحَدِيثُ أَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِيَ فِي هَذَا الْبَابِ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ أَيُّوبُ بْنُ عُتْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ عَنْ أَبِيهِ

توضیح راوی: وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي مُحَمَّدِ بْنِ جَابِرٍ وَأَيُّوبِ بْنِ عُتْبَةَ وَحَدِيثِ مُلَازِمِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَدْرِ أَصَحُّ وَأَحْسَنُ

﴿﴾ قیس بن طلح اپنے والد کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: یہ صرف گوشت کا ایک ٹکڑا ہے (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) یہ اس کے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین سے یہ روایت منقول ہے: ان حضرات کے نزدیک شرمگاہ کو چھونے کے بعد وضو کرنا لازم نہیں ہے۔ اہل کوفہ اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

اس باب میں یہ حدیث ”احسن“ ہے۔

اس روایت کو ایوب بن عتبہ اور محمد بن جابر نے قیس بن طلح کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

علم حدیث کے بعض ماہرین نے محمد بن جابر اور ایوب بن عتبہ کے بارے میں کچھ گفتگو کی ہے (یعنی انہیں مستند قرار نہیں دیا) ملازم بن عمرو کی عبد اللہ بن بدر سے نقل کردہ روایت ”اصح“ اور ”احسن“ ہے

شرح

مس ذکر سے وجوب وضو یا عدم وجوب کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

بلا پردہ مس ذکر، مس فرج اور مس دبر سے وجوب وضو یا عدم وجوب ہوتا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مس ذکر باطن الکف بلا حائل ہو تو ناقض وضو ہوگا۔ ان کے نزدیک مس دبر اور مس فرج کا بھی یہی حکم ہے۔ انہوں نے اپنے موقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے ذکر کو چھوا تو وہ وضو کیے بغیر نماز نہ ادا کرے۔

۲- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مس ذکر، مس فرج اور مس دبر تینوں ناقض وضو نہیں ہیں۔ ان کے دلائل یہ ہیں:

۱۔ عبد الرحمن الجزیری: کتاب الفقہ علی مذاہب اربعہ مترجم جلد اول ص ۱۰۰

(۱) حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے: عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم هل هو الا مضغة او بضعة منه۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذکر جسم کا ایک حصہ ہے یا ٹکڑا ہے۔

(۲) عن طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رجل مست ذکری (او) قال الرجل یمس ذکرہ فی الصلوۃ اعلیہ وضو؟ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا، انما هو بضعة منك۔ حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: میں نے اپنا ذکر چھولیا (یا) اس نے کہا: وہ نماز کی حالت میں اپنے ذکر کو چھوتتا ہے تو اس پر وضو ضروری ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، کیونکہ ذکر بھی تیرے جسم کا ایک حصہ ہے۔

جمہور کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کے جوابات ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

۱- حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سنداً اور متناً حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے زیادہ قوی ہے۔

۲- حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بنسبت حضرت بسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بعد کی ہے۔ بعد والی روایت کو پہلی پر ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

۳- حضرت بسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کی سند میں اضطراب ہے۔ لہذا اسے راجح یا راجح قرار دینا درست نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْوُضُوءِ مِنَ الْقُبْلَةِ

باب 63: (بیوی کا) بوسہ لینے کے بعد وضو لازم نہیں ہوتا

79 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَمَحْمُودُ بْنُ عِيْلَانَ وَأَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنِيُّ

بْنُ حُرَيْثٍ قَالُوا حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَ بَعْضَ نِسَائِهِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ قُلْتُ

مَنْ هِيَ إِلَّا أَنْتِ قَالَ فَضَحِكْتُ

مذاهب فقہاء: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَقَدْ رَوَى نَحْنُ هَذَا عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ قَالُوا لَيْسَ فِي الْقُبْلَةِ وَضُوءٌ

وَقَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَأَسْحَقُ فِي الْقُبْلَةِ وَضُوءٌ وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ

أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَإِنَّمَا تَرَكَ أَصْحَابُنَا حَدِيثَ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا لِأَنَّهُ لَا يَصِحُّ عِنْدَهُمْ لِحَالِ الْإِسْنَادِ

قَالَ: وَسَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ الْعَطَّارَ الْبَصْرِيَّ يَذْكُرُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ قَالَ ضَعَّفَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَبَّانُ

79- اخرجه احمد (210/6) وابو داود (94/1): كتاب الطهارة باب: الوضوء من القبلة حديث (179) وابن ماجه (168/1):

كتاب الطهارة ومنسبها باب: الوضوء من القبلة حديث (502) من طريق عروة بن الزبير عن عائشة به-

هَذَا الْحَدِيثُ جَدًّا وَقَالَ هُوَ شِبْهُ لَا شَيْءَ

قول امام بخاری: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يُضَعِّفُ هَذَا الْحَدِيثَ وَقَالَ حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ وَقَدْ رَوَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَهَا وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَهَذَا لَا يَصِحُّ أَيْضًا وَلَا نَعْرِفُ لِإِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ سَمَاعًا مِنْ عَائِشَةَ وَلَيْسَ يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْبَابِ شَيْءٌ

﴿﴾ عروہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنی ایک زوجہ محترمہ کا بوسہ لیا، پھر آپ نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے اور آپ نے از سر نو وضو نہیں کیا۔

عروہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: 'وہ آپ ہی ہوں گی' عروہ بیان کرتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مسکرا دیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس قول کو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے اور تابعین میں سے ایک سے زیادہ اہل علم سے نقل کیا گیا ہے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ اور اہل کوفہ بھی اس بات کے قائل ہیں ان حضرات کے نزدیک بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

امام مالک بن انس رحمہ اللہ، امام اوزاعی رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ اس بات کے قائل ہیں: بوسہ لینے سے وضو کرنا لازم ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور تابعین میں سے کئی اہل علم اس بات کے قائل ہیں۔ ہمارے اصحاب نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث کو اس لیے ترک کیا ہے، کیونکہ ان کے نزدیک یہ مستند طور پر ثابت نہیں ہے، کیونکہ اس کی سند ایسی نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ابو بکر عطار بصری سے سنا ہے وہ علی بن مدینی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: یحییٰ بن سعید قطان نے اس حدیث کو بہت زیادہ ضعیف قرار دیا ہے، وہ فرماتے ہیں: یہ مشتبہ ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کو اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: حبیب بن ابوثابت نے عروہ سے اس حدیث کا سماع نہیں کیا۔

ابراہیم تیمی کے حوالے سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ بات منقول ہے: نبی اکرم ﷺ نے ان کا بوسہ لیا تھا اور از سر نو وضو نہیں کیا تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت بھی مستند نہیں ہے، کیونکہ ہم ابراہیم تیمی کے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع کے بارے میں نہیں جانتے۔

اس باب میں نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے کوئی بھی "مستند" روایت منقول نہیں ہے۔

شرح

حالت وضو میں بیوی کا بوسہ لینے سے لزوم وضو یا عدم لزوم میں مذاہب آئمہ:

حالت وضو میں بیوی سے بوس و کنار کرنے سے لزوم وضو ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں آئمہ فقہ میں اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ حالت وضو میں بیوی سے بوس و کنار کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ان کے نزدیک عورت کو چھونے سے ہی وضو ٹوٹ جاتا ہے پھر بوسہ لینا تو اونچا عمل ہے۔ انہوں نے نص قرآنی سے استدلال کیا ہے: اولاً مستم النساء۔ (یا تم اپنی بیویوں کو چھولو) حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفسیر کے مطابق بیوی کا بوسہ ناقض وضو ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بیوی کا بوسہ ناقض وضو ہرگز نہیں ہے۔ آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک زوجہ مطہرہ کا بوسہ لیا پھر وضو کیے بغیر آپ نے نماز ادا فرمائی۔ (حدیث باب)

۲- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ تہجد کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرماتے تو میں آپ کے سامنے لیٹی رہتی تھی، جب آپ سجدہ کرتے غمز فرماتے تو میں اپنا پاؤں سمیٹ لیتی تھی۔ (صحیح بخاری)

۳- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز ادا فرماتے تو میں آپ کے سامنے جنازہ کی طرح لیٹی رہتی تھی اور جب آپ نماز وتر ادا کرتے تو اپنے پاؤں مبارک سے مجھے چھوتے تھے۔

(سنن نسائی، جلد اول ص ۳۸)

احناف کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ حدیث صحیح کے مقابل حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ لہذا اقوال متروک ہو جائیں گے اور حدیث پر عمل ہوگا۔

حدیث پر اعتراض اور اس کا جواب:

اس روایت کی سند میں یہ الفاظ ہیں: ”حبیب عن عروۃ عن عائشہ“ دریافت طلب یہ بات ہے کہ یہاں عروہ سے مراد عروہ بن زبیر ہیں یا عروہ مزنی؟ اگر عروہ بن زبیر مراد ہوں تو حبیب کا ان سے سماع ثابت نہیں ہے۔ اگر عروہ مزنی مراد ہوں تو ان کا سماع حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ثابت نہیں ہے، نیز یہ مجہول الصفات راوی ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے: یہاں عروہ سے مراد عروہ بن زبیر ہیں، اس کے چار دلائل ہیں: (۱) عروہ بن زبیر ہونے کی تصریح دارقطنی، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند امام احمد اور سنن ابن ماجہ میں موجود ہے۔ (۲) جب ایک نام کے دو راوی ہوں اور دونوں میں سے کسی کی خصوصیت پر قرینہ نہ ہو تو دونوں میں سے زیادہ مشہور مراد لیا جاتا ہے۔ (۳) روایت میں تصریح ہے کہ عروہ بن زبیر نے ہی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سماع کیا تو

ہے۔ (۳) روایت میں یہ الفاظ ہیں "من شیء الا انت" یہ الفاظ اگر کوئی گھر کا فرد یا رشتہ دار کہے تو مزاح و خوش طبعی پر محمول ہوتے ہیں اور اگر غیر کہے تو مذاق و بدتمیزی مراد ہوتی ہے۔ یہ الفاظ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہو سکتے ہیں کیونکہ آپ بھانجے ہیں جبکہ عروہ مزنی اجنبی اور غیر ہیں۔

سوال: اس جواب پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ سنن ابی داؤد کی عبارت ہے: روی عن الثوری انه قال ما حدثنا حبيب الا عن عروہ المزنی یعنی لم یحدثهم عن عروہ بن الزبیر بشیء اس میں صراحتاً عروہ المزنی کا نام بطور راوی موجود ہے؟
جواب: (۱) یہ روایت مقطوع عن السند ہے، لہذا اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ (۲) لفظ "روی" مجہول کا صیغہ استعمال کر کے حضرت امام ابو داؤد نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِنَ الْقِيءِ وَالرُّعَافِ

باب 64: قے کرنے یا نکسیر پھونکنے کی وجہ سے وضو کرنا

80 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ وَهُوَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْهَمْدَانِيُّ الْكُوفِيُّ وَاسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ حَدَّثَنَا وَقَالَ اسْحَقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَعِيشَ بْنِ الْوَلِيدِ الْمَخْزُومِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَأَفْطَرَ فَتَوَضَّأَ فَلَقِيْتُ ثُوبَانَ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ صَدَقَ أَنَا صَبَبْتُ لَهُ وَضُوئَهُ

توضیح راوی: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَقَالَ اسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ مَعْدَانَ بْنُ طَلْحَةَ قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَابْنُ أَبِي طَلْحَةَ أَصَحُّ مَذَاهِبِ فُقَهَاءِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَقَدْ رَأَى غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ مِنَ التَّابِعِينَ الْوُضُوءَ مِنَ الْقِيءِ وَالرُّعَافِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدَ وَاسْحَقَ

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَيْسَ فِي الْقِيءِ وَالرُّعَافِ وَضُوءٌ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ

حکم حدیث: وَقَدْ جَوَّدَ حُسَيْنُ الْمُعَلِّمُ هَذَا الْحَدِيثَ وَحَدِيثُ حُسَيْنِ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ

اسناد دیگر: وَرَوَى مَعْمَرٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ فَأَخْطَأَ فِيهِ فَقَالَ عَنْ يَعِيشَ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ

خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الْأَوْزَاعِيُّ وَقَالَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ وَأَنَّ مَا هُوَ مَعْدَانَ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ

80- اضربه احمد (443/6) و ابو داؤد (725/1): كتاب الصيام: باب الصائم يستقي عامدا حديث (2381) والدارمي (14/2):

كتاب الصيام: باب: التقيؤ للصائم وابن خزيمة (224/3) حديث (1956) من طريق معدان بن ابي طلحة عن ابي الدرداء به-

﴿﴾ معدان بن ابوطلمح، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کی تو آپ نے از سر نو وضو کیا (راوی کہتے ہیں) پھر میری ملاقات حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے دمشق کی جامع مسجد میں ہوئی میں نے ان سے اس بات کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا: انہوں نے (یعنی حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے) ٹھیک کہا ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کروایا تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسحاق بن منصور نے اس روایت کے راوی کا نام معدان بن طلحہ نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (درست نام) ابن ابی طلحہ ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تابعین نے قے کرنے یا نکسیر پھوٹنے کے بعد وضو کرنا لازم قرار

دیا ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ، ابن مبارک رحمہ اللہ، احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہل علم اس بات کے قائل ہیں: قے کرنے یا نکسیر پھوٹنے کی وجہ سے وضو کرنا لازم نہیں ہوتا امام مالک رحمہ اللہ اور امام

شافعی رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔

حسین معلم نے اس روایت کو بہترین قرار دیا ہے۔

حسین کی روایت اس باب میں سب سے زیادہ مستند ہے۔

معمرنے اس حدیث کو یحییٰ بن ابی کثیر کے حوالے سے نقل کیا ہے انہوں نے اس میں غلطی کی ہے۔

انہوں نے یہ کہا ہے: یہ یحییٰ بن ولید کے حوالے سے خالد بن معدان کے حوالے سے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

انہوں نے اس سند میں اوزاعی رحمہ اللہ کا تذکرہ نہیں کیا اسے خالد بن معدان کے حوالے سے نقل کر دیا ہے جو معدان بن

ابوطلمح کے صاحب زادے ہیں۔

شرح

قی اور نکسیر سے لزوم وضو یا عدم لزوم میں مذاہب آئمہ:

قی آنے یا نکسیر پھوٹنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ نیز اس مسئلہ کا تعلق اس ارشاد ربانی سے ہے: **اوجاء احد منکم من الغائط۔ اس کی تفسیر و توضیح میں بھی اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:**

۱۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ سبیلین سے نجاست برآمد ہونا، ناقض وضو ہے لیکن اس کے علاوہ قی، نکسیر، پیپ اور خون وغیرہ جسم سے برآمد ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے: غزوه ذات الرقاع کے موقع پر ایک صحابی نماز میں مصروف تھے اور سورہ کہف کی قرأت کر رہے تھے۔ دشمن نے انہیں ایک تیر مارا تو وہ نماز میں ہی مشغول رہے۔ جب دشمن کی طرف سے متعدد تیر لگے تو انہوں نے اپنی نماز ختم کر دی اور اپنے ساتھی کو (صورت حال سے آگاہ کرنے کے لیے) بیدار کیا۔ انہوں نے اس روایت سے اس طرح استدلال کیا ہے کہ صحابی کو ایک تیر لگا، خون برآمد ہوا لیکن وہ نماز میں مصروف رہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جسم سے خون

برآمد ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ یہی حکم قی کا ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک منہ بھرتی آنے، نکسیر پھوٹنے، سبیلین سے نجاست برآمد ہونے، جسم کے کسی بھی حصہ سے پیپ اور خون وغیرہ برآمد ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ انہوں نے حضرت حدیث باب سے استدلال نہیں کیا کیونکہ یہ روایت فعلی ہونے کے علاوہ مختلف مفاہیم کی حامل ہو سکتی ہے مثلاً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے محض نظافت کی غرض سے وضو کیا ہو، تازگی و بشاشت کے قصد سے وضو کیا ہو، آپ پہلے سے با وضو نہ ہوں یا نماز ادا کرنے کے لیے آپ نے وضو کیا ہو۔ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من اصابہ قی اور عاف او قلس او مزی فلینصرف فلیتوضا ثم لیبن علی صلاتہ و هو فی ذلک لا یتکلم (جس شخص کو حالت نماز میں قی آجائے یا نکسیر پھوٹ جائے یا پانی برآمد ہو یا مزی نکل آئے تو وہ پلٹ کر وضو کرے پھر اپنی نماز پر بنا کر لے بشرطیکہ اس نے کوئی بات نہ کی ہو)

حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کے جوابات یوں دیے گئے ہیں:

(۱) اس روایت کی سند میں ایک راوی ”عقیل“ ہیں جو مجہول ہیں۔ ایک راوی محمد بن اسحاق ہیں جو مختلف فیہ شخصیت کے مالک ہیں اور انہیں دجال و کذاب بھی کہا گیا ہے۔

(۲) یہ روایت بالا جماع متروک ہے کیونکہ خون کو تو آپ بھی نجس قرار دیتے ہیں۔

(۳) یہ روایت ناقابل استدلال ہے کیونکہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس واقعہ پر مطلع ہونا اور انکار نہ کرنے کی تصریح نہیں ہے۔

(۴) نمازی صحابی غلبہ حال یا غلبہ عشق کی وجہ سے معذور قرار پاتے ہیں۔

حدیث ہذا کی خصوصیت:

زیر بحث حدیث سند کے اعتبار سے اقویٰ ہے۔ اس کی قوت کو دیکھ کر حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسئلہ قی و نکسیر میں حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ حدیث باب کو ”حدیث عشراری“ کہا جاتا ہے۔ جامع ترمذی میں حدیث ”عشراری“ یہی ایک ہے۔ ”عشراری“ اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کی سند میں مصنف کتاب سے لے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک صرف دس واسطے بنتے ہوں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ بِالنَّبِيذِ

باب 65: نبیذ سے وضو کرنا

81 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي فِزَارَةَ عَنْ أَبِي زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ

81- أخرجه أحمد (402/1, 450, 458) وأبو داود (69/1)؛ كتاب الطهارة باب: الوضوء بالنبیذ حدیث (84) وابن ماجه

(135/1)؛ كتاب الطهارة فوسنربا باب: الوضوء بالنبیذ حدیث (384) من طريق أبي زيد عن عبد الله بن مسعود به۔

متن حدیث: سَأَلَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِي إِدَاوَتِكَ فَقُلْتُ نَبِيذٌ فَقَالَ تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُورٌ
قَالَ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَإِنَّمَا رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

توضیح راوی: وَأَبُو زَيْدٍ رَجُلٌ مَجْهُولٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ لَا تُعْرَفُ لَهُ رِوَايَةٌ غَيْرُ هَذَا الْحَدِيثِ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ رَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْوُضُوءَ بِالنَّبِيذِ مِنْهُمْ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُهُ

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يُتَوَضَّأُ بِالنَّبِيذِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَقَ

وَقَالَ إِسْحَقُ إِنْ ابْتُلِيَ رَجُلٌ بِهَذَا فَتَوَضَّأَ بِالنَّبِيذِ وَتَيَمَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ

قول امام ترمذی: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَقَوْلُ مَنْ يَقُولُ لَا يُتَوَضَّأُ بِالنَّبِيذِ أَقْرَبُ إِلَى الْكِتَابِ وَأَشْبَهُ لَأَنَّ اللَّهَ

تَعَالَى قَالَ (فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا)

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا: تمہارے برتن میں کیا ہے؟ میں نے عرض کی: نبیذ ہے آپ نے فرمایا: کھجوروں کا (شیرہ) بہترین ہے اور اس کا پانی پاک ہے راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس سے وضو کر لیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو ابو زید کے حوالے سے حضرت عبداللہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا گیا ہے۔

ابوزید نامی راوی علم حدیث کے ماہرین کے نزدیک مجہول ہیں اس روایت کے علاوہ ان کی کسی اور روایت کا پتہ نہیں ہے۔

بعض اہل علم اس بات کے قائل ہیں: نبیذ سے وضو کیا جاسکتا ہے ان میں سفیان ثوری رحمہ اللہ اور دیگر حضرات شامل ہیں۔

بعض اہل علم یہ فرماتے ہیں: نبیذ سے وضو نہیں کیا جاسکتا۔ امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔

امام اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص ایسی صورتحال میں مبتلا ہو جائے تو میرے نزدیک پسندیدہ صورت یہ ہے: وہ نبیذ سے وضو

کرے اور بعد میں تیمم بھی کر لے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو حضرات اس بات کے قائل ہیں: نبیذ سے وضو کیا جاسکتا ہے ان کا قول کتاب اللہ کے حکم سے

زیادہ قریب اور زیادہ مشابہہ ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

”اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاکیزہ مٹی کے ذریعے تیمم کر لو۔“

شرح

نبیذ کا مفہوم اور اس سے وضو کے جواز و عدم جواز کے حوالے سے مذاہب ائمہ:

لفظ ”نبیذ“ بروزن فعلیل ہے جو اسم مفعول کے معنی کے ساتھ بمعنی ڈالا ہوا۔ اصطلاح میں ”نبیذ“ سے مراد وہ پانی ہے جس

میں کھجور، چھوہارے، انگور یا کشمش وغیرہ اشیاء ڈالی جائیں اور وہ اس میں گل جائیں اور پانی میٹھا ہو جائے۔

اس بات پر آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ کھجور کی نبیذ کے علاوہ کسی چیز کی نبیذ سے وضو جائز نہیں ہے۔ جس پانی میں یہ اشیاء ڈالی جائیں اس میں ان کا اثر ظاہر نہ ہوا ہو تو اس سے وضو کرنا جائز ہے۔ اگر پانی میں یہ اشیاء گل گئی ہوں پانی گاڑھا ہو چکا ہو اور نشہ آور بن گیا ہو، تو اس سے بالاتفاق وضو صحیح نہیں ہوگا۔

جب پانی میں کھجوروں کے گلنے سے اثر ظاہر ہو گیا لیکن اس کی رقت وسیلان باقی ہو اور اسے جوش بھی نہ دلایا گیا ہو تو اس سے جواز وضو اور عدم جواز میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے وضو جائز نہیں ہے۔ انہوں نے اس نص قرآنی سے استدلال کیا ہے: فلم تجدوا ماء فتيمموا صعيدا طيبا۔ اگر تمہیں پانی میسر نہ آئے تو تم پاک مٹی کا ارادہ کرو۔ چونکہ نبیذ پانی تصور نہیں ہوتا۔ اس لیے اس سے وضو درست نہیں بلکہ تیمم کیا جائے گا۔

۲- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس بارے میں چار اقوال ہیں:

(۱) نبیذ کے ہوتے ہوئے تیمم جائز نہیں بلکہ وضو کیا جائے گا۔ (۲) پہلے تیمم کیا جائے گا پھر وضو بھی کیا جائے گا یعنی دونوں کو جمع کیا جائے گا اور یہ جمع کرنا مستحب ہے (۳) وضو اور تیمم دونوں کو جمع کیا جائے گا اور یہ جمع کرنا واجب ہے۔ (۴) نبیذ سے وضو نہیں کیا جائے گا بلکہ تیمم کیا جائے گا۔ قول چہارم راجح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

سوال: حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کس دلیل کی بناء پر اپنے تین اقوال سے رجوع کیا تھا؟

جواب: اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا: تمہارے برتن میں کیا چیز ہے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس میں نبیذ ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ تو کھجور اور پاک پانی ہے پھر آپ نے اس سے وضو کیا۔

اس روایت میں اس بات کی صراحت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبیذ کو ”ماء ظاہر“ قرار دیا اور اس سے عملی طور پر وضو فرمایا۔

بَابُ فِي الْمَضْمُضَةِ مِنَ اللَّبَنِ

باب 66: دودھ پینے کے بعد کلی کرنا

82 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

82- أخرجه البخاری (374/1)؛ کتاب الوضوء باب: فصل بضمض من اللبن حدیث (211) ومسلم (281/2- نووی)؛ کتاب العیض باب: نسخ الوضوء بما مست النار حدیث (358/95) وأبو داؤد (99/1)؛ کتاب الطہارۃ باب: فی الوضوء من اللبن حدیث (196) وابن ماجہ (167/1)؛ کتاب الطہارۃ وشمسها باب: المضمضة من شرب اللبن حدیث (498) والنسائی (109/1)؛ کتاب الطہارۃ باب: المضمضة من اللبن حدیث (187) وأخرجه احمد (329, 227, 223/1) وعبد بن حمید (217) حدیث (649) وابن خزیمہ (29/1) حدیث (47) من طریق عبد اللہ بن ابن عباس بہ۔

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَدَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَقَالَ إِنَّ لَهُ دَسْمًا قَالَ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ وَأُمِّ سَلَمَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ رَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْمَضْمَضَةَ مِنَ اللَّبَنِ وَهَذَا عِنْدَنَا عَلَى الْإِسْتِحْبَابِ وَلَمْ يَرِ

بَعْضُهُمُ الْمَضْمَضَةَ مِنَ اللَّبَنِ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا آپ نے پانی منگوا یا اور کلی کی آپ نے فرمایا:

اس میں چکنائی ہوتی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ اس بارے میں بعض اہل علم اس بات کے قائل ہیں: دودھ پینے

کے بعد کلی کرنی چاہیے۔ ہمارے نزدیک یہ حکم استحباب پر محمول ہوگا بعض اہل علم کے نزدیک دودھ پینے کے بعد کلی کرنا ضروری

نہیں ہے۔

شرح

دودھ پینے کے بعد کلی کرنے کا مسئلہ:

حالت وضو میں دودھ نوش کیا تو پھر کلی کرنا جائز ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا پھر پانی طلب کر کے کلی کی اور یوں فرمایا: دودھ میں چکناہٹ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش کرنے کے بعد کلی کی اس کی وجہ کیا ہے؟ جواب: اس میں کئی حکمتیں ہیں: (۱) منہ میں بدبو کی کیفیت پیدا نہ ہو (۲) دودھ کی ملائی (بالائی) منہ میں جمع ہو کر نماز کی حالت میں حلق سے نیچے پیٹ میں نہ اتر جائے۔ کیونکہ دوران نماز چنا کی مقدار کوئی چیز حلق سے نیچے اتر جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ (۳) امت کی تعلیم کے لیے ایسا کیا تا کہ وضو کے بعد لوگ کوئی چیز کھا کر احتیاطاً کلی کیا کریں۔

کوئی چیز کھانے یا پینے کے بعد محل کلی کیا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ (۱) حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کلی کرنا آداب نماز سے متعلق ہے اور اس کا وقت کوئی چیز کھانے پینے کے بعد سے لے کر آغاز نماز تک ہے۔ (۲) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ کوئی چیز کھانے پینے کے فوراً بعد کلی کرنی چاہیے۔ ان کے نزدیک اس کا تعلق آداب لبس سے ہے۔ جمہور کے قول کو ترجیح حاصل ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش کرنے کے بعد فوراً کلی فرمائی تھی۔

دواہم مسائل:

موقع کی مناسبت سے دواہم مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

جب کوئی شخص چکناہٹ والی چیز کھائے مثلاً گاجر کا حلوہ، اونٹ کا گوشت اور پکے ہوئے پائے وغیرہ تو کلی کرنی چاہیے تاکہ دوران نماز اس کے ذرے حلق سے نیچے نہ اترنے پائیں۔

کسی شخص نے حالت وضو میں کوئی چیز پی جس کا مزہ منہ اور حلق میں باقی ہو، تو وہ نماز کے لیے مانع نہیں ہوگا۔ مثلاً کھارے (نمکین) پانی سے وضو کیا تو اس کی کڑاہت، چائے نوش کی اس کی مٹھاس اور قہوہ استعمال کیا تو اس کا ذائقہ منہ میں باقی ہو، پھر نماز پڑھ لی تو جائز ہے۔

بَابُ فِي كَرَاهَةِ رَدِّ السَّلَامِ غَيْرَ مُتَوَضِّئٍ

باب 67: جب آدمی وضو کی حالت میں نہ ہو تو سلام کا جواب دینا مکروہ ہے

83 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

الزُّبَيْرِيُّ عَنْ سُوْفْيَانَ عَنِ الضَّحَّاكِ ابْنِ عُثْمَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ رَجُلًا سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبُولُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَأَنَّمَا يُكْرَهُ هَذَا عِنْدَنَا إِذَا كَانَ عَلَى الْغَائِظِ وَالْبَوْلِ وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ ذَلِكَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهَذَا أَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِيَ فِي هَذَا الْبَابِ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْظَلَةَ وَعَلْقَمَةَ بْنِ الْفُجْوَاءِ

وَجَابِرِ وَالْبَرَاءِ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، آپ اس وقت پیشاب کر رہے تھے

آپ نے اسے جواب نہیں دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ہمارے نزدیک یہ اس وقت مکروہ ہے جب آدمی پاخانہ یا پیشاب کر رہا ہو، بعض علماء نے اس

کی یہی وضاحت کی ہے اس باب میں یہ ”احسن“ روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علقمہ بن

فجواء رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت براء رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

83- اخرجہ مسلم (295/2- النووی)؛ کتاب العیض باب: التیمم حدیث (115/370)؛ وابو داؤد (51/1)؛ کتاب الطہارۃ

باب: ابرد السلام وهو یبول؛ حدیث (16)؛ وابن ماجہ (127/1)؛ کتاب الطہارۃ ومنسباً باب: الرجل یسلم علیہ وهو یبول؛ حدیث

(353)؛ والنسائی (36,35/2)؛ کتاب الطہارۃ باب: السلام علی من یبول؛ حدیث (37)؛ وابن خزیمہ (40/1)؛ حدیث (73)؛ من

طریق الضحاک بن عثمان عن نافع عن ابن عمر بہ۔

شرح

ترجمۃ الباب اور حدیث کے مابین مطابقت:

ترجمۃ الباب یہ قائم کیا گیا ہے کہ حالت غیر وضو میں سوال کا جواب دینا مکروہ ہے اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حالت پیشاب میں سلام کا جواب نہیں دینا چاہیے۔ اس طرح ترجمۃ الباب اور حدیث باب میں تعارض ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ روایت سے مراد عام حکم ہے کہ کوئی بھی شخص بے وضو سلام کا جواب نہیں دے سکتا یا ”وہو یبول“ سے مراد بالفعل پیشاب کرنے کی حالت میں نہ ہونا یعنی پیشاب سے فراغت کی حالت ہے۔

سلام نہ کہنے کے مواقع:

بعض مواقع پر شرعی نقطہ نظر سے سلام کہنے کی اجازت نہیں اور اگر کوئی سلام کرے تو اس کا جواب دینا بھی واجب نہیں بلکہ مکروہ ہے۔ وہ مواقع درج ذیل ہیں:

(۱) مسلم علیہ کا نقصان ہونے کا امکان ہو مثلاً مصلیٰ، تالی، ذاکر، مقیم، مؤذن، مدرس، محدث، مقرر، ان سب کے سامعین کو، اسباق کا اعادہ کرنے والوں اور مناظرہ کرنے والے کو (۲) سلام کہنے میں توہین ہوتی ہو مثلاً کافر، کاشف عورت اور شطرنج وغیرہ کھیلنے والوں (۳) سلام کہنے میں فتنہ کا اندیشہ ہو مثلاً اجنبی عورت کو سلام کہنا۔

مختلف احادیث اور ان کے مابین مطابقت:

بے وضو سلام کا جواب دینا یا ذکر الہی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں دو قسم کی احادیث ہیں، کچھ سے عدم جواز ثابت ہوتا ہے اور کچھ سے جواز ثابت ہوتا ہے۔ ذیل میں دونوں قسم کی روایات پیش کی جاتی ہیں پھر ان کے مابین مطابقت پیدا کی جائے گی۔

جواز والی روایات:

بے وضو سلام کا جواب دینا یا ذکر الہی کرنا جائز ہے۔ اس بارے میں چند احادیث ملاحظہ فرمائیں: (۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے فارغ ہو کر دعا پڑھا کرتے تھے۔ (۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے: کان یذکر اللہ علی کل احيانہ، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر حالت میں ذکر الہی کرتے تھے۔ (۳) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کے علاوہ ہر حالت میں تلاوت قرآن کرتے تھے۔

عدم جواز والی روایات:

(۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت سے فارغ ہو کر بئر جمل کے راستے سے تشریف لارہے تھے، مدینہ طیبہ کی ایک گلی سے گزرے، ایک آدمی نے آپ کو سلام عرض کیا، تو آپ نے اسے جواب نہ دیا۔ جب وہ غائب ہونے لگا تو آپ نے تیزی سے تیمم کیا پھر سلام کا جواب دیا۔ آپ نے فرمایا: اما انہ لم یمنعنی ان ارد علیک الا انی کنت لست بطاھر۔ آگاہ رہو! میں نے اس لیے سلام کا جواب نہ دیا کہ حالت طہارت میں نہ تھا۔ (۲) حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سلام عرض کیا، آپ نے جواب نہ دیا۔ وضو سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا: انہ لم یمنعنی ان ارد علیک الا انی کرہت ان اذکر اللہ عزوجل الا علی طہارۃ میں نے بے وضو ہونے کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا پسند نہ کیا، اس لیے سلام کا جواب نہ دیا۔ (شرح معانی الآثار جلد اول ص ۶۸)

ان روایات میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص حالت طاری ہونے کی وجہ سے نہ سلام کا جواب دیا اور نہ ذکر الہی کیا کیونکہ ”سلام“ بھی اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور اس کا ذکر بھی۔

مسئلہ:

قضاء حاجت یا استنجاء کے بعد کوئی شخص ڈھیلا استعمال کر رہا ہو تو اس موقع سلام کا جواب دینا اور سلام کہنا جائز ہے البتہ احتیاط اس میں ہے کہ خود پیشگی کسی کو سلام نہ کرے اور سلام کہنے والے کو جواب دے سکتا ہے۔

ایک سوال اور اس کا جواب:

حدیث باب سے بے وضو ذکر الہی کرنے کی کراہت ثابت ہوتی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذکر اللہ عزوجل علی کل احوالہ (سنن ابی داؤد) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر حالت میں ذکر الہی کرتے تھے سے عدم کراہت ثابت ہوتا ہے۔ دونوں روایات میں تعارض ہے۔ اس کے کئی جوابات ہیں:

(۱) با وضو کرنا عزیمت ہے اور بے وضو ذکر الہی کرنا رخصت ہے۔ (۲) ذکر لسانی با وضو کرنا چاہیے اور ذکر قلبی دونوں حالتوں یعنی بے وضو اور با وضو کر سکتے ہیں۔ (۳) ہر وقت ذکر الہی کرنے میں بے وضو کی حالت مستثنیٰ قرار پائے گی (۴) قضاء حاجت یا استنجاء کے بعد جب آپ ڈھیلا استعمال کرتے تو ذکر نہ کرتے اور استنجاء بالماء کے بعد ذکر الہی فرماتے تھے۔ (۶) جب اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ زیادہ ہوتی تو بے وضو ذکر نہ کرتے اور جب توجہ کی یہ کیفیت نہ رہتی تو بے وضو بھی ذکر کر لیتے تھے۔ (۷) بیت الخلاء کے علاوہ ہر حالت میں آپ ذکر الہی فرماتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي سُورِ الْكَلْبِ

باب 68: کتے کے جوٹھے کا حکم

84 سنہ حدیث: حَدَّثَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعُبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَيُّوبَ يُحَدِّثُ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: يُغَسَّلُ الْإِنَاءُ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَوْ أُخْرَاهُنَّ بِالتَّرَابِ وَإِذَا وَلَغَتْ فِيهِ

84- اخرجہ مسلم (185/2- النووی): کتاب الطہارۃ باب: حکم ولوغ الکلب حدیث (279/91) وابو داؤد (66/1): کتاب

الطہارۃ باب: الوضوء بسور الکلب حدیث (71) والنسائی (177/1, 178): کتاب الطہارۃ باب: تفسیر الإناء بالتراب من ولوغ

الکلب فیہ حدیث (339) وابن خزیمہ (51,50/1) حدیث (95) من طریق محمد بن سیرین عن ابی ہریرۃ بہ واخرجہ احمد

(265/2) والعمیدی (428/2) حدیث (968) من طریق محمد بن سیرین عن ابی ہریرۃ بہ-

الہرۃ غسِلَ مَرَّةً

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَاسْحَقَ

اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ

هَذَا وَلَمْ يُذْكَرْ فِيهِ إِذَا وَلَعَتْ فِيهِ الْهَرَّةُ غَسِلَ مَرَّةً

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اگر کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات

مرتبہ دھویا جائے گا۔ پہلی مرتبہ (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) آخری مرتبہ مٹی کے ساتھ دھویا جائے گا اور اگر بلی برتن میں منہ ڈال دے تو اسے ایک مرتبہ دھویا جائے گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ، امام اسحاق رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔

اس حدیث کو دیگر حوالوں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا گیا ہے۔

تاہم اس میں یہ مذکور نہیں ہے ”جب بلی منہ ڈال دے تو اسے ایک مرتبہ دھویا جائے“۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے۔

شرح

کتا کے جھوٹے کا مسئلہ اور اس میں مذاہب فقہاء:

کتا مائع چیز کے برتن میں اپنا منہ ڈال کر زبان کو حرکت دے خواہ اس سے کوئی چیز پیے یا نہ پیے، اس کے لیے لفظ ”ولغ“ استعمال ہوتا ہے۔ غیر مائع چیز والے برتن میں منہ ڈالے خواہ کوئی چیز کھائے یا نہ کھائے، اس کے لیے لفظ ”لحس“ آتا ہے۔ خالی برتن میں منہ ڈال کر چاٹنے کے لیے لفظ ”لعلق“ مستعمل ہوتا ہے۔ یہاں لفظ ”ولوغ“ ہے جس کے مفہوم میں لفظ ”لحس“ اور ”لعلق“ دونوں داخل ہیں۔

کتا کے جھوٹے برتن کو پاک کرنے کے لیے سات بار دھویا جائے گا یا کم بار اور وہ نجس ہوتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس بارے میں تین اقوال ہیں: (۱) وہ برتن پاک ہے لیکن خلاف قیاس اسے سات بار دھویا جائے گا (۲) وہ نجس ہے، اسے سات بار تطہیر اذھویا جائے گا (۳) جن کتوں کا پالنا شرعی طور پر جائز ہے ان کا جھوٹا نجس نہیں ہے اور جن کتوں کا پالنا ناجائز ہے ان کا جھوٹا نجس ہے اور اسے سات بار دھویا جائے گا۔ آپ نے نص قرآنی سے استدلال کیا ہے: فلم تجدوا ماء فتيمموا۔ (پس اگر تم پانی نہ پاؤ تو تم تیمم کرو) اس حکم میں کتے کا جھوٹا بھی داخل ہے کیونکہ ”ماء“ کے مصداق میں وہ داخل

ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے تیمم نہیں کر سکتے اور جب اس سے وضو کرنے کی اجازت ہے تو وہ نجس بھی نہیں ہوگا۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتے کا جھوٹا نجس ہے۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے جو یہ ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طهور اناء احدکم اذا ولغ فیہ الکلب ان یغسلہ سبع مرات (امام مسلم صحیح مسلم جلد اول ص ۱۳۷) (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال دے تو وہ اسے پاک کرنے کے لیے سات بار دھوئے پہلی بار مٹی کے ساتھ صاف کرے۔) اس روایت میں ”ان یغسلہ“ کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ اس کا دھونا تطہیر کے لیے ہے اور تطہیر نجس چیز کی ہوتی ہے لہذا کتے کا جھوٹا نجس ہوا۔

جھوٹا برتن دھونے کی تعداد میں بھی فقہاء کا اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک برتن کو دھونے میں تسبیح یعنی سات بار دھونا واجب ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ بھی خلاف قیاس سات بار دھونے کے قائل ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ برتن کو تین بار دھونا ہی کافی ہے کیونکہ مقصود تطہیر ہے جو تین بار دھونے سے حاصل ہو جاتی ہے۔ آپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے استدلال کیا ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ولغ الکلب فی اناء احدکم فلیہرقہ و لیغسلہ ثلاث مرات (العینی فی العمدة القاری) (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال دے پس وہ اسے پانی سے تین بار دھوئے)

جمہور کی طرف سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اسی آیت کے الفاظ ”ولکن یرید لیطہرکم“ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ”فلم تجدوا ماء“ کے الفاظ میں لفظ ”ماء“ کی تینوں نوع بیان کرنے کے لیے ہے اور ”ماء“ سے مراد ”ماء طاہر“ ہے۔ اس میں کتے کا جھوٹا شامل نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي سُورِ الْهَرَّةِ

باب 69: بلی کے جوٹھے کا حکم

85 سند حدیث: حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ عَبْدِ

اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ حُمَيْدَةَ بِنْتِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَتْ عِنْدَ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ
متن حدیث: أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا قَالَتْ فَسَكَبْتُ لَهُ وَضُونًا قَالَتْ فَجَاءَتْ هَرَّةٌ تَشْرَبُ فَأَصْغَى لَهَا

85- اضرجه مالك في الموطأ (23/1): كتاب الطهارة باب: الطهور للوضوء حديث (13) واحمد (303/5, 309) وابو داؤد (67/1): كتاب الطهارة باب: سؤر الهررة حديث (75) وابن ماجه (131/1): كتاب الطهارة وسننها باب: الوضوء بسؤر الهررة والرضصة في ذلك حديث (367) والنسائي (55/1): كتاب الطهارة باب: سؤر الهررة حديث (68) (178/1): كتاب المبادء باب: سؤر الهررة حديث (340) والدارمي (188, 187/1): كتاب الصلاة والطهارة باب: الهررة اذا ولغت في الأناء وضرجه ابن خزيمة (55/1) حديث (104) من طريق كبشة بنت كعب بن مالك عن ابني قتادة الانصاري به-

الْإِنَاءَ حَتَّى شَرِبْتُ قَالَتْ كَبِشَةُ فَرَأَيْتُ أَنْظَرُ إِلَيْهِ فَقَالَ اتَّعَجِبِينَ يَا بِنْتَ أَخِي فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَافِينِ عَلَيْكُمْ أَوْ الطَّوَافَاتِ وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ مَالِكٍ وَكَانَتْ عِنْدَ أَبِي قَتَادَةَ وَالصَّحِيحُ ابْنُ أَبِي قَتَادَةَ

فی الباب: قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِثْلَ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَاسْحَقَ لَمْ يَرَوْا بِسُورِ الْهَرَّةِ بَأْسًا

حکم حدیث: وَهَذَا أَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِيَ فِي هَذَا الْبَابِ وَقَدْ جَوَّدَ مَالِكٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ اسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ وَلَمْ يَأْتِ بِهِ أَحَدٌ آتَمَ مِنْ مَالِكٍ

﴿﴾ حضرت کبشہ بنت کعب رضی اللہ عنہا جو حضرت ابوققادہ رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے کی اہلیہ ہیں بیان کرتی ہیں: حضرت ابوققادہ رضی اللہ عنہ ان کے ہاں تشریف لائے وہ بیان کرتی ہیں: میں نے ان کے وضو کے لیے پانی رکھا وہ بیان کرتی ہیں: ایک بلی آئی اور اس پانی کو پینے لگی حضرت ابوققادہ رضی اللہ عنہ نے برتن اس کی طرف جھکا دیا، یہاں تک کہ جب اس نے پانی پی لیا، تو سیدہ کبشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: حضرت ابوققادہ رضی اللہ عنہ نے میری طرف دیکھا کہ میں غور سے ان کی طرف دیکھ رہی ہوں، تو فرمایا: اے میری بھتیجی! کیا تم اس بات پر حیران ہو رہی ہو؟ تو میں نے عرض کی: جی ہاں۔ انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ ناپاک نہیں ہوتی یہ تمہارے گھر میں آنے والوں میں (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) آنے والیوں میں شامل ہے۔

بعض محدثین نے اس روایت کو امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے اس طور پر نقل کیا ہے: وہ خاتون حضرت ابوققادہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں لیکن درست یہ ہے: وہ حضرت ابوققادہ رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے کی اہلیہ تھیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد آنے والے اکثر اہل علم اسی بات کے قائل ہیں، ان میں امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ، امام اسحاق رحمہ اللہ شامل ہیں۔ ان کے نزدیک بلی کے جھوٹے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ سب سے زیادہ بہتر چیز ہے جو اس باب میں نقل کی گئی ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ نے اس روایت کو اسحاق بن عبد اللہ بن ابوطحہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ اور اس روایت کو امام احمد رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ سے زیادہ مکمل طور پر اور کسی نے نقل نہیں کیا۔

شرح

بلی کے جھوٹے کا شرعی حکم اور اس میں مذاہب آئمہ:

بلی کا جھوٹا پاک ہے یا نجس؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلی کا جھوٹا نجس ہے۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے جو یوں ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری صحابی کے گھر تشریف لاتے لیکن ساتھ والے گھر میں نہ جاتے، ان لوگوں کو پریشانی لاحق ہوئی اور انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ فلاں گھر میں تشریف لاتے ہیں لیکن ہمارے گھر تشریف نہیں لاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے گھر میں کتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا: ان لوگوں کے گھر میں بلی ہے؟ آپ نے فرمایا: السنور سبع۔ بلی بھی درندہ ہے۔ (مسند احمد) اس حدیث میں بلی کو درندہ قرار دیا گیا ہے اور درندہ نجس ہوتا ہے اور درندے کا جھوٹا بھی نجس ہوتا ہے۔

۲- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلا کراہت ”ظاہر“ ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے حضرت صالح بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت سے بھی استدلال کیا ہے کہ ان کی والدہ نے اپنی کنیز کو کھانا دیکر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں بھیجا۔ آپ اس وقت نماز پڑھ رہی تھیں تو کنیز کو کھانا رکھنے کا اشارہ کیا۔ ایک بلی آئی اس نے اس سے کھانا کھایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نماز سے فارغ ہوئیں تو وہاں سے کھانا کھایا جہاں سے بلی نے کھایا تھا۔ پھر فرمایا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلی نجس نہیں ہے کیونکہ اس کا تعلق ایسے لوگوں سے ہے جن کی گھروں میں آمد و رفت جاری رہتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: قدر آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يتوضا بفضلها (سنن ابی داؤد) (پیشک میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس (بلی) کے جھوٹے پانی سے وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے)

۳- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے جو یوں ہے: عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال طهور الاناء اذا ولغ فيه الھران یغسل مرۃ او مرتین۔ (شرح معانی الآثار) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بلی کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اسے ایک یا دو بار دھونے سے پاک ہو جائے گا۔

۴- حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔ انہوں نے اپنے موقف پر استدلال کرتے ہوئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر نقل فرمایا: یغسل الاناء من الھد کما یغسل من الکلب (شرح معانی الآثار) بلی کے جھوٹے برتن کو اسی طرح دھویا جائے گا جس طرح کتے کے جھوٹے کو دھویا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر بھی بطور دلیل نقل فرمایا: عن ابن عمر انه قال لا تو اضوا من سور الحمار ولا الکلب ولا السنور (شرح معانی الآثار) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ تم گدھے، کتے اور بلی کے جھوٹے سے وضو نہ کرو۔

۵- حضرت امام معروف کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلی کا جھوٹا مکروہ تتر یہی ہے۔ اکثر احناف نے آپ کے قول کو ترجیح

دیتے ہوئے اسے اختیار کیا ہے۔ (علامہ محمد لیاقت علی رضوی شرح قدوری جلد اول ص ۹۴)

بَابُ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

باب 70: موزوں پر مسح کرنا

86 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَالَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقِيلَ لَهُ اتَّفَعَلْ هَذَا قَالَ وَمَا يَمْنَعُنِي

وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَكَانَ يُعْجِبُهُمْ حَدِيثُ جَرِيرٍ لِأَنَّ إِسْلَامَهُ كَانَ

بَعْدَ نَزُولِ الْمَائِدَةِ هَذَا قَوْلُ إِبْرَاهِيمَ يَعْنِي كَانَ يُعْجِبُهُمْ

فِي الْبَابِ: قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَحَدِيفَةَ وَالْمُغِيرَةَ وَبِلَالٍ وَسَعْدٍ وَأَبِي أَيُّوبَ وَسَلْمَانَ وَبُرَيْدَةَ

وَعُمَيْرَ وَبْنِ أُمَيَّةَ وَأَنَسَ وَسَهْلَ بْنَ سَعْدٍ وَيَعْلَى بْنَ مَرَّةَ وَعَبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَأَسَامَةَ بْنَ شَرِيكَ وَأَبِي أَمَامَةَ

وَجَابِرَ وَأَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَأَبْنِ عَبَّادَةَ وَيُقَالُ ابْنُ عِمَارَةَ وَأَبِي بَنِي عِمَارَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَحَدِيثُ جَرِيرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ ﴿﴾ ﴿﴾ ہمام بن حارث بیان کرتے ہیں: حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا، پھر انہوں نے وضو کیا اور موزوں پر

مسح کر لیا ان سے دریافت کیا گیا: کیا آپ ایسا کرتے ہیں انہوں نے جواب دیا: میں کیوں نہ کروں؟ جبکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

ابراہیم نخعی فرماتے ہیں: ان حضرات کو حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بہت پسند تھی وجہ یہ ہے۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے سورہ

مائدہ نازل ہونے کے بعد اسلام قبول کیا تھا یہ امام ابراہیم نخعی کا قول ہے، یعنی لوگوں کو یہ بات پسند تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ، حضرت

بلال رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، حضرت بریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ، حضرت

انس رضی اللہ عنہ، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ،

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عبادہ رضی اللہ عنہ اور ایک قول کے مطابق حضرت ابن

عمارہ رضی اللہ عنہ اور ابی بن عمارہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

86- اخرجه البخاری (589/1)؛ کتاب الصلاة باب: الصلاة في الخفاف حديث (387) ومسلم (166/2, 167- نووی)؛ کتاب

الطهارة باب: المسح على الخفين حديث (272/72) وانسائي (81/1)؛ کتاب الطهارة باب: المسح على الخفين حديث (118)

(74, 73/2)؛ کتاب القبلة باب: الصلاة في الخفين حديث (774) واخرجه احمد (364, 361, 358) والمسيدي

(349/2) حديث (797) وابن خزيمة (94/1) حديث (186) من طريق الأعمش عن ابراهيم عن همام بن الحارث عن جرير به-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

87 وَيُرْوَى عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ رَأَيْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيَّ خُفَّيْهِ فَقُلْتُ لَهُ فِي

ذَلِكَ فَقَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيَّ خُفَّيْهِ فَقُلْتُ لَهُ أَقْبَلَ الْمَائِدَةَ أَمْ بَعْدَ الْمَائِدَةِ فَقَالَ مَا أَسَلَمْتُ إِلَّا بَعْدَ الْمَائِدَةِ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ زِيَادٍ التِّرْمِذِيُّ عَنْ مَقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ جَرِيرِ

قَالَ وَرَوَى بَقِيَّةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ آدَهَمَ عَنْ مَقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ جَرِيرِ

قول امام ترمذی: وَهَذَا حَدِيثٌ مُفَسَّرٌ لِأَنَّ بَعْضَ مَنْ أَنْكَرَ الْمَسْحَ عَلَيَّ الْخُفَّيْنِ تَأَوَّلَ أَنَّ مَسْحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ الْخُفَّيْنِ كَانَ قَبْلَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ وَذَكَرَ جَرِيرٌ فِي حَدِيثِهِ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَيَّ الْخُفَّيْنِ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ (۱)

⇐ ⇐ شہر بن حوشب کے حوالے سے یہ روایت منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کر لیا، میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کر کے موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے، میں نے ان سے دریافت کیا: یہ سورہ مائدہ نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے؟ یا بعد کی بات ہے انہوں نے فرمایا: میں سورہ مائدہ کا حکم نازل ہونے کے بعد اسلام لایا تھا (اس کا مطلب ہے بعد میں ہی دیکھا ہوگا)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کو بقیہ نے ابراہیم بن ادہم کے حوالے سے مقاتل بن حیان کے حوالے سے شہر بن حوشب کے حوالے سے، حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

یہ حدیث قرآن کی ”مفسر“ ہے۔ بعض حضرات نے موزوں پر مسح کا انکار کیا ہے وہ اس کی تاویل یہ کرتے ہیں: موزوں پر مسح کا حکم سورہ مائدہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے تھا جبکہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث میں یہ بات بیان کر دی ہے: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا تھا جب سورہ مائدہ نازل ہو چکی تھی۔

شرح

موزوں پر مسح کرنے کا ثبوت:

موزے خواہ چمڑے کے ہوں یا زین وغیرہ کے جن میں پانی سریت کر کے پاؤں تک نہ پہنچ سکتا ہو، پر مسح جائز ہے۔ اہل تشیع اور خوارج کے علاوہ کوئی مسح بر موزہ کا منکر نہیں ہے۔ ان کے نزدیک جواز مسح والی تمام احادیث سورہ مائدہ کی آیت ۶ سے منسوخ ہیں۔ علاوہ ازیں وہ سورہ مائدہ کی آیت ۶ میں لفظ ”ارجلكم“ میں لام کے جر کی قرأت سے بھی اپنے موقف پر استدلال کرتے ہیں۔

(۱) صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے صرف امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

اہل سنت کا مسح برموزہ کے جواز کے حوالے سے اجماع ہے۔ مسح کے جواز کا مضمون ایک قول کے مطابق سناٹھ جلیل القدر صحابہ، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے بقول ستر صحابہ اور علامہ یمنی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق اسی (۸۰) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے جن میں سے ایک حضرت جریر بن جلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے پچاس دن قبل مسلمان ہوئے، انہوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ حدیث باب میں اس کی تصریح موجود ہے کہ ایک دفعہ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا تو لوگوں نے دریافت کیا: یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے اپنے سر کی آنکھوں سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ بات کہنا غلط ہے کہ جواز مسح والی تمام احادیث سورہ مائدہ کی آیت چھ (۶) سے منسوخ ہیں۔ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورہ مائدہ کے نزول کے بعد مسلمان ہوئے تھے جو اس کے جواز کے قائل ہیں۔ (علامہ محمد لیاقت علی رضوی شرح قدوری جلد اول ص ۹۴)

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمَسَافِرِ وَالْمُقِيمِ

باب 71: مسافر اور مقیم کا موزوں پر مسح کرنا

88 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْجَدَلِيِّ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ لِلْمَسَافِرِ ثَلَاثَةٌ وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَذَكَرَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ أَنَّهُ صَحَّحَ حَدِيثَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ فِي الْمَسْحِ وَأَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْجَدَلِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ حَكْمٍ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَصَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ وَعَوْفِ بْنِ مَالِكٍ وَأَبْنِ عُمَرَ وَجَرِيرٍ

﴿﴾ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں دریافت کیا گیا: تو آپ نے فرمایا: مسافر کے لیے (اس کی مدت) تین دن اور مقیم کے لیے ایک دن ہے یحییٰ بن معین کے بارے میں منقول ہے انہوں نے حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی مسح کے بارے میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

(اس روایت کے راوی) ابو عبد اللہ جدلی کا نام عبد بن عبد ہے۔

ایک قول کے مطابق ان کا نام عبد الرحمن بن عبد ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ، حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

88- أخرجه أحمد (215, 213/5) وأبو داود (88, 87/1)؛ كتاب الطهارة باب: التوقيت في المسح حديث (157) والبيهقي

(207/1) حديث (434) من طريق أبي عبد الله الجدلي عن خزيمه بن ثابت به-

89 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَذَا حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ عَنْ زَرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ

صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَلَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ
حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى الْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ وَحَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْجَدَلِيِّ عَنْ خُزَيْمَةَ

بْنِ ثَابِتٍ وَلَا يَصِحُّ

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ شُعْبَةُ لَمْ يَسْمَعْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيُّ مِنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْجَدَلِيِّ حَدِيثَ الْمَسْحِ وَقَالَ زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُورٍ كُنَّا فِي حُجْرَةِ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ وَمَعَنَا إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ فَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ التَّمِيمِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْجَدَلِيِّ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

قَوْلِ إِمَامِ بَخَارِيِّ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثُ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ

الْمُرَادِي

مذاهب فقهاء: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْفُقَهَاءِ مِثْلَ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَأَسْحَقَ قَالُوا يَمْسَحُ الْمُقِيمُ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَالْمَسَافِرُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَقَدْ رَوَى عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُمْ لَمْ يُوقِفُوا فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ

بْنِ أَنَسٍ

قَوْلِ إِمَامِ تَرْمِذِي: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَالتَّوَقُّفُ أَصَحُّ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ أَيْضًا مِنْ غَيْرِ حَدِيثِ عَاصِمِ

﴿﴾ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ ہدایت کرتے تھے جب ہم سفر کی حالت میں ہوں تو ہم تین دن اور تین راتوں تک اپنے موزے نہ اتاریں البتہ جنابت کی صورت میں اتارنے ہوں گے، لیکن پاخانہ، پیشاب یا سونے (کی وجہ سے نہیں اتاریں گے)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

89- أخرجه أحمد (239/4, 240, 241) وابن ماجه (82/1)؛ المقدمة باب: فضل العلماء والعدت على طلب العلم مكتصراً والنسائي (83/1)؛ كتاب الطهارة باب: التوقيت في المسح على الخفين للمسافر حديث (126) وابن خزيمة (13/1) حديث (17) (99,98/1) حديث (196) والمصيدى (388/2, 389) حديث (881) من طريق زر بن حبیش عن صفوان بن عسال به-

حکم بن عتیبہ اور حماد نے ابراہیم نخعی کے حوالے سے ابو عبد اللہ جدلی کے حوالے سے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے، لیکن یہ روایت مستند نہیں ہے۔

علی بن مدینی فرماتے ہیں: یحییٰ بن سعید نے شعبہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: ابراہیم نخعی نے ابو عبد اللہ جدلی سے (موزوں پر) مسح کی حدیث کا سماع نہیں کیا۔

زائدہ، منصور کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم حضرت ابراہیم تیمی کے حجرے میں موجود تھے ہمارے ساتھ ابراہیم نخعی موجود تھے ابراہیم تیمی نے عمرو بن میمون کے حوالے سے، ابو عبد اللہ جدلی کے حوالے، حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موزوں پر مسح کرنے سے متعلق حدیث سنائی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں ”احسن“ حضرت صفوان بن عسال کی حدیث ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد آنے والے فقہاء جیسے سفیان ثوری رحمہ اللہ، ابن مبارک رحمہ اللہ، شافعی رحمہ اللہ، احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ، اکثر اسی بات کے قائل ہیں، یہ حضرات فرماتے ہیں: مقیم شخص ایک دن اور ایک رات تک اور مسافر تین دن اور تین راتوں تک کے لیے مسح کرے گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض اہل علم سے یہ بات نقل کی گئی ہے: انہوں نے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں کوئی متعین موت مقرر نہیں کی۔ امام مالک بن انس رحمہ اللہ اس بات کے قائل ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وقت مقرر کرنا زیادہ بہتر ہے۔

اس بارے میں حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے عاصم کے علاوہ دیگر راویوں نے بھی روایات نقل کی ہیں۔

شرح

مسافر اور مقیم کا موزوں پر مسح کا مسئلہ اور مدت مسح میں مذاہب آئمہ:

موزوں پر مسح کے جواز پر تمام ملت اسلامیہ کا اتفاق ہے۔ مدت مسح مسافر کے لیے تین دن اور تین رات ہے جبکہ مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات ہے۔ مدت مسح کے حوالے سے آئمہ فقہ میں اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ مسافر و مقیم دونوں کے لیے توقيت کے قائل نہیں ہیں۔ وہ جتنی مدت چاہیں موزوں پر مسح کر سکتے ہیں۔ ہاں جنابت کی صورت پیش آنے پر یا موزے سے پاؤں نکالنے سے مسح باطل ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں پاؤں کا دھونا لازم ہوگا۔ انہوں نے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے مدت مسح تین دن اور تین رات جبکہ مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات کا تعین کیا ہے۔ پھر فرمایا: ولو اطلب لہ السائل فی مسئلہ لزاوہ۔ اور اگر سائل زیادہ مدت مسح کا مطالبہ کرتا تو وہ قبول کر لیا جاتا۔

۲- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مدت مسح مسافر کے

لیے تین دن رات اور مقیم کے لیے ایک دن رات ہے۔ انہوں نے اپنے موقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے موزوں پر مسح کے سلسلہ میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: مسافر کے لیے تین دن رات اور مقیم کے لیے ایک دن رات ہے۔ (علامہ عبدالرحمن الجزیری، کتاب الفقہ جلد اول ص ۱۷۴)

موزوں پر مسح کے حوالے سے چند اہم مسائل:

موزوں پر مسح کے حوالے سے چند اہم فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

۱- مدت مسح ختم ہونے پر وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ مسح ٹوٹتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی شخص کی مدت مسح دس بجے (10:00) ختم ہو رہی ہو اور وہ اس وقت با وضو ہو تو موزوں سے اپنے دونوں پاؤں نکال کر دھولے پھر موزے پہن لے، اس کے لیے تمام وضو کا اعادہ ضروری نہیں ہے۔

۲- طہارت کاملہ کے بعد جب پہلی بار حدث لاحق ہو تو اس وقت مدت مسح کا آغاز ہوگا۔ مثلاً کسی شخص کو طہارت کاملہ کے بعد دس بجے حدث لاحق ہو تو دوسرے دن (مقیم ہونے کی صورت میں) دس بجے مدت مسح ختم ہو جائے گی۔

۳- موزوں پر مسح کرنے کے لیے یہ شرط ہے کہ پہلی بار حدث لاحق ہوتے وقت طہارت کاملہ ہو لیکن موزوں پر مسح کے لیے طہارت کاملہ شرط نہیں ہے۔ مثلاً کوئی شخص اپنے پاؤں دھو کر موزے پہن لے پھر وہ ہاتھ، منہ دھوئے اور سر کا مسح کرے تو جائز ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے پاؤں دھو کر موزے پہن لے، پھر ہاتھ اور منہ دھویا تو حدث لاحق ہو گیا جبکہ سر کا مسح بعد میں کیا تو موزوں پر مسح درست نہیں ہوگا کیونکہ حدث لاحق ہوتے وقت طہارت کاملہ کی شرط نہیں پائی گئی۔

(علامہ امجد علی اعظمی، بہار شریعت حصہ دوم ص ۳۶۷ تا ۳۶۹، مکتبہ مدینہ)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ اَعْلَاهُ وَاسْفَلِهِ

باب 72: موزوں پر مسح کرنا اس کے بالائی حصے پر اور زیریں حصے پر

90 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ أَخْبَرَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ رَجَاءِ بْنِ

حَيَوَةَ عَنْ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ أَعْلَى الْخُفِّ وَاسْفَلَهُ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ

وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَاسْحَقُ وَهَذَا حَدِيثٌ مَعْلُومٌ لَمْ يُسْنِدْهُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ

غَيْرِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ

90- اضرجه احمد (251/4) وابو داؤد (91,90/1): كتاب الطهارة باب: كيف المسح حديث (165) وابن ماجه (183,182/1):

كتاب الطهارة وسننهما باب: في مسح اعلى الخف واسفله حديث (550) من طريق رجاء بن حيوة عن ودا كاتب المغيرة بن

شعبة عن المغيرة بن شعبة به-

قول امام بخاری: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَسَأَلْتُ أَبَا زُرْعَةَ وَمُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَا لَيْسَ بِصَحِيحٍ لِأَنَّ ابْنَ الْمُبَارَكِ رَوَى هَذَا عَنْ ثَوْرٍ عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيَوَةَ قَالَ حَدَّثْتُ عَنْ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ مُرْسَلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الْمُغِيرَةَ

﴿﴾ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر والے حصے اور نیچے والے حصے پر مسح کیا تھا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد آنے والے فقہاء اسی بات کے قائل ہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

یہ حدیث معلول ہے۔ ولید بن مسلم کے علاوہ دوسرے کسی نے اسے ثور بن یزید سے نقل نہیں کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام ابو زرعة رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس روایت کے بارے میں دریافت کیا تو ان دونوں نے یہ بتایا: یہ مستند نہیں ہے اس لیے کیونکہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ثور کے حوالے سے رجاء سے نقل کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: مجھے مغیرہ کے کاتب کے حوالے سے یہ حدیث بتائی گئی ہے۔ تاہم انہوں نے اس روایت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ”مرسل“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے، کیونکہ انہوں نے اس روایت میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہیں کیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَيْنِ ظَاهِرِهِمَا

باب 73: موزوں پر مسح کرنے کا حکم، یعنی ان کے ظاہری حصے پر (مسح کرنا)

91 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَيْنِ عَلَى ظَاهِرِهِمَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ الْمُغِيرَةِ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَهُوَ حَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا يَذْكُرُ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَلَى ظَاهِرِهِمَا غَيْرَهُ

مذہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَأَحْمَدُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَكَانَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ يُشِيرُ بِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ

﴿﴾ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں کے ظاہری حصوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت مغیرہ کی حدیث ”حسن“ ہے۔

اس حدیث کو عبد الرحمن بن ابوالزناد نے اپنے والد کے حوالے سے، عروہ کے حوالے سے، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے۔

91- أخرجه أحمد (246/4, 254) وأبو داود (89/1, 90): كتاب الطهارة باب: كيف المسح حديث (161) من طريق عروة بن

الزبير عن المغيرة بن شعبة به -

ہمیں ایسے کسی شخص کا علم نہیں ہے جو اس کو عروہ کے حوالے سے، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کرتا ہو جس میں موزوں کے ظاہری حصے پر مسح کرنے کا تذکرہ ہو۔

کئی اہل علم اس بات کے قائل ہیں: سفیان ثوری رضی اللہ عنہ اور امام احمد رضی اللہ عنہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔
امام محمد بن اسماعیل بخاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: امام مالک رضی اللہ عنہ، عبدالرحمن بن ابی زناد کو ضعیف سمجھتے ہیں۔

شرح

دونوں موزوں کے اوپر اور نیچے مسح کرنے میں مذاہب آئمہ:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو ترجمہ الباب قائم کیا ہے۔ اس میں ان سے تسامح ہوا ہے کیونکہ یہ قاعدہ نحویہ کے خلاف ہے یعنی ”الخفین اعلاہ واسفلہ“ میں ضمائر اور مراجع کے مابین مطابقت نہیں ہے۔ یہ عبارت یوں ہونی چاہیے تھی۔
”المسح علی الخفین اعلاہما واسفلہما“ یا ”المسح علی الخف اعلاہ واسفلہ“ یا ”مسح اعلی الخف و اسفلہ“

وضو کے دوران موزوں پر مسح کیا اور پر کیا جائے گا یا نیچے یا دونوں اطراف میں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی اور حضرت مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ موزوں پر مسح دونوں اطراف (اعلیٰ و اسفل) میں کیا جائے گا۔ پھر حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ جانین کا مسح واجب قرار دیتے ہیں جبکہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعلیٰ کا مسح واجب اور اسفل کا مستحب ہے۔ انہوں نے اپنے موقف پر زیر مطالعہ حدیث سے استدلال کیا ہے۔ وہ یہ ہے: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں کے اعلیٰ و اسفل دونوں حصوں کا مسح کیا۔
۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک موزوں کے اعلیٰ حصے پر مسح کیا جائے گا اور اسفل حصے پر جائز نہیں ہے۔ ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے: قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یمسح علی الخفین ظاہرہما (جامع ترمذی) راوی کا کہنا ہے میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے موزوں کے اعلیٰ حصوں پر مسح کر رہے تھے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلام کی تاریخ میں، میں نے سب سے پہلے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ سیاہ رنگ کے موزے پہنے ہوئے تھے، ہمارے پاس آئے جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے۔ ہم تعجب خیز نظروں سے ان موزوں کو دیکھ رہے تھے، اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت جلد تمہیں بھی موزے میسر ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم موزوں کو کیسے استعمال کریں گے؟ آپ نے فرمایا: تم ان کے اوپر مسح کرو گے اور نماز ادا کرو گے۔ (المطالب العالیہ جلد اول ص 35)

(۳) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: لو کان الدین بالدرعی لکان اسفل الخف اولی بالمسح من

اعلاہ و قدر آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسح علی ظاہر خفیہ (سنن ابی داؤد) اگر دین عقل کے تابع ہوتا تو موزوں کا مسح نیچے کے حصوں پر کرنا چاہیے تھا (کیونکہ استعمال کے باعث مٹی وغیرہ نیچے والے حصہ میں لگتی ہے نہ کہ اوپر) بیشک میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں کے اوپر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل حدیث باب کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہ روایت معلول ہے۔

معلول وہ حدیث ہوتی ہے جس میں کوئی علت قادمہ موجود ہو۔ نیز اس حدیث کی یہ تاویل کی جائے گی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دراصل مسح موزوں کے اعلیٰ حصوں پر کیا تھا، سخت ہونے کی وجہ سے نیچے سے پکڑنے بھی تھے لیکن دیکھنے والے نے خیال کیا شاید آپ نے جانبین کا مسح کیا ہے اور ایسے ہی آگے بیان کر دیا۔

مسئلہ:

مسافر کی مدت مسح علی الخف تین دن رات ہے اور مقیم کی مدت مسح ایک دن رات ہے۔ جنابت کی صورت پیش آنے پر موزے اتار کر مکمل وضو کیا جائے گا۔ البتہ قضاء حاجت، استنجاء اور نوم کے سبب وضو ٹوٹنے پر موزے نہیں اتارے جائیں گے۔ بلکہ وضو کے وقت ان پر مسح کیا جائے گا۔ یاد رہے وضو باطل ہونے پر مسح علی الخفین بھی باطل ہو جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْجُورَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ

باب 74: جرابوں اور جوتوں پر مسح کرنا

92 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي قَيْسٍ عَنْ هُزَيْلِ بْنِ

شُرْحِبِيلَ عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسَحَ عَلَى الْجُورَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ

وَإِحْمَدُ وَإِسْحَاقُ قَالُوا يَمْسَحُ عَلَى الْجُورَبَيْنِ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ نَعْلَيْنِ إِذَا كَانَا ثِيَابَيْنِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مُوسَى

أثر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: سَمِعْتُ صَالِحَ بْنَ مُحَمَّدٍ التِّرْمِذِيَّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مُقَاتِلٍ

92- اضرجه ابو داؤد (89/1): كتاب الطہارۃ باب: المسح علی الجوربین حدیث (159) وابن ماجہ (185/1): كتاب الطہارۃ

وسننہا باب: المسح علی الجوربین والنعلین حدیث (559) والنسائی (83/1): كتاب الطہارۃ باب: المسح علی الخفین فی السفر

حدیث (125م) وضرجه احمد (252/4) وابن خزیمہ (99/1) حدیث (198) وعبد بن حمید (152) حدیث (398) من طریق

ھزیل بن شرجیل عن المغیرة بن شعبہ بہ۔

السَّمْرُقَنْدِيُّ يَقُولُ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي حَنِيْفَةَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَعَلَيْهِ جُورَبَانِ
فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا ثُمَّ قَالَ فَعَلْتُ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ أَكُنْ أَفْعَلُهُ مَسَحْتُ عَلَى الْجُورَبَيْنِ وَهُمَا غَيْرُ مُنْعَلَيْنِ

﴿﴾ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے وضو کیا، آپ نے جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

کئی اہل علم اس بات کے قائل ہیں: امام سفیان ثوری رحمہ اللہ، ابن مبارک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور امام
اسحاق رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے یہ حضرات فرماتے ہیں: آدمی موزوں پر مسح کرے گا اگرچہ اس کے پاس جوتے نہ ہوں
جبکہ وہ موزے موٹے ہوں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے صالح بن محمد ترمذی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: میں نے ابو مقاتل
کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: امام ابو حنیفہ کا جس بیماری میں انتقال ہوا، اس کے دوران میں ان کے پاس آیا
انہوں نے پانی منگوا لیا اور وضو کیا انہوں نے جرابیں پہنی ہوئی تھیں انہوں نے دونوں جرابوں پر مسح کر لیا اور پھر فرمایا: آج میں نے جو
کچھ کیا ہے پہلے کبھی نہیں کیا، میں نے آج موزوں پر مسح کیا ہے۔

راوی کہتے ہیں: وہ دونوں جرابیں چمڑے کی نہیں تھیں (یا جوتوں کے بغیر تھیں)۔

شرح

جورب کی تعریف، اقسام اور احکام:

لفظ ”خف“ چمڑے کے موزے کو کہا جاتا ہے جس میں پانی ہرگز سریت نہیں کرتا۔ چمڑے کے علاوہ دوسری کسی بھی چیز سے
بنے ہوئے موزے کو ”جورب“ کہا جاتا ہے۔ ”جورب“ فارسی زبان کا لفظ ہے جو اصل میں ”گورپا“ (پاؤں کی قبر) تھا۔ اس کی
تعریب بناتے وقت ”گ“ کو ”ج“ سے بدل دیا، ”پ“ کو ”ب“ سے بدلا اور آخر سے الف کو تخفیف کے لیے حذف کر دیا گیا تو
”جورب“ ہو گیا۔

جورب کی ابتداء دو اقسام ہیں:

۱- شخین: یہ موٹا موزہ ہے جس میں بیک وقت تین شرائط پائی جائیں: (۱) وہ موزہ اتنا موٹا ہو جس میں پانی سریت کر کے
پاؤں تک نہ پہنچ سکے (۲) وہ اتنا ضخیم ہو کہ کسی چیز سے باندھے بغیر پنڈلی پر کھڑا رہے۔

۲- رقیق: یہ باریک موزہ ہوتا ہے جس میں ”جورب شخین“ کی شرائط نہ پائی جائیں۔

جورب شخین اور جورب رقیق دونوں میں سے ہر ایک کی تین تین اقسام ہیں:

۱- شخین مجلد: یہ وہ موزہ ہے جس کے اوپر نیچے پورے پاؤں پر چمڑا چڑھایا گیا ہو۔ اس پر مسح جائز ہے۔

۲- شخین منعل: یہ وہ موزہ ہے جس کے تلے یا تلے اور پاؤں کے کناروں پر چمڑا لگایا گیا ہو اس پر مسح جائز ہے۔

۳- ٹخنیں سادہ: وہ موزہ ہے جس پر بالکل چمڑہ نہ چڑھایا گیا ہو۔ اس پر مسح کے جواز میں اختلاف ہے، آئمہ ثلاثہ اور صاحبین جواز کے قائل ہیں، لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اسے ناجائز قرار دیتے ہیں، لیکن وصال سے نو دن قبل یا تین دن پہلے آپ نے اس سے رجوع کر لیا تھا اور جواز کے قائل ہو گئے تھے۔

۱- رقیق مجلد: اس پر بالا جماع مسح جائز ہے۔

۲- رقیق منعل: اس پر مسح کے جواز و عدم جواز میں اختلاف ہے۔

۳- رقیق سادہ: اس پر بالا جماع مسح جائز نہیں ہے۔

جرابوں اور چپلوں پر مسح:

یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ جرابوں پر مسح جائز نہیں ہے۔ حدیث کے الفاظ ”والنعلین“ میں واو بمعنی مع ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح تو جرابوں پر کیا اور ساتھ ہی چپلوں کو پکڑا کیوں کہ آپ نے جرابیں پہن کر چپل پہنے ہوئے تھے۔ دور سے دیکھنے والے نے خیال کیا کہ آپ نے جرابوں اور چپلوں پر مسح کیا ہے اور ایسے ہی آگے بیان کر دیا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے چپل اور جرابوں دونوں کو ایک ساتھ ہی دیا ہو اور وہ جو رب منعل کی شکل اختیار کر گئی ہوں، جس پر مسح جائز ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ

باب 75: جرابوں اور عمامہ پر مسح کرنا

93 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيِّ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ
متن حدیث: تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْعِمَامَةِ قَالَ بَكْرٌ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ ابْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ وَذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى نَاصِيَتِهِ وَعِمَامَتِهِ
اختلاف روایت: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ذَكَرَ بَعْضُهُمُ الْمَسْحَ عَلَى النَّاصِيَةِ وَالْعِمَامَةِ وَلَمْ يَذْكُرْ بَعْضُهُمُ النَّاصِيَةَ
وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ بِعَيْنِي مِثْلَ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمِّيَّةَ وَسُلْمَانَ وَثَوْبَانَ وَآبِي أَمَامَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

93- اضرجه امسدا (255/4) و مسلم (174/2, 175-175-نروى): كتاب الطهارة باب: المسح على الناصية والعمامة حديث (274/83)

وابوداؤد (86,85/1): كتاب الطهارة باب: المسح على الخفين حديث (150) والنسائي (76/1): كتاب الطهارة باب: المسح على

العمامة مع الناصية حديث (107) من طريق بكر بن عبدالله المزني عن الحسن عن ابن المغيرة بن شعبة عن ابيه به-

مذہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنَسٌ وَبِهِ يَقُولُ الْأَوْزَاعِيُّ وَاحْمَدُ وَاسْحَقُ قَالُوا يَمْسَحُ عَلَى الْعِمَامَةِ
وَقَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ لَا يَمْسَحُ عَلَى الْعِمَامَةِ إِلَّا بِرَأْسِهِ مَعَ الْعِمَامَةِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ
قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَسَمِعْتُ الْجَارُودَ بْنَ مُعَاذٍ يَقُولُ سَمِعْتُ وَكَيْعَ بْنَ الْجَرَّاحِ يَقُولُ إِنَّ مَسْحَ عَلَى الْعِمَامَةِ يُجْزِيهِ لِلْأَثَرِ

◀◀ حسن بصری، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان کے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، آپ نے موزوں اور عمامے پر مسح کیا۔

بکر نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے سے یہ روایت سنی ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محمد بن بشار نے اس حدیث کو ایک اور جگہ ذکر کیا ہے وہ فرماتے ہیں: آپ نے اپنی پیشانی اور عمامے پر مسح کیا تھا۔

یہ روایت کئی حوالوں سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ بعض حضرات نے پیشانی اور عمامے کا ذکر کیا ہے اور بعض نے پیشانی کا ذکر نہیں کیا۔

میں نے امام احمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: میں نے اپنی آنکھوں سے یحییٰ بن سعید قطان کی مانند کوئی شخص نہیں دیکھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کئی اہل علم اس بات کے قائل ہیں: ان میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے وہ فرماتے ہیں: آدمی عمامے پر مسح کر سکتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین میں سے کئی اہل علم اس بات کے قائل ہیں: عمامے پر مسح نہیں کیا جاسکتا، ماسوائے اس صورت کے کہ آدمی عمامے کے ساتھ سر پر بھی مسح کر لے۔ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی اس بات کے قائل ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے جارود بن معاذ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: میں نے وکیع بن جراح کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: جو شخص عمامے پر مسح کر لے تو یہ بات اس کے لیے جائز ہوگی اثر (سے ثابت ہونے) کی وجہ سے۔

94 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي

لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ بِلَالٍ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ (۱)

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت کعب بن عجرہ کے حوالے سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے: نبی اکرم ﷺ نے دونوں موزوں اور چادر پر مسح کیا تھا۔

95 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَقَ هُوَ الْقُرَشِيُّ

عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ السُّنَّةُ يَا ابْنَ أَخِي قَالَ وَسَأَلْتُهُ عَنِ

الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ فَقَالَ أَمَسَّ الشَّعْرَ الْمَاءَ (۲)

﴿﴾ ابو عبیدہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: (اے میرے بھتیجے!) یہ سنت ہے، راوی کہتے ہیں میں نے ان سے عمامے پر مسح کرنے کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: تم بالوں پر پانی لگاؤ!

شرح

عمامہ پر مسح کے جواز یا عدم جواز میں مذاہب آئمہ:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ترجمہ الباب میں "الجوربین" کہنا، تسامح ہے یا کاتب کی غلطی ہے۔ اس لیے کہ اس کے تحت جو احادیث لائی گئی ہیں وہ صرف عمامہ سے متعلق ہیں ان میں "جوربین" کا لفظ نہیں ہے۔ علاوہ ازیں علامہ عابد سندھی رحمہ اللہ تعالیٰ مدرس مسجد نبوی شریف کا قلمی نسخہ جو عرصہ دراز تک آپ کے زیر تدریس رہا ہے اور اب بھی مسجد نبوی شریف کی لائبریری میں محفوظ ہے، اس میں بھی لفظ "جوربین" موجود نہیں ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ دوران وضو عمامہ پر مسح جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ "عمامہ" پر مسح جائز ہے۔ احادیث باب سے انہوں نے استدلال کیا ہے۔ مثلاً حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد گرامی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا تو موزوں اور عمامہ پر مسح کیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موزوں پر مسح کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: یہ سنت ہے۔

(۱) - اضر جہ احمد (14, 12/6) و مسلم (175/2 - نووی) کتاب الطہارۃ باب: المسح علی الناصیۃ والعمامة حدیث (275/84)

وابن ماجہ (186/1): کتاب الطہارۃ وسننہا باب: ما جاء فی المسح علی العمامة حدیث (561) والنسائی (75/1): کتاب الطہارۃ

باب: المسح علی العمامة حدیث (104) وابن خزیمہ (92, 91/1) حدیث (180) من طریق کعب بن عجرة عن بلال به۔

(۲) - صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے صرف امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

پھر میں نے عمامہ پر مسح کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا: مسح کرتے وقت ہاتھ سر کے بالوں کو چھو ہیں۔

۲- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ: حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ”عمامہ“ پر مسح جائز نہیں ہے۔ انہوں نے نص قرآنی سے استدلال کیا ہے: ”والمسحوا علی رؤسکم“ (اور تم اپنے سروں کا مسح کرو)

جمہور کی طرف سے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ جب نص قرآنی کے مقابل اخبار احاد آجائیں تو نص کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ اسی ضابطہ کے مطابق نص قرآنی پر عمل کرتے ہوئے عمامہ پر مسح جائز نہیں ہوگا بلکہ اسے اتار کر سر پر مسح کیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ

باب 76: غسل جنابت کا بیان

96 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبِ بْنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ عَنْ خَالَتِهِ مَيْمُونَةَ قَالَتْ

متن حدیث: وَوَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا فَأَغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَأَكْفَأَ الْإِنَاءَ بِشِمَالِهِ عَلَى يَمِينِهِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَأَفَاضَ عَلَى فَرْجِهِ ثُمَّ ذَلِكَ بِيَدِهِ الْحَائِطِ أَوْ الْأَرْضِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَسَعِيدِ بْنِ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمِ بْنِ هُرَيْرَةَ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنی خالہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے

لیے پانی رکھا آپ نے غسل جنابت کیا۔ آپ نے بائیں ہاتھ کے ذریعے برتن میں سے پانی دائیں ہاتھ پر انڈیلا دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر اپنے ہاتھ کو برتن کے اندر داخل کیا، پھر آپ نے اپنی شرمگاہ پر پانی بہایا پھر اپنے ہاتھ کو دیوار یا شاید زمین کے ذریعے ملا، پھر آپ نے کلی کی، پھر ناک میں پانی ڈالا، پھر چہرہ دھویا، پھر دونوں ہاتھوں کو دھویا، پھر آپ نے اپنے سر پر تین مرتبہ پانی بہایا، پھر

96- اخرجہ البخاری (447/1): کتاب الغسل باب: من افرغ بيمينه على شماله في الغسل و مسلم (233/2-نوروى): كتاب الميض

باب: صفة غسل الجنابة حديث (317/27) وابو داود (114/1): كتاب الطهارة باب: في الغسل من الجنابة حديث (245) وابن

ماجه (158/1): كتاب الطهارة وسننها باب: المنديل بعد الوضوء وبعد الغسل حديث (467) (190/1) كتاب الطهارة وسننها

باب: ما جاء في الغسل من الجنابة حديث (573) والنسائي (138,137/1): كتاب الطهارة باب: غسل الرجلين في غير المكان الذي

يفتسل فيه حديث (253) والدارمي (191/1): كتاب الصلاة والطهارة باب: في الغسل من الجنابة و اخرجہ احمد (336,

330,329/6) والبيهقي (151/1) حديث (316) وابن خزيمة (120/1) حديث (241) وعبد بن حميد (447) حديث

(1550) من طريق سلمة بن كريب عن كريب عن ابن عباس عن ميمونة به-

پورے جسم پر پانی بہایا، پھر آخر میں دونوں پاؤں دھولے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس باب میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

97 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ

قَالَتْ

مَتْنِ حَدِيثٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فغَسَلَ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهُمَا الْإِنَاءَ ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ وَيَتَوَضَّأُ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يَشْرِبُ شَعْرَةَ الْمَاءِ ثُمَّ يَحْتِئِي عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَثِيَّاتٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ أَنَّهُ يَتَوَضَّأُ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يُفْرِغُ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ قَدَمَيْهِ وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالُوا إِنْ انْغَمَسَ الْجُنُبُ فِي الْمَاءِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ أَجْزَاءَهُ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَأَسْحَقَ

◀◀ ہشام بن عروہ اپنے والد کے حوالے سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غسل جنابت کرنا ہوتا تو آپ سب سے پہلے دونوں ہاتھ دھوتے، پھر انہیں برتن میں داخل کرنے سے پہلے اپنی شرمگاہ کو دھوتے، پھر نماز کے وضو کی طرح وضو کرتے، پھر سر پر پانی ڈالتے پھر اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

غسل جنابت میں اہل علم نے اس بات کو اختیار کیا ہے: آدمی پہلے نماز کے وضو کا سا وضو کرے، پھر اس کے بعد سر پر تین مرتبہ پانی بہائے، پھر پورے جسم پر پانی بہائے، پھر دونوں پاؤں دھولے۔

اہل علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا وہ فرماتے ہیں: اگر جنبی شخص پانی جسم پر بہالے اور بعد میں وضو نہ کرے تو یہ بات اس کے لیے جائز ہے۔

97- اضرحہ مالک فی الموطا (44/1)؛ کتاب الطہارۃ باب: العمل فی غسل الجنابة حدیث (67) واحمد (101,52/6) والبخاری (429/1)؛ کتاب الفسل باب: الوضوء قبل الفسل حدیث (248) ومسلم (232/2-نوروی)؛ کتاب العیض باب: صفة غسل الجنابة حدیث (316/35) وابو داؤد (113/1)؛ کتاب الطہارۃ باب: فی الفسل من الجنابة حدیث (242) والنسائی (134/1)؛ کتاب الطہارۃ باب: ذکر وضوء الجنب قبل الفسل حدیث (247) والدارمی (191/1)؛ کتاب الصلاة والطہارۃ باب: فی الفسل من الجنابة واضرحہ العیسی (88/1) حدیث (163) وابن خزیمہ (121/1) حدیث (242) من طریقہ ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

غسل جنابت کے اسباب اور اس کا طریق کار:

جماعت اور احتلام وغیرہ کے باعث انسان جنبی (نجس) ہو جاتا ہے اور اس پر غسل فرض ہو جاتا ہے۔ حالت جنابت میں نماز، تلاوت قرآن، بیت اللہ کا طواف اور دخول مسجد امور حرام و ممنوع ہیں۔

غسل جنابت کا طریق کار حدیث باب میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سب سے پہلے دونوں ہاتھ دھوئے جائیں، جسم کے جس حصہ پر نجاست لگی ہو اسے دھویا جائے پھر نماز جیسا وضو کیا جائے۔ تین دفعہ منہ میں پانی ڈال کر کلی کی جائے، تین بار ناک میں پانی ڈالا جائے (کلی کرتے اور ناک میں پانی ڈالتے وقت خوب مبالغہ سے کام لیا جائے) تین بار تمام چہرہ دھویا جائے، تین تین بار دونوں ہاتھ دھوئے جائیں، تمام سر کا مسح کیا جائے اور آخر میں دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے جائیں۔ پھر تمام جسم پر پانی بہایا جائے۔ اگر غسل خانہ میں پانی جمع ہو رہا ہو تو غسل خانہ سے نکلتے تک پاؤں کو دھونا مؤخر کر دیا جائے۔ دوران غسل جسم کا کوئی حصہ ایک بال کا اندازہ بھی خشک رہ گیا تو غسل نہیں ہوگا۔ جو چیز جسم تک پانی پہنچنے میں رکاوٹ بن رہی ہو، اس کا دور کرنا ضروری ہے ورنہ غسل نہیں ہوگا مثلاً پینٹ، لک، ناخن پالش وغیرہ۔ اسی طرح تنگ انگوٹھی اور تنگ چین کا اتارنا یا اسے حرکت دینا بھی ضروری ہے تاکہ نیچے سے جسم خشک نہ رہنے پائے۔

غسل کرنے سے قبل وضو کرنے میں حکمت یہ ہے کہ جماع کے بعد یا بستر سے برآمد ہوتے وقت انسان کا جسم گرم ہوتا ہے۔ اگر گرم جسم پر دفعتاً ٹھنڈا پانی ڈالا جائے تو طبی نقطہ نظر سے انسانی صحت متاثر ہونے کا قوی امکان ہے۔ جو آگے چل کر مستقل مرض بھی بن سکتا ہے۔ اسی وضو سے نماز بھی ادا کی جاسکتی ہے۔ غسل کے تین فرائض ہیں: (۱) کلی کرنا کہ حلق تک پانی پہنچ جائے (۲) ناک میں پانی ڈالنا کہ سخت ہڈی تک پہنچ جائے (۳) تمام جسم پر پانی بہانا کہ جسم کا کوئی حصہ بال برابر بھی خشک نہ رہنے پائے۔ غسل کی چار اقسام ہیں:

۱- غسل فرض: حالت جنابت اور انقطاع دم حیض و نفاس کا غسل کرنا ہے۔

۲- غسل فرض کفایہ: میت کو غسل دینا۔

۳- غسل سنت: جمعۃ المبارک کے دن، عیدین کے دن اور احرام باندھنے سے قبل غسل کرنا۔

۴- غسل مستحب: حصول برودت، روزانہ بیداری کے بعد اور کپڑے تبدیل کرتے وقت غسل کرنا۔

بَابُ هَلْ تَنْقُضُ الْمَرْأَةُ شَعْرَهَا عِنْدَ الْغُسْلِ

باب II: کیا غسل کے وقت عورت اپنی مینڈیاں کھولے گی؟

98 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

بن رافع عن أم سلمة

متن حدیث: قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أَشَدُّ ضَفْرَ رَأْسِي أَفَأَنْقُضُهُ لِعُغْسِلِ الْجَنَابَةِ قَالَ لَا إِنَّمَا يَكْفِيكَ أَنْ تَحْتِثِينَ عَلَى رَأْسِكَ ثَلَاثَ حَثِيَّاتٍ مِنْ مَاءٍ ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِكَ الْمَاءَ فَتَطْهَرِينَ أَوْ قَالَ فَإِذَا أَنْتِ قَدْ تَطَهَّرْتِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا اغْتَسَلَتْ مِنَ الْجَنَابَةِ فَلَمْ تَنْقُضْ شَعْرَهَا أَنَّ ذَلِكَ يُجْزِيهَا بَعْدَ أَنْ تُفِيضَ الْمَاءَ عَلَى رَأْسِهَا

﴿﴾ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے اپنے بالوں کی مینڈیاں باندھی ہوئی ہوتی ہیں کیا میں غسل جنابت کے لیے انہیں کھولوں گی؟ آپ نے فرمایا: نہیں! تمہارے لیے اتنا کافی ہے: تم تین مرتبہ سر پر پانی بہاؤ پھر تم اپنے سارے جسم پر پانی بہاؤ گی تو تم پاک ہو جاؤ گی (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) تم نے پاکیزگی حاصل کر لی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل کیا جاتا ہے جب خاتون غسل جنابت کرے گی تو وہ اپنے بال نہیں کھولے گی اس کے لیے یہ جائز ہے: وہ صرف اپنے سر پر پانی بہالے۔

شرح

عورت کا غسل کے وقت اپنی ہٹی ہوئی چوٹیوں کو کھولنے کا مسئلہ:

عورت نے اپنے سر کے بالوں کی چوٹیاں ہٹی ہوئی ہوں تو غسل جنابت کے وقت ان کا کھولنا ضروری نہیں ہے اور نہ ہی بالوں کو دھونا ضروری ہے بشرطیکہ ان کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے۔ اگر بالوں کی جڑوں میں ایک بال کا اندازہ بھی خشک رہ گیا تو غسل نہیں ہوگا۔ اگر بالوں کی جڑوں تک باسانی پانی نہ پہنچ سکتا ہو تو چوٹیاں کھولنا ضروری ہے۔ اس صورت میں بالوں اور جڑوں کا دھونا ضروری ہے۔

غسل جنابت کرتے وقت اگر مرد نے اپنے بالوں کی چوٹیاں گوندھ رکھی ہوں تو ان کا کھولنا ضروری ہے۔ اس کے لیے بالوں اور ان کی جڑوں کا دھونا ضروری ہے۔ اگر ایک بال بھی خشک رہ گیا تو غسل نہیں ہوگا۔

98- اضرہ مسلم (246/2-نووی): کتاب العیض باب: حکم ضفائر المنبتلة حدیث (330/58) و ابو داؤد (115/1): کتاب الطہارۃ باب: فی المرأة لعل تنقض شعرها عند الفسل؛ حدیث (251) و ابن ماجہ (198/1): کتاب الطہارۃ و سنن ابی ماجہ: فی غسل النساء من الجنابة حدیث (603) و النسائی (131/1): کتاب الطہارۃ باب: ذکر نرك المرآة نقض ضفر راسها عند اغتسالها من الجنابة حدیث (241) و الدارمی (263/1): کتاب الصلاة و الطہارۃ باب: اغتسال العائض اذا وجب الفسل علیها قبل ان تحيض و اضرہ احمد (314, 289/6) و الحسینی (141, 140/1) حدیث (294) و ابن خزیمہ (122/1) حدیث (246) من طریق ابو عبد اللہ بن رافع عن ام سلمة به۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ

باب 78: ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے

99 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ وَجِيهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ وَأَنْقُوا الْبَشَرَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَنَسٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ الْحَارِثِ بْنِ وَجِيهِ حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَهُوَ شَيْخٌ لَيْسَ بِذَلِكَ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ وَقَدْ تَفَرَّدَ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ وَيُقَالُ الْحَارِثُ بْنُ وَجِيهِ وَيُقَالُ ابْنُ وَجْبَةَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے تم بالوں کو دھولیا کرو اور جسم کو کھال کو صاف کر لیا کرو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت حارث بن وجیہ کی حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے صرف اسی حوالے سے جانتے ہیں۔

ان سے کئی آئمہ روایات نقل کی ہیں اس حدیث میں وہ منفرد ہیں اسے انہوں نے مالک بن دینار کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

ایک قول کے مطابق ان کا نام حارث بن وجیہ ہے اور ایک قول کے مطابق ابن وجبہ ہے۔

شرح

”تحت كل شعرة جنابة“ کا مفہوم:

اس حدیث کا مطلب سمجھنے اور سمجھانے میں عموماً سہو ہو جاتا ہے۔ ان الفاظ سے طلباء عموماً ”بالوں کی جڑیں“ مراد لیتے ہیں جو درست نہیں ہے کیونکہ جڑیں تو جسم کا باطنی حصہ ہے جس کا دھونا ممکن ہی نہیں ہے۔ اس کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ بال گر کر جسم کے کچھ حصہ کو ڈھانپ لیتے ہیں، ڈھانپنے ہوئے جسم کا حصہ اور بالوں کا دھونا مراد ہے۔ گویا بالوں کو نیچے سے لے کر اوپر تک اور اس کے نیچے والا جسم کا حصہ دھونا ضروری ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے جسم کو رگڑ کر دھونا فرض قرار دیتے ہیں۔

یہ حدیث اپنی افادیت و اہمیت کے باعث مقبول ترین ہے۔ ارشاد ربانی: وان كنتم جنبا فاطهروا (اور اگر تم حالت جنابت ہو تو خوب طہارت حاصل کرو) کی مؤید ہے۔ اس سلسلے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے: عن النبی صلی

99- اضرجه ابو داؤد (115/1): كتاب الطهارة باب: في الفسل من الجنابة حديث (248) وابن ماجه (196/1): كتاب الطهارة

وسننهما باب: تحت كل شعرة جنابة حديث (597) من طريق محمد بن سيرين عن ابي هريرة به-

اللہ علیہ وسلم من ترك موضع شعرة من جنابة لم يغسلها فعل به كذا كذا من النار۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے غسل جنابت کے دوران اپنے ایک بال کا نیچے والا حصہ خشک چھوڑ دیا، اسے عذاب آتش دیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ بَعْدَ الْغُسْلِ

باب 79: غسل کے بعد وضو کرنا

100 سند حدیث: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَهَذَا قَوْلٌ غَيْرٌ وَاحِدٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَالتَّابِعِينَ أَنْ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور تابعین میں سے کئی اہل علم اس بات کے قائل ہیں کہ غسل کے

بعد وضو نہیں کیا جائے گا۔

شرح

غسل کے بعد وضو کرنے کا مسئلہ:

حدیث میں جنت کی چابی نماز اور نماز کی چابی وضو کو قرار دیا گیا ہے۔ نماز کے لیے وضو شرط ہے، اس کے بغیر مشروط یعنی نماز جائز نہیں ہے۔ غسل مسنون میں سب سے قبل وضو کیا جاتا ہے، جس کی تفصیل گزشتہ سے پیوستہ حدیث کے ضمن میں بیان کی گئی ہے۔ زیر بحث حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد جدید وضو کیے بغیر نماز ادا فرماتے تھے۔ البتہ اس بات کی تصریح بھی فقہاء نے کی ہے کہ وضو علی الوضو مستحب و مستحسن عمل ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ إِذَا التَّقَى الْيَحْتَانَانَ وَجَبَ الْغُسْلُ

باب 80: جب ختنے (شرمگاہیں) مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے

100- اخرجہ احمد (68/6, 119, 154, 192, 253, 258) و ابو داؤد (115/1)؛ کتاب الطہارۃ: باب فی الوضوء بعد الغسل

حدیث (250) و ابن ماجہ (191/1)؛ کتاب الطہارۃ و سننہما: باب فی الوضوء بعد الغسل حدیث (579) و النسائی (137/1)؛ کتاب

الطہارۃ: باب ترك الوضوء من بعد الغسل حدیث (252) (209/1)؛ کتاب الغسل و التیمم: باب ترك الوضوء بعد الغسل حدیث

(430) من طریقہ ابی اسحاق عن الاسود عن عائشہ بہ۔

101 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

متن حدیث: إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ فَعَلْتُهُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَغْتَسَلْنَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ
 ﴿﴾ ﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب ختنے ختنوں سے مل جائیں (یعنی شرمگاہ شرمگاہ سے مل جائے) تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

میں نے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا، تو ہم دونوں نے غسل کیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

102 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ وَجَبَ الْغُسْلُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ قَالَ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ
 مذاہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَعَائِشَةُ وَالْفُقَهَاءُ مِنَ التَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِثْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ قَالُوا إِذَا التَّقَى الْخِتَانَانِ وَجَبَ الْغُسْلُ

﴿﴾ ﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب ختنے، ختنے سے (شرمگاہ، شرمگاہ سے) مل جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے دوسری صورت میں بھی منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: ”جب ختنے، ختنے سے مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے“۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے اکثر اس بات کے قائل ہیں ان میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت

101- اخرجہ احمد (161/6) وابن ماجہ (199/1)؛ کتاب الطہارۃ وبتنسیب باب: ما جاء فی وجوب الغسل إذا التقى الختانان حدیث

(608) من طریق عبد الرحمن بن القاسم بن محمد عن أبيه عن عائشة به-

102- اخرجہ احمد (47/6، 97، 112، 135) من طریق علي بن زيد بن جدعان عن سعيد بن المسيب عن عائشة به-

علی بن ابی نعیم، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا شامل ہیں۔ ان کے علاوہ تابعین اور ان کے بعد والے فقہاء بھی اس بات کے قائل ہیں جیسے سفیان ثوری رضی اللہ عنہ، شافعی رضی اللہ عنہ، احمد رضی اللہ عنہ اور امام اسحاق رضی اللہ عنہ یہ فرماتے ہیں: جب شرمگاہ، شرمگاہ سے مل جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمَاءَ مِنَ الْمَاءِ

باب 81: منی نکلنے سے غسل فرض ہوتا ہے

103 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَالَ إِنَّمَا كَانَ الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ رُخْصَةً فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ نَهِيَ عَنْهَا

إِسْنَادٌ وَبِغَيْرِهِ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

مِثْلَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَأَنَّمَا كَانَ الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ نُسِخَ بَعْدَ ذَلِكَ وَهَكَذَا رَوَى غَيْرٌ وَاحِدٌ مِّنْ أَصْحَابِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ وَرَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ

مَذَاهِبِ فُقَهَاءِ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّهُ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فِي الْفَرْجِ

وَجَبَ عَلَيْهِمَا الْغُسْلُ وَإِنْ لَمْ يُنْزِلَا

﴿﴾ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: منی کے خروج کے نتیجے میں غسل لازم ہونے کا حکم اسلام کے آغاز میں

رخصت کے طور پر تھا پھر اس سے منع کر دیا گیا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ زہری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

منی کے خروج کے نتیجے میں غسل لازم ہونے کا حکم ابتدائے اسلام میں تھا پھر اسے منسوخ قرار دے دیا گیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی اصحاب سے اسی کی مانند منقول ہے جن میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ

شامل ہیں۔

اکثر اہل علم کے مطابق اس پر عمل کیا جائے گا وہ یہ فرماتے ہیں: جب کوئی مرد بیوی کے ساتھ صحبت کرے تو ان دونوں پر غسل

واجب ہو جائے گا اگرچہ ان دونوں کو انزال نہ ہو۔

103- اضرحة احمد (116, 115/5) وابو داؤد (105/1)؛ کتاب الطہارۃ: باب فی الاکسال حدیث (215) وابن ماجہ (200/1)؛

کتاب الطہارۃ وسننہما: باب ما جاء فی وجوب الغسل اذا التقى الغنثان حدیث (609) والدارمی (194/1)؛ کتاب الصلاة والطہارۃ:

باب الماء من الماء وابن خزیمہ (112/1) حدیث (225) من لیس سہل بن سعد عن ابی بن کعب بہ۔

شرح

ختانان کے ملنے سے غسل واجب ہونے کا مسئلہ:

لفظ ”ختانان“ لفظ ”ختان“ کا تشبیہ ہے۔ اس سے مراد ختنہ کا مقام ہے یعنی مذکر کے ذکر کی وہ جگہ جہاں سے ختنہ کرتے وقت چمڑا کاٹا جاتا ہے اور یہ حشفہ کے بعد کی جگہ ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ مرد کا ذکر حشفہ کی مقدار عورت کی شرمگاہ میں داخل ہو جائے تو زوجین میں غسل فرض ہو جائے گا خواہ انزال نہ بھی ہو۔ یہ مسئلہ آئمہ کے مابین اختلافی نہیں ہے بلکہ اتفاق ہے زیر بحث حدیث میں بھی یہی مسئلہ بیان ہوا ہے۔

چند اہم امور کی وضاحت:

زیر بحث احادیث کے مضمون کی مناسبت سے چند اہم امور کی ذیل میں وضاحت پیش کی جاتی ہے۔

۱۔ اکسال کی تعریف اور اس کا شرعی حکم:

زوجین جماع میں مشغول ہوں اور کسی فتور کی وجہ سے انزال سے قبل وہ الگ ہو جائیں، تو اسے ”اکسال“ کہا جاتا ہے۔ اکسال کی صورت میں زوجین پر غسل واجب ہوتا ہے یا نہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور میں یہ مسئلہ اختلافی تھا۔ انصار کی اکثریت کے نزدیک غسل واجب نہیں تھا۔ اکثر مہاجرین غسل واجب قرار دیتے تھے۔ انصار صحابہ کی عورتیں غسل واجب قرار دیتی تھیں لیکن مردوں کو اس حکم سے مستثنیٰ کرتی تھیں۔ البتہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں یہ اختلاف ختم ہو گیا اور خواتین و حضرات کا اس بات پر اجماع منعقد ہو گیا کہ ”اکسال“ کی صورت میں غسل واجب ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں واقعہ یہ پیش آیا کہ ایک صحابی نے آکر آپ کی خدمت میں عرض کیا: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں بیٹھ کر اپنی رائے کے مطابق فتویٰ جاری کر رہے ہیں کہ ”اکسال“ کی صورت میں غسل واجب نہیں ہے۔ آپ نے انہیں بھیجا کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرے پاس لاؤ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے سوال کیا: تم اکسال کے مسئلہ میں اپنی رائے سے فتویٰ دیتے ہو کہ اس سے غسل واجب نہیں ہوتا؟ انہوں نے عرض کیا: حضور! میں نے یہ بات اپنے چچاؤں سے سنا رکھی ہے۔ فرمایا: تم نے کون سے چچاؤں سے یہ بات سنی ہے؟ جواب دیا: حضرت ابو ایوب انصاری، حضرت ابی بن کعب اور حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اتفاق کی بات ہے کہ حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں موجود تھے۔ آپ نے ان سے اس مسئلہ کی وضاحت طلب کی تو انہوں نے عرض کیا: حضور! ہم لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنی بیویوں سے جماع کرتے تھے اور انزال نہ ہونے پر غسل نہیں کیا کرتے تھے۔ آپ نے سوال کیا: کیا آپ نے یہ مسئلہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا؟ جواب میں عرض کیا: نہیں۔ آپ نے اہل مجلس سے اس مسئلہ کی وضاحت طلب کی تو مختلف آراء سامنے آئیں۔ اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گزارش کی کہ کسی شخص کو بھیج کر امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے اکسال کے بارے میں دریافت کیا جائے۔ آپ نے ایک شخص کو بھیج کر اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس سلسلے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: میرے ساتھ ایسا واقعہ کبھی پیش نہیں آیا تھا۔ پھر اُم

المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے درمیان ایسی صورت پیش آئی تھی تو ہم دونوں نے غسل کیا تھا۔ ثبوت ملنے پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان فرمایا: آج کے بعد اکسال کی صورت پیش آنے پر جو شخص غسل نہیں کرے گا اسے سخت سزا دی جائے گی۔ (شرح معانی الآثار باب الذی یجامع ولا یکسل) آپ کے اعلان کے مطابق اس دن سے مسئلہ اکسال کی صورت میں وجوب غسل پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع منعقد ہو گیا۔ آج بھی اسی اجماع پر عمل ہے۔

۲۔ کسی حکم کی علت مخفی ہونے پر ظاہری چیز کو اس کے قائم مقام کرنا:

جب کسی حکم کی علت مخفی ہو تو شرعی طور پر کسی ظاہری چیز کو اس کے قائم مقام کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً دوران سفر قصر نماز کی علت مشقت ہے جو مخفی ہے جس کا ادراک نہیں کیا جاسکتا تو ”نفس سفر“ کو ہی مشقت کے قائم مقام کر دیا گیا۔ وضو فاسد ہونے کی علت خروج ریح ہے اور حالت نیند میں اس کا ادراک نہیں ہو سکتا، لہذا نیند کو ہی خروج ریح کے قائم مقام کر دیا گیا۔ اسی طرح وجوب غسل کی علت انزال ہے جس کا ادراک بعض اوقات نہیں ہو سکتا تو ”التقاء ختانان“ کو اس کا قائم مقام قرار دے دیا گیا۔

104 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكُ عَنْ أَبِي الْجَحَّافِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

آثار صحابہ: قَالَ إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ فِي الْإِحْتِلَامِ

قَالَ أَبُو عِيْسَى: سَمِعْتُ الْجَارُودَ يَقُولُ سَمِعْتُ وَكَيْعًا يَقُولُ لَمْ نَجِدْ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا عِنْدَ شَرِيكٍ تَوْضِيحُ رَاوِي: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَأَبُو الْجَحَّافِ اسْمُهُ دَاوُدُ بْنُ أَبِي عَوْفٍ وَيُرْوَى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ

حَدَّثَنَا أَبُو الْجَحَّافِ وَكَانَ مَرَضِيًّا

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَالزُّبَيْرِ وَطَلْحَةَ وَأَبِي أَيُّوبَ وَأَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: احتلام میں منی کے خروج کی وجہ سے غسل لازم ہوگا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے جارود کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: میں نے وکیع کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ہم نے اس حدیث کو صرف شریک کے پاس پایا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابو جحاف نامی راوی کا نام داؤد بن ابو عوف ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ سے یہ بات منقول ہے وہ فرماتے ہیں: ابو جحاف نے ہمیں یہ حدیث سنائی ہے وہ پسندیدہ آدمی ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔ ”پانی سے پانی لازم ہو جاتا ہے“ (یعنی خروج منی سے غسل واجب ہوتا ہے)۔

(۱) صحاح سنہ کے مؤلفین میں سے صرف امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

شرح

حدیث: الماء من الماء کا مفہوم:

حدیث ”الماء من الماء“ میں پہلے ماء سے مراد غسل کا پانی ہے اور دوسرے ماء سے مراد منی ہے یعنی جب خروج منی کا عمل پایا جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ اگر جماع کے دوران خروج منی کا عمل نہ پایا جائے تو غسل بھی واجب نہیں ہوگا۔ اکسال کی طرح ”الماء من الماء“ کا حکم بھی شروع اسلام میں تھا لیکن بعد میں منسوخ ہو گیا۔ اس کے دلائل یہ ہیں: (۱) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے: انما كان الماء من الماء رخصته في اول الاسلام ثم نهى عنها: حدیث ”الماء من الماء“ کی رخصت ابتدائے اسلام میں تھی پھر یہ منسوخ قرار پائی۔ (۲) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ وہ اپنی بیوی سے جماع میں مصروف تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آواز دی تو انزال کے بغیر وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اپنے عمل جماع کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا: تم پر غسل نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایسی صورت پیش آنے پر غسل کرنے کا حکم دیا۔ (۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يفعل ذلك ولا يغتسل وذلك قبل فتح مكة ثم اغتسل بعد ذلك. بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اکسال کی صورت میں غسل نہ فرماتے تھے، یہ فتح مکہ سے قبل کی بات ہے لیکن اس کے بعد آپ ایسی صورت میں غسل فرماتے تھے۔

دینی مسئلہ بیان کرنے میں حیاء کا مانع نہ ہونا:

شرعی طور پر کوئی بھی مسئلہ دریافت کرنے یا بیان کرنے میں حیاء رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ”اکسال“ کی صورت میں غسل کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے سائل کے جواب میں فرمایا: فعلته انا و رسول الله صلى الله عليه وسلم فاغتسلنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور میں ”اکسال“ کرتے تو غسل کیا کرتے تھے۔ اگر آپ اس مسئلہ کو بیان نہ فرماتیں تو امت تک کیسے پہنچتا؟ اسی لیے تو فرمایا گیا ہے: ان الله لا يستحي من الحق۔ بیشک اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے حیاء نہیں فرماتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ يَسْتَيْقِظُ فَيَرَى بَلَلًا وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا

باب 82: جو شخص نیند سے بیدار ہونے کے بعد تری دیکھ لیکر اسے احتلام یاد نہ رہے

105 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ خَالِدٍ الْخَيَّاطُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ هُوَ الْعُمَرِيُّ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

105- اضرجه احمد (256/6) وابو داود (111/1): كتاب الطهارة باب: في الرجل يجد البلة في منامه حديث (236) وابن ماجه (200/1): كتاب الطهارة وسننها باب: من احتلم ولم ير بللا حديث (612) والدارمي (195/1, 196) كتاب الصلاة والطهارة باب: من يرى بللا ولم يذكر احتلاما من طريق عبد الله بن عمر العمري عن عبد الله بن عمر عن القاسم عن عائشة به-

متن حدیث: سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الرجل یجد البلل ولا یدکر احتلاماً قال یغتسل وعن الرجل یرى أنه قد احتلم ولم یجد بللاً قال لا غسل علیہ قالت أم سلمة یا رسول اللہ هل علی المرأة ترى ذلك غسل قال نعم إن النساء شقائق الرجال

اختلاف روایت: قال أبو عیسی: وإنما روی هذا الحدیث عبد اللہ ابن عمر عن عبید اللہ بن عمر حدیث عائشة فی الرجل یجد البلل ولا یدکر احتلاماً

توضیح راوی: وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ ضَعَفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ فِي الْحَدِيثِ

مذہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ إِذَا اسْتَيْقَظَ الرَّجُلُ فَرَأَى بِلَّةً أَنَّهُ يَغْتَسِلُ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَحْمَدَ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ إِنَّمَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْغُسْلُ إِذَا كَانَتِ الْبِلَّةُ بِلَّةً نُطْفَةً وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاسْحَقُ وَإِذَا رَأَى احْتِلَامًا وَلَمْ يَرِ بِلَّةً فَلَا غُسْلَ عَلَيْهِ عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا: جو تری پاتا ہے، لیکن اسے احتلام یاد نہیں رہتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ غسل کرے گا آپ سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو یہ سمجھتا ہے: اسے احتلام ہوا ہے حالانکہ اسے تری نظر نہیں آتی؟ آپ نے فرمایا: اس پر غسل لازم نہیں ہے۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر کوئی عورت اس طرح دیکھ لے تو کیا اس پر بھی غسل لازم ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیونکہ خواتین مردوں (کی طرح) ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو عبد اللہ بن عمر نامی راوی نے عبید اللہ بن عمر کے حوالے سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے جو ایسے شخص کے بارے میں ہے جسے تری نظر آتی ہے، لیکن اسے احتلام یاد نہیں ہوتا۔ عبد اللہ بن عمر نامی راوی کو یحییٰ بن سعید نے اس کے حافظے کے حوالے سے ضعیف قرار دیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین میں سے کئی اہل علم اس بات کے قائل ہیں: جب کوئی شخص بیدار ہو اور وہ تری دیکھے تو اسے غسل کرنا چاہیے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ بھی اسی بات کے قائل ہیں، تابعین میں سے بعض اہل علم اس بات کے قائل ہیں: اس شخص پر غسل اس وقت واجب ہوگا جب وہ تری منی کی تری ہو۔ امام شافعی رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ بھی اسی بات کے قائل ہیں جب کوئی شخص احتلام دیکھتا ہے، لیکن اسے تری نظر نہیں آتی تو اس پر غسل لازم نہیں ہوتا، عام اہل علم کی یہی رائے ہے۔

شرح

خواب کی کیفیت یاد نہ ہو لیکن کپڑے پر تری پانے سے غسل واجب ہو جاتا ہے:

کسی شخص کو خواب کی کیفیت یاد نہ ہو لیکن وہ کپڑے پر تری پائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس صورت میں یعنی خواب یاد ہے لیکن کپڑے پر تری نہیں ہے تو غسل واجب نہیں ہوگا۔ تری کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں:

- ۱- منی: وہ سفید مادہ ہے جو جماع اور بد خوابی کے وقت اپنے مرکز سے شہوت و لذت کے ساتھ جدا ہوتا ہے۔
 ۲- مذی: یہ وہ لیس دار مادہ ہے جو بوس و کنار کے وقت جماع سے قبل شرمگاہ سے برآمد ہوتا ہے۔
 ۳- ودی: یہ وہ لیس دار مادہ ہے جو پیشاب کرتے وقت شرمگاہ سے برآمد ہوتا ہے۔
 منی کے خارج ہونے سے غسل فرض ہو جاتا ہے لیکن مذی اور ودی کے خروج سے غسل واجب نہیں، البتہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔
 تینوں میں سے کوئی بھی چیز کپڑے کو لگ جائے تو کپڑا پلید ہو جاتا ہے اور وہ دھونے سے پاک ہوتا ہے۔
 جس طرح مرد کو بد خوابی کی وجہ سے احتلام ہوتا ہے، اسی طرح عورت کو بھی ہوتا ہے لیکن مرد کی بنسبت کم ہوتا ہے کیونکہ عورت کی طبیعت میں رطوبت کا غلبہ ہے۔

بیدار ہونے کے بعد بد خوابی یاد نہیں ہے لیکن کپڑے پر تری موجود ہو غسل واجب ہے۔ اس کے برعکس صورت میں غسل واجب نہیں ہوگا۔ اس کی کل چودہ صورتیں بنتی ہیں جو درج ذیل ہیں:

- (۱) منی ہونے کا یقین ہو (۲) مذی ہونے کا یقین ہو (۳) ودی ہونے کا یقین ہو (۴) منی اور مذی ہونے کا شک ہو
 (۵) مذی اور ودی ہونے کا شک ہو (۶) منی اور ودی ہونے کا شک ہو (۷) تینوں کا شک ہو۔ پھر ان میں سے ہر ایک صورت میں خواب کی کیفیت یاد ہے یا نہیں؟ یہ کل چودہ صورتیں بنتی ہیں۔
 ان میں سے سات صورتوں میں غسل واجب ہوتا ہے:

- (۱) منی ہونے کا یقین ہو اور بد خوابی بھی یاد ہو (۲) بد خوابی یاد نہ ہو اور منی ہونے کا یقین ہو۔ (۳) مذی ہونے کا یقین ہو اور بد خوابی بھی یاد ہو (۴ تا ۷) شک ہونے کی چار صورتیں ہیں جبکہ بد خوابی یاد ہو۔
 درج ذیل چار صورتوں میں بالاتفاق غسل واجب نہیں ہوتا:

- (۱) ودی ہونے کا یقین ہو اور بد خوابی یاد ہو (۲) ودی ہونے کا یقین ہو اور بد خوابی یاد نہ ہو۔ (۳) مذی ہونے کا یقین ہو اور بد خوابی یاد نہ ہو (۴) مذی اور ودی ہونے میں شک ہو اور بد خوابی کی کیفیت یاد نہ ہو۔
 درج ذیل تین صورتوں میں اختلاف ہے:

- (۱) منی اور مذی ہونے میں شک ہو بد خوابی یاد نہ ہو (۲) منی اور ودی ہونے میں شک ہو اور بد خوابی یاد نہ ہو (۳) منی، مذی اور ودی ہونے میں شک ہو مگر بد خوابی یاد نہ ہو۔ ان تینوں صورتوں میں حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک غسل واجب نہیں ہے کیونکہ شک کی صورت میں وجوب کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ طرفین کے نزدیک احتیاطاً غسل واجب ہوگا۔ طرفین کے قول پر فتویٰ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَنِيِّ وَالْمَذِيِّ

باب 83: منی اور مذی کا بیان

106 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو السَّوَّاقِيُّ الْبَلْخِيُّ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ قَالَ

وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْلَانَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْجَعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَلِيٍّ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَذْيِ فَقَالَ مِنَ الْمَذْيِ الْوُضُوءُ وَمِنَ الْمَنِيِّ الْغُسْلُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ وَأَبِي بِنِ كَعْبٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

آثَارِ صَحَابَةٍ: وَقَدْ رَوَى عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ مِنَ الْمَذْيِ الْوُضُوءُ وَمِنَ الْمَنِيِّ الْغُسْلُ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَأَسْحَقُ

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے مذی کے بارے میں دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا: مذی (خارج ہونے) پر صرف وضو کرنا لازم ہوگا اور منی (خارج ہونے) پر غسل لازم ہوگا۔

اس باب میں حضرت مقداد بن اسود اور حضرت ابی بن کعب سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے دیگر حوالوں سے یہ منقول ہے، مذی کے نکلنے سے وضو لازم ہوتا ہے اور منی کے نکلنے سے غسل لازم ہوتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب، تابعین اور بعد میں آنے والے اہل علم اس بات کے قائل ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ نے بھی اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

منی اور مذی کا شرعی حکم:

لفظ ”مذی“ عربی میں میم کی زبر اور اردو میں میم کی زیر کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ منی کے خروج سے بشرطیکہ اپنے مرکز سے ٹپک کر اور شہوت سے الگ ہو، غسل واجب ہو جاتا ہے۔ مذی کے خروج سے غسل واجب نہیں ہوتا بلکہ اس سے وضو فاسد ہو جاتا ہے۔ اس کے خروج سے زوجین کی طبیعت میں جماع کا اشتہاء اور ذوق موجزن ہوتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ”مذی“ کا حکم دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: منی کے خروج سے غسل واجب ہوتا ہے اور مذی سے صرف

106- اضرجه احمد (109, 87/1) وابن ماجه (168/1): كتاب الطهارة ومسئرها باب: الوضوء من المذی حدیث (504) من

طریقہ عبد الرحمن بن ابی لیلی عن علی بہ۔

وضو کافی ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَذْيِ يُصِيبُ الثَّوْبَ

باب 84: منی کا کپڑے پر لگ جانا

107 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدٍ هُوَ ابْنُ السَّبَّاقِ عَنْ

أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ حَنِيفٍ قَالَ

متن حدیث: كُنْتُ أَلْقَى مِنَ الْمَذْيِ شِدَّةً وَعَنَاءً فَكُنْتُ أَكْثَرُ مِنْهُ الْغُسْلَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَأَلْتُهُ عَنْهُ فَقَالَ إِنَّمَا يُجْزِيكَ مِنْ ذَلِكَ الْوُضُوءُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ بِمَا يُصِيبُ ثَوْبِي مِنْهُ قَالَ يَكْفِيكَ أَنْ تَأْخُذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَتَضْحَ بِهِ ثَوْبَكَ حَيْثُ تَرَى أَنَّهُ أَصَابَ مِنْهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ فِي الْمَذْيِ مِثْلَ هَذَا

مذہب فقہاء: وَقَدْ اِخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْمَذْيِ يُصِيبُ الثَّوْبَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يُجْزِي إِلَّا الْغُسْلُ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَإِسْحَقَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يُجْزِيهِ النَّضْحُ وَقَالَ أَحْمَدُ أَرَجُو أَنْ يُجْزِيَهُ النَّضْحُ بِالْمَاءِ

﴿﴾ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے منی کی وجہ سے بڑی پریشانی اٹھانی پڑتی تھی اور اکثر اس کی وجہ سے غسل کرنا پڑتا تھا۔ میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا، آپ سے اس بارے میں دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا: اس صورت میں تمہارے لیے وضو کر لینا کافی ہے میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر میرے کپڑوں پر لگ جائے تو میں کیا کروں؟ تو آپ نے فرمایا: تمہارے لیے یہ کافی ہے: تم اپنی ہتھیلی میں پانی لے کر اپنے کپڑوں پر چھڑک لو اس جگہ پر جہاں تمہیں وہ لگی محسوس ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے ہم اسے صرف محمد بن اسحاق نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں جنہوں نے مذی کے بارے میں نقل کیا ہے۔

کپڑوں پر لگی ہوئی مذی کے بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض حضرات نے یہ فرمایا ہے: اسے دھونا ضروری ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔ بعض حضرات نے یہ کہا ہے: پانی چھڑک لینا کافی ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرا یہ خیال ہے: پانی چھڑک لینا کافی ہے۔

107 - اخرجه احمد (485/3) وابو داؤد (104/1) : كتاب الطهارة باب: في المذي حديث (210) وابن ماجه (169/1) : كتاب

الطهارة فوسنما باب الوضوء من المذي حديث (506) والدارمي (184/1) : كتاب الصلاة والطهارة باب: في المذي واخرجه عبد

بن حميد (171) حديث (468) وابن خزيمة (147/1) حديث (291) من طريق سعيد بن عبيد بن السباق عن ابيه عن سهل بن

حنيف به -

شرح

ندی آلود کپڑا پاک کرنے کا طریقہ:

تمام آئمہ فقہ کے نزدیک نگیس ہے اور کپڑے کو لگ جانے سے کپڑا پلید ہو جاتا ہے۔ البتہ اس کو پاک کرنے کے طریقہ کار میں اختلاف ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ بچے کے پیشاب کی طرح کپڑے پر چھینٹیں لگانے سے پاک ہو جاتا ہے اور اسے دھونا ضروری نہیں ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک چھینٹیں مارنے سے کپڑا صاف نہیں ہوگا بلکہ اس کا پانی سے دھونا بھی ضروری ہے۔ سب نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ کثرت نندی کی وجہ سے میں پریشان رہتا تھا اور اس پر میں غسل کیا کرتا تھا۔ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: خروج نندی سے وضو کافی ہے۔ میں نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! اگر نندی کپڑے کو لگ جائے تو پھر کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: پانی لے کر نندی کی جگہ پر چھینٹا دے دو۔

اس حدیث مبارکہ میں لفظ ”نضح“ ہے۔ حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے مراد ”چھینٹا دینا“ ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک اس سے مراد ”دھونا“ ہے۔ احناف کے نزدیک غسل خفیف سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔ یعنی کپڑے کو پانی سے دھویا جائے پھر اسے نچوڑ دیا جائے تو وہ پاک و طاہر ہو جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ

باب 85: منی کپڑوں پر لگ جانا

108 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: ضَافَ عَائِشَةَ ضَيْفٌ فَأَمَرَتْ لَهُ بِمِلْحَفَةٍ صَفْرَاءَ فَنَامَ فِيهَا فَاحْتَلَمَ فَاسْتَحْيَا أَنْ يُرْسَلَ بِهَا
وَبِهَا أَثَرُ الْإِحْتِلَامِ فَغَمَسَهَا فِي الْمَاءِ ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ أَفْسَدَ عَلَيْنَا ثَوْبَنَا إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ أَنْ
يَفْرُكَهُ بِأَصَابِعِهِ وَرُبَّمَا فَرَكْتُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَصَابِعِي
حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَهُوَ قَوْلٌ غَيْرٌ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ

108- اضرجه مسلم (199/2-نووی): کتاب الطہارۃ باب: حکم المنی حدیث (288/105) و ابو داؤد (155, 154/1): کتاب الطہارۃ باب: المنی یصیب الثوب حدیث (371) و ابن ماجہ (179/1): کتاب الطہارۃ و سنن ابی داؤد (156/1): کتاب الطہارۃ باب: فرك المنی من الثوب حدیث (538) و النسائی (156/1): کتاب الطہارۃ باب: فرك المنی من الثوب حدیث (297) و اضرجه احمد (263, 193, 43/6, 135) و الحمیدی (97/1) حدیث (186) و ابن خزیمہ (147, 146, 145/1) حدیث (288) من طریق ابی الیم عن ہمام بن الحارث عن عائشہ بہ۔

الْفُقَهَاءِ مِثْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَاسْحَقَ قَالُوا فِي الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ يُجْزِيهِ الْفَرْكُ وَإِنْ لَمْ يُغْسَلْ وَهَكَذَا

اسناد دیگر: رَوَى عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَ رِوَايَةِ الْأَعْمَشِ وَرَوَى أَبُو مَعْشَرَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ وَحَدِيثُ الْأَعْمَشِ أَصَحُّ

﴿﴾ ہمام بن حارث بیان کرتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک مہمان ٹھہرا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے زرد رنگ کی ایک چادر بھجوائی وہ سو گیا اسے احتلام ہو گیا اسے اس بات پر شرم آئی کہ وہ اس چادر کو واپس بھیج دے جبکہ اس پر احتلام کا نشان موجود تھا اس نے اسے پانی سے دھولیا پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھجوا دیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس نے ہمارے چادر کو کیوں خراب کیا اس کے لیے یہ کافی تھا: وہ اپنی انگلیوں کے ذریعے اسے کھرچ دیتا۔ میں نے کئی مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اپنی انگلیوں کے ذریعے اسے کھرچا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور بعد میں آنے والے فقہاء میں سے بعض اس بات کے قائل ہیں جن میں سے امام شافعی رحمہ اللہ، سفیان ثوری رحمہ اللہ، احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ شامل ہیں: یہ حضرات کپڑوں پر لگی ہوئی منی کے بارے میں فرماتے ہیں: کھرچ دینا کافی ہے، اگر چہ اسے نہ دھویا جائے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسی طرح یہ روایت منصور کے حوالے سے، ابراہیم کے حوالے سے، ہمام بن حارث کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے جیسا کہ اعمش نے اسے نقل کیا ہے۔

ابو معشر اس حدیث کو روایت کرتے ہیں ابراہیم کے حوالے سے، اسود کے حوالے سے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، تاہم اعمش کی نقل کردہ روایت زیادہ مستند ہے۔

بَابُ غَسْلِ الْمَنِيِّ مِنَ الثَّوْبِ

باب 86: کپڑے پر لگی ہوئی منی کو دھونا

109 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ

سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ

109- اضرجه البخاری (397/1)؛ کتاب الوضوء باب: غسل المنی وفرکہ وغسل ما یصیب من المرأة حدیث (229) ومسلم (200/2-نوی)؛ کتاب الطہارۃ باب: حکم المنی حدیث (289/108) وابو داؤد (155/1)؛ کتاب الطہارۃ باب: المنی یصیب الثوب حدیث (373) وابن ماجہ (178/1)؛ کتاب الطہارۃ ومنہا باب: المنی یصیب الثوب حدیث (536) والنسائی (156/1)؛ کتاب الطہارۃ باب: غسل المنی من الثوب حدیث (295) وضرجه احمد (235, 142, 47/6) وابن خزیمہ (145/1) حدیث (287) من طریق عمرو بن ميمون عن سليمان بن يسار عن عائشة به۔

متن حدیث: أَنَّهَا غَسَلَتْ مَنِيًّا مِّنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

قول امام ترمذی: وَحَدِيثُ عَائِشَةَ أَنَّهَا غَسَلَتْ مَنِيًّا مِّنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ
بِمُخَالَفٍ لِحَدِيثِ الْفَرَكِ لِأَنَّهُ وَإِنْ كَانَ الْفَرَكُ يُجْزَى فَقَدْ يُسْتَحَبُّ لِلرَّجُلِ أَنْ لَا يُرَى عَلَى ثَوْبِهِ أَثَرُهُ
آثار صحابہ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمَنِيُّ بِمَنْزِلَةِ الْمَخَاطِ فَاِمِطْهُ عَنْكَ وَلَوْ بِأَذْحِرَةٍ

◄◄ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو دھو دیا کرتی تھیں۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس باب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں سے منی دھونے کے بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کھرچنے والی روایت سے مخالف نہیں ہے، کیونکہ اگرچہ کھرچ دینا جائز ہے، لیکن آدم کے لیے مستحب یہی ہے: اس کے کپڑے پر اس کا نشان نظر نہ آئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: منی بلغم کی طرح ہے تم اسے صاف کر دو خواہ گھاس کے ذریعے کرو۔

شرح

منی کے نجس و طاہر ہونے اور کپڑے کو لگ جانے کی صورت میں اسے پاک کرنے میں مذاہب آئمہ:

آیا منی نجس ہے یا طاہر؟ اس میں فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اختلاف ہے۔ یہ اختلاف دور صحابہ سے چلا آ رہا ہے جس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

۱- حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک منی نجس ہے۔ منی میں بھی تعیم ہے خواہ انسان کی ہو یا حیوان کی وہ طاہر ہے۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ منی طاہر ہے۔ ایک روایت کے مطابق منی کے بارے میں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے تین اقوال ہیں:

(۱) مرد وزن دونوں کی منی طاہر ہے۔ (۲) مرد کی منی طاہر اور عورت کی نجس ہے۔ (۳) مرد وزن دونوں کی منی نجس ہے۔ آپ کا قول ثالث مختار ہے۔

علیٰ ہذا القیاس حیوانات کی منی کے بارے میں بھی ان کے نزدیک تفصیل ہے۔ آپ خنزیر اور کتے کی منی نجس قرار دیتے ہیں۔ دیگر حیوانات کی منی کے بارے میں تین اقوال ہیں:

(۱) تمام حیوانات کی منی طاہر ہے۔ (۲) مطلقاً منی طاہر ہے۔ (۳) حیوانات ماکول اللحم کی منی طاہر اور غیر ماکول اللحم کی نجس

ہے۔ پہلا قول اصح ہے۔

طہارت منی پر حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے دلائل یہ ہیں: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے: انما کان یکفیه ان یفرکہ با صبعہ و ربما فرکتہ من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم با صبعی۔ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی سے منی کھرچ دیتے اور کبھی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اپنی انگلی سے منی کھرچ دیتی تھی۔ (۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: المنی بمنزلة المخاط فامطه عنک ولو باذخرة، منی ناک کے کچرے کی مثل ہے تو اسے دور کر دے خواہ گھاس کے ساتھ ہی سہی۔ (۳) انبیاء کرام علیہم السلام منی سے پیدا ہوئے، اگر اسے نجس قرار دیا جائے تو یہ ان کی شایان شان نہیں ہو سکتا۔ لہذا منی طاہر ہے۔

۳- حضرت عمر، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عائشہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت انس، حضرت امام مالک، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام اوزاعی اور حضرت امام سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک منی مطلقاً نجس ہے۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چونکہ منی نجس ہے تو ان کا کہنا ہے کہ اسے صاف کرنے کے لیے صرف کھرچ دینا کافی نہیں ہے بلکہ دھونا بھی ضروری ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے: العسل ان کان رطبا والفرك ان کان یا بسا۔ اگر منی رقیق ہو تو اسے دھو کر صاف کیا جائے گا اور اگر خشک ہو تو اسے کھرچ کر صاف کیا جائے گا۔ (در مختار)

۴- حضرت لیث بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک منی نجس ہے اور اگر منی آلود کپڑے سے نماز ادا کی تو واجب الاعادہ نہیں ہے۔ حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اگر منی کپڑے پر ہو خواہ قلیل ہو یا کثیر تو نماز واجب الاعادہ نہیں ہے۔ البتہ اگر جسم پر ہو تو خواہ کتنی ہی قلیل ہو نماز واجب الاعادہ ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ہم نواؤں کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک صحابی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں جن کپڑوں میں اپنی بیوی سے جماع کرتا ہوں کیا ان میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: نعم، الا ان تری فیہ شینا فتغسلہ (صحیح ابن حبان) ہاں، اگر تم منی دیکھو تو اسے دھو۔ الو۔

۲- حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنی ہمشیرہ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جس کپڑے میں جماع کرتے تھے، کیا اس میں نماز پڑھ لیتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں، جب اس میں کوئی چیز لگی ہوئی نہ ہوتی۔ (سنن ابی داؤد باب سلوة فی الثوب الذی یصیب اہلہ فیہ)

۳- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم منی دھو دیتے پھر اسی کپڑے میں نماز کے لیے تشریف لے جاتے تھے اور میں دھونے کے نشانات کپڑے پر دیکھتی تھی۔ (اصح للمسلم جلد اول ص ۱۴۰)

۴- قرآن کریم نے منی کو "ماء مہین" قرار دیا ہے۔ یہ بھی اس کے نجس ہونے کی دلیل ہے۔

۵- قیاس سے بھی مذہب حنفیہ کی تائید ہوتی ہے۔ پیشاب، مزی اور ودی باتفاق نجس ہیں جن کے خروج سے صرف وضو

واجب ہوتا ہے جبکہ منی کے خروج سے غسل واجب ہوتا ہے تو یہ بطریق اولیٰ نجس ہونی چاہیے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے ثياب النوم میں فرک ثابت ہوتا ہے اور ثياب الصلوٰۃ میں نہیں۔ اس جواب کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: اگر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے میں منی دیکھتی تو اسے کھریج دیتی تو آپ اسی میں نماز پڑھ لیتے تھے۔ (۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اثر کا جواب یہ ہے کہ یہ قوی مرفوعاً اور موقوفاً دونوں طرح منقول ہے اور محدثین نے اس کے ضعف کی تصریح فرمائی ہے۔ (۳) آپ کی عقلی اور قیاسی دلیل کا جواب یہ ہے کہ جب ایک چیز دوسری حالت میں منتقل ہوتی ہے تو اس کی پہلی حالت میں یقینی تبدیلی آجاتی ہے۔ منی جب لحم میں داخل ہوئی اور اس سے تخلیق کا عمل ظاہر ہوا تو اب وہ نجس نہیں رہی بلکہ ظاہر ہو جائے گی۔ لہذا یہ دلیل درست نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُنْبِ يَنَامُ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ

باب 87: جنبی شخص کا غسل سے پہلے سو جانا

110 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ

عَائِشَةَ قَالَتْ

متن حدیث: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُ وَهُوَ جُنْبٌ وَلَا يَمَسُّ مَاءً

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي اسْحَقَ نَحْوَهُ

مذہب فقہاء: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا قَوْلُ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَغَيْرِهِ

حدیث دیگر: وَقَدْ رَوَى غَيْرٌ وَاحِدٌ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَتَوَضَّأُ

قَبْلَ أَنْ يَنَامَ

وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي اسْحَقَ عَنِ الْأَسْوَدِ وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي اسْحَقَ هَذَا الْأَعْدِيَّتُ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ

وَغَيْرٌ وَاحِدٌ وَيُرْوَى أَنَّ هَذَا غَلَطٌ مِنْ أَبِي اسْحَقَ

﴿﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں سو جایا کرتے تھے آپ پانی استعمال

نہیں کرتے تھے (یعنی غسل نہیں کرتے تھے)

یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

110- اضرجه احمد (43/6, 106, 109, 146, 171) وابوداؤد (108/1) : كتاب الطهارة باب: في الجنب يؤخر الفسل حدیث

(228) وابن ماجه (192/1) : كتاب الطهارة وسننها باب: في الجنب ينام كبريئته لا يمس ماء حدیث (581) من طريق ابى اسحاق

عن الاسود عن عائشة به-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سعید بن مسیب اور دیگر حضرات کی یہی رائے ہے۔

کئی راویوں نے اسود کے حوالے سے، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے: آپ سونے سے پہلے وضو کر لیتے تھے۔

ابو اسحاق نے اسود کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے یہ اس سے زیادہ مستند ہے۔

شعبہ نے اس روایت کو ابو اسحاق کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: ان حضرات کے نزدیک اس روایت میں غلطی ابو اسحاق کی طرف سے ہے۔

شرح

حالت جنابت میں سونے کا مسئلہ اور اس میں مذاہب فقہاء:

سب فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جنبی شخص غسل کرنے سے قبل ہو سکتا ہے۔ وضو کرنے سے قبل ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، جس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱- علامہ ابن حبیب اور علامہ داؤد ظاہری رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ قبل النوم وضو کرنا واجب ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے: انہ قال ذکر عمر بن الخطاب لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ تصیبه الجنابة من اللیل فقال له رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ضا واغسل ذکرک ثم نم۔ (اصح البخاری جلد اول ص ۴۳) انہوں نے بیان کیا: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ انہیں رات کے وقت جنابت لاحق ہو جاتی ہے؟ آپ نے انہیں فرمایا: تم وضو کر کے اور اپنی شرمگاہ دھو کر سو جایا کرو۔

اس حدیث میں امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے جو وجوب کے لیے آتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ قبل النوم وضو واجب ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے: انہ سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم اینام احدنا وهو جنب؟ قال: نعم! اذا تو ضا۔ (جامع ترمذی) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ہم میں سے کوئی شخص جنبی ہو جائے تو کیا وہ سو سکتا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ہاں! بشرطیکہ وہ وضو کر لے۔ ۲- حضرت امام ابو یوسف، حضرت سعید بن مسیب، حضرت امام سفیان ثوری اور حضرت حسن رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبل النوم وضو کرنا مباح ہے یعنی وہ وضو کر لیتا ہے تو درست اور اگر نہیں کرتا تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے: قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینام وهو جنب ولا یمس ماء۔ آپ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں پانی استعمال کیے بغیر سو جاتے تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس حدیث میں نکرہ تحت اللفظی آنے کے سبب عموم پر محمول ہے، جس میں غسل اور وضو دونوں شامل ہیں۔

۳- جمہور فقہاء اور آئمہ اربعہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جنبی کا قبل النوم وضو کرنا مستحب ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے استدلال کیا ہے: عن ابن عمر انہ سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم اینام احدنا وهو

جنب قال: نعم! ويتوضأ ان شاء. (صحیح ابن خزیمہ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: ہم میں سے کوئی شخص جنابت کی حالت میں سوکتا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ہاں! وہ اگر پسند کرے تو وضو کر لے۔ یہاں وضو کا حکم استحباب کے لیے ہے۔

اس بات میں بھی فقہاء کا اختلاف ہے کہ یہاں وضو سے مراد وضو کا کل ہے یا وضو ناقص؟ وضو کا کل سے مراد نماز جیسا وضو جسے وضو کبیر بھی کہا جاتا ہے اور وضو ناقص سے مراد ہاتھ اور منہ دھونا ہے جسے وضو صغیر بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے وضو سے مراد وضو صغیر یا وضو ناقص لیا ہے۔ جمہور کے نزدیک یہاں وضو کا کل مراد ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا كان جنبا و اراد ان يا كل او ينام توضأ وضوہ للصلوہ (اصح للمسلم، جلد اول ص ۱۳۳) آپ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں کوئی چیز کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو نماز جیسا وضو فرماتے تھے۔ انہوں نے اس روایت سے وضو کا کل مراد لیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ لِلْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ

باب 88: جنبی شخص جب سونے لگے تو وضو کر لے

111 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ

عُمَرَ عَنْ عُمَرَ

متن حدیث: أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمَّارٍ وَعَائِشَةَ وَجَابِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عُمَرَ أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَصْحُ

مذاهب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَبِهِ يَقُولُ

سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ قَالُوا إِذَا أَرَادَ الْجُنُبُ أَنْ يَنَامَ تَوَضَّأَ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: کیا کوئی شخص جنابت کی حالت میں سوکتا ہے آپ نے فرمایا: ہاں جب وہ وضو کر لے۔

اس باب میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”احسن“ اور ”اصح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین میں سے اکثر حضرات اس بات کے قائل ہیں: سفیان ثوری رضی اللہ عنہ، ابن مبارک رضی اللہ عنہ،

111- اخرجه احمد (16/1, 17, 24, 35, 38, 44) ومسلم (220/2-نووی) كتاب العيضة: باب: جواز نوم الجنب حديث

(306/23) واخرجه ابن خزيمة (106/1) حديث (211) من طريق عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر عن عمر به-

شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے وہ یہ فرماتے ہیں: جب جنبی شخص سونے کا ارادہ کرے تو اسے سونے سے پہلے وضو کر لینا چاہیے۔

شرح

جنبی کا سونے سے قبل وضو کرنے کا مسئلہ:

کوئی شخص حالت جنابت میں کھانا پینا چاہے یا دوبارہ جماع کا ارادہ کرے اور یا سونے کا قصد کرے تو اسے غسل کرنا افضل ہے۔ وہ اپنے جسم سے نجاست دور کر کے نماز جیسا وضو کرے تب بھی جائز ہے۔ اگر وہ نجاست کو دور کر کے صرف ہاتھ منہ دھولے تو پھر بھی روا ہے۔ اگر وہ اپنا منہ اور ہاتھ دھو کر ان امور میں سے کوئی کرتا ہے تب بھی ممانعت نہیں ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔ آپ بیان کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنابت میں پانی استعمال کیے بغیر سو جاتے تھے۔ گویا جماع کرنے کے بعد غسل اور وضو کیے بغیر آپ سو جاتے تھے۔

حضرت امام ابو یوسف اور حضرت سعید بن مسیب رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک جنبی شخص وضو کیے بغیر سو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ وضو کرنے سے جنابت ختم نہیں ہوتی۔ جمہور فقہاء کے نزدیک وضو کرنے میں فضیلت ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات صرف وضو کر کے سویا کرتے تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا حالت جنابت میں سونا جائز ہے؟ آپ نے جواب دیا: ہاں! وضو کر لیا کرو۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: تَوَضَّأَ وَغَسَلَ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمَ۔ (اصح البخاری جلد اول ص ۴۳) تم وضو کرو اور اپنا ذکر دھو کر سو جاؤ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مُصَافِحَةِ الْجُنُبِ

باب 89: جنبی شخص سے مصافحہ کرنا

112 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيلُ عَنْ بَكْرِ

بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُرَزَبِيِّ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهِ وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ فَأَنْبَجَسْتُ أَيُّ فَاَنْخَسْتُ فَأَغْتَسَلْتُ

ثُمَّ جَسْتُ فَقَالَ آيْنُ كُنْتُ أَوْ آيْنُ ذَهَبْتَ قُلْتُ إِنِّي كُنْتُ جُنُبًا قَالَ إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجَسُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ حُدَيْفَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

112 - اضرجه البخاری (464/1)؛ کتاب الفسل: باب: عرق الجنب وان المسلم لا ينجس: حدیث (283) ومسلم (301/2 -

نوری): کتاب المبيض: باب: الدليل على ان المسلم لا ينجس: حدیث (371) وابو داؤد (109/1)؛ کتاب الطهارة: باب في الجنب

بمصافح حدیث (231) وابن ماجه (178/1) کتاب الطهارة: فوسنربا: باب: مصافحة الجنب حدیث (534) والنسائی (145/1)؛

کتاب الطهارة: باب: ممانعة الجنب ومجالسة حدیث (269) وضرجه احمد (382,235/2) من طريق بكر بن عبدالله عن ابي رافع

عن ابي هريرة به-

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

قَوْلِ إِمَامِ تَرْمِذِي: وَمَعْنَى قَوْلِهِ فَإِنْ خَنَسَتْ يَعْنِي تَنَحَّيْتُ عَنْهُ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ رَخَّصَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي مُصَافَحَةِ الْجُنُبِ وَلَمْ يَرَوْا بَعْرَقِ الْجُنُبِ

وَالْحَائِضِ بَأْسًا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی ملاقات ہوئی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسی وقت جنابت کی حالت میں تھے وہ بیان کرتے ہیں: میں وہاں سے کھسک گیا پھر جب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: تم کہاں تھے؟ (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) تم کہاں چلے گئے تھے؟ میں نے عرض کی: میں جنابت کی حالت میں تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن مسلمان ناپاک نہیں ہوتا۔

اس باب میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ ”فَانْخَسَتْ“ کا مطلب ہے؟ میں ان کے پاس سے ہٹ گیا۔

کئی اہل علم نے جنبی شخص سے مصافحہ کرنے کی اجازت دی ہے ان کے نزدیک جنبی یا حیض والی عورت کے پسینے میں کوئی حرج نہیں ہے (یعنی وہ ناپاک نہیں ہوتا)

شرح

حالت جنابت میں مصافحہ کرنے کا مسئلہ:

حائضہ اور نفاس والی خاتون کو جب جنابت لاحق ہو جائے اور جنبی یہ سب نجس ہوتے ہیں نجاست حکمی کے باعث نہ کہ نجاست حقیقی کی وجہ سے۔ لہذا ان کا جسم، کپڑے، لعاب، پسینہ اور جھوٹا وغیرہ سب پاک ہیں۔ ان سے مصافحہ کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ان سے مصافحہ کرنے یا ہاتھ لگانے سے ہاتھ نجس نہیں ہوتا۔ اس سلسلے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بطور دلیل پیش کی جاسکتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حالت میری حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو گئی، میں آپ کو دیکھ کر اس قصد سے کھسک کر ایک طرف ہو گیا کہ مصافحہ کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پلید نہ ہو جائیں۔ غسل کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے کھسک کر ایک جانب ہونے کی وجہ دریافت کی تو عرض کیا: یا رسول اللہ! میں حالت جنابت میں تھا۔ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! مسلمان پلید نہیں ہوتا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جنبی شخص نجس نہیں ہوتا کیونکہ اس کی نجاست حقیقی نہیں بلکہ حکمی ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَرَأَةِ تَرَى فِي الْمَنَامِ مِثْلَ مَا يَرَى الرَّجُلُ

باب 90: جو عورت خواب میں مرد کی طرح خواب دیکھے (یعنی اسے احتلام ہو جائے)

113 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ

متن حدیث: جَاءَتْ أُمُّ سَلِيمٍ بِنْتُ مِلْحَانَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرَأَةِ تَعْنِي غُسْلًا إِذَا هِيَ رَأَتْ فِي الْمَنَامِ مِثْلَ مَا يَرَى الرَّجُلُ قَالَ نَعَمْ إِذَا هِيَ رَأَتْ الْمَاءَ فَلْتَغْتَسِلْ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ قُلْتُ لَهَا فَضَحَّتِ النِّسَاءُ يَا أُمَّ سَلِيمٍ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ أَنَّ الْمَرَأَةَ إِذَا رَأَتْ فِي الْمَنَامِ مِثْلَ مَا يَرَى الرَّجُلُ فَانزَلَتْ أَنْ عَلَيْهَا الْغُسْلُ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَالشَّافِعِيُّ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلِيمٍ وَخَوْلَةَ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ

﴿﴿﴾ سیدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں انہوں نے عرض کی: بے شک اللہ تعالیٰ حق بات سے حیا نہیں کرتا، کیا عورت پر لازم ہوگا؟ یعنی غسل، جب وہ خواب میں وہی چیز دیکھے جو مرد دیکھتے ہیں (یعنی اسے احتلام ہو جائے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں جب وہ پانی (یعنی منی کپڑے پر لگی ہوئی دیکھے) تو اسے غسل کر لینا چاہیے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے اس عورت سے کہا: اے ام سلیم! تم نے عورتوں کو شرمندہ کر دیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

عام فقہاء کی یہی رائے ہے: اگر کوئی عورت خواب میں اسی طرح دیکھے لے جیسے مرد دیکھتا ہے (یعنی اسے احتلام ہو جائے) اور اسے انزال ہو تو اس پر غسل کرنا لازم ہوگا۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا، سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

113- أخرجه البخاری (462/1): کتاب الفسل: باب: اذا احتلمت المرأة حدیث (282) ومسلم (225/2- نووی): کتاب المبيض:

باب: وجوب الفسل على المرأة حدیث (313/32) وأخرجه مالك في الموطأ (51/1): کتاب الطهارة: باب: غسل المرأة اذا رأت في

المنام مثل ما يرى الرجل حدیث (85) وابن ماجه (197/1): کتاب الطهارة وسننهما: باب: في المرأة ترى في منامها ما يرى الرجل

حدیث (600) النسائي (114/1): کتاب الطهارة: باب: غسل المرأة في منامها ما يرى الرجل حدیث (197) وأخرجه احمد (302/6)

(292/6) والعميدى (143/1) حدیث (298) من طريق عروة عن زينب بنت ابي سلمة عن ام سلمة به-

شرح

بدخوابی کی صورت میں عورت اپنے کپڑے پر تری پائے تو غسل واجب ہونے کا مسئلہ:

عورت بدخوابی کی صورت میں اپنے کپڑے پر تری پائے تو غسل واجب ہوگا۔ یہ مسئلہ خواتین و حضرات کے درمیان یکساں ہے۔ اس کا ما حاصل یہ ہے کہ مرد کی طرح عورت کو بھی احتلام کا عارضہ پیش آتا ہے۔ اگر عورت بدخوابی کے بعد اپنے کپڑے پر تری کے آثار پائے تو غسل فرض ہوگا ورنہ نہیں۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسئلہ دریافت کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ حق بات بیان کرنے میں مکھی اور مچھر کی مثال بیان کرنے سے حیا نہیں کرتا تو انسان کو بھی حق بات دریافت کرنے اور بیان کرنے سے حیا نہیں کرنی چاہیے۔ انہوں نے دریافت کیا: عورت بدخوابی دیکھے تو اس پر غسل واجب ہوگا؟ آپ نے جواب دیا: ہاں! اگر وہ اپنے کپڑے پر تری دیکھے تو غسل کرے۔ سوال: اس حدیث میں ان اللہ لا یستحی من الحق (یعنی اللہ حق بیان کرنے سے حیا نہیں کرتا) اور دوسری روایت کے الفاظ ہیں: ان اللہ حی (بیشک اللہ تعالیٰ حیا کرنے والا ہے) بظاہر تعارض ہے؟

جواب: نفی حقیقی معنی کی ہے یعنی عذاب و مذمت کرنا اور اثبات میں مجازی معنی مراد ہے یعنی ترک فعل یا ترک منع عن

الفعل۔

سوال: ام سلیم کا نام کیا ہے؟

جواب: ان کے نام میں مختلف اقوال ہیں: (۱) رمیلہ (۲) سھلہ (۳) ملیکہ (۴) رمیثہ (۵) غمیصاء (۶) ریثا۔ یہ حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی تھیں۔

مسئلہ:

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواہ مرد ہو یا عورت اسے حق مسئلہ دریافت کرنے یا بیان کرنے میں شرم و حیا سے کام نہیں لینا چاہیے کیونکہ بے شرمی کے امور ممنوعات کا ارتکاب کرنا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَسْتَدْفِي بِالْمَرَاةِ بَعْدَ الْغُسْلِ

باب 91: مرد کا غسل کرنے کے بعد عورت کے جسم سے گرمی حاصل کرنا

114 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ حُرَيْثٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: رَبَّمَا اغْتَسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ جَاءَ فَاسْتَدْفَا بِي فَضَمَّمْتُهُ إِلَيَّ وَلَمْ

اغْتَسِلَ

114- اضرجه ابن ماجه (192/1)؛ كتاب الطهارة وسننهما؛ باب: في الجنب بنام كرسنته لا يس ماء؛ حديث (581) من طريق

الشعبي عن مسروق عن عائشة به-

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ بِإِسْنَادِهِ بِأَسْ

مذاهب فقہاء: وَهُوَ قَوْلٌ غَيْرٌ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ وَالتَّابِعِينَ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا اغْتَسَلَ فَلَا
بِأَسِّ بَانَ يَسْتَدْفِي بِأَمْرَاتِهِ وَيَنَامُ مَعَهَا قَبْلَ أَنْ تَغْتَسَلَ الْمَرْأَةُ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ
وَأَسْحَقُ

﴿﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: بعض اوقات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرنے کے بعد تشریف لاتے اور میرے
جسم سے گرمی حاصل کرنا چاہتے تھے تو میں آپ کو اپنے ساتھ چمٹا لیتی تھی حالانکہ میں نے غسل نہیں کیا ہوتا تھا۔
یہ اس حدیث کی سند میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین میں سے کئی اہل علم اس بات کے قائل ہیں: جب کوئی شخص غسل کر لے تو اس میں کوئی
حرج نہیں ہے: وہ اپنی بیوی کو اپنے جسم کے ساتھ چمٹا لے اور اس کے ساتھ سوئے، یعنی عورت کے غسل کرنے سے پہلے۔
امام سفیان ثوری رحمہ اللہ، شافعی رحمہ اللہ، احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

غسل کے بعد مرد کا جنبیہ بیوی کے جسم سے حرارت حاصل کرنے کا مسئلہ:

جماع کے بعد مرد غسل کرے پھر اپنی بیوی (جو جنبیہ ہو) سے لپٹ کر حرارت حاصل کرے تو جائز ہے۔ اس صورت میں شوہر
کا جسم پلید نہیں ہوگا۔ اس سلسلے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت بطور دلیل پیش کی جاسکتی ہے۔ آپ بیان کرتی
ہیں کہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت کرنے کے بعد میرے پاس تشریف لاتے اور میرے
جسم سے حرارت حاصل کرتے اور میں آپ کو اپنے جسم سے چمٹا لیتی تھی، حالانکہ اس وقت میں حالت جنابت میں ہوتی تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّمِيمِ لِلْجُنْبِ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ

باب 92: جنبی شخص کو جب پانی نہ ملے تو وہ تیمم کرے

115 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

عَنْ خَالِدِ الْحَدَّادِ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ بُجْدَانَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِنَّ الصَّعِيدَ الطَّيِّبَ طَهُورُ الْمُسْلِمِ وَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ عَشْرَ سِنِينَ فَإِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلْيَمْسَهُ

بَشْرَتَهُ فَإِنَّ ذَلِكَ خَيْرٌ وَقَالَ مَحْمُودٌ فِي حَدِيثِهِ إِنَّ الصَّعِيدَ الطَّيِّبَ وَضُوءُ الْمُسْلِمِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

115- اضرحه احمد (180, 155/5) وابو داؤد (144, 143/1) كتاب الطهارة: باب: الجنب يتيمم حديث (332) والنسائي

(171/1): كتاب الطهارة: باب: العلوات يتيمم واحد حديث (322) واضرحه ابن خزيمة (32/4) حديث (2292) من طريق ابى

قلابة عن عمرو بن بجدان عن ابى ذر به-

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ بُجْدَانَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِي عَامِرٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَلَمْ يُسَمِّهِ

حکم حدیث: قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ أَنَّ الْجُنُبَ وَالْحَائِضَ إِذَا لَمْ يَجِدَا الْمَاءَ تَيَمَّمَا وَصَلِيَا وَيُرَوَى عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى التَّيَمُّمَ لِلْجُنُبِ وَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ وَيُرَوَى عَنْهُ أَنَّهُ رَجَعَ عَنْ قَوْلِهِ فَقَالَ يَتَيَمَّمُ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَأَسْحَقُ

﴿﴾ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: پاک مٹی مسلمان کے لیے طہارت کے حصول کا ذریعہ ہے، اگر اسے پانی دس سال تک نہیں ملتا، لیکن اگر وہ پانی پالے تو اسے پورے جسم پر بہالینا چاہیے، کیونکہ یہ زیادہ بہتر ہے۔

محمود نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: پاک مٹی مسلمان کے وضو کا ذریعہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایات منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کئی اہل علم نے خالد حداء کے حوالے سے ابو قلابہ کے حوالے سے، حضرت عمرو بن بجدان کے حوالے سے، حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ ایوب نے ابو قلابہ کے حوالے سے، بنو عامر سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کے حوالے سے، حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس روایت کو نقل کیا ہے، تاہم اس شخص کا نام نقل نہیں کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

عام فقہاء کی یہی رائے ہے: جنبی شخص اور حائضہ عورت کو اگر پانی نہیں ملتا تو وہ تیمم کرنے کے بعد نماز ادا کر لیں گے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی گئی ہے: وہ جنبی شخص کے لیے تیمم کو درست نہیں سمجھتے، خواہ اس شخص کو پانی نہ ملے۔

انہی کے بارے میں یہ روایت بھی منقول ہے: انہوں نے اس قول سے رجوع کر لیا تھا، وہ یہ فرماتے ہیں: اگر وہ شخص پانی نہیں پاتا تو تیمم کر لے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

پانی دستیاب نہ ہونے کی صورت میں تیمم کرنے کا مسئلہ:

نماز کا وقت ہو جانے پر تیمم، غسل اور وضو دونوں کا نائب ہے۔ پانی دستیاب نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پانی حقیقی طور پر موجود نہ ہو یا پانی موجود ہو لیکن کم مقدار میں ہو، اگر اس سے وضو کیا تو پینے کی ضرورت پوری نہیں ہوگی یا پانی سخت گرم یا سرد ہو جو استعمال نہ کیا جاسکتا ہو وغیرہ۔ ان تمام صورتوں میں تیمم کیا جائے گا۔ یہ رخصت وضو اور غسل دونوں کے لیے ہے۔

ایک صحابی نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسئلہ دریافت کیا کہ اگر میں حالت سفر میں جنبی ہو جاؤں اور پانی بھی دستیاب نہ ہو تو کیا کروں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: پانی دستیاب نہ ہو تو نماز قضا کرو۔ اتفاق سے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں موجود تھے۔ انہوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! اس سلسلے میں تیمم کیا جائے گا اور نماز ادا کی جائے گی۔ آپ اس واقعہ کو یاد کریں جو آپ کو اور مجھے ایک سفر کے دوران پیش آیا تھا کہ ہم دونوں جنبی ہو گئے تھے، آپ نے نماز قضا کی تھی اور میں نے اپنے جسم پر مٹی مل کر نماز ادا کی تھی۔ ہم دونوں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پیش آنے والے واقعہ کے بارے میں عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری تائید فرمائی تھی اور مجھے عملاً تیمم کی تعلیم بھی ارشاد فرمائی تھی۔ اس موقع پر تیمم غسل اور وضو دونوں کے لیے کیا تھا۔ یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جس چیز کے آپ ذمہ دار بنے ہیں ہم بھی اس کے آپ کو ذمہ دار بناتے ہیں۔ (اصح البخاری رقم الحدیث: ۳۳۸)

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پاک مٹی مسلمان کی طہارت کا سامان ہے خواہ دس سال تک اسے پانی دستیاب نہ ہو۔ جب پانی دستیاب ہو جائے تو اسے استعمال میں لایا جائے۔ اس حدیث سے جنابت کے لیے بھی تیمم کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں اس حدیث سے درج ذیل مسائل ثابت ہوتے ہیں:

۱- تیمم، غسل اور وضو دونوں کا نائب ہے اور یہ طہارت کاملہ ہے۔ جب تک پانی دستیاب نہ ہو تیمم کر کے نماز ادا کرتے رہیں گے۔

۲- اگر اس مقدار میں پانی دستیاب ہو جائے جس سے غسل یا وضو کیا جاسکتا ہو تو تیمم جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ حدیث کے الفاظ ہیں: فلیمسہ بشرتہ یعنی خواہ وہ پانی اعضاء کو ایک ایک بار دھونے کے لیے کافی ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ

باب 93: مستحاضہ عورت کا بیان

116 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَعَبْدَةُ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ

قَالَتْ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي

امْرَاةٌ اسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهَرُ اَفَادَعُ الصَّلَاةَ قَالَ لَا اِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ فَدَعِيَ الصَّلَاةَ وَاِذَا اَذْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكَ الدَّمَ وَصَلِي

اختلاف روایت: قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ فِي حَدِيثِهِ وَقَالَ تَوْضِيئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ حَتَّى يَجِيءَ ذَلِكَ الْوَقْتُ فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكٌ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ أَنَّ الْمُسْتَحَاضَةَ إِذَا جَاوَزَتْ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا اغْتَسَلَتْ وَتَوَضَّاتْ لِكُلِّ صَلَاةٍ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: فاطمہ بنت حیثم رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں ایسی عورت ہوں جسے استحاضہ ہو جاتی ہے اور میں پاک نہیں ہوتی، کیا میں نماز پڑھنا چھوڑ دوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں یہ (کسی دوسری) رگ کا خون ہے، یہ حیض نہیں ہے، جب حیض آجائے، تو تم نماز پڑھنا ترک کر دو، جب وہ ختم ہو جائے، تو تم خون کو دھو کر نماز پڑھنا شروع کر دو۔

ابو معاویہ نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ بات نقل کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ہر نماز کے لیے وضو کرو یہاں تک کہ وہ وقت آجائے۔

اس بارے میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین میں سے کئی اہل علم اس بات کے قائل ہیں، سفیان ثوری رحمہ اللہ، مالک، ابن مبارک رحمہ اللہ اور شافعی نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے: استحاضہ والی عورت کا حیض گزر جائے، تو وہ غسل کرنے کے بعد ہر نماز کے لیے وضو کرے گی۔

116- اخرجہ مالک فی الموطأ (61/1)؛ کتاب الطہارۃ؛ باب: الاستعاضة حدیث (104) واحد (194/6) و اخرجہ البخاری (487/1)؛ کتاب المیض؛ باب: الاستعاضة حدیث (306) و اخرجہ مسلم (252/2 - نووی)؛ کتاب المیض؛ باب: الاستعاضة وغسلها وصلاتها حدیث (333/62) و ابو داؤد (124/1)؛ کتاب الطہارۃ؛ باب: من روی ان المیضة اذا اذبرت لا تنزع الصلاة حدیث (282) و ابن ماجہ (203/1)؛ کتاب الطہارۃ و سننہا؛ باب: ما جاء فی المستعاضة التي قد عدت ایام اقرانها قبل ان یستمر برها الدم حدیث (621) و اخرجہ النسائی (123/1)؛ کتاب الطہارۃ؛ باب: الفرق بین دم المیض والاستعاضة حدیث (215) و الجعفی (99/1) حدیث (193) من طریق لسان بن عمرو عن عمرو عن عائشة بہ۔

شرح

استحاضہ کا مفہوم اور اس کے احکام:

لفظ ”استحاضہ“ حیض سے بنایا گیا ہے۔ حاض یحیض حیضا، کا معنی ہے، بہنا۔ اہل عرب کہتے ہیں: حاض الوادی یعنی بارش کی کثرت کے باعث میدان بہہ گیا۔ حیض چونکہ عورت کو مہینہ کے بعد مسلسل آتا ہے۔ اس لیے اسے ”حیض“ کہا جاتا ہے۔ لفظ ”استحاضہ“ میں ”س اورت“ مبالغہ کے لیے آتے ہیں۔ استحاضہ باب استفعال کا مصدر ہے، جس سے مراد مسلسل بہنے والا خون ہے۔ اسے بیما کی کا خون بھی کہا جاتا ہے۔

حیض اور استحاضہ دونوں فقہ اور حدیث کے مشکل ترین مسائل میں سے ہیں۔ اسی وجہ سے فقہاء اور محدثین نے ان دو مسائل پر مستقل کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ سب سے قبل حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو صفحات پر مشتمل کتاب تصنیف کی، حضرت علامہ طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے پانچ سو صفحات کی کتاب لکھی، حضرت امام ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک رسالہ تصنیف فرمایا، علامہ دارمی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ ”مہذب“ کی شرح میں ان دو مسائل پر تفصیلی روشنی ڈالی جو ایک ضخیم کتاب کی شکل اختیار کر گئی اور امام ابن نجیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک تفصیلی کتاب تصنیف فرمائی۔

(۱) حیض کی اقل مدت میں مذاہب:

حیض کی اقل مدت کتنی ہے؟ اس بارے میں اختلاف آئمہ ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ قلت کی کوئی حد متعین نہیں ہے۔ ایک بار بھی آ کر ختم ہو جانے والا خون ”حیض“ ہو سکتا ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ اقل مدت حیض ایک رات دن ہے۔ اس سے کم مدت میں آ کر رک جانے والا خون ”استحاضہ“ ہے۔ علاوہ ابن الماجشون کا موقف ہے کہ پانچ رات دن ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک تین دن تین رات ہے۔

(۲) اکثر مدت حیض میں مذاہب آئمہ:

کثرت مدت حیض کتنی ہے؟ اس سلسلے میں بھی آئمہ کی مختلف آراء ہیں: حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کثرت مدت حیض سترہ دن رات ہے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے۔ کثرت مدت حیض پندرہ رات دن ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دس دن رات ہے۔ اس مدت سے زائد آنے والا ”استحاضہ“ کا خون ہوا۔

(۳) نفاس کی اقل مدت:

نفاس سے مراد وہ خون ہے جو عورت کے مقام مخصوصہ سے بچہ کی ولادت کے بعد برآمد ہوتا ہے۔ اس کی اقل مدت کے بارے میں تمام آئمہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ وہ متعین نہیں ہے۔

(۴) کثرت مدت نفاس:

نفاس کی اکثر مدت کتنی ہے؟ اس بارے میں آئمہ کی مختلف آراء ہیں۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساٹھ دن ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک چالیس روز ہے۔ اس مدت کے بعد آنے والا خون ”استحاضہ“ ہوگا۔

(۵) اقل مدت طہر میں مذاہب آئمہ:

اقل مدت طہر کتنی ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے چار اقوال ہیں: (۱) اس کی حد متعین نہیں ہے۔ (۲) پانچ دن رات ہے۔ (۳) دس رات دن ہے۔ (۴) پندرہ رات دن ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں: (۱) پندرہ دن ہے۔ (۲) تیرہ دن ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک مدت طہر پندرہ دن ہے۔

(۶) الوان دم حیض میں مذاہب:

الوان دم حیض میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں: حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک الوان دم حیض دو ہیں: (۱) سرخ رنگ (۲) سیاہ رنگ۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک الوان دم حیض چار ہیں: (۱) سرخ (۲) سیاہ (۳) اصفر (۴) اکدر۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک الوان دم حیض چھ ہیں: (۱) سواد (۲) حمزہ (۳) صفزہ (۴) کدرہ (۵) خضرہ (۶) تربتی۔ ان الوان کے علاوہ استحاضہ کا خون ہوگا۔

دم استحاضہ کے اسباب:

دم استحاضہ کے تین اسباب ہیں: (۱) کسی رگ کا پھٹ جانا (۲) فساد مزاج (۳) مذکورہ دونوں اسباب میں سے کبھی ایک کبھی دوسرا۔

مسئلہ:

دم حیض اور نفاس کی صورت میں عورت نہ نماز پڑھ سکتی ہے اور نہ روزے رکھ سکتی ہے۔ ان ایام کی نماز معاف ہے لیکن روزوں کی قضا کرے گی۔ البتہ دم استحاضہ کی حیثیت دم مسلسل کی ہے، ان دنوں میں عورت نماز پڑھے گی اور روزے بھی رکھے گی۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمُسْتَحَاضَةَ تَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ

باب 94: مستحاضہ عورت ہر نماز کے لیے وضو کرے گی

117 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا شَرِيكُ عَنْ أَبِي الْيَقْطَانِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ

117- أخرجه ابو داؤد (131/1)؛ كتاب الطهارة؛ باب: من قال: تفنسل من طهر الى طهر؛ حديث (297)؛ وابن ماجه (204/1)؛

كتاب الطهارة و سنن سفيان؛ باب ما جاء في المستحاضة التي قد عدت أيام افرائها قبل ان يسمر بربما الدم؛ حديث (625)؛ والدارسي

(202/1)؛ كتاب الصلاة والطهارة؛ باب: في غسل المستحاضة من طهره ابي اليقطان عن عدي بن ثابت عن ابيه عن جده به-

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: أَنَّهُ قَالَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ تَدْعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَانِهَا الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ فِيهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَتَصُومُ وَتُصَلِّي حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ قَدْ تَفَرَّدَ بِهِ شَرِيكٌ عَنْ أَبِي الْيَقْظَانَ

قول امام بخاری: قَالَ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقُلْتُ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ جَدُّ عَدِيِّ مَا اسْمُهُ فَلَمْ يَعْرِفْ مُحَمَّدٌ اسْمَهُ وَذَكَرْتُ لِمُحَمَّدٍ قَوْلَ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ أَنَّ اسْمَهُ دِينَارٌ فَلَمْ يَعْبَأْ بِهِ

مذاهب فقہاء: وَقَالَ أَحْمَدُ وَاسْحَقُ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ إِنْ اغْتَسَلَتْ لِكُلِّ صَلَاةٍ هُوَ أَحْوَطُ لَهَا وَإِنْ تَوَضَّأَتْ لِكُلِّ صَلَاةٍ أَجْزَأُهَا وَإِنْ جَمَعَتْ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بَغُضْلٍ وَاحِدٍ أَجْزَأُهَا

◄◄ عدى بن ثابت اپنے دادا کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: آپ نے مستحاضہ عورت کے بارے میں فرمایا ہے وہ اپنے حیض کے مخصوص ایام جن میں پہلے اسے حیض آیا کرتا تھا اس کے دوران نماز چھوڑ دے گی، پھر غسل کرے گی اور ہر نماز کے لیے وضو کرے گی وہ روزہ بھی رکھے گی اور نماز بھی ادا کرے گی۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شریک نے ابوالیقظان نامی راوی کے حوالے سے منفرد طور پر اسے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ سے اس روایت کے بارے میں دریافت کیا: میں نے کہا: عدى بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا کے حوالے سے اسے نقل کیا ہے۔ علی کے دادا کا نام کیا تھا؟ تو امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کو ان کے دادا کا نام پتہ نہیں تھا، میں نے امام بخاری کو نام بتایا: یحییٰ بن معین نے فرمایا ہے: ان کا نام دینار تھا، تو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو قابل اعتماد نہیں سمجھا۔

امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ مستحاضہ عورت کے بارے میں فرماتے ہیں: اگر وہ ہر نماز کے لیے غسل کرے، تو یہ اس کے لیے زیادہ مناسب ہے، لیکن اگر وہ ہر نماز کے لیے صرف وضو کر لیتی ہے، تو یہ بھی اس کے لیے جائز ہے۔

اگر وہ ایک وضو کر کے دو نمازیں اکٹھی ادا کر لے، تو یہ بھی اس کے لیے جائز ہے۔

شرح

المستحاضة تتوضأ لكل صلاة في أيامها التي كانت تحيض فيها ثم تغتسل وتوضأ عند كل صلاة وتصوم وتصلی

مستحاضہ عورت اور تمام معذورین کا حکم تسلسل حدث میں مبتلا شخص والا ہے جو چار رکعت نماز بھی پڑھنے کی قدرت نہ رکھتا ہو۔ تمام آئمہ کا اس بات پر اتفاق ہے معذورین پر وضو کرنا فرض ہے۔ البتہ علامہ ابوداؤد ظاہری اور ریضۃ الرائی کے نزدیک دم استحاضہ ناقص وضو نہیں ہے۔ ان کے خیال کے مطابق الوضوء لكل صلاة کا حکم استحبابی ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ ازراہ قیاس دم استحاضہ ناقص وضو نہیں ہے لیکن امر تعبیدی کی بناء پر دم استحاضہ کو ناقص وضو تسلیم کرتے ہیں۔

حضرت امام سفیان ثوری اور علامہ ابو ثور رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ایک وضو سے صرف ایک نماز پڑھی جاسکتی ہے اور دوسری نماز کے لیے وضو جدید لازم ہوگا مثلاً ایک وضو سے فرائض پڑھ سکتا ہے لیکن نوافل ادا کرنے کے لیے وضو جدید ضروری ہے۔ انہوں نے زیر بحث حدیث سے استدلال کیا ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ایک وضو سے فرائض اور اس کے توابع یعنی نوافل و سنن بھی ادا کی جاسکتی ہیں مگر ان کی ادائیگی کے بعد وضو از خود باطل ہو جائے گا۔ مزید سنن و نوافل اور تلاوت قرآن وغیرہ کے لیے تازہ وضو کرنا ہوگا۔ انہوں نے وضو لکل صلوة مع توابعہا، مراد لیا ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک دفعہ وضو کر کے فرائض اور توابع سنن و نوافل کے علاوہ تلاوت قرآن وغیرہ بھی جائز ہے۔ البتہ آئندہ نماز کا وقت آنے پر وضو جدید ضروری ہوگا۔ اس بات میں آئمہ احناف کا باہم اختلاف ہے کہ خروج وقت سبب ناقض وضو ہے یا دخول وقت؟ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دخول وقت سبب ناقض وضو ہے۔ حضرت امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خروج وقت اور دخول وقت دونوں ناقض وضو ہیں۔ طرفین کے نزدیک خروج وقت سبب ناقض وضو ہے۔ ثمرہ اختلاف اس طرح مرتب ہوگا کہ نماز فجر کے بعد (طلوع شمس سے لے کر) اور نماز ظہر سے قبل وقت میں حضرت امام زفر اور طرفین کے نزدیک نماز فجر کا وضو ٹوٹ جائے گا جبکہ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زوال کے وقت تک یہ وضو باقی رہے گا۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی زیر بحث حدیث سے استدلال کیا ہے۔ آپ نے تموضاً لکل صلوة، کو تموضاً لکل وقت صلوة، پر محمول کیا ہے۔

مسئلہ:

حیض کا زمانہ ختم ہونے پر مستحاضہ ایک دفعہ غسل کرے گی پھر ہر نماز کے لیے نیا وضو کر کے جتنی چاہے فرائض اور توابع سنن و نوافل ادا کر سکتی ہے اور تلاوت قرآن بھی لیکن آئندہ نماز کے لیے نیا وضو کرنا ضروری ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ أَنَّهَا تَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ

باب 95: مستحاضہ عورت ایک غسل کے بعد دو نمازیں اکٹھی پڑھ لے گی

118 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَمِّهِ عِمْرَانَ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أُمِّهِ حَمْنَةَ بِنْتِ جَعْفَرِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ عَقِيلٍ قَالَتْ: كُنْتُ أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً فَاتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَفْتِيهِ وَأَخْبَرُهُ فَوَجَدْتُهُ فِي بَيْتِ أُخْتِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَعْفَرِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ عَقِيلٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً فَمَا

118- أخرجه أحمد (439, 381/6) والبخاري في الأدب المفرد (237) حديث (806) وأبو داود (127/1): كتاب الطهارة:

باب: من قال: إذا قبلت الحيضة نسع الصلاة حديث (287) وابن ماجه (205/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: ما جاء في البكر إذا ابتدأت مستحاضة أو كان لها أيام هيض فنبسرها حديث (627) من طريق إبراهيم بن محمد بن طلحة عن عمه عمران بن طلحة عن أمه حمنة بنت جعفر بن جعفر بن عاقيل -

تَأْمُرُنِي فِيهَا قَدْ مَنَعْتَنِي الصِّيَامَ وَالصَّلَاةَ قَالَ أَنْعْتُ لِكَ الْكُرْسُفِ فَإِنَّهُ يُذْهِبُ الدَّمَ قَالَتْ هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ قَالَ
فَتَلَجَّمِي قَالَتْ هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ قَالَ فَاتَّخِذِي ثَوْبًا قَالَتْ هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ إِنَّمَا أُتِجُّ ثَجًّا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَمُرُكَ بِأَمْرَيْنِ أَيُّهُمَا صَنَعْتَ أَجْزَأَ عِنْدَكَ فَإِنْ قَوَيْتِ عَلَيْهِمَا فَانْتِ أَعْلَمُ فَقَالَ إِنَّمَا هِيَ رَكُضَةٌ مِنَ
الشَّيْطَانِ فَتَحِيضِي سِتَّةَ أَيَّامٍ أَوْ سَبْعَةَ أَيَّامٍ فِي عِلْمِ اللَّهِ ثُمَّ اغْتَسِلِي فَإِذَا رَأَيْتِ أَنَّكَ قَدْ طَهَّرْتِ وَاسْتَنْقَاتِ
فَصَلِّي أَرْبَعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً أَوْ ثَلَاثًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَأَيَّامَهَا وَصُومِي وَصَلِّي فَإِنَّ ذَلِكَ يُجْزِيكَ وَكَذَلِكَ فَافْعَلِي
كَمَا تَحِيضُ النِّسَاءُ وَكَمَا يَطْهَرْنَ لِمِيقَاتِ حَيْضِهِنَّ وَطَهْرِهِنَّ فَإِنْ قَوَيْتِ عَلَيَّ أَنْ تُوَخِّرِي الظُّهْرَ وَتُعْجَلِي
العَصْرَ ثُمَّ تَغْتَسِلِينَ حِينَ تَطْهَرِينَ وَتُصَلِينَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا ثُمَّ تُوَخِّرِينَ الْمَغْرِبَ وَتُعْجَلِينَ الْعِشَاءَ ثُمَّ
تَغْتَسِلِينَ وَتَجْمَعِينَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فَافْعَلِي وَتَغْتَسِلِينَ مَعَ الصُّبْحِ وَتُصَلِينَ وَكَذَلِكَ فَافْعَلِي وَصُومِي إِنْ قَوَيْتِ
عَلَى ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَعْجَبُ الْأَمْرَيْنِ إِلَيَّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَرَوَاهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ وَابْنُ جُرَيْجٍ وَشَرِيكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ
إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَمِّهِ عِمْرَانَ عَنْ أُمِّهِ حَمْنَةَ إِلَّا أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ يَقُولُ عُمَرُ بْنُ طَلْحَةَ وَالصَّحِيحُ
عِمْرَانُ بْنُ طَلْحَةَ

قول امام بخاری: قَالَ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَهَكَذَا قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقهاء: وَقَالَ أَحْمَدُ وَاسْحَقُ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ إِذَا كَانَتْ تَعْرِفُ حَيْضَهَا بِاقْبَالِ الدَّمِ وَإِدْبَارِهِ
وَاقْبَالَهُ أَنْ يَكُونَ أَسْوَدَ وَإِدْبَارَهُ أَنْ يَتَغَيَّرَ إِلَى الصُّفْرِ فَالْحُكْمُ لَهَا عَلَى حَدِيثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ أَبِي حُبَيْشٍ وَإِنْ
كَانَتْ الْمُسْتَحَاضَةُ لَهَا أَيَّامٌ مَعْرُوفَةٌ قَبْلَ أَنْ تُسْتَحَاضَ فَإِنَّهَا تَدْعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ
صَلَاةٍ وَتُصَلِّي وَإِذَا اسْتَمَرَّ بِهَا الدَّمُ وَلَمْ يَكُنْ لَهَا أَيَّامٌ مَعْرُوفَةٌ وَلَمْ تَعْرِفِ الْحَيْضَ بِاقْبَالِ الدَّمِ وَإِدْبَارِهِ فَالْحُكْمُ
لَهَا عَلَى حَدِيثِ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ وَكَذَلِكَ قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ الْمُسْتَحَاضَةُ إِذَا اسْتَمَرَّ بِهَا الدَّمُ فِي أَوَّلِ مَا رَأَتْ فَدَامَتْ عَلَى ذَلِكَ فَإِنَّهَا تَدْعُ الصَّلَاةَ مَا
بَيْنَهَا وَبَيْنَ خَمْسَةِ عَشْرَ يَوْمًا فَإِذَا طَهَّرَتْ فِي خَمْسَةِ عَشْرَ يَوْمًا أَوْ قَبْلَ ذَلِكَ فَإِنَّهَا أَيَّامُ حَيْضٍ فَإِذَا رَأَتْ الدَّمَ
أَكْثَرَ مِنْ خَمْسَةِ عَشْرَ يَوْمًا فَإِنَّهَا تَقْضِي صَلَاةَ أَرْبَعَةِ عَشْرَ يَوْمًا ثُمَّ تَدْعُ الصَّلَاةَ بَعْدَ ذَلِكَ أَقَلَّ مَا تَحِيضُ
النِّسَاءُ وَهُوَ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي أَقَلِّ الْحَيْضِ وَكَثْرِهِ فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلَاثَةٌ
وَكَثْرُهُ عَشْرَةٌ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ وَبِهِ يَأْخُذُ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَرَوَى عَنْهُ خِلَافَ هَذَا وَقَالَ

بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ أَقَلُّ الْحَيْضِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَأَكْثَرُهُ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالْأَوْزَاعِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَاسْحَقَ وَأَبِي عُبَيْدٍ

﴿﴾ عمران بن طلحہ لوہنی والدہ سیدہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہیں بہت زیادہ استحاضہ کی شکایت تھی میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اس بارے میں دریافت کرنے کے لیے حاضر ہوئی اور آپ کو اس بارے میں بتایا میں نے نبی اکرم ﷺ کو اپنی بہن سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں پایا میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے استحاضہ بہت زیادہ آتا ہے آپ مجھے کیا ہدایت کرتے ہیں؟ اس کی وجہ سے مجھے نماز اور روزے کو ترک کرنا پڑے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم روئی رکھ لیا کرو وہ خون کو ختم کر دے گی میں نے عرض کی: وہ اس سے زیادہ ہوتا ہے آپ نے فرمایا: پھر تم کپڑا باندھ لیا کرو۔ انہوں نے عرض کی: وہ اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے آپ نے فرمایا: پھر تم (اضافی) کپڑا رکھ لو میں نے عرض کی: اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے یہ مسلسل بہتا رہتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر میں تمہیں اس بارے میں دو ہدایتیں کرتا ہوں تم ان میں سے جو بھی کر لو وہ تمہارے لیے جائز ہے اگر تم دونوں کرو تو زیادہ بہتر ہوگا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ شیطان کا ٹھونکا مارنا ہے اگر تمہیں چھ دن تک یا سات دن تک حیض آتا ہے اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق تو پھر تم غسل کر لو اور جب تم یہ دیکھو کہ تم پاک ہو چکی ہو اور تم نے پاکی حاصل کر لی ہے تو تم چوبیس دن یا تیس دن (جو بھی حساب بنے) اتنے دن نماز ادا کرتی رہو روزے رکھتی رہو یہ تمہارے لیے جائز ہوگا تم اسی طرح کر لو جیسا کہ حیض والی خواتین کرتی ہیں جب وہ اپنے حیض کی مخصوص مدت کے بعد پاک ہوتی ہیں اگر تم سے ہو سکے تو تم ظہر کی نماز مؤخر کرو اور عصر کی نماز کو جلدی ایک ساتھ ادا کر لو پھر تم غسل کرو اس وقت جب تم پاک ہو جاؤ پھر تم ظہر اور عصر کی نماز ادا کرو مغرب کی نماز کو مؤخر کرو اور عشاء کی نماز کو جلدی پڑھو تم غسل کرو اور دونوں نمازوں کو ایک ساتھ ادا کرو تم ایسا کر لو پھر تم صبح کی نماز کے لیے غسل کرو اور صبح کی نماز ادا کر لو اسی طرح تم کرتی رہو اور روزے رکھو اگر تمہارے اندر اس کی قوت ہو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان دونوں میں سے یہ دوسری بات میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اسے عبید اللہ بن عمرو الرقی ابن جریج اور شریک نے عبد اللہ بن محمد بن عقیل کے حوالے سے، ابراہیم بن محمد بن طلحہ کے حوالے سے، ان کے چچا عمران کے حوالے سے، ان کی والدہ سیدہ حمنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

تاہم ابن جریج کہتے ہیں (راوی کا نام) عمر بن طلحہ ہے، لیکن صحیح عمران بن طلحہ ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

اسے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ امام اسحاق رحمہ اللہ مستحاضہ عورت کے بارے میں فرماتے ہیں: اگر اسے خون کے آنے اور جانے یعنی اپنے حیض (کے متعین وقت) کا پتہ ہو اس کے آنے سے مراد یہ ہے: وہ سیاہ رنگت کا مواد ہو اور جانے کا مطلب یہ ہے: وہ سیاہ ہو کر زرد ہو جائے تو اس عورت کے لیے حکم وہ ہوگا جو حضرت فاطمہ بنت ابی جحش رضی اللہ عنہا کی احادیث سے ثابت ہے اگر استحاضہ کا شکار ہونے سے پہلے

مستحاضہ عورت کے (حیض کے) ایام طے شدہ تھے تو وہ اپنے مخصوص کے ایام کے دوران نماز چھوڑ دے گی، پھر وہ غسل کرے گی، پھر ہر نماز کے لیے وضو کرے گی اور نماز ادا کرے گی، لیکن اگر اسے خون مسلسل آتا رہا اور اس کے طے شدہ ایام نہیں تھے اور اسے خون کی آمد یارفت کے حساب سے حیض کا پتہ نہیں چلتا، تو اس عورت کا حکم حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کی حدیث کے مطابق ہوگا۔ ابو عبید نے اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب مستحاضہ عورت پہلی مرتبہ خون دیکھے اور مسلسل خون کی آمد جاری رہے اور یہی سلسلہ برقرار رہے تو وہ عورت پندرہ دن تک نماز چھوڑے رکھے گی، اگر وہ پندرہ دن میں یا اس سے پہلے پاک ہو جاتی ہے، تو یہ اس کے حیض کے مخصوص ایام ہوں گے، لیکن اگر وہ پندرہ دن سے زیادہ خون دیکھتی ہے، تو وہ چودہ دن کی نماز کی قضا ادا کرے گی، پھر اس کے بعد نماز پڑھنا چھوڑ دے گی، جو خواتین کے حیض کی کم از کم مدت ہے، اور وہ ایک دن اور ایک رات ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل علم نے حیض کی کم از کم مدت اور زیادہ سے زیادہ مدت کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض اہل علم یہ فرماتے ہیں: حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے: ابن مبارک رحمہ اللہ نے اسی کو اختیار کیا ہے، تاہم ان سے اس کے برعکس رائے بھی منقول ہے۔

بعض اہل علم یہ کہتے ہیں: ان میں عطاء بن ابی رباح بھی شامل ہیں، حیض کی کم از کم مدت ایک دن اور ایک رات ہے، اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت پندرہ دن ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ، امام اوزاعی رحمہ اللہ، شافعی رحمہ اللہ، احمد رحمہ اللہ، امام اسحاق رحمہ اللہ اور ابو عبید اس بات کے قائل ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ أَنَّهَا تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ

باب 96: مستحاضہ عورت کا ہر نماز کے وقت غسل کرنا

119 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ

مَتْنُ حَدِيثٍ: اسْتَفْتَتْ أُمَّ حَبِيبَةَ ابْنَةَ جَحْشٍ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي اسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهَرُ أَفَادَعُ الصَّلَاةَ فَقَالَ لَا إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ صَلِّي فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ

اختلاف روایت: قَالَ قُتَيْبَةُ قَالَ اللَّيْثُ لَمْ يَذْكُرْ ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أُمَّ

119- أخرجه أحمد (237/6) ومسلم (252/2, 253-نروي): كتاب الحيض: باب المستحاضة وغسلها وصلاتها حديث (334/63) وأخرجه أبو داود (125/1) كتاب الطهارة: باب: من قال إذا قبلت الحيضة تدع الصلاة حديث (285) (128/1): كتاب الطهارة: باب: من روى أن المستحاضة تغتسل لكل صلاة حديث (288) وابن ماجه (205/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: ما جاء في المستحاضة إذا اختلط عليها الدم فلم تقف على أيام حيضها حديث (626) والنسائي (118/1): كتاب الطهارة: باب: ذكر الاغتسال من الحيض حديث (204) وأخرجه الدارمي (196/1): كتاب الصلاة والطهارة: باب: المستحاضة من طريق الزمري عن عروة عن عائشة به-

حَبِيبَةٌ اَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَلَكِنَّهُ شَيْءٌ فَعَلْتُهُ هِيَ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَيُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اسْتَفْتَتْ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْمُسْتَحَاضَةُ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ

وَرَوَى الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمْرَةَ وَعَائِشَةَ

﴿﴾ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سیدہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: انہوں نے عرض کی: مجھے استحاضہ ہوتا ہے اور میں پاک نہیں ہوتی کیا میں نماز ترک کیے رکھوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں یہ رگ (کا خون) ہے تم غسل کر کے نماز ادا کر لیا کرو (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں) وہ خاتون ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔

قتیبہ بیان کرتے ہیں: لیث نے یہ بات بیان کی ہے: ابن شہاب نے اس بات کا تذکرہ نہیں کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کی ہدایت کی تھی وہ ہر نماز کے وقت غسل کریں بلکہ وہ خود ایسا کیا کرتی تھیں۔

یہی روایت زہری رحمہ اللہ کے حوالے سے، عمرہ کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے وہ بیان کرتی ہیں: ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا:

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: مستحاضہ عورت ہر نماز کے لیے غسل کرے گی۔

اوزاعی رحمہ اللہ نے زہری رحمہ اللہ کے حوالے سے عمروہ اور عمرہ کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

شرح

امرثانی سے مراد:

مستحاضہ خاتون حیض کے ایام ختم ہونے پر غسل کرے گی پھر ہر نماز کے لیے نیا وضو کر کے جتنے چاہے فرائض، سنن اور نوافل ادا کرے اور تلاوت قرآن وغیرہ کر سکتی ہے۔ البتہ آئندہ نماز کے لیے نیا وضو کرنا ضروری ہوگا کیونکہ آئندہ نماز کا وقت شروع ہونے پر پہلا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

زیر بحث حدیث میں حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی اور ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہم شیرہ تھیں، انہیں استحاضہ کا عارضہ لاحق تھا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عارضہ ان کی ہم شیرگاں حضرت زینب بنت جحش اور ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی لاحق تھا۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو استحاضہ کا عارضہ شدیدہ لاحق ہونے کے بارے میں عرض کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انہیں دوا مور میں سے ایک یا دونوں اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ زیر بحث حدیث سے ایک تو واضح ہے کہ دو نمازوں کو جمع کر کے ادا کر لیا کریں تاکہ زیادہ دشواری نہ ہو جبکہ دوسری چیز کی تصریح نہیں ہے۔ اس امرثانی سے مراد

کیا ہے؟

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک امر ثانی سے مراد ”الغسل لكل لصلوة“ یعنی ہر نماز کے لیے نیا غسل کرنا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک امر ثانی سے مراد ”الوضوء لكل صلوة“ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اصل حکم تو ”الوضوء لكل صلوة“ ہے لیکن جمع صلوتین بغسل واحد کا طریقہ اختیار کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔

سوال: احناف کے نزدیک جمع صلوتین تو منع ہے۔ علاوہ ازیں ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا وقت شروع ہونے پر پہلا وضو ٹوٹ جائے گا تو جمع صلوتین کا کیا مطلب ہوا؟

جواب: (۱) جس خاتون پر ”الغسل لكل صلوة“ واجب ہو، اس کے لیے جمع صلوتین بغسل واحد کی سہولت ہے نہ کہ تمام خواتین کے لیے۔ گویا اسے اس مسئلہ میں استثنیٰ حاصل ہوگا۔ (۲) یہ اعتراض تو تب ہے جب جمع صلوتین سے مراد جمع صوری لی جائے لیکن یہاں مراد جمع حقیقی ہے جو ایک عارضہ کی بناء پر جائز رکھی گئی ہے۔ (۳) یہ حکم خصوصیات نبوت سے ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شارع اور شریعت میں خود مختار ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَائِضِ أَنَّهَا لَا تَقْضِي الصَّلَاةَ

باب 97: حائضہ عورت نمازوں کی قضاء نہیں کرے گی

120 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مُعَاذَةَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ قَالَتْ اتَّقِضِي إِحْدَانَا صَلَاتَهَا أَيَّامَ مَحِيضِهَا فَقَالَتْ أَحْرُورِيَّةُ أَنْتِ قَدْ كَانَتْ إِحْدَانَا تَحِيضُ فَلَا تُؤْمَرُ بِقَضَاءِ

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

آثَارِ صَحَابِهِ: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ أَنَّ الْحَائِضَ لَا تَقْضِي الصَّلَاةَ

مَدَاهِبِ فُقَهَاءِ: وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ فِي أَنَّ الْحَائِضَ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي

الصَّلَاةَ .

﴿﴾ سیدہ معاذہ بیان کرتی ہیں: ایک خاتون نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: اس نے عرض کی: عورت اپنے حیض

120- اضرجه البخاری (501/1): کتاب المہیض : باب: لا تقضي المائض الصلاة حدیث (321) ومسلم (161/2 - نووی): کتاب

المہیض : باب وجوب قضاء الصوم علی المائض دون الصلاة حدیث (335/67) وابو داؤد (118/1): کتاب الطہارۃ : باب: فی

المائض لا تقضي الصلاة حدیث (262) وابن ماجہ (207/1): کتاب الطہارۃ وسننہ: باب: المائض لا تقضي الصلاة حدیث

(631) والنسائی (191/1): کتاب المہیض والامتناع: باب: سقوط الصلاة عن المائض حدیث (382) وضرجه احمد (231,

32/6, 94, 97, 120, 143, 185) والدارمی (233/1): کتاب الصلاة والطہارۃ : باب: فی المائض تقضي الصوم ولا تقضي

الصلاة وابن خزیمہ (101/2) حدیث (1001) من طریق معاذة السوية عن عائشة به-

کے مخصوص ایام کے دوران (رہ جانے والی نمازوں) کی قضاء ادا کرے گی؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: کیا تم حروریہ ہو؟ ہم میں سے جس کو حیض آتا تھا اسے تو قضاء کا حکم نہیں دیا گیا۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک اور حوالے سے یہ بات منقول ہے: حائضہ عورت نماز کی قضاء نہیں کرے گی۔
تمام فقہاء کا یہی قول ہے اس بارے میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں: حائضہ عورت روزے کی قضاء کرے گی، لیکن نماز کی قضا نہیں کرے گی۔

شرح

حائضہ کی نماز کا مسئلہ:

فقہاء اہل سنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حائضہ عورت ایام حیض میں نہ نماز پڑھ سکتی ہے اور نہ روزے رکھ سکتی ہے۔ ایام حیض ختم ہونے پر غسل کی شکل میں طہارت حاصل کر کے وہ روزوں کی قضاء کرے گی لیکن نمازوں کی قضاء نہیں کرے گی۔ نمازوں کی عدم قضاء کی علت ان کی کثرت کے باعث حرج ہے۔ البتہ خوارج کا اختلاف ہے، ان کے نزدیک حائضہ روزوں کی طرح نمازوں کی بھی قضاء کرے گی۔ انکار سنت کی وجہ سے خوارج نے یہ اختلاف کیا ہے کیونکہ نمازوں کی عدم قضاء سنت سے ثابت ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ أَنَّهُمَا لَا يَقْرَأَانِ الْقُرْآنَ
باب 98: جنبی شخص اور حائضہ عورت قرآن پاک کی تلاوت نہیں کر سکتے

121 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَالحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عَقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
متن حدیث: لَا تَقْرَأُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ
فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلِ بْنِ عِيَّاشٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عَقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقْرَأُ الْجُنُبُ وَلَا الْحَائِضُ
مذہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ
مِثْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَاسْحَقَ قَالُوا لَا تَقْرَأُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْئًا إِلَّا طَرَفَ الْآيَةِ وَالْحَرْفَ وَنَحْوَ ذَلِكَ وَرَخَّصُوا لِلْجُنُبِ وَالْحَائِضِ فِي التَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ

121- اضرجه ابن ماجه (195/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: ما جاء في قراءة القرآن على غير طهارة: حديث (595) من طريق

موسى بن عقبة عن نافع عن ابن عمر به-

قول امام بخاری: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ إِنَّ إِسْمَاعِيلَ بْنَ عِيَّاشٍ يَرَوِي عَنْ أَهْلِ الْحِجَازِ وَأَهْلِ الْعِرَاقِ أَحَادِيثَ مَنَّا كَثِيرًا كَأَنَّهُ ضَعْفٌ رِوَايَتُهُ عَنْهُمْ فِيمَا يَنْفَرِدُ بِهِ وَقَالَ إِنَّمَا حَدِيثُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عِيَّاشٍ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ أَصْلَحُ مِنْ بَقِيَّةِ وَلِبَقِيَّةِ أَحَادِيثُ مَنَّا كَثِيرٌ عَنِ الثَّقَاتِ

قَالَ أَبُو عِيَّاسٍ: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ ذَلِكَ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: حائضہ عورت قرآن پاک نہیں پڑھ سکتی اور جنبی شخص قرآن نہیں پڑھ سکتا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث کو ہم صرف اسماعیل بن عیاش کے حوالے سے، موسیٰ بن عقبہ کے حوالے سے، نافع کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے جانتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جنبی شخص قرأت نہیں کر سکتا اور حائضہ عورت بھی (قرأت نہیں کر سکتی)

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد آنے والوں میں سے اکثر اہل علم اسی بات کے قائل ہیں: ان میں سفیان ثوری رحمہ اللہ، ابن مبارک رحمہ اللہ، شافعی رحمہ اللہ، احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ شامل ہیں۔

یہ حضرات یہ فرماتے ہیں: حائضہ عورت قرأت نہیں کر سکتی اور جنبی شخص بھی قرآن پاک نہیں پڑھ سکتا البتہ آیت کا ایک حصہ، ایک حرف یا اس کی مانند پڑھ سکتے ہیں۔ ان حضرات نے جنبی اور حائضہ عورت کو سبحان اللہ پڑھنے یا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھنے کی اجازت دی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: اسماعیل بن عیاش نے اہل حجاز اور اہل عراق کے حوالے سے منکر احادیث نقل کی ہیں۔ گویا امام بخاری رحمہ اللہ ان حضرات کے حوالے سے اسماعیل بن عیاش کی روایت کو ضعیف قرار دیتے ہیں جس میں وہ منفرد ہو، امام بخاری رحمہ اللہ یہ بھی فرماتے ہیں: اسماعیل بن عیاش نے اہل شام سے احادیث نقل کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسماعیل بن عیاش بقیہ کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہے جبکہ بقیہ نے ثقہ راویوں سے ”منکر“ روایات نقل کی ہیں۔

احمد بن حسن نے مجھے یہ بات بتائی ہے وہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔

شرح

حائضہ کی تلاوت قرآن میں مذاہب آئمہ:

حائضہ، جنبی اور نفاس والی عورت قرآن کی پوری آیت یا اس کا حصہ بطور دعا، وظیفہ و ذکر اور تسبیح پڑھ سکتی ہے۔ البتہ بطور

تلاوت پڑھنے میں اختلاف آئمہ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں:

(۱) مطلقاً جائز ہے۔ (۲) مطلقاً ناجائز ہے۔ (۲) حضرت امام داؤد ظاہری، حضرت امام ابن الہمذرا اور حضرت امام بخاری رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک حائضہ، جنبی اور نفاس والی خاتون کا تلاوت قرآن کرنا ناجائز ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے: قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یذکر اللہ علی کل احيانہ (اصح للمسلم جلد اول ص ۱۶۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

۳- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل اور جمہور صحابہ اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے تلاوت قرآن ناجائز ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا تقرأ الحائض ولا الجنب شیئاً من القرآن۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حائضہ اور جنبی دونوں قرآن کی تلاوت نہ کریں نفاس والی عورت کا بھی یہی حکم ہے۔

جمہور کی طرف سے مجوزین کی دلیل کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت دعا و استغفار، ذکر و وظیفہ اور تسبیح پر محمول ہے جس کے جواز میں تمام فقہاء اور آئمہ فقہ کا اتفاق ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ

باب 99: حائضہ عورت کے ساتھ مباشرت کرنا

122 سند حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنصُورٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ

الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

متن حدیث: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَضَتْ يَأْمُرُنِي أَنْ أَتَرَّرَ ثُمَّ يَبَاشِرُنِي

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَمَيْمُونَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَهُوَ قَوْلٌ غَيْرٌ وَاحِدٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ

وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَأَسْحَقُ

122- اخرجہ البخاری (181/1)؛ کتاب الميض؛ باب: مباشرة الحائض حدیث (299)؛ ومسلم (207/2-نووی)؛ کتاب الميض؛

باب: مباشرة الحائض فوی اللزار حدیث (293/1)؛ وابوداؤد (120, 119/1)؛ کتاب الطہارۃ؛ باب: فی الرجل یصیب منہ ما دون

الجماع حدیث (268)؛ وابن ماجہ (298/1)؛ کتاب الطہارۃ وسننہما؛ باب: ما للرجل من امرأة اذا كانت حائضاً حدیث (636)

والنسائی (151/1)؛ کتاب الطہارۃ؛ باب: مباشرة الحائض حدیث (286)؛ واخرجہ الدارمی (242/1)؛ کتاب الصلاة والطہارۃ؛

باب: مباشرة الحائض واحمد (209, 189, 174, 134, 55/6)؛ من طریق منصور عن ابراهیم عن الاسود عن عائشة به۔

﴿ ﴿ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب مجھے حیض آتا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ہدایت کرتے تھے میں تہبند باندھ لوں پھر آپ میرے ساتھ مباشرت کیا کرتے تھے۔

اس باب میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین میں سے کئی اہل علم اس بات کے قائل ہیں، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

مباشرت کا مفہوم، اقسام اور ان کا حکم:

لفظ ”مباشرت“ کا لغوی معنی ہے ”ایک جسم کو دوسرے جسم کے ساتھ ملانا“ حق حائض میں تین صورتیں ہو سکتی ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- استمتاع بالجماع: یعنی عملی طور پر جماع کرنا۔ اس کی حرمت پر اُمت محمدیہ کا اتفاق ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کے جواز کا قول کرنے والے پر فتویٰ کفر لگاتے ہیں۔ اس سلسلے میں آئمہ احناف میں اختلاف ہے۔ بعض کفر کا فتویٰ دیتے ہیں اور بعض احتیاط کرتے ہیں۔ مسئلہ تکفیر میں احتیاط کی ضرورت ہے۔ فقہاء نے فرمایا ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں نو وجوہ کفر کی ہوں جبکہ ایک وجہ اسلام کی ہو تو کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ اس لیے کہ کفر کے مقابل ایمان کو ترجیح حاصل ہوگی، اس کی وجہ یہ ہے: لان الاسلام یعلو ولا یعلیٰ ”یعنی اسلام غالب ہوتا ہے، مغلوب نہیں ہو سکتا۔

۲- الاستمتاع بما فوق الازار: یعنی بوس و کنار اور ملاعبت کرنا۔ اس کے جواز پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے۔

۳- استمتاع بما تحت الازار من غیر جماع: اس میں آئمہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام محمد اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز ہے۔ انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اصنعوا کل شیء الا النکاح (الجماع) الخ (الصیح للمسلم جلد اول ص ۲۸) تم جماع کے علاوہ جو چاہو کر سکتے ہو۔ جمہور آئمہ کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے۔ انہوں نے جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ اور مسند امام احمد میں حضرت معاذ بن جبل، حضرت انس، حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ اور حضرت امام جیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایات ہیں جن میں تصریح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اترار کے بعد مباشرت کی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مُوََاكَلَةِ الْحَائِضِ وَسُورِهَا

باب 100: حائضہ عورت اور چٹھی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا اور اس کا جوٹھا استعمال کرنا

123 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ

حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَرَامِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ
 مَتْنٌ حَدِيثٌ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مُوََاكَلَةِ الْحَائِضِ فَقَالَ وَآكَلَهَا
 فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

مذاهب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ لَمْ يَرَوْا بِمُوََاكَلَةِ الْحَائِضِ بَأْسًا وَآخْتَلَفُوا فِي فَضْلِ وَضُوءِهَا
 فَرَخَّصَ فِي ذَلِكَ بَعْضُهُمْ وَكَرِهَ بَعْضُهُمْ فَضَلَ طَهُورِهَا

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حائضہ عورت کے ساتھ بیٹھ کر کھانے
 کے بارے میں دریافت کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اس کے ساتھ کھا لو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

عام اہل علم اس بات کے قائل ہیں ان کے نزدیک حائضہ عورت کے ساتھ بیٹھ کر کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حائضہ عورت کے وضو کے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرنے کے بارے میں ان کے درمیان اختلاف ہے، بعض اہل علم نے
 اس کی رخصت دی ہے اور بعض اہل علم نے اس کے وضو سے بچے ہوئے پانی کو مکروہ قرار دیا ہے۔

شرح

حائضہ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے اور اس کے جھوٹا کا مسئلہ:

زمانہ جاہلیت میں حائضہ، جنبیہ اور نفاس والی خواتین کو نجس قرار دے کر ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہیں کھایا جاتا تھا اور ان کے
 جھوٹا کو پلید قرار دیا جاتا تھا۔ اسلام نے اس نظریہ کی تطہیر کردی اور عورت کو عظیم مقام عطا کیا۔ اسلامی نقطہ نظر سے حائضہ، جنبیہ اور
 نفاس والی عورت کا جسم نجاست حقیقیہ کے طور پر نہیں بلکہ نجاست حکمیہ کے طور پر نجس ہوتا ہے۔ لہذا اس کے ساتھ بیٹھ کر کھایا پیا جا
 سکتا ہے اور اس کا جھوٹا پاک ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَائِضِ تَتَنَاوَلُ الشَّيْءَ مِنَ الْمَسْجِدِ

باب 101: حائضہ عورت کا نماز کی جگہ سے کوئی چیز پکڑانا

124 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ

مُحَمَّدٍ قَالَ

123- اخرجه احمد (342/4) وابو داؤد (104/1): كتاب الطهارة باب: في المنى حديث (212) وابن ماجه (213/1): كتاب
 الطهارة وسننها: باب في مواكلة الحائض حديث (651) والدارمي (248/1): كتاب الصلاة والطهارة: باب: الحائض تمشط زوجها
 واخرجه ابن خزيمة مختصرا (210/1) حديث (1202) من طريق العلاء بن المارث عن حرام بن معاوية عن عمه عبد الله بن سعد به-

متن حدیث: قَالَتْ لِي عَائِشَةُ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاوِلْنِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ
قَالَتْ قُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ قَالَ إِنْ حَيْضَتِكَ لَيْسَتْ فِي يَدِكَ
فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ
مذہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا نَعْلَمُ بَيْنَهُمْ اخْتِلَافًا فِي ذَلِكَ بَأَنَّ لَا بَأْسَ أَنْ تَتَنَاوَلَ الْحَائِضُ
شَيْئًا مِنَ الْمَسْجِدِ

﴿﴿﴾ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم مجھے نماز کی جگہ سے چادر پکڑادو! سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کی: میں حیض کی حالت میں ہوں، آپ نے فرمایا: تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ عام اہل علم اس بات کے قائل ہیں: ہمارے علم کے مطابق ان کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے: حائضہ عورت نماز کی جگہ سے کوئی چیز پکڑا سکتی ہے۔

شرح

حائضہ کا اپنا ہاتھ یا سر مسجد میں داخل کرنے کا مسئلہ:

حائضہ، جب یہ اور نفاس والی عورت کا مسجد میں داخل ہونا متفقہ طور پر حرام ہے۔ البتہ کوئی چیز دینے یا لینے کے لیے اپنا ہاتھ یا سر مسجد میں داخل کرے تو جائز ہے کیونکہ اسے عرفاً دخول نہیں کہا جاسکتا۔ اس بارے میں بطور دلیل یہ روایت پیش کی جاسکتی ہے: عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان فی المسجد فقال یا عائشۃ ناوِلینِ الثوب فقالت انی حائض فقال ان حیضتک لیست فی یدک۔ (اصح المسلم جلد اول ص ۱۳۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں (معتکف) تھے تو آپ نے فرمایا: اے عائشہ! تم مجھے کپڑا اٹھا دو، انہوں نے عرض کیا: میں حائضہ ہوں۔ آپ نے فرمایا: تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ اتِّبَانِ الْحَائِضِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكُفَّارَةِ فِي ذَلِكَ

باب 102: حائضہ عورت کے ساتھ صحبت کرنا مکروہ (حرام) ہے

125 سند حدیث: حَدَّثَنَا بَنْدَارٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَبَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا

124- اخرجہ احمد (45/6, 101, 114, 173) و مسلم (213/2 - نووی) : کتاب العیض باب : جواز غسل العائض راس زوجها
حدیث (298/11) و ابو داؤد (118/1) : کتاب الطہارۃ : باب : فی العائض تناول من المسجد حدیث (261) والنسائی (146/1) :
کتاب الطہارۃ : باب : استخدام العائض حدیث (271) -

حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حَكِيمِ الْأَثَرِمِ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهَجِيمِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 مَتْنٌ حَدِيثٌ: مَنْ أَتَى حَائِضًا أَوْ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا أَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أَنْزَلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: لَا نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَكِيمِ الْأَثَرِمِ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهَجِيمِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَإِنَّمَا مَعْنَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى التَّغْلِيظِ

حَدِيثٍ دِigرٍ: وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَتَى حَائِضًا فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ

قَوْلِ إِمَامِ تَرْمِذِي: فَلَوْ كَانَ إِتْيَانُ الْحَائِضِ كُفْرًا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ بِالْكَفَّارَةِ

قَوْلِ إِمَامِ بَخَّارِي: وَضَعَفَ مُحَمَّدٌ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ قَبْلِ إِسْنَادِهِ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَأَبُو تَمِيمَةَ الْهَجِيمِيُّ اسْمُهُ طَرِيفُ بْنُ مُجَالِدٍ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص کسی حائضہ عورت کے ساتھ صحبت کرے یا خاتون سے اس کی پچھلی شرمگاہ میں صحبت کرے یا کسی کا ہن کے پاس جائے تو اس نے اس چیز کا انکار کیا، جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، کیا گیا۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم اس حدیث کو صرف حکیم اثرم کے حوالے سے، ابو تمیمہ ہجیمی کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جانتے ہیں۔

اہل علم کے نزدیک اس کا مفہوم یہ ہے: ایسا کرنا شدید منع ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات نقل کی گئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص حائضہ عورت کے ساتھ صحبت کرے اسے ایک دینار صدقہ کرنا چاہیے۔

اگر حائضہ عورت کے ساتھ صحبت کرنا کفر ہوتا، تو اس بارے میں کفارے کا حکم نہ دیا جاتا۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو سند کے حوالے سے ضعیف قرار دیا ہے۔

ابو تمیمہ ہجیمی نامی راوی کا نام طریف بن مجالد ہے۔

شرح

امور ثلاثہ کے ارتکاب کی ممانعت اور اس کی وجوہات:

زیر بحث حدیث میں تین باتوں کے مرتکب کی وعید بیان کی ہے۔ حائضہ سے جماع کی ممانعت کی بحث گزر چکی ہے۔ کراہت سے مراد بکروہ تحریمی یا حرمت صریحی ہے۔ اس کی حرمت سورہ بقرہ کی آیت ۲۲۲ میں بیان کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں حیض کی حالت میں جماع کرنے سے ایسا مرض لاحق ہو سکتا ہے جو لا علاج ہو یا پھر جماع کرنے سے طبیعت متنفر ہو سکتی ہے۔

اسی طرح بیوی کی دبر میں جماع کرنا بھی حرام ہے۔ حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حرمت پر اجماع نقل کیا ہے۔ بعض نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اس کا جواز نقل کیا ہے جو درست نہیں ہے کیونکہ یہ عمل نص قطعی کے خلاف ہے۔ علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس عمل بد کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اف اف یفعل ذلك مومن او مسلمہ (مسند دارمی ص ۱۳۵، تفسیر ابن جریر جلد اول ص ۲۲۲) افسوس! ایسا عمل کوئی مومن یا مسلمان کر سکتا ہے؟ گویا آپ نے اس عمل کی سختی سے تردید فرمائی ہے۔

”کاہن“ سے مراد ایسا شخص ہے جو زمانہ مستقبل کی اخبار بیان کرے یا زمانہ کے اسرار حیران کن انداز میں بیان کرے۔ کاہن دو قسم کے ہو سکتے ہیں: (۱) کاہن کسی (۲) کاہن طبعی۔ اہل عرب کے ہاں ”کاہن طبعی“ پائے جاتے تھے۔ کاہن کے پاس جانا اور اس کے اٹکل بچو پر یقین کرنا کفر کے مترادف ہے۔

امور ثلاثہ میں سے کسی کا ارتکاب گناہ کبیرہ ہے۔ خوارج اور معتزلہ کے نزدیک گناہ کبیرہ کا مرتکب اسلام سے نکل جاتا ہے لیکن خوارج کے نزدیک وہ کافر بھی ہو جاتا ہے۔ اہل سنت کے نزدیک مرتکب الکبائر کافر نہیں ہوتا اور نہ وہ اسلام سے خارج ہوتا ہے۔ معتزلہ اور خوارج زیر بحث حدیث سے اپنے موقف پر استدلال کرتے ہیں۔ اہل سنت کی طرف سے ان کی اس دلیل کے متعدد جواب دیے گئے:

۱- یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں حکیم اثرم ہے جس کی روایت کو قابل اعتماد نہیں سمجھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں سند میں ایک راوی ابو تمیمہ طریف بن مجالد ہیں جنہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سماعت نہیں کیا۔ لہذا روایت قابل استدلال نہیں ہے۔

۲- یہ روایت وعید و شدید پر محمول ہے جس میں ناقص کو کامل قرار دے کر بحث کی گئی ہے کیونکہ زجر و توبیح کے وقت عموماً ایسا کیا جاتا ہے۔

۳- اس روایت میں کفر سے مراد، کفر اعتقادی نہیں ہے بلکہ کفر عملی ہے۔ کفر اعتقادی کے ارتکاب سے کفر لازم آتا ہے جبکہ کفر عملی محض گناہ کبیرہ ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكُفَّارَةِ فِي ذَلِكَ

باب 103: اس عمل کے کفارے کا بیان

126. سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكُ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

مَتْنُ حَدِيثٍ: عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ يَقَعُ عَلَى امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ يَتَصَدَّقُ

125- اضرجه احمد (408/2, 476) و ابو داؤد (408/2) كتاب الطب: باب في الكفران حديث (3904) وابن ماجه (209/1):

كتاب الطهارة ونسبها: باب: النبي عن اتيان العائض حديث (639) والدارمي (259/1)؛ كتاب الصلاة والطهارة: باب: من اتى

امرأته في دبرها من طريق حماد بن سلمة عن حكيم الانرم عن ابى نعيمة الرجيسي به-

بِنِصْفِ دِينَارٍ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ نے ایسے شخص کے بارے میں جو اپنی حائضہ بیوی کے ساتھ صحبت کر لیتا ہے یہ فرمایا ہے: وہ نصف دینار صدقہ کرے۔

127 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ أَبِي حَمَزَةَ السُّكْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: إِذَا كَانَ دَمًا أَحْمَرَ فِدِينَارٌ وَإِذَا كَانَ دَمًا أَصْفَرَ فِنِصْفِ دِينَارٍ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ الْكُفَّارَةِ فِي إِتْيَانِ الْحَائِضِ
رَقْدٌ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَوْقُوفًا وَمَرْفُوعًا

مذہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَاسْحَقُ قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ يَسْتَغْفِرُ رَبَّهُ وَلَا كُفَّارَةَ عَلَيْهِ وَقَدْ رُوِيَ نَحْوُ قَوْلِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ بَعْضِ التَّابِعِينَ مِنْهُمْ سَعِيدُ بْنُ جَبْرِ وَابْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ عُلَمَاءِ الْأَمْصَارِ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب خون سرخ رنگ کا ہو تو ایک دینار جب وہ زرد رنگ کا ہو تو نصف دینار (صدقہ کرو)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حائضہ عورت کے ساتھ صحبت کے کفارے کی حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ”موقوف“ روایت کے طور پر بھی منقول ہے اور ”مرفوع“ روایت کے طور پر بھی منقول ہے۔
بعض اہل علم اس بات کے قائل ہیں امام احمد رحمہ اللہ امام اسحق رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔
ابن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایسا شخص اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرے گا تاہم اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں ہوتا۔
بعض تابعین سے ابن مبارک رحمہ اللہ کی رائے کے مطابق قول منقول ہے ان میں سعید بن جبیر، ابراہیم نخعی شامل ہیں تمام شہروں کے اہل علم کی عام رائے یہی ہے۔

شرح

حائضہ سے جماع کے ارتکاب کا کفارہ:

یہ روایت اہل سنت کے موقف کی مؤیدہ ہے۔ چونکہ مرتکب الکبائر شخص اسلام سے خارج نہیں ہوتا ہے اسی لیے تو اس کا صدقہ بیان کیا گیا ہے، کیونکہ کافر کی طرف سے صدقہ ادا کرنا قابل قبول نہیں ہوتا۔ حضرت امام اسحاق بن راہویہ اور حضرت امام احمد بن 126- اضرجه احمد (229/1, 286, 367) وابو داؤد (118/1)؛ کتاب الطہارۃ: باب: فی إتیان الحائض حدیث (264) وابن ماجہ (210/1)؛ کتاب الطہارۃ ونبیہا: باب: فی کفارۃ من اتی حائضاً حدیث (640) والنسائی (153/1)؛ کتاب الطہارۃ: باب: ما یجب علی من اتی حلیتہ فی حال حیضتہا بعد علیہ بنسبہ اللہ عزوجل عن وطئہ: حدیث (289) والدمری (254/1)؛ کتاب الصلاة والطہارۃ: باب: من قال علیہ الکفارۃ من طریق مقسم بن بجرۃ عن ابن عباس بہ۔

حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ حائضہ بیوی سے جماع کرنا حرام ہے اور اس سے توبہ کے لیے صدقہ کرنا شرط ہے۔ انہوں نے زیر مطالعہ حدیث سے استدلال کیا ہے۔ جمہور کی طرف سے ان کی اس دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ شرط بمنزل فرض کے ہوتی ہے اور یہ دونوں احادیث سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں جن سے فرض یا اعتقاد ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ پہلی روایت ضعیف بن عبد الرحمن الجزری اور دوسری حدیث عبدالکریم بن ابی الخارق کے سبب ضعیف ہے۔ البتہ اس کے صدقہ کو مستحب قرار دے سکتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي غَسْلِ دَمِ الْحَيْضِ مِنَ الثَّوْبِ

باب 104: کپڑے سے حیض کا خون دھونا

128 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ

متن حدیث: أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الثَّوْبِ يُصِيبُهُ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَمَّ أَقْرُصِيهِ بِالْمَاءِ ثُمَّ رُشِّيهِ وَصَلِّي فِيهِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأُمِّ قَيْسِ بِنْتِ مِحْصَنِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَسْمَاءَ فِي غَسْلِ الدَّمِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: وَقَدْ اختلف أهل العلم في الدم يكون على الثوب فيصلى فيه قبل أن يغسله قال بعض أهل العلم من التابعين إذا كان الدم مقدار الدرهم فلم يغسله وصلّى فيه أعاد الصلوة وقال بعضهم إذا كان الدم أكثر من قدر الدرهم أعاد الصلوة وهو قول سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ

وَلَمْ يُوجِبْ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ عَلَيْهِ الْإِعَادَةَ وَإِنْ كَانَ أَكْثَرَ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهِمِ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَاسْحَقُ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ يَجِبُ عَلَيْهِ الْغَسْلُ وَإِنْ كَانَ أَقَلَّ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهِمِ وَشَدَّدَ فِي ذَلِكَ

﴿﴾ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک خاتون نے نبی اکرم ﷺ سے کپڑے پر لگے ہوئے حیض کے خون

کے بارے میں دریافت کیا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اسے کھرچ لو! پھر پانی کے ذریعے مل لو پھر اس پر پانی بہاؤ اور اس

128- اضرجه مالك في الموطأ (60/1, 61)؛ كتاب الطهارة: باب جامع الحيضة حديث (103) واحد (345/6, 346, 353)

والبخاري (488/1, 489)؛ كتاب الحيض: باب غسل دم الحيض حديث (307) ومسلم (202/2-نووی) كتاب الطهارة: باب

نجاسة الدم وكيفية غسله حديث (291/110) وأبو داود (152/1)؛ كتاب الطهارة: باب: المرأة تغسل ثوبها الذي تلبسه في

حيضها حديث (361) وابن ماجه (206/1)؛ كتاب الطهارة وسننها: باب: في ما جاء في دم الحيض يصيب الثوب حديث (269)

والنسائي (155/1)؛ كتاب الطهارة: باب: دم الحيض يصيب الثوب حديث (293) والدارمي (239/1)؛ كتاب الصلاة والطهارة:

باب: المرأة المائض تصلى في ثوبها إذا طهرت وأضرجه المبيد (153/1) حديث (320) وابن خزيمة (139/1) حديث

(275) من طريق هشام بن عروة عن فاطمة بنت المنذر عن أسماء بنت أبي بكرية-

کپڑے میں نماز پڑھ لو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ اُمّ قیس بنت محسن رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خون کو دھونے کے بارے میں سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ اہل علم نے اس خون کے بارے میں اختلاف کیا ہے جو کپڑے پر لگا ہوا ہوتا ہے اور اس کو دھونے سے پہلے عورت اس میں نماز پڑھ لیتی ہے۔

تابعین سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: اگر وہ خون درہم کی مقدار جتنا ہو اس نے اسے نہ دھویا۔ اس میں نماز پڑھ لی ہو تو وہ دوبارہ نماز پڑھے گی۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: اگر خون درہم کی مقدار سے زیادہ ہو تو وہ دوبارہ نماز پڑھے گی۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی یہی رائے ہے۔

تابعین میں سے بعض اہل علم نے اس پر اعدائے کو لازم قرار نہیں دیا اگرچہ اس کی مقدار درہم سے زیادہ ہو۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس پر غسل کرنا واجب ہوگا اگرچہ وہ درہم کی مقدار سے کم ہی کیوں نہ ہو انہوں نے اس بارے میں شدت اختیار کی ہے۔

شرح

دم حیض سے کپڑے کو صاف کرنے کا طریقہ:

تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دم مسفوح نجس ہے۔ دم حیض اور دم نفاس دونوں کی حیثیت دم مسفوح کی ہے لہذا دونوں نجس ہیں۔ بقول حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ دم حیض کے نجس ہونے پر اجماع ہے۔ اس بارے میں کوئی صریح روایت نہ ہونے کی وجہ سے فقہاء نے آثار اور قیاسات سے کام لیا۔ اس لیے اس کی تحدیدات معاف غنہ میں ان کے مختلف اقوال ہیں:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قلیل و کثیر کا کوئی تصور نہیں ہے خواہ ایک قطرہ بھی کپڑے کو لگ گیا تو وہ نجس ہے۔ اس کا دھونا ضروری ہے اور اس کی موجودگی میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ حضرت امام ترمذی فرماتے ہیں: وقال الشافعی يجب عليه الغسل وان كان اقل من الدرهم و شدد في ذلك

۲- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت سفیان ثوری، حضرت امام احمد، حضرت امام اسحاق بن راہویہ اور حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک دم قلیل تو معاف ہے لیکن کثیر کا دھونا واجب ہے۔ پھر ان کا باہم دم قلیل و کثیر کی مقدار میں اختلاف ہو گیا۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معیار مقدار درہم ہے۔ ایک درہم سے کم مقدار نجاست کپڑے کو لگی تو اس میں نماز ادا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر ایک درہم یا اس سے زیادہ مقدار کپڑے کو لگی ہو تو اس کا دھونا واجب ہے اور اس کے استعمال

کرتے ہوئے نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس بارے میں تین اقوال ہیں: (۱) شبرنی شبر مقدار قلیل ہے اور اس سے زائد کثیر ہے۔ (۲) قدر الکف مقدار قلیل ہے اور اس سے زائد کثیر ہے۔ (۳) رائے مبتلی بہ کا اعتبار ہوگا۔ امام ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے تیسرے قول کو ارجح قرار دیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَمْ تَمَكُّتِ النَّفْسَاءُ

باب 105: نفاس والی عورت کتنا عرصہ انتظار کرے گی؟

129 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ أَبُو بَدْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ أَبِي سَهْلٍ عَنْ مَسَّةَ الْأَزْدِيَّةِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ

متن حدیث: كَانَتِ النَّفْسَاءُ تَجْلِسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا فَكُنَّا نَطْلِي وَجُوهَنَا بِالْوَرْسِ مِنَ الْكَلْفِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَهْلٍ عَنْ مَسَّةَ الْأَزْدِيَّةِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَأَسْمُ أَبِي سَهْلٍ كَثِيرٌ بِنُ زِيَادٍ

قول امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ثِقَةٌ وَأَبُو سَهْلٍ ثِقَةٌ وَلَمْ يَعْرِفْ مُحَمَّدٌ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَهْلٍ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ عَلَى أَنَّ النَّفْسَاءَ تَدْعُ الصَّلَاةَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا إِلَّا أَنْ تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ ذَلِكَ فَإِنَّهَا تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي فَإِذَا رَأَتْ الدَّمَ بَعْدَ الْأَرْبَعِينَ فَإِنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا لَا تَدْعُ الصَّلَاةَ بَعْدَ الْأَرْبَعِينَ وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَاسْحَقُ وَيُرْوَى عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ إِنَّهَا تَدْعُ الصَّلَاةَ خَمْسِينَ يَوْمًا إِذَا لَمْ تَرَ الطُّهْرَ وَيُرْوَى عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ وَالشَّعْبِيِّ سِتِينَ يَوْمًا

﴿﴾ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں خواتین نفاس کے عالم میں چالیس دن تک رہتی تھیں، ہم چھالوں کی وجہ سے اپنے چہرے پر ورس (ابن) مل لیا کرتی تھیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے، ہم اسے صرف ابوسہل کے حوالے سے جانتے ہیں، جسے انہوں نے مسہ الازدیہ کے حوالے سے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

ابوسہل کا نام کثیر بن زیاد ہے۔

129- اضرجه احمد (300/6, 302, 304, 309) وابو داؤد (136/1)؛ كتاب الطهارة: باب: ما جاء في وقت النفساء حديث

(311) وابن ماجه (213/1)؛ كتاب الطهارة وسننهما: باب: النفساء كم تجلس حديث (648) والدارمي (229/1)؛ كتاب

الصلاة والطهارة: باب في المرأة العائض تصلي في ثوبها اذا طهرت من طريق ابى سهل عن مسة الازدية عن ام سلمة به-

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: علی بن عبدالاعلیٰ ثقہ ہیں اور سہل بھی ثقہ ہیں۔

امام محمد (بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کو اس حدیث کا صرف ابو سہل کے حوالے سے علم ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تابعین اور ان کے بعد آنے والے اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے: نفاس والی عورت چالیس دن تک نماز نہیں پڑھے گی، البتہ اگر وہ اس سے پہلے طہر دیکھ لیتی ہے تو وہ غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے گی۔

لیکن اگر وہ چالیس دن کے بعد بھی خون دیکھتی ہے تو اکثر اہل علم نے یہ رائے دی ہے: وہ چالیس دن کے بعد نماز ترک نہیں کرے گی، اکثر فقہاء اسی بات کے قائل ہیں۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات منقول ہے وہ یہ فرماتے ہیں: ایسی عورت اگر طہر نہیں دیکھتی تو پچاس دن تک نماز ترک کیے رکھے گی۔

عطاء بن ابی رباح اور شعبی سے یہ منقول ہے: وہ ساٹھ دن تک ایسا کرے گی۔

شرح

دم نفاس کی مدت میں مذاہب:

دم نفاس کی کم مدت متعین نہ ہونے میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ وہ ایک دن یا ایک لمحہ یا بالکل نہ آنے کی بھی ہو سکتی ہے۔ البتہ اس کی مدت کثیر میں آئمہ فقہ کے مختلف اقوال ہیں:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے تین قول ہیں: (۱) چالیس دن ہیں۔ (۲) پچاس ایام ہیں۔ (۳) ساٹھ ایام ہیں۔

۲- امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ سے زیادہ مدت چالیس ایام ہے۔

۳- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں: (۱) چالیس ایام (۲) ساٹھ ایام۔ النساء: یہ صیغہ صفت ہے جو نفس بنفس بروزن علم یعلم سے بنا ہے۔ اس سے مراد نفاس والی خاتون۔ اگر یہ بمعنی معروف ہوگا تو دم حیض اور دم نفاس دونوں کو شامل ہوگا اور مجہول کی صورت میں صرف دم نفاس مراد ہوگا۔

الکلف: اس سے مراد چہرے کے داغ دھبے یا چھائیاں ہیں جو غسل نہ کرنے کی وجہ سے ظاہر ہو جاتی ہیں۔ عام طور پر یہ تین الوان کے ہوتے ہیں: (۱) احمر (۲) اسود (۳) کدرۃ

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ

باب 106: آدمی کا تمام بیویوں کے ساتھ صحبت کرنے کے بعد ایک ہی مرتبہ غسل کرنا

130 سند حدیث: حَدَّثَنَا بَنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ

آنس

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ

يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ

مذاهب فقہاء: وَهُوَ قَوْلٌ غَيْرٌ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ أَنَّ لَا بَأْسَ أَنْ يَعُودَ قَبْلَ أَنْ

يَتَوَضَّأَ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ هَذَا عَنْ سُفْيَانَ فَقَالَ عَنْ أَبِي عُرْوَةَ عَنْ أَبِي الْخَطَّابِ عَنْ أَنَسٍ

وَأَبُو عُرْوَةَ هُوَ مَعْمَرُ بْنُ رَاشِدٍ وَأَبُو الْخَطَّابِ قَتَادَةُ بْنُ دِعَامَةَ

قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي عُرْوَةَ عَنْ أَبِي الْخَطَّابِ

وَهُوَ خَطَأٌ وَالصَّحِيحُ عَنْ أَبِي عُرْوَةَ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام خواتین کے ساتھ صحبت کرنے کے بعد ایک ہی مرتبہ غسل

کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت ابورافع سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام خواتین کے ساتھ

صحبت کرنے کے بعد ایک ہی مرتبہ غسل کرتے تھے۔

اہل علم میں سے کئی حضرات اس بات کے قائل ہیں جن میں حسن بصری رحمہ اللہ بھی شامل ہیں وہ یہ فرماتے ہیں: اگر آدمی وضو

کرنے سے پہلے دوبارہ صحبت کر لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

محمد بن یوسف نے اس کو سفیان کے حوالے سے روایت کیا ہے وہ یہ فرماتے ہیں: یہ ابو عروہ کے حوالے سے، ابو خطاب کے

حوالے سے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

ابو عروہ، معمر بن راشد ہیں اور ابو خطاب قتادہ بن دعامہ ہیں۔

امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض اہل علم نے اسے محمد بن یوسف کے حوالے سے سفیان کے حوالے سے، ابن

ابو عروہ کے حوالے سے، ابو خطاب سے نقل کیا ہے۔

لیکن یہ درست نہیں ہے درست یہ ہے: ابو عروہ کے حوالے سے منقول ہے۔

130- اخرجه احمد (161/3, 185) وابن ماجه (194/1) : كتاب الطهارة وشمسها: باب ما جاء فيمن يغتسل من جميع نساياه غسلا

وامدا حديث (588) والنسائي (144, 143/1) : كتاب الطهارة: باب: اتيان النساء قبل اهدات الغسل حديث (264) وابن خزيمة

(115/1) حديث (230) من طريق سفیان عن معمر عن قتادة عن انس به-

شرح

غسل واحد سے وظیفہ ازواج کا مسئلہ:

تمام آئمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ غسل واحد سے وظیفہ ازواج درست ہے، یعنی درمیان میں نہ غسل ضروری ہے اور نہ وضو۔ البتہ مابین غسل یا وضو کر لینا افضل ہے۔ حدیث باب سے بھی اس مسئلہ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل بیان جواز کے لیے تھا عادت مستمرہ نہیں تھی۔ آپ کا عام معمول غسل کرنے کا تھا۔ اس بارے میں حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم طاف ذات یوم علی نسائه یغتسل عند ہذہ و عند ہذہ قال: فقلت له یا رسول اللہ الا تجعلہ غسلا واحدا؟ فقال ہذا ازکی و اطیب و اطہر۔“ (سنن ابی داؤد جلد اول ص ۲۹) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے وظیفہ زوجیت کیا تو ہر وظیفہ کے بعد آپ نے غسل فرمایا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ایک غسل کے ساتھ بھی آپ یہ عمل کر سکتے تھے؟ آپ نے جواب دیا: یہ نفاقت و طہارت کا طریقہ ہے۔

سوال: حدیث باب میں بیان ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ تمام ازواج سے وظیفہ زوجیت کیا تو آپ کا یہ عمل قسم الا ازواج کے خلاف ہے جو واجب ہے؟

جواب: اس سوال کے متعدد جوابات ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ قسم الا ازواج کا حکم و وجوب امت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اس بارے میں نص قرآنی موجود ہے: ”ترجی من تشاء منہن و تؤوی الیک من تشاء“

۲۔ آپ نے صاحبۃ النوبت کی اجازت سے ایسا کیا جس کے جواز میں کلام نہیں ہے۔

۳۔ قسم بین الزوجات کا قانون نافذ ہونے سے قبل زمانہ کا یہ واقعہ ہے۔

۴۔ یہ واقعہ سفر کا ہے اور دوران سفر قسم بین الزوجات واجب نہیں ہے۔

۵۔ آپ نے وظیفہ بین الزوجات دو دفعہ فرمایا: (۱) حجۃ الوداع کے موقع پر احرام باندھنے سے قبل تکمیل سنت کے لیے۔

(۲) حجۃ الوداع کے ہی موقع پر طواف زیارت کے بعد واقعہ پیش آیا جو مسنون عمل سے مناسک حج سے فراغت کی تعلیم کے لیے تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُنْبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعُودَ تَوَضَّأَ

باب 107: جنبی شخص اگر دوبارہ صحبت کرنا چاہتا ہو تو وہ وضو کرے

131 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي

سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلُهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ فَلْيَتَوَضَّأْ بَيْنَهُمَا وَضُوءًا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَالَ بِهِ غَيْرٌ وَاحِدٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ فَلْيَتَوَضَّأْ قَبْلَ أَنْ يَعُودَ وَأَبُو الْمُتَوَكِّلِ اسْمُهُ عَلِيُّ بْنُ دَاوُدَ

توضیح راوی: وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرنے

پھر وہ دوبارہ ایسا کرنا چاہتا ہو تو ان دونوں مرتبہ کے درمیان ایک مرتبہ وضو کر لے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

کئی اہل علم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے وہ یہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرے اور وہ دوبارہ

صحبت کرنا چاہتا ہو تو وہ دوبارہ صحبت کرنے سے پہلے وضو کر لے۔

ابو المتوکل نامی راوی کا نام علی بن داؤد ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا نام سعد بن مالک بن سنان رضی اللہ عنہ ہے۔

شرح

بارے دیگر جماع سے قبل وضو کرنے کا مسئلہ:

جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ایک بار جماع کر لے اور دوبارہ جماع کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ جماع سے قبل وضو کر لے۔ یہ وضو کرنا

واجب ہے یا مستحب؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ بعض اہل ظاہر اور حضرت یزید بن حبیب مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ کے

نزدیک وضو کرنا واجب ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ اس میں امر وجوب کے لیے ہے۔ جمہور کے نزدیک

دوبارہ جماع سے قبل وضو کرنا مستحب ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ اس میں امر استحباب کے لیے۔ علاوہ

ازیں بطور تائید حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت بھی پیش کرتے ہیں: قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَجَامِعُ ثُمَّ يَعُودُ وَلَا يَتَوَضَّأُ. (شرح معانی الآثار جلد اول ص ۶۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی

اللہ علیہ وسلم جماع کرتے پھر دوبارہ جماع کا قصد فرماتے تو آپ وضو نہ فرماتے تھے۔ اس روایت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ وضو

131- أخرجه أحمد (28,21,7/3) ومسلم (221/2-نوی) كتاب العیض: باب جواز نوم الجنب حدیث (308/27) وأبو داؤد

(106/1): كتاب الطهارة: باب: الوضوء لمن اراد ان يعود حدیث (220) وابن ماجه (193/1): كتاب الطهارة وسننہا: باب: فی

الجنب اذا اراد العود توضحاً حدیث (587) والنسائی (142/1): كتاب الطهارة: باب: فی الجنب اذا اراد ان يعود حدیث (262)

واخرجه المیسی (332/2) حدیث (753) وابن خزیمه (109/1) حدیث (219) من طریق عاصم الاحول عن ابی المتوكل عن

ابی سعید الخدری به۔

کے بغیر دوبارہ جماع کرتے تھے۔

بعض اہل علم نے حدیث باب میں وضو سے مراد لغوی معنی "غسل الفرج" مراد لیا ہے۔ یہ معنی یا تاویل جائز نہیں ہے کیونکہ ایک روایت میں تصریح ہے کہ آپ نماز جیسا وضو کرنے کا حکم کرتے تھے۔ فلیتوضا وضوہ للصلوة (صحیح ابن خزیمہ جلد اول ص ۱۱۰) دوبارہ جماع کا ارادہ کرنے والے کو چاہیے کہ وہ نماز جیسا وضو کرے۔

بَابُ مَا جَاءَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَوَجَدَ أَحَدُكُمْ الْخَلَاءَ فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ

باب 108: جب نماز قائم ہو چکی ہو اور کسی شخص کو قضائے حاجت کی ضرورت

ہو تو وہ پہلے قضائے حاجت کرے

132 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

الْأَرْقَمِ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَخَذَ بِيَدِ رَجُلٍ فَقَدَّمَهُ وَكَانَ إِمَامَ قَوْمِهِ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَوَجَدَ أَحَدُكُمْ الْخَلَاءَ فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَثَوْبَانَ وَأَبِي أُمَامَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَرْقَمِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: هَكَذَا رَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْخُفَّازِ عَنْ هِشَامِ بْنِ

عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَرْقَمِ وَرَوَى وَهَيْبٌ وَغَيْرُهُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَجُلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَرْقَمِ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَاسْحَقُ قَالَا لَا يَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ وَهُوَ يَجِدُ شَيْئًا مِنَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَقَالَا إِنْ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ فَوَجَدَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَلَا يَنْصَرِفُ مَا لَمْ يَشْغَلْهُ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا بَأْسَ أَنْ يُصَلِّيَ وَبِهِ غَائِطٌ أَوْ بَوْلٌ مَا لَمْ يَشْغَلْهُ ذَلِكَ عَنِ الصَّلَاةِ

132- أخرجه مالك في الموطأ (159/1)؛ كتاب قصر الصلاة في السفر؛ باب: النهي عن الصلاة والانسان يريد حاجته حديث

(49) وأحمد (483/3) وأبو داود (70/1)؛ كتاب الطهارة؛ باب: يبغى الرجل وهو حاقن حديث (88) وابن ماجه (202/1)؛

كتاب الطهارة وسننهما؛ باب: ما جاء في النهي للعاقن ان يبغى حديث (616) والنسائي (110/2)؛ كتاب الامامة؛ باب العند في

ترك الجماعة حديث (852) والدارمي (332/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب النهي عن دفع الاضغين وابن خزيمة (65/2) حديث

(932) من طريق هشام بن عروة عن ابيه عن عبد الله بن ارقم به-

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے: نماز قائم ہوگئی انہوں نے ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کر اسے آگے کر دیا حالانکہ حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ خود اپنی قوم کے امام تھے انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جب نماز قائم ہو جائے اور کسی شخص کو قضاے حاجت کی ضرورت ہو تو وہ پہلے قضاے حاجت کر لے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

امام مالک بن انس رحمہ اللہ اور یحییٰ بن سعید قطان اور ان کے علاوہ دیگر کئی حضرات نے اسے اسی طرح عروہ کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

دیگر محدثین نے اسے ہشام بن عروہ کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے ایک شخص کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور تابعین میں سے کئی حضرات اس بات کے قائل ہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ امام اسحاق رحمہ اللہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے وہ یہ فرماتے ہیں: آدمی کو نماز کے لیے کھڑے نہیں ہونا چاہیے اس وقت جب آدمی کو پاخانہ یا پیشاب میں سے کسی چیز کی حاجت محسوس ہو۔

یہ دونوں حضرات یہ کہتے ہیں: اگر آدمی نماز میں داخل ہو چکا ہو اور پھر اس طرح کی صورت حال درپیش ہو تو وہ اس وقت تک نماز ختم نہ کرے جب تک یہ نماز میں خلل کا باعث نہ بنے۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے: آدمی ایسے وقت میں نماز ادا کر لے جب اسے پاخانہ یا پیشاب کی حاجت محسوس ہو لیکن شرط یہ ہے: وہ نماز میں توجہ منتشر ہونے کا باعث نہ بنے۔

شرح

قضاے حاجت کے وقت نماز کی اقامت کہی جائے تو نماز ادا کرنے کا حکم:

قضاے حاجت کے تقاضا کے وقت نماز کے لیے اقامت کہی جائے تو نماز ادا کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ جمہور کے نزدیک نماز درست ہوگی۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ تقاضا قضاے حاجت کے سبب خشوع و خضوع اور حضور قلب نہیں پایا جائے گا جو درحقیقت نماز کی روح ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے موقف میں قدرے تفصیل ہے۔ تقاضا قضاے حاجت اضطرر کی حد تک ہو تو ترک جماعت کے لیے عذر ہے۔

اگر تقاضا قضاے حاجت توجہ الی الصلوٰۃ کے لیے مغل ہوگا یا نہیں؟ برصورت اول ترک جماعت کا عذر ہے اور ایسی حالت میں نماز ادا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر توجہ الی الصلوٰۃ کے لیے مغل نہ ہو تو ترک نماز کے لیے عذر نہیں ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِنَ الْمَوْطِ

باب 109: پاؤں کے نیچے کوئی چیز آنے پر وضو کرنا

133 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

إِبْرَاهِيمَ عَنْ أُمِّ وَلَدِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: قَالَتْ قُلْتُ لَأُمِّ سَلَمَةَ إِنِّي امْرَأَةٌ أُطِيلُ ذَيْلِي وَأَمْشِي فِي الْمَكَانِ الْقَدِيرِ فَقَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطَهَّرُهُ مَا بَعْدَهُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَتَوَضَّأُ مِنَ الْمَوْطِ

مذہب فقہاء: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهُوَ قَوْلٌ غَيْرٌ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا إِذَا وَطِئَ الرَّجُلُ عَلَى الْمَكَانِ الْقَدِيرِ أَنَّهُ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ غَسْلُ الْقَدَمِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَطْبًا فَيَغْسِلُ مَا أَصَابَهُ

اختلاف سند: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَرَوَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أُمِّ وَلَدِ لِهَوْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَهُوَ وَهَمٌّ وَكَانَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ ابْنٌ يُقَالُ لَهُ هُوْدٌ وَإِنَّمَا هُوَ عَنْ أُمِّ وَلَدِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَهَذَا الصَّحِيحُ

﴿﴾ حضرت عبدالرحمن بن عوف کی ام ولد رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: میں ایک ایسی عورت ہوں جس کا پانچ لہبا ہوتا ہے اور میں کسی گندگی والی جگہ سے بھی گزرتی ہوں تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: (زمین کا) بعد والا حصہ اسے پاک کر دیتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز ادا کیا کرتے تھے اور ہم پاؤں کے نیچے آنے والی کسی چیز کی وجہ سے از سر نو وضو نہیں کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کئی اہل علم اسی بات کے قائل ہیں وہ یہ فرماتے ہیں: جب آدمی کسی گندگی والی جگہ کو پاؤں کے نیچے دے تو اس پر پاؤں کو دھونا واجب نہیں ہے سوائے اس صورت کے کہ وہ گندگی گیلی ہو تو جو چیز گیلی ہو آدمی اسے دھولے گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے انہوں نے اسے امام مالک بن انس رحمہ اللہ کے حوالے سے، محمد بن عمارہ کے حوالے سے، محمد بن ابراہیم کے حوالے سے، ہود بن عبدالرحمن بن عوف کی ام ولد رضی اللہ عنہا

133- اضرحة مالك في الموطأ (24/1)؛ كتاب الطهارة؛ باب: مالا يجب منه الوضوء؛ حديث (16)؛ واحد (109/3)؛ وابو داؤد

(158/1)؛ كتاب الطهارة؛ باب: في الاذى يصيب الذيل حديث (383)؛ وابن ماجه (177/1)؛؛ كتاب الطهارة وسننهما؛ باب: الارض

يطهر بعضها بعضا؛ حديث (531)؛ والدارمي (189/1)؛؛ كتاب الصلاة والطهارة؛ باب: الارض يطهر بعضها بعضا من طريق محمد

بن ابراهيم عن ام ولد لعبد الرحمن بن عوف عن ام سلمة به۔

کے حوالے سے سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ وہم ہے حضرت عبدالرحمن بن عوف کا کوئی بیٹا ایسا نہیں تھا جس کا نام ہو وہ۔
یہ روایت ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف کی اُم ولد رضی اللہ عنہا سے منقول ہے جو انہوں نے سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نقل کی ہے اور یہ درست ہے۔

شرح

پلید جگہ پر چلنے سے وضو نہ ٹوٹنے کا مسئلہ:

لفظ ”الموطا“ وطی یطو وطاء (بروزن سمع یسمع سمعاً) سے مراد پاؤں سے کسی چیز کو روندنا یا کچلنا۔ الموطی ظرف زمان ہے جس کا معنی ہے قدم رکھنے یا روندنے کی جگہ۔ مسئلہ یہ ہے کہ پلید جگہ پر ننگے پاؤں چلنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا جبکہ پلید جگہ خشک ہو اور پاؤں بھی خشک ہوں کیونکہ پلید ذرات جو پاؤں کو لگیں گے تو پاک جگہ پر چلنے کی وجہ سے وہ جھڑ جائیں گے۔ اگر پلید جگہ تر ہو اور پاؤں بھی بھیگے ہوں تو وضو تب بھی نہیں ٹوٹے گا۔ صرف پاؤں دھو دیے جائیں۔ پلید جگہ خشک ہو جب کہ پاؤں تر ہوں تو اس صورت میں نجاست کے آثار پاؤں پر نمایاں ہونے پر دھو دیے جائیں یا پاک جگہ پر چلنے سے نجاست از خود رگڑ کی وجہ سے ختم ہو جائے۔ تب بھی وضو نہیں ٹوٹے گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ دور رسالت میں لوگ گھر سے وضو کر کے مسجد نبوی میں آیا کرتے تھے۔ (جو عموماً ننگے پاؤں چل کر آتے تھے) لیکن وہ مسجد میں داخل ہو کر نہ پاؤں دھوتے اور نہ دوبارہ وضو کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کنا نصلی مع رسول اللہ علیہ وسلم ولا نتوضأ من الموطی یعنی ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے اور زمین پر ننگے پاؤں چلنے سے وضو نہیں کرتے تھے۔

اس بات پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ کپڑے یا جسم کو تر نجاست لگ جائے تو ان کو پانی سے دھو کر ہی تطہیر حاصل کی جاسکتی ہے۔ حدیث باب میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اُم ولد کے کپڑے پر نجاست لگنے کے بعد پاک جگہ پر گھسنے سے پاک ہونے کا جو ذکر ہے، اس کے کئی جوابات ہیں:

۱- یہ حدیث ضعیف اور ناقابل استدلال ہے کیونکہ یہ روایت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اُم ولد کے حوالے سے بیان ہوئی ہے جو مجہول ہیں۔ اس لیے کہ اس نام کے مختلف روایات میں تین نام ہیں جن کا تعین نہیں ہے: (۱) عبدالرحمن بن عوف کی اُم ولد (۲) ہود بن عبدالرحمن بن عوف کی اُم ولد (۳) ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف کی اُم ولد۔

۲- اس مقام پر مکان قدر سے مراد نجاست رطبہ نہیں بلکہ نجاست یابسہ ہے اور نجاست یابسہ کے لیے غسل سے تطہیر ضروری نہیں ہے۔ اگر کپڑے کا دامن نجاست یابسہ پر لگا پھر پاک جگہ پر گھسنے سے وہ پاک ہو جائے گا۔

۳- یہاں سائل کا منشاء سوال کیچڑ کی چھوٹی چھوٹی چھینٹوں کے بارے میں تھا، جو عموماً کپڑے پر لگ جاتی ہیں اور وہ شرعاً

معاف بھی ہوتی ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّيْمِ

باب 110: تيمم کا بیان

134 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْفَلَّاسُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ عَزْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ
متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ بِالتَّيْمِ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَمَّارٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَمَّارٍ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ

مذاهب فقہاء: وَهُوَ قَوْلٌ غَيْرٌ وَاحِدٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عَلِيُّ
وَعَمَّارٌ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَغَيْرٌ وَاحِدٌ مِنَ التَّابِعِينَ مِنْهُمْ الشَّعْبِيُّ وَعَطَاءٌ وَمَكْحُولٌ قَالُوا التَّيْمُ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ
وَالْكَفَّيْنِ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَقُ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ ابْنُ عُمَرَ وَجَابِرٌ وَابْرَاهِيمُ وَالْحَسَنُ قَالُوا
التَّيْمُ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكٌ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ

حدیث دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَمَّارٍ فِي التَّيْمِ أَنَّهُ قَالَ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَمَّارٍ أَنَّهُ قَالَ تَيَّمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَنَاكِبِ وَالْأَبَاطِ

فَضَعَفَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ حَدِيثَ عَمَّارٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّيْمِ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ لَمَّا

رُوِيَ عَنْهُ حَدِيثُ الْمَنَاكِبِ وَالْأَبَاطِ

قَالَ إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْحَنْظَلِيُّ حَدِيثُ عَمَّارٍ فِي التَّيْمِ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ
صَحِيحٌ وَحَدِيثُ عَمَّارٍ تَيَّمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَنَاكِبِ وَالْأَبَاطِ لَيْسَ هُوَ بِمُخَالَفٍ
لِحَدِيثِ الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ لِأَنَّ عَمَّارًا لَمْ يَذْكُرْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ بِذَلِكَ وَإِنَّمَا قَالَ فَعَلْنَا كَذَا
وَكَذَا فَلَمَّا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَهُ بِالْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ فَانْتَهَى إِلَى مَا عَلَّمَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ وَالذَّلِيلُ عَلَى ذَلِكَ مَا أَفْتَى بِهِ عَمَّارٌ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّيْمِ أَنَّهُ
قَالَ الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ فَبِي هَذَا دَلَالَةٌ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى مَا عَلَّمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّمَهُ إِلَى الْوَجْهِ
وَالْكَفَّيْنِ

134- اخرجہ احمد (263/4) وابوداؤد (142/1)؛ كتاب الطهارة: باب: التيمم حديث (327) والدارمي (190/1) كتاب

الصلوة والطهارة: باب: التيمم مرة وابن خزيمة (134/1) حديث (267) من طريق سعيد بن عبد الرحمن بن ابزي عن ابيه عن عمارة

بن ياسر به-

توضیح راوی: قَالَ: وَسَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْكَرِيمِ يَقُولُ لَمْ أَرَ بِالْبَصْرَةِ أَحْفَظَ مِنْ هَوْلَاءِ
الثَّلَاثَةِ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ وَابْنِ الشَّاذْكَوْنِيِّ وَعَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْفَلَّاسِ قَالَ أَبُو زُرْعَةَ وَرَوَى عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ
عَمْرُو بْنِ عَلِيٍّ حَدِيثًا

﴿﴾ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تیمم میں چہرے اور دونوں ہتھیلیوں پر تیمم کرنے کی ہدایت کی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے، یہ روایت حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بعض دیگر حوالوں سے بھی منقول ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کئی حضرات اس بات کے قائل ہیں، جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما شامل ہیں، اسی طرح کئی تابعین بھی اسی بات کے قائل ہیں، جن میں شعبی، عطاء اور مکحول شامل ہیں، وہ یہ فرماتے ہیں: تیمم کی ایک ضرب ہوتی ہے، جو چہرے اور دونوں ہتھیلیوں پر لگائی جاتی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض حضرات اس بات کے قائل ہیں: جن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں، وہ یہ فرماتے ہیں: تیمم میں چہرے کے لیے ایک ضرب ہوتی ہے، اور دونوں بازوؤں کو کہنیوں تک کے لیے ایک ضرب ہوتی ہے۔

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

یہ روایت حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے حوالے سے تیمم کے بارے میں منقول ہے، وہ یہ فرماتے ہیں: چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے لیے (ایک ضرب ہوتی ہے) یہ دیگر حوالوں سے بھی منقول ہے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی منقول ہے، ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کندھوں تک اور بغلوں تک تیمم کیا ہے۔

بعض اہل علم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے منقول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے: چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے لیے تیمم کیا جاتا ہے اس کی وجہ وہ روایت ہے، جس میں کندھوں اور بغلوں کا حکم ہے۔

اسحاق بن ابراہیم بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: تیمم میں چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے بارے میں منقول حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث ”حسن صحیح“ ہے، جبکہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کندھوں اور بغلوں تک تیمم کیا ہے یہ اس حدیث کی مخالف نہیں ہے، جس میں صرف چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کا ذکر ہے اس کی وجہ یہ ہے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے یہ بات ذکر نہیں کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس کا حکم دیا تھا۔ انہوں نے یہ فرمایا ہے: ہم ایسا ایسا کیا کرتے تھے جب میں نے نبی

اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کا حکم دے دیا تو وہ اس بات پر عمل کرنے لگے جو نبی اکرم ﷺ نے چہرے اور ہتھیلیوں پر تیمم کرنے کی نہیں تعلیم دی تھی۔ اس کی دلیل یہ ہے: نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے تیمم کے بارے میں یہ فتویٰ دیا تھا: یہ چہرے اور ہتھیلیوں پر کیا جائے گا اس میں اس بات پر دلالت موجود ہے: انہوں نے اسی طریقے کو اختیار کر لیا تھا جو نبی اکرم ﷺ نے انہیں تعلیم کیا تھا اور آپ نے انہیں چہرے اور ہتھیلیوں (پر مسح) کی تعلیم دی تھی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام ابو زرہ عبید اللہ بن عبد الکریم کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: میں نے بصرہ میں کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جو ان تین افراد سے زیادہ (احادیث کا) حافظ ہو، علی بن مدینی، ابن شاذ کوفی اور عمرو بن علی فلاس

ابو زرہ بیان کرتے ہیں: عقان بن مسلم نے عمرو بن علی کے حوالے سے صرف ایک حدیث کو نقل کیا ہے۔

135 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدِ

الْقُرَشِيِّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

مَنْ حَدَّثَنَا عَنْ التَّيْمِ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ قَالَ فِي كِتَابِهِ حِينَ ذَكَرَ الْوُضُوءَ (فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ)

وَقَالَ فِي التَّيْمِ (فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ)

وَقَالَ (وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا)

فَكَانَتِ السُّنَّةُ فِي الْقَطْعِ الْكَفَيْنِ إِنَّمَا هُوَ الْوَجْهُ وَالْكَفَّانِ يَعْنِي التَّيْمِ

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: ان سے تیمم کے بارے میں دریافت کیا گیا:

تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جہاں وضو کا ذکر کیا ہے وہاں یہ فرمایا ہے:

”تم اپنے چہروں کو دھولو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولو“۔

تیمم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

”تم اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرلو“۔

اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

”اور چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت تم ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دو“۔

سنت یہ ہے: ہتھیلیاں کاٹی جاتی ہیں اس لیے اس میں بھی چہرہ اور ہتھیلیاں (مراد ہوں گی) یعنی تیمم میں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب صحیح“ ہے۔

شرح

تیمم کا طریق کار:

تیمم، وضو اور غسل دونوں کا نائب ہے۔ اثبات تیمم کے بارے میں ارشاد ربانی ہے: فامسحوا بوجہکم وایدیکم۔ پس تم اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کا مسح کرو۔ پانی دستیاب نہ ہونے کی صورت میں طہارت کی نیت سے پاک و طاہر مٹی پر ایک ضرب لگا کر چہرے کا مسح کرنا اور دوسری ضرب لگا کر کہنیوں سمیت اپنے دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا، تیمم کہلاتا ہے۔

تیمم کے وقت ضربوں کی تعداد میں مذاہب آئمہ:

تیمم کے وقت ضربوں کی تعداد کے حوالے سے فقہاء کی مختلف آراء ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

- ۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک، حضرت لیث بن سعد اور جمہور رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک تیمم کی دو ضربیں۔ ایک ضرب چہرے کے مسح کے لیے جبکہ دوسری ضرب دونوں ہاتھوں کہنیوں سمیت مسح کے لیے ہے۔
- ۲- حضرت امام اوزاعی، حضرت امام اسحاق، حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ اور بعض اہل ظاہر کا موقف ہے کہ ایک ضرب ہے جس سے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا جاتا ہے۔
- ۳- حضرت علامہ ابن ابی یعلیٰ اور حضرت امام حسن بصری رحمہما اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظریہ ہے کہ تیمم کی دو ضرب ہیں لیکن ہر ضرب سے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا جائے گا۔
- ۴- حضرت امام احمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ تیمم کی تین ضربیں ہیں۔ پہلی چہرہ کے لیے، دوسری ہاتھوں کے لیے اور تیسری چہرے اور ہاتھوں کے لیے ہے۔
- ۵- علامہ ابن بزبزہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیمم میں چار ضربیں ہیں۔ دو چہرے کے لیے اور دو ہاتھوں کے لیے ہیں۔

مسح یدین کی حد میں مذاہب آئمہ:

- جس طرح تیمم کی ضربوں کی تعداد میں فقہاء کی مختلف آراء ہیں اسی طرح مسح یدین کی حد میں بھی مختلف آراء ہیں۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:
- ۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام لیث بن سعد اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک، مسح یدین کی حد مرفقین تک ہے، یہی جمہور کا مذہب ہے۔
 - ۲- حضرت امام اوزاعی، حضرت امام اسحاق اور حضرت امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک حد مسح یدین راسغین تک واجب ہے۔
 - ۳- حضرت امام مالک اور حضرت امام ابن رشد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک حد مسح یدین، راسغین تک واجب ہے جبکہ مرفقین تک سنت ہے۔

۲۔ حضرت علامہ ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسح یدین مناکب تک ہے۔

تیمم کی ضربوں اور مسح یدین کی حدود میں اصل اختلاف حضرت امام اسحاق اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ اور جمہور کے درمیان ہے۔ حضرت امام اسحاق اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ تیمم کے لیے ایک اور مسح یدین کی حد رسغین تک تجویز کرتے ہیں۔ انہوں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت (حدیث باب) سے استدلال کیا ہے۔
جمہور کے نزدیک تیمم میں دو ضربیں ہیں اور مسح یدین کی حد مرفقین تک ہے۔ ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: التیمم ضربة للوجه و ضربة للذراعین الی المرفقین۔ (مجمع الزوائد جلد اول ص ۲۶۲) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیمم ایک ضرب چہرہ کے لیے اور ایک ضرب دونوں ہاتھوں کے لیے مرفقین تک ہے۔

۲۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے: کنت فی القوم حین نزلت الرخصة فامرنا فضربنا واحدة للوجه ثم ضربة اخروی للیدین و المرفقین (حافظ زلیخی نصب الرایہ جلد اول ص ۱۵۴) میں ان لوگوں میں موجود تھا جن کے لیے تیمم کی رخصت نازل ہوئی۔ ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم ایک ضرب چہرے کے لیے پھر دوسری ضرب دونوں کہنیوں سمیت مسح کے لیے لگائیں۔

۳۔ حضرت ابو جہیم بن الحارث الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے: اقبل النبی صلی اللہ علیہ وسلم من نحو بئر جمل فلقیہ رجل فسلم علیہ فلم یرد النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اقبل علی الجدار فمسح بوجهہ و یدیه ورد علیہ السلام (محمد بن اسماعیل بخاری الصحیح البخاری جلد اول ص ۴۸) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بئر جمل کی طرف سے تشریف لائے تو ایک شخص سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ اس نے آپ کو سلام عرض کیا۔ آپ نے جواب نہ دیا حتیٰ کہ ایک دیوار کے پاس تشریف لائے۔ آپ نے اپنے چہرہ اور ہاتھوں کا (تیمم کرتے ہوئے) مسح کیا پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ عَلَى كُلِّ حَالٍ مَا لَمْ يَكُنْ جُنْبًا

باب 111: آدمی ہر حالت میں قرآن پاک پڑھ سکتا ہے جب کہ وہ جنبی نہ ہو

136 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشْجِيُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَعُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَا

حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ وَابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْرِنَا الْقُرْآنَ عَلَى كُلِّ حَالٍ مَا لَمْ يَكُنْ جُنْبًا

136- اخرجہ احمد (83/1, 84, 107, 124, 134) و ابو داؤد (108/1) کتاب الطہارۃ: باب: فی الجنب یقرأ القرآن حدیث

(229) و ابن ماجہ (195/1)؛ کتاب الطہارۃ و سننہا: باب: ما جاء فی قراءة القرآن علی غیر طہارۃ حدیث (594) و النسائی

(144/1)؛ کتاب الطہارۃ: باب: يجب الجنب من قراءة القرآن حدیث (265) و اخرجہ المصیدی (31/1) حدیث (57) و ابن

خزیمہ (104/1) حدیث (208) من طریق عبد اللہ بن سلمة عن علی بہ۔

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثٌ عَلَيَّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَبِهِ قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ قَالُوا
يَقْرَأُ الرَّجُلُ الْقُرْآنَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ وَلَا يَقْرَأُ فِي الْمُصْحَفِ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ
وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَاسْحَقُ

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ہر حالت میں قرآن پڑھایا کرتے تھے بشرطیکہ آپ جنبی نہ ہوں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

کئی اہل علم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین شامل ہیں۔
یہ حضرات فرماتے ہیں: آدمی وضو کے بغیر قرآن (زبانی) پڑھ سکتا ہے تاہم اس کو دیکھ کر (یعنی اسے ہاتھ لگا کر) صرف اسی
وقت پڑھ سکتا ہے جب وہ با وضو ہو۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ، شافعی رحمہ اللہ، احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

غیر جنبی کا ہر حالت میں تلاوت قرآن کرنے کا مسئلہ:

جامع ترمذی کے بعض نسخوں میں یہ باب بلا ترجمہ (عنوان) ہے اور بعض میں ”باب ما جاء في الرجل يقرأ القرآن
على كل حال ما لم يكن جنباً“ کا ترجمہ (عنوان) قائم ہے۔ حالت جنابت میں تلاوت قرآن کے حوالے سے جمہور کا
موقف یہ ہے کہ منع و حرام ہے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَا يَسْتَه إِلَّا الْمُسْطَهْرُونَ۔ قرآن کو صرف پاک لوگ چھو سکتے
ہیں۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کے علاوہ ہر
حالت میں قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔ حضرت امام طبری، حضرت امام ابن منذر اور حضرت امام بخاری رحمہم اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ
حالت جنابت میں بھی تلاوت قرآن جائز ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَوْلِ يُصِيبُ الْأَرْضَ

باب 112: اس زمین کا حکم جس میں پیشاب کیا گیا ہو

137 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ

بْنُ الْغَزْهَرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

137- أخرجه احمد (239/2) وابوداؤد (157/1): كتاب الطهارة: باب: الارض يصيبها البول حديث (380) والنسائي

(14/3): كتاب السجود: باب: الكلام في الصلاة حديث (12/7) مختصراً وأخرجه الترمذي (419/2) حديث (938) وابن خزيمة

(150/1) حديث (298) من طريق الزهري عن سعيد بن المسيب عن أبي هريرة به۔

متن حدیث: دَخَلَ اَعْرَابِي الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَصَلَّى فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَاسْرَعَ إِلَيْهِ النَّاسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْرَيْقُوا عَلَيْهِ سَجَلًا مِنْ مَاءٍ أَوْ دَلْوًا مِنْ مَاءٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُبَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ

اسناد دیگر: قَالَ سَعِيدٌ قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ نَحْوَ هَذَا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَوَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَاسْحَقِ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى يُونُسُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی مسجد میں داخل ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اس نے نماز پڑھی جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اس نے دعا کی:

”اے اللہ! مجھ پر رحم کر اور حضرت محمد پر رحم کر اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ کرنا۔“

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم نے ایک وسیع چیز کو تنگ کر دیا ہے کچھ دیر بعد وہ شخص مسجد میں پیشاب کرنے لگا تو لوگ اس کی طرف لپکے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس (پیشاب) پر پانی کا ایک ڈول بہادو (راوی کو شک ہے: آپ نے عربی میں لفظ ”سَجَلًا“ یا ”دَلْوًا“ فرمایا) پھر آپ نے ارشاد فرمایا: تمہیں آسانی فراہم کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے، تنگی دینے کے لیے نہیں بھیجا گیا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت وائل بن اسقع رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔

یونس نے اس روایت کو زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، عبید اللہ بن عبداللہ کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۱) - اخرجہ البخاری (387/1): کتاب الوضوء: باب: صب الماء على البول في المسجد حديث (221) ومسلم (193/2-نوى): كتاب الطهارة: باب: وجوب غسل البول وغيره من النجاسات اذا هطلت في المسجد وان الارض نظير الماء من غير حاجة الى مضمضها حديث (284/99) والنسائي (48, 47/1): كتاب الطهارة: باب: ترك التوقيت في الماء حديث (54) والدارمي (189/1): كتاب الصلاة: باب: البول في المسجد واخرجہ احمد (167, 114, 110/3) والعميدى (504/2) حديث (1196) من طريق يحيى بن سعيد عن انس بن مالك به۔

شرح

زمین کو پاک کرنے میں مذاہب آئمہ:

جب زمین پلید ہو جائے تو اسے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ زمین اور ہر وہ چیز جو اس کے حکم میں ہے مثلاً دیوار، درخت اور کھڑی فصل وغیرہ فقط پانی سے دھونے سے پاک ہو سکتی ہے۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں صحابہ کی معیت میں تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک اعرابی مسجد میں داخل ہوا اور اس نے نماز ادا کی۔ پھر یوں دعا کی: اے پروردگار! تو مجھ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم کر اور کسی پر رحم نہ کر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایسی دعا سے منع کیا۔ پھر وہ اٹھ کر مسجد کے ایک کونے میں پیشاب کرنے کے لیے بیٹھ گیا۔ صحابہ کرام نے اسے اس حرکت سے منع کرنے کی کوشش کی مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں روک دیا۔ جب اس نے پیشاب کر لیا تو آپ نے اسے طلب کیا اور فرمایا: یہ مسجد ہے جو نماز اور ذکر و فکر کے لیے تیار کی گئی ہے نہ کہ پیشاب و قضاء حاجت کے لیے۔ آپ نے اپنے صحابہ کو حکم دیا کہ اعرابی کے پیشاب والی جگہ کو کھود کر مٹی باہر پھینک دی جائے اور اس جگہ پر پانی کا ڈول بہا دیا جائے۔

۲- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ زمین جس طرح دھونے سے پاک ہو جاتی ہے۔ اسی طرح خشک ہونے سے بھی طاہر ہو جاتی ہے۔ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے، آپ فرماتی ہیں: زکاة الارض یبسھا (حافظ زبیری، نصب الراية، جلد اول ص ۲۱۱) زمین کی طہارت اس کا خشک ہونا ہے۔ آپ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کے پیشاب والی جگہ کی مٹی کھدوا کر مسجد سے باہر پھینکوا دی اور اس جگہ پانی گرانے کا مقصد بدبو ختم کرنا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب الصلوة عن رسول الله ﷺ

نماز کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

نماز کا بیان

چند اہم باتیں

جامع ترمذی کے کچھ نسخوں میں اس مقام پر "کتاب الصلوة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم" اور کچھ نسخوں میں "ابواب الصلوة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم" کا عنوان قائم ہے دونوں عنوانات قریب المفہوم ہیں۔ ترجمہ میں پہلے نسخے کو اختیار کیا گیا ہے۔

اس سے قبل "طہارت" کی بحث تھی جو بمنزل شرط کے اور "صلوة" بمنزل مشروط کے ہے چونکہ شرط، مشروط سے قبل ہوتی ہے اس لیے طہارت کو صلوة سے مقدم کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں مشروط، شرط کے بغیر وجود میں نہیں آسکتا۔

لفظ "صلوة" کا لغوی معنی "غایت درجہ کا قلبی میلان" ہے اس کے اصطلاحی معنی موقع و محل اور نسبت کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں۔ اگر اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس سے مراد "رحمت و مہربانی" ہوگی۔ جس طرح آیت "إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلٰی النَّبِیِّ ط" میں ہے۔ اگر لفظ "صلوة" کی نسبت فرشتوں کی طرف ہو تو اس سے مراد "استغفار" ہے۔ پھر اس کی نسبت مؤمنین کی طرف ہو تو اس سے مراد "دعا" ہے جس طرح ہے: "يٰۤاَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ"

استغفار اور دعا میں فرق ہے۔ استغفار خاص ہے اور دعا عام ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مؤمنوں کی صلوة (دعا) سے مراد ہے "نزول رحمت اور ترقی دین"۔ فرشتوں کی طرف سے استغفار سے مراد ہے "رحمت و مہربانی" کا نزول۔ غور و فکر کرنے سے دونوں کے مفاد میں فرق عیاں ہو جاتا ہے۔

اس بات میں تمام مؤرخین اور محققین کا اتفاق ہے کہ نماز "شب اسراء" میں فرض کی گئی لیکن اس بات میں اختلاف ہے کہ "شب اسراء" (معراج) کا واقعہ کس سال پیش آیا۔ جمہور کے قول کے مطابق واقعہ معراج نبوت کے چھٹے سال میں پیش آیا تھا۔ اس موقع پر نماز پنجگانہ فرض کی گئی تھی۔ ایک روایت میں نماز کو مومن کی معراج قرار دیا گیا ہے۔

واقعہ معراج سے قبل کوئی نماز فرض تھی یا نہیں؟ اس بارے میں اکثر محققین کی رائے یہ ہے کہ نماز پنجگانہ سے قبل کوئی نماز فرض نہیں تھی۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا خیال ہے کہ نماز پنجگانہ سے قبل نماز تہجد فرض تھی، وہ اپنے موقف پر سورہ منزل کی آیات

پیش کرتے ہیں۔ علماء فرماتے ہیں نماز تہجد صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ نماز پنجگانہ سے قبل نماز عشاء اور نماز فجر دونوں فرض ہو چکی تھیں۔ وہ بطور دلیل یہ آیت پیش کرتے ہیں: "وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعِشِيِّ وَالْإِبْكَارِ" یہ آیت اسراء سے قبل نازل ہوئی تھی جس میں نماز عشاء اور نماز فجر کا ذکر ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 1: نماز کے اوقات کا بیان جو آپ ﷺ سے مروی ہیں

138 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ

الْحَارِثِ بْنِ عِيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَكِيمٍ وَهُوَ ابْنُ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ أَخْبَرَنِي نَافِعُ بْنُ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آمَنِي جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ فَصَلَّى الظُّهْرَ فِي الْأُولَى مِنْهُمَا حِينَ كَانَ الْفَيْءُ مِثْلَ الشَّرَاكِ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ كَانَ كُلُّ شَيْءٍ مِثْلَ ظِلِّهِ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ حِينَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ وَأَفْطَرَ الصَّائِمُ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِينَ بَرَقَ الْفَجْرُ وَحَرُمَ الطَّعَامُ عَلَى الصَّائِمِ وَصَلَّى الْمَرَّةَ الثَّانِيَةَ الظُّهْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ لَوْ قَتِ الْعَصْرَ بِالْأَمْسِ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلِيهِ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ لَوْ قَتِيهِ الْأَوَّلِ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ حِينَ ذَهَبَ ثُلُوكُ اللَّيْلِ ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ حِينَ أَسْفَرَتِ الْأَرْضُ ثُمَّ التَّفَتَ إِلَيَّ جَبْرِيلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ هَذَا وَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ وَالْوَقْتُ فِيمَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيَّاسٍ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَبُرَيْدَةَ وَأَبِي مُوسَى وَأَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ وَأَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ وَعَمْرٍو وَبْنِ حَزْمٍ وَالْبَرَاءِ وَأَنَسٍ

اسناد دیگر: أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَخْبَرَنِي وَهْبُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آمَنِي جَبْرِيلُ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ لَوْ قَتِ الْعَصْرَ بِالْأَمْسِ (۱)

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيَّاسٍ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

138- اضرجه احمد (333/1) (354/1) وابو داؤد (160/1) كتاب الصلاة: باب: في المواقيت حديث (393) واضرجه عبد بن

صبيد (233) حديث (703) وابن خزيمة (168/1) حديث (325) من طريق نافع بن جبير بن مطعم عن ابن عباس به-

(۱)- اضرجه احمد (330/3) والنسائي (263/1): كتاب المواقيت: باب: اول وقت العشاء حديث (526) من طريق عبد الله بن

البارك عن حسين بن علي بن حسين عن وهب بن كيسان عن جابر بن عبد الله به-

قول امام بخاری: وَقَالَ مُحَمَّدٌ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي الْمَوَاقِيْتِ حَدِيْثُ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَدِيْثُ جَابِرٍ فِي الْمَوَاقِيْتِ قَدْ رَوَاهُ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ وَعَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ وَأَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حضرت ابن عباس رضي الله عنهما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جبرائیل نے بیت اللہ کے پاس مجھے دو مرتبہ نماز پڑھائی، پہلے دن ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب سایہ جوتے کے تسمے کی طرح تھا۔ پھر عصر کی نماز اس وقت ادا کی ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہو چکا تھا۔ پھر مغرب کی نماز اس وقت ادا کی جب سورج غروب ہو جاتا ہے اور روزہ دار روزہ کھولتا ہے۔ پھر عشاء کی نماز اس وقت ادا کی جب شفق غائب ہو گئی۔ پھر فجر کی نماز اس وقت ادا کی جب صبح صادق ہوئی، جس وقت روزہ دار کے لیے کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ پھر دوسری مرتبہ (یعنی دوسرے دن) ظہر کی نماز اس وقت ادا کی جب ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہو چکا تھا، یہ وہی وقت تھا جب گزشتہ دن عصر کی نماز ادا کی۔ پھر عصر کی نماز اس وقت ادا کی جب ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو چکا تھا، مغرب کی نماز اسی وقت ادا کی، جس وقت (پہلے دن) ادا کی تھی۔ عشاء کی نماز اس وقت ادا کی جب ایک تہائی رات گزر چکی تھی، فجر کی نماز اس وقت ادا کی، جب زمین روشن ہو چکی تھی، پھر جبریل میری طرف متوجہ ہوئے اور بولے: اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ سے پہلے کے انبیاء کا (نماز ادا کرنے کا) وقت ہے۔ ان دونوں اوقات کے دوران (ان نمازوں کا) وقت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ، حضرت براء رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

احمد بن محمد بن موسیٰ اپنی سند کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جبریل نے مجھے نماز پڑھائی۔

اس کے بعد انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث کی مانند روایت نقل کی ہے، تاہم اس میں یہ ذکر نہیں کیا: ”جو گزشتہ دن عصر کا وقت تھا“۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نماز کے اوقات کے بارے میں سب سے مستند روایت وہ ہے جسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نماز کے بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کو عطا بن ابی رباح، عمرو بن دینار، ابو زبیر نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے، اور یہ وہب بن کیسان کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے منقول حدیث کی مانند ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 2: (بلا عنوان)

139 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: إِنَّ لِلصَّلَاةِ أَوَّلًا وَآخِرًا وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ صَلَاةِ الظُّهْرِ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ وَآخِرَ وَقْتِهَا حِينَ يَدْخُلُ وَقْتُ العَصْرِ وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ صَلَاةِ العَصْرِ حِينَ يَدْخُلُ وَقْتِهَا وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ تَصْفُرُ الشَّمْسُ وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ المَغْرِبِ حِينَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ يَغِيبُ الأفقُ وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ العِشَاءِ الآخِرَةِ حِينَ يَغِيبُ الأفقُ وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ يَنْتَصِفُ اللَّيْلُ وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الفَجْرِ حِينَ يَطْلُعُ الفَجْرُ وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي البَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

قول امام بخاری: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ حَدِيثُ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ فِي المَوَاقِيتِ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ فَضِيلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ وَحَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ فَضِيلٍ خَطَاً أَخْطَأَ فِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الفَزَارِيِّ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كَانَ يُقَالُ إِنَّ لِلصَّلَاةِ أَوَّلًا وَآخِرًا فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ فَضِيلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: نماز کا ایک ابتدائی وقت ہوتا ہے اور ایک آخری وقت ہوتا ہے، ظہر کی نماز کا ابتدائی وقت وہ ہے جب سورج ڈھل جائے اور اس کا آخری وقت وہ ہے جب عصر کا وقت داخل ہو جائے، عصر کی نماز کا ابتدائی وقت وہ ہے جب اس کا وقت داخل ہوتا ہے اور اس کا آخری وقت وہ ہے جب سورج زرد ہو جائے، مغرب کا ابتدائی وقت وہ ہے جب سورج غروب ہو جائے اور اس کا آخری وقت وہ ہے جب افق غائب ہو جائے، عشاء کا پہلا وقت وہ ہے جب شفق غائب ہو جائے اور اس کا آخری وقت وہ ہے جب نصف رات ہو جائے، فجر کا ابتدائی وقت وہ ہے جب صبح صادق ہو جائے اور اس کا آخری وقت وہ ہے جب سورج نکل آئے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل (بخاری) کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نماز کے اوقات کے بارے میں اعمش نے مجاہد کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے، وہ اس روایت سے زیادہ مستند ہے، جسے محمد بن فضیل نے اعمش کے حوالے سے نقل کیا، محمد بن فضیل کی نقل کردہ روایت میں خطا ہے، محمد بن فضیل نے غلطی کی ہے۔

اعمش، مجاہد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: یہ کہا جاتا ہے: نماز کا ایک ابتدائی وقت تھا، اور ایک آخری وقت ہے، اس

کے بعد انہوں نے محمد بن فضیل کی اعمش سے نقل کردہ روایت کے مضمون کی روایت نقل کی ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 3: بلا عنوان

140 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَالْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ يُونُسَ الْأَزْرَقِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بَرِيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

متن حدیث: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَسَأَلَهُ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ أَقِمْ مَعَنَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَأَمَرَ بِبَلَاءٍ فَأَقَامَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيضاءُ مُرْتَفَعَةً ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْمَغْرِبِ حِينَ وَقَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْعِشَاءِ فَأَقَامَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَمَرَهُ مِنَ الْغَدِ فَنَوَّرَ بِالْفَجْرِ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالظُّهْرِ فَأَبْرَدَ وَأَنْعَمَ أَنْ يُبْرَدَ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْعَصْرِ فَأَقَامَ وَالشَّمْسُ الْخَرَّ وَقَيْتَهَا فَوْقَ مَا كَانَتْ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ إِلَى قَبِيلٍ أَنْ تَغِيبَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْعِشَاءِ فَأَقَامَ حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ ثُمَّ قَالَ ابْنَ السَّائِلُ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَنَا فَقَالَ مَوَاقِيتُ الصَّلَاةِ كَمَا بَيْنَ هَذَيْنِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: قَالَ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ أَيْضًا

﴿﴾ سلیمان بن بریرہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے آپ سے نماز کے اوقات کے بارے میں دریافت کیا: آپ نے فرمایا: تم ہمارے ساتھ رہو، اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو (تو تمہیں پتہ چل جائے گا) پھر نبی اکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی انہوں نے صبح صادق کے وقت اقامت پڑھی پھر نبی اکرم ﷺ نے انہیں ہدایت کی انہوں نے سورج ڈھل جانے کے وقت اقامت پڑھی تو نبی اکرم ﷺ نے ظہر کی نماز ادا کی پھر آپ نے انہیں ہدایت کی انہوں نے اقامت پڑھی تو نبی اکرم ﷺ نے عصر کی نماز ادا کر لی حالانکہ سورج چمکدار اور بلند تھا پھر آپ نے انہیں مغرب کی نماز کے لیے اس وقت ہدایت کی جب سورج غروب ہو چکا تھا پھر آپ نے عشاء کی نماز کے لیے اس وقت ہدایت کی جب شفق غائب ہو چکی تھی پھر اگلے دن آپ نے صبح کو روشن کر کے پڑھی پھر آپ نے ظہر کی نماز کے لیے ہدایت کی آپ نے اسے ٹھنڈا کر کے پڑھا اور اچھی طرح ٹھنڈا کر کے پڑھا پھر عصر کی نماز کے لیے ہدایت کی تو انہوں نے اقامت کہی جبکہ سورج اس آخری وقت میں تھا جو اس وقت کے بعد تھا جو پہلے دن تھا پھر آپ نے انہیں ہدایت کی انہوں نے مغرب کی نماز اتنی تاخیر سے ادا

140- اخرجہ احمد (349/5) ومسلم (119/3- نووی): کتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب: اوقات الصلوات الخمس حدیث

(613/176) وابن ماجه (219/1): کتاب الصلاة: باب: مواقيت الصلاة حدیث (667) والنسائی (258/1): کتاب المواقيت:

باب: ابل وقت المغرب حدیث (519) وابن خزيمه (166/1) حدیث (323) من طريق سليمان بن بريدة عن ابيه به-

کی جو شفق کے غائب ہونے سے کچھ پہلے کا وقت تھا پھر آپ نے انہیں عشاء کی نماز کے لیے ہدایت کی انہوں نے اس وقت اقامت کہی جب ایک تہائی رات گزر چکی تھی پھر آپ نے دریافت کیا: نماز کے اوقات کے بارے میں دریافت کرنے والا شخص کہاں ہے؟ اس شخص نے عرض کی: میں ہوں! آپ نے فرمایا: نماز کے اوقات ان دونوں وقتوں کے درمیان ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب صحیح“ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو شعبہ نے علقمہ بن مرثد کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

شرح

اوقات نماز پنجگانہ

نماز پنجگانہ فرض ہونے کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے واپسی پر نماز فجر انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مسجد اقصیٰ میں ادا فرمائی۔ مکہ مکرمہ میں تشریف لانے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی نماز ظہر پڑھی جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اقتداء میں ادا فرمائی تھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بوقت ضرورت افضل کی نماز مفصول کی اقتداء میں جائز ہے۔ اسی واقعہ سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مفترض، متفصل کی اقتداء میں نماز پڑھ سکتا ہے جبکہ احناف کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ احناف کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبرائیل علیہ السلام پر دو دن کی نماز فرض کر دی گئی تھی۔ امامت جبرائیل کا واقعہ مکی دور کا ہے کیونکہ یہ نماز بیت اللہ کے پاس پڑھی گئی تھی۔

۱- نماز ظہر کا وقت: اس بات میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ زوال کا وقت ختم ہونے پر نماز ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ نماز ظہر کا وقت ختم ہونے اور نماز عصر کا وقت شروع ہونے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ اور جمہور کا موقف ہے کہ ہر چیز کا ایک مثل سایہ ہونے پر نماز ظہر کا وقت ختم اور نماز عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا محقق موقف یہ ہے کہ اصلی سایہ کے علاوہ ہر چیز کا دو مثل سایہ ہونے پر نماز ظہر کا وقت ختم اور نماز عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ آپ نے دوسری روایت سے استدلال کیا ہے جس میں ”مثلین“ کا لفظ موجود ہے۔ علاوہ ازیں آپ کے موقف کی تائید ان احادیث سے بھی ہوتی ہے: (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: اذا اشتد الحر فابردوا عن الصلوة فان شدة الحر من فيح جهنم (جامع ترمذی) جب گرمی زیادہ ہو تو نماز کو ٹھنڈا کر کے ادا کرو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کے سانسوں میں سے ایک سانس ہے۔ (۲) حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ان رسول الله عليه وسلم كان في سفر ومعه بلال فارادان يقيم فقال ابرد ثم ارادان يقيم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ابرد في الظهر قال حتى رأينا فنى التلول ثم اقام فصلى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان شدة الحر من فيح جهنم فابردوا عن الصلوة (جامع ترمذی) بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے اور آپ کے ساتھ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ بھی تھے، انہوں نے نماز کے لیے اقامت کہنے کا قصد کیا تو آپ نے

فرمایا: تم ٹھنڈا کرو، انہوں نے پھر اقامت کہنے کا ارادہ کیا تو آپ نے پھر فرمایا: تم نماز ظہر کو ٹھنڈا کرو، حتیٰ کہ ہم نے دیکھا کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور نماز پڑھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”گرمی کی شدت دوزخ کے سانس کی وجہ سے ہے تم نماز (ظہر) ٹھنڈی کر کے پڑھا کرو۔“ احناف کے نزدیک موسم گرما میں نماز ظہر کو ٹھنڈا کر کے یعنی دیر سے پڑھنا اور موسم سرما میں جلدی ادا کرنا سنت ہے۔

۲۔ نماز عصر کا وقت: جمہور کے نزدیک سایہ اصلی کے علاوہ ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہونے پر اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر چیز کا سایہ دو مثل ہونے پر نماز ظہر کا وقت ختم اور نماز عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ غروب آفتاب تک عصر کا وقت باقی رہتا ہے۔ احناف کے نزدیک ہر موسم میں نماز عصر کو تاخیر سے پڑھنا مسنون ہے۔

۳۔ نماز مغرب کا وقت: غروب آفتاب سے نماز مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ اختتام وقت مغرب میں اختلاف ہے۔ جمہور اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہاء وقت غروب شفق ہے۔ شفق کے تعین میں آئمہ کا اختلاف ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک ”شفق احمر“ ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شفق سے مراد شفق ابیض ہے۔ شفق احمر پہلے غروب ہوتی ہے جبکہ شفق ابیض بعد میں غروب ہوتی ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل یہ ہے کہ حدیث میں مطلق لفظ ”شفق“ استعمال ہوا ہے۔ اس امر میں آئمہ لغت مبرد، فراء اور ثعلب کا اتفاق ہے کہ جب لفظ شفق بولا جائے تو اس سے مراد ”شفق ابیض“ ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی استدلال کیا ہے: ثم اذن للعشاء حين ذهب بياض النهار وهو الشفق (مجمع الزوائد) ”پھر نماز عشاء کے لیے اس وقت اذان پڑھی گئی جب دن کی سفیدی ختم ہو گئی اور وہ شفق ہے۔“ احناف کے نزدیک ہر موسم میں نماز مغرب کو جلدی ادا کرنا مسنون ہے۔

۴۔ نماز عشاء کا وقت: علی سبیل الاختلاف غروب شفق سے نماز مغرب کا وقت ختم اور نماز عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ نماز عشاء کا وقت صبح صادق تک باقی رہتا ہے۔ ہر موسم میں نماز عشاء کو تاخیر سے ادا کرنا مسنون ہے۔

۵۔ نماز فجر کا وقت: طلوع صبح صادق سے نماز فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے جو طلوع آفتاب تک باقی رہتا ہے۔ ہر موسم میں نماز فجر کو تاخیر سے ادا کرنا سنت ہے لیکن اتنی بھی تاخیر نہ ہو کہ وقت مکروہ شروع ہو جائے۔

سوال: حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پہلے دن بخگانہ نماز میں ابتدائی اوقات میں اور دوسرے دن اختتامی اوقات میں پڑھا کر عرض کیا: یا رسول اللہ! ”هذا وقت الانبياء من قبلك“ یہ آپ سے قبل انبیاء کرام علیہم السلام کا وقت ہے۔ اشکال یہ ہے کہ بخگانہ نماز میں کسی نبی پر بھی فرض نہیں تھیں تو پھر یہ عرض کرنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ یہ آپ سے قبل انبیاء کرام کا وقت ہے؟

جواب: (۱) اس تشبیہ سے مراد یہ ہے کہ جس طرح سابقہ انبیاء کرام پر اوقات نماز محدود تھے، اسی طرح آپ کے لیے بھی محدود اوقات ہیں۔

(۲) خواہ صلوات خمسہ تمام کی تمام کسی ایک نبی پر فرض نہیں تھیں، البتہ ان میں سے مختلف نماز میں مختلف انبیاء کرام علیہم السلام پر فرض تھیں۔

(۳) جب حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی فجر کا وقت تھا، آپ نے بطور شکرانہ دو رکعت نماز ادا کی تو امت محمدیہ پر فجر کے دو فرض لازم کر دیے گئے۔ جب حضرت اسحاق علیہ السلام کے فدیہ کے طور پر دنبہ نازل کیا گیا تو ظہر کا وقت تھا اس وقت میں بطور شکرانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار رکعت نماز ادا کی تو ظہر کی نماز کے چار فرض مقرر کر دیے گئے۔ جب حضرت عزیر علیہ السلام کو دوبارہ زندہ کیا گیا تو عصر کا وقت تھا۔ انہوں نے چار رکعت نماز ادا کی تو عصر کے چار فرض لازم کر دیے گئے۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تو مغرب کا وقت تھا تو انہوں نے بطور شکرانہ تین رکعت نماز ادا کی تو مغرب کے وقت میں تین فرض ضروری قرار دیے گئے۔ نماز عشاء امت محمدیہ کے علاوہ کسی پر فرض نہیں تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّغْلِيْسِ بِالْفَجْرِ

باب 4: فجر کی نماز اندھیرے میں ادا کرنا

141 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ وَحَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ

يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَصَلِّي الصُّبْحَ فَيُنْصَرِفُ النِّسَاءُ قَالَ الْأَنْصَارِيُّ

فَيَمُرُّ النِّسَاءُ مُتَلَفِّفَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ مَا يَعْرِفْنَ مِنَ الْغَلَسِ وَقَالَ قُتَيْبَةُ مُتَلَفِّعَاتٍ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ وَقَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

إِسْنَادٌ وَكَيْفٌ: وَقَدْ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ

مذاهب فقہاء: وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَاسْحَقُ يَسْتَحِبُّونَ التَّغْلِيْسَ

بِصَلَاةِ الْفَجْرِ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ جب صبح کی نماز ادا کر لیتے تھے، خواتین جب واپس جاتی تھیں

النصارى رضی اللہ عنہا کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: خواتین اپنی چادریں اوڑھ کر گزرتی تھیں تو اندھیرے کی وجہ سے انہیں پہچانا

نہیں جاتا تھا، جبکہ قتیبہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: مُتَلَفِّفَاتٌ یعنی انہوں نے چہروں پر چادریں رکھی ہوئی ہوتی تھیں۔

141- اخرجہ مالک (5/1): کتاب: "وقوت الصلاة": باب: "وقوت الصلاة" حدیث (4) واخرجہ البخاری (65/2): کتاب "مواقبت

الصلاة": باب: "وقت الفجر" حدیث (578) واخرجہ مسلم- نووی (154/3): کتاب "المساجد ومواضع الصلاة": باب:

"استحباب التكبير بالصبح" حدیث (645/230) واخرجہ ابو داؤد (168/1): کتاب: "الصلاة": باب: "في وقت الصبح" حدیث

(423) والنسائي (271/1): کتاب: "التغليس في المضر والسفر": باب: "التغليس في المضر" حدیث (545) واحمد (178/6)

من طريق يحيى سعيد عن عمرة عن عائشة به-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے روایات منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کئی اہل علم نے اسے اختیار کیا ہے جن میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں ان کے بعد آنے والے تابعین نے بھی اسے اختیار کیا ہے۔
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے یہ حضرات فجر کی نماز اندھیرے میں ادا کرنے کو مستحب قرار دیتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِسْفَارِ بِالْفَجْرِ

باب 5: فجر کی نماز روشنی میں ادا کرنا

142 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ هُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:
متن حدیث: اسْفَرُوا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ

اسناد دیگر: قَالَ وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ قَالَ وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَجَلَانَ أَيْضًا عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَرزَةَ الْأَسْلَمِيِّ وَجَابِرِ وَبِلَالٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ رَأَى غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ الْإِسْفَارَ بِصَلَاةِ الْفَجْرِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَقُ مَعْنَى الْإِسْفَارِ أَنْ يَضَحَ الْفَجْرُ فَلَا يُشْكُ فِيهِ وَلَمْ يَرَوْا أَنَّ مَعْنَى الْإِسْفَارِ تَأْخِيرُ الصَّلَاةِ

﴿ ﴿ ﴾ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: فجر کو روشن کر کے پڑھو! کیونکہ اس میں اجر زیادہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شعبہ اور ثوری نے اس حدیث کو محمد بن اسحاق کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

142- اضرجه احمد (3/465, 4/140, 1/142) وابو داؤد (1/169)؛ کتاب الصلاة باب: "فی وقت الصبح" حدیث (424) وابن ماجه (1/221)؛ کتاب الصلاة باب: "وقت صلاة الفجر" حدیث (272) والنسائی (1/272)؛ کتاب: "الاسفار" باب: "الاسفار" حدیث (548) والدارمی (1/277)؛ کتاب الصلاة: باب: باب: الاسفار بالفجر والمبیدی (1/199) حدیث (409) وعبد بن حمید: ص (158) حدیث (422) من طریق قتادة عن محمود بن لبيد عن رافع بن خديج به۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو محمد بن عجلان نے عاصم بن عمر بن قتادہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین میں سے کئی اہل علم کی یہ رائے ہے: صبح کی نماز کو روشن کر کے ادا کیا جائے۔
سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ، اسحاق فرماتے ہیں: روشن کرنے کا مطلب یہ ہے: صبح صادق واضح ہو جائے اور اس میں شک نہ رہے۔
ان حضرات کے نزدیک صبح روشن کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے: نماز کو تاخیر سے ادا کیا جائے۔

شرح

نماز فجر کے مستحب وقت میں مذاہب آئمہ

ما قبل احادیث میں اجمالی طور پر اوقات نماز کا ذکر تھا اب حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ ان کی تفصیلات کا ذکر شروع کر رہے ہیں یا پہلے اصل اوقات نماز کا بیان تھا اور اب ان کے اوقات مستحبہ کا آغاز کر رہے ہیں۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ نماز فجر کا مستحب وقت کیا ہے اسفار یا تغلیس؟ اس میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فجر کی نماز کا مستحب وقت اسفار ہے یعنی صبح کی نماز کے بعد کسی عذر کی وجہ سے نماز فجر دوبارہ پڑھنی پڑ جائے تو طلوع آفتاب سے قبل اطمینان و اعتدال کے ساتھ ادا کی جاسکتی ہو۔ آپ کے دلائل یہ ہیں: (۱) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر۔ نماز فجر کو اجالے میں پڑھو کیونکہ اس میں ثواب زیادہ ہے۔ (۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تم نماز فجر اتنی تاخیر سے ادا کرو کہ تیر پھینکنے والا شخص تیر گرنے کی جگہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ (ابوداؤد طیالسی المطالب العالیہ جلد اول ص ۷۴) یہ دیکھنا محض حالت اسفار میں ہی ہو سکتا ہے۔ (مصنف عبدالرزاق) (۳) حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے: ما اجتمع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی شیء کما اجتمعوا علی التنویر (شرح معانی الآثار جلد اول باب الوقت الذی یصلی فیہ الفجر) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اتفاق اس قدر کسی چیز پر نہیں ہوا جتنا فجر کی نماز کو اسفار میں پڑھنے پر ہوا تھا۔

۲- حضرت امام احمد اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ نماز فجر غلغلے میں ادا کرنا مستحب ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ دور رسالت میں خواتین نماز فجر ادا کرنے کے بعد واپس آتیں تو اندھیرے کے باعث وہ پہچانی نہیں جاتی تھیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ نماز فجر ”غلغلے“ میں پڑھنا مستحب ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی دلیل کے کئی جوابات دیے گئے ہیں:

۱- لفظ ”غسل“ حدیث کا نہیں ہے بلکہ مدرج عن الراوی ہے یا یہ لفظ راوی بطور تشریح استعمال کر رہے ہیں۔ لہذا اس سے استدلال درست نہیں ہے۔

۲- اگر غسل کو بالفرض تسلیم بھی کر لیا جائے تو یہ حکم مسجد نبوی کے ساتھ مخصوص تھا کیونکہ مسجد کی دیواریں چھوٹی تھیں اور چھت بھی پست تھی جس میں موجود لوگوں کو ایک دوسرے کی پہچان نہیں ہو سکتی تھی۔

۳- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت فعلی ہے جبکہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت قولی۔ قاعدہ کے مطابق روایت قولی کو روایت فعلی پر ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّعْجِيلِ بِالظُّهْرِ

باب 6: ظہر کی نماز جلدی ادا کرنا

143 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ

الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

متن حدیث: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَشَدَّ تَعْجِيلًا لِلظُّهْرِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مِنْ أَبِي بَكْرٍ وَلَا مِنْ عُمَرَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَخَبَّابِ وَأَبِي بَرَزَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَأَنَسٍ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

مذہب فقہاء: وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ

توضیح راوی: قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَقَدْ تَكَلَّمَ شُعْبَةُ فِي حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ مِنْ أَجْلِ حَدِيثِهِ الَّذِي رَوَى عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدیث دیگر: مَنْ سَأَلَ النَّاسَ وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ

قَالَ يَحْيَى وَرَوَى لَهُ سُفْيَانُ وَزَائِدَةُ وَلَمْ يَرِ يَحْيَى بِحَدِيثِهِ بَأْسًا

قول امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدٌ وَقَدْ رَوَى عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَعْجِيلِ الظُّهْرِ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کسی اور کو ظہر کی نماز جلدی ادا کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، حضرت خباب رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ،

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والے حضرات نے اس روایت کو اختیار کیا ہے۔

علی بن مدینی فرماتے ہیں: یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں: شعبہ نے حکیم بن جبیر نامی راوی کے بارے میں کچھ کلام کیا ہے، ان کی اس حدیث کی وجہ سے جسے انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) ”جو شخص لوگوں سے مانگے، جبکہ اس کے پاس (مال موجود ہو) جو اسے (مانگنے سے) بے نیاز کر دے“۔

یحییٰ بیان کرتے ہیں: سفیان اور زائدہ نے ان سے احادیث نقل کی ہیں اور یحییٰ نے ان کی حدیث میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔
امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: حکیم بن جبیر کے حوالے سے، سعید بن جبیر کے حوالے سے، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے، ظہر جلدی ادا کرنے کے بارے میں روایت منقول ہے۔

144 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلَوَانِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ

أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ (۱)

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَهُوَ أَحْسَنُ حَدِيثٍ فِي هَذَا الْبَابِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ

◀◀ زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بتایا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز اس وقت ادا کر لیتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے اور یہ اس بارے میں سب سے بہترین حدیث ہے۔
اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَأْخِيرِ الظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ

باب 7: سخت گرمی میں ظہر کو تاخیر سے ادا کرنا

145 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي

(۱) - اخرجہ البخاری (27/2)؛ کتاب مواعیت الصلاة باب: وقت الظہر عند الزوال حدیث (540)

145 - اخرجہ مالک فی الموطأ (16/1)؛ کتاب وقوت الصلاة: باب: النهی عن الصلاة بالرجاء حدیث (28)؛ و اخرجہ البخاری

(23/2)؛ کتاب مواعیت الصلاة: باب: الابراد بالظہر فی السفر حدیث (536)؛ و اخرجہ ابن ماجہ (222/1)؛ کتاب الصلاة: باب:

الابراد بالظہر فی شدة الحر حدیث (678)؛ والنسائی (248/1)؛ کتاب مواعیت الصلاة: باب: الابراد بالظہر اذا اشتد الحر حدیث

(50)؛ و ابو داؤد (164/1)؛ کتاب الصلاة: باب فی وقت صلاة الظہر حدیث (402)؛ والدارمی (274/1)؛ کتاب الصلاة: باب

الابراد بالظہر؛ و اخرجہ احمد (394, 501, 462/2)؛ من طریق ابن شہاب عن سعید بن المسیب و ابی سلمة عن ابی هريرة به۔

هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متن حدیث: إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي ذَرٍّ وَأَبْنِ عُمَرَ وَالْمُغِيرَةَ وَالْقَاسِمِ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ أَبِيهِ

وَأَبِي مُوسَى وَأَبْنِ عَبَّاسٍ وَأَنَسٍ

قَالَ: وَرَوَى عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا وَلَا يَصِحُّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ اخْتَارَ قَوْمٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ تَأْخِيرَ صَلَاةِ الظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ

وَأَحْمَدَ وَاسْحَقَ قَالَ الشَّافِعِيُّ إِنَّمَا الْإِبْرَادُ بِصَلَاةِ الظُّهْرِ إِذَا كَانَ مَسْجِدًا يَنْتَابُ أَهْلُهُ مِنَ الْبُعْدِ فَأَمَّا الْمُصَلِّي

وَحَدَّهُ وَالَّذِي يُصَلِّي فِي مَسْجِدِ قَوْمِهِ فَالَّذِي أَحَبُّ لَهُ أَنْ لَا يُؤَخَّرَ الصَّلَاةَ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ

قول امام ترمذی: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَمَعْنَى مَنْ ذَهَبَ إِلَى تَأْخِيرِ الظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ هُوَ أَوْلَى وَأَشْبَهُ

بِالِاتِّبَاعِ وَأَمَّا مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الشَّافِعِيُّ أَنَّ الرُّخْصَةَ لِمَنْ يَنْتَابُ مِنَ الْبُعْدِ وَالْمَشَقَّةَ عَلَى النَّاسِ فَإِنَّ فِي حَدِيثِ

أَبِي ذَرٍّ مَا يَدُلُّ عَلَى خِلَافِ مَا قَالَ الشَّافِعِيُّ

حدیث دیگر: قَالَ أَبُو ذَرٍّ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَذَّنَ بِلَالٌ بِصَلَاةِ الظُّهْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ اَبْرِدْ ثُمَّ اَبْرِدْ

فَلَوْ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الشَّافِعِيُّ لَمْ يَكُنْ لِلْإِبْرَادِ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ مَعْنَى لاجتماعهم في السفر

وَكَانُوا لَا يَحْتَاجُونَ أَنْ يَنْتَابُوا مِنَ الْبُعْدِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب گرمی شدید ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈا

کر کے ادا کرو؛ کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی تپش کا نتیجہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما،

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ، حضرت قاسم بن صفوان رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے، حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت

انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی ایک حدیث منقول ہے، لیکن وہ مستند نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کی ایک جماعت نے گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز کو تاخیر سے ادا کرنے کو اختیار کیا ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ظہر کی نماز کو ٹھنڈی کرنے کا حکم اس وقت ہے جب مسجد میں دو دروازے سے لوگ آتے ہوں لیکن

اگر کوئی شخص تنہا نماز ادا کر رہا ہو یا کوئی شخص اپنے محلے کی مسجد میں نماز پڑھتا ہو تو میرے نزدیک پسندیدہ بات یہ ہے: وہ گرمی کے موسم میں بھی اس نماز کو تاخیر سے ادا نہ کرے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو حضرات گرمی کی شدت میں ظہر کی نماز کو تاخیر سے ادا کرنے کو درست سمجھتے ہیں ان کی رائے زیادہ مناسب ہے اور پیروی کرنے کے زیادہ لائق ہے۔

جہاں تک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کا تعلق ہے: رخصت اس شخص کے لیے ہے جو دور سے آتا ہو یا لوگوں کو مشقت سے بچانے کے لیے ہے، تو حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث میں وہ چیز موجود ہے جو اس چیز کے برعکس مفہوم پر دلالت کرتی ہے جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں شریک تھے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ ظہر کی اذان دینے لگے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بلال! ٹھنڈک ہو لینے دو، ٹھنڈک ہو لینے دو۔

اگر حکم وہ ہوتا جس کی طرف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ گئے ہیں، تو اس وقت ٹھنڈک ہونے کی کوئی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ لوگ سفر میں اکٹھے تھے اور دور سے آنے کی انہیں ضرورت نہیں تھی۔

146 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَهَاجِرِ أَبِي

الْحَسَنِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي سَفَرٍ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَرَادَ أَنْ يُقِيمَ فَقَالَ أَبْرِدُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُقِيمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْرِدُ فِي الظُّهْرِ قَالَ حَتَّى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُولِ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلَاةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿ ﴿ ﴾ ﴾ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں شریک تھے، آپ کے ہمراہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے انہوں نے اذان دینے کا ارادہ کیا، تو آپ نے فرمایا: ٹھنڈک ہونے دو! پھر انہوں نے اذان دینے کا ارادہ کیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں ادا کیا کرو۔ راوی بیان کرتے ہیں: یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کے سائے دیکھ لیے، پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گرمی کی شدت جہنم کی تپش کا نتیجہ ہے تم نماز کو ٹھنڈے وقت میں ادا کیا کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

146- اخرجہ البخاری (22/2)؛ کتاب مواقیب الصلاة؛ باب: الابراد بالظہر فی شدۃ الحر؛ حدیث (535) (131/2)؛ کتاب

الاذان باب: الاذان للمسافرین اذا كانوا جساءة والاقامة حدیث (629) وابو داؤد (164/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: وقت صلاة

الظہر حدیث (401) واخرجہ احمد (176, 162, 155/5) من طریق مسہاجر ابی الحسن عن زید بن وهب عن ابی ذرہ۔

شرح

نماز ظہر کے مسنون وقت میں مذاہب آئمہ

نماز ظہر کا مسنون وقت کون سا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ نماز ظہر کے وقت میں مطلقاً تعجیل افضل (مسنون) ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز ظہر تعجیل سے ادا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں انہوں نے ان روایات سے بھی استدلال کیا ہے جن میں نماز ظہر کے بارے میں لفظ ”تعجیل“ استعمال ہوا ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ نماز ظہر موسم سرما میں جلدی ادا کرنا اور موسم گرما میں تاخیر سے ادا کرنا مسنون ہے۔ آپ کے دلائل یہ ہیں: (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: اذا اشتد الحر فابردوا عن الصلوة فان شدة الحر من فيح جهنم۔ (اصح البخاری جلد اول ص ۷۶) نماز ظہر کو موسم گرما میں ٹھنڈی کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کی گرمی کی وجہ سے ہے۔ (جامع ترمذی) (۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کو تعجیل سے ادا فرماتے تھے یا تاخیر سے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا: اذا اشتد البرد بکر بالصلوة واذا اشتد الحر ابرد بالصلوة (اصح البخاری جلد اول ص ۱۲۲) جب سردی سخت ہوتی تو آپ نماز ظہر میں تعجیل فرماتے اور اگر گرمی کی شدت ہوتی تو تاخیر سے ادا کرتے تھے۔

سوال: دراصل نماز ظہر میں تاخیر کا حکم ان لوگوں کے لیے ہے جو مسجد سے دور رہتے ہوں اور مسجد میں آنے میں انہیں دیر ہو جاتی ہو جبکہ دوسرے لوگوں کے لیے یہ حکم نہیں ہے؟

جواب: حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ”ابراد بالظہر“ کے الفاظ ہیں حالانکہ لوگ مسجد میں موجود بھی تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مسجد سے دور رہنے والے لوگوں کے لیے یہ حکم ثابت کرنا درست نہیں ہے۔

سوال: روایت میں وجہ تاخیر شدت فیح جہنم کو بیان کیا گیا ہے جبکہ بظاہر گرمی کی شدت شمس کے قرب و بعد کے باعث ہوتی ہے۔ آفتاب دور ہوگا تو سردی ہوگی اور اگر قریب ہوگا تو گرمی ہوگی۔ اس طرح گرمی کا سبب فیح شدت جہنم نہ ہوا؟

جواب: (۱) کسی چیز کا سبب شئی واحد نہیں ہوتی بلکہ متعدد اشیاء بھی ہو سکتی ہیں۔ ممکن ہے کہ گرمی کا سبب دوزخ بھی ہو اور آفتاب بھی۔

(۲) ”من فيح جہنم“ میں لفظ ”من“ برائے تشبیہ ہے جس کا مطلب یہ ہوگا کہ ”شدت حرارت فیح“ دوزخ کی مثل ہے۔

(۳) فیح جہنم اصل سبب نہیں ہے بلکہ سبب السبب کے قائم مقام ہے۔ زمین میں گرمی کا سبب شمس ہے جبکہ شمس میں حرارت کا باعث فیح جہنم ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الْعَصْرِ

باب 8: عصر کی نماز جلدی ادا کرنا

147 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا وَلَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ مِنْ حُجْرَتِهَا فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَأَبِي أَرْوَى وَجَابِرٍ وَرَافِعِ ابْنِ خَدِيجٍ حَدِيثٍ دِكْرًا: قَالَ وَيُرْوَى عَنْ رَافِعٍ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَأْخِيرِ الْعَصْرِ وَلَا يَصِحُّ حُكْمٌ حَدِيثًا: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عُمَرُ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَعَائِشَةُ وَأَنَسٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ التَّابِعِينَ تَعْجِيلَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَكَرِهُوا تَأْخِيرَهَا وَبِهِ يَقُولُ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَاسْحَقُ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ادا کر لیتے تھے جبکہ دھوپ ابھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں ہوتی تھی اور ان کے حجرے سے سایہ نہیں ڈھلا ہوتا تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو اروی، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے ایک روایت یہ بھی منقول ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز تاخیر سے ادا کی تھی، لیکن یہ روایت مستند نہیں ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے بعض اہل علم نے اسے اختیار کیا ہے، جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ شامل ہیں کئی تابعین نے بھی اسے اختیار کیا ہے: عصر کی نماز جلدی ادا کر لی جائے ان حضرات کے نزدیک اسے تاخیر سے ادا کرنا مکروہ ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ، شافعی رحمہ اللہ، احمد رحمہ اللہ اور امام اسحق رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

147- اخرجہ مالك في الموطأ (4/1)؛ كتاب وقوت الصلاة؛ باب وقوت الصلاة حديث (2) و اخرجہ البخاری (31/2)؛ كتاب سواقيت الصلاة؛ باب وقت العصر حديث (545) و اخرجہ مسلم - نووی (116/3)؛ كتاب المساجد ومواضع الصلاة؛ باب اوقات الصلوات الخمس حديث (611/168) و اخرجہ ابو داؤد (165/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب: في وقت صلاة العصر حديث (407) والنسائي (252/1)؛ كتاب المواقيت؛ باب: تعجيل العصر حديث (505) والعميري (90/1)؛ احاديث ام المؤمنين عائشة رضي الله عنها حديث (170) و اخرجہ احمد (199,85,37/6) من طريق ابن شهاب عن عروة عن عائشة به۔

148 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

متن حدیث: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِي دَارِهِ بِالْبَصْرَةِ حِينَ انْصَرَفَ مِنَ الظُّهْرِ وَدَارُهُ بِجَنْبِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ قَوْمًا فَصَلُّوا الْعَصْرَ قَالَ فَقُمْنَا فَصَلَّيْنَا فَلَمَّا انْصَرَفْنَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنِي الشَّيْطَانِ قَامَ فَفَقَّرَ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ علاء بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے ان کے اس گھر میں جو بصرہ میں تھا یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ ظہر پڑھ کر آئے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا گھر مسجد کے پہلو میں تھا (جب عصر کا وقت ہوا) تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اٹھو اور عصر کی نماز ادا کر لو! راوی کہتے ہیں: ہم اٹھے اور ہم نے نماز ادا کر لی جب ہم نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: یہ منافق کی نماز ہوتی ہے وہ سورج کی طرف دیکھتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان پہنچ جاتا ہے تو وہ کھڑا ہوتا ہے اور چار مرتبہ زمین پر ٹکرا لیتا ہے اور وہ اس نماز میں صرف تھوڑا سا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَأْخِيرِ صَلَاةِ الْعَصْرِ

باب 9: عصر کی نماز تاخیر سے ادا کرنا

149 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي يُوْبَّ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أُمِّ

سَلْمَةَ أَنَّهَا قَالَتْ

متن حدیث: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ تَعْجِيلًا لِلظُّهْرِ مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ أَشَدُّ تَعْجِيلًا لِلْعَصْرِ مِنْهُ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أُمِّ سَلْمَةَ نَحْوَهُ وَوَجَدْتُ فِي كِتَابِي أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ وَحَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَهَذَا أَصَحُّ

148 ﴿﴾ - اضرجه مسلم - نووی (131/3): كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: استنباب التكبير بالصدر حديث (622/195)

واضرجه النسائي (254/1): كتاب المواقيت: باب: التفسير في تاخير العصر حديث (511) من طريق اسماعيل عن العلاء عن انس بن

مالك به -

149 - اضرجه احمد (310, 289/6)

﴿ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری بہ نسبت جلدی ظہر کی نماز ادا کر لیا کرتے تھے اور تم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ جلدی عصر کی نماز ادا کر لیتے ہو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اسماعیل بن علیہ کے حوالے سے، ابن جریج کے حوالے سے، ابن ملیکہ کے حوالے سے، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی منقول ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ ابن جریج سے منقول ہے اور یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

شرح

نماز عصر کے مسنون وقت میں مذاہب آئمہ

نماز عصر میں تعجیل مسنون ہے یا تاخیر؟ اس میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز عصر میں تعجیل مسنون ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ آپ فرماتی ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر اس وقت ادا فرماتے تھے جب دھوپ میرے حجرہ کے فرش سے دیواروں پر نہیں چڑھتی تھی۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ نماز عصر تاخیر سے پڑھنا مسنون ہے۔ آپ کے موقف کے دلائل یہ ہیں: (۱) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: "قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اشد تعجيلا لظهور منكم وانتم اشد تعجيلا للعصر منه" (جامع ترمذی رقم الحدیث ۱۶۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر میں تم سے زیادہ تعجیل کرتے تھے اور تم نماز عصر کی ادائیگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تعجیل کرتے ہو۔ (۲) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يامر بتأخير صلوة العصر (مجمع الزوائد جلد اول ص ۳۰۷) بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر کی ادائیگی کے لیے تاخیر کا حکم کرتے تھے۔

احناف کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ لفظ "حجرہ" کا اطلاق "بناء غیر مسقف" پر ہوتا ہے لیکن بعض اوقات اس سے مراد "بناء مشقف" بھی ہوتا ہے۔ برصورت اول حجرہ میں دھوپ کے جانے کا راستہ چھت کی طرف سے تھا۔ حجرہ کی دیواریں چھوٹی تھیں اور حجرہ کے فرش پر دھوپ پڑتی تھی اور دیواروں پر تاخیر سے چڑھتی تھی۔ برسبیل ثانی حجرہ میں دھوپ کے جانے کا راستہ دروازہ تھا۔ چونکہ حجرہ کی دیواریں چھوٹی تھیں اور دروازہ بھی چھوٹا تھا اور دھوپ کے حجرہ میں داخل ہونے کا راستہ صرف دروازہ تھا، حجرے کا دروازہ مغرب کی طرف تھا۔ دھوپ اس وقت حجرہ میں داخل ہوتی تھی جب آفتاب مغرب کی طرف نمایاں حد تک نیچے آچکا ہوتا تھا۔ اس طرح اس روایت سے احناف کے موقف کی تائید ہوتی ہے۔

تلك صلوة المنافق: اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ نماز عصر کو اتنی تاخیر سے ادا کرنا: "اصفار شمس" کی کیفیت پیدا ہو جائے تو ایسی نماز منافق کی نماز کہلاتی ہے، اس لیے کہ شمس کا غروب شیطان کے دو سینگوں کے درمیان میں ہوتا ہے اور یہ شیطان کی ریاضت

کا وقت بھی ہوتا ہے، جس میں نماز ادا کرنا منع ہے تاکہ شیطان کی ریاضت سے مشابہت لازم نہ آئے۔

سوال: آفتاب کے مطلع و مغارب کثیر ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان ہمہ وقت بین القرنین کی کیفیت میں رہتا ہے یہ تو ناممکن سی بات ہے؟

جواب: خواہ بڑا شیطان ایک ہے لیکن چھوٹے شیطان کثیر ہیں جو بین القرنین لینے کی خدمات سرانجام دیتے ہوں۔ لہذا ایسا ہونا ممکن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي وَقْتِ الْمَغْرِبِ

باب 10: مغرب کا وقت

150 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَتَوَارَتْ

بِالْحِجَابِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَالصَّنَابِيحِيِّ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَأَنَسٍ وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَأَبِي أَيُّوبَ
وَأُمِّ حَبِيبَةَ وَعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: وَحَدِيثُ الْعَبَّاسِ قَدْ رُوِيَ "مَوْقُوفًا" عَنْهُ وَهُوَ أَصَحُّ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَالصَّنَابِيحِيُّ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَاحِبُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ
التَّابِعِينَ اخْتَارُوا تَعْجِيلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَكَرَهُوا تَأْخِيرَهَا حَتَّى قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَيْسَ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ إِلَّا
وَقْتُ وَاحِدٌ وَذَهَبُوا إِلَى حَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ صَلَّى بِهِ جَبْرِيلُ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ
وَالشَّافِعِيِّ

﴿﴾ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز اس وقت ادا کرتے تھے جب سورج
غروب ہو جاتا تھا اور پردے میں چھپ جاتا تھا۔

150- اخرجہ البخاری (49/2): کتاب مراقبت الصلاة: باب: وقت المغرب حدیث (561) و اخرجہ مسلم - نووی (164/3): کتاب
اوقات الصلوات الخمس: باب: بیان ان اول وقت المغرب عند غروب الشمس حدیث (636/216) و ابو داؤد (167/1): کتاب
الصلاة: باب فی وقت المغرب حدیث (417) و ابن ماجہ (225/1): کتاب الصلاة: باب وقت صلاة المغرب حدیث (688)
والمدرسی (275/1): کتاب الصلاة: باب: وقت المغرب و عبد بن حمید ص (149) حدیث (386) و اخرجہ احمد (54, 51/4) من
طریق حاتم بن اسماعیل عن یزید بن ابی عبید عن سلمة بن الاکوع به۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت صنابحی رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ، حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ، سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”موقوف“ روایت کے طور پر بھی نقل کی گئی ہے اور یہی زیادہ مستند ہے۔

حضرت صنابحی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت نہیں سنی یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والے تابعین میں سے اکثر اہل علم اس بات کے قائل ہیں: ان حضرات کے نزدیک مغرب کی نماز جلدی ادا کی جائے گی انہوں نے مغرب کو تاخیر سے ادا کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے یہاں تک کہ بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: مغرب کی نماز کا ایک ہی وقت ہے یہ حضرات اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جس میں حضرت جبریل علیہ السلام کے نماز پڑھانے کا ذکر ہے۔

ابن مبارک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔

شرح

نماز مغرب کا مسنون وقت

تمام آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز مغرب میں تعجیل مسنون ہے۔ اس پر دلیل حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب اس وقت ادا فرماتے جب آفتاب غروب ہو کر پردہ کی اوٹ میں پہنچ جاتا تھا۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ نماز مغرب کا وقت بہت کم ہے۔ اس کا وقت اتنا ہے کہ کوئی جنبی شخص غسل کر کے اور بے وضو شخص وضو کر کے پانچ رکعت نماز پڑھ سکتا ہو۔ انہوں نے اپنے موقف پر حدیث جبرائیل سے استدلال کیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دونوں روز میں نماز مغرب غروب آفتاب کے فوراً بعد پڑھائی تھی۔

جمہور کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کے کئی جوابات دیے گئے ہیں: (۱) حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فقط وقت حقیقی کا اعتبار کرتے ہوئے اول و آخر میں امامت نہیں کروائی تھی بلکہ وقت مسنون کو بھی پیش نظر رکھا تھا۔ (۲) اس حدیث کا تعلق دور اول سے ہے جو بعد کے دور سے متعلق حدیث حضرت بریدہ سے منسوخ ہے، اس روایت میں تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے غروب شفق سے تھوڑی دیر قبل نماز مغرب پڑھائی تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي وَقْتِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ

باب 11: عشاء کی نماز کا وقت

151 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي يَسْرِ عَنْ

بَشِيرِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ
مَنْ حَدِيثٌ: أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِوَقْتِ هَذِهِ الصَّلَاةِ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهَا لِسُقُوطِ
القَمَرِ لثَالِثَةَ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ
نَحْوَهُ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ وَلَمْ
يَذْكُرْ فِيهِ هُشَيْمٌ عَنْ بَشِيرِ بْنِ ثَابِتٍ وَحَدِيثُ أَبِي عَوَانَةَ أَصَحُّ عِنْدَنَا لِأَنَّ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ رَوَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ
أَبِي بَشِيرٍ نَحْوَ رِوَايَةِ أَبِي عَوَانَةَ

﴿﴾ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اس نماز کے وقت کے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے اس وقت ادا کرتے تھے جب تیسری رات کا چاند ڈوب جاتا ہے۔
یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو ہشیم نے ابو بشر کے حوالے سے، حبیب بن سالم کے حوالے سے، حضرت نعمان
بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، تاہم ہشیم نے اس میں بشیر بن ثابت کا تذکرہ نہیں کیا۔
ہمارے نزدیک ابو عوانہ سے منقول حدیث زیادہ مستند ہے اس کی وجہ یہ ہے: یزید بن ہارون نے اسے شعبہ کے حوالے سے
ابو بشر کے حوالے سے ابو عوانہ کی روایت کی مانند نقل کیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَأْخِيرِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ

باب 12: عشاء کی نماز تاخیر سے ادا کرنا

152 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ حَدِيثٌ: لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَيَّ أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُؤَخَّرُوا الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِهِ
فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي بَرَزَةَ وَأَبْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدِ
الْخُدْرِيِّ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَأَبْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

151- اخرجه ابو داؤد (167/1) كتاب الصلاة: باب في وقت العشاء الآخرة حديث (419) والنسائي (264/1) كتاب المواقبت:

باب النفق حديث (529) واخرجه احمد (272, 270/4) من طريق بشير بن ثابت عن حبيب بن سالم عن النعمان بن بشير به-

152- اخرجه ابن ماجه (226/1): كتاب الصلاة: باب: وقت صلاة العشاء حديث (691) واخرجه احمد (433, 250/2)

مذاهب فقہاء: وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ رَأَوْا تَأْخِيرَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَاسْحَقُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اگر مجھے اپنی امت کو مشقت میں مبتلا کرنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انہیں یہ ہدایت کرتا کہ وہ عشاء کی نماز کو ایک تہائی رات تک یا نصف رات تک مؤخر کریں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی وہ روایت ہے جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور دیگر حضرات میں سے اکثر اہل علم نے اختیار کیا ہے ان حضرات کے نزدیک عشاء کی نماز کو تاخیر سے ادا کیا جائے گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

نماز عشاء کے آخری وقت میں مذاہب آئمہ

غروب شفق ہونے پر نماز مغرب کا وقت ختم اور نماز عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ نماز عشاء کے آخری وقت میں آئمہ فقہ کا قدرے اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز عشاء کا آخری وقت صبح صادق تک ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے: عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اعتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلة حتی ذهب عامۃ اللیل (شرح معانی الآثار باب تأخیر صلوة العشاء) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات میں نماز عشاء اس وقت ادا فرمائی کہ رات کا اکثر حصہ گزر چکا تھا۔ (یہ وقت صبح صادق کا بنتا ہے) ایک قول کے مطابق حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ نماز عشاء کا آخری وقت ثلاث رات ہے۔ انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ثلاث رات تک نماز عشاء کو مؤخر کرتے تھے۔ (شرح معانی الآثار) حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک قول ہے کہ نماز کا آخری و اختتامی وقت نصف لیل ہے۔ وہ اس کی دلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے اخذ کرتے ہیں: ”لو ان اشق علی امتی لامرتہم ان یؤخروا العشاء الی ثلاث اللیل“ (جامع الترمذی جلد اول رقم الحدیث ۱۶۳) اگر میں اپنی امت پر گراں نہ سمجھتا تو انہیں نماز عشاء تہائی رات تک مؤخر کرنے کا حکم دیتا۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز عشاء کو تہائی رات تک مؤخر کرنا مستحب ہے۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دونوں روایات (دلائل) کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ ثلاث رات تک مستحب وقت ہے اور نصف رات تک مباح ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ النَّوْمِ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالسَّمْرِ بَعْدَهَا

باب 13: عشاء سے پہلے سو جانا اور اس کے بعد گفتگو کرنا مکروہ ہے

153 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عَوْفٌ قَالَ قَالَ أَحْمَدُ وَحَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ عَبَادٍ هُوَ الْمُهَلَّبِيُّ وَاسْمِعِيلُ ابْنُ عَلِيَّةَ جَمِيعًا عَنْ عَوْفٍ عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ هُوَ أَبُو الْمِنْهَالِ الرِّيَّاحِيُّ عَنْ أَبِي بَرَزَةَ قَالَ

متن حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيثُ بَعْدَهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَبِي بَرَزَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ النَّوْمَ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيثُ بَعْدَهَا وَرَخَّصَ فِي ذَلِكَ بَعْضُهُمْ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَكْثَرُ الْأَحَادِيثِ عَلَى الْكِرَاهِيَةِ وَرَخَّصَ بَعْضُهُمْ فِي النَّوْمِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ فِي رَمَضَانَ

توضیح راوی: وَسَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ هُوَ أَبُو الْمِنْهَالِ الرِّيَّاحِيُّ

﴿﴾ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء سے پہلے سو جانے اور اس کے بعد بات چیت کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کی اکثریت نے عشاء کی نماز سے پہلے سونے اور اس کے بعد بات چیت کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے، جبکہ بعض اہل علم نے اس کی اجازت دی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اکثر احادیث اس کی کراہت پر دلالت کرتی ہیں۔

بعض اہل علم نے رمضان کے مہینے میں عشاء سے پہلے سونے کی اجازت دی ہے۔

سیار بن سلامہ ابو منہال ریاحی ہیں۔

153- اخرجہ البخاری (59/2)؛ کتاب مواقیب الصلاة؛ باب: ما یکرہ من النوم قبل العشاء؛ حدیث (568)؛ و اخرجہ مسلم (156/3)؛

کتاب المساجد و مواضع الصلاة؛ باب: استحباب التکبیر بالصبح؛ حدیث (236)؛ وابن ماجہ (229/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب النسي عن

النوم قبل صلاة العشاء؛ حدیث (701)؛ والنسائی (265/1)؛ کتاب المواقیب؛ باب ما یستحب من تأخیر العشاء؛ حدیث (530)؛

واخرجہ احمد (420/4، 421، 423)؛ من طریق عوف عن يسار بن سلامة عن ابی برزة به۔

بَابُ مَا جَاءَ مِنَ الرَّخْصَةِ فِي السَّمْرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ

باب 14: عشاء کے بعد گفتگو کرنے کی اجازت

154 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ إِبْرَاهِيمَ عَنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عُمَرَ

بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ

متن حدیث: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمُرُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ فِي الْأَمْرِ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ وَأَنَا

مَعَهُمَا وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمْرٍو وَأَوْسِ بْنِ حُدَيْفَةَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ الْحَسَنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنِ إِبْرَاهِيمَ عَنِ عَلْقَمَةَ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ جُعْفِيٍّ

يُقَالُ لَهُ قَيْسٌ أَوْ ابْنُ قَيْسٍ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْحَدِيثَ فِي قِصَّةٍ طَوِيلَةٍ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ

فِي السَّمْرِ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْأَخِرَةِ فَكِرَةٌ قَوْمٌ مِنْهُمْ السَّمْرُ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَرَخِصَ بَعْضُهُمْ إِذَا كَانَ فِي

مَعْنَى الْعِلْمِ وَمَا لَا بُدَّ مِنْهُ مِنَ الْحَوَائِجِ وَأَكْثَرُ الْحَدِيثِ عَلَى الرَّخْصَةِ

حدیث دیگر: قَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا سَمْرَ إِلَّا لِمُصَلٍّ أَوْ مُسَافِرٍ

﴿﴾ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے ایک معاملے سے متعلق رات

کے وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ گفتگو کرتے رہے، میں بھی ان دونوں حضرات کے ساتھ تھا۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت اوس بن حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

اس حدیث کو حسن بن عبید اللہ نے ابراہیم کے حوالے سے، علقمہ کے حوالے سے ایک شخص کے حوالے سے جس کا نام قیس ہے

یا ابن قیس ہے، اس کے حوالے سے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔ اس حدیث میں طویل قصہ

بیان کیا گیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ، تابعین اور ان کے بعد آنے والے اہل علم نے عشاء کی نماز کے بعد گفتگو کرنے کے بارے میں

اختلاف کیا ہے۔ ایک قوم نے عشاء کی نماز کے بعد گفتگو کو مکروہ قرار دیا ہے اور بعض حضرات نے اس کی اجازت دی ہے جبکہ وہ کوئی

علمی گفتگو ہو یا کوئی ضروریات سے متعلق گفتگو ہو، تاہم اکثر روایات میں اس کی رخصت منقول ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بھی منقول ہے رات کی گفتگو صرف نمازی کر سکتا ہے یا مسافر کر سکتا ہے۔

154- رواہ احمد فی المسند مطولاً رقم (175 ج 1 ص 15) (رقم 265 ج 1 ص 38) والبیہقی (453/1) من طرقہ الاعمش عن

ابراہیم عن علقمہ عن عمر بن الخطاب بہ۔

شرح

نماز عشاء سے قبل سونے اور اس کے بعد قصہ گوئی کی ممانعت

حدیث باب میں دو چیزوں سے مسلمان کو روکا گیا ہے: (۱) نماز مغرب کے بعد اور نماز عشاء سے قبل سونے سے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت سونے کے باعث انسان اس قدر غفلت و کاہلی کا شکار ہو سکتا ہے کہ نماز عشاء بھی چھوٹ سکتی ہے۔ بعض علماء کے نزدیک یہ ممانعت مطلقاً ہے لیکن جمہور محققین کی رائے ہے کہ یہ ممانعت اس وقت ہے جب نماز عشاء کے وقت میں بیدار ہونے کا یقین نہ ہو یا کوئی دوسرا شخص بیدار کرنے والا موجود نہ ہو، ورنہ یہ مکروہ و ممنوع ہرگز نہیں ہے۔ (۲) نماز عشاء کے بعد فضول گفتگو اور قصہ و کہانی سننے اور سنانے کی ممانعت ہے۔ اس کی توجیہ یہی ہو سکتی ہے کہ رات کو تا دیر قصہ و کہانی کے سننے سنانے اور غفلت کی نیند کے باعث فجر کی نماز فوت ہو سکتی ہے۔ اس سے نماز کی اہمیت بھی عیاں ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں عصر حاضر میں نوجوان طبقہ بلکہ عمر رسیدہ لوگ بھی پیچھے نہیں ہیں کہ رات بھر انڈین گانے سننے، فلمز دیکھنے یا ایسا کوئی اور فضول کام کرنے میں مصروف رہنے کے باعث فجر کی نماز چھوڑ دیتے ہیں، یہ عمل قابل مواخذہ ہے۔ پھر جو لوگ اپنے کاروبار میں مصروف رہنے کی وجہ سے ہر روز پانچوں یا کچھ نمازیں ترک کرنے کے عادی ہیں، وہ کس قدر اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرم ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک، دین کا ستون اور مومن کی معراج قرار دیا ہے جبکہ آج کا امتی اس عظیم ریاضت کو پس پشت ڈال کر غفلت کی وادی میں ٹامک ٹویاں مار رہا ہے۔ یہ صورتحال قرب قیامت کی علامت ہے۔

قرآن و سنت کا مطالعہ، تصنیف و تالیف، وعظ و تبلیغ، تلاوت قرآن اور تعلیم و تعلم میں مصروف رہنا مکروہ و ممنوع نہیں ہے۔ اس لیے کہ ان امور میں شاغل شخص اس قدر ہرگز غافل نہیں ہو سکتا کہ وہ نماز فجر چھوڑ دے۔ علاوہ ازیں یہ تمام امور بھی عبادت کی حیثیت رکھتے ہیں۔

سوال: حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز عشاء کے بعد ”سمر“ کرتے تھے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا تھا؟

جواب: اس مقام پر ”سمر“ سے مراد قصہ کہانی نہیں ہے بلکہ ضروریات دین اور معاملات کے حوالے سے گفتگو ہے۔ اس کی ممانعت نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَقْتِ الْأَوَّلِ مِنَ الْفَضْلِ

باب 15: ابتدائی وقت کی فضیلت

155 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَارٍ الْحُسَيْنِيُّ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ غَنَامٍ عَنْ عَمَّتِهِ أُمِّ قُرُوءَةَ وَكَانَتْ مِمَّنْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

155- اضرجه ابو داؤد (169/1): كتاب الصلاة: باب: في المحافظة على وقت الصلوات حديث (426) وعبد بن حميد (ص 453)

حديث (1569) وضرجه احمد (140, 374, 375)

متن حدیث: قَالَتْ سُنَيْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ الصَّلَاةُ لِأَوَّلِ وَقْتِهَا

﴿﴿﴾ سیدہ ام فروہ رضی اللہ عنہا جنہیں نبی اکرم ﷺ کے دستِ اقدس پر اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہے بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا: کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: نماز کو ابتدائی وقت میں ادا کرنا۔

156 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْجُهَنِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ

بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ يَا عَلِيُّ ثَلَاثٌ لَا تُؤَخِّرُهَا الصَّلَاةُ إِذَا أَنْتَ وَالْجَنَازَةُ

إِذَا حَضَرَتْ وَالْآيْمُ إِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفْنًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ

﴿﴿﴾ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: اے علی! تین چیزوں کو وقت پر ہی

کرنا، نماز جب اس کا وقت ہو جائے، جنازہ جب وہ تیار ہو اور بیوہ یا طلاق یافتہ عورت جب اس کا کفول جائے (یعنی مناسب رشتہ مل جائے)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب حسن“ ہے۔

157 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ الْوَلِيدِ الْمَدَنِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعِ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: الْوَقْتُ الْأَوَّلُ مِنَ الصَّلَاةِ رِضْوَانُ اللَّهِ وَالْوَقْتُ الْآخِرُ عَفْوُ اللَّهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَى ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثٌ أَمْ فَرُوءَةٌ لَا يُرْوَى إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ

توضیح راوی: وَكَيْسٌ هُوَ بِالْقَوِي عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَاضْطَرَبُوا عَنْهُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَهُوَ صَدُوقٌ وَقَدْ

تَكَلَّمَ فِيهِ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ

﴿﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: نماز کو ابتدائی وقت میں ادا کرنا، اللہ تعالیٰ

کی رضا مندی کا باعث ہے اور آخری وقت میں ادا کرنا اللہ تعالیٰ کی معافی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اس کی مانند روایت نقل کی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن

مسعود رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

156- اضربه ابن ماجه (476/1): كتاب الجنائز: باب: ما جاء في الجنائز لا تؤخر اذا حضرت ولا تتبع بنا حدیث (1486)

واضربه احمد (105/1) من طريق محمد بن عمر بن علي بن ابي طالب عن ابيه عن علي بن ابي طالب به -

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیدہ ام فروہ رضی اللہ عنہا سے اس روایت کو صرف عبداللہ بن عمر العمری نے روایت کیا ہے اور وہ علم حدیث کے ماہرین کے نزدیک مستند نہیں ہے۔ اس حدیث کے راویوں نے اس حدیث میں اضطراب کیا ہے تاہم عبداللہ بن عمر العمری سچا ہے، یحییٰ بن سعید نے اس کے حافظے کے حوالے سے کچھ گفتگو کی ہے۔

158 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعِزَّارِ عَنْ

أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِابْنِ مَسْعُودٍ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ سَأَلْتُ عَنْهُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الصَّلَاةُ عَلَى مَوَاقِفِهَا قُلْتُ وَمَاذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ وَمَاذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى الْمَسْعُودِيُّ وَشُعْبَةُ وَسَلِيمَانُ هُوَ أَبُو اسْحَقَ الشَّيْبَانِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ

الْعِزَّارِ هَذَا الْحَدِيثُ

◀◀ ابو عمرو شیبانی بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے انہوں نے جواب دیا: میں نے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا، تو آپ نے ارشاد فرمایا: نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا، میں نے دریافت کیا: پھر کون سا ہے؟ یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، میں نے دریافت کیا: پھر کون سا ہے؟ یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

مسعودی، شعبہ اور سلیمان جو ابو شیبانی کے بھائی ہیں اور کئی حضرات نے اس کو ولید بن عیزار کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

159 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هَلَالٍ عَنِ اسْحَقَ بْنِ

عُمَرَ عَنِ عَائِشَةَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَالَتْ مَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً لَوْ قَتَلَهَا الْآخِرِ مَرَّتَيْنِ حَتَّى قَبِضَهُ اللَّهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ

158- اخرجہ البخاری (12/2)؛ کتاب موافقت الصلاة؛ باب فضل الصلاة لوقتها حدیث (527) او (5/6)؛ کتاب الجهاد والسير
باب فضل الجهاد والسير حدیث (2782) او (414/10)؛ کتاب الادب؛ باب البر والصلة حدیث (5970) و (519/13)؛ کتاب
التوحيد؛ باب وصی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصلاة عملاً حدیث (7534) و اخرجہ مسلم (317/1)؛ کتاب الایمان؛ باب بیان
كون الایمان بالله تعالیٰ افضل الاعمال حدیث (85/137) و اخرجہ النسائی (292/1)؛ کتاب موافقت؛ باب فضل الصلاة
لموافقتها حدیث (610) و اخرجہ الدارمی (278/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب استحباب الصلاة فی اول الوقت و اخرجہ ابن خزيمة
(169/1) حدیث (327) او اخرجہ احمد (451، 442، 439، 409/1)

مذہب فقہاء: قَالَ الشَّافِعِيُّ وَالْوَقْتُ الْأَوَّلُ مِنَ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ وَمِمَّا يَدُلُّ عَلَى فَضْلِ أَوَّلِ الْوَقْتِ عَلَى آخِرِهِ اخْتِيَارُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ فَلَمْ يَكُونُوا يَخْتَارُونَ إِلَّا مَا هُوَ أَفْضَلُ وَلَمْ يَكُونُوا يَدْعُونَ الْفَضْلَ وَكَانُوا يُصَلُّونَ فِي أَوَّلِ الْوَقْتِ قَالَ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَبُو الْوَلِيدِ الْمَكِّيُّ عَنِ الشَّافِعِيِّ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کبھی دو مرتبہ کسی نماز کو اس کے آخری وقت میں ادا نہیں کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح کو قبض کر لیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے اس کی سند متصل نہیں ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نماز کا ابتدائی وقت زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور آخری وقت کی بجائے ابتدائی وقت کی فضیلت پر یہ بات دلالت کرتی ہے: نبی اکرم ﷺ نے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اختیار کیا یہ حضرات اسی چیز کو اختیار کرتے تھے جو زیادہ فضیلت رکھتی تھی اور یہ فضیلت کو ترک نہیں کیا کرتے تھے اور یہ حضرات نماز کو ابتدائی وقت میں ہی ادا کیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابو ولید کی نے امام شافعی رحمہ اللہ کے حوالے سے یہ بات ہمیں بتائی ہے۔

شرح

اول وقت میں نماز ادا کرنے کی فضیلت

جب نماز کا وقت شروع ہو جائے تو اس کے اول وقت، میانہ وقت اور آخری وقت میں جب بھی نماز ادا کی جائے جائز ہے۔ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے زیر مطالعہ باب میں پانچ ایسی احادیث نقل فرمائی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف اول وقت میں نماز ادا کرنا افضل ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر نماز کو اس کے اول وقت میں ادا کرنا افضل ہے۔ انہوں نے اپنے موقف پر انہی پانچ احادیث سے استدلال کیا ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز مغرب کے علاوہ ہر نماز کو اس کے آخری وقت میں ادا کرنا افضل و مسنون ہے۔ آپ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ ان احادیث میں اول وقت سے مراد مسنون و مستحب وقت شروع ہونے پر اس کے اول وقت میں نماز ادا کرنا افضل ہے۔ اس سلسلے میں ایک مشہور حدیث پیش کی جاسکتی ہے: ما صلی رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة لوقتها الاخر الخ (جامع ترمذی جلد اول رقم الحدیث ۱۷۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تاحیات دو نمازیں بھی آخری وقت میں ادا نہیں کیں۔

سوال: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر دو نمازیں بھی آخری وقت میں ادا نہیں فرمائیں حالانکہ آپ نے دو نمازیں آخری وقت میں ادا فرمائی ہیں: (۱) امامت جبرائیل علیہ السلام کے دوسرے دن میں۔ (۲) جب ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازوں کے اول و آخر اوقات کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا: تم دو دن میرے پاس رہو، تو آپ نے دوسرے روز آخری وقت میں نماز ادا کی؟

جواب: (۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ بات اپنی چار دیواری کے اندر کا جائزہ لیتے ہوئے فرمائی ورنہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ دو مواقع پر آخری وقت میں نماز ادا فرمائی تھی۔ (۲) جامع الترمذی کے بعض نسخوں میں لفظ ”مرتین“ کے بعد متصل لفظ ”الا“ موجود ہے۔ جس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ دو مواقع کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وقت میں کبھی نماز نہیں پڑھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّهْوِ عَنْ وَقْتِ صَلَاةِ الْعَصْرِ

باب 16: عصر کی نماز ادا نہ کرنا

160 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
متن حدیث: قَالَ الَّذِي تَفَوُّتَهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَانَ مَا وَتَرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ وَنَوْفَلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ أَيْضًا عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جس شخص کی عصر کی نماز رہ گئی گویا اس کے اہل خانہ اور مال برباد ہو گئے۔

اس بارے میں حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہما سے روایات منقول ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

زہری رضی اللہ عنہ نے اس روایت کو سالم کے حوالے سے، ان کے والد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

شرح

نماز عصر کو ترک کرنے کی وعید

زیر مطالعہ حدیث میں لفظ ”وتر“ کے دو معانی ہیں:

(۱) ہلاک کرنا اور چھین لینا۔ اس معنی کی بناء پر لفظ ”وتر“ ایک مفعول کی طرف متعدی ہوگا جبکہ الفاظ ”اہلہ و مالہ“ اس کا نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوں گے۔

160- اخرجہ مالک فی الموطأ (12, 11/1) کتاب وقوت الصلاة: باب جامع الوقوت حدیث (21) 'واخرجہ البغاری (37/2): کتاب منواقبت الصلاة: باب: انهم من فاتته العصر حدیث (552) 'واخرجہ مسلم (الابی) (559/2): کتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب التفلیط فی تفويت صلاة العصر حدیث (626/200) 'وابو داؤد (166/1): کتاب الصلاة: باب فی وقت صلاة العصر حدیث (414) 'وابن ماجه (224/1): کتاب الصلاة: باب المحافظة علی صلاة العصر حدیث (685) 'والنسائی (255/1): کتاب السواقبت: باب التشدید فی تأخیر العصر حدیث (512) 'والدارمی (280/1): کتاب الصلاة: باب فی الذی تفوتہ صلاة العصر 'واخرجہ احمد (429/1, 148, 145, 134, 102, 76, 75, 64, 54, 48, 27, 13, 8/2)

(۲) تباہ ہو جانا اور نقصان ہونا۔ اس معنی کے لحاظ سے لفظ ”وتر“ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوگا اور الفاظ ”اہلہ و مالہ“ معطوف اور معطوف الیہ مل کر مفعول ثانی ہونے کے باعث منصوب ہوں گے۔

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لفظ ”ترک“ کی بجائے لفظ ”تقوت“ استعمال کیا ہے جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نماز کو عمداً ترک کرنا مسلمان سے ممکن نہیں ہے۔ ہاں اگر عدم توجہ، بے خبری اور سہواً نماز عصر چھوٹ جائے تو گویا اس کے اہل و عیال اور مال و متاع سب کچھ آفت و تباہی کا شکار ہو گئے۔ کسی اسلامی سلطنت میں اگر کوئی شخص قتل ہو جائے تو اس کے خون کے احترام میں ورثاء کو قصاص یا دیت دونوں میں سے ایک چیز ضروری ملے گی تاکہ خون رائیگاں متصور نہ ہو۔ نماز عصر خواہ بھول کر بھی چھوٹ جائے تو یہ اتنا بڑا نقصان ہے کہ اس کے گھر کی ہر چیز تباہ ہوگئی اور اس کا نعم البدل بھی بالکل ہاتھ نہ آیا۔

اس روایت میں نماز عصر کی تخصیص کی وجہ دوسری نمازوں کی بنسبت اس کی ادائیگی کی تاکید مزید ہے۔ اس حوالے سے ارشاد ربانی ہے: ”خَفِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى“ (القرآن) (تم نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص عصر کی نماز کی) علاوہ ازیں مسلمان کی وفات کے وقت، نماز عصر کا وقت ظاہر کیا جاتا ہے اور قبر میں فرشتوں کی طرف سے سوال و جواب کے وقت بھی یہی وقت ظاہر کیا جاتا ہے۔ خیر، یہ مسئلہ تو تھا جب کوئی شخص سہواً، عدم توجہ اور بے خبری میں نماز فوت کر دے، لیکن عمداً نماز ترک کرنے کی وعید اس سے کہیں زیادہ ہے۔ اس سلسلے میں ارشاد نبوی ہے: ”من ترك الصلوة متعمداً فقد كفر“ (جس شخص نے عمداً ایک نماز چھوڑی پس بیشک اس نے کفر کیا) اس وعید کی تلافی توبہ اور قضاء سے ہی ممکن ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الصَّلَاةِ إِذَا أَخَّرَهَا الْإِمَامُ

باب 17: نماز پڑھنا جب امام نماز کو تاخیر سے ادا کرے

161 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَيْعِيُّ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ

الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَمْرَاءُ يَكُونُونَ بَعْدِي يُمِيتُونَ الصَّلَاةَ فَصَلِّ

الصَّلَاةَ لَوْ قَتَبَتْهَا فَإِنْ صَلَّيْتَ لَوْ قَتَبَتْهَا كَانَتْ لَكَ نَافِلَةً وَإِلَّا كُنْتَ قَدْ أَحْرَزْتَ صِلَاتَكَ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَعَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَهُوَ قَوْلٌ غَيْرٌ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ الصَّلَاةَ لِمِيقَاتِهَا إِذَا

161 - اخرجہ مسلم (نوری) (157/3)؛ کتاب المساجد و مواضع الصلاة باب كراهية تاخير الصلاة عن وقتها المختار حديث

(648/238) و اخرجہ ابو داؤد (171/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: اذا اخر الامام الصلاة عن الوقت حديث (431) و اخرجہ ابن

ماجه (398/1)؛ کتاب اقامة الصلاة والسنة فيهما؛ باب: ماجاء فيما اذا اخر الصلاة عن وقتها حديث (1256) والنسائي (75/2)؛

کتاب الامامة؛ باب الصلاة مع ائمة الجور حديث (778) و اخرجہ الدارمي (279/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: الصلاة خلف من يؤخر

الصلاة عن وقتها و اخرجہ احمد (147/5) وابن خزيمة (66/3)؛ باب: الامر بالصلاة جماعة حديث (1637)

أَخْرَجَهَا الْإِمَامُ ثُمَّ يُصَلِّي مَعَ الْإِمَامِ وَالصَّلَاةُ الْأُولَى هِيَ الْمَكْتُوبَةُ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ
تَوْضِيحُ رَاوِي: وَأَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ حَبِيبٍ

﴿﴾ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! میرے بعد کچھ ایسے افراد آئیں گے جو نماز کو قضاء کر دیا کریں گے، تو تم نماز کو اس کے وقت پر ادا کر لینا پھر اسے اگر اس کے وقت پر ادا کیا جائے، تو یہ تمہارے لیے نفل ہو جائے گی ورنہ تم نے اپنی نماز کی حفاظت کر لی۔ اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایات منقول ہیں۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

کئی اہل علم اس بات کے قائل ہیں یہ حضرات اس بات کو مستحب قرار دیتے ہیں: آدمی نماز کو اس کے وقت میں ادا کر لے، جبکہ امام اسے تاخیر سے ادا کرتا ہو، پھر وہ امام کے ساتھ بھی نماز ادا کر لے، تو اکثر اہل علم کے نزدیک وہی نماز فرض شمار ہوگی۔ ابو عمران الجونی کا نام عبدالملک بن حبیب ہے۔

شرح

امام کی طرف سے تاخیر نماز کے باعث نماز فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز کی ادائیگی میں مذاہب آئمہ

امام کی طرف سے نماز کی ادائیگی میں اس قدر تاخیر ہو کہ نماز فوت ہو جائے کا اندیشہ ہو یا کسی شخص نے انفرادی طور پر نماز پڑھ لی ہو تو پھر اسے باجماعت نماز ادا کرنے کا موقع میسر آ گیا تو اسے کیا کرنا چاہیے؟ اس بارے میں آئمہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انفرادی طور پر نماز فرض ادا کرنے کے بعد کوئی شخص جماعت پالے تو وہ صرف نماز عشاء اور نماز ظہر میں نوافل کی نیت سے جماعت میں شامل ہو سکتا ہے جبکہ باقی نمازوں میں نہیں۔ اسی طرح جب امام نماز کو اتنا مؤخر کر دے کہ اس کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو انفرادی نماز پڑھ لی جائے پھر وقت میں جماعت ملنے کی صورت میں نماز ظہر اور نماز عشاء میں شامل ہو جائے باقی اوقات کی نمازوں میں نہیں۔ اس لیے کہ باجماعت پڑھی جانے والی نماز اس کے نوافل ہوں گے اور نوافل عصر و فجر کی نمازوں کے بعد جائز نہیں ہیں۔ مغرب کی جماعت میں اس لیے شامل نہیں ہو سکتا کہ نوافل تین رکعت نہیں ہو سکتے۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ امام کی طرف سے نماز کی تاخیر کے باعث نماز فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو انفرادی نماز پڑھ لی جائے۔ پھر وقت میں جماعت میسر آنے پر نوافل کی نیت سے جماعت میں بھی شمولیت کی جاسکتی ہے۔ یہ حکم تمام اوقات کی نمازوں کا ہے۔ اس لیے کہ ان کے نزدیک نماز فجر اور نماز عصر کے بعد نوافل جائز ہیں۔ علاوہ ازیں تین رکعت نوافل بھی جائز ہیں۔ اس سلسلے میں وہ حدیث باب سے استدلال کرتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”میرے بعد کچھ ایسے لوگ آئیں گے جو نمازیں قضاء کریں گے، تم اس وقت نماز کو وقت پر ادا کرنا، پھر وہ وقت

میں ادا کی جائے تو تمہارے لیے نفل ہوگی ورنہ تم اپنی نماز کو باقاعدگی سے ادا کرنا۔“

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب احادیث النہی عن الصلوة فی الاوقات المکروهة اور نہی عن صلوة التیراء سے دیا جاتا ہے۔

۳- حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ نماز مغرب کے علاوہ تمام نمازیں دوبارہ پڑھی جا سکتی ہیں۔ اس لیے تیراء سے نہی وارد ہے کہ تین رکعت نوافل پڑھنا منع ہے۔

احناف کی طرف سے حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ نماز مغرب کو تو ہم بھی مستثنیٰ قرار دیتے ہیں جبکہ باقی نمازوں کے حوالے سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کے جواب کے ضمن میں آچکا ہے لہذا اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّوْمِ عَنِ الصَّلَاةِ

باب 18: نماز کے وقت سوئے رہ جانا

162 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ النَّبَيْتِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ

أَبِي قَتَادَةَ

متن حدیث: قَالَ ذَكَرُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَوْمَهُمْ عَنِ الصَّلَاةِ فَقَالَ إِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقْظَةِ فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي مَرْيَمَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَأَبِي جُحَيْفَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعَمْرٍو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ وَذِي مَخْبَرٍ وَيُقَالُ ذِي مَخْمَرٍ وَهُوَ ابْنُ أَخِي النَّجَاشِيِّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَدِيثُ أَبِي قَتَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الرَّجُلِ يَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ يَنْسَاهَا فَيَسْتَيْقِظُ أَوْ يَذْكُرُ وَهُوَ فِي غَيْرِ وَقْتِ صَلَاةٍ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ أَوْ عِنْدَ غُرُوبِهَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ يُصَلِّيهَا إِذَا اسْتَيْقِظَ أَوْ ذَكَرَ وَإِنْ كَانَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ أَوْ عِنْدَ غُرُوبِهَا

وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَاسْحَقَ وَالشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يُصَلِّي حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ أَوْ تَغْرُبَ

﴿﴾ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس بات کا ذکر کیا کہ وہ نماز کے وقت سوئے رہ گئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: سوئے رہ جانے میں زیادتی نہیں ہے زیادتی جاگتے رہ جانے میں ہے جب کسی شخص کو نماز پڑھنا یاد نہ رہے اور وہ نماز کے وقت سویا رہ جائے تو جیسے ہی اسے یاد آئے وہ اسے ادا کر لے۔

162- اضرجه النسائي (294/1)؛ كتاب السواقيت؛ باب فيمن نام عن صلاة حديث (615) واضرجه ابو داود (174/1)؛ كتاب

الصلوة؛ باب من نام عن صلاة او نسيتها حديث (441) واضرجه احمد (305/5)

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابومریم رضی اللہ عنہ، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ، حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن امیہ الضمیری رضی اللہ عنہ، حضرت ذی مخر رضی اللہ عنہ اور ایک قول کے مطابق حضرت ذی ثمر رضی اللہ عنہ جو نجاشی کے بھتیجے ہیں، سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوقتاہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم نے ایسے شخص کے بارے میں اختلاف کیا ہے جو نماز کے وقت سویا رہ جاتا ہے یا اسے بھول جاتا ہے پھر جب وہ بیدار ہوتا ہے اور جب اسے یاد آتا ہے اور اس وقت نماز کا وقت نہیں ہوتا، یعنی سورج طلوع ہو رہا ہوتا ہے یا سورج کے غروب ہونے کا وقت ہوتا ہے، بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: جب وہ بیدار ہو یا جیسے ہی اسے یاد آئے تو وہ اس نماز کو ادا کر لے اگرچہ سورج کے نکلنے کا وقت ہو یا اس کے غروب ہونے کا وقت ہو۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: وہ شخص اس وقت تک نماز ادا نہ کرے جب تک سورج نکل نہ آئے یا غروب ہو جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَنْسَى الصَّلَاةَ

باب 19: جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے

163 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَبِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا وَفِي الْبَابِ عَنْ سَمُرَةَ وَأَبِي قَتَادَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

آثار صحابہ: وَيُرْوَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَنْسَى الصَّلَاةَ قَالَ يُصَلِّيهَا مَتَى مَا ذَكَرَهَا

فِي وَقْتٍ أَوْ فِي غَيْرِ وَقْتٍ

مذاهب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَأَسْحَقَ

آثار صحابہ: وَيُرْوَى عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّهُ نَامَ عَنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ فَاسْتَيْقَظَ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ فَلَمْ يُصَلِّ حَتَّى

غَرَبَتِ الشَّمْسُ

وَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ مِّنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ إِلَى هَذَا وَأَمَّا أَصْحَابُنَا فَذَهَبُوا إِلَى قَوْلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

163- اضرجه البخاری (84/2)؛ کتاب موافقت الصلاة؛ باب من نسي صلاة فليصل اذا ذكرها حديث (597) ومسلم (نووی)

(201/3)؛ کتاب المساجد و مواضع الصلاة؛ باب قضاء الصلاة الفائتة حديث (684/314) وابو داؤد (174/1)؛ کتاب الصلاة؛

باب من نام عن صلاة او نسيتها حديث (442) وابن ماجه (227/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب من نام عن الصلاة او نسيتها حديث

(696) و اضرجه النسائي (293/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: فيمن نسي صلاة حديث (613) و اضرجه الدارمي (280/1) کتاب

الصلاة؛ باب: من نام عن صلاة او نسيتها و اضرجه احمد (22/5, 282, 269, 267, 243, 100/3)

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے، تو وہ اسے اس وقت ادا کرے جب اسے یاد آجائے۔

اس بارے میں حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے یہ بات منقول ہے: وہ ایسے شخص کے بارے میں جو نماز پڑھنا بھول جائے، وہ فرماتے ہیں:

وہ اسے اس وقت ادا کرے جب اسے یاد آجائے، خواہ وہ نماز کا وقت ہو یا نماز کا وقت نہ ہو۔

امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات

منقول ہے: ایک مرتبہ وہ عصر کی نماز کے وقت سوئے رہ گئے اور سورج غروب ہونے کے قریب بیدار ہوئے، تو انہوں نے اس وقت تک نماز ادا نہیں کی جب تک سورج غروب نہیں ہو گیا۔

اہل کوفہ کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے۔

جہاں تک ہمارے اصحاب کا تعلق ہے، تو وہ علی بن ابوطالب کے قول کو اختیار کرتے ہیں۔

شرح

نیند کے سبب نماز فوت ہو جانے کی صورت میں اس کی ادائیگی میں مذاہب آئمہ

جب نیند یا بھول کے سبب نماز فوت ہو جائے تو وہ نماز کب پڑھی جائے؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل

درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیند کے باعث نماز فوت ہو جانے کی صورت میں بیدار ہونے کے فوراً بعد پڑھی جائے گی خواہ اوقات مکروہہ میں سے بھی کوئی وقت ہو۔ وہ استدلال کرتے ہوئے ”احادیث النہی عن الصلوة فی الاوقات المکروہة“ کے عموم میں تخصیص کرتے ہیں کہ نیند سے بیدار ہونے پر فوراً نماز ادا کی جائے گی۔ علاوہ ازیں انہوں نے حدیث قتادہ سے بھی استدلال کیا ہے: ”عن ابی قتادہ مرفوعاً فاذا نسی احکم صلوة او نام عنها فليصها اذا ذكرها.“ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۱۶۳)

۲- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیند سے بیدار ہو کر فوراً نماز ادا کرنا ضروری نہیں بلکہ اس کے فوت ہو جانے کے باعث اس کے وقت میں توسیع ہوگئی۔ آپ ”احادیث النہی عن الصلوة فی الاوقات المکروہة“ کو عموم پر رکھتے ہوئے حدیث باب کو خاص کر کے استدلال کرتے ہیں۔ قضاء نماز اوقات مکروہہ میں ادا نہیں کی جائے گی۔ آپ کے اس طرز استدلال کی تائید درج ذیل امور سے بھی ہوتی ہے:

۱- واقعہ لیلۃ التعریس میں موجود ہے کہ نیند سے بیدار ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً نماز نہیں پڑھی تھی بلکہ وہاں سے کوچ کرنے کے بعد دوسرے مقام پر جا کر نماز ادا فرمائی۔

۲- "احادیث النهی عن الصلوة فی الاوقات المکروهة" مفہوم کے اعتبار سے درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہیں اور اوقات مکروہہ میں نماز قضاء، نماز ادا اور نوافل بلکہ سجدہ تلاوت بھی منع ہے۔

۳- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث باب "فلیصلها اذا ذکرها" کو عموم پر رکھتے ہوئے عمل نہیں کرتے بلکہ اس میں تخصیص پیدا کرتے ہوئے مؤخر کرنا بھی جائز مانتے ہیں۔ ان کے اس موقف سے بھی ہماری تائید ہوتی ہے۔

احناف کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل ثانی یعنی حضرت ابوقنادہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے متعدد جوابات دیے گئے ہیں: (۱) کلمہ "اذا" شرط کے لیے استعمال ہوتا ہے جبکہ لفظ "متسی" عمومی اوقات کے لیے آتا ہے تو اکثر روایات میں "اذا" مستعمل ہے۔ (۲) "فلیصلها" سے مراد "صلوة صحیحہ" ہے جو اوقات مکروہہ میں ادا نہیں کی جاسکتی۔ (۳) ہماری دلیل محرم ہے اور تمہاری میخ ہے، جب دونوں کا مقابلہ ہو جائے تو اصولی طور پر محرم کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے۔ (۴) ہماری دلیل کو متواتر اور قوی کہا گیا ہے۔ (۵) اس روایت میں اوقات مکروہہ مستثنیٰ قرار پاتے ہیں۔

مسئلہ: جب کوئی شخص نماز کے لیے بیدار ہونے کا اہتمام کر کے سوئے اور اچانک وہ انتظام قیل ہونے کی وجہ سے نماز فوت ہو جائے تو بیدار ہونے پر اوقات مکروہہ کے علاوہ نماز ادا کرے تو وہ گناہگار نہیں ہوگا۔ اسی طرح کوئی شخص نماز پڑھنا بھول گیا اور نماز کا وقت گزر گیا تو یاد آنے پر وہ نماز ادا کر لے تو گناہگار نہیں ہوگا کیونکہ اس کا پختہ ارادہ نماز کی ادائیگی کا تھا مگر اچانک بھول گیا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ تَفُوتُهُ الصَّلَوَاتُ بِأَيْتِهِنَّ يَبْدَأُ

باب 20: جس شخص کی کئی نمازیں رہ جائیں وہ کون سی نماز سے آغاز کرے

164 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ

متن حدیث: إِنْ الْمُشْرِكِينَ شَغَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَرْبَعِ صَلَوَاتٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتَّى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ فَأَمَرَ بِاللَّيْلِ فَأَذَنَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى العَصْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى العِشَاءَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْنَسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ لَيْسَ بِإِسْنَادِهِ بَأْسٌ إِلَّا أَنْ أَبَا عُبَيْدَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ مَدَاهِبَ فُقَهَاءَ: وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْفَوَائِدِ أَنْ يُقِيمَ الرَّجُلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ إِذَا قَضَاهَا وَإِنْ لَمْ يُقِمَ أَجْزَاءَهُ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ

﴿﴾ ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے: مشرکین نے

164- اضرجه النسائي (297/1)؛ كتاب الموافيت: باب كيف بفضي فانت من الصلاة حديث (622) واضرجه احمد (35/1)

(3555) (423/1) (4013)

غزوہ خندق کے دن نبی اکرم ﷺ کو چار نمازیں ادا نہیں کرنے دیں یہاں تک کہ رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی انہوں نے اذان دی پھر انہوں نے اقامت کہی۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ظہر کی نماز ادا کی پھر انہوں نے اقامت کہی تو نبی اکرم ﷺ نے عصر کی نماز ادا کی پھر انہوں نے اقامت کہی تو نبی اکرم ﷺ نے مغرب کی نماز ادا کی پھر انہوں نے اقامت کہی تو نبی اکرم ﷺ نے عشاء کی نماز ادا کی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کی سند میں کوئی حرج نہیں ہے، تاہم ابوعبیدہ نے اس روایت کو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی زبانی نہیں سنا ہے۔

فوت شدہ نمازوں کے بارے میں بعض اہل علم نے اسی بات کو اختیار کیا ہے: آدمی ہر نماز کے لیے اقامت کہے جب وہ اس کی قضاء ادا کرنے لگے۔ اگر آدمی اقامت نہیں کہتا تو یہ بھی جائز ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی قول ہے۔

165 سند حدیث: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بِنْدَارٌ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي

كَثِيرٍ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

متن حدیث: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا كِدْتُ أُصَلِّي الْعَصْرَ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ إِنْ صَلَّيْتُهَا قَالَ فَنَزَلْنَا بَطْحَانَ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَضَّأْنَا فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے غزوہ خندق کے دن کفار قریش کو برا کہنا شروع کیا انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں عصر کی نماز نہیں ادا کر سکا، یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! میں بھی اسے ادا نہیں کر سکا۔ راوی کہتے ہیں: پھر ہم بطحان (نامی میدان) میں آئے، نبی اکرم ﷺ نے وضو کیا ہم نے بھی وضو کیا، پھر نبی اکرم ﷺ نے سورج غروب ہو جانے کے بعد عصر کی نماز ادا کی، پھر اس کے بعد آپ نے مغرب کی نماز ادا کی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

165- أخرجه البخاری (82/2): کتاب مواقیب الصلاة: باب: من صلى بالناس جماعة بعد زهاب الوقت حديث (596) (503/2): كتاب الضوف: باب: الصلاة عند مناقضة المصون ولقاء العدو حديث (945) و مسلم (نووی) (139/3): كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب الدليل لمن قال: الصلاة حديث (631/209) والنسائي (84/3): كتاب السجود: باب: اذا قيل للرجل هل صليت هل يقول لا حديث (1366)

شرح

فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی کی ترتیب میں مذاہب آئمہ

وقتی، قاسمہ اور فوائت نمازوں کے درمیان ترتیب واجب ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کے مابین اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ترتیب واجب ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ترتیب بین الصلوات مسنون ہے۔

احناف کے نزدیک تین اعذار کی بناء پر ترتیب ساقط ہو جاتی ہے: (۱) نسیان: کوئی شخص بھول کر آئندہ نماز پڑھ لے اور پہلی نماز چھوڑ دی۔ (۲) کثرت فوائت: فوت شدہ نمازیں چھ سے زائد ہو جائیں۔ (۳) ضیق وقت: وقت اتنا تنگ ہو کہ اگر قضاء نماز پڑھے گا تو وقتی بھی فوت ہو جائے تو وقتی نماز پہلے پڑھے تو درست۔

حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دو اعذار کی بناء پر ترتیب ساقط ہو جاتی ہے: (۱) نسیان، (۲) ضیق وقت۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ اعذار جن کی وجہ سے ترتیب بین الصلوات ساقط ہو جاتی ہے، دو ہیں: (۱) کثرت فوائت، (۲) ضیق وقت:

غزوہ خندق کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بار نماز قضاء ہونے کے واقعہ سے آئمہ فقہ نے اپنے اپنے موقف پر استدلال کیا ہے۔ پہلی بار جنگ کی وجہ سے تین نمازیں قضاء ہوئیں: ظہر، عصر اور مغرب۔ رات کے وقت جنگ کا سلسلہ ختم ہونے پر پہلے یہ تینوں نمازیں الگ الگ اقامت کے ساتھ باجماعت پڑھی گئیں پھر اذان و اقامت کے ساتھ نماز عشاء باجماعت پڑھی گئی۔ راوی نے مجازاً چار نمازوں کا ذکر کیا ہے۔ دوسری بار نماز عصر قضاء ہوئی تھی۔ پہلے نماز عصر باجماعت پڑھی گئی پھر نماز مغرب پڑھی گئی۔ یہ واقعات دو فعلی حدیث میں بیان ہوئے ہیں، اس لیے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان سے ترتیب بین الصلوات کو مسنون ثابت کیا ہے۔ احناف مختلف قرآن کی بناء پر ترتیب کو واجب قرار دیتے ہیں۔ ان روایات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قضاء نمازوں کے لیے نہیں ہے۔ البتہ اقامت کے ساتھ باجماعت ادا کی جاسکتی ہیں۔ وقتی نمازوں کی طرح فوائت نمازوں کے مابین بھی ترتیب واجب ہے۔

غزوہ خندق کے موقع پر نمازیں قضاء ہونے کے واقعات پیش آئے، تو ان کی وجوہات کیا تھیں؟ اس سوال کے متعدد جوابات دیے گئے ہیں: (۱) دشمن سے مقابلہ کی وجہ سے نسیان غالب ہو گیا تھا۔ (۲) اس وقت صلوة الخوف کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اور سب کے اکٹھا پڑھنے میں دشمن کی طرف سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ (۳) خواہ جنگ سے فراغت غروب آفتاب سے تھوڑی دیر قبل ہو چکی تھی لیکن اس وقت کچھ مجاہدین کا وضو تھا اور بعض کا نہیں جو وضو کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اس دوران سورج غروب ہو گیا اور نماز عصر فوت ہو گئی۔ (۴) دشمن سے جنگ کا خاتمہ غروب آفتاب سے قبل ہو گیا تھا لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جمع کرتے رہے حتیٰ کہ نماز عصر ادا کرنے سے قبل آفتاب غروب ہو گیا۔

سوال: جامع ترمذی میں غزوہ خندق کے موقع پر چار نمازوں کے فوت ہونے کا ذکر ہے، صحیح بخاری میں صرف نماز عصر کا، مؤطا

امام مالک میں نماز عصر اور نماز مغرب کا، سنن نسائی میں تین نمازوں ظہر، عصر اور مغرب کا بیان ہے، تو اس طرح روایات میں تعارض ہے؟

جواب: (۱) قوت سند کی وجہ سے صحیح بخاری کی روایت کو ترجیح حاصل ہے۔ (۲) غزوہ خندق کئی ایام تک جاری رہا تھا اس لیے حالات کی کشیدگی کی وجہ سے کسی روز ایک نماز، کبھی دن دو نمازیں اور کبھی دن تین نمازیں فوت ہوئیں جبکہ نماز عشاء محض تاخیر کے باعث قضاء نمازوں میں شمار کی گئی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْوُسْطَىٰ أَنَّهَا الْعَصْرُ وَقَدْ قِيلَ إِنَّهَا الظُّهْرُ

باب 21: نماز وسطی سے مراد نماز عصر ہے ایک قول کے مطابق اس سے مراد نماز ظہر ہے

166 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ وَأَبُو النَّضْرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ مَرْثَةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَثْنُ حَدِيثٍ: صَلَاةُ الْوُسْطَىٰ صَلَاةُ الْعَصْرِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: نماز وسطی نماز عصر ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

167 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ عَزَّزِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ صَلَاةُ الْوُسْطَىٰ صَلَاةُ الْعَصْرِ فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي هَاشِمٍ بْنِ عْتَبَةَ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدِيثُ الْحَسَنِ عَنِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَقَدْ سَمِعَ مِنْهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ سَمُرَةَ فِي صَلَاةِ الْوُسْطَىٰ حَدِيثٌ حَسَنٌ

مذاہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ

آثار صحابہ: وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعَائِشَةُ صَلَاةُ الْوُسْطَىٰ صَلَاةُ الظُّهْرِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ عُمَرَ صَلَاةُ

الْوُسْطَىٰ صَلَاةُ الصُّبْحِ

166- اخرجه مسلم (نوی) (138/3): كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: الدليل لمن قال الصلاة الوسطى حديث

(628/206) واخرجه احمد في "السند" (3716) (392/1)

167- اخرجه احمد (22,13,12,8,7/5)

حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا قُرَيْشُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ
قَالَ قَالَ لِي مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ سَلِ الْحَسَنَ مِمَّنْ سَمِعَ حَدِيثَ الْعَقِيْقَةِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ سَمْرَةَ بْنِ

جُنْدَب

قَوْلِ إِمَامِ بَخَارِيِّ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمَدِينِيِّ عَنْ
قُرَيْشِ بْنِ أَنَسٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ عَلِيُّ وَسَمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ سَمْرَةَ صَحِيحٌ وَاحْتَجَّ بِهَذَا الْحَدِيثِ
﴿ ﴿ ﴾ ﴾ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ نماز وسطیٰ نماز عصر ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیدہ
حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علی بن عبد اللہ فرماتے ہیں: حسن بصری رحمہ اللہ نے
حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقل کی ہے وہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث سنی ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نماز وسطیٰ کے بارے میں حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر اہل علم میں سے اکثر اسی بات کے قائل ہیں (نماز وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں: نماز وسطیٰ سے مراد نماز ظہر ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نماز وسطیٰ سے مراد صبح کی نماز ہے۔

حبیب بن شہید بیان کرتے ہیں: محمد بن سیرین نے مجھ سے کہا: تم حسن بصری رحمہ اللہ سے دریافت کرو! انہوں نے عقیقہ سے
متعلق حدیث کس سے سنی ہے؟ میں نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: میں نے یہ حضرت سمرہ بن جندب کی زبانی
سنی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ نے مجھے یہ بتایا ہے: علی بن عبد اللہ مدینی نے قریش بن
انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علی بن عبد اللہ مدینی فرماتے ہیں: حسن بصری رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے
احادیث سنی ہیں یہ روایت درست ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت کو دلیل کے طور پر بھی پیش کیا ہے۔

شرح

نماز وسطیٰ کی تعیین میں مذاہب آئمہ

ارشاد خداوندی ہے: حَفِظُوا عَلَيَّ الصَّلَاةَ وَالصَّلَاةَ الْوَسْطَى ”تم تمام نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص صلوة وسطیٰ
کی۔“ دریافت طلب یہ امر ہے کہ ”صلوة وسطیٰ“ سے مراد کون سی نماز ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں جس کی تفصیل

درج ذیل ہے:

- ۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ”صلوٰۃ وسطیٰ“ سے مراد ”نماز ظہر“ ہے۔
- ۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ”صلوٰۃ وسطیٰ“ سے مراد ”نماز فجر“ ہے۔
- ۳- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ”صلوٰۃ وسطیٰ“ سے مراد ”نماز عصر“ ہے۔ دونوں کے موقف کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ”صلوٰۃ وسطیٰ“ کی تفسیر میں فرمایا: اس سے مراد ”نماز عصر“ ہے۔

۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے: وفيه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة الوسطى العصر۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”صلوٰۃ وسطیٰ“ سے مراد ”صلوٰۃ عصر“ ہے۔

۳- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خادم حضرت یونس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے قرآن کریم کا نسخہ تیار کرنے کے لیے فرمایا اور ساتھ ہی فرمایا: جب تم آیت ”حَفِظُوا عَلَي الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوَسْطَى“ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۱۳۳) پر پہنچو تو مجھے بتانا۔ حسب حکم جب میں اس آیت پر پہنچا تو آپ نے حکم دیا: یہاں یوں تحریر کرو: و صلوة الوسطى العصر۔ یعنی ”صلوٰۃ وسطیٰ“ سے مراد ”صلوٰۃ العصر“ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الْفَجْرِ

باب 22: عصر یا فجر کے بعد نماز ادا کرنا مکروہ ہے

168 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ وَهُوَ ابْنُ زَادَانَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَكَانَ مِنْ أَحِبِّهِمْ إِلَيَّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ

168- اخرجه البخارى (69/2)؛ كتاب مواقيت الصلاة؛ باب: الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس حديث (581) واخرجه مسلم (نووى) (272/3)؛ كتاب صلاة المسافرين وقصرها؛ باب الاوقات التى نهى عن الصلاة فيها حديث (826/286) وابن ماجه (396/1) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها؛ باب: النهى عن الصلاة بعد الفجر وبعد العصر حديث (1250) وابو داؤد (408/1) كتاب الصلاة؛ باب: من رخص فيها اذا كانت الشمس مرتفعة حديث (1276) واخرجه النسائى (276/1) كتاب المواقيت؛ باب النهى عن الصلاة بعد الصبح حديث (562) والدارمى (333/1) كتاب الصلاة؛ باب: اى ساعة يكره فيها الصلاة وابن خزيمة (310/3) فى جماع ابواب ذكر الاليام والدليل على ان النبى صلى الله عليه وسلم قد نهى عن الشئ حديث (2146) و (254/2)؛ كتاب جماع ابواب الاوقات التى ينهى عن صلاة التطوع فيها؛ باب النهى عن الصلاة بعد الصبح حتى تطلع الشمس وبعد العصر حتى تغرب الشمس حديث (1271) (1272) واخرجه احمد (18/1) (110) (20/1) (130) (39/1) (270) (50/1) (355) (51/1) (364)

الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَسَمُرَةَ بْنَ جُنْدَبٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو وَمُعَاذِ ابْنِ عَفْرَاءَ وَالصَّنَابِغِيَّ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمَ وَسَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَعَائِشَةَ وَكَعْبَ بْنَ مُرَّةٍ وَأَبِي أَمَامَةَ وَعَمْرٍو بْنَ عَبْسَةَ وَيَعْلَى بْنَ أُمَيَّةَ وَمُعَاوِيَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ أَنَّهُمْ كَرِهُوا الصَّلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَأَمَّا الصَّلَاةُ الْفَوَائِتُ فَلَا بَأْسَ أَنْ تُقْضَى بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَعْبَةُ لَمْ يَسْمَعْ قِتَادَةَ مِنْ أَبِي الْعَالِيَةِ إِلَّا ثَلَاثَةَ أَشْيَاءَ

حدیث دیگر: حَدِيثُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

حدیث دیگر: وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ إِذَا خَيْرٌ مِّنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى

حدیث دیگر: وَحَدِيثُ عَلِيِّ الْقُضَاةِ ثَلَاثَةٌ

◀◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کے کئی اصحاب کی زبانی یہ بات سنی ہے جن میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں اور وہ ان میں میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک کوئی نماز ادا کرنے سے منع کیا ہے اور عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک کوئی نماز ادا کرنے سے منع کیا ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ بن عفرأ رضی اللہ عنہ، حضرت صنابحی رضی اللہ عنہ، انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی کوئی حدیث نہیں سنی۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ، حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والے فقہاء میں سے اکثر اسی بات کے قائل ہیں: ان حضرات کے نزدیک صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک کوئی نماز ادا کرنا مکروہ ہے اور عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک کوئی نماز ادا کرنا مکروہ ہے تاہم جہاں تک قضاء نمازوں کا تعلق ہے تو عصر کے بعد یا صبح کی نماز کے بعد انہیں ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

علی بن مدینی فرماتے ہیں: یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں: شعبہ فرماتے ہیں: قتادہ نے ابوالعالیہ سے صرف تین روایات سنی ہیں ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول وہ حدیث ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک کوئی اور نماز ادا کرنے سے منع کیا ہے اور صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک کوئی اور نماز ادا کرنے سے منع کیا ہے۔“ ایک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث ”کسی شخص کے لیے یہ مناسب نہیں ہے: وہ یہ کہے: میں یونس بن متی سے بہتر ہوں“ اور ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ”قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں۔“

شرح

نماز عصر اور نماز فجر کے بعد نقلی نماز ادا کرنے میں مذاہب آئمہ

اوقات مکروہہ کون کون سے اور ان میں کون سی نمازیں مکروہہ ہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اوقات مکروہہ پانچ ہیں: (۱) طلوع شمس سے لے کر ارتفاع شمس تک، یہ تقریباً بیس منٹ کا وقت ہے۔ (۲) عین نصف النہار کا وقت، اسے زوال کا وقت بھی کہا جاتا ہے۔ (۳) اصفرار شمس سے لے کر غروب شمس تک، یہ بھی تقریباً بیس منٹ کا وقت ہوتا ہے۔ ان اوقات تلاش میں تمام فرائض و نوافل نمازیں مکروہہ ہیں، البتہ اسی دن کی نماز عصر بلا کراہت پڑھی جاسکتی ہے۔ (۴) طلوع فجر سے لے کر طلوع شمس تک۔ (۵) بعد از نماز عصر تا اصفرار شمس۔ ان دونوں اوقات میں فرائض (خواہ ادا ہوں یا قضاء) مکروہہ نہیں ہیں لیکن نوافل مکروہہ ہیں۔ آپ کے دلائل یہ ہیں: (۱) نوافل ذوات الاسباب اور طواف کا دو گانہ حکم کراہت سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ اس سلسلے میں یہ روایت ہے: ان عمر طواف بعد صلوة الصبح فرکب حتی صلی الرکعتین لذی طوی (صحیح بخاری، مؤطا امام مالک اور شرح معانی الآثار موارد الظمان ص ۱۶۵) بیشک حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نماز فجر کے بعد طواف کیا پھر اپنی سواری پر سوار ہو کر مقام ”ذی طوی“ پر جا کر ”دو گانہ طواف“ ادا کیا۔ آپ نے یہ تاخیر کراہت سے اجتناب کرتے ہوئے کی تھی جبکہ طواف بیت اللہ کے نوافل کا محل تکمیل طواف ہے۔ یہی حکم ذوات الاسباب نوافل کا ہے۔ (۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے: اذا اردت الطواف بالبیت بعد صلوة الفجر او العصر فطف و اخر الصلوة حتى تغيب الشمس او حتى تطلع فصل لكل اسبوع رکعتین (مصنف ابن ابی شیبہ) (ایک صحابی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوں مخاطب ہوئے) نماز فجر یا نماز عصر کے بعد جب تم طواف کا قصد کرو تو تم طواف بیت اللہ کر سکتے ہو اور نماز (نوافل طواف) کو غروب شمس یا طلوع شمس تک مؤخر کر دو۔ پس تم طواف کے ہر سات چکر مکمل کر کے نماز (نوافل) پڑھو۔ (۳) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: اذا اقيمت الصلوة للصبح فطوفي على بعيرك و الناس يصلون ففعلت ذلك ولم تصل حتى خرجت (صحیح البخاری) جب فجر کی نماز کھڑی ہو جائے تو تم اپنی اونٹنی پر طواف کرو۔ لوگ نماز میں مصروف ہوں تو تم طواف میں مشغول رہو۔ میرے آنے تک تم نماز (نوافل طواف) نہ پڑھو۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقوف ہے کہ نوافل کی دو اقسام ہیں: (۱) نوافل ذوات الاسباب: وہ یہ ہیں تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضوء، نوافل طواف اور صلوة الکسوف۔ (۲) نوافل غیر ذوات الاسباب: یہ نوافل مذکورہ نوافل کے علاوہ ہیں۔ فرائض اور نوافل ذوات الاسباب کا ادا کرنا ہر وقت جائز ہے اور یہ کسی وقت بھی مکروہ نہیں ہیں۔ انہوں نے اپنے موقوف پر حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: قال ثلاث ساعات كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهانا ان نصلی فیہن او نقبر فیہن موتانا حين تطلع الشمس بازغة حتى ترتفع وحين يقوم قائم الظهيرة حتى تميل الشمس وحين تضيف الشمس للغروب حتى تغرب (اصح للمسلم) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین اوقات میں نماز ادا کرنے یا اپنے مردوں کو دفن کرنے سے منع فرمایا: ”(۱) طلوع شمس کے وقت حتیٰ کہ وہ بلند ہو جائے۔ (۲) جب شمس سر پر آجائے یہاں تک کہ وہ سر سے ہٹ جائے۔ (۳) شمس قریب الغروب ہو حتیٰ کہ وہ مکمل طور پر غروب ہو جائے۔“ فرائض کی طرح نوافل ذوات الاسباب کا بھی ان اوقات میں حق ہے لہذا یہ بھی ان اوقات میں مکروہ نہیں ہیں۔

۳- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکروہ چار ہیں: (۱) طلوع آفتاب سے ارتفاع آفتاب تک، (۲) اصفرار شمس سے لے کر غروب شمس تک، (۳) طلوع فجر سے لے کر طلوع شمس تک، (۴) نماز عصر کے بعد سے لے کر غروب شمس تک۔ نصف النہار کا وقت ان کے نزدیک مکروہ میں شامل نہیں ہے۔ ان کے نزدیک فرائض ہر وقت بلا کراہت جائز ہیں۔ آپ کے دلائل یہ ہیں: (۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں: لا يتحرى احدكم فيصلي عند طلوع الشمس ولا عند غروبها (اصح للبخاری) تم میں سے کوئی شخص طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت نماز ادا کرنے کے معاملہ میں سوچ و پچار سے کام نہ لے۔ (۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: لا صلوة بعد الصبح حتى ترتفع الشمس ولا صلوة بعد العصر حتى تغيب الشمس (اصح للمسلم) فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں ہے حتیٰ کہ سورج بلند ہو جائے اور عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں ہے حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔ پہلی روایت میں دو اوقات اور دوسری روایت میں بھی دو اوقات کا ذکر ہے تو کل اوقات مکروہ چار ہوئے۔

۴- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقوف یہ ہے کہ فرائض اور نوافل طواف کسی وقت بھی مکروہ نہیں ہیں۔ البتہ باقی نوافل حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے چار اوقات میں مکروہ ہیں۔ آپ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: يا بني عبد مناف لا تمنعوا احدا طاف بهذا البيت وصلى اية ساعة شاء من ليل او نهار (العلامة النيموي آثار السنن ص ۱۹۱) اے اولاد عبد مناف! تم کسی کو بھی طواف بیت اللہ اور نماز ادا کرنے سے منع نہ کرو خواہ وہ رات یا دن کے کسی وقت میں بھی پڑھنا چاہے۔

احناف کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ جب حدیث میں لفظ ”صلوة“ مطلق ہے تو آپ کا نوافل ذوات الاسباب کو قیاس کی بناء پر کراہت سے نکالنا درست نہیں ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی

دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حدیث میں لفظ ”صلوة“ بلا قید ہے جس میں فرائض و نوافل سب شامل ہیں، محض قیاس کی بناء پر فرائض کو مستثنیٰ قرار دینا درست نہیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اس حدیث میں متولیان کعبہ کو اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ وہ زیارت بیت اللہ اور اس کے طواف کی غرض سے آنے والے لوگوں کو روکیں۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ نماز کس وقت مکروہ نہیں ہے اور کس وقت مکروہ ہے؟ اس بارے میں یہ حدیث ساکت ہے جبکہ اس کے مقابل ہمارے دلائل ناطق ہیں۔

سوال: حدیث کے الفاظ ہیں: ”لا ینبغی لاحد ان یقول انا خیر من یونس بن متی“ پہلا مفہوم یہ ہے کہ کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کہے کہ میں حضرت یونس علیہ السلام سے بہتر ہوں۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ جائز نہیں ہے کہ غیر نبی، نبی سے اپنے آپ کو افضل و بہتر قرار دے؟

جواب: ارشاد ربانی: ”وذا النون اذ ذهب مغاضبا فظن ان لن نقدر علیہ“ اور ارشاد خداوندی: ”ولا تکن کصاحب الحوت“ پر غور کر کے کوئی شخص یہ گستاخی کر سکتا ہے، لہذا اس کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا۔

سوال: اس حدیث کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص مجھے حضرت یونس علیہ السلام پر فضیلت نہ دے جبکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کرام سے افضل ہیں؟

جواب: (۱) ایسے طریقہ سے مجھے افضل نہ کہے کہ ان کی توہین کا پہلو بھی نکلتا ہو۔ (۲) ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ بہتر کہتے وقت ان کی شان کے خلاف الفاظ بھی استعمال نہ ہو جائیں۔ (۳) عجز و انکسار اور تواضع کے طور پر یوں فرمایا ہو۔ (۴) یہ اس وقت کی بات ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے افضل الانبیاء ہونے کا علم نہ دیا گیا ہو۔

169 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: اِنَّمَا صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ لِأَنَّهُ آتَاهُ مَالٌ فَشَغَلَهُ عَنِ
الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَصَلَّاهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ لَهُمَا وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَامِّ سَلَمَةَ وَمَيْمُونَةَ وَابْنِ
مُوسَى

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدیث دیگر: اِنَّهُ صَلَّى بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ وَهَذَا خِلَافُ مَا رَوَى عَنْهُ

حدیث دیگر: اِنَّهُ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ أَصَحُّ حَيْثُ قَالَ لَمْ يَعُدْ لَهُمَا وَقَدْ رَوَى عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ نَحْوُ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَدْ رَوَى عَنْ عَائِشَةَ فِي هَذَا الْبَابِ رِوَايَاتٌ رَوَى عَنْهَا

حدیث دیگر: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دَخَلَ عَلَيْهَا بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَرَوَى عَنْهَا عَنْ

أَمَّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدیث دیگر: آنہ نے نہی عن الصلوة بعد العصر حتى تغرب الشمس وبعده الصبح حتى تطلع الشمس
مذہب فقہاء: والذی اجتمع علیہ اکثر اهل العلم علی کراهیة الصلوة بعد العصر حتى تغرب
الشمس وبعده الصبح حتى تطلع الشمس إلا ما استثنی من ذلك مثل الصلوة بمكة بعد العصر حتى تغرب
الشمس وبعده الصبح حتى تطلع الشمس بعد الطواف

حدیث دیگر: فقد روى عن النبي صلى الله عليه وسلم رخصة في ذلك

وقد قال به قوم من اهل العلم من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ومن بعدهم وبه يقول
الشافعي وأحمد وإسحق

وقد كره قوم من اهل العلم من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ومن بعدهم الصلوة بمكة أيضا
بعد العصر وبعده الصبح وبه يقول سفيان الثوري ومالك بن انس وبعض اهل الكوفة

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عصر کے بعد دو رکعات ادا کی ہیں اس کی وجہ یہ ہے: آپ کی خدمت میں مال آگیا تھا جس کی وجہ سے آپ ظہر کے بعد والی دو رکعات ادا نہیں کر سکے تھے وہ دونوں رکعات آپ نے عصر کے بعد ادا کیں، لیکن پھر آپ نے دوبارہ انہیں ادا نہیں کیا۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

کئی حضرات نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے: نبی اکرم ﷺ نے عصر کے بعد دو رکعات ادا کی ہیں۔

یہ روایت اس کے خلاف ہے جو ان سے منقول ہے: آپ نے عصر کے بعد نماز ادا کرنے سے منع کیا ہے، جب تک سورج غروب نہیں ہو جاتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث زیادہ مستند ہے جس میں انہوں نے یہ کہا ہے: نبی اکرم ﷺ نے دوبارہ انہیں ادا نہیں کیا۔

یہ روایت بھی منقول ہے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث کی مانند روایت نقل کی ہے۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بھی کچھ روایات منقول ہیں۔ ان سے یہ روایت منقول ہے: نبی اکرم ﷺ جب بھی عصر کے بعد ان کے ہاں تشریف لائے آپ نے دو رکعت ادا کی ہیں۔

ان سے یہ روایت بھی منقول ہے: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات بیان کرتی ہیں: آپ نے عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہو جانے تک کوئی اور نماز ادا کرنے سے منع کیا ہے اور صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک کوئی اور نماز ادا کرنے سے منع کیا ہے۔

اکثر اہل علم کا جس بات پر اتفاق ہے وہ یہ ہے: عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک نماز ادا کرنا مکروہ ہے اور صبح کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک کوئی نماز ادا کرنا مکروہ ہے تاہم کچھ لوگوں نے اس میں استثنیٰ کیا ہے اور وہ یہ کہ عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے کے درمیان یا صبح کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے سے پہلے مکہ مکرمہ میں طواف کے بعد والے دن نوافل ادا کیے جاسکتے ہیں، کیونکہ اس حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے رخصت منقول ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والے اہل علم کی ایک جماعت نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔
امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والے اہل علم کی ایک جماعت نے مکہ مکرمہ میں بھی ان اوقات میں نماز ادا کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے، یعنی عصر کے بعد اور فجر کے بعد۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ، مالک بن انس رحمہ اللہ اور اہل کوفہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

نماز عصر کے بعد نوافل ادا کرنے میں مذاہب آئمہ

گزشتہ حدیث میں گزر چکا ہے کہ نماز عصر کے بعد نوافل ادا کرنا منع ہے اور مکروہ بھی ہے لیکن اس حدیث سے جواز ثابت ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ نماز عصر کے بعد نوافل ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں۔

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نماز عصر کے بعد نوافل جائز قرار دیتے ہیں۔ آپ نے حدیث باب سے اپنے موقف پر استدلال کیا ہے جس میں صراحت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر کے بعد ظہر کی چھوٹی ہوئی سنتیں ادا فرمائی تھیں۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ نماز عصر کے بعد نوافل ممنوع ہیں۔ جمہور نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ آپ فرماتی ہیں: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو دو چیزوں سے منع کرتے تھے لیکن خود وہ کرتے تھے۔ وہ دو کام یہ ہیں: (۱) صوم وصال (۲) نماز عصر کے بعد نوافل ادا کرنا۔ (سنن ابی داؤد جلد اول ص ۱۸۲)

جمہور کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) نماز عصر کے بعد نوافل ادا کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ (۲) بیان جواز کے لیے آپ نے نوافل ادا کیے۔ (۳) یہ روایت فعلی ہے اور ہماری دلیل روایت قولی ہے۔ جب قولی اور فعلی روایات میں تعارض آجائے تو قولی حدیث کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

سوال: حضرت ام سلمہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز عصر کے بعد نوافل ادا کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوام نہیں تھا جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے آپ کا نوافل کی ادائیگی پر دوام ثابت ہوتا ہے، یہ تو تعارض ہے؟

جواب: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد نماز عصر نوافل ادا کرنے کا آغاز حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے

منقول ہے: وہ مغرب سے پہلے یعنی اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعات ادا کر لیتے تھے۔
امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص ان دو رکعات کو ادا کر لے تو یہ بہتر ہے۔

شرح

نماز مغرب سے قبل نوافل ادا کرنے میں مذاہب آئمہ

غروب شمس کے بعد اور نماز مغرب سے قبل نوافل ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک غروب آفتاب کے بعد اور نماز مغرب سے قبل نوافل نہیں ہیں۔ ان کے دلائل یہ ہیں: (۱) حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نماز مغرب سے قبل نماز کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا: ما رأیت احداً علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلیہا (سنن ابی داؤد) میں نے زمانہ رسالت میں کسی کو بھی یہ دو نوافل پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (۲) حضرت امام حماد رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے نماز مغرب سے قبل نماز کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے مجھے اس سے منع کیا اور فرمایا: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابابکر و عمر لم یصلوہا (کتاب الآثار) بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ نماز نہیں پڑھی۔ (۳) ما صلی ابوبکر و عمر و عثمان الرکعتین قبل المغرب (کنز العمال) حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز مغرب سے قبل دو رکعت (نوافل) ادا نہیں کرتے تھے۔

۲- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ نماز مغرب سے قبل نوافل جائز ہیں اور ان کی ادائیگی مستحب ہے۔

۳- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں: (۱) جائز ہے، (۲) مستحب ہے۔ آپ نے اپنے موقف پر حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: ”بین کل اذانین صلوة لمن شاء“ ہر دو اذانوں (اذان و اقامت) کے درمیان نماز ہے جو شخص چاہے۔ علاوہ ازیں ایک دوسری روایت سے بھی استدلال کرتے ہیں: عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوا قبل صلوة المغرب (اصحح للبخاری) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مغرب کی نماز سے پہلے نماز ادا کرو۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) اس روایت میں استحباب نہیں ہے بلکہ بیان اباحت ہے۔ (۲) حدیث: ”بین کل اذانین صلوة“ سے نماز مغرب مستثنیٰ ہے۔ (۳) علامہ ابن شاہین رحمہ اللہ تعالیٰ نے اثبات والی روایت کو ”ما خلا المغرب“ والی روایت سے منسوخ قرار دیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ

باب 24: جو شخص سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالے

171 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ وَعَنِ الْاَعْرَجِ يُحَدِّثُوْنَهُ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ
فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيْثُ اَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذہب فقہاء: وَبِهِ يَقُوْلُ اَصْحَابُنَا وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحَقُ وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَهُمْ لِصَاحِبِ الْعُدْرِ مِثْلُ الرَّجُلِ يَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ اَوْ يَنْسَاهَا فَيَسْتَيْقِظُ وَيَذْكُرُ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوْبِهَا
﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص سورج نکلنے سے پہلے صبح کی نماز کی ایک رکعت پالے تو اس نے صبح کی نماز کو پایا اور جو شخص سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی نماز کی ایک رکعت پالے اس نے عصر کی نماز کو پایا۔

اس باب میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ہمارے اصحاب، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ نے بھی اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

ان حضرات کے نزدیک اس حدیث کا مفہوم یہ ہے: یہ معذور شخص کے لیے حکم ہے جیسے کوئی شخص نماز کے وقت سویا رہ جاتا ہے یا اسے بھول جاتا ہے تو جب وہ بیدار ہوتا ہے جب اسے یاد آتا ہے اور اس وقت سورج طلوع ہونے والا ہو یا غروب ہونے والا ہو تو وہ (اس نماز کو ادا کر سکتا ہے)

171- اخرجه مالك في الموطأ (6/1)؛ كتاب وقوت الصلاة؛ باب: وقوت الصلاة؛ حديث (5)؛ واخرجه البخاري (67/2)؛ كتاب مواقيت الصلاة؛ باب: من ادرك من الفجر ركعة؛ حديث (579)؛ ومسلم (نووی) (113/3)؛ كتاب المساجد ومواضع الصلاة؛ باب: من ادرك ركعة من الصلاة؛ حديث (608/ 163)؛ والنسائي (229/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب: وقت الصلاة في المنى والضرورة؛ حديث (699)؛ والدارمي (278, 277/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب: من ادرك ركعة من صلاة فقد ادرك؛ واخرجه بن خزيمة (93/2)؛ في جماع ابواب الفريضة عند العلة؛ حديث؛ باب ذكر البيان ضد قول من زعم ان المدرك ركعة من صلاة الصبح؛ حديث (985)؛ واخرجه احمد (462/2)

شرح

مفہوم حدیث کے تعین میں مذاہب آئمہ

حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک حدیث باب کے ظاہری معانی و مثنائیم مراد ہیں کہ جو شخص نماز عصر کی ایک رکعت پڑھتا ہے پھر سورج غروب ہو جائے اور وہ باقی نماز بعد میں پڑھ لے تو جائز ہے اور اسی طرح نماز فجر کی ایک رکعت پڑھی پھر شمس طلوع ہو گیا اور باقی نماز بعد میں پڑھی تو درست ہے۔ اس مسئلہ میں نماز فجر اور نماز عصر دونوں کا حکم یکساں ہے۔ جمہور نے اپنے موقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نماز عصر میں کسی شخص نے ایک رکعت پڑھی تو شمس غروب ہو گیا اور باقی نماز بعد میں ادا کی تو اس کی نماز درست ہو جائے گی۔ البتہ نماز فجر کا معاملہ اس کے برعکس ہے یعنی ایک رکعت پڑھنے پر شمس طلوع ہو گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ آپ اپنے موقف پر دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ نماز فجر اور نماز عصر کے بعد دونوں اوقات مکروہ ہیں جبکہ دونوں کی کراہت میں نمایاں فرق ہے۔ نماز فجر کے بعد کی کراہت کامل ہے اس لیے کہ اس کے بعد نماز کا وقت نہیں ہے۔ نماز عصر کے بعد کی کراہت ناقص ہے کیونکہ اس کے بعد نماز کا وقت موجود ہے۔ کراہت کامل اس بات کی مقتضی ہے کہ اگر کچھ نماز طلوع آفتاب کے بھی ادا کی جائے تو وہ درست نہ ہو۔ کراہت ناقص کا تقاضا ہے کہ نماز کا کچھ حصہ غروب آفتاب سے پہلے پڑھا جائے درست ہو جائے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جمہور کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ حدیث باب کا جو مفہوم آپ لوگوں نے سمجھا ہے یہ درست نہیں ہے۔ اس کا اصل مفہوم یہ ہے کہ جب کافر مسلمان ہو جائے، نابالغ بالغ ہو جائے، حائضہ عورت پاک ہو جائے اور نفاس والی خاتون طہارت حاصل کر لے جبکہ ایک رکعت نماز ادا کرنے کا وقت باقی ہو تو ان لوگوں پر اس وقت کی نماز قضاء کرنا ضروری ہے۔ لہذا اس مفہوم کے اعتبار سے حدیث باب جمہور کے موقف کی دلیل ہرگز نہیں بن سکتی۔

سوال: حدیث باب میں نماز عصر اور نماز فجر کا بطور مثال انتخاب کیوں کیا گیا ہے جبکہ یہ حکم سب نمازوں کے مابین یکساں ہے؟

جواب: بلاشبہ یہ حکم تمام نمازوں کے مابین یکساں ہے لیکن ان دونوں نمازوں کی تخصیص اس لیے کی گئی ہے کہ ان دونوں کے اختتامی اوقات کی حدود زیادہ نمایاں ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي الْحَضَرِ

باب 25: حضر کے عالم میں دو نمازیں ایک ساتھ ادا کرنا

172 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متن حدیث: جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِينَةِ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا مَطَرٍ قَالَ فَقِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا أَرَادَ بِذَلِكَ قَالَ أَرَادَ أَنْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ رَوَاهُ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ وَسَعِيدُ بْنُ جَبْرِ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَقِيقِ الْعُقَيْلِيُّ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ هَذَا

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا کی ہے اور مغرب اور عشاء کی نماز مدینہ منورہ میں ایک ساتھ ادا کی ہے کسی خوف یا بارش کے بغیر۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: آپ کا مقصد یہ تھا: آپ اپنی امت کو حرج میں مبتلا نہ کریں۔

اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث دیگر حوالوں سے بھی منقول ہے اسے جابر بن زید، سعید بن جبیر اور عبد اللہ بن شقیق عقیلی نے نقل کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اس کے علاوہ دیگر روایات بھی منقول ہیں۔

173 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلْفِ الْبَصْرِيِّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَنْشٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَقَدْ آتَى بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْكِبَائِرِ

توضیح راوی: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَنْشٌ هَذَا هُوَ أَبُو عَلِيٍّ الرَّحْبِيُّ وَهُوَ حُسَيْنُ بْنُ قَيْسٍ وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ ضَعْفَهُ أَحْمَدُ وَغَيْرُهُ

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ لَا يَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ إِلَّا فِي السَّفَرِ أَوْ بِعَرَفَةَ وَرَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ لِلْمَرِيضِ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَقُ وَقَالَ

172- اخرجه مالك (144/1): كتاب قصر الصلاة في السفر: باب: الجمع بين الصلاتين في السفر والضرر حديث (4) واخرجه مسلم (ابي): كتاب صلاة المسافرين وقصرها: باب الجمع بين الصلاتين في الضرر حديث (705/49) واخرجه ابو داود (387/1): كتاب الصلاة: باب: الجمع بين الصلاتين حديث (1210) والنسائي (290/1): كتاب المساقبت: باب الجمع بين الصلاتين في الضرر حديث (601, 602) والصبوي (223/1) في احاديث عبد الله بن عباس حديث (471) وابن خزيمة (85/2) في جامع الابواب في الفريضة في السفر: باب الرخصة في الجمع بين الصلاتين في الضرر في السفر حديث (971, 972) واخرجه احمد (283/1) (2557) (349/1) (3265)

173- تفرد به الترمذی واخرجه الحاكم في المستدرک (275/1) والبيهقي في السنن الكبرى (169/3)

بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ يَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي الْمَطَرِ

وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَاسْحَقُ وَكَلِمَ يَرِ الشَّافِعِيُّ لِلْمَرِيضِ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص کسی عذر کے بغیر دو نمازوں کو ایک ساتھ ادا کرے

گا تو اس نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کے آخری حنش ابو علی رجبی بن قیس ہیں۔ یہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں امام

احمد رحمہ اللہ اور دیگر محدثین نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا یعنی صرف سفر کے عالم میں یا عرفہ میں دو نمازوں کو ایک ساتھ ادا کیا جاسکتا ہے۔

تابعین میں سے بعض اہل علم نے بیمار شخص کو دو نمازیں ایک ساتھ ادا کرنے کی رخصت دی ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ نے بھی اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: بارش کے موسم میں بھی دو نمازیں ایک ساتھ ادا کی جاسکتی ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک بیمار شخص دو

نمازیں ایک ساتھ ادا نہیں کر سکتا۔

شرح

جمع صلواتین کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ

اس مسئلہ میں تمام آئمہ کے نزدیک اتفاق ہے کہ کسی عذر کے بغیر جمع صلواتین جائز نہیں ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک کسی عذر کی

بناء پر جمع صلواتین جائز ہے۔ پھر عذر کی تفصیل میں آئمہ ثلاثہ کے مختلف اقوال ہیں۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما

اللہ تعالیٰ کے نزدیک عذر دو ہیں: (۱) مطر، (۲) سفر۔ پھر حضرت شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ پورے سفر کی حالت کو عذر قرار دیتے ہیں۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جمع بین صلواتین کا عذر حالت سیر میں ہوگا، اگر اس نے کہیں اقامت اختیار کر لی خواہ

ایک دن کی تو اس کے لیے یہ عذر باقی نہیں رہے گا۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعذار تین ہیں: (۱) مطر

(۲) سفر (۳) مرض۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک جمع تقدیم جائز ہے اور جمع تاخیر بھی۔ جمع تقدیم کے جواز کی شرط یہ ہے کہ پہلی نماز کے

اختتام سے قبل جمع کی نیت کر لی جائے کیونکہ اس کے بغیر جمع صلواتین درست نہیں ہوگی۔ جمع تاخیر کے لیے بھی یہ شرط ہے کہ پہلی نماز

مکمل ہونے سے قبل جمع کی نیت کر لی جائے۔ آئمہ ثلاثہ نے حدیث باب سے جمع بین صلواتین کے لیے استدلال کیا ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ جمع بین صلواتین حقیقی تو صرف میدان عرفات اور مزدلفہ میں جائز

ہے لیکن اس کے علاوہ ہرگز جائز نہیں ہے اور اس سلسلے میں اعذار کی بھی کوئی حقیقت و اہمیت نہیں ہے۔ آپ کے دلائل درج ذیل

ہیں:

۱- ارشاد ربانی ہے: إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا ۝ (النساء: ۱۰۳) بیشک نماز اپنے وقت میں

فرض کی گئی ہے۔

۲- حضرت ابوقباده رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لیس فی النوم تفریط انما التفریط فی السقطة بان يؤخر صلوة الی وقعة اخروی (شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلواتین) ”سونے میں تفریط (نقص) نہیں ہے، بیشک تفریط تو بیداری میں ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ نماز کو دوسری نماز کے وقت تک مؤخر کر دیا جائے۔“

۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے: قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اعجله السير فی السفر يؤخر صلوة المغرب حتی یجمع بينها وبين العشاء (اصح البخاری جلد اول ص ۱۳۹) میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نے سفر کا جلدی آغاز کرنا ہوتا تو آپ نماز مغرب کو مؤخر کر دیتے تاکہ آپ نماز مغرب اور نماز عشاء کو جمع کر لیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس روایت سے مراد جمع بین صلواتین حقیقی نہیں بلکہ صوری ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ پہلی نماز کو اس کے آخری وقت میں اور دوسری نماز کو اس کے ابتدائی وقت میں پڑھا جائے۔ اس طرح یہ دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں ہی پڑھی گئیں۔ لہذا اس کے جواز میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جمع بین صلواتین صوری مراد لینے سے تمام آیات و احادیث میں تطابق و موافقت کی صورت بھی پیدا ہو جائے گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حدیث باب کی دوسری حدیث سے بھی ہمارے موقف کی تائید ہوتی ہے۔ بلاعذر شرعی جمع بین صلواتین، گناہ کبیرہ ہے۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریحات کے مطابق مطر، سفر اور مرض ہرگز ایسے اعذار نہیں ہیں جن کی وجہ سے نماز ترک کر دی جائے یا دوسرے وقت میں ادا کی جائے۔ یاد رہے میدان عرفات اور مزدلفہ کے علاوہ جمع بین صلواتین حقیقی، نماز ترک کرنے کے مترادف ہے جو گناہ کبیرہ ہے۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ابواب الأذان

اذان سے متعلق ابواب

اذان کا بیان

اذان کا مفہوم، تاریخ، الفاظ، فوائد، مواقع اور جامعیت

لفظ ”اذان“ کا لغوی معنی ”اعلام“ یعنی خبر دینا یا اطلاع دینا ہے۔ اس کا شرعی اور اصطلاحی معنی ہے: مخصوص الفاظ کے ساتھ مخصوص اوقات میں مخصوص اعلان کرنا۔ اس اعلان کا مقصد لوگوں کو نماز ادا کرنے کی دعوت دینا اور ان کے ذہنوں کو مسجد کی طرف مبذول کرنا ہوتا ہے۔

اذان کا آغاز تحویل قبلہ کے بعد ۲ھ میں ہوا۔ اس سے قبل مسلمان اوقات مقررہ پر مسجد میں از خود جمع ہو کر باجماعت نماز ادا کرتے تھے۔ ایک دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی دعوت کے لیے طریقہ کار تجویز کرنے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ کیا تو مختلف آراء سامنے آئیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی مقرر کرنے کا مشورہ دیا کہ وہ لوگوں کو ”الصلوة جامعۃ“ کے الفاظ سے دعوت نماز دے۔ اس کے چند ایام بعد حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ فرشتوں نے انہیں کلمات اذان سکھائے۔ صبح کے وقت وہ آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے خواب کے بارے میں عرض کیا اور الفاظ اذان بھی سنا دیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کی تصدیق فرمائی اور لیلۃ المعراج میں فرشتوں کی اذان کے الفاظ بھی یہی تھے جو آپ کو یاد آ گئے۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ بلند آواز تھے اس لیے انہیں حکم دیا کہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے خواب کے الفاظ کے ساتھ لوگوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی دعوت دیں۔ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان پڑھی تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی فوراً بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو گئے اور عرض گزار ہوئے کہ انہیں بھی خواب میں اذان کے یہ الفاظ سکھائے گئے ہیں۔ اس طرح تقریباً بیس صحابہ کرام کو خواب میں اذان سکھائی گئی تھی۔ الغرض اذان کا آغاز صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مبارک خوابوں سے ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب کی تصدیق و تائید کرتے ہوئے فرمایا: ”ان هذه الرؤيا حق“ یہ خواب حق ہے۔ علاوہ ازیں وحی الہی سے بھی تائید ہو گئی: ”يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلَىٰ ذِكْرِ اللّٰهِ“ (اے لوگو! ایمان والو! جب جمعۃ المبارک کے دن نماز کے لیے اذان کہی جائے تو تم اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف تیزی سے آؤ)

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ أَيْ هَذَا الْحَدِيثِ وَأَطْوَلَ وَذَكَرَ فِيهِ قِصَّةَ الْأَذَانِ مَثْنِي مَثْنِي وَالْإِقَامَةَ مَرَّةً مَرَّةً

توضیح راوی: وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ هُوَ ابْنُ عَبْدِ رَبِّهِ وَيُقَالُ ابْنُ عَبْدِ رَبِّ وَلَا نَعْرِفُ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا يَصِحُّ إِلَّا هَذَا الْحَدِيثُ الْوَاحِدُ فِي الْأَذَانِ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ بْنُ عَاصِمِ الْمَازِنِيُّ لَهُ أَحَادِيثٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَمُّ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ

محمد بن عبد اللہ بن زید اپنے والد (حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب صبح ہوئی تو ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے میں نے آپ کو خواب سنایا آپ نے فرمایا: یہ سچا خواب ہے تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ کیونکہ اس کی آواز تم سے زیادہ دور تک جاتی ہے تو جو الفاظ تمہیں کہے گئے ہیں وہ اسے سکھاؤ اور وہ اس کے مطابق اذان دے۔ راوی بیان کرتے ہیں: جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سنی تو وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے نکلے وہ اپنی چادر کھینچے ہوئے اور بولے: یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے میں نے بھی وہی خواب دیکھا ہے جو اس نے بیان کیا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے اب معاملہ زیادہ پختہ ہو گیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس حدیث کو ابراہیم بن سعد نے محمد بن اسحاق کے حوالے سے زیادہ مکمل طور پر نقل کیا ہے۔ اس واقعے میں انہوں نے اذان کے کلمات کو دو، دو مرتبہ اور اقامت کے کلمات کو ایک، ایک مرتبہ کہنے کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

یہ عبد اللہ بن زید بن عبد ربیع ہیں اور ایک قول کے مطابق یہ ابن عبد ربیع ہیں۔

ہمیں ان کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول کسی مستند روایت کا علم نہیں ہے صرف یہی ایک روایت ہے جو اذان کے بارے میں ہے۔

حضرت عبد اللہ بن زید بن عاصم مازنی نے کئی احادیث نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے نقل کی ہیں یہ عباد بن تمیم کے چچا ہیں۔

175 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنُ أَبِي النَّضْرِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ

أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

175- اضربه البخاری (93/2): كتاب الاذان: باب: بدء الاذان حديث (604) واضربه مسلم (3, 232, 233) ”ابی“: كتاب

الصلوة: باب: بدء الاذان والنسائي (2/2): كتاب الاذان: باب بدء الاذان حديث (626) وابن خزيمة (188/1): جماع الاذان

والاقامة: باب في بدء الاذان والاقامة حديث (361) واحمد (148/2) (6357)

متن حدیث: كَانَ الْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَجْتَمِعُونَ فَيَتَحَيَّنُونَ الصَّلَوَاتِ وَلَيْسَ يُنَادِي بِهَا أَحَدٌ فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذَلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اتَّخِذُوا نَاقُوسًا مِثْلَ نَاقُوسِ النَّصَارِيِّ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اتَّخِذُوا قَرْنًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُودِ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَوْ لَا تَبْعَثُونَ رَجُلًا يُنَادِي بِالصَّلَاةِ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ قُمْ فَنادِ بِالصَّلَاةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: مدینہ منورہ میں جب مسلمان آئے تو جب بھی نماز کا وقت ہوتا تھا، اکٹھے ہو جایا کرتے تھے، لیکن کوئی بھی اس کے لیے بلاتا نہیں تھا ایک دن لوگ اس بارے میں بات چیت کر رہے تھے ان میں سے کچھ نے کہا تم لوگ باجالے لو جیسے عیسائیوں کا باجا ہوتا ہے، کچھ نے کہا، تم قرن لے لو جیسے یہودیوں کا قرن ہوتا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا: تم کسی شخص کو یہ کیوں نہیں کہتے؟ وہ نماز کے لیے اعلان کر دیا کرے، راوی بیان کرتے ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے بلال! تم اٹھو اور نماز کے لیے اعلان کرو (یعنی اذان دو)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول روایت ”غریب“ ہے۔

شرح

اذان کے حوالے سے چند ایک فقہی مسائل

- زیر بحث احادیث کے حوالے سے ”ترجمۃ الباب“ کے تحت جامعیت سے چند اہم امور بیان کر دیے گئے ہیں جن کے اعادہ کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ تاہم اذان کے حوالے سے چند فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:
- ☆ مؤذن پاک و صاف اور با وضو ہونا چاہیے، وقت کی قلت کے باعث بے وضو اذان کہنے میں بھی مضائقہ نہیں۔
 - ☆ مؤذن عاقل و بالغ اور باشعور ہونا چاہیے۔ نابالغ لیکن باشعور لڑکا بھی اذان کہہ سکتا ہے۔
 - ☆ اوقات نماز میں اذان دی جاسکتی ہے۔ وقت سے قبل نماز درست نہیں ہے بلکہ وقت ہونے پر اس کا اعادہ ضروری ہے۔
 - ☆ جن نمازوں کا تاخیر سے ادا کرنا مسنون و مستحب ہے ان میں اذان بھی مؤخر کرنا مسنون ہے۔ جن نمازوں کو جلدی پڑھنا مسنون ہے، ان میں اذان بھی جلدی پڑھنا مسنون ہے۔
 - ☆ بغیر اذان کے باجماعت نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔
 - ☆ قضاء نمازیں اگر باجماعت ادا کرنی ہوں تو ان کے لیے اذان نہیں ہے۔ البتہ اقامت پڑھی جائے گی۔
 - ☆ گھر میں باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے الگ سے اذان کی ضرورت نہیں ہے بلکہ محلہ کی مسجد کی اذان ہی کافی ہے۔

(ماخوذ از بہار شریعت جلد اول از صفحہ ۴۶۳ تا ۴۷۲)

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّرْجِيعِ فِي الْأَذَانِ

باب 2: اذان میں ترجیع

176 سند حدیث: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي وَجَدِي جَمِيعًا عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْعَدَهُ وَالْقَى عَلَيْهِ الْأَذَانَ حَرْفًا حَرْفًا قَالَ إِبْرَاهِيمُ مِثْلَ أَذَانِنَا قَالَ بِشْرٌ فَقُلْتُ لَهُ أَعِدْ عَلَيَّ قَوْصَفَ الْأَذَانِ بِالتَّرْجِيعِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي مَحْذُورَةَ فِي الْأَذَانِ حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ بِمَكَّةَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ

﴿﴾ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے انہیں بٹھایا اور انہیں ایک، ایک حرف کر کے اذان کا طریقہ سکھایا۔

ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس طرح ہماری اذان ہوتی ہے۔

بشر نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے ان سے کہا: آپ مجھے دوبارہ یہ بتائیے تو انہوں نے ترجیع کے ساتھ اذان دے کر دکھائی۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اذان کے بارے میں حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”صحیح“ ہے۔ یہ ان سے کئی حوالوں سے منقول ہے۔

مکہ مکرمہ میں اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے۔

177 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْأَحْوَلِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْأَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَالْإِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً

176- اخرجہ ابو داؤد (190/1)؛ کتاب الصلاة: باب: كيف الاذان حديث (504, 501, 500) واخرجہ النسائي (7/2): كتاب الاذان: باب: الاذان في السفر حديث (633) واخرجہ ابن خزيمة (202, 201, 200/1): كتاب الاذان والاقامة باب التنويب في اذان الصبح حديث (385) واخرجہ احمد (408, 308/3)

177- اخرجہ مسلم (ابن) (237/2): كتاب الصلاة: باب: صفة الاذان حديث (379/6) البخاري في خلق افعال العباد (25) واخرجہ ابو داؤد كتاب الصلاة (192, 191/1): باب كيف الاذان حديث (505, 503, 502) والنسائي (6, 5, 4/2): كتاب الاذان: باب: كم الاذان من كلمة كيف الاذان حديث (631, 630) وابن ماجه (235, 234/1): كتاب الاذان والسنة فيربا: باب الترجيع في الاذان حديث (709, 708) والدارمي (271/1) كتاب الصلاة: باب: الترجيع في الاذان وابن خزيمة (196, 195/1): كتاب جماع الابواب في الاذان والاقامة باب: الترجيع في الاذان حديث (379, 378, 377) واحمد (708, 409/3)

علیہ وسلم علمہ الاذان یقول: **اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ**. **أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** الخ۔ اس روایت کے آغاز میں: **”اللَّهُ أَكْبَرُ“** دو بار ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: یہ حضرت ابو محمد زورہ رضی اللہ عنہ کی خصوصیت تھی کیونکہ یہ کلمات کہلاتے وقت وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ وہ لڑکوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ ایک دفعہ دوران سفر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان پڑھی تو بچوں نے ان کی نقل اتارنی شروع کر دی تھی۔ حضرت ابو محمد زورہ رضی اللہ عنہ خوش آواز اور خوش الحان تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شفقت و نیار کرتے ہوئے اذان پڑھنے کی ترغیب دی اور قبول اسلام کی دعا فرمائی۔ وہ کلمات اذان بلند آواز سے پڑھتے رہے مگر جب شہادتین پر پہنچے تو اپنی آواز پست کر دی کیونکہ شہادتین ان کے عقیدہ کے خلاف تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر دست شفقت فرماتے ہوئے اور نقدی سے نوازتے ہوئے اسلام قبول کرنے کی پھر ترغیب دی تو انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر انہوں نے حسب سابق شہادتین کے الفاظ بھی بلند آواز سے پڑھے۔ وہ اپنی دلی خواہش کے مطابق مکہ مکرمہ کے مؤذن بھی تعینات ہوئے تو وہاں اذان مع ترجیع پڑھتے رہے۔ ان کے برعکس حضرت بلال رضی اللہ عنہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر و حضر کے مؤذن تھے، ان کی اذان میں ترجیع ہرگز نہیں تھی۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے: حضرت ابو محمد زورہ رضی اللہ عنہ کی روایت کا جواب وہی ہے جو ابھی حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیا گیا ہے۔

کلمات اذان کے اعراب کا مسئلہ: کلمات اذان کے آخر میں وقف حکائی ہے جو زمانہ رسالت سے یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے۔ لہذا ان پر اعراب نحوی جاری کرنا درست نہیں ہے۔ جب ملا کر: **”اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ“** کو دو مرتبہ پڑھا جائے تو اس کی تین صورتیں بنتی ہیں: (۱) پہلے **”اکبر“** کی راء پر اصل کا اعتبار کرتے ہوئے ضمہ پڑھا جائے۔ (۲) کلمات **”اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ“** کو انقطاع کے ساتھ پڑھا جائے تو پہلے **”اکبر“** کی راء کو ساکن اور لفظ **”اللہ“** کے ہمزہ کو مفتوح پڑھا جائے۔ (۳) لفظ **”اکبر“** کی راء کو مفتوح پڑھا جائے۔ اسے مفتوح پڑھنے کی دو جوہات ہو سکتی ہیں: (۱) قاعدہ نحوی کا تقاضا تو یہ تھا: **”الساکن اذا حرك حرك بالكسر“** (ساکن کو صرف کسرہ کی حرکت دی جاتی ہے) لیکن لفظ **”اللہ“** کی تخم کا اعتبار کرتے ہوئے اس نحوی قاعدہ کو نظر انداز کر کے ہوئے اخف الحركات فتح دے دیا۔ اس لیے کہ اگر فتح نہ دیں گے تو کسرہ کی صورت میں لفظ **”اللہ“** سے تخم کی صفت ختم ہو جائے گی۔ (۲) لفظ **”اللہ“** کے ہمزہ کی حرکت نقل کر کے **”اکبر“** کی راء کو دے دی۔ کلمات اذان و اقامت کے آخر میں سکون کی دلیل جامع ترمذی میں حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت ہے: **”الاذان جزم“**

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اِفْرَادِ الْاِقَامَةِ

باب 3: اقامت میں افراد

178 سند حدیث: **حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ وَيَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ**

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

مَنْ حَدِيثٌ: أَمْرٌ بِلَالٍ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ

قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَحَدِيثٌ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

مذاهب فقهاء: وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَقُ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا گیا: وہ اذان میں کلمات کو جفت تعداد میں اور اقامت میں طاق تعداد میں ادا کریں۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین میں سے بعض اہل علم اس بات کے قائل ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْإِقَامَةَ مَثْنِي مَثْنِي

باب 4: اقامت کے کلمات دو، دو ہوں گے

179 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشْجِيُّ حَدَّثَنَا عَقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ

مَنْ حَدِيثٌ: كَانَ آذَانَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَفْعًا شَفْعًا فِي الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثٌ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَوَاهُ وَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ حَدَّثَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ رَأَى الْأَذَانَ فِي

الْمَنَامِ

178- أخرجه البخاری (98/2): كتاب الأذان: باب الأذان من منى منى حديث (605, 606, 607) وأخرجه مسلم (ابن) (237,

235, 236): كتاب الصلاة: باب: الأمر بشفع الأذان وإيتار الإقامة حديث (378/2, 378/3, 378/5) وأبو داود (196,

195/1): كتاب الصلاة: باب في الإقامة حديث (508, 509) وأخرجه ابن ماجه (241/1): كتاب الأذان والسنة فيما باب: أفراد

الإقامة حديث (729, 730) والدارمی (270/1, 271): كتاب الصلاة: باب: الأذان من منى والإقامة مرة وابن خزيمة (194,

190/1, 191, 192): كتاب جماع أبواب الأذان والإقامة: باب: تنبيه الأذان وأفراد الإقامة باب: ذكر الدليل على أن الأمر بلا

لا أن بشفع الأذان ويسونر الإقامة وباب تنبيه فد قامت الصلاة في الإقامة حديث (366, 367, 368, 369, 375, 376)

وأخرجه احمد (189, 103/3)

179- رواه ابن خزيمة (197/1) في جماع أبواب الأذان والإقامة: باب: الترجيع مع تنبيه الإقامة حديث (380)

وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ رَأَى الْأَذَانَ فِي الْمَنَامِ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي نَيْلَى: عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ مَذَاهِبَ فُقَهَاءٍ: وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْأَذَانَ مَثْنِي مَثْنِي وَالْإِقَامَةَ مَثْنِي مَثْنِي وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَأَهْلُ الْكُوفَةِ

توضیح راوی: قَالَ أَبُو عَيْسَى: ابْنُ أَبِي لَيْلَى هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى كَانَ قَاضِيَ الْكُوفَةِ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ شَيْئًا إِلَّا أَنَّهُ يَرَوِي عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِيهِ

﴿﴾ حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی اذان جفت تعداد میں ہوتی تھی۔ اذان میں بھی اور اقامت میں بھی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول روایت کو کعب نے اعمش کے حوالے سے عمرو بن مرہ کے حوالے سے عبد الرحمن بن ابویسٰی سے نقل کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب نے ہمیں یہ بات بتائی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اذان کا طریقہ خواب میں دیکھا تھا۔

شعبہ، بن مرہ کے حوالے سے عبد الرحمن بن ابویسٰی کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب میں اذان (کا طریقہ) دیکھا تھا۔

یہ روایت ابن ابی لیلیٰ سے منقول روایت سے زیادہ مستند ہے۔

عبد الرحمن بن ابویسٰی نے اس روایت کو حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا ہے۔ بعض اہل علم اس بات کے قائل ہیں: اذان کے کلمات دو، دو ہوں گے اور اقامت کے کلمات بھی دو، دو ہوں گے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ، ابن مبارک رحمہ اللہ اور اہل کوفہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن ابی لیلیٰ، یہ محمد بن عبد الرحمن بن ابویسٰی ہیں یہ کوفہ کے قاضی تھے انہوں نے اپنے والد سے کوئی روایت نہیں سنی ہے البتہ یہ ایک اور صاحب کے حوالے سے احادیث نقل کرتے ہیں۔

شرح

تعداد کلمات اقامت میں مذاہب آئمہ

تعداد کلمات اذان کی طرح تعداد کلمات اقامت میں بھی آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک تعداد کلمات اقامت سترہ (۱۷) ہیں۔ پندرہ کلمات اذان والے اور دو دفعہ یہ الفاظ ہیں: "قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ" انہوں نے ان روایات سے استدلال کیا ہے: (۱) حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: کان اذان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفعا شفعا فی الاذان والاقامة (جامع ترمذی رقم الحدیث ۱۷۹) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اذان و اقامت شفعا شفعا (دو، دو بار) تھیں۔ (۲) حضرت

ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم علمہ الاذن تسع عشرة كلمة والاقامة سبع عشرة كلمة (سنن ابی داؤد) ”بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اذان کے انیس کلمات اور اقامت کے سترہ کلمات کی تعلیم دی۔“

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تعداد کلمات اقامت گیارہ (11) ہیں۔ آغاز میں ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ دو بار، شہادتیں ایک ایک بار، ”حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ“ ایک بار، ”حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ“ ایک بار، ”قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ“ کو ”حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ“ کے بعد ایک بار پڑھا جائے گا، ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ دو بار اور کلمات ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ایک بار۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: امر بلال ان يشفع الاذان ويوتر الاقامة (جامع ترمذی رقم الحدیث 128) حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان دو بار اور اقامت ایک بار پڑھیں۔

۳- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تعداد کلمات اقامت دس ہیں۔ ان کے نزدیک ”قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ“ ایک بار ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) اس روایت میں ”ایتار“ کا حکم بیان جواز کے لیے ہے اور جواز ہمارے موقف کے خلاف نہیں ہے کیونکہ ہم بھی جائز سمجھتے ہیں۔ (۲) لفظ ”ایتار“ کلمات اقامت کو یکبارگی (ایک سانس میں) کہنے سے کنایہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کلمات اذان الگ پڑھے جائیں جبکہ کلمات اقامت ایک سانس میں دو دو کر کے پڑھے جائیں۔ اس لیے کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس کے قائل ہیں کہ آغاز میں کلمات ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ دو بار پڑھے جائیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّرْسُلِ فِي الْأَذَانِ

باب 5: اذان میں ترسل

180 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُنْعِمِ هُوَ صَاحِبُ السِّقَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْحَسَنِ وَعَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ يَا بِلَالُ إِذَا أَدْنَتْ فَتَرَسَّلْ فِي أَدَانِكَ وَإِذَا أَقَمْتَ فَاحْدُرْ وَاجْعَلْ بَيْنَ أَدَانِكَ وَإِقَامَتِكَ قَدْرًا مَا يَفْرُغُ الْإِكْلُ مِنَ أَكْلِهِ وَالشَّارِبُ مِنْ شُرْبِهِ وَالْمُعْتَصِرُ إِذَا دَخَلَ لِقَضَاءِ حَاجَتِهِ وَلَا تَقْرُمُوا حَتَّى تَرَوْنِي

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الْمُنْعِمِ نَحْوَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْمُنْعِمِ وَهُوَ اسْنَادٌ مَجْهُولٌ

توضیح راوی: وَعَبْدُ الْمُنْعِمِ شَيْخٌ بَصْرِيُّ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے بلال! جب تم اذان دو تو اپنی اذان میں ترسل کرو اور جب تم اقامت کہو تو تیزی سے پڑھو اور اپنی اذان اور اقامت کے درمیان اتنی مقدار رکھو جتنی دیر میں کوئی کھانے والا کھا کر فارغ ہو جائے اور پینے والا پی کر فارغ ہو جائے اور جب کوئی شخص قضاے حاجت کے لیے گیا ہو (تو وہ اس سے فارغ ہو جائے) اور تم لوگ (باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے) اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک مجھے دیکھ نہ لو۔ یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول اس حدیث کو ہم صرف اسی ایک حوالے سے جانتے ہیں جو عبد المنعم سے منقول ہے اور اس کی سند مجہول ہے۔ عبد المنعم بصرہ سے تعلق رکھنے والے بزرگ ہیں۔

شرح

اذان و اقامت کے حوالے سے چند اہم مسائل

(۱) اذان و اقامت کی رفتار: قواعد تجوید کے مطابق قرأت کے تین درجات ہو سکتے ہیں: (۱) ترتیل: خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا۔ اسے ترسل بھی کہا جاتا ہے۔ (۲) حد: تیز رفتاری سے پڑھنا۔ (۳) تدویر: میانہ روی سے پڑھنا جو ترتیل اور حد کی درمیانی حالت ہے۔ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ اذان میں ترتیل افضل ہے اور اقامت میں حد افضل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اذان کا مقصد دور سے لوگوں کو نماز کی دعوت دینا ہے جبکہ اقامت کا مقصد مسجد میں موجود لوگوں کو صفوں میں آنے کی دعوت دینا ہے۔

(۲) معتصر کا مفہوم: معتصر کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں: (۱) لفظ معتصر لفظ ”عصر“ بنا ہو۔ بمعنی پناہ میں آنا؛ پناہ حاصل کرنا۔ جس طرح دشمن کے ضرر سے بچنے کے لیے پناہ حاصل کی جاتی ہے، اسی طرح قضاے حاجت کرنے والا شخص اپنے ضرر و اذیاء سے دوسروں کو محفوظ رکھنے کے لیے پناہ حاصل کرتا ہے۔ (۲) یہ لفظ ”اعتصار“ سے بنا ہو بمعنی نچوڑنا، ما حاصل، نتیجہ۔ پیشاب و قضاے حاجت کرنے والا شخص اپنے جسم کو نچوڑ کر اس سے غلاظت کو باہر نکال دیتا ہے۔

(۳) اذان و اقامت کے مابین وقفہ کی مقدار: نماز مغرب کے علاوہ دوسری نمازوں میں اذان و اقامت کے مابین اتنا وقفہ ہونا چاہیے کہ چار رکعت نماز اذاک کی جاسکتی ہو جبکہ ہر رکعت میں دس آیات کی قرأت کی جائے۔ نماز مغرب میں اذان و اقامت کے درمیان اتنا فاصلہ ہونا چاہیے کہ ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیات پڑھی جاسکیں۔

(۴) اقامت کے وقت مقتدی کب کھڑے ہوں؟: جو نبی اقامت کا آغاز ہوتا ہے تو لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں، یہ طریقہ خلاف سنت ہے۔ اقامت کہنے والا جب ”قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ“ کے الفاظ کہے تو مقتدی حضرات کھڑے ہو جائیں۔ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سردار احمد رضوی قادری اور حضرت علامہ سیدی مرشدی مفتی محمد عبدالغفور نقشبندی شریقی رومی رحمہما اللہ تعالیٰ اور دیگر اکابر و مشائخ کا یہی طریقہ تھا۔ اس پر دلیل حدیث مبارکہ کے یہ الفاظ ہیں: ”وَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي“ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۱۸۰) (جب تک تم مجھے دیکھ نہ لو کھڑے نہ ہو کرو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ عائشہ سے اس وقت برآمد ہوتے تھے جب

کی دوسری طرف سے کتے اور گدھے گزر رہے تھے آپ نے سرخ حُلہ پہن رکھا تھا آپ کی پنڈلیوں کی چمک کا منظر گویا آج بھی میری نگاہ میں ہے۔

سفیان بیان کرتے ہیں: میرا خیال ہے: وہ حُلہ یمنی چادر کا ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا وہ اس بات کو مستحب سمجھتے ہیں: مؤذن اذان دیتے ہوئے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لے۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: اقامت میں بھی ایسا ہی کیا جائے گا۔ مؤذن اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈالے گا۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔

حضرت ابو جحیفہ کا نام وہب بن عبد اللہ سواہی ہے۔

شرح

دوران اذان مؤذن کا اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونسنا

اذان خارج مسجد کسی منار یا حجرہ یا قبہ وغیرہ میں پڑھنی چاہیے۔ دوران اذان مؤذن کانوں میں اپنی انگلیاں ٹھونس لے۔ کانوں میں انگلیاں ٹھونسنے کی متعدد حکمتیں ہیں:

(۱) ہو صرف منہ سے نکلنے کے باعث آواز بلند ہو جائے گی۔

(۲) مصنوعی بہرہ بننے کے نتیجہ میں آواز بلند ہوگی۔

(۳) دور سے دیکھنے والا شخص جسے آواز سنائی نہ دے رہی، بھی معلوم کر لے گا کہ اذان ہو رہی ہے۔ دوران اذان چلنا منع

ہے۔ اگر اذان کی آواز قبہ یا منار سے باہر نہ جارہی ہو تو چند قدم چل کر اس کے سوراخوں کے پاس منہ کر کے بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

دوران اذان مؤذن اپنا سینہ قبلہ رخ رکھے اور دائیں بائیں منہ پھیرتے وقت سینہ ہرگز نہ پھیرے۔ مسجد میں اذان پڑھنا مکروہ ہے

کیونکہ ایسا عمل آداب مسجد کے خلاف ہے۔ مسجد کا محراب خارج مسجد ہے، لہذا مؤذن اس میں کھڑا ہو کر بلا کراہت اذان کہہ سکتا ہے

لیکن اس سے بہتر یہ ہے کہ مسجد سے ملحقہ حجرہ میں اذان پڑھی جائے تاکہ مسجد میں آواز نہ گونجے۔ بلا عذر مسجد کے اندرونی سپیکروں کا

استعمال کرنا منع ہے کیونکہ ان کی آواز آداب مسجد کے خلاف ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّوْبِ فِي الْفَجْرِ

باب 7: فجر کی اذان میں توب

182 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْرَائِيلَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ

182 - اخرجه احمد (15, 14/6)

بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: ثویب سے مراد یہ ہے: آدمی فجر کی اذان میں یہ کہے ”الصلوة خیر من النوم“ (نماز نیند سے بہتر ہے) امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد کا یہی قول ہے۔

ثویب کے بارے میں امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی رائے مختلف ہے وہ یہ فرماتے ہیں: ثویب جو مکروہ ہے اسے لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اختیار کیا ہے جب مؤذن اذان دے دیتا تھا اور لوگ آنے میں تاخیر کر دیتے تھے تو اذان اور اقامت کے درمیان یہ کہا جاتا تھا: نماز کھڑی ہوگئی ہے نماز کی طرف آ جاؤ فلاح کی طرف آ جاؤ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ وہ بات ہے جسے اسحاق نے بیان کیا ہے۔ اس ثویب کو اہل علم نے مکروہ قرار دیا ہے اور یہ وہ چیز ہے جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں نے ایجاد کیا ہے۔

اس کی جو وضاحت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے وہ یہ ہے: مؤذن فجر کی اذان میں یہ کہے: ”الصلوة خیر من النوم“ (نماز نیند سے بہتر ہے)

یہ قول درست ہے اور اسی کو ثویب بھی کہا جاتا ہے۔

اہل علم نے اسی کو اختیار کیا ہے اور یہ ان کی رائے کے مطابق ٹھیک ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بات منقول ہے: وہ فجر کی اذان میں یہ کہا کرتے تھے ”الصلوة خیر من النوم“ (نماز نیند سے بہتر ہے)

مجاہد سے یہ بات منقول ہے میں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں مسجد میں داخل ہوا۔ جہاں اذان دی جا چکی تھی ہم نے وہاں نماز ادا کرنے کا ارادہ کیا اسی دوران مؤذن نے ثویب کہی تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد سے باہر آ گئے اور فرمایا: میرے ہمراہ اس بدعتی کے پاس سے اٹھ جاؤ! حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے وہاں نماز ادا نہیں کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس ثویب کو مکروہ قرار دیا جسے لوگوں نے بعد میں ایجاد کیا تھا۔

شرح

فجر کی اذان میں ثویب کا مسئلہ

لفظ ”ثویب“ کا لغوی معنی ہے: اعلام بعد الاعلام یعنی اعلان کے بعد اعلان کرنا۔ اصطلاحی و شرعی طور پر ثویب کے تین مصداق ہو سکتے ہیں: (۱) اقامت: چونکہ اذان بھی ایک اعلان تھا پھر اصلاح صفوف کے لیے اقامت کہی گئی۔ یہ تمام نمازوں کے لیے ہے۔ اقامت کہنا مسنون ہے۔ (۲) فجر کی اذان میں ”حَسْبِيَ عَلَى الْفَلَاحِ“ کے بعد ”الْصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ“ کے الفاظ کہنا، کیونکہ اس سے قبل ”حَسْبِيَ عَلَى الْصَّلَاةِ“ کے الفاظ سے اعلان ہو چکا تھا۔ یہ مصداق فجر کی اذان کے ساتھ خاص ہے۔ زیر بحث حدیث سے یہی مراد ہے۔ (۳) قاضی یا حاکم شرعی اپنی طرف سے کسی شخص کو تعینات کرنے کے جب جماعت تیار ہو جائے یا اس کا وقت قریب ہو جائے تو وہ ”حَسْبِيَ عَلَى الْصَّلَاةِ“ یا ”حَسْبِيَ عَلَى الْفَلَاحِ“ یا ”الْصَّلَاةُ جَامِعَةٌ“ یا ”الْصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْإِلِكِ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ“ وغیرہ الفاظ سے لوگوں کو جماعت میں شمولیت کی دعوت

دے۔ یہ مصداق تمام نمازوں کے لیے ہو سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ مَنْ أَدَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ

باب 8: جو شخص اذان دے وہی اقامت کہے

183 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ وَيَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعَمِ الْأَفْرِيقِيِّ

عَنْ زِيَادِ بْنِ نَعِيمِ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصَّدَائِقِيِّ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُؤَدِّنَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ فَأَذَنْتُ فَأَرَادَ بِلَالٌ أَنْ يُقِيمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَخَا صَدَاءٍ قَدْ أَدَّنَ وَمَنْ أَدَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَدِيثُ زِيَادٍ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الْأَفْرِيقِيِّ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَالْأَفْرِيقِيُّ هُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ ضَعْفُهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ الْقَطَّانِ وَغَيْرُهُ قَالَ أَحْمَدُ لَا

اَكْتُبُ حَدِيثَ الْأَفْرِيقِيِّ

قَوْلِ إِمَامِ بَخَارِيِّ: قَالَ وَرَأَيْتُ مُحَمَّدَ ابْنَ إِسْمَاعِيلَ يُقَوِّي أَمْرَهُ وَيَقُولُ هُوَ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ

مَذَاهِبِ فُقَهَاءِ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ مَنْ أَدَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ

﴿﴾ حضرت زیاد بن حارث صدیقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ ہدایت کی تھی، میں فجر کی نماز میں

اذان دوں، میں نے اذان دے دی، جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اقامت کہنے لگے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے بھائی صدیقی نے اذان دی ہے اور جو شخص اذان دے وہی اقامت کہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: زیاد سے منقول حدیث کو ہم صرف افریقی کے حوالے سے جانتے ہیں۔ یہ افریقی راوی محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں، یحییٰ بن سعید قطان اور دیگر محدثین نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں افریقی کی احادیث کو نہیں لکھتا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کو دیکھا ہے: وہ اس کے معاملے کو قوت دیتے ہیں اور فرماتے ہیں: یہ شخص ”مقارب الحدیث“ ہے۔

اکثر اہل علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جاتا ہے: جو شخص اذان دے وہی اقامت کہے۔

183- أخرجه أبو داود (197/1): كتاب الصلاة: باب في الرجل يؤذن ويقوم آخر حديث (514) وابن ماجه (237/1): كتاب

الاذان والسنة فيها: باب السنة في الاذان حديث (717) وأخرجه احمد (169/4)

شرح

اقامت کہنے کے حق میں مذاہب آئمہ

نماز کا وقت ہونے پر اقامت کہنا مؤذن کا حق ہے یا دوسرا شخص بھی کہہ سکتا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اقامت، مؤذن کا حق ہے۔ اس کی اجازت سے دوسرا شخص بھی اقامت کہہ سکتا ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر اقامت کہنا مکروہ ہے۔ آپ کے دلائل یہ ہیں: (۱) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: فاذن بلال فقال عبد الله انا رأيتہ وانا كنت اريدہ، قال (ای قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم) فاقم انت (سنن ابی داؤد جلد اول ص ۷۶) حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان پڑھی تو میں نے اقامت کہنے کا ارادہ کیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اقامت پڑھنے کا حکم دیا۔ (۲) حضرت زیاد بن حارث رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: من اذن فہو یقیم (جامع ترمذی، رقم الحدیث ۱۸۳) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اذان کہے وہی اقامت پڑھے۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ مؤذن کا اقامت کہنا واجب ہے۔ اس کی اجازت یا اجازت کے بغیر دوسرا شخص ہرگز اقامت نہیں پڑھ سکتا۔ انہوں نے حضرت زیاد بن حارث الصدائی رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے اذان پڑھی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت پڑھنے کا ارادہ کیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زیاد بن حارث نے اذان پڑھی ہے لہذا اقامت بھی وہی کہے گا۔

۳- حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ مؤذن کی طرف سے اجازت ہونے یا نہ ہونے دونوں صورتوں میں بلا کراہت دوسرا شخص اقامت پڑھ سکتا ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس روایت کو واجب پر محمول کرنے کی ضرورت میں، اس کے خلاف روایات پر عمل نہیں ہو سکے گا۔ ان روایات میں تطبیق اور ان پر عمل کرنے کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ اقامت پڑھنا، مؤذن کا حق قرار دیا جائے۔ البتہ اس کی اجازت سے دوسرا شخص بھی اقامت کہہ سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْأَذَانِ بِغَيْرِ وُضُوءٍ

باب 9: وضو کے بغیر اذان دینا مکروہ ہے

184 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ يَحْيَى الصَّدْفِيِّ عَنِ

الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

184- ترمذی وخرجه البيهقي (397/1) من طريق معاوية بن يحيى عن الزهري عن سعيد بن المسيب عن ابي هريرة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يؤذن الا متوضي. هكذا رواه معاوية بن يحيى الصفدي وهو ضعيف والصحيح رواية يونس بن يزيد اللبلي وغيره عن الزهري قال: قال ابو هريرة فذكره-

متن حدیث: لَا يُؤْذَنُ إِلَّا مُتَوَضِّئًا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: صرف با وضو شخص اذان دے۔

185 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ قَالَ

أَبُو هُرَيْرَةَ

متن حدیث: لَا يُنَادَى بِالصَّلَاةِ إِلَّا مُتَوَضِّئًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ

اختلاف سند: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ لَمْ يَرْفَعَهُ ابْنُ وَهْبٍ وَهُوَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الْوَلِيدِ بْنِ

مُسْلِمٍ وَالزُّهْرِيِّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

مذاهب فقہاء: وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْأَذَانِ عَلَى غَيْرِ وَضُوءٍ فَكَرِهَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ

الشَّافِعِيُّ وَاسْحَقُ

وَرَخَّصَ فِي ذَلِكَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَاحْمَدُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صرف با وضو شخص اذان دے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت پہلی روایت سے ”صح“ ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کو ابن وہب نے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل نہیں

کیا اور یہ ولید بن مسلم کی روایت سے زیادہ مستند ہے۔ زہری رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے۔

بے وضو حالت میں اذان دینے کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض اہل علم نے اسے مکروہ قرار دیا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ، امام اسحاق رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہل علم نے اس کی اجازت دی ہے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ، ابن مبارک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ

دیا ہے۔

شرح

بے وضو اذان کہنے کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ

کیا مؤذن بلا وضو اذان کہہ سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلا وضو اذان

پڑھنا مکروہ تزیہی ہے۔ انہوں نے زیر بحث حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صرف با وضو شخص اذان پڑھ سکتا ہے۔

۲- حضرت امام اوزاعی، حضرت امام عطاء، حضرت مجاہد اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ کے

نزدیک بلا وضو اذان نہیں پڑھی جاسکتی۔ انہوں نے بھی حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

۳۔ جمہور کے نزدیک مؤذن کے لیے وضو کر لینا افضل ہے۔ ان کے نزدیک زیر بحث حدیث اولویت پر محمول ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مؤذن کا با وضو ہونا اولیٰ ہے۔ حدیث باب سے نہ مؤذن کے لیے شرط ثابت ہوتی ہے اور نہ کراہت۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْإِمَامَ أَحَقُّ بِالْإِقَامَةِ

باب 10: اقامت کے بارے میں امام زیادہ حقدار ہے (کہ اسے دیکھ کر اقامت کہی جائے)

186 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ أَخْبَرَنِي سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمْرَةَ يَقُولُ

متن حدیث: كَانَ مُؤَذِّنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُمَهِّلُ فَلَا يُقِيمُ حَتَّى إِذَا رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ أَقَامَ الصَّلَاةَ حِينَ يَرَاهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَحَدِيثُ إِسْرَائِيلَ عَنْ سِمَاكٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

مذہب فقہاء: وَهَكَذَا قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِنَّ الْمُؤَذِّنَ أَمْلَكُ بِالْأَذَانِ وَالْإِمَامُ أَمْلَكُ بِالْإِقَامَةِ

﴿﴾ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مؤذن تاخیر کرتا رہتا تھا اور اس وقت تک اقامت نہیں کہتا تھا جب تک نبی اکرم ﷺ کو دیکھ نہیں لیتا تھا: آپ تشریف لے آتے ہیں تو آپ کو دیکھ کر وہ اقامت کہنا شروع کرتا تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اسرائیل نے سماک کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے اسے ہم صرف اسی حوالے سے جانتے ہیں۔

بعض اہل علم نے یہی بات بیان کی ہے: مؤذن اذان دینے کا زیادہ اختیار رکھتا ہے اور امام اقامت کے حوالے سے زیادہ

حقدار ہے۔

شرح

اذان کا زیادہ حقدار مؤذن اور اقامت کا امام ہے

مؤذن اذان کہنے میں خود مختار ہے، نماز کا وقت ہونے پر کسی کی اجازت کے بغیر وہ اذان کہہ سکتا ہے۔ خواہ اقامت کہنے کا

186- اخرجہ مسلم (532/2): کتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب متى يقوم الناس للصلاة: حدیث (606/160) و ابو داؤد

(203/1): کتاب الصلاة: باب فی المؤذن ینتظر الامام حدیث (537) و ابن ماجہ (236/1): کتاب الاذان و السنة فیہا: باب السنة

فی الاذان حدیث (713) و ابن خزیمہ (14/3): باب: انتظار المؤذن الامام بالاقامة حدیث (1525) و اخرجہ احمد فی مسنده

(106, 105, 104, 91, 87, 76/5)

حقدار بھی مؤذن ہے لیکن امام سے اجازت بھی لینی چاہیے کیونکہ جماعت کے وقت کا تعین کرنے کا اختیار صرف امام کو حاصل ہے۔ امام کی طرح مؤذن کا بھی صاحب علم ہونا چاہیے تاکہ اذان کے اوقات، احکام و مسائل اور طریق کار معلوم کرنے میں کسی کا محتاج نہ ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَذَانِ بِاللَّيْلِ

باب 11: رات کے وقت اذان دینا

187 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُّوا وَاشْرَبُوا حَتَّى تَسْمَعُوا تَأْذِينَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ وَأَبِي ذَرٍّ وَسَمْرَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْأَذَانِ بِاللَّيْلِ فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِذَا أَدَّنَ الْمُؤَذِّنُ بِاللَّيْلِ

أَجْزَاءَهُ وَلَا يُعِيدُ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَأَسْحَقَ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِذَا أَدَّنَ بِلَيْلٍ

أَعَادَ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَرَوَى حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ بِلَالًا أَدَّنَ بِلَيْلٍ

فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُنَادِيَ إِنَّ الْعَبْدَ نَامَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَيْرٌ مَحْفُوظٌ

اسناد دیگر: وَالصَّحِيحُ مَا رَوَى عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُّوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَرَوَى عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَوَادٍ عَنْ نَافِعٍ

آثار صحابہ: أَنَّ مُؤَذِّنًا لِعُمَرَ أَدَّنَ بِلَيْلٍ فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يُعِيدَ الْأَذَانَ

وَهَذَا لَا يَصِحُّ أَيْضًا لِأَنَّهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ عُمَرَ مُنْقَطِعٌ وَلَعَلَّ حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ أَرَادَ هَذَا الْحَدِيثَ وَالصَّحِيحُ

187- اخرجہ البخاری (162/4)؛ کتاب الصوم؛ باب: قول النبي صلى الله عليه وسلم لا ينعلمكم من سورككم اذان بلال حدیث

(1918)؛ کتاب الاذان؛ باب: الاذان قبل الفجر حدیث (623)؛ باب اذان الاعشى اذا كان له من يغيره حدیث (617)؛ کتاب

الشماعات؛ باب شهادة الاعشى وامره ونكاهه وانكاهه وبياعته حدیث (2656)؛ واخرجہ مسلم فی صحيحه (768/2)؛ کتاب

الصيام؛ باب: بيان ان الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر حدیث (1092/36)؛ (1092/37)؛ واخرجہ مسلم بطريق نافع عن

ابن عمر حدیث (1092/38)؛ واخرجہ النسائي (10/2)؛ کتاب الاذان؛ باب: المؤذنان للمسجد الواحد حدیث (638)؛ واخرجہ

الدارمي (270, 269/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب في وقت اذان الفجر والمبدي (276/2)؛ (277/2)؛ حدیث (611)؛ وابن خزيمة

(209/1)؛ کتاب الاذان والاقامة؛ باب: اباحة الاذان للصبح قبل طلوع الفجر حدیث (401)؛ وعبد بن حميد ص (240)؛ حدیث

(734)؛ واخرجہ احمد (9/2)؛ (4551)؛ (123/2)؛ (6051)

رَوَايَةُ عُبَيْدِ اللَّهِ وَغَيْرِ وَاحِدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ بِلَالَ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ

قول امام ترمذی: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَلَوْ كَانَ حَدِيثُ حَمَادٍ صَحِيحًا لَمْ يَكُنْ لِهَذَا الْحَدِيثِ مَعْنَى إِذْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بِلَالَ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَإِنَّمَا أَمَرَهُمْ فِيمَا يُسْتَقْبَلُ وَقَالَ إِنَّ بِلَالَ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ وَلَوْ أَنَّهُ أَمَرَهُ بِإِعَادَةِ الْأَذَانِ حِينَ آذَنَ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ لَمْ يَقُلْ إِنَّ بِلَالَ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ حَدِيثُ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ مَحْفُوظٍ وَأَخْطَأَ فِيهِ حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ

﴿﴾ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ بلال رات کے وقت اذان دے دیتا ہے تم لوگ اس وقت تک کھاتے پیتے رہو جب تک ابن ام مکتوم اذان نہ دے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت انسہ رضی اللہ عنہما، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ رات کے وقت اذان دینے کے بارے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے۔ بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: مؤذن رات کے وقت اذان دے تو یہ بات جائز ہے وہ دوبارہ اذان نہیں دے گا۔

امام شافعی رحمہ اللہ، ابن مبارک رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ کا یہی قول ہے۔ بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: اگر مؤذن رات کے وقت اذان دے دیتا ہے تو وہ (فجر کا وقت ہو جانے پر) دوبارہ اذان دے گا سفیان ثوری رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

حماد بن سلمہ نے ایوب کے حوالے سے، نافع کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت بلال رضی اللہ عنہ رات کے وقت اذان دے دیتے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدایت کی کہ وہ یہ اعلان کریں: بندہ سو گیا تھا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث محفوظ نہیں ہے۔

صحیح روایت وہ ہے جسے عبید اللہ بن عمر اور دیگر حضرات نے نافع کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بلال رات کے وقت اذان دے دیتا ہے تو تم لوگ اس وقت تک (سحری میں) کھاتے پیتے رہو جب تک ابن ام مکتوم اذان نہ دے۔

عبدالعزیز بن رواد نے اسے نافع کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مؤذن نے رات کے وقت اذان دے دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے ہدایت کی: وہ دوبارہ اذان دے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں) یہ روایت بھی درست نہیں ہے کیونکہ یہ نافع کے حوالے سے براہ راست حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور منقطع ہے۔ ہو سکتا ہے: حماد بن سلمہ نے یہ روایت مراد لی ہو۔

مستند روایت وہ ہے جسے عبید اللہ اور دیگر حضرات نے نافع کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ اسے زہری رضی اللہ عنہ نے سالم کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بلال رات کے وقت اذان دے دیتا ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر حماد سے منقول روایت کو درست تسلیم کر لیا جائے، تو اس حدیث کا مفہوم درست نہیں ہوگا، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بلال رات کے وقت اذان دے دیتا ہے، تو آپ نے انہیں اس بات کی ہدایت کی جو آگے پیش آئے گا آپ نے فرمایا: بلال رات کے وقت اذان دے دیتا ہے، اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ دوبارہ اذان دینے کی ہدایت کی ہوتی اس وقت جبکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے صبح صادق ہونے سے پہلے اذان دی تھی، آپ یہ ارشاد نہ فرماتے ”بلال رات کے وقت اذان دے دیتا ہے“۔

علی بن مدینی فرماتے ہیں: حماد بن سلمہ نے ایوب کے حوالے سے، نافع کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو روایت نقل کی ہے وہ محفوظ نہیں ہے اور اس میں حماد بن سلمہ نے غلطی کی ہے۔

شرح

قبل از وقت اذان پڑھنے میں مذاہب آئمہ

قبل از وقت پڑھی جانے والی اذان، دخول وقت کے بعد کافی ہوگی یا اس کا اعادہ ضروری ہوگا؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں۔

۱- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد، حضرت امام ابو یوسف، حضرت امام اسحاق اور حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ نصف شب کے بعد اور صبح صادق سے قبل پڑھی جانے والی اذان فجر کی نماز کے لیے کافی ہوگی، لہذا طلوع فجر کے بعد اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: لا یمنعکم من سحور کم اذان بلال ولا الفجر المستطیل ولكن الفجر المستطیر فی الافق (اصح للمسلم جلد اول رقم الحدیث ۲۳۳۷) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان تمہیں سحری کھانے سے ہرگز منع نہ کرے اور یہ اذان صبح صادق سے قبل پڑھی جاتی تھی۔

۲- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام سفیان ثوری، حضرت امام زفر اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبل از وقت پڑھی جانے والی اذان صحیح نہیں ہے اور دخول وقت کے بعد اس کا اعادہ ضروری ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: ان بلالاً ینادی بلیل فکلوا واشربوا حتی ینادی ابن امّ مکتوم قال وکان ابن امّ مکتوم رجلاً عمی لا ینادی حتی یقال له اصبحنا اصبحنا (متفق علیہ) بیشک حضرت بلال رات کے وقت اذان دیتے ہیں تو تم کھاتے پیتے رہو حتیٰ کہ حضرت ابن امّ مکتوم رضی اللہ عنہ اذان پڑھیں۔ حضرت ابن امّ مکتوم رضی اللہ عنہ ایک نابینا آدمی تھے جو اس وقت تک اذان نہیں کہتے تھے جب تک انہیں صبح صادق ہونے کا یقین نہ ہو جاتا تھا۔

سوال: ابھی روایت گزری ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سحری کے وقت اذان پڑھتے تھے اور حضرت ابن امّ مکتوم رضی اللہ عنہ صبح صادق کے وقت اذان پڑھا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے: اذا اذن ابن امّ مکتوم فكلوا واشربوا واذا اذن بلال فلاتاكلوا ولا تشربوا (صحیح ابن حبان، شرح معانی الآثار) جب ابن امّ مکتوم اذان پڑھیں تو تم کھاتے پیتے رہو اور جب بلال اذان پڑھیں تو تم کھانا پینا ترک کر دو۔ دونوں روایات میں تعارض ہے؟

جواب: (۱) ایک ماہ رمضان میں اس طرح ہوا جبکہ دوسرے رمضان میں اس کے برعکس ہوا۔

(۲) شروع میں حضرت ابن امّ مکتوم رضی اللہ عنہ جلدی آنے پر انہیں سحری کی اذان کے لیے تعینات کیا بعد میں ضعیف و کمزور ہو جانے پر پھر نابینا بھی تھے، انہیں دوسری اذان کے لیے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو پہلی اذان کے لیے تعینات کیا گیا۔

(۳) دونوں روایتیں قلب راوی پر محمول ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن امّ مکتوم رضی اللہ عنہ طلوع فجر کے بعد اذان پڑھا کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْأَذَانِ

باب 12: اذان کے بعد مسجد سے باہر جانا مکروہ ہے

188 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: خَرَجَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ مَا أُذِنَ فِيهِ بِالْعَصْرِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَمَا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا
الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ.

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَعَلَى هَذَا الْعَمَلِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ
أَنْ لَا يَخْرُجَ أَحَدٌ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْأَذَانِ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ أَنْ يَكُونَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ أَوْ أَمْرٍ لَا بُدَّ مِنْهُ وَيُرْوَى عَنْ
إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ قَالَ يَخْرُجُ مَا لَمْ يَأْخُذِ الْمُؤَذِّنُ فِي الْإِقَامَةِ

قول امام ترمذی: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا عِنْدَنَا لِمَنْ لَهُ عُذْرٌ فِي الْخُرُوجِ مِنْهُ

188- اخرجہ مسلم (ابی) (593, 592/2): کتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: النهی عن الخروج من المسجد اذا اذن المؤذن
حدیث (655/258, 655/259) و ابو داؤد (203/1): کتاب الصلاة: باب: الخروج من المسجد بعد الاذان حدیث (536)
واخرجہ النسائی (29/2): کتاب الاذان: باب: التشديد في الخروج من المسجد بعد الاذان: حدیث (683, 684) و اخرجہ ابن ماجه:
(242/1) کتاب الاذان والسنة فیهما: باب: اذا اذن وانت في المسجد فلا تخرج حدیث (733) و الحمیری (438/2) حدیث
(998) و الدارمی (274/1): کتاب الصلاة: باب: كراهية الخروج من المسجد بعد النداء و ابن خزيمة (3/3): کتاب الامامة في
الصلاة: باب الزجر عن الخروج من المسجد بعد الاذان و قبل الصلاة حدیث (1506) و احمد (537, 506, 471, 416, 410/2)

توضیح راوی: وَأَبُو الشَّعْثَاءِ اسْمُهُ سُلَيْمٌ بَنُ اسْوَدَ وَهُوَ وَالِدُ اشْعَثِ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ وَقَدْ رَوَى اشْعَثُ بْنُ أَبِي الشَّعْثَاءِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِيهِ

﴿﴾ حضرت ابو الشعثاء بیان کرتے ہیں: عصر کے وقت اذان ہو جانے کے بعد ایک شخص مسجد سے باہر چلا گیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس شخص نے حضرت ابو القاسم رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد سے تعلق رکھنے والے اہل علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا، یعنی کوئی شخص اذان ہو جانے کے بعد کسی عذر کے بغیر مسجد سے باہر نہیں جاسکتا، عذر یہ ہو سکتا ہے: وہ بے وضو ہو جائے یا کوئی اور ضروری کام ہو۔

ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت منقول ہے وہ فرماتے ہیں: جب تک مؤذن اقامت شروع نہیں کرتا آدمی باہر جاسکتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ حکم اس شخص کے لیے ہے جسے باہر جانے کے لیے کوئی عذر درپیش ہو۔

ابو الشعثاء نامی راوی کا نام سلیم بن اسود ہے۔ یہ اشعث بن ابو الشعثاء کے والد ہیں۔

اشعث بن ابو الشعثاء نے اس روایت کو اپنے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

اذان کے بعد بلا عذر شرعی مسجد سے خروج کی ممانعت

اذان ہو جانے کے بعد کسی شخص کا مسجد میں خروج منع ہے۔ زیر بحث حدیث میں یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ حضرت ابو شعثاء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نماز عصر کی اذان ہو جانے کے بعد ایک شخص مسجد سے باہر نکل گیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اس شخص نے حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔“ اس مسئلہ کی تائید میں مزید چند روایات درج ذیل ہیں:

۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا كنتم في المسجد فنودی بالصلوة فلا يخرج احدكم حتى يصلى (مسند احمد بن حنبل جلد ثانی ص ۵۳۷) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ جب تم مسجد میں موجود ہو اور نماز کی اذان ہو جائے تو تم میں سے کوئی شخص بھی نماز پڑھے بغیر مسجد سے باہر نہ نکلے۔

۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: لا يسمع النداء من مسجدی ثم يخرج الا لحاجة ثم لا يرجع اليه الا منافق (الاصول للطبرانی) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اذان سننے کے بعد کسی ضرورت کے تحت میری مسجد سے باہر گیا پھر واپس نہ آیا، وہ منافق ہے۔

۳- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: من ادرك الاذان في المسجد ثم خرج لم يخرج لحاجة وهو لا يريد الرجوع فهو منافق (سنن ابن ماجہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مسجد میں اذان سننے پھر واپسی کے ارادہ کے بغیر مسجد سے نکلا تو وہ منافق ہے۔

ان روایات سے ثابت ہوا کہ اذان سننے کے بعد بلا عذر شرعی مسجد سے نکلنا ممنوع، منافقت اور مکروہ تحریمی ہے۔ اذان ہو جانے کے بعد پیشاب کرنے، طہارت (وضو) کرنے اور قضاء حاجت کے لیے مسجد سے باہر جاسکتا ہے۔ اسی طرح جس شخص نے نماز پڑھ لی ہو وہ نماز ظہر اور نماز عشاء کے علاوہ باقی نمازوں کے وقت باہر آسکتا ہے۔ ان دو اوقات میں وہ نوافل کی نیت سے جماعت میں شامل ہو جائے۔ علاوہ ازیں کوئی شخص دوسری مسجد میں مؤذن یا امام ہے وہ بھی اذان کے بعد اپنی مسجد میں جاسکتا ہے۔ اس کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اذان کے بعد خروج مسجد سے لوگ یہ خیال کریں گے کہ یہ شخص تارک صلوٰۃ ہے یا امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنا پسند نہیں کرتا۔ اسلام ایسی غلط فہمی یا ایسی فضاء پیدا ہونے کو ہرگز پسند نہیں کرتا کیونکہ اس کا نورانی و روحانی پیغام حب الہی، اطاعت رسول اور باہم اخوت و مودت کا جذبہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَذَانِ فِي السَّفَرِ

باب 13: سفر کے دوران اذان دینا

189 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ

مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَابْنُ عَمِّ لِي فَقَالَ لَنَا إِذَا سَافَرْتُمَا فَأَذِّنَا وَأَقِيمَا وَلْيَوْمَكُمَا أَكْبَرُ كَمَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ اخْتَارُوا الْأَذَانَ فِي السَّفَرِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ تُجْزَى الْإِقَامَةُ إِنَّمَا الْأَذَانُ عَلَى مَنْ يُرِيدُ أَنْ يَجْمَعَ النَّاسَ

قول امام ترمذی: وَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ أَصَحُّ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَاسْحَقُ

189 - أخرجه البخاری (130/2, 131)؛ كتاب الأذان؛ باب من قال ليؤذن في السفر مؤذن واحد حديث (628)؛ باب الأذان للمساكين إذا كانوا جماعة والإقامة حديث (630, 631)؛ كتاب الأذان؛ باب رخصة الناس والبرهان حديث (6008)؛ كتاب أخبار الأئمة؛ باب ما جاء في إجازة خبر الواحد الصواب في الأذان والصلاة والصوم والفرائض والأحكام حديث (7246)؛ كتاب الأذان؛ باب: اتان فما فوقها جماعة حديث (658)؛ كتاب الأذان؛ باب إذا استروا في الصلاة فليؤمهم أكبرهم حديث (685)؛ كتاب الأذان؛ باب السمكت بين السجدين حديث (819)؛ كتاب الجهاد والسير؛ باب نفر الاثنين حديث (2348)؛ وأخرجه البخاری في الأدب المفرد (213)؛ وأخرجه مسلم (612/2)؛ كتاب المساجد ومواضع الصلاة؛ باب: من أومأ بالإمامة حديث (674/ 292)؛ وأخرجه أبو داود (216/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب من أومأ بالإمامة حديث (589)؛ والنسائي (8/2)؛ كتاب الأذان؛ باب: أذان المسافر في السفر حديث (634)؛ كتاب من أومأ بالإمامة؛ باب تقديم نوى السن حديث (781)؛ وابن ماجه (313/1)؛ كتاب إقامة الصلاة ولسنة فبريا؛ باب من أومأ بالإمامة حديث (979)؛ وأخرجه أحمد في مسنده (436/3)

﴿﴾ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اپنے چچا زاد بھائی کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا: جب تم دونوں سفر کرو تو تم دونوں اذان دینا اور اقامت کہنا، تم دونوں میں سے جو بڑی عمر کا ہو وہ تمہاری امامت کروائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اکثر اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا، ان حضرات نے سفر کے دوران اذان دینے کو اختیار کیا ہے۔ بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: صرف اقامت کہہ دینا بھی جائز ہے، کیونکہ اذان کا حکم اس شخص کے لیے ہے جو لوگوں کو اکٹھا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں: پہلا قول زیادہ بہتر ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

دوران سفر مسئلہ اذان میں مذاہب آئمہ

دوران سفر باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے اذان پڑھی جائے گی یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اقامت پر اکتفاء کر لینا بلا کراہت درست ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اذان کا مقصد متفرق لوگوں کو دعوت نماز باجماعت دینا ہے جبکہ قافلہ کی شکل میں سب لوگ موجود ہیں لہذا اذان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اقامت کا مقصد موجود لوگوں کے لیے اصلاح صفوف ہے، جس کی ضرورت موجود ہے۔ لہذا دوران سفر اذان کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اقامت پر اکتفاء کیا جائے گا۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اقامت کی طرح اذان بھی دوران سفر مسنون ہے۔ انہوں نے اپنے موقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ اپنے چچا زاد بھائی سے مل کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: دوران سفر تم اذان کہو اور اقامت بھی اور تم میں سے جو بڑا ہے امامت کرائے۔ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۱۸۹)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی اس دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے:

(۱) یہ حکم ان دونوں کے ساتھ خاص ہے۔

(۲) دوران سفر جب جماعت کا وجوب ہی باقی نہیں رہتا تو لزوم اذان کا حکم بھی باقی نہ رہا۔

(۳) یہاں امر وجوب کے لیے نہیں ہے بلکہ استحباب کے لیے ہے، جس کے ہم بھی قائل ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْأَذَانِ

باب 14: اذان دینے کی فضیلت

190 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو تَمِيْلَةَ حَدَّثَنَا أَبُو حَمْرَةَ عَنْ جَابِرٍ عَنْ

مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ أَذَّنَ سَبْعَ سِنِينَ مُحْتَسِبًا كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَثُوبَانَ وَمُعَاوِيَةَ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

وَأَبِي سَعِيدٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَأَبُو تَمِيْلَةَ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ وَاصِحٍ وَأَبُو حَمْرَةَ السُّكْرِيُّ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ وَجَابِرُ بْنُ

يَزِيدَ الْجُعْفِيُّ ضَعْفُوهُ تَرَكَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ

قَالَ أَبُو عِيْسَى: سَمِعْتُ الْجَارُودَ يَقُولُ سَمِعْتُ وَكَيْعًا يَقُولُ لَوْلَا جَابِرُ الْجُعْفِيُّ لَكَانَ أَهْلُ الْكُوفَةِ بِغَيْرِ

حَدِيثٍ وَلَوْلَا حَمَادٌ لَكَانَ أَهْلُ الْكُوفَةِ بِغَيْرِ فِقْهِ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص سات برس تک ثواب کے حصول کی نیت

سے اذان دیتا رہے اس کے لیے جہنم سے بری ہونا لکھ دیا جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ،

حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”غریب“ ہے۔

ابو تمیلہ نامی راوی کا نام یحییٰ بن واضح ہے۔

ابو حمزہ سکری نامی راوی کا نام محمد بن میمون ہے۔

جابر بن یزید جعفی کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ یحییٰ بن سعید اور عبدالرحمن بن مہدی نے اسے متروک قرار دیا ہے۔

امام ابو عیسیٰ فرماتے ہیں: میں نے جارود کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: میں نے دکیج کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے:

اگر جابر جعفی نہ ہوتا تو اہل کوفہ حدیث کے بغیر ہوتے اور اگر حماد نہ ہوتے تو اہل کوفہ فقہ کے بغیر ہوتے۔

190- تفسر بہ الترمذی من لهذا الطریق واضرجه ابن ماجه (240/1) كتاب الاذان والسنة فیرا باب فضل الاذان وثواب المؤذنین

حدیث (727) من طریق جابر عن عكرمة عن ابن عباس فذكره

شرح

اذان کے فضائل

نماز اور طہارت کی طرح اذان کے فضائل بھی احادیث مبارکہ میں بیان کیے گئے ہیں۔ اس حوالے سے چند ایک احادیث مبارکہ ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

- ۱- حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سات سات سال تک حصول ثواب کی نیت سے اذان دیتا ہے، اس کے لیے جہنم سے آزادی لکھ دی جاتی ہے۔ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۱۹۰)
- ۲- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن مؤذنون کی گردنیں سب سے طویل ہوں گی۔ (اصح للمسلم جلد اول ص ۲۰۴)
- ۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاں تک مؤذن کی آواز جاتی ہے اس کی بخشش کر دی جاتی ہے اور ہر خشک و تر چیز اس کی آواز کی تصدیق و تائید کرنی ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد ثالث ص ۸۹)
- ۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اذان پڑھی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا وہاں تک دوڑ جاتا ہے جہاں اس کی آواز نہیں پہنچتی۔ (صحیح بخاری جلد اول ص ۲۲۲)
- ۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شہر میں اذان پڑھی جائے، اللہ تعالیٰ اسے اپنے عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔ (المعجم الصغیر جلد اول ص ۱۷۹)
- ۶- حضرت معقل یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن لوگوں میں صبح کے وقت اذان پڑھی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں شام تک عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔ جن لوگوں میں شام کے وقت اذان پڑھی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں صبح تک عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔ (المعجم الکبیر رقم الحدیث ۴۹۸)
- ۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگوں کو اذان کی فضیلت اور ثواب کا علم ہو جاتا تو ان میں باہم تلوار چلتی۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۳ ص ۵۹)
- ۸- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے سات بھر باقاعدگی سے اذان پڑھی، اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (الشعب الایمان جلد ۳ ص ۱۱۹)

چند اہم مسائل:

سوال ہے کہ جس مؤذن کی خدمت کی جاتی ہو یا اس کا وظیفہ مقرر ہو، کیا اسے بھی یہ ثواب عطا ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وظیفہ یا خدمت عطا ثواب کے لیے رکاوٹ نہیں ہے۔ پھر اس میں تعیم ہے کہ وہ مسلسل سات سات سال تک اذان کہنے کی خدمات انجام دیتا رہے یا جزوی طور پر یہ سعادت حاصل کرتا رہا ہو۔ البتہ اس کے عقائد و اعمال کی صحت شرط ہے ورنہ وہ اس اجر و ثواب سے محروم

رہے گا۔ فقہاء متاخرین نے مؤذن، امام اور خطیب کے لیے جواز و وظیفہ کا فتویٰ دیا ہے۔ مزید انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر و ثواب، مغفرت و بخشش اور انعامات کا پروانہ دیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْإِمَامَ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنَ مُؤْتَمَنٌ

باب 15: امام ضامن ہوتا ہے اور مؤذن امین ہوتا ہے

191 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: الْإِمَامُ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ اللَّهُمَّ ارْشِدِ الْأَئِمَّةَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِينَ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَغَيْرٌ وَاحِدٌ عَنِ

الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَى اسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثْتُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَى نَافِعُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْحَدِيثُ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَسَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ يَقُولُ حَدِيثُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ عَائِشَةَ

قول امام بخاری: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ حَدِيثُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ عَائِشَةَ أَصَحُّ وَذَكَرَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ أَنَّهُ لَمْ يُثَبِّتْ حَدِيثُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَا حَدِيثُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ عَائِشَةَ فِي هَذَا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: امام ضامن ہوتا ہے اور مؤذن امین ہوتا ہے اے اللہ! امامت کرنے والوں کی رہنمائی کر اور اذان دینے والوں کی مغفرت کر دے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول روایت کو سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، حفص بن غیاث اور دیگر راویوں نے اعمش کے حوالے سے، ابوصالح کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔ اسباط بن محمد نے اعمش کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے وہ بیان کرتے ہیں: مجھے یہ حدیث ابوصالح کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنائی گئی ہے۔

191- اخرجه ابو داود (198/1)، كتاب الصلاة: باب: ما يجب على المؤذن من تعاهد الوقت حديث (517) واخرجه احمد (656،

232/2، 382، 424، 461، 472، 514، 260/5)

نافع بن سلیمان نے اس روایت کو محمد بن ابوصالح کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام ابو زرعة رحمہ اللہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: ابوصالح کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ابوصالح کی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول روایت سے زیادہ مستند ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد (بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ) کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: ابوصالح نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے وہ زیادہ مستند ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے علی بن مدینی کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے: وہ ابوصالح کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول روایت کو مستند قرار نہیں دیتے اسی طرح اس بارے میں ابوصالح کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول روایت کو بھی مستند قرار نہیں دیتے۔

شرح

امام ضامن اور مؤذن امین ہونے کی توضیح

مسجد کے نظام کو کامیابی سے چلانے کے لیے مؤذن اور امام کا باہم گہرا تعلق ہونا چاہیے۔ مؤذن اذان کا امین اور امام اوقات جماعت کا ضامن ہے۔ دونوں باہمی مشاورت سے نظام کو چلانے کی کوشش کریں گے تو کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔

حدیث باب "الامام ضامن" کا تعلق "جوامع الکلم" سے ہے۔ یہ حدیث کثیر مسائل میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل ہے۔ اس سے چند ایک مسائل ثابت ہوتے ہیں:

- ۱- امام، مقتدی کے لیے ارکان، اوقات اور آداب میں ضامن ہوتا ہے۔
- ۲- امام، مقتدی کی قرأت کا ضامن ہوتا ہے جس کے نتیجے میں کہا جاسکتا ہے کہ قرأت خلف الامام ناجائز ہے۔
- ۳- مفترض کی نماز متفعل کی اقتداء میں جائز نہیں ہے، کیونکہ مفترض حالت اتویٰ میں اور متفعل حالت اضعف میں ہوتا ہے۔ ضعیف اپنے سے قوی کا ضامن نہیں ہو سکتا ہے۔

- ۴- اقتداء المفترض بمفترض آخر جائز نہیں ہے کیونکہ ضمانت کے لیے فریضہ واحدہ کی تکبیر تحریرہ میں غمبولیت لازمی ہے۔
- ۵- ضمانت کا تقاضا ہے کہ امام کی نماز فاسد ہونے کے باعث مقتدی کی نماز بھی فاسد ہو جائے۔ المؤذن مؤتمن: اس کا مفہوم یہ ہے کہ مؤذن نماز کے اوقات و مسائل سے باخبر ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ

باب 16: جب مؤذن اذان دے تو (سننے والا) آدمی کیا کہے؟

192 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح قَالَ حَدَّثَنَا قَتِيْبَةُ عَنْ

مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأُمِّ حَبِيبَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبِيعَةَ وَعَائِشَةَ وَمَعَاذِ بْنِ أَنَسٍ وَمُعَاوِيَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهَكَذَا

اسناد دیگر: زَوَى مَعْمَرٌ وَغَيْرٌ وَاحِدٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ مِثْلَ حَدِيثِ مَالِكٍ وَرَوَى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَايَةُ مَالِكٍ أَصَحُّ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم اذان سنو تو اسی کی مانند کہو جو مؤذن کہتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

معمر اور کنی راویوں نے اسے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے جیسا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے روایت منقول ہے۔ عبدالرحمن بن اسحاق نے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اس روایت کو سعید بن مسیب کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

مذہب فقہاء: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ روایت زیادہ مستند ہے۔

شرح

اذان کے جواب میں مذاہب آئمہ

اذان کا جواب کن الفاظ سے دیا جائے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱- حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہما اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ اذان کا جواب اس طرح دیا جائے کہ مؤذن کے الفاظ کا ساتھ ساتھ اعادہ کیا جائے حتیٰ کہ ”حَسْبِيَ عَلَى الصَّلَاةِ“ اور ”حَسْبِيَ عَلَى الْفَلَاحِ“ کا جواب بھی انہی الفاظ کے ساتھ دیا

192- اخرجہ مالک فی الموطأ (67/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: ماجاء فی النداء للصلاة حديث (2)؛ و اخرجہ البخاری (108/2)؛ کتاب الاذان؛ باب: ما يقول اذا سمع المنادي حديث (611)؛ و اخرجہ مسلم (ابی) (241/2)؛ کتاب الصلاة؛ باب: استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه حديث (383/10)؛ و اخرجہ النسائي (23/2)؛ کتاب الاذان؛ باب: القول مثل ما يقول المؤذن حديث (673)؛ و ابن ماجه (238/1)؛ کتاب الاذان والسنة فيهما؛ باب: ما يقال اذا اذن المؤذن حديث (720)؛ والدارمي (272/2)؛ کتاب الصلاة؛ باب: ما يقال فی الاذان و ابن خزيمة (215/1)؛ فی جماع ابواب الاذان والاقامة؛ باب الامر بان يقال ما يقوله المؤذن اذا سمعه ينادي بالصلاة حديث (411)؛ و احمد (90, 6/3)

جائے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

۲۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ اور جمہور کے نزدیک بطور جواب مؤذن کے الفاظ کا انا، کیا جائے۔ البتہ ”حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ“ اور ”حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ“ کا جواب: ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“ کے الفاظ کے ساتھ دیا جائے گا۔ انہوں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے جو صحیح مسلم میں موجود ہے۔

اہل سنت کے نزدیک اذان کے الفاظ ”أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ“ کے جواب میں: ”قُرَّةٌ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ کہا جائے گا۔ صبح کی اذان میں: ”الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ“ کے جواب میں ”صَدَقْتَ وَبَرَّرْتَ“ کے الفاظ کہے جائیں گے۔ اقامت کا جواب بھی اذان کی طرح دیا جائے گا۔ البتہ ”قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ“ کے جواب میں ”أَقَامَهَا اللَّهُ وَأَدَامَهَا اللَّهُ“ کے الفاظ کہے جائیں گے۔ اذان سے قبل اور بعد میں فصل قلیل کے ساتھ درود ابراہیمی یا باریں الفاظ درود و سلام پڑھنا جائز ہے: ”الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَعَلَى آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ“ مسئلہ ثانی یہ ہے کہ کیا حدیث باب میں امر و جواب کے لیے یا استحباب کے لیے ہے؟ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں: (۱) وجوب کے لیے ہے۔ (۲) استحباب کے لیے ہے۔ ایک قول کے مطابق اقامت کا جواب بھی مستحب ہے۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک حدیث باب میں امر و جواب کے لیے ہے۔

سوال: مؤذن کے الفاظ کا اعادہ کی شکل یہ ہوگی: اے مؤذن! تم ہمارے گھر میں نماز کی غرض سے آؤ، تو یہ استہزاء اور مذاق کی صورت بن جاتی ہے؟

جواب: (۱) یہ خطاب مؤذن سے ہرگز نہیں ہے بلکہ اپنے نفس سے خطاب ہے۔ (۲) اس میں خطاب کسی سے بھی نہیں ہے بلکہ محض حصول ثواب کی غرض سے مؤذن کے الفاظ دہرائے جاتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يَأْخُذَ الْمُؤَذِّنُ عَلَى الْآذَانِ أَجْرًا

باب 17: مؤذن کا اذان کا معاوضہ لینا مکروہ ہے

193 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو زُبَيْدٍ وَهُوَ عَبْسِيُّ بَنِ الْقَاسِمِ عَنِ اشْعَثِ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ عُثْمَانَ بْنِ

أَبِي الْعَاصِ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنَّ مِنْ آخِرِ مَا عَاهَدَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ اتَّخِذَ مُؤَذِّنًا لَا يَأْخُذُ عَلَيَّ آذَانَهُ أَجْرًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عُثْمَانَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرَهُوا أَنْ يَأْخُذَ الْمُؤَذِّنُ عَلَى الْآذَانِ أَجْرًا وَاسْتَحَبُّوا

193 - اضرجه ابن ماجه (236/1)؛ کتاب الآذان والسنة فیرا: باب السنة فی الآذان صیبت (714) واضرجه العیسی (403/2)؛

صیبت (906)

لِلْمُؤَذِّنِ أَنْ يَحْتَسِبَ فِي آذَانِهِ

﴿﴾ حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے آخری عہد یہ لیا تھا: میں ایسے شخص کو مؤذن بناؤں گا جو اذان دینے کا معاوضہ نہیں لے گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا، وہ اس بات کو ناپسند کرتے ہیں: کوئی مؤذن اپنی اذان کا معاوضہ وصول کرے وہ مؤذن کے لیے یہ بات مستحب قرار دیتے ہیں: وہ اپنی اذان کا ثواب حاصل کرنے کی امید رکھے۔

شرح

اذان کے عوض اجرت وصول کرنے کا مسئلہ

اس مقام پر تین امور ہیں: (۱) عبادات محضہ مثلاً امامت، اقامت، اذان، قرآن کریم اور تفسیر و حدیث وغیرہ۔ (۲) معاملات محضہ مثلاً بیع، شراء اور اجارہ وغیرہ۔ (۳) ان دونوں سے مرکب مثلاً نکاح وغیرہ۔ اول الذکرا میں اجرت منع ہے۔ آخری دونوں امور کی اجرت وصول کرنا جائز ہے۔ اس مسئلہ پر استدلال حدیث باب سے کیا گیا ہے۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے آخری عہد یہ لیا تھا کہ میں ایسے شخص کو بطور مؤذن تعینات کروں جو اپنی اذان کا معاوضہ نہ لے۔

فقہاء متقدمین کے نزدیک پہلی صورت میں بھی معاوضہ و وظیفہ منع تھا لیکن فقہاء متاخرین نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرون اولیٰ میں خلفاء، مؤذنین، آئمہ مساجد، خطباء اور مدرسین کے وظائف بیت المال سے دیے جاتے تھے۔ بعد میں اسلامی تعلیمات کے انحطاط کے باعث بیت المال سے وظائف کا یہ سلسلہ باقی نہ رہ سکا۔ تاہم عصر حاضر میں فقہاء متاخرین کے فتویٰ کے مطابق مذکورہ خدمات سرانجام دینے والے لوگوں کے لیے مساجد، ادارہ جات کی انتظامیہ یا اہل محلہ و علاقہ وغیرہ کی طرف سے وظائف مقرر کرنا اور ان کی ضروریات پوری کرنا شرعاً و اخلاقاً واجب و ضروری ہے۔ اس لیے کہ شعائر اسلام کی بقاء اسی نظام میں ہے ورنہ شعائر اسلام ختم ہو جائیں گے۔ (مفتی محمد امجد علی اعظمی، بہار شریعت جلد اول ص ۴۷۵ مکتبہ مدینہ، کراچی)

اس حوالے سے چند دلائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

۱- العاملین علیہا پر قیاس: مصارف زکوٰۃ کے حوالے سے ارشاد بانی ہے: وَالْعَمَلِينَ عَلَيْهَا یعنی زکوٰۃ وصول کرنے والے لوگوں کو مال زکوٰۃ سے وظائف جاری کیے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح دیگر عبادات کے حوالے سے خدمات انجام دینے والے لوگوں کے لیے بھی وظائف مقرر کرنا جائز ہے۔

۲- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عمل: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ذریعہ معاش کپڑے کی تجارت تھا۔ جب آپ خلیفہ تعینات ہوئے تو آپ نے تجارت کا سلسلہ جاری رکھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ سے عرض کیا: حضور! آپ کی شایان شان اب یہ ہے کہ سلسلہ تجارت ختم فرمادیں اور بیت المال سے وظیفہ قبول فرمائیں تاکہ خلافت کی خدمات سرانجام دینے

میں کوئی وقت پیش نہ آئے۔ آپ نے صحابہ کرام کی یہ تجویز منظور فرمائی۔ اسی واقعہ پر قیاس کرتے ہوئے دینی و مذہبی خدمات انجام دینے والے لوگوں کے لیے بھی وظائف مقرر کرنا درست ہے۔

۳- قیاس علی القاضی: اسلامی اصولوں کے مطابق ”قاضی“ کا وظیفہ بیت المال سے دیا جاتا ہے۔ اس پر قیاس کرتے ہوئے شعائر اسلام کے فروغ و ترویج کی خدمات انجام دینے والے لوگوں کے وظائف بھی جائز ہیں۔

۴- القیاس علی نفقة الزوجة: زوجہ کا نان و نفقہ شوہر کے ذمہ ہے کیونکہ شوہر کی خدمت و تواضع اور ضروریات کی تکمیل کے باعث وہ باہر نہیں جاسکتی۔ اسی جزی پر قیاس کرتے ہوئے مذہبی و دینی خدمات انجام دینے والے لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے ان کے وظائف جاری کیے جاسکتے ہیں۔

بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا أَدَّى الْمُؤَذِّنُ مِنَ الدُّعَاءِ

باب 18: جب مؤذن اذان دے چکے تو آدمی کیا دعا پڑھے؟

194 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الْحَكِيمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ حَكِيمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ

﴿﴾ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اذان سننے کے بعد یہ کلمات پڑھے۔

”میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں میں اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے، حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے، اسلام کے دین ہونے سے راضی ہوں (یعنی ان پر یقین رکھتا ہوں)
(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) تو اس شخص کے گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے ہم اسے صرف لیث بن سعد کے حوالے سے حکیم بن عبد اللہ

194- اخرجه مسلم (ابن) (245/2): كتاب الصلاة: باب: استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه حديث (83/386) وابو داود (199/1, 299): كتاب الصلاة: باب: ما يقول اذا سمع المؤذن حديث (525) واخرجه النسائي (26/2): كتاب الاذان: باب: الدعاء عند الاذان حديث (679) ابن ماجه (238/1): كتاب الاذان والسنة فيما حديث (721) وابن خزيمة (220/1) ابن جماع ابواب الاذان والاقامة: باب: فضيلة الشراة لله عز وجل بوعدائنه والنبي صلى الله عليه وسلم برسائه حديث (421) (422) وعبد بن حميد ص (78) حديث (142) واخرجه احمد (181/1) (1565)

بن قیس کے حوالے سے جانتے ہیں۔

بَابُ مِنْهُ الْاٰخَرُ

باب 19: بلا عنوان

195 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ بْنُ عَسْكَرٍ الْبَغْدَادِيُّ وَابْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالََا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشِ الْحِمَاصِيُّ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ التَّامَّةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ اتِّ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ إِلَّا حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَوَاهُ غَيْرَ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ
توضیح راوی: وَأَبُو حَمْزَةَ اسْمُهُ دِينَارٌ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اذان سن کر یہ پڑھے۔
”اے اللہ! اے اس مکمل دعوت کے پروردگار اور (اس کے نتیجے میں) کھڑی ہونے والی نماز (کے پروردگار) تو
حضرت محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں اس مقام محمود پر فائز کر دے جس کا تو نے ان کے ساتھ وعدہ
کیا ہے“

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) تو اس شخص کے لیے قیامت کے دن شفاعت حلال ہو جائے گی (یعنی اسے شفاعت نصیب ہوگی)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ یہ محمد بن منکدر کے حوالے سے منقول ہے ہمیں ایسے کسی راوی کا علم نہیں ہے جس نے اس روایت کو نقل کیا ہو صرف شعیب بن ابو حمزہ نے محمد بن منکدر کے حوالے سے اسے نقل کیا ہے۔
ابو حمزہ کا نام دینار ہے۔

195- اخرجه البخاری (112/2)؛ كتاب الاذان: باب: الدعاء عند النداء حديث (614) والبخاری فی خلقه افعال العباد (20) وابو داؤد: (201/1)؛ كتاب الصلاة: باب ما جاء في الدعاء عند الاذان حديث (529) النسائي (26/2)؛ كتاب الاذان: باب: الدعاء عند الاذان واخرجه ابن ماجه (239/1)؛ كتاب الاذان والسنة فبريا: باب: ما يقال اذا اذن المؤذن (722) وابن خزيمة (220/1)؛ كتاب جماع ابواب الاذان والاقامة: باب: صفة الدعاء عند مسالة الله عزوجل للنبي صلى الله عليه وسلم عند الوسيلة حديث (420) واخرجه احمد (344/3)

شرح

اذان کی دعا

اذان سن کر دعا کرنا مسنون ہے۔ اس موقع پر مختلف دعائیں وارد ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اذان کے بعد یہ دعا پڑھے: "انا اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمداً عبده ورسوله رضيت بالله رباً وبمحمد رسولا وبالا سلام ديناً غفله ذنبه" تو اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اذان سن کر یہ دعا کی: "اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة ات محمد الوسيلة والفضيلة وابعثه مقاماً محموداً الذي وعدته" قیامت کے دن اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگی۔ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۱۹۵)

۳- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم اذان سنو تو اس کے الفاظ کا اعادہ کرتے جاؤ، پھر تم مجھ پر درود پاک پڑھو کیونکہ جب کوئی شخص مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔"

نوٹ: اذان کے بعد کوئی بھی درود پاک پڑھا جاسکتا ہے خواہ درود ابراہیمی ہو یا دوسرا کوئی درود۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص اذان کے بعد درود شریف پڑھ کر دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو رد نہیں کرتا۔ (اصح للمسلم - مشکوٰۃ جامع ترمذی جلد ثانی ص ۲۸)

سوال: حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اذان کے بعد پڑھی جانے والی دو دعائیں نقل فرمائی ہیں اور دونوں کے الفاظ و فضیلت الگ ہے، تو اس طرح تعارض ہوا؟

جواب: (۱) اذان سن کر دونوں میں سے جو بھی دعا کی جائے جائز ہے یعنی دعاؤں کے انتخاب میں پڑھنے والے کو اختیار حاصل ہے۔ (۲) پہلے باب کی دعا نماز کے درمیان چار بار شہادتوں کے بعد مجموعی طور پر جواب میں پڑھی جاتی ہے۔ دوسرے باب کی دعا اذان کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

اذان کو دعوت تامہ کہنے کی وجہ: سوال یہ ہے کہ اذان کے بعد پڑھی جانے والی دعا کو دعوت تامہ کیوں کہا جاتا ہے؟ اس دعا کو دعوت تامہ کہنے کی متعدد وجوہات ہیں:

۱- اس میں شرک سے بیزاری کا اظہار کیا گیا ہے۔ (۲) یہ دعا تا صبح قیامت باقی و جاری رہے گی۔ (۳) یہ دعا اس قابل ہے کہ با وضو، قبلہ رخ، بلند آواز، ترتیل کے ساتھ اور دیگر آداب کو پیش نظر رکھ کر کی جاتی ہے۔ (۴) کلمہ طیبہ افضل الذکر ہے اور یہ دعا اس پر مشتمل ہونے کے سبب دعوت تامہ قرار پائی۔

"الصلوة القائمة" سے مراد: (۱) نماز تا صبح قیامت موجود رہے گی۔ (۲) اذان تا قیامت باقی رہے گی۔ ان دونوں کا

تعلق شعار اسلام سے ہے، اس لیے ان دونوں کو دوام حاصل ہے۔

الوسیلہ کا معنی و مصداق: وسیلہ کا معنی ہے: مایتو بسل بہ للتقرب یعنی ہر وہ چیز جو قرب خداوندی کا ذریعہ ثابت ہو۔ اس کا مصداق ہے: (۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، (۲) عمل صالح، (۳) قرآن کریم (۴) درجہ عالیہ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ الدُّعَاءَ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ

باب 20: اذان اور اقامت کے درمیان کی جانے والی دعا مسترد نہیں ہوتی

196 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُو أَحْمَدَ وَأَبُو نَعِيمٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ الْعَمِيِّ عَنْ أَبِي إِيَّاسٍ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: الدُّعَاءُ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَنَسِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ أَبُو اسْحَقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَنَسِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ هَذَا

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اذان اور اقامت کے درمیان کی جانے والی دعا مسترد نہیں ہوتی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابو اسحق ہمدانی نے اسے برید بن ابومریم کے حوالے سے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

شرح

اذان و اقامت کے درمیان وقت قبولیت دعا

اللہ تعالیٰ سے جب بھی دعا کی جائے جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا کرنے والا پسندیدہ شخص ہے۔ کچھ اوقات ایسے ہیں جن میں کی جانے والی دعا درجہ اجابت کو پہنچ جاتی ہے۔ ان میں سے چند ایک اوقات یہ ہیں:

(۱) اذان و اقامت کے مابین وقت۔ (۲) جمعۃ المبارک کے دن نماز عصر سے نماز مغرب تک کا وقت۔ (۳) شب قدر میں بعد از نماز مغرب تا طلوع صبح صادق۔ (۴) طواف بیت اللہ کے نوافل کے بعد۔ (۵) جمعۃ المبارک کے دن دونوں خطبوں کے درمیان۔ (۶) بیت اللہ پر پہلی نظر پڑنے پر۔

196- اخرجہ ابو داؤد (199/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: ما يقول اذا سمع المؤذن حديث (522) و اخرجہ احمد (119/3)

بَابُ كَمْ فَرَضَ اللَّهُ عَلَى عِبَادِهِ مِنَ الصَّلَوَاتِ

باب 21: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟

197 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النِّسَابِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: فَرَضَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً أُسْرِي بِهِ الصَّلَوَاتُ خَمْسِينَ ثُمَّ نَقَصَتْ حَتَّى جُعِلَتْ خَمْسًا ثُمَّ نُودِيَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّهُ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَإِنَّ لَكَ بِهَذِهِ الْخَمْسِ خَمْسِينَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ وَأَبِي ذَرٍّ وَأَبِي قَتَادَةَ وَمَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ وَأَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جس رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کروائی گئی آپ پر پچاس نمازیں فرض کی گئی تھیں ان میں کمی کی گئی یہاں تک کہ انہیں پانچ کر دیا گیا پھر یہ اعلان کیا گیا: اے محمد! ہمارا فرمان تبدیل نہیں ہوتا ان پانچ کے عوض میں تمہارے لیے پچاس (نمازوں کا ثواب) ہوگا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کی جانے والی نمازوں کی تعداد اور ان میں حکمتیں

اللہ تعالیٰ کی طرف سے شب معراج میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ الہی میں حاضر ہو کر نمازوں میں تخفیف کے لیے عرض کرنے پر نمازیں کم ہو کر پانچ باقی رہ گئیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا: اے محبوب! آپ کی امت یہ پانچ نمازیں پڑھے گی تو ہم انہیں پچاس نمازوں کا ثواب عطا فرمائیں گے۔

سوال: نمازوں کی تعداد چھ ہونی چاہیے کیونکہ عشاء کی نماز میں نماز وتر بھی شامل ہے؟

جواب: نماز وتر نماز عشاء کے تابع ہو کر فقط ایک نماز بنتی ہے۔ لہذا تخفیف کے بعد باقی رہنے والی پانچ نمازیں ہوئیں۔

سوال: کیا نمازیں منسوخ ہو کر پچاس سے پانچ رہ گئیں یا کوئی اور وجہ ہے؟

جواب: پچاس نمازوں میں تخفیف کے بعد پانچ نمازیں باقی رہ گئیں۔ اس میں متعدد حکمتیں ہیں: (۱) اس میں اس بات کی توجیح کرنا مقصود تھا کہ پانچ نمازیں اجر و ثواب کے لحاظ سے پچاس ہی ہیں۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ و مقام کا اظہار۔ (۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امت پر شفقت و مہربانی کی انتہا۔ (۴) ارشاد ربانی: وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ أَنْ كَعَمَلِي أَظْهَارًا، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء علیہم السلام کو مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھائی تھی۔ (۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے بار بار مشورہ دینے کے باعث نمازوں کی تخفیف کی گئی۔ اس سے جواز وسیلہ ثابت ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ

باب 22: پانچ نمازوں کی فضیلت

198 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَا لَمْ تَغْشَ الْكَبَائِرُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَنَسٍ وَحَنْظَلَةَ الْأَسِيدِيِّ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: پانچ نمازیں، ایک جمعہ دوسرے جمعے تک ان کے درمیان کیے جانے والے (گناہوں کا) کفارہ ہوتے ہیں جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

نماز پنجگانہ کے فضائل

نماز پنجگانہ کے فضائل احادیث صحیحہ میں بیان کیے گئے ہیں، اس حوالے سے چند ایک احادیث مبارکہ ذیل میں پیش کی جاتی

198- اخرجہ مسلم (ابی) (25/2): كتاب الطهارة: باب الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة و..... حدیث (233/14) واخرجہ ابن ماجہ (345/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيهما: باب في فضل الجمعة حدیث (1086) وابن خزيمة (162/1): كتاب الصلاة: باب: ذكر الدليل على ان الصلوات الخمس انما تكفر صفات الذنوب دون كبائرهما حدیث (314) و (158/3): في جماع ابواب الاذان والخطبة في الجمعة: باب: ذكر الخبر المفسر للاخبار المجملة التي ذكرتها في الابواب المتقدمة حدیث (1814) واخرجہ احمد (484/2)

ہیں:

۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: (۱) شہادت تو حید و رسالت۔ (۲) نماز قائم کرنا۔ (۳) زکوٰۃ ادا کرنا۔ (۴) حج کرنا۔ (۵) رمضان کے روزے رکھنا۔

(جامع ترمذی، الصحیح للمسلم جلد اول ص ۲۷)

۲- پانچوں نمازیں، جمعہ سے جمعہ تک اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک جو درمیان میں گناہ ہوتے ہیں، ان کو مٹا دیتے ہیں۔ (صحیح للمسلم جلد اول ص ۱۳۴)

۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: وقت میں نماز ادا کرنا۔ میں نے عرض کیا: پھر کیا ہے؟ فرمایا: والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ میں نے عرض کیا: پھر کیا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔

(محمد بن اسماعیل بخاری، الصحیح للبخاری جلد اول ص ۱۹۶)

۴- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے بچوں کی عمر سات سال کی ہو جائے تو انہیں نماز ادا کرنے کا حکم دو اور جب ان کی عمر دس سال کی ہو جائے تو انہیں مار کر نماز پڑھاؤ۔ (سنن ابی داؤد جلد اول ص ۲۰۸)

۵- حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جاڑوں کے موسم میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور درختوں کے پتے گرنے کا زمانہ تھا۔ آپ نے دو ٹہنیاں ہاتھ میں لیں تو ان کے پتے گرنے لگے۔ آپ نے فرمایا: اے ابو ذر! میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ فرمایا: جب مسلمان نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں، جس طرح اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۸ ص ۱۳۳)

۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے گھر میں بہترین وضو کر کے مسجد کی طرف نماز ادا کرنے کے لیے آتا ہے تو اس کے ہر قدم پر ایک گناہ مٹتا ہے اور ایک قدم پر درجہ بلند ہوتا ہے۔

(صحیح للمسلم جلد اول ص ۳۳۶)

۷- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مسلمان نماز ادا کرنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان سے حجابات اٹھالے جاتے ہیں اور حور عین اس وقت تک اس کا استقبال کرتی ہیں جب تک وہ ناک صاف نہ کرے یا نہ کھنکارے۔

(الترغیب والترہیب للمذہبی جلد اول ص ۱۲۶)

۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کی چابی نماز ہے اور نماز کی چابی طہارت (وضو) ہے۔ (صحیح للمسلم)

۹- حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے ایک سجدہ

کرتا ہے، اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے، ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے اور ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۸ ص ۱۰۴)

مالم تغش الكبائر: اس کے دو مفاہیم ہیں: (۱) صغیرہ سب گناہ معاف ہو جاتے لیکن کبیرہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ (۲) اس آیت قرآنی کی طرف اشارہ ہے: اتجتنوا کبیر ماتنہون عنہ نفکر عنکم سیئاتکم اگر تم کبائر سے بچو گے تو صغیرہ کو ہم نیکیوں کے سبب معاف کر دیں گے۔ ارشاد ربانی: ان الحسنات یدھبن السيئات، بیشک نیکیوں کے سبب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

سوال: جب نمازوں کے باعث گناہ معاف ہو گئے تو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک، ایک حج سے دوسرے حج تک اور ایک رمضان سے لے کر دوسرے رمضان تک گناہ مٹائے جانے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: (۱) نماز پنجگانہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں جبکہ باقی عبادات سے درجات بلند کیے جاتے ہیں۔ (۲) اشیاء دو قسم کی ہوتی ہیں: (۱) مفرد، (۲) مرکب۔ مفرد کا خاصہ الگ ہے اور مرکب کا خاصہ الگ ہے۔ نماز بمنزل مفرد کے ہے اور باقی عبادات بمنزل مرکب کے ہیں۔

سوال: صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کی وضاحت کریں؟

جواب: گناہ صغیرہ اور گناہ کبیرہ کی تعریف میں بہت سے اقوال ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ جس گناہ پر آتش جہنم یا عذاب یا لعنت یا غضب کی وعید وارد ہو، وہ کبیرہ ہے ورنہ صغیرہ ہوگا۔

۲۔ ہر گناہ اپنے مافوق کے اعتبار سے صغیرہ اور اپنے ماتحت کے اعتبار سے کبیرہ ہے۔

۳۔ جس گناہ میں حدنی الدنیا یا نارنی الاخرۃ کا ذکر ہو، وہ کبیرہ ہوگا ورنہ صغیرہ۔

۴۔ جس گناہ کو مسلمانوں کی اکثریت قرآن و سنت کے مطابق کبیرہ تصور کرے وہ صغیرہ جس کو کبیرہ کے برابر نہ سمجھیں وہ صغیرہ ہے۔

۵۔ جو گناہ خوفزدہ ہو کر کیا جائے وہ صغیرہ اور جو بلا خوف کیا جائے، وہ کبیرہ ہے۔

۶۔ قرآن و سنت میں جس گناہ کو صراحتاً بیان کیا گیا ہو، وہ کبیرہ ورنہ صغیرہ ہے۔

۷۔ جس گناہ سے حرمت دین یا حرمت خداوندی کو توڑا گیا ہو اور مسلمان بھی اسے قبیح تصور کرتے ہوں، وہ کبیرہ ہے ورنہ صغیرہ۔

۸۔ ایسا کام جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہو، وہ گناہ کبیرہ ہے ورنہ صغیرہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْجَمَاعَةِ

باب 23: باجماعت نماز کی فضیلت

199 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ

اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متن حدیث: صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ عَلَى صَلَاةِ الرَّجُلِ وَحَدَهُ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي بِنِ كَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهَكَذَا رَوَى نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدیث دیگر: أَنَّهُ قَالَ تَفْضُلُ صَلَاةُ الْجَمِيعِ عَلَى صَلَاةِ الرَّجُلِ وَحَدَهُ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَعَامَّةٌ مَنْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا قَالُوا خَمْسٍ وَعِشْرِينَ إِلَّا ابْنُ عُمَرَ فَإِنَّهُ قَالَ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: باجماعت نماز آدمی کے تنہا نماز پڑھنے پر ستائیس گنا فضیلت رکھتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس روایت کو نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے: باجماعت نماز ادا کرنا آدمی کے تنہا نماز پڑھنے پر ستائیس گنا فضیلت رکھتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جن حضرات نے اس روایت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے نقل کیا ہے انہوں نے عام طور پر یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔ پچیس گنا فضیلت رکھتا ہے۔

تاہم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس میں لفظ ”ستائیس گنا“ نقل کیا ہے۔

200 سند حدیث: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَعِيدِ

بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

199- اضرجه مالك (129/1): كتاب صلاة الجماعة: باب فضل صلاة الجماعة على صلاة الفرد حديث (1) و اضرجه البخاري (154/2): كتاب الاذان: باب: فضل صلاة الجماعة حديث (645) (161/2): باب: فضل صلاة الفجر في جماعة حديث (649) و مسلم (ابى) (587/2): كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: فضل صلاة الجماعة حديث (650/249, 000/250) و النسائي (103/2): كتاب الامامة: باب فضل الجماعة حديث (837) و ابن ماجه (259/1): كتاب المساجد و الجماعات حديث (789) و الدارمي (293, 292/1): كتاب الصلاة: باب: في فضل صلاة الجماعة و اضرجه احمد (17/2) (4670) (102/2) (5779) (112/2) (5921) (156/2) (6455)

متن حدیث: إِنَّ صَلَاةَ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ وَحَدَّهُ بِخَمْسَةِ وَعِشْرِينَ جُزْأً
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: آدمی کا باجماعت نماز ادا کرنا اس کے تنہا نماز ادا کرنے پر پچیس گنا فضیلت رکھتا ہے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

فضائل جماعت

نماز باجماعت ادا کرنے کے فضائل کثیر احادیث میں بیان کیے گئے ہیں، اس حوالے سے چند احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں:

۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز باجماعت، اکیلے پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ ہے۔ (اصح للبخاری جلد اول ص ۲۳۲)

۲- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کامل وضو کیا، پھر فرض کی ادائیگی کے لیے نکلا اور امام کے ساتھ نماز پڑھی، تو اس کے گناہ بخش جاتے ہیں۔ (صحیح ابن خزیمہ جلد ثانی ص ۳۷۳)

۳- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز باجماعت سے محروم رہنے والا اگر جانتا کہ اس کی ادائیگی کرنے والے کے لیے کیا ہے؟ وہ گھٹا ہوا حاضر ہونے کو پسند کرتا۔ (المعجم الکبیر جلد ۸ ص ۲۲۳)

۴- حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص چالیس راتیں مسجد میں نماز عشاء باجماعت پڑھے کہ اس کی تکبیر تحریمہ بھی فوت نہ ہوئی ہو، اللہ اس کے لیے دوزخ سے آزادی لکھ دیتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ جلد اول ص ۴۳۷)

۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے چالیس دن باجماعت نماز ادا کرے کہ تکبیر تحریمہ بھی فوت نہ ہوئی ہو، تو اس کے لیے دو آزادیاں لکھ دی جاتی ہیں: (۱) آگ سے، (۲) نفاق سے۔ (جامع ترمذی جلد اول ص ۲۷۴)

200- اخرجہ مالک فی الموطأ (129/1)؛ کتاب صلاة الجماعة: باب: فضل صلاة الجماعة على صلاة الفرد حديث (2) و اخرجہ البخاری (160/2) کتاب الاذان: باب: فضل صلاة الفجر في جماعة حديث (648) و مسلم ابی (584/2, 586) کتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: فضل صلاة الجماعة و بيان التشديد في التخلف عنها حديث (649/ 245) (649/ 246) و اخرجہ النسائی (240/1)؛ کتاب الصلاة: باب: فضل صلاة الجماعة حديث (486) (103/2)؛ کتاب الامامة: باب: فضل الجماعة حديث (838) و ابن ماجه (258/1)؛ کتاب المساجد و الجماعات: باب: فضل الصلاة في جماعة حديث (787) و بطریق آخر عن ابی صالح عن ابی بصیرة حديث (786) و الدارمی (292/1)؛ کتاب الصلاة: باب: فضل صلاة الجماعة و اخرجہ احمد (501, 486, 473, 396, 266, 264, 233/2)

۶- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے نماز عشاء باجماعت ادا کی، اسے نصف رات کا ثواب دیا جاتا ہے اور جس نے فجر کی نماز باجماعت پڑھی، اسے پوری رات نماز کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔

(اصح للمسلم، جلد اول ص ۳۲۹)

۷- حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی بستی میں تین آدمی رہتے ہوں اور وہ نماز باجماعت نہ پڑھیں تو شیطان ان پر مسلط ہوا جاتا ہے، تم جماعت کا اہتمام کرو کیونکہ بھیڑ یا اس بکری کو پھاڑتا ہے جو ریوڑ سے جدا ہوتی ہے۔ (سنن نسائی، جلد اول ص ۱۴۷)

۸- تم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور فرشتے ان لوگوں پر درود بھیجتے ہیں جو باہم صفیں ملاتے ہیں۔ (المسند امام احمد بن حنبل جلد ۸ ص ۲۹۵)

ایک سوال اور اس کا جواب

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فضائل جماعت کے حوالے سے دو احادیث کی تخریج فرمائی ہے۔ پہلی حدیث میں اکیلا نماز پڑھنے کی نسبت باجماعت پڑھنے والے کو ستائیس گنا زیادہ اور دوسری روایت میں پچیس گنا زیادہ ثواب ملنے کا ذکر ہے، تو اس طرح دونوں روایات میں تعارض ہوا؟

بعض حضرات نے پچیس درجہ والی روایت کو ترجیح دی ہے اور بعض نے ستائیس درجہ والی روایت کو۔ علاوہ ازیں دونوں روایات میں تطبیق کی بھی کوشش کی گئی ہے، جس میں متعدد اقوال ہیں۔ چند مشہور اقوال درج ذیل ہیں:

۱- عدد قلیل، عدد کثیر کے خلاف نہیں ہوا کرتا بلکہ عدد قلیل، عدد کثیر میں شامل ہوا کرتا ہے، چنانچہ عدد ۲۷ میں عدد ۲۵ شامل و داخل ہے۔

۲- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اپنی امت کو ۲۵ گنا زیادہ کی ترغیب دی، پھر ۲۷ گنا کی ترغیب دی ہو۔

۳- نماز فجر اور نماز عشاء کا ثواب ۲۷ گنا زیادہ جبکہ باقی نمازوں کا ثواب ۲۵ گنا زیادہ ہو۔

۴- نماز فجر اور نماز عصر کا ثواب ۲۷ گنا اور باقی نمازوں کا ثواب ۲۵ گنا زیادہ دیا جاتا ہے۔

۵- جہری نمازوں کا ثواب ۲۷ گنا اور سری نمازوں کا ۲۵ گنا زیادہ ہو۔

۶- جماعت کثیرہ کا ثواب ۲۷ گنا زیادہ جبکہ جماعت قلیلہ کا ثواب ۲۵ گنا زیادہ ہو۔

۷- اگر نماز میں خشوع و اخلاص زیادہ ہو، تو ثواب ۲۷ گنا زیادہ اور اگر کم ہو، تو ثواب ۲۵ گنا زیادہ۔

۸- اگر کوئی شخص پوری جماعت میں شامل ہو، تو اسے ۲۷ گنا اور اگر بعض جماعت میں شامل ہو، تو اس کا ثواب ۲۵ گنا زیادہ ہو۔

۹- جو شخص جماعت سے قبل مسجد میں پہنچا اور وہ انتظار کے بعد جماعت میں شامل ہوا، تو اس کا ثواب ۲۷ گنا زیادہ ورنہ ثواب ۲۵ گنا زیادہ ہوگا۔

۱۰- دنیا میں انوار و برکات کا ثواب ۲۵ گنا اور آخرت کے انوار و برکات کا ثواب ۲۷ گنا زیادہ ہوگا۔

- ۱۱- مسجد کے اندر کوئی شخص نماز پڑھے تو اسے ۲۷ نمازوں کا ثواب اور اگر نماز مسجد کے باہر ادا کی تو اس کا ثواب ۲۵ گنا زیادہ ہے۔
 ۱۲- دور سے مسجد میں آئے تو ثواب ۲۷ گنا زیادہ اور اگر قریب سے آئے تو ثواب ۲۵ گنا زیادہ ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ يَسْمَعُ النِّدَاءَ فَلَا يُجِيبُ

باب 24: جو شخص اذان سن کر اس کا جواب نہ دے

201 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمُرَ فِتْيَتِي أَنْ يَجْمَعُوا حُزْمَ الْحَطَبِ ثُمَّ أُمَرَ بِالصَّلَاةِ فَتَقَامَ ثُمَّ أُحْرِقَ عَلَيَّ أَقْوَامٌ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَمُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ وَجَابِرٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مَذَاهِبُ فَتَهَاءَ: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَالُوا مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يُجِبْ فَلَا صَلَاةَ لَهُ

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هَذَا عَلَى التَّغْلِيظِ وَالتَّشْدِيدِ وَلَا رُخْصَةَ لِأَحَدٍ فِي تَرْكِ الْجَمَاعَةِ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں کچھ نوجوانوں کو یہ ہدایت کروں کہ وہ لکڑیوں کے گٹھے اکٹھے کریں پھر میں نماز کے لیے حکم دوں تو وہ قائم کر لی جائے پھر میں ان لوگوں کو آگ لگا دوں جو نماز باجماعت میں شریک نہیں ہوئے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی اصحاب نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ وہ یہ بیان کرتے ہیں: جو شخص اذان سنے اور اس کا جواب نہ دے (یعنی مسجد میں نہ آئے) تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔

بعض اہل علم نے اس روایت کو تا کید اور سختی (شدید ترغیب یا تنبیہ پر) محمول کیا ہے اور انہوں نے جماعت ترک کرنے کی

201- اضرحة مسلم (ابی) (584/2) کتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: فضل صلاة الجماعة و بيان التشديد في التخلف عنها

حدیث (649/245) و اضرحة ابو داؤد (205/1): کتاب الصلاة: باب: في التشديد في ترك الجماعة حدیث (549) و اضرحة احمد

فی مسنده (539, 472/2)

رخصت کسی کو بھی نہیں دی البتہ عذر کی وجہ سے اسے ترک کیا جاسکتا ہے۔

202 آثار صحابہ: قَالَ مُجَاهِدٌ وَسَبِيلَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَجُلٍ يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ لَا يَشْهَدُ جُمُعَةً وَلَا

جَمَاعَةً قَالَ هُوَ فِي النَّارِ

قَالَ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ هَذَا حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ وَمَعْنَى الْحَدِيثِ أَنْ لَا يَشْهَدَ الْجَمَاعَةَ وَالْجُمُعَةَ رَغْبَةً عَنْهَا وَاسْتِخْفَافًا بِحَقِّهَا وَتَهَاوُنًا بِهَا

﴿﴾ مجاہد بیان کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا: جو دن کے وقت روزہ رکھتا ہے اور رات کے وقت نفل پڑھتا رہتا ہے، لیکن وہ جمعہ کی نماز میں یا باجماعت نماز میں شریک نہیں ہوتا، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ جہنم میں جائے گا۔

اس روایت کو حماد نے محارب بن ادریس سے اور انہوں نے مجاہد سے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کا مفہوم یہ ہے: وہ شخص جماعت اور جمعہ میں ان نمازوں سے قصداً اجتناب اختیار کرتے ہوئے شریک نہیں ہوتا اور اس کے حق کو کم تر سمجھتا ہے اور اسے ہلکا شمار کرتا ہے۔

شرح

تاریخین جماعت کی وعید اور جماعت کی شرعی حیثیت میں مذاہب آئمہ

اجابت اذان کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: (۱) اجابت قولی یعنی اذان کا اپنی زبان سے جواب دینا، یہ سنت ہے۔ (۲) اجابت فعلی یعنی مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنا۔ اس کی شرعی حیثیت میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جماعت فرض عین ہے، حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ جماعت فرض کفایہ ہے اور امام ابن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک واجب ہے۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے یہ ارادہ کیا کہ کچھ لوگوں کو لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں، پھر نماز کا حکم دوں جو وہ قائم کریں، پھر میں ان لوگوں کو گھروں سمیت نذر آتش کر دوں جو جماعت میں شامل نہیں ہوتے۔“ (اصح المسلم جلد اول ص ۳۲۷) علاوہ ازیں انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فتویٰ سے بھی استدلال کیا ہے کہ آپ سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ وہ دن بھر روزہ رکھتا ہے اور رات بھر قیام کرتا ہے لیکن وہ نماز جمعہ اور باجماعت نماز میں شامل نہیں ہوتا؟ آپ نے جواب دیا: وہ جہنمی ہے۔ اس حدیث اور فتویٰ میں تاریخین جماعت وغافلین جمعہ کے لیے نذر آتش کرنے اور جہنمی ہونے کی جو وعید سنائی گئی ہے، اس سے جماعت کی فرضیت و وجوب ثابت ہوتا ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک جماعت فرض یا واجب نہیں ہے بلکہ سنت مؤکدہ ہے۔ انہوں نے ان روایات سے استدلال کیا ہے جن میں ترک جماعت کے اعذار بیان کیے گئے ہیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل اور

حضرت امام ہمام رحمہم اللہ تعالیٰ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حدیث خبر واحد ہے اور فتویٰ ایک صحابی کا اثر ہے، ان سے فرض اور وجوب ثابت نہیں ہو سکتا۔ البتہ ان میں تارک جماعت کی وعید شدید بیان کی گئی ہے جس سے سنت مؤکدہ ثابت ہوتی ہے مثلاً کوئی شخص باجماعت نماز نہیں پڑھتا تو آئمہ ثلاثہ کے نزدیک اس کی نماز نہیں ہوگی۔ حضرت امام اعظم اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی نماز تو ہو جائے گی لیکن ترک جماعت کی وجہ سے اس کے ثواب میں کمی ہوگی اور وہ گناہگار ہوگا۔ ثانیاً ان دلائل میں جماعت کی فرضیت بیان نہیں کی گئی بلکہ وعید وترہیب بیان کر کے شعار اسلام کے تحفظ کا درس دیا گیا ہے کیونکہ جماعت کی شکل میں مسلمانوں کے اجتماع سے اسلام کی عظمت اور شان و شوکت کا اظہار ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي وَحْدَهُ ثُمَّ يُدْرِكُ الْجَمَاعَةَ

باب 25: جو شخص تنہا نماز ادا کرے اور پھر جماعت کو بھی پالے

203 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ

الْأَسْوَدِ الْعَامِرِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهُ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ قَالَ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ وَأَنْحَرَفَ إِذَا هُوَ بِرَجُلَيْنِ فِي أُخْرَى الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّيَا مَعَهُ فَقَالَ عَلَيَّ بِهِمَا فَجِئْتُ بِهِمَا تَرَعَدُ فَرَأَيْتُهُمَا فَقَالَ مَا مَنَعَكُمَا أَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا فَقَالَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا قَدْ صَلَّيْنَا فِي رِحَالِنَا قَالَ فَلَا تَفْعَلَا إِذَا صَلَّيْتُمَا فِي رِحَالِكُمَا ثُمَّ أَتَيْتُمَا مَسْجِدَ جَمَاعَةٍ فَصَلِّيَا مَعَهُمْ فَإِنَّهَا لَكُمْ نَافِلَةٌ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ مَحْجَنِ الدِّبَلِيِّ وَيَزِيدَ بْنِ عَامِرٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ يَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَهُوَ قَوْلٌ غَيْرٌ وَاحِدٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَأَسْحَقُ قَالُوا إِذَا صَلَّى الرَّجُلُ وَحْدَهُ ثُمَّ أَدْرَكَ الْجَمَاعَةَ فَإِنَّهُ يُعِيدُ الصَّلَاةَ كُلَّهَا فِي الْجَمَاعَةِ وَإِذَا صَلَّى الرَّجُلُ الْمَغْرِبَ وَحْدَهُ ثُمَّ أَدْرَكَ الْجَمَاعَةَ قَالُوا فَإِنَّهُ يُصَلِّيُهَا مَعَهُمْ وَيَشْفَعُ بِرُكْعَةٍ وَالَّتِي صَلَّى وَحْدَهُ هِيَ الْمَكْتُوبَةُ عِنْدَهُمْ

203- اخرجہ ابوداؤد (213/1): کتاب الصلاة: باب: فیمن صلی فی منزله ثم ادرك الجماعة یصلی معهم حدیث (575) (576) (223/1) باب: الامام ینصرف بعد التسليم حدیث (614) والنسائی (113, 112/2): کتاب الامامة: باب اعادة الفجر مع الجماعة لمن صلی وحده حدیث (858) والدارمی (318, 317/1): کتاب الصلاة: باب: اعادة الصلوات فی الجماعة بعد ما صلی فی بیته وابن خزیمة (262/2) فی جماع ابواب الاوقات التی ینسب عن التطوع فیمن باب: ذکر الدلیل علی ان نسی النبی صلی الله علیه وسلم عن الصلاة بعد الصبح حتی نطلع الشمس وهدیث (1279) و (67/3): فی جماع ابواب قیام المؤمنین خلف الامام: باب: الصلاة جماعة بعد صلاة الصبح منفردا فتكون الصلاة جماعة للمأموم نافلة وهدیث (1638) (106, 105/3): باب: انصراف الامام من الصلاة التی لا ینتطوع بعدها حدیث (1713) و اخرجہ احمد (161, 170/4)

﴿﴾ جابر بن یزید بن اسود عامری اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حج میں شریک ہوا میں نے آپ کے ساتھ صبح کی نماز مسجد خیف میں ادا کی جب آپ نے اپنی نماز مکمل کر لی اور آپ نے مڑ کر دیکھا تو وہاں دو آدمی موجود تھے جو لوگوں کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے ان دونوں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا نہیں کی تھی آپ نے فرمایا: انہیں میرے پاس لاؤ! ان دونوں کو لایا گیا ان کے اعضاء پر کپچی طاری تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم دونوں نے ہمارے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی؟ ان دونوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم اپنی رہائش میں نماز ادا کر چکے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کرو! جب تم اپنی رہائش میں نماز ادا کر لو اور پھر تم دونوں باجماعت نماز والی مسجد میں آؤ تو وہاں لوگوں کے ساتھ بھی نماز ادا کر لو تو یہ تم دونوں کے لیے نفل نماز ہو جائے گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت مجن رحمۃ اللہ علیہ اور یزید بن عامر رحمۃ اللہ علیہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یزید بن اسود سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
کئی اہل علم کا یہی قول ہے۔

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔
یہ حضرات یہ بیان کرتے ہیں: جب کوئی آدمی تنہا نماز ادا کرے اور پھر وہ جماعت کو پالے، تو وہ تمام نمازوں کو جماعت کے ہمراہ دوبارہ پڑھے گا۔ لیکن اگر کوئی شخص مغرب کی نماز تنہا ادا کر لیتا ہے، پھر وہ جماعت کو پاتا ہے، تو یہ حضرات فرماتے ہیں: یہ لوگوں کے ساتھ اس نماز کو ادا کرے گا، اور ایک رکعت کے ذریعے اس نماز کو جفت کر لے گا، کیونکہ ان حضرات کے نزدیک جو نماز اس نے تنہا ادا کی تھی وہ اس کے لیے فرض نماز شمار ہوگی۔

شرح

انفرادی نماز کے بعد جماعت پانے کی صورت میں اس میں شمولیت کے حوالے سے مذاہب آئمہ

اگر کوئی شخص گھر میں انفرادی طور پر نماز پڑھنے کے بعد مسجد میں جاتا ہے اور جماعت پالیتا ہے تو کیا وہ جماعت میں شمولیت کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا شخص تمام نمازوں کی جماعت میں شامل ہو سکتا ہے، کیونکہ ان کے نزدیک نماز عصر اور نماز فجر کے بعد نوافل ادا کرنا مکروہ نہیں ہیں۔ البتہ نماز مغرب میں مزید ایک رکعت شامل کر کے شفعہ بنالی جائے گی۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے، جس میں اس بات کی صراحت ہے کہ انفرادی طور پر گھر میں نماز ادا کرنے والے دو شخص جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جماعت میں شامل نہ ہوئے تھے، آپ نے ان سے اظہار ناراضگی فرمایا اور آئندہ ایسا نہ کرنے کی تاکید فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا تخصیص و استثناء انہیں جماعت میں شمولیت کا حکم دیا۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ انفرادی طور پر اپنے گھر میں نماز پڑھنے والا شخص مسجد میں جماعت

پاتا ہے تو نماز ظہر اور نماز عشاء کی جماعت میں شامل ہو سکتا ہے، کیونکہ ان کے بعد نوافل جائز ہیں۔ نماز فجر، نماز عصر اور نماز مغرب کی جماعت میں شامل نہیں ہو سکتا، کیونکہ نماز فجر اور نماز عصر کے بعد نوافل پڑھنا مکروہ ہے۔ نماز مغرب کی جماعت میں اس لیے شامل نہیں ہو سکتا کہ اس کی تین رکعت ہیں جبکہ نوافل تین رکعت نہیں ہو سکتے۔ نماز مغرب میں ایک رکعت کا اضافہ کر کے بھی جماعت میں شمولیت درست نہیں ہوگی کیونکہ اس سے امام کی مخالفت لازم آئے گی۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل یہ روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم اپنی رہائش گاہ میں نماز پڑھ چکے ہو تو پھر جماعت کو پالو تو اس میں شامل ہو جاؤ سوائے نماز فجر اور نماز مغرب کے۔“ (دارقطنی)

اس روایت میں جماعت میں شمولیت کے حوالے سے نماز فجر اور نماز مغرب دونوں کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ یاد رہے نماز فجر اور نماز عصر دونوں کا حکم یکساں ہے کیونکہ دونوں کے بعد نوافل ادا کرنا مکروہ ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے:

- (۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت حدیث باب کے مقابل متواتر قوی ہے، لہذا اسے ترجیح حاصل ہوگی۔
- (۲) جب امیر کے عقاب و عتاب کا خوف ہو، اس وقت تمام نمازوں کی جماعت میں شامل ہونے کی اجازت ہے ورنہ نہیں۔ (۳)
- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت جس میں نماز فجر اور نماز مغرب کا استثنیٰ ہے، سے حدیث باب کی تخصیص کی جائے گی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَمَاعَةِ فِي مَسْجِدٍ قَدْ صَلَّى فِيهِ مَرَّةً

باب 26: جس مسجد میں نماز ادا کی جا چکی ہو وہاں دوبارہ باجماعت نماز پڑھنا

204 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ النَّاجِيِّ الْبَصْرِيِّ عَنْ

أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: جَاءَ رَجُلٌ وَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيُّكُمْ يَتَجَرُّ عَلَيَّ هَذَا فَقَامَ رَجُلٌ فَصَلَّى مَعَهُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ وَأَبِي مُوسَى وَالْحَكَمِ بْنِ عُمَيْرٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَحَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَهُوَ قَوْلٌ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ مِنْ

204- اضرحه ابو داؤد (213, 212/1)؛ كتاب الصلاة: باب: في الجمع في المسجد مرتين حديث (574) واضرحه الدارمي

(318/1)؛ كتاب الصلاة: باب: صلاة الجماعة في مسجد قد صلى فيه مرة و عبد بن حميد في مسنده (ص 291) حديث (936)

واضح احمد (85/3, 64/3, 5/3)

التَّابِعِينَ قَالُوا لَا بَأْسَ أَنْ يُصَلِّيَ الْقَوْمُ جَمَاعَةً فِي مَسْجِدٍ قَدْ صَلَّى فِيهِ جَمَاعَةٌ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَاسْحَقُ وَقَالَ آخَرُونَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يُصَلُّونَ فِرَادَى وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَمَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ يَخْتَارُونَ الصَّلَاةَ فِرَادَى

توضیح راوی: وَسَلِّمَانَ النَّاجِي بَصْرِي وَيُقَالُ سُلَيْمَانُ ابْنُ الْأَسْوَدِ وَأَبُو الْمُتَوَكِّلِ اسْمُهُ عَلِيُّ بْنُ دَاوُدَ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص آیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کر چکے تھے آپ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کون اس شخص کا ساتھ دے گا؟ تو ایک شخص کھڑا ہوا اس نے اس شخص کے ساتھ نماز ادا کر لی۔

اس بارے میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت حکم بن عمیر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے علاوہ تابعین میں سے کئی اہل علم اسی بات کے قائل ہیں۔

یہ حضرات فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے: جس مسجد میں باجماعت نماز ادا کی جا چکی ہو وہاں ایک اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کر لی جائے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض دیگر اہل علم نے یہ رائے دی ہے: ایسے لوگ الگ، الگ نماز ادا کریں گے۔

امام سفیان، امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے ان حضرات نے الگ، الگ نماز ادا کرنے کو اختیار کیا ہے۔

سلیمان ناجی بصری کا نام ایک قول کے مطابق سلیمان بن اسود ہے۔ ابوالمتوکل نامی راوی کا نام علی بن داؤد ہے۔

شرح

مسجد میں جماعت ثانیہ کا شرعی حکم

آئمہ فقہ کا اس بات میں اتفاق ہے کہ کسی مسجد میں ایک بار جماعت ہو چکی ہو تو اس میں جماعت ثانیہ بلا کراہت جائز ہے۔ حدیث باب میں بھی یہی مسئلہ بیان ہوا ہے کہ جماعت ثانیہ جائز ہے۔ جماعت کے بعد آنے والے شخص کے لیے جماعت کا اہتمام کیا گیا اور اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرنے کی سعادت حاصل کی اور یہ جماعت ثانیہ تھی۔ علاوہ ازیں ایک روایت میں ہے کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کہیں کسی کام کی غرض سے تشریف لے گئے واپس تشریف لائے تو لوگ باجماعت نماز سے فارغ ہو چکے تھے۔ آپ گھر میں تشریف لے گئے اور اپنے اہل خانہ کو ساتھ کھڑا کر کے باجماعت نماز ادا فرمائی۔ (علامہ نیوی: آثار السنن ص ۱۳۵)

ایک قول کے مطابق حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ چند شرائط کے ساتھ جماعت ثانیہ کی اجازت دیتے ہیں:

(۱) اہل محلہ میں سے کچھ لوگ وقت کی غلطی سے باجماعت نماز ادا کر سکیں اور بعد میں بروقت آنے والے لوگ جماعت ثانیہ سے نماز پڑھ سکتے ہیں۔

(۲) مسجد شاہراہ عام پر واقع ہو کہ مختلف لوگ آکر باجماعت نماز پڑھتے جائیں۔

(۳) پہلے مسافر لوگوں نے باجماعت نماز پڑھی پھر اہل محلہ باجماعت نماز ادا کریں۔

(۴) مسجد ایسی ہو جس میں مؤذن و امام تعینات نہ ہوں۔ البتہ ضد یا تفرقہ بازی یا محض انتشار کے باعث جماعت ثانیہ جائز نہیں ہوگی۔ جماعت ثانیہ کی صورت میں امام پہلے امام کی جگہ تبدیل کر کے جماعت کرائے۔

حدیث باب سے ضمنی طور پر یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ مفترض، متفصل کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔ البتہ اس کے برعکس صورت یعنی متفصل، مفترض کی اقتداء میں نماز پڑھ سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْعِشَاءِ وَالْفَجْرِ فِي الْجَمَاعَةِ

باب 27: عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کی فضیلت

205 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ لَهُ قِيَامُ نِصْفِ لَيْلَةٍ وَمَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ لَهُ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَابِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَعُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ وَجُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُفْيَانَ الْبَجَلِيِّ وَأَبِي بِنِ كَعْبٍ وَأَبِي مُوسَى وَبُرَيْدَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عُثْمَانَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اختلاف روایت: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ عُثْمَانَ مَوْقُوفًا وَرُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ عُثْمَانَ مَرْفُوعًا

﴿﴾ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص عشاء کی نماز باجماعت میں شریک ہو اسے نصف رات تک نوافل ادا کرنے کا ثواب ملے گا اور جو شخص عشاء اور فجر دونوں نمازوں میں باجماعت شریک ہو تو اسے ساری رات نوافل ادا کرنے کا ثواب ملے گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عمارہ بن

205- اضرحہ مسلم (ابی) (593/2): کتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: فضل صلاة العشاء والصبح في جماعة (656/260)

وابو داؤد (207/1): کتاب الصلاة: باب: في فضل صلاة الجماعة حديث (555) و عبد بن حميد في مسنده (ص 47)

ابورویہ رضی اللہ عنہ، حضرت جنذب رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت بریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ اسی حدیث کو عبدالرحمن بن ابوعمرہ کے حوالے سے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ”موقوف“ روایت کے طور پر بھی نقل کیا گیا ہے اور دیگر حوالوں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل کیا گیا ہے۔

206 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 متن حدیث: مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ فَلَا تُخْفِرُوا اللَّهَ فِي ذِمَّتِهِ
 حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت جنذب بن سفیان رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص صبح کی نماز ادا کر لے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذمے میں ہوتا ہے تو تم اللہ تعالیٰ کے ذمے کی خلاف ورزی نہ کرو۔
 امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

207 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ أَبُو غَسَّانَ الْعَنْبَرِيُّ عَنِ إِسْمَاعِيلَ الْكَتَّالِ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَوْسٍ الْخُزَاعِيِّ عَنِ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 متن حدیث: بَشِّرِ الْمَشَائِينَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ التَّامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ مَرْفُوعٌ هُوَ صَحِيحٌ مُّسْنَدٌ وَمَوْقُوفٌ إِلَى أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُسْنَدْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ﴿﴾ حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تاریکی میں چل کر مسجد کی طرف آنے والوں کو قیامت کے دن مکمل نور کی خوشخبری دے دو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس حوالے سے یعنی ”مرفوع“ روایت کے طور پر ہونے کے حوالے سے ”غریب“ ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تک موقوف ہونے کے اعتبار سے یہ ”صحیح“ اور ”مسند“ ہے۔ اس کی نسبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہیں کی گئی ہے۔

شرح

نماز عشاء اور نماز فجر باجماعت ادا کرنے کے فضائل

نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرنے کے فضائل احادیث مبارکہ میں بیان کیے گئے ہیں۔ نمازوں میں زیادہ مشقت طلب نماز

206- اخرجه مسلم (ابی) (593/2): كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب: فضل صلاة العشاء والصبح في جماعة حديث (657/261) واخرجه احمد في مسنده (312/4, 313/4)

207- اخرجه ابو داود (209/1): كتاب الصلاة: باب: ما جاء في النبي الى الصلاة في الظلم حديث (561)

عشاء اور نماز فجر ہیں اور ان دونوں کے فضائل خصوصیت اور اہتمام سے بیان کیے گئے ہیں۔ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں تین احادیث کی تخریج کی ہے:

۱- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص عشاء کی نماز باجماعت پڑھتا ہے، اسے نصف رات کے قیام کا اور جو فجر کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے، اسے بھی نصف شب کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔“ اس حدیث میں نماز عشاء اور نماز فجر دونوں باجماعت پڑھنے سے نصف نصف شب کا ثواب عطا کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ گویا جو دونوں نمازوں کو باجماعت ادا کرتا ہے، اسے پوری شب قیام کرنے کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۲۰۵)

۲- حضرت جناب بن سنیان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص صبح کی نماز (باجماعت) پڑھتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم میں ہوتا ہے، تم اس کے ذمہ میں رخصت اندازی نہ کرو۔“ اس حدیث میں خواہ نماز فجر کو باجماعت ادا کرنے سے مقید نہیں کیا گیا لیکن حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب کے تحت اسے نقل کر کے اسے ”اجماعت“ کی قید سے مقید کر دیا ہے۔ اس طرح یہ روایت ترجمۃ الباب سے مطابق بھی ہوگئی۔ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۲۰۶)

۳- حضرت بریدہ الاسلمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو لوگ تاریکی میں مسجد کی طرف چل کر آتے ہیں، قیامت کے دن انہیں ”نور تام“ عطا کیے جانے کی خوشخبری سنا دو۔“ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۲۰۷)

تاریکی والی دو نمازیں ہیں: (۱) نماز عشاء۔ اس کی ادائیگی کے لیے مسجد کی طرف جانا بھی تاریکی میں اور آنا بھی تاریکی میں ہوتا ہے۔ تاریکی سے مراد رات کی تاریکی، چاند نہ ہو تو اس کی تاریکی اور لائٹ نہ ہو تو اس کی تاریکی گویا اس نماز کا سفر تاریکیوں میں کیا جاتا ہے۔ (۲) نماز فجر کے وقت مسجد کی طرف جانا تاریکی میں ہوتا ہے لیکن آنا روشنی میں ہوتا ہے۔ دونوں نمازیں باجماعت ادا کرنے والوں کو قیامت کے دن ”نور تام“ سے نوازے جانے کا وعدہ کیا گیا ہے اور اہل ایمان کو اس کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ نور تام سے مراد اجر عظیم یا نور ایمان ہے جس کے باعث قیامت کے دن مسلمانوں کو پریشانی لاحق نہیں ہوگی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ

باب 28: پہلی صف کی فضیلت

208 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

208- اخرجه مسلم (ابن) (331/2): كتاب الصلاة: باب: تسوية الصفوف واقامة الصف الاول فالاول من باب: حديث (440/132) وابو داود (238/1): كتاب الصلاة: باب: صف النساء وكرامية التاخر عن الصف الاول حديث (678) واخرجه النسائي (94,93/2): كتاب الامامة: باب: ذكر خير صفوف النساء وشر صفوف الرجال حديث (820) واخرجه ابن ماجه (319/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة: فبريا: باب: صفوف النساء حديث (1000) واخرجه ابن خزيمة (28, 27/3): كتاب جماع ابواب قيام السامو بين خلف الامام: باب: ذكر خير صفوف الرجال وخير صفوف النساء حديث (1561) واحمد في مسنده (367, 354, 336/2)

متن حدیث: خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوْلَاهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا أَوْلَاهَا
فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي وَعَائِشَةَ وَالْعُرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ

وَأَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حدیث دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَسْتَغْفِرُ لِلصَّفِّ الْأَوَّلِ ثَلَاثًا وَالثَّانِي مَرَّةً

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مردوں کی صف میں بہترین صف ان کی سب سے پہلی صف ہے اور سب سے کم بہتر سب سے آخری ہے اور خواتین کی سب سے بہترین صف سب سے آخر والی ہے اور سب سے کم بہتر صف سب سے پہلی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت بھی منقول ہے: آپ نے پہلی صف والوں کے لیے تین مرتبہ دعائے مغفرت کی ہے اور دوسری صف والوں کے لیے ایک مرتبہ دعائے مغفرت کی ہے۔

209 متن حدیث: وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ النَّاسَ يَعْلَمُونَ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ

ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهْمُوا عَلَيْهِ لَأَسْتَهْمُوا عَلَيْهِ (۱)

سند حدیث: قَالَ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ إِسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيِّ عَنْ أَبِي

صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ نَحْوَهُ

﴿﴾ نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اگر لوگوں کو یہ پتہ چل جائے کہ اذان اور پہلی صف میں کیا فضیلت ہے اور پھر انہیں اس کا موقع صرف قرعہ اندازی کے ذریعے ملے تو وہ اس کے لیے قرعہ اندازی بھی کر لیں گے۔

اس روایت کو اسحاق بن موسیٰ انصاری رضی اللہ عنہ نے معن کے حوالے سے، مالک کے حوالے سے، سُمی کے حوالے سے، ابوصالح کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

شرح

صف اول کے فضائل

نماز کے وقت تیار کی جانے والی صفوں میں سے افضل صف اول ہے۔ اس کی فضیلت کے بارے میں چند احادیث مبارکہ

(۱) - أخرجه البخاری (114/2)؛ کتاب الاذان؛ باب: الاستسمام فی الاذان حدیث (615) والحديث طرفه فی (721- 2689)

درج ذیل ہیں:

۱- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلی صف والے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے اور فرشتے ان کے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۸ ص ۲۹۵)

۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں کی صفوں میں افضل پہلی صف ہے اور کم درجہ کی آخری صف ہے۔ عورتوں کی صفوں میں افضل صف آخری ہے اور کم درجہ کی پہلی صف ہے۔

(اصحیح للمسلم جلد اول ص ۲۳۲)

۳- ”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حضور یوں دعا کی: اے اللہ! صف اول والے لوگوں کی بخشش فرما، صحابہ عرض کیا: یا رسول اللہ! صف ثانی کو بھی دعا میں شامل فرمائیں۔ آپ نے پھر عرض کیا: اے اللہ! پہلی صف والے لوگوں کی بخشش فرما! صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! دوسری صف والے لوگوں کو بھی شامل فرمائیں، تو آپ نے یوں دعا کی: اے اللہ تو صف اول اور صف ثانی والے لوگوں کی مغفرت کر۔“ (مسند امام احمد جلد ۸ ص ۲۹۵)

ان احادیث میں صف اول کی فضیلت ظاہر و باہر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ صف اول والے لوگ اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب، اس کے انعامات اور بخشش کے زیادہ حقدار ہوتے ہیں۔

صف اول کا مصداق اور اس کے افضل ہونے کی وجہ

صف اول سے مراد کیا ہے؟ اس کے مصداق میں متعدد اقوال ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- کسی مسجد کی پہلی صف میں جتنے لوگوں کے کھڑے ہونے کی گنجائش ہو، سب سے پہلے اتنی مقدار میں مسجد میں داخل ہونے والے، صف اول کے لوگ ہیں خواہ وہ کسی بھی صف میں کھڑے ہو گئے ہوں۔

۲- وہ نمازی جن کے درمیان اور امام کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو، وہ صف اول کے ہیں خواہ وہ کسی بھی صف میں کھڑے ہوں۔

۳- پہلی قطار والے لوگ ”صف اول“ کا مصداق ہیں۔ اس مقام پر پہلی راجح ہے۔

مردوں کی صفوں میں پہلی صف افضل اور عورتوں کی صفوں میں آخری صف افضل ہونے کی وجہ مسابقت و حجاب ہے یعنی مردوں کے پہلے آنے اور عورتوں کے پردہ کے باعث افضل و اعلیٰ ہے۔ عورتوں کا مردوں سے دوری، ان کا پردہ ہے۔ اس مسئلہ کی جزئی علم فقہ سے بھی ملتی ہے کہ نماز جنازہ میں آخری صف میں کھڑا ہونے والے لوگوں کو ثواب زیادہ ملتا ہے جس کی کئی وجوہات ہیں:

(۱) تین صفیں بنانے کی غرض سے آگے کھڑے ہوئے لوگ پیچھے آجاتے ہیں تو ان کے اجر میں کمی نہیں ہونی چاہیے بلکہ وہ اجر و ثواب کے زیادہ حقدار ہونے چاہئیں۔ (۲) نماز جنازہ کی کیفیت قدرے مورتی کی عبادت کے ساتھ مشابہت ہے جبکہ آخری صف میں کھڑے ہونے والے لوگوں میں یہ مشابہت کم درجہ کی پائی جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِقَامَةِ الصُّفُوفِ

باب 29: صفیں درست رکھنا

210 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ
 مَتْنِ حَدِيثٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا فَخَرَجَ يَوْمًا فَرَأَى رَجُلًا خَارِجًا
 صَدْرُهُ عَنِ الْقَوْمِ فَقَالَ لَتُسَوَّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لِيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ
 فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَالْبَرَاءِ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ
 حَكَمَ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ
 حَدِيثٌ دِيكْرٌ: وَقَدْ رَوَى عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ إِقَامَةُ الصَّفِّ
 آثارِ صحابه: وَرَوَى عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُوَكِّلُ رَجُلًا بِإِقَامَةِ الصُّفُوفِ فَلَا يُكَبِّرُ حَتَّى يُخْبَرَ أَنَّ الصُّفُوفَ قَدْ
 اسْتَوَتْ

وَرَوَى عَنْ عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ أَنَّهُمَا كَانَا يَتَعَاهَدَانِ ذَلِكَ وَيَقُولَانِ اسْتَوُوا
 وَكَانَ عَلِيٌّ يَقُولُ تَقَدَّمْ يَا فَلَانُ تَأَخَّرْ يَا فَلَانُ

﴿﴾ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفیں درست کروایا کرتے تھے ایک دن آپ
 تشریف لائے آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس کا سینہ دوسروں سے آگے نکلا ہوا تھا آپ نے فرمایا: یا تو تم لوگ اپنی صفیں درست
 رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف پیدا کر دے گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت براء رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ،
 حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بھی منقول ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد بھی فرمایا ہے: نماز کی تکمیل میں ان صف کو درست
 کرنا بھی شامل ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت منقول ہے: انہوں نے کچھ لوگوں کو صفیں درست کرنے کے لیے مقرر کیا ہوا تھا اور اس وقت
 تک تکبیر نہیں کہتے تھے جب تک انہیں یہ بتا نہیں دیا جاتا تھا: تمام صفیں درست ہو چکی ہیں۔

210- اخرجہ مسلم (ابی) (326/2): كتاب الصلاة: باب تسوية الصفوف واقامتها وفضل الاول فالاول من رما حديث
 (436/127) ابن ماجه واد (234/1): كتاب الصلاة: باب تسوية الصفوف حديث (665,663) والنسائي (89/2): كتاب الامامة:
 باب: كيف يقوم الامام الصفوف حديث (810) وابن ماجه (318/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: اقامة الصفوف حديث
 (994) واخرجہ احمد في مسنده (277, 276, 272, 270/4)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے بارے میں بھی یہ منقول ہے: وہ اہتمام کے ساتھ اس کا خیال رکھتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے: صفیں سیدھی رکھو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ فرمایا کرتے تھے: اے فلاں! تم آگے ہو جاؤ اور اے فلاں! تم پیچھے ہو جاؤ۔

شرح

تسویۃ الصفوف کی اہمیت

جہاں نماز کے لیے اقامۃ الصفوف کو اہتمام سے بیان کیا گیا ہے وہاں تسویۃ الصفوف کی اہمیت اور عدم تسویۃ الصفوف کی وعید بھی بیان کی گئی ہے۔ تسویۃ الصفوف نماز کا حصہ ہے لیکن نماز کے لیے شرط نہیں ہے۔ ابتدائی سالوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست اقدس میں چھڑی لے کر صفوں کو درست کیا کرتے تھے۔ جب لوگوں کی تربیت ہو گئی اور وہ از خود صفیں بنانے لگے تو آپ نے یہ اہتمام ختم کر دیا تھا۔ اسی دور کا واقعہ حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنا سینہ صفوں سے آگے نکال کر کھڑا ہوا تھا، آپ نے اظہار ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا: تم لوگ اپنی صفوں کو درست رکھا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم میں اختلاف و انتشار کی فضا پیدا کر دے گا۔ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۲۱۰)

تسویۃ صفوف کا طریقہ یہ ہے کہ قدم قدم سے ملا کر اور کندھا کندھے سے ملا کر کھڑا ہونا ہے۔ کندھا کندھے سے ملانے کا مفہوم تو واضح ہے لیکن قدم، قدم سے ملانے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں پاؤں کے مابین چار انگشت کا فاصلہ رکھ کر کھڑے ہونا۔ غیر مقلد حضرات نے اس حدیث کا مفہوم یہ سمجھ رکھا ہے کہ اپنی دونوں ٹانگوں کو خوب پھیلا یا جائے حتیٰ کہ ہر پاؤں کی چھوٹی انگلی دوسرے شخص کی چھوٹی انگلی سے جا کر مل جائے۔ یہ عجیب سی کیفیت بن جاتی ہے جو صفوں کی خوبصورتی کو بھی ختم کر دیتی ہے۔ ان کے اس طریقہ میں سب سے بڑی قباحت یہ ہے کہ چند افراد کے کھڑا ہونے سے صف مکمل ہو جاتی ہے، گویا ایک شخص دو نمازیوں کی جگہ گھیر لیتا ہے۔

”اولیٰ مخالفن اللہ بین وجوہکم“ کا مفہوم: اس فقرہ کے دو مفاہیم ہیں: (۱) لوگوں کے دلوں میں ایسی نفرت پیدا ہونا جس کے اثرات چہروں پر بھی عیاں ہوں۔ (۲) چہروں کو اس طریقے سے مسخ کر دینا کہ منہ، ناک، کان اور آنکھوں کو ختم کر دینا۔

سوال: شریعت محمدیہ میں مسخ نہ ہونے کا وعدہ کیا گیا ہے، تو پھر مسخ کرنے کا مطلب کیا ہوا؟

جواب: مسخ کی دو اقسام ہیں: (۱) مسخ عام، (۲) مسخ خاص۔ شریعت محمدیہ میں اول الذکر مسخ کی نفی کی گئی ہے جبکہ اس مقام پر مسخ خاص مراد ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ لِيَلِيَنِي مِنْكُمْ اَوْلُو الْاَحْلَامِ وَالنُّهْيِ

باب 30: (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان) تم میں سے سمجھدار اور تجربہ کار لوگ میرے قریب کھڑے ہوں

211 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَدَّاءُ عَنْ أَبِي

مَعَشِرٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 مَتْنٌ حَدِيثٌ لِيَلِينِي مِنْكُمْ أَوْلُو الْأَحْلَامِ وَالنَّهْيُ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ
 قُلُوبُكُمْ وَإِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ وَأَبِي مَسْعُودٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَالْبَرَاءِ وَأَنَسٍ
 حَكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

حَدِيثٌ دَكِيكٌ: وَقَدْ رَوَى عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ يَلِيَهُ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ
 لِيَحْفَظُوا عَنْهُ

تَوْضِيحٌ رَاوَى: قَالَ وَخَالِدٌ الْحَدَّاءُ هُوَ خَالِدُ بْنُ مِهْرَانَ يُكْنَى أَبُو الْمُنَازِلِ

قَوْلِ إِمَامِ بَخَارِيِّ: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ يُقَالُ إِنَّ خَالِدًا الْحَدَّاءَ مَا حَدَا نَعْلًا قَطُّ إِنَّمَا
 كَانَ يَجْلِسُ إِلَى حَدَّاءٍ فَنَسِبَ إِلَيْهِ قَالَ وَأَبُو مَعَشِرٍ اسْمُهُ زِيَادُ بْنُ كَلْبٍ
 ﴿﴾ ﴿﴾ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تم میں سمجھدار اور تجربہ کار لوگ میرے قریب کھڑے
 ہوں پھر ان کے بعد وہ ہوں جو ان کے قریبی مرتبے کے ہوں پھر ان کے بعد وہ کھڑے ہوں جو ان کے قریبی مرتبے کے ہوں اور تم
 آپس میں اختلاف نہ کرنا اور نہ تمہارے دلوں میں اختلاف آجائے گا اور تم بازار کی گہما گہمی سے بچنا۔

إِمَامُ تَرْمِذِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَرْوَاهُ فِي: اس بارے میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ، حضرت
 براء رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

إِمَامُ تَرْمِذِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَرْوَاهُ فِي: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

نَبِيُّ اِكْرَمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَدَيْهِ يَرْوَاهُ فِي: یہ بات بھی منقول ہے: آپ کو یہ بات پسند تھی: مہاجرین اور انصار آپ کے قریب رہیں تاکہ آپ کے
 طریقے کو یاد رکھیں۔

إِمَامُ تَرْمِذِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَرْوَاهُ فِي: خالد الحداء یہ خالد بن مهران ہے اور ان کی کنیت ”ابو المنازل“ ہے۔

إِمَامُ تَرْمِذِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَرْوَاهُ فِي: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: یہ کہا گیا: خالد حداء
 نے کبھی کوئی جوتا نہیں بنایا چونکہ وہ ایک موچی کے پاس بیٹھا کرتے تھے اس لیے اسی طرف منسوب ہو گئے۔

إِمَامُ تَرْمِذِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَرْوَاهُ فِي: ابو معشر کا نام زیاد بن کلب ہے۔

211- اخرجہ مسلم (اسی): كتاب الصلاة: باب: تسوية الصوف واقامتها وفضل الاول فالاول منها حديث (432/123) واخرجه

ابو داؤد (237/1): كتاب الصلاة: باب من يستحب ان يلى الامام فى الصف وكرالفة التاخير حديث (675) والدارمي

(290/1): كتاب الصلاة: باب: من يلى الامام من الناس- وابن خزيمة (32/3): فى جماع ابواب قيام المومنين خلف الامام

حديث (1572) واخرجه احمد (457/1) (4373)

شرح

باشعور لوگوں کو پاس کھڑا کرنے کی وجوہات

اس حدیث میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ دوران نماز آپ کے پاس باشعور اور تجربہ کار لوگ کھڑے ہوں پھر اس کے بعد درجہ بدرجہ لوگ کھڑے ہوں۔ باشعور اور تجربہ کار لوگوں کو پاس کھڑے کرنے کی متعدد وجوہات ہو سکتی ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- امام سے قرأت وغیرہ میں سہو ہونے کی صورت میں وہ لقمہ دے سکیں۔

۲- اس بات کا امکان ہے کہ امام کی نماز فاسد ہونے کی صورت میں انہیں خلیفہ بنایا جاسکے۔

۳- تجربہ کار اور باشعور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو دیکھ کر اپنے ذہنوں میں محفوظ کر لیں تاکہ اس سرمایہ کو امت تک منتقل کیا جاسکے۔

بازاروں کی گہما گہمی سے بچنے کی تاکید کی وجوہات

حدیث باب کے آخر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی اصلاح کے پیش نظر بازاروں کی رونق اور ان کی گہما گہمی سے اجتناب کرنے کی ہدایت بایں الفاظ فرمائی: ”وایاکم وہیئات الاسواق“ اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں:

۱- اہل و عیال اور بازاروں کے معاملات میں اس قدر مصروف نہ ہو جاؤ کہ مسجد میں آنے کے لیے وہ رکاوٹ بنا شروع ہو جائیں۔

۲- گلی، محلوں اور بازاروں کی طرح تم مسجد میں شور و غل کرنے سے مکمل اجتناب کرو۔

۳- بازاروں میں آمد و رفت کا سلسلہ حد اور ضرورت سے زیادہ نہ ہونا چاہیے، کیونکہ یہ برے مقامات ہیں جبکہ ان کے برعکس مساجد اچھے مقامات ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّفِّ بَيْنَ السَّوَارِي

باب 31: ستونوں کے درمیان صف بنانا مکروہ ہے

212 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ هَانِيٍّ بْنِ عُرْوَةَ الْمُرَادِيِّ عَنْ عَبْدِ

الْحَمِيدِ بْنِ مَحْمُودٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: صَلَّيْنَا خَلْفَ أَمِيرٍ مِنَ الْأَمْرَاءِ فَاضْطَرَّرْنَا النَّاسَ فَصَلَّيْنَا بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ فَلَمَّا صَلَّيْنَا قَالَ أَنَسُ

212- اضرجه ابو داؤد (237, 236/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: الصفوف بين السواری حدیث (673) والنسائی (94/2)؛ کتاب

الاقامة؛ باب: الصف بين السواری حدیث (821) وابن ماجه (320/1)؛ کتاب: اقامة الصلاة والسنة فيهما؛ باب: الصلاة بين

السواری فی الصف حدیث (1002) ورواه احمد فی مسنده (رقم 12366 ج 3 ص 131)

بْنِ مَالِكٍ كُنَّا نَتَّقِي هَذَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَابِ عَنْ قُرَّةَ بِنِ إِيَّاسِ الْمُرَزِيِّ
حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُصَفَّ بَيْنَ السَّوَارِي وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَقُ
وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي ذَلِكَ

﴿﴾ عبد الحمید بن محمود بیان کرتے ہیں: ہم نے ایک امیر کی اقتداء میں نماز ادا کی لوگوں نے مجبور ہو کر ستونوں کے
درمیان نماز ادا کر لی جب ہم نماز ادا کر چکے تو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہم اس
سے بچا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت قرہ بن ایاس مرزی سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے ایک گروہ نے اسے مکروہ قرار دیا ہے: ستونوں کے درمیان صف بنائی جائے۔

امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

اہل علم کے ایک گروہ نے اس کی اجازت دی ہے۔

شرح

ستونوں کے مابین صف بنانے کا مسئلہ اور اس میں مذاہب آئمہ

بوقت نماز مسجد میں ستونوں کے درمیان صفیں بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج
ذیل ہے:

۱- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ دو ستونوں کے مابین صفیں بنانا جائز نہیں ہے۔ انہوں نے حدیث
باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ستونوں کے
مابین صفیں بنانے سے اجتناب کرتے تھے۔

۲- جمہور کے نزدیک ستونوں کے درمیان صفیں بنانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے: فقلت اصابني صلى الله عليه وسلم في الكعبة؟ قال: نعم، ركعتين
بين السارين علي يسارك اذا دخلت (بخاری)

”میں نے دریافت کیا: کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں نماز پڑھی تھی؟ (راوی نے) جواب دیا: ہاں! آپ نے
دو ستونوں کے درمیان دو رکعت نماز پڑھی اور جب تو کعبہ میں داخل ہو تو وہ تمہارے دائیں طرف ہوں گے۔“

جمہور کی طرف سے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہ ممانعت کا حکم صرف مسجد
نبوی کے ساتھ خاص ہے کیونکہ اس زمانہ میں اس کے ستون متوازی نہیں تھے بلکہ منحنی شکل کے تھے جن کے درمیان صف سیدھی نہیں

رہ سکتی تھی۔ ستون متوازی ہونے کی صورت میں ان کے مابین صفیں بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ خَلْفَ الصَّفِّ وَحَدَهُ

باب 32 نماز کے دوران کسی شخص کا صف میں تنہا کھڑے ہونا

213 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ أَخَذَ زِيَادُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ بِيَدِي وَنَحْنُ بِالرَّقَةِ فَقَامَ بِي عَلِيٌّ شَيْخٌ يُقَالُ لَهُ وَابِصَةُ بْنُ مَعْبُدٍ مِنْ بَنِي أَسَدٍ فَقَالَ زِيَادٌ حَدَّثَنِي هَذَا الشَّيْخُ

متن حدیث: أَنَّ رَجُلًا صَلَّى خَلْفَ الصَّفِّ وَحَدَهُ وَالشَّيْخُ يَسْمَعُ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعِيدَ الصَّلَاةَ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَدِيثُ وَابِصَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ خَلْفَ الصَّفِّ وَحَدَهُ وَقَالُوا يُعِيدُ إِذَا صَلَّى خَلْفَ الصَّفِّ وَحَدَهُ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَاسْحَقُ وَقَدْ قَالَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يُجْزِيهِ إِذَا صَلَّى خَلْفَ الصَّفِّ وَحَدَهُ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ

وَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ إِلَى حَدِيثِ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبُدٍ أَيْضًا قَالُوا مَنْ صَلَّى خَلْفَ الصَّفِّ وَحَدَهُ يُعِيدُ مِنْهُمْ حَمَادُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ وَابْنُ أَبِي لَيْلَى وَوَكَيْعٌ

اختلاف سند: وَرَوَى حَدِيثَ حُصَيْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ غَيْرُ وَاحِدٍ مِثْلَ رِوَايَةِ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبُدٍ وَفِي حَدِيثِ حُصَيْنٍ مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ هِلَالَ قَدْ أَدْرَكَ وَابِصَةَ وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْحَدِيثِ فِي هَذَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ حَدِيثُ عَمْرٍو بْنِ مُرَّةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ عَمْرٍو بْنِ رَاشِدٍ عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبُدٍ أَصَحُّ وَقَالَ بَعْضُهُمْ حَدِيثُ حُصَيْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبُدٍ أَصَحُّ قَوْلِ إِمَامِ تَرْمِذِي: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا عِنْدِي أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عَمْرٍو بْنِ مُرَّةَ لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ حَدِيثِ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ وَابِصَةَ

◀◀ ہلال بن یساف بیان کرتے ہیں: زیاد بن ابوجعد نے میرا ہاتھ تھاما، ہم لوگ اس وقت ”رقہ“ میں موجود تھے اس نے

213- اخرجه ابو داود (239/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب الرجل يصلي وحده خلف الصف حديث (682)؛ وابن ماجه (321/1)؛ كتاب

اقامة الصلاة والسنة فيربا؛ باب صلاة الرجل خلف الصف وحده حديث (1004)؛ والدارمي (294/1، 295)؛ كتاب الصلاة؛ باب:

في صلاة الرجل خلف الصف وحده والعميدى (392/2)؛ حديث (884)؛ واهمد (227/4، 228)

مجھے لے جا کر ایک شیخ کے سامنے کھڑا کر دیا، جس کا نام حضرت وابصہ بن معبد تھا۔ جو بنو اسد سے تعلق رکھتے تھے زیاد نے بتایا: ان بزرگ نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے: ایک شخص نے صف میں اکیلے کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔ (راوی کہتے ہیں) وہ بزرگ یہ بات سن رہے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے اسے یہ ہدایت کی: وہ دوبارہ نماز پڑھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت علی بن شیبان رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

اہل علم کے ایک گروہ نے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے: کوئی شخص (امام کے پیچھے) صف میں اکیلا کھڑا ہو کر نماز ادا کرے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں: اگر وہ صف میں اکیلا کھڑا ہو کر نماز ادا کرے تو وہ دوبارہ اس نماز کو پڑھے گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

اہل علم کے ایک گروہ نے یہ بات بیان کی ہے: ایسا کرنا جائز ہے اگر وہ صف میں اکیلا کھڑا ہو کر نماز ادا کرتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔

اہل کوفہ سے تعلق رکھنے والا ایک گروہ اسی حدیث کی طرف گیا ہے جو حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

وہ حضرات یہ کہتے ہیں: جو شخص صف میں اکیلا کھڑا ہو کر نماز ادا کرے وہ اسے دوبارہ ادا کرے گا (اہل کوفہ سے تعلق رکھنے والے ان افراد میں) حماد بن ابوسلیمان، ابن ابی لیلیٰ اور کعب شامل ہیں۔

حسین کی روایت کو ہلال بن یساف کے حوالے سے کئی راویوں نے نقل کیا ہے جیسا کہ ابواحوص کی روایت ہے جو زیاد بن ابوالجعد کے حوالے سے حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

حسین کی روایت میں یہ حدیث موجود ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے: ہلال نے حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ کو پایا ہے۔ محدثین نے اس روایت کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: عمرو بن مرہ نے ہلال بن یساف کے حوالے سے، عمرو بن راشد کے حوالے سے، حضرت وابصہ بن معبد سے جو روایت نقل کی ہے وہ زیادہ مستند ہے۔

بعض حضرات نے یہ بیان کیا ہے: حسین نے ہلال بن یساف کے حوالے سے، زیاد بن ابوالجعد کے حوالے سے، حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقل کی ہے وہ زیادہ مستند ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک عمرو بن مرہ سے منقول حدیث ”صح“ ہے اس کی وجہ یہ ہے: یہ ہلال بن یساف کے علاوہ دیگر حوالوں سے بھی زیاد بن ابوالجعد کے حوالے سے حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

214 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ

هَلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ رَاشِدٍ عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبُدٍ

مَنْ حَدِيثٍ: أَنَّ رَجُلًا صَلَّى خَلْفَ الصَّفِّ وَحَدَّهُ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعِيدَ الصَّلَاةَ

مذاهب فقہاء: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَسَمِعْتُ الْجَارُودَ يَقُولُ سَمِعْتُ وَكَيْعًا يَقُولُ إِذَا صَلَّى الرَّجُلُ خَلْفَ الصَّفِّ وَحَدَّهُ فَإِنَّهُ يُعِيدُ

◀◀ بلال بن سیف، عمرو بن راشد کے حوالے سے حضرت وایضہ بن معبد رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نے صف میں تنہا کھڑے ہو کر نماز ادا کر لی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا۔
امام ترمذی فرماتے ہیں: میں نے جارود کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: میں نے وکیع کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: اگر کوئی شخص صف کے اندر تنہا کھڑا ہو کر نماز ادا کرے تو وہ دوبارہ نماز پڑھے گا۔

شرح

صف میں تنہا نماز پڑھنے میں مذاہب آئمہ

امام کی اقتداء میں پچھلی صف میں تنہا نماز پڑھنے والے کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام احمد، حضرت وکیع بن الجراح، حضرت ابن ابی لیلیٰ، حضرت امام اسحاق اور حضرت امام حماد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک پچھلی صف میں تنہا نماز پڑھنے سے فاسد ہو جائے گی جو واجب الاعدادہ ہوگی۔ انہوں نے زیر بحث سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صف میں تنہا نماز پڑھنے والے شخص کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ اسی طرح باب کی دوسری حدیث میں بھی یہی مضمون بیان ہوا ہے کہ پچھلی صف میں تنہا نماز پڑھنا جائز نہیں ہے بلکہ وہ واجب الاعدادہ ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام سفیان ثوری رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ایسے شخص کی نماز جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے موقف میں قدرے تفصیل ہے کہ جماعت کھڑی ہو چکی کوئی شخص آتا ہے آگے والی صف بھی مکمل ہو چکی ہو تو اکیلا کھڑا ہونے کی بجائے امام کے رکوع جانے تک کسی دوسرے شخص کے آنے کا انتظار کرے۔ اگر دوسرا شخص آگیا تو اسے اپنے ساتھ ملا کر صف میں کھڑا ہو جائے ورنہ آگے والی صف کے درمیان سے کسی شخص کو بازو پکڑ کر پچھلی صف میں لے آئے اور آگے والی صف سے پچھلی صف میں آنے والا نمازی اپنے پاؤں کو گھسیٹتا ہوا پیچھے آجائے کہ اس کا سینہ کعبہ رخ سے نہ پھرے۔ اگر آگے والی صف سے کسی کا پیچھے آنا ممکن نہ ہو یا انتشار کا خوف ہو تو وہ شخص بلا کراہت تنہا پچھلی صف میں نماز ادا کر سکتا ہے۔ جمہور نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: انہ دخل

المسجد ونبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راکع قال فرکعت دون الصف فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: زادک اللہ حرصا ولا تعد (سنن ابی داؤد جلد اول ص ۹۹) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مسجد میں اس وقت داخل ہوئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حالت رکوع میں تھے۔ میں بھی تنہا صف میں رکوع میں چلا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے ذوق میں اضافہ فرمائے تمہیں نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

جمہور کی طرف سے حضرت امام احمد بن حنبل وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) اس روایت میں امر

استحاب پر محمول ہے۔ (۲) جو نماز کراہت کے ساتھ پڑھی جائے وہ واجب الاعدادہ ہوتی ہے۔ (۳) یہ روایت سند کے اعتبار سے مضطرب ہے، لہذا قابل حجت نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي وَمَعَهُ رَجُلٌ

باب 33: جو شخص نماز ادا کر رہا ہو اور اس کے ساتھ ایک شخص (مقتدی) ہو

215 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَطَّارُ عَنْ عَسِرٍ وَبْنِ دِينَارٍ عَنْ ثَكْرِيْبٍ مَوْلَى

ابن عباس عن ابن عباس قال

متن حدیث: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَأْسِي مِنْ وَرَائِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ

في الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقهاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ قَالُوا إِذَا كَانَ الرَّجُلُ مَعَ الْإِمَامِ يَقُومُ عَنْ يَمِينِ الْإِمَامِ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک رات میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز ادا کی، میں آپ کے بائیں طرف کھڑا ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پیچھے کی طرف سے میرے سر کو پکڑا اور مجھے اپنے دائیں طرف کر دیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد میں آنے والے اہل علم کا اس روایت پر عمل ہے۔

وہ حضرات یہ کہتے ہیں: جب امام کے ہمراہ صرف ایک شخص ہو تو وہ امام کے دائیں طرف کھڑا ہوگا۔

شرح

ایک مقتدی ہونے کی صورت میں امام کی دائیں جانب کھڑا ہونا

اس بات میں تمام آئمہ کا اتفاق ہے کہ اگر ایک مقتدی ہو تو وہ امام کی دائیں طرف کھڑا ہوگا۔ انہوں نے زیر بحث حدیث سے

215- اخرجہ البخاری (287/1)؛ کتاب الوضوء؛ باب: التخفيف في الوضوء؛ حديث (138)؛ (247/2, 248)؛ كتاب الاذان؛ باب:

اذا قام الرجل عن يسار الامام؛ حديث (726)؛ وبطرسو النسبي عن ابن عباس (249/2)؛ باب: ميسنة المسجد والامام

حديث (728)؛ وخرجہ مسلم والنسائي (86/2, 87)؛ كتاب الامامة؛ باب: موقف الامام اذا كان معه صبي وامراه؛ حديث

(804)؛ وبطرسو آخر؛ باب: موقف الامام والماموم صبي؛ حديث (806)؛ وابن ماجه (312/1)؛ كتاب اقامة الصلاة والسنة فيرا:

باب: اللسان جماعة؛ حديث (973)

استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنی دائیں جانب کھڑا کر کے جماعت کی شکل میں نماز ادا کرتے تھے۔ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۲۱۵) شیخین کے نزدیک مقتدی، امام کی دائیں جانب بالکل مساوی کھڑا ہوگا۔ حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ امام، مقتدی سے چار انگشت آگے کھڑا ہوگا تاکہ امام اور مقتدی کے مابین امتیاز کی صورت بھی واضح ہو جائے۔ احناف کا فتویٰ حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي مَعَ الرَّجُلَيْنِ

باب 34: جس شخص کے ہمراہ دو آدمی نماز ادا کرنے والے ہوں

216 سند حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ

عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنَّا ثَلَاثَةً أَنْ يَتَقَدَّمَ أَحَدُنَا

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَجَابِرٍ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَحَدِيثُ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً قَامَ رَجُلَانِ خَلْفَ الْإِمَامِ وَرَوَى

آثَارِ صَحَابِهِ: عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ صَلَّى بِعَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ فَأَقَامَ أَحَدَهُمَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرَ عَنْ يَسَارِهِ وَرَوَاهُ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِسْمَاعِيلِ بْنِ مُسْلِمٍ الْمَكِّيِّ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ

﴿﴾ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ ہدایت کی: جب ہم تین افراد ہوں تو ہم

اپنے میں سے ایک کو آگے کر دیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے

احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا وہ یہ فرماتے ہیں: جب تین لوگ ہوں تو دو آدمی امام کے پیچھے کھڑے ہوں گے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ روایت منقول ہے: انہوں نے علقمہ اور اسود کو نماز پر کھائی تھی ان میں سے ایک کو

اپنے دائیں طرف کھڑا کر دیا تھا اور دوسرے کو بائیں طرف کھڑا کر دیا تھا اور انہوں نے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے

روایت بھی کی ہے۔

بعض حضرات نے اسماعیل بن مسلم کی نامی راوی کے حافضے کے حوالے سے کچھ کلام کیا ہے۔

شرح

دو مقتدیوں کی جماعت کا مسئلہ

جب مقتدی ایک سے زائد ہوں تو باجماعت نماز ادا کرنے کا طریقہ کیا ہوگا؟ اس مسئلہ میں قدرے آئمہ کا اختلاف ہے۔ جمہور کے نزدیک امام آگے کھڑا ہوگا اور دونوں مقتدی پچھلی صف میں برابر کھڑے ہوں گے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ جب ہم تین آدمی ہوں تو ہم میں سے ایک شخص امام بن کر نماز پڑھائے۔ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۲۱۶)

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ جب مقتدی دو ہوں تو امام درمیان میں کھڑا ہوگا جبکہ ایک مقتدی کو اپنی دائیں طرف اور دوسرے کو بائیں جانب کھڑا کرے گا۔ انہوں نے اپنے موقف پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اثر سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے حضرت علقمہ اور حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نماز پڑھائی تو ایک کو اپنے دائیں طرف اور دوسرے کو بائیں جانب کھڑا کیا تھا۔

جمہور کی طرف سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اثر کا جواب کئی اعتبار سے دیا گیا ہے: (۱) دو مقتدیوں کی صورت میں امام کا درمیان میں کھڑا ہونا، منسوخ ہو چکا ہے۔ (۲) امام کا مقتدیوں کے مابین کھڑا ہونا مکروہ تزیہی ہے، جس کا مقصد بیان جواز تھا۔ (۳) بعض مقامات پر بیان جواز کے لیے مکروہ پر بھی عمل کیا جاسکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي وَمَعَهُ الرَّجَالُ وَالنِّسَاءُ

باب 35: جو شخص نماز ادا کر رہا ہو اس کے ساتھ مرد اور خواتین

(اقتداء میں نماز ادا کرنے کے لیے موجود ہوں)

217 سند حدیث: حَدَّثَنَا إِسْحَقُ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متن حدیث: أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَطْنِهَا فَكَانَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ قَوْمُوا فَلَبِصَلِّ بِكُمْ قَالَ أَنَسٌ فَقُمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدْ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لَبَسَ فَتَضَحَّتْهُ بِالْمَاءِ فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْتُ عَلَيْهِ أَنَا وَالْيَتِيمُ وَرَأَيْتُهُ وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا فَصَلَّى بِنَا رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

217- إضْرَجَهُ النَّسَائِيُّ (56/2, 57)؛ كِتَابُ الْأِمَامَةِ: بَابُ: الصَّلَاةِ عَلَى الْعَصِيرِ حَبِيبٍ (737) وَأَضْرَجَهُ أَحْمَدُ (179/3, 226)

(145/3)

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا إِذَا كَانَ مَعَ الْإِمَامِ رَجُلٌ وَامْرَأَةٌ قَامَ الرَّجُلُ عَنْ يَمِينِ الْإِمَامِ وَالْمَرْأَةُ خَلْفَهُمَا وَقَدْ احْتَجَّ بَعْضُ النَّاسِ بِهَذَا الْحَدِيثِ فِي إِجَازَةِ الصَّلَاةِ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ خَلْفَ الصَّفِّ وَحَدَّهُ وَقَالُوا إِنَّ الصَّبِيَّ لَمْ تَكُنْ لَهُ صَلَاةٌ وَكَانَ أُنْسًا كَانَ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّهُ فِي الصَّفِّ قَوْلِ إِمَامِ تَرْمِذِي: وَلَيْسَ الْأَمْرُ عَلَيَّ مَا ذَهَبُوا إِلَيْهِ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَامَهُ مَعَ الصَّبِيِّ حَلْفَهُ فَلَوْلَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلصَّبِيِّ صَلَاةً لَمَا أَقَامَ الصَّبِيُّ مَعَهُ وَلَا أَقَامَهُ عَنْ يَمِينِهِ

حدیث دیگر: وَقَدْ رَوَى عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقَامَهُ عَنْ يَمِينِهِ وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ دَلَالَةٌ أَنَّهُ إِنَّمَا صَلَّى تَطَوُّعًا أَرَادَ إِدْخَالَ الْبَرَكَاتِ عَلَيْهِمْ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ان کی دادی سیدہ ملیکہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کھانے کی دعوت کی جو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تیار کیا تھا۔ آپ نے اسے کھالیا، پھر ارشاد فرمایا: تم لوگ کھڑے ہو جاؤ! تاکہ میں تمہیں نماز پڑھا دوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں چٹائی کی طرف بڑھا، جو طویل استعمال کی وجہ سے سیاہ ہو چکی تھی۔ میں نے اسے پانی کے ذریعے دھویا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہوئے، میں نے اور یتیم (لڑکے) نے آپ کے پیچھے صف قائم کر لی، جبکہ بوڑھی خاتون ہمارے پیچھے کھڑی ہوئی، آپ نے ہمیں دو رکعات پڑھانے کے بعد سلام پھیر دیا۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”صحیح“ ہے۔

اکثر اہل علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا، وہ یہ فرماتے ہیں: اگر امام کے ساتھ ایک مرد اور ایک خاتون ہو تو مرد امام کے دائیں طرف کھڑا ہوگا اور عورت ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہوگی۔

بعض اہل علم نے اس روایت کے ذریعے یہ استدلال کیا ہے: ایسی نماز ادا کرنا جائز ہے جب کوئی شخص امام کے پیچھے تنہا ہو تو وہ تنہا صف میں کھڑا ہو سکتا ہے وہ لوگ یہ بیان کرتے ہیں: جب بچے کی نماز ہی نہیں ہوتی، تو اس کا مطلب یہ ہوا، حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف میں تنہا تھے۔

حالانکہ ایسا نہیں ہے، جیسا کہ یہ حضرات اس بات کے قائل ہیں اس کی وجہ یہ ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یتیم کے ہمراہ اپنے پیچھے کھڑا کیا تھا، اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیم کے لیے نماز کو مقرر نہ کیا ہوتا، تو آپ اس یتیم کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کھڑا ہی نہ کرتے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کو اپنے دائیں طرف کھڑا کر لیتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز ادا کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے دائیں طرف کھڑا کر لیا تھا۔

اس میں اس بات پر دلالت موجود ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نفل نماز ادا کی تھی تاکہ آپ ان لوگوں پر برکت داخل کریں۔

شرح

خواتین و حضرات کا باہم جماعت سے نماز پڑھنے کا مسئلہ

جب خواتین و حضرات باہم باجماعت نماز پڑھنا چاہیں تو ان کی صفوں کی ترتیب یوں ہوگی کہ سب سے آگے امام کھڑا ہوگا، پھر مردوں کی صفیں ہوں گی اور پھر خواتین کی صفوف ہوں گی۔ یہ مسئلہ حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ کو جو نماز پڑھائی وہ نوافل کی نماز تھی اس حدیث سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نوافل کی جماعت جائز ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نماز تراویح، نماز استسقاء اور نماز کسوف کے علاوہ نوافل کی جماعت درست نہیں ہے۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ نوافل کی جماعت اس وقت مکروہ و ممنوع ہے جب اعلان و تداعی کے ساتھ ہو لیکن یہاں اعلان کے بغیر گھر میں برکت و تبرک کی غرض سے جماعت کرائی گئی تھی۔

”مالبس“ کا مفہوم: لفظ ”لبس“ کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں: (۱) لبس (بضم لام) سے مراد پہننا اور زیب تن کرنا (۲) لبس (فتح اللام) کثیر الاستعمال ہونا۔

بَابُ مَا جَاءَ مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ

باب 36: امامت کا زیادہ حقدار کون ہے؟

218 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءِ الرَّبِيعِيِّ عَنْ أَوْسِ بْنِ ضَمْعَجٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: يَوْمَ الْقَوْمِ أَقْرَاهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هَجْرَةَ فَإِنْ كَانُوا فِي الْهَجْرَةِ سَوَاءً فَأَكْبَرُهُمْ سِنًا وَلَا يَوْمَ الرَّجُلِ فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يُجْلَسُ عَلَى تَكْرِمَتِهِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي حَدِيثِهِ أَقْدَمُهُمْ سِنًا

218 اخرجہ مسلم (ابی) (611, 610, 609/2): كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب: من احوى بالامامة حديث (673, 290) (673/291) واخرجہ ابو داؤد (215, 214/1): كتاب الصلاة: باب من احوى بالامامة حديث (582) (583) (584) والنسائي (76/2): كتاب الامامة: باب من احوى بالامامة حديث (780) وابن ماجه (313/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فبريا: باب: من احوى بالامامة حديث (980) والعميدى (217/1) حديث (457) وابن خزيمة (4/3): كتاب الامامة في الصلاة: باب: ذكر احوى الناس بالامامة حديث (1507) (10/3): باب: الرخصة في صلاة الامام الاعظم خلف من ام الناس من رعيته حديث (1516) واخرجہ احمد (272, 121, 118/4)

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَمَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ وَعَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ

تکلم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَدِيثُ أَبِي مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ
مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا أَحَقُّ النَّاسِ بِالْإِمَامَةِ أَقْرَبُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ
وَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ وَقَالُوا صَاحِبُ الْمَنْزِلِ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ

وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِذَا أَدِنَ صَاحِبُ الْمَنْزِلِ لغيره فَلَا بَأْسَ أَنْ يُصَلِّيَ بِهِ وَكَرِهَهُ بَعْضُهُمْ وَقَالُوا السُّنَّةُ أَنْ يُصَلِّيَ
صَاحِبُ الْبَيْتِ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَوْمَ الرَّجُلِ فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يُجْلَسُ
عَلَى تَكْرِمَتِهِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ فَإِذَا أَدِنَ فَارْجُو أَنْ الْإِذْنَ فِي الْكُلِّ وَلَمْ يَرِ بِهِ بَأْسًا إِذَا أَدِنَ لَهُ أَنْ يُصَلِّيَ بِهِ

﴿﴾ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: لوگوں کی امامت وہ شخص کرے
جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کا سب سے زیادہ علم رکھتا ہو اگر وہ قرأت میں برابر ہو تو جو شخص سنت کا زیادہ علم رکھتا ہو اگر وہ سنت میں برابر ہو
تو جس شخص نے پہلے ہجرت کی ہو اگر وہ ہجرت میں برابر ہوں تو جس شخص کی عمر زیادہ ہو کوئی شخص کسی دوسرے کی امامت کی جگہ میں
امامت نہ کرے کسی شخص کے گھر میں اس کے بیٹھنے کی مخصوص جگہ پر اس کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو نہ بٹھایا جائے۔

حمود بن غیلان بیان کرتے ہیں: ابن نمیر نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: (جس کے عمر کے) سال زیادہ ہوں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت مالک بن
حوریت رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا وہ یہ فرماتے ہیں: امامت کا سب سے زیادہ حقدار وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی
کتاب کا سب سے زیادہ علم ہو اور اس کو سنت کا سب سے زیادہ علم ہو وہ یہ فرماتے ہیں: گھر کا مالک امامت کرنے کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔
بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: جب گھر کا مالک دوسرے شخص کو اجازت دیدے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ
دوسرا شخص انہیں نماز پڑھادے۔

جبکہ بعض اہل علم نے اسے مکروہ قرار دیا ہے وہ یہ فرماتے ہیں: سنت یہ ہے: گھر کا مالک نماز پڑھائے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص کسی دوسرے کی سلطانی میں امامت نہ
کرے اور کسی بھی شخص کو کسی شخص کے گھر میں اس کے بیٹھنے کی مخصوص جگہ پر اجازت کے بغیر نہ بٹھایا جائے (امام احمد فرماتے ہیں)
جب وہ اجازت دیدے تو مجھے امید ہے: سب لوگوں کے بارے میں اجازت ہوگی اور انہوں نے اس بات میں کوئی حرج
محسوس نہیں کیا اگر گھر والا اسے اجازت دیدے تو وہ شخص انہیں نماز پڑھادے۔

شرح

امامت کرانے کے زیادہ حقدار کا مسئلہ

امامت کا زیادہ حقدار اعلم ہے یا اقرأ ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ امامت کا زیادہ حقدار اعلم ہے کیونکہ قرأت تو ارکان نماز سے ایک رکن ہے جبکہ ”اعلم“ ہونے کا تعلق نماز کی تمام شرائط اور ارکان سے ہے۔ آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت والے واقعہ سے استدلال کیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وصال میں یوں حکم دیا: **مروا ابابکر فليصل بالناس** (الحج للمسلم جلد اول رقم الحدیث: ۸۵۲) ”تم ابو بکر صدیق کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز (باجماعت) پڑھائیں۔“ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ حکم ”اعلم القرآن والسنة“ کی وجہ سے دیا گیا جبکہ ”اقرأ“ تو اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے۔ علاوہ ازیں آپ صحابہ میں ”اعلم الناس“ کے لقب سے مشہور و معروف تھے۔

۲- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے امامت کا زیادہ حقدار ”اقرأ“ (بڑی قاری) ہے۔ انہوں نے اپنے موقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے: **”يَوْمَ الْقَوْمِ اَقْرَاهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ“** یعنی لوگوں کو وہ شخص نماز پڑھائے جو قرآن کریم کو زیادہ خوبصورت پڑھتا ہو۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) دور صحابہ میں ”اقرأ“ اور ”اعلم“ کے مابین مساوات کی نسبت تھی جبکہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف بعد والے لوگوں کے بارے میں ہے۔ دور حاضر میں ”اعلم“ اور ”اقرأ“ کے درمیان نسبت تساوی کی نہیں رہی بلکہ عام و خاص من وجہ کی ہے۔ (۲) آغاز اسلام میں حفاظ قرآن کی تعداد نہایت قلیل تھی۔ انہیں قرآن کی طرف راغب کرنے کے لیے پہلے ”اقرأ“ فرما دیا گیا لیکن ان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا تو ”اقرأ“ کی جگہ ”اعلم بالسنة احق بالامامة“ نے لے لی۔

”فاقدمهم هجرة“ کا مفہوم: لفظ ”ہجرت“ کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں: (۱) ہجرت اسلام جو مسلمانوں نے نبوت کے تیرہویں سال اختیار کر کے مکہ کو چھوڑ کر مدینہ طیبہ میں آ کر مستقل رہائش اختیار کر لی تھی۔

(۲) تقویٰ و طہارت مراد ہو جو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے: **”المهاجرین ہجر ما نہی اللہ عنہ“** ممنوعات و محرمات کو ترک کر کے صاحب تقویٰ بن جانا۔

دواہم مسائل: زیر بحث حدیث کے آخری حصہ میں دواہم مسائل بیان کیے گئے ہیں:

۱- اگر کوئی شخص کسی مسجد میں بطور امام و خطیب تعینات ہو، اس کی موجودگی میں دوسرا شخص امامت نہیں کرا سکتا۔ البتہ امام صاحب کی اجازت سے دوسرا شخص بھی یہ خدمات انجام دے سکتا ہے۔

۲- کوئی شخص کسی تعلق و علاقہ کے باعث کسی آدمی کے گھر جائے تو وہ صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر اس کی نشست گاہ میں ہرگز نہیں بیٹھ سکتا۔ البتہ صاحب خانہ کی اجازت سے بیٹھ سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ إِذَا أَمَّ أَحَدُكُمْ النَّاسَ فَلْيُخَفِّفْ

باب 37: جب کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو مختصر نماز پڑھائے

219 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: إِذَا أَمَّ أَحَدُكُمْ النَّاسَ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الصَّغِيرَ وَالْكَبِيرَ وَالضَّعِيفَ وَالْمَرِيضَ فَإِذَا صَلَّى وَحْدَهُ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَاءَ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ وَأَنَسٍ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَمَالِكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي وَاقِدٍ وَعُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ وَأَبِي مَسْعُودٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي عَبَّاسٍ حَكَمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ اخْتَارُوا أَنْ لَا يُطِيلَ الْإِمَامُ الصَّلَاةَ مَخَافَةَ الْمَشَقَّةِ عَلَى الضَّعِيفِ وَالْكَبِيرِ وَالْمَرِيضِ

توضیح راوی: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَأَبُو الزِّنَادِ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ذَكْوَانَ وَالْأَعْرَجُ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ هُرْمَزٍ الْمَدِينِيُّ وَيُكْنَى أَبَا دَاوُدَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو مختصر نماز پڑھائے، کیونکہ لوگوں میں کم سن، بڑی عمر کے لوگ، ضعیف لوگ، بیمار لوگ بھی موجود ہوتے ہیں البتہ جب وہ تنہا نماز ادا کرے، تو جتنی چاہے (لمبی) نماز ادا کرے۔امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن سمیرہ رضی اللہ عنہ، حضرت مالک بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو واقد رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان بن ابو عاص رضی اللہ عنہ، حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اکثر اہل علم اسی بات کے قائل ہیں، انہوں نے اس بات کو اختیار کیا ہے: امام لمبی نماز نہ پڑھائے، اس وجہ سے کہ یوں وہ کمزور، بڑی عمر کے لوگوں اور بیماروں کو مشقت کا شکار کر دے گا۔

219- اخرجہ مالک فی السوطا: (134/1)؛ کتاب صلاة الجماعة: باب: العمل فی صلاة الجماعة حدیث (13) والبخاری (233/2)؛ کتاب الاذان: باب: اذا صلى لنفسه فليطول ما شاء الله حدیث (703) ومسلم (ابی) (359/2)؛ کتاب الصلاة: باب: امر الائمة بتخفيف الصلاة فی تمام حدیث (183/467) وابو داود (271/1)؛ کتاب الصلاة: باب: فی تخفيف الصلاة حدیث (794) والنسائی (94/2)؛ کتاب الامامة: باب: ما علی الامام من التخفيف حدیث (823) وخرجہ احمد (486/2)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوزناد نامی راوی کا نام ذکوان ہے، اعرج کا نام عبدالرحمن بن ہرمز مدینی ہے، ان کی کنیت ”ابوداؤد“ ہے۔

220 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَحْفِ النَّاسِ صَلَاةً فِي تَمَامِ
حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَسْمُ أَبِي عَوَانَةَ وَضَاحٌ قَالَ أَبُو عَيْسَى: سَأَلْتُ قُتَيْبَةَ قُلْتُ أَبُو عَوَانَةَ مَا اسْمُهُ قَالَ وَضَاحٌ
قُلْتُ ابْنُ مَنْ قَالَ لَا أَدْرِي كَانَ عَبْدًا لِمَرْأَةٍ بِالْبَصْرَةِ
﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے مختصر، لیکن مکمل نماز پڑھایا کرتے تھے۔
یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور ابو عوانہ کا نام وضاح ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے قتیبہ سے دریافت کیا: میں نے دریافت کیا: ابو عوانہ کا نام کیا ہے، انہوں نے
جواب دیا: وضاح، میں نے دریافت کیا: وہ کس کے صاحب زادے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: یہ مجھے نہیں معلوم، یہ بصرہ
کی رہنے والی ایک خاتون کے غلام تھے۔

شرح

نماز پڑھانے میں اختصار کو پیش نظر رکھنے کا مسئلہ

جب امام صاحب لوگوں کو نماز پڑھائیں تو تخفیف و اختصار کو ضرور پیش نظر رکھے تاکہ لوگوں پر گراں نہ گزرے اور ان کا
ذوق عبادت بھی بحال رہے۔ زیر بحث حدیث میں اختصار اختیار کرنے کی وجوہات بھی بیان فرمادی ہیں کہ نماز میں چھوٹے
اور بڑے لوگ شامل ہوتے ہیں اور اسی طرح کمزور اور عمر رسیدہ لوگ بھی ہوتے ہیں جو سب کے سب تخفیف کے متقاضی ہوتے
ہیں۔ علاوہ ازیں تخفیف و اختصار نماز کا حسن ہے۔ یہ مسئلہ اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نماز پڑھاتے تو وہ مختصر ہوتی اور مکمل بھی۔ امام صاحب کی طرف سے نماز مختصر پڑھانے سے مراد یہ ہے کہ صرف خلاف سنت
طویل قرأت سے اجتناب کرے باقی رکوع و سجود کی تسبیحات اور قعدہ میں تشہد و ادعیہ میں سے کسی چیز کو ہرگز ترک نہ کرے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

220- اضرجه مسلم (ابی) (360/2): كتاب الصلاة: باب: امر الائمة بتخفيف الصلاة في تمام حديث (189/469) والنسائي
(95, 94/2): كتاب الاسامة: باب: ما على الامام من التخفيف حديث (824) والدارمي (289/1): كتاب الصلاة: باب: ما امر
الامام من التخفيف في الصلاة وابن خزيمة (48/3) في جماع ابواب قيام المامو بين خلف الامام حديث (1604) وضرجه احمد
في مسنده (رقم) 11991 و12015 و12681 و12762 و12801 و12873 و12909 و12910 و13158 و13447 و
13479 ورج 3 ص 100 و101 و162 و170 و173 و179 و182 و205 و231 و233 و234 و240

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَحْرِيمِ الصَّلَاةِ وَتَحْلِيلِهَا

باب 38: نماز کا آغاز اور اختتام

221 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكَيْعٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ طَرِيفِ السَّعْدِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِالْحَمْدِ وَسُورَةٍ فِي فَرِيضَةٍ أَوْ غَيْرِهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي هَذَا أَحْوَدُ إِسْنَادًا وَأَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ وَقَدْ كَتَبْنَاهُ فِي أَوَّلِ كِتَابِ الْوُضُوءِ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ إِنَّ تَحْرِيمَ الصَّلَاةِ التَّكْبِيرُ وَلَا يَكُونُ الرَّجُلُ دَاخِلًا فِي الصَّلَاةِ إِلَّا بِالتَّكْبِيرِ

قال أبو عيسى: وَسَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبَانَ مُسْتَمْلِيًا وَكَيْعٌ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مَهْدِيٍّ يَقُولُ لَوْ افْتَتَحَ الرَّجُلُ الصَّلَاةَ بِسَبْعِينَ اسْمًا مِنْ أَسْمَاءِ اللَّهِ وَلَمْ يَكْبِرْ لَمْ يُجْزِهِ وَإِنْ أَحَدَتْ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ أَمْرُهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ ثُمَّ يَرْجِعَ إِلَى مَكَانِهِ فَيُسَلِّمَ إِنَّمَا الْأَمْرُ عَلَى وَجْهِهِ قَالَ وَأَبُو نَضْرَةَ اسْمُهُ الْمُنْدَرُ بْنُ مَالِكِ بْنِ قُطْعَةَ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: وضو نماز کی کنجی ہے، تکبیر کے ذریعے نماز شروع ہوتی ہے اور سلام پھیر کر ختم ہو جاتی ہے اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورہ فاتحہ اور (اس کے بعد) ایک سورت تلاوت نہ کرے خواہ فرض نماز ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے منقول روایت سند کے اعتبار سے سب سے بہتر ہے اور

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول روایت سے زیادہ مستند ہے ہم نے اس روایت کو ”کتاب الوضوء“ کے آغاز میں نقل کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والے اہل علم نے اس حدیث پر عمل کیا ہے۔ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن

221 اخرجہ ابن ماجہ (101/1) کتاب الطہارة وسننہ باب: مفتاح الصلاة الطهور حدیث (276) من طریق ابی سفیان عن ابی

نضرة عن ابی سعید بہ۔

مبارک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے: نماز کا آغاز تکبیر کے ذریعے ہوتا ہے اور کوئی بھی شخص صرف تکبیر کہہ کر ہی نماز میں داخل شمار ہو سکتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ابو بکر محمد بن ابان کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے انہوں نے وکیع کا یہ قول نقل کیا ہے وکیع فرماتے ہیں: میں نے عبدالرحمن بن مہدی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے نوحے اسماء کے ذریعے نماز کا آغاز کرے اور تکبیر نہ کہے تو اس کی نماز درست نہیں ہوگی اور اگر کوئی شخص سلام پھیرنے سے پہلے بے وضو ہو جائے تو اسے یہ ہدایت کروں گا کہ وہ وضو کرے پھر اپنی جگہ پر واپس آئے اور پھر سلام پھیرے چونکہ معاملے کی یہی صورت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابونضر ہ نامی راوی کا نام منذر بن مالک بن قطعہ ہے۔

شرح

نماز کا آغاز و تکمیل اور ان میں مذاہب آئمہ

اس حدیث میں نماز کے چند فقہی مسائل بیان کیے گئے ہیں جن میں سے کچھ شرائط ہیں اور کچھ فرائض و ارکان ہیں۔

مفتاح الصلوٰۃ الطہور: طہارت، نماز کی شرط ہے۔ اس سے مراد جسم کا نجاست حقیقی اور حکمی سے پاک ہونا ہے۔ عورت کے جسم کا جنابت، دم حیض اور دم نفاس سے پاک ہونا اور مرد کے جسم کا نجاست حکمی یعنی جنابت اور حقیقی نجاست سے پاک ہونا ہے۔ علاوہ ازیں نمازی کے کپڑوں اور اس جگہ کا پاک ہونا بھی ضروری ہے جہاں نماز پڑھی جائے۔

وتحریمها التکبیر: تکبیر تحریمہ کے الفاظ کے حوالے سے آئمہ فقہ میں اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت سعید بن مسیب اور حضرت امام حسن بصری رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ آغاز نماز کے لیے بطور تکبیر تحریمہ الفاظ کی ہرگز ضرورت نہیں ہے بلکہ محض ”نیت“ ہی کافی ہے۔ انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: ”انما الاعمال بالنیات“ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔

۲- جمہور کے نزدیک آغاز نماز کے لیے بطور تکبیر تحریمہ الفاظ کا استعمال ضروری ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ پھر الفاظ تکبیر کے تعین میں ان کی مختلف آراء ہیں۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ الفاظ جو اللہ تعالیٰ کی بڑائی و کبریائی پر دلالت کرتے ہوں، ان سے آغاز نماز درست ہے مثلاً اللہ اکبر یا اللہ اعظم یا اللہ اجل وغیرہ۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ آغاز نماز صرف ”اللہ اکبر“ سے ہو سکتا ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک الفاظ تکبیر دو ہیں: اللہ اکبر، اللہ کبیر۔ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے کلمات تین ہیں: اللہ اکبر، اللہ کبیر، اللہ الکبیر۔

وتحلیلها التسلیم: تکبیر تحریمہ میں نیت و الفاظ کے حوالے سے اختلاف آئمہ کی طرح نماز کی تکمیل لفظ ”سلام“ کے بارے میں بھی اختلاف ہے جس کی تفصیل آغاز کتاب میں باب سوم کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي نَشْرِ الْأَصَابِعِ عِنْدَ التَّكْبِيرِ

باب 39: تکبیر کہتے ہوئے انگلیوں کو کھلا رکھنا

222 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَابُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ عَنِ ابْنِ أَبِي ذَيْبٍ عَنْ سَعِيدِ

بْنِ سَمْعَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

متن حدیث: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ نَشَرَ أَصَابِعَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَسَنٌ

وَقَدْ رَوَى غَيْرٌ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذَيْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَمْعَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حدیث دیگر: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا

وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ الْيَمَانِ وَأَخْطَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب نماز کے لیے تکبیر کہتے تو اپنی انگلیوں کو کھلا رکھتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

کئی حضرات نے اس روایت کو ابن ابی ذئب کے حوالے سے، سعید بن سمعان کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل

کیا ہے: نبی اکرم ﷺ جب نماز میں داخل ہوتے تھے تو آپ اپنے دونوں ہاتھ اٹھالیتے تھے۔

یہ روایت یحییٰ بن سمعان کی روایت سے زیادہ مستند ہے۔ یحییٰ بن یمان نے اس روایت میں غلطی کی ہے۔

223 قَالَ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الْحَنْفِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي

ذَيْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ

متن حدیث: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا

قول امام ترمذی: قَالَ أَبُو عَيْسَى: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ

الْيَمَانِ وَحَدِيثِ يَحْيَى بْنِ الْيَمَانِ خَطَأً

﴿﴾ سعید بن سمعان بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم ﷺ

جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ سیدھے بلند کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبد اللہ بن عبد الرحمن (یعنی امام دارمی) فرماتے ہیں: یہ روایت یحییٰ بن یمان کی روایت سے

زیادہ مستند ہے اور یحییٰ بن یمان کی روایت خطا پر مشتمل ہے۔

222- أخرجه ابن خزيمة (1/233) رقم (458)

223- أخرجه أحمد (2/375, 500) والدارمي (1/281) كتاب الصلاة باب: رفع اليدين عند افتتاح الصلاة من طريق ابن ابي

ذئب عن سعيد بن عمرو بن نوبان عن ابي هريرة مرفوعا-

شرح

تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کی انگلیوں کو کھلا رکھنے کا مسئلہ

آغاز نماز کے وقت ہاتھوں کی کیفیت یوں ہو کہ انگلیاں کھلی، کانوں کے برابر اور قبلہ رخ ہوں۔ اسی طرح رکوع میں جب ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا جائے تو انگلیاں کھلی ہونی چاہئیں جبکہ سجدہ کرتے وقت بند اور ان کے علاوہ عام حالت میں ہونی چاہئیں۔

”نشر الاصابع“ کے دو مفہیم ہیں: (۱) انگلیوں کو کشادہ اور سیدھا رکھنا جبکہ اس کی ضد ”مقبوض“ ہے۔ (۲) انگلیوں کو کھلا رکھنا، اس کی ضد ”ضم“ ہے۔ دونوں حدیثوں میں انگلیوں کی کیفیت کے بارے میں دو الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ایک ”نشر“ اور دوسرا ”مد“ ہے۔ لفظ ”نشر“ سے مراد انگلیوں کو الگ الگ رکھنا اور انہیں آپس میں نہ ملانا۔ لفظ ”مد“ سے مراد ہے مٹھی بند رکھنا اور انگلیاں کھلی رکھنا۔ دونوں الفاظ قریب المعانی ہونے کی وجہ سے متعارض نہیں ہیں۔ اس طرح دونوں روایات میں بھی تعارض و تخالف نہیں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تکبیر تحریمہ کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس کی انگلیوں کی کیفیت یوں بیان کرتے ہیں: ”اذا كبر للصلوة نشر اصابعه“ (جامع ترمذی رقم الحدیث: ۲۲۲) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کہتے تو اپنی انگشتان مبارکہ کو کشادہ رکھتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى

باب 40: پہلی تکبیر کی فضیلت

224 سند حدیث: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو قَتَيْبَةَ سَلَمُ بْنُ قَتَيْبَةَ عَنْ طُعْمَةَ بْنِ عَمْرٍو عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى لِي فِي يَوْمٍ أَرْبَعِينَ يَوْمًا فِي جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيرَةَ الْأُولَى كَتَبْتُ لَهُ بِرَائَتَانِ بَرَاءَةَ مِنَ النَّارِ وَبَرَاءَةَ مِنَ النِّفَاقِ

اختلاف روایت: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَنَسِ مَوْقُوفًا وَلَا أَعْلَمُ أَحَدًا رَفَعَهُ إِلَّا مَا رَوَى سَلَمُ بْنُ قَتَيْبَةَ عَنْ طُعْمَةَ بْنِ عَمْرٍو عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ وَأَنَّمَا يَرَوِي هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي حَبِيبِ الْبَجَلِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَوْلُهُ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ هَذَا حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ طَهْمَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي حَبِيبِ الْبَجَلِيِّ عَنْ أَنَسِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعَهُ وَرَوَى إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ هَذَا وَهَذَا حَدِيثٌ غَيْرُ مَحْفُوظٍ وَهُوَ حَدِيثٌ مُرْسَلٌ

توضیح راوی: وَعُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ لَمْ يُدْرِكْ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ

قول امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَبِيبُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ يُكْنَى أَبَا الْكَشُوْثِيِّ وَيُقَالُ أَبُو عُمَيْرَةَ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے چالیس دن تک باجماعت نماز میں اس طرح شریک ہو کہ وہ پہلی تکبیر میں شامل ہو تو اس کے لیے دو طرح کی برأت لکھی جاتی ہے، جہنم سے برأت اور نفاق (منافقت) سے برأت۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ”موقوف“ روایت کے طور پر منقول ہے۔

میرے علم کے مطابق کسی بھی شخص نے اس کو ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل نہیں کیا۔ صرف مسلم بن قتیبہ نے طعمہ بن عمرو کے حوالے سے حبیب بن بجل کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسے نقل کیا ہے۔ اسی روایت کو حبیب بن ابوجیب بجل کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان کے اپنے قول کے طور پر نقل کیا گیا ہے۔

یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ منقول ہے۔

اسماعیل بن عیاش نے اس روایت کو عمارہ بن غزیہ کے حوالے سے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

یہ روایت محفوظ نہیں ہے یہ روایت ”مرسل“ ہے عمارہ بن غزیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حبیب بن ابوجیب کی کنیت ابو کثوثی ہے اور ایک قول کے مطابق ابو عمیرہ ہے۔

شرح

تکبیر اولیٰ میں شمولیت کی فضیلت

جو شخص باقاعدگی سے چالیس روز تک نماز باجماعت ادا کرتا ہے اور اس کی تکبیر اولیٰ بھی فوت نہ ہوئی ہو، اللہ تعالیٰ اسے دو انعامات سے نواز دیتا ہے: (۱) اس کی گردن جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔ (۲) اسے نفاق سے پاک کر دیتا ہے۔

(جامع ترمذی رقم الحدیث ۲۲۴)

”یدرک التکبیرة الاولیٰ“ کا مصداق: اس کے مصداق میں چار اقوال ہیں: (۱) تکبیر تحریمہ میں شمولیت کرنا۔ (۲) رکوع سے قبل جماعت میں شامل ہونا۔ (۳) امام کے قرأت کا آغاز کرنے سے قبل جماعت میں شامل ہونا۔ (۴) پہلی رکعت میں جماعت سے مل جانا۔

سوال: اس حدیث مبارکہ میں چالیس روز تک باقاعدگی سے جماعت میں شامل ہونے والے کے لیے دو انعامات کا پروانہ دینے کا اعلان کیا گیا ہے: جہنم اور نفاق سے برأت۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ جب جہنم سے برأت و آزادی کا پروانہ مل گیا تو اس سے نفاق سے برأت بھی سمجھا جا رہا ہے، تو پھر اسے الگ سے بیان کرنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب: جہنم سے آزادی عطا کرنے کا تعلق آخرت سے ہے اور نفاق کی آزادی کا تعلق دنیا کے ساتھ ہے۔ اسے مستقل طور پر

بیان کر کے بتایا گیا ہے کہ باقاعدہ نمازی میں نفاق و منافقت کا عیب ہرگز نہیں ہو سکتا۔

سوال: اس حدیث میں ایام کا تعین کرتے ہوئے چالیس کا عدد بیان ہوا ہے، اس کے انتخاب میں کیا حکمت ہے؟

جواب: (۱) اس سے مراد مناسب عرصہ ہے جبکہ چالیس کی قید اتفاقی ہے۔ (۲) چالیس دن کے تعین کا مطلب ہے جو شخص چالیس ایام تک یہ مشق یا چلہ کرے گا، وہ تاحیات اس کی پابندی کرے گا۔ (۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر چالیس ایام کا اعتکاف کیا تھا، خواتین کی عدت نفاس زیادہ سے زیادہ چالیس ایام مقرر کی گئی اور یہاں بھی عادی بنانے کے لیے چالیس کے عدد کا انتخاب کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ

باب 41: نماز کے آغاز میں کیا پڑھا جائے؟

225 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضَّبَعِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ

الرِّفَاعِيِّ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ

مَنْ حَدِيثٌ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ بِاللَّيْلِ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُولُ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا ثُمَّ يَقُولُ أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمَزِهِ وَنَفْحِهِ وَنَفْسِهِ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَائِشَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَجَابِرٍ وَجَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ

وَأَبْنِ عُمَرَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ أَشْهَرُ حَدِيثٍ فِي هَذَا الْبَابِ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَقَدْ أَخَذَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَأَمَّا أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ فَقَالُوا بِمَا رَوَى عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ وَهَكَذَا رَوَى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ

تَوْضِيحٌ رَاوَى: وَقَدْ تَكَلَّمَ فِي إِسْنَادِ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ كَانَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ يَتَكَلَّمُ فِي عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ الرِّفَاعِيِّ

وَقَالَ أَحْمَدُ لَا يَصِحُّ هَذَا الْحَدِيثُ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب رات کے وقت نماز پڑھنے کے لیے کھڑے

225- اضرجه احمد (69-50/3) وابور داؤد (265/1) كتاب: الصلاة باب: من راي الاستفتاح بسبحانك اللهم وبحمدك حديث

(775) وابن ماجه (264/1) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها باب: افتتاح الصلاة حديث (804) وابن خزيمة (238/1) حديث

(467) والدارمي (282/1) كتاب الصلاة باب: ما يقال بعد افتتاح الصلاة-

ہوتے تو آپ تکبیر کہتے تھے اور یہ پڑھتے تھے۔

”تو پاک ہے اے اللہ! حمد تیرے لیے ہے تیرا نام برکت والا ہے تیری بزرگی عظیم ہے تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔“

پھر آپ یہ پڑھتے تھے۔

”اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے وہ بڑائی والا ہے۔“

پھر آپ یہ پڑھتے تھے۔

”میں سننے والے اور علم رکھنے والے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں، مردود شیطان کی شر سے، اس کے تکبر، وسوسے اور جادو سے (پناہ مانگتا ہوں)۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوسعید سے منقول حدیث اس بارے میں سب سے زیادہ مشہور ہے۔ اہل علم نے اس روایت کو اختیار کیا ہے۔

اکثر اہل علم یہ فرماتے ہیں: جو اس حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے: آپ یہ پڑھا کرتے تھے۔

”تو پاک ہے اے اللہ! حمد تیرے لیے ہے تیرا نام برکت والا ہے تیری بزرگی عظیم ہے تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔“

اسی طرح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ تابعین سے تعلق رکھنے والے اور دیگر اکثر اہل علم نے اس پر عمل کیا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کی سند کے بارے میں کچھ کلام کیا گیا ہے۔ یحییٰ بن سعید نے علی بن علی رفاعی نامی راوی کے بارے میں کچھ کلام کیا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت مستند نہیں ہے۔

226 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ أَبِي

لِرَجَالٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ

اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

تَوْضِيحٌ رَاوِي: وَحَارِثَةُ قَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ وَأَبُو الرَّجَالِ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَدِينِيُّ

﴿﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا آغاز کرتے تھے تو آپ یہ پڑھتے تھے۔

226- اخرجه ابو داؤد (266/1) كتاب الصلاة باب: من رأى الاستفتاح بسبحانك اللهم وبحمدك حديث (776) من طريق عبد

السلام بن حرب السلاسي عن بديل بن بسيرة عن ابي الجوزاء عن عائشة به- قال ابو داؤد: وهذا الحديث ليس بالمشهور عن

عبدالسلام بن حرب لم يروه الا طلوع بن غنم وقد روى قصة الصلاة عن بديل جماعة لم يذكرها فيه شيئا من هذا-

”تو پاک ہے اے اللہ! حمد تیرے لیے ہے تیرا نام برکت والا ہے تیری بزرگی عظیم ہے اور تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔“

امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہونے کو ہم صرف اسی حوالے سے جانتے ہیں۔

حارشہ نامی راوی کے حافظے کے بارے میں کچھ کلام کیا گیا ہے۔

ابورجال نامی راوی کا نام محمد بن عبدالرحمن مدینی ہے۔

شرح

تکبیر تحریمہ کے بعد اور آغاز تلاوت سے قبل ذکر رکھنے میں مذاہب آئمہ

تکبیر تحریمہ کے بعد اور آغاز تلاوت سے قبل ذکر کے مسنون ہونے یا نہ ہونے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل ذیل میں پائی جاتی ہے:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی بھی ذکر مسنون نہیں ہے۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: وفیہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابو بکر و عمر و عثمان یفتتحون القراءة بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (جامع ترمذی جلد اول باب فی افتتاح القراءة بالحمد للہ الخ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ”الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“ سے قرأت شروع کرتے تھے۔

۲- جمہور آئمہ فقہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان ذکر مسنون ہے۔ احناف کے نزدیک ذکر سے مراد ”ثناء“ پڑھنا ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان ثناء یعنی: ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ“ پڑھا کرتے تھے۔

جمہور کی طرف سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: یہ تو ہمیں بھی تسلیم ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء ثلاثہ سورہ فاتحہ سے قرأت کا آغاز کرتے تھے لیکن اس سے ”ثناء“ پڑھنے کی نئی برکت ثابت نہیں ہوتی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْجَهْرِ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب 42: بلند آواز میں ”بِسْمِ اللَّهِ“ نہ پڑھنا

227 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبرَاهِيمَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَيَّاسٍ الْجَرِيرِيُّ عَنْ

قَيْسِ بْنِ عَبَّادَةَ عَنِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: سَمِعْتُ أَبِي وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ أَقُولُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فَقَالَ لِي أُمِّي بِنْتِي مُحَدَّثُ

إِيَّاكَ وَالْحَدِيثُ قَالَ وَلَمْ أَرِ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَبْغَضَ إِلَيْهِ الْحَدِيثُ فِي
الْإِسْلَامِ يَعْنِي مِنْهُ قَالَ وَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَمَعَ عُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ فَلَمْ
أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقُولُهَا فَلَا تَقُلْهَا إِذَا أَنْتَ صَلَّيْتَ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ
وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَغَيْرُهُمْ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدُ
وَأَسْحَقُ لَا يَرُونَ أَنْ يَجْهَرُوا بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ قَالُوا وَيَقُولُهَا فِي نَفْسِهِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے بیان کرتے ہیں: میرے والد نے مجھے سنا میں اس وقت نماز
میں بلند آواز میں بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ پڑھ رہا تھا انہوں نے مجھ سے فرمایا: اے میرے بیٹے! یہ نیا کام ہے اور تم نئے
کاموں سے بچو راوی نے بتایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی بھی شخص کو نہیں دیکھا جو ان سے (یعنی میرے والد
سے) زیادہ نئی چیزوں کو ناپسند کرتا ہو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی ہے، لیکن میں نے ان میں سے کسی ایک کو بھی اسے (بلند آواز میں) پڑھتے ہوئے نہیں
سنا، تو تم بھی اسے اس طرح نہ پڑھا کرو جب تم نماز ادا کر رہے ہو تو یہ پڑھو (یعنی اسے بلند آواز میں پڑھو)

”الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

اکثر اہل علم جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے تعلق رکھتے ہیں ان کا اس پر عمل ہے جن میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات شامل ہیں اور وہ لوگ بھی شامل ہیں جو ان کے بعد تابعین کے طبقے
سے تعلق رکھتے ہیں۔

امام سفیان ثوری، امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بلند آواز میں بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ
الرَّحِيمِ نہیں پڑھی جائے گی یہ حضرات یہ فرماتے ہیں: آدمی اسے دل میں پڑھے گا۔

بَابُ مَنْ رَأَى الْجَهْرَ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب 43: بلند آواز میں بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ پڑھنا

228 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّبِيِّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ

227- اضرجه احمد (85/4) و (55-54/5) والبغاري في "القرآن" خلف الامام (116) و (130) وابن ماجه (267/1) كتاب:

اقامة الصلاة والسنة في باب: افتتاح القراءة حديث (815) والنسائي (135-134/2) كتاب الافتتاح باب: ترك الجهر بسم الله

الرحمن الرحيم حديث (906) - من طريق ابى نعام المنفى قيس بن عباية قال: حدثني ابن عبد الله بن مغفل عن ابيه به-

حَمَادٍ عَنْ أَبِي خَالِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ بِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْنَسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَلِكَ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَقَدْ قَالَ بِهِذَا عِدَّةٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ أَبُو

هُرَيْرَةَ وَابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ رَأَوْا الْجَهْرَ بِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَاسْمَعِيلُ بْنُ حَمَادٍ هُوَ ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ

تَوْضِيحٌ رَاوَى: وَأَبُو خَالِدٍ يُقَالُ هُوَ أَبُو خَالِدٍ الْوَالِئِيُّ وَاسْمُهُ هُرْمُزٌ وَهُوَ كُوفِيُّ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نماز کا آغاز (یعنی نماز میں قرأت کا آغاز) بِسْمِ اللّٰهِ

الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (بلند آواز میں پڑھ کر) کیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند مستند نہیں ہے۔

کئی اہل علم نے جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے ان میں حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے بعد آنے والے تابعین بھی شامل ہیں

ان حضرات کے نزدیک بلند آواز میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ پڑھی جائے گی۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

اس حدیث کے ایک راوی اسماعیل بن حماد جو ہیں یہ حماد بن ابوسلیمان ہیں اور ابو خالد نامی راوی جو ہیں یہ ابو خالد والبی ہیں

ان کا نام ہرمز ہے اور یہ کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

شرح

تسمیہ خوانی میں جہر و عدم جہر کے اعتبار سے مذاہب آئمہ

آغاز قرأت کے وقت تسمیہ خوانی جائز ہے یا نہیں؟ برسبیل اول اس میں جہر جائز ہے یا عدم جہر؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تسمیہ کی قرأت مشروع نہیں ہے، نہ جہراً اور نہ سراً۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادہ کو ”بِسْمِ اللّٰهِ“ پڑھنے سے منع کر دیا تھا۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تسمیہ پڑھنا مسنون ہے۔ جہری نمازوں میں جہراً اور سری نمازوں میں سراً پڑھی جائے گی۔ انہوں نے حضرت نعیم الجمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ

رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی تو انہوں نے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ پڑھی پھر سورہ فاتحہ کی قرأت کی۔

(سنن نسائی جلد اول ص ۱۴۳)

۳- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا موقف ہے کہ تسمیہ پڑھنا مسنون ہے۔ خواہ نماز جبری ہو یا سری لیکن تسمیہ کی سرأقرأت کی جائے گی۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اقتداء میں نماز پڑھتا رہا ہوں میں نے ان میں سے کسی کو بھی: ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ کی قرأت کرتے ہوئے نہیں سنا۔ (صحیح للمسلم جلد اول ص ۷۲) اس حدیث میں جبر کی نفی ہے سر کی نفی نہیں ہے۔

جمہور کی دلیل قوی اور راجح ہے جبکہ حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے دلائل متناضعیف اور سندا مضطرب بھی ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي افْتِتَاحِ الْقِرَاءَةِ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

باب 44: نماز میں قرأت کا آغاز الحمد لله رب العالمين سے کرنا

229 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ

متن حدیث: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْتَتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ

وَمَنْ بَعْدَهُمْ كَانُوا يَسْتَفْتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

قَالَ الشَّافِعِيُّ إِنَّمَا مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَانُوا

- 229- أخرجه البخاری (265/2) كتاب الاذان باب: ما يقول بعد التكبير حديث (743) وفي جزء القراءة خلف الامام (128- 117- 118- 121- 122- 123- 124- 125- 127) وابو داود (267/1) كتاب: الصلاة باب: من لم ير الجهر بيسم الله الرحمن الرحيم حديث (782) والنسائي (133/2) كتاب: الافتتاح باب: البراءة بغانعة الكتاب قبل السورة حديث (902, 903) وابن ماجه (267/1) كتاب: اقامة الصلاة والسنة فيرأ باب: افتتاح القراءة حديث (813) واحمد (289- 286- 273- 255- 101/3- 111- 114- 168- 183- 203- 205) وابن خزيمة (448/1) حديث (491- 492) والشمسدي في مسنده (505/2) حديث (1199) والدارمي (283/1) كتاب الصلاة باب: كراهية الجهر بيسم الله الرحمن الرحيم - من طريق حماد بن سلمة عن قتادة وثابت وحميد عن انس بن مالك به بلفظ (كانوا يستفتحون القرآن (العمدة رب العالمين) واخرجه احمد (223/3) والبخاری في جزء القراءة (119) او (120) ومسلم (273/2- الابي) كتاب الصلاة باب حجة من قال لا يجهر بالبسملة حديث (399) - من طريق الوداعي قال: كتب الي قتادة عن انس فذكره-

يَفْتَحُونَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ مَعْنَاهُ أَنَّهُمْ كَانُوا يَبْدُؤْنَ بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَبْلَ السُّورَةِ
وَلَيْسَ مَعْنَاهُ أَنَّهُمْ كَانُوا لَا يَقْرَءُونَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَكَانَ الشَّافِعِيُّ يَرَى أَنْ يُبْدَأَ بِسْمِ اللَّهِ
الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَأَنْ يُجَهَرَ بِهَا إِذَا جُهِرَ بِالْقِرَاءَةِ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
قرأت کا آغاز الحمد لله رب العالمین سے کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد میں آنے والے اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

یہ حضرات قرأت کا آغاز الحمد لله رب العالمین سے کیا کرتے ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قرأت کا آغاز
الحمد لله رب العالمین سے کرتے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے: یہ لوگ کسی سورت کو پڑھنے سے پہلے سورہ فاتحہ پڑھا کرتے
تھے اس کا یہ مطلب نہیں ہے: یہ لوگ بلند آواز میں بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ نہیں پڑھتے تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک قرأت کا آغاز بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ سے کیا جائے گا اور اگر قرأت بلند آواز میں کی جاتی
ہے تو ”بِسْمِ اللَّهِ“ کو بھی بلند آواز میں پڑھا جائے گا۔

شرح

تسمیہ کا ہر سورت کا جز ہونے یا نہ ہونے میں مذاہب آئمہ

اس بات میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے: ”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ سورہ نمل کا تو جز ہے لیکن اس کے علاوہ ہر سورت کے
آغاز میں جو تسمیہ رکھی گئی ہے، کیا وہ سورت کا جز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کے مابین اختلاف ہے جس کی تفصیل ذیل میں
پیش کی جاتی ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے: ”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ ہر سورت کا جز نہیں ہے، بلکہ
پورے قرآن کا حصہ اور جز ہے۔

آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ ”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ کا
نزول سورتوں کے درمیان امتیاز و فاصلہ کی غرض سے ہوا ہے۔ (شرح معانی الآثار جلد اول ص ۱۰۰) علاوہ ازیں انہوں نے اس مشہور
حدیث قدسی سے بھی استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: نماز میرے اور میرے بندوں
کے درمیان تقسیم کی گئی ہے۔ جب بندہ کہتا ہے: ”الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری
”حمد“ کی ہے الخ۔ (اصح للمسلم جلد اول ص ۱۷۰) اگر ”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ ہر سورت کا حصہ ہوتی تو اس حدیث کا آغاز

”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ کی بجائے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ سے ہوتا۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے: ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ ہر سورت کا جز ہے۔ انہوں نے اپنے موقف پر ان روایات سے استدلال کیا ہے جن میں ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ بلند آواز سے تلاوت کرنے کا ذکر موجود ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ کا بلند آواز سے پڑھنا سورت کی جز کی بناء پر نہیں تھا بلکہ بغرض تعلیم تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ لَا صَلَاةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

باب 45: سورہ فاتحہ کے بغیر نماز (کامل) نہیں ہوتی

230 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْعَدَنِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنِ عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ وَأَبِي قَتَادَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عَبَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَعُمَرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ وَغَيْرُهُمْ قَالُوا لَا تُجْزَى صَلَاةٌ إِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

آثار صحابہ: وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ كُلُّ صَلَاةٍ لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ

230- اخرجه البخاری (276/2) كتاب الاذان باب: وجوب القراءة للامام والمأموم في الصلوات كلها في العسر واليسر وما يجر فيها وما يخاف حديث (756) وفي "ملحوظات افعال العباد" (66) (67) وفي "القراءة خلف الامام" (3) (5) (6) (299) ومسلم (260/2- الابسي) كتاب الصلاة باب: وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة وانه اذا لم يمسن الفاتحة ولا امكنه تعليمها فراما تيسر له من غير لها حديث (34, 35, 36, 37/394) وابو داود (277/1) كتاب الصلاة باب: من ترك القراءة في صلواته بفاتحة الكتاب حديث (822) والنسائي (137/2) كتاب الافتتاح باب: ايجاب قراءة فاتحة الكتاب في الصلاة حديث (910) (911) وفي "فضائل القرآن" (34) وابن ماجه (273/1) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها باب القراءة خلف الامام حديث (837) واهم (322-314/5) وابن خزيمة (246/1) حديث (488) والبيهقي (191/1) حديث (386) والدارمي (283/1) كتاب الصلاة باب: لا صلاة الا بفاتحة الكتاب من طريق الزهري قال: سمعت مصعب بن عمير عن الربيع عن عبادة بن الصامت فذكره-

وَبِهِ يَقُولُ ابْنُ الْمُبَارِكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ

توضیح راوی: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي عُمَرَ يَقُولُ اخْتَلَفْتُ إِلَى ابْنِ عُيَيْنَةَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَنَةً وَكَانَ الْحَمِيدِيُّ أَكْبَرَ مِنِّي بِسَنَةٍ وَسَمِعْتُ ابْنَ أَبِي عُمَرَ يَقُولُ حَبَجْتُ سَبْعِينَ حَجَّةً مَا شِئْتُ عَلَى قَدَمَيَّ

﴿﴾ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز (کامل) نہیں ہوتی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اکثر اہل علم جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا اس حدیث میں عمل ہے، جن میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ شامل ہیں اور ان کے علاوہ دیگر حضرات بھی ہیں۔

وہ یہ فرماتے ہیں ایسی نماز درست نہیں ہوتی جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی گئی ہو۔

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہر وہ نماز جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی گئی ہو وہ نامکمل ہوتی ہے۔

امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

میں نے ابن ابوعمر کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: میں اٹھارہ سال تک ابن عیینہ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا ہوں، حمیدی مجھ سے عمر میں ایک سال بڑے تھے میں نے ابن ابی عمر کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میں نے پیدل چل کر ستر حج کیے ہیں۔

شرح

سورہ فاتحہ کا نماز سے تعلق کے حوالے سے مذاہب آئمہ

سورہ فاتحہ کا نماز سے کس حیثیت سے تعلق ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ سورہ فاتحہ نماز کا مستقل رکن نہیں ہے کیونکہ مطلقاً قرأت فرض ہے اور سورہ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔ آپ نے اپنے موقف پر درج ذیل دلائل پیش کیے ہیں:

(۱) ارشادِ بانی ہے: ”فاقرءوا ما تيسر من القرآن“ (قرآن سے جو بھی آسان معلوم ہوتا ہو تم، اس کی تلاوت کرو) اس آیت میں قرأت کو فرض قرار دیا گیا ہے اور اس بات پر اجماع ہے کہ خارج نماز تلاوت قرآن فرض عین نہیں ہے۔ البتہ حفظ قرآن اور مقصد قرآن کے حصول کے لیے تلاوت قرآن کرنا فرض کفایہ ہے۔ اس آیت میں امر و وجوب کے لیے ہے جو فرضیت قرأت پر دلالت کرتا ہے۔ یہ حکم قرآن کی ہر آیت کو شامل ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہوا کہ مطلق قرآن کی کسی آیت کا پڑھنا فرض ہے جبکہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت خلد بن رافع رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں بڑی بجلت سے نماز ادا کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز کا اعادہ کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے دوبارہ جلدی جلدی نماز پڑھی تو آپ نے پانچ نماز دوہرانے کا حکم دیا۔ تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا۔ آخر انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے نماز پڑھنے کا طریقہ سکھادیں؟ آپ نے ان سے فرمایا: ثم اقرأ ما تيسر معك من القرآن (سنن ابی داؤد) اس حدیث کو مسیء الصلوة کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس حدیث سے بھی مطلق قرآن کی فرضیت ثابت ہوتی ہے اور اس کا تعلق بھی دخول نماز سے ہے اور خارج نماز سے ہرگز نہیں ہے۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا صلوة الا بقراءة

(اصح للمسلم)

سوال: ارشاد ربانی ہے: ”فاقرء واما تيسر من القرآن“ آیت عام ہے جس کی تفسیر و تفصیل یہ حدیث ہے: لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب (سنن ابی داؤد جلد اول ص ۱۱۹) (فاتحہ الكتاب کے بغیر نماز نہیں ہوتی) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ”فاقرء واما تيسر من القرآن“ کا حکم ہر آیت کو ہرگز شامل نہیں ہے بلکہ اس کا مصداق صرف سورہ فاتحہ ہو سکتی ہے۔ جب ”ماتيسر“ رکن نماز بن رہا ہے، لہذا آپ کا کہنا ”سورۃ فاتحہ رکن صلوة نہیں ہے“ درست نہیں ہے؟

جواب: یہ آیت مجمل ہرگز نہیں ہے بلکہ عام کے درجہ میں ہے۔ مجمل اور عام میں فرق یوں ہے کہ مجمل پر تو تفصیل ملائے بغیر عمل نہیں کیا جاسکتا جبکہ عام پر کسی تخصیص کے بغیر بھی عمل کیا جاسکتا ہے۔ اس مقام پر بھی ایسا ہی ہے کہ تمام قرآن میں سے کسی آیت کی قرأت کرنا فرض ہے اور یہ عام ہے اور اس پر عمل کرنے کے لیے تخصیص کی ضرورت نہیں ہے۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ سورہ فاتحہ رکن صلوة ہے۔ انہوں نے حضرت عبادہ بن صامت کی روایت سے استدلال کیا ہے: لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب (سنن ابی داؤد جلد اول ص ۱۱۹) (جو شخص سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا، اس کی نماز نہیں ہے) انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: من صلى صلوة لم يقرأ فيها باسم القرآن فہی خداج فہی خداج غیر تمام (صحیح مسلم جلد اول ص ۱۶۹) (جس شخص نے نماز پڑھی تو اس نے سورہ فاتحہ کی قرأت نہ کی تو وہ نماز غیر تمام (ناقص) ہوگی)

احناف کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل کے جوابات یوں دیے جاتے ہیں:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت کا جواب یہ ہے: (۱) یہاں وجود کی نفی نہیں ہے بلکہ کمال کی نفی ہے۔ (۲) قرآن کے حکم اور خبر واحد دونوں پر عمل کرنے کے لیے تطبیق کی صورت یوں پیدا کی جائے گی کہ حکم قرآن فرض ہے اور خبر واحد کا حکم واجب یعنی مطلق قرأت فرض جبکہ سورہ فاتحہ کی قرأت واجب ہے۔ (۳) حدیث میں خبر بول کر انشاء مراد لی گئی ہے۔ خبر واحد کے اس درجہ سے رکن صلوة ثابت نہیں ہوتا۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دوسری دلیل کے جوابات یوں دیے جاتے ہیں:

(۱) لفظ ”خداج“ سے لغوی اعتبار سے مراد وہ بچہ ہے جو مدت سے قبل پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے اعضاء کامل نہیں ہوتے۔ علاوہ

ازیں لفظ ”مخرج“ سے مراد اونٹنی کا ایسا بچہ ہے جو ناقص الخلقیت ہوتا ہے یعنی اس کے تمام اعضاء نہیں ہوتے۔ اس حدیث میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے جس سے مراد وجود کی نفی نہیں ہے بلکہ نقص ہے۔ (۲) لفظ ”مخرج“ میں اعضاء کا نقص تو ضرور ثابت ہوتا ہے لیکن عدم وجود یا مردہ ہرگز مراد نہیں ہوتا ہے۔ اس مفہوم سے بھی ہمارا مقصد متاثر نہیں ہوتا۔ لہذا یہ حدیث ہمارے موقف کے خلاف نہیں ہے۔

۳- حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ اس میں دو دو اقوال منقول ہیں۔ ایک قول کے مطابق وہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہیں اور دوسرے قول کے مطابق حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہیں۔ ان کے دلائل اور جوابات دلائل کی تفصیل تحصیل حاصل ہوگا، لہذا اعادہ کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ قرأت خلف الامام میں مذاہب آئمہ

امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی صورت میں مقتدی سورہ فاتحہ پڑھے گا یا نہیں؟ اس میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ امام کی اقتداء میں مقتدی کا سورہ فاتحہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، وہ نماز خواہ جہری ہو یا سری ہو۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول جدید، ایک روایت کے مطابق حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک امام کی اقتداء میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے خواہ نماز جہری ہو یا سری۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول قدیم، ایک روایت کے مطابق حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جہری نماز میں امام کی اقتداء میں قرأت مکروہ ہے جبکہ سری نماز میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے۔

اس مسئلہ میں مدارتین روایات پر ہے: (۱) لا صلوة لمن لم یقرأ بفاتحة الكتاب۔ (۲) واذا قرأ فانصتوا۔ (۳) من کان له امام فقراءه الامام له قراءه۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قاری کے اعتبار سے ان میں فرق ہوگا۔ پہلی روایت کا تعلق امام اور منفرد دونوں سے ہے، لہذا دونوں پر سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔ دوسری اور تیسری روایت کا تعلق صرف مقتدی سے ہے۔ امام اور منفرد دونوں سورہ فاتحہ کی قرأت کریں گے جبکہ مقتدی خاموش رہتا ہو صرف سنے گا اور امام کی قرأت اس کی قرأت متصور ہوگی۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ ”مقروہ“ کے اعتبار سے ان روایات میں امتیاز کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک پہلی روایت سورہ فاتحہ سے متعلق ہے، لہذا سورہ فاتحہ امام، مقتدی اور منفرد سب پڑھیں گے۔ دوسری اور تیسری روایت کا تعلق غیر سورہ فاتحہ سے ہے، لہذا امام اور منفرد دونوں قرأت کریں گے لیکن مقتدی خاموشی سے سنے گا۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ ”مقروہ فیہ“ کے اعتبار سے روایات میں فرق کرتے ہیں۔ اگر نماز سری ہو تو پہلی روایت پر عمل کیا جائے گا، نماز جہری ہونے کی صورت میں

دوسری اور تیسری روایت پر عمل ہوگا وہ اس طرح کہ امام اور منفرد دونوں پڑھیں گے اور مقتدی خاموش رہے گا۔
حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ہل قرأ معی احد منکم انفاً فقال رجل نعم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی اقول مالی انازع قال فانتھی الناس عن القراءة مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما جہر فیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (جامع ترمذی جلد اول ص ۶۵) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ قرأت کی ہے؟ ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہاں۔ آپ نے فرمایا: میں بھی کہہ رہا تھا کہ مجھ سے قرآن پڑھنے میں جھگڑا کیوں کیا جا رہا ہے؟ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرأت سے باز آگئے جن نمازوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہری قرأت کرتے تھے۔

۲- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یوں فرمانا: ”انی اقول مالی انازع القرآن“ ”میں بھی کہہ رہا تھا کہ مجھ سے قرآن کے معاملہ میں جھگڑا کیوں کیا جا رہا ہے۔“ یعنی قرأت کرنا امام کا منصب ہے اس میں رکاوٹ ڈالنا اس کے فرض منصبی میں مداخلت ہے جو ناقابل برداشت عمل ہے۔

۳- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں جتنے لوگ نماز پڑھ رہے تھے، ان میں سے صرف ایک شخص نے بلند آواز سے قرأت کی تھی جبکہ باقی تمام صحابہ بالکل خاموش تھے۔ اگر امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے والے کا قرأت کرنا فرض ہوتا تو کیا تمام صحابہ فرض کے تارک تھے؟ ایسا ناممکن ہے۔

سوال: اس روایت کا تعلق فاتحہ خلف الامام سے نہیں ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ اس صحابی نے سورہ فاتحہ کے علاوہ قرآن کریم کی کوئی سورت یا آیات تلاوت کی ہوں؟ اس سے فاتحہ خلف الامام کی ممانعت ثابت نہیں ہو سکتی؟
جواب: یہ بات بلا دلیل ہے کہ سورہ فاتحہ خلف الامام پڑھنے کی ممانعت ہے بلکہ اس کے غیر کی ممانعت ہے۔ ہر قسم کی قرأت کی امام کی اقتداء میں ممانعت ہے۔

سوال: فاتحہ خلف الایمان کی ممانعت صرف نماز جہری میں ہے جبکہ نماز سری میں ہرگز ممانعت نہیں ہے؟
جواب: امام کی اقتداء میں ہر قسم کی قرأت کی ممانعت ہے خواہ نماز جہری یا سری اور خواہ سورہ فاتحہ ہو یا اس کے علاوہ کوئی سورت ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّامِينِ

باب 46: آمین کہنا

231 سند حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَهَيْلٍ عَنْ حُجْرِ بْنِ عُبَيْسٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ (غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) فَقَالَ آمِينَ

وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَآبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ

مذاهب فقہاء: وَبِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ
وَمَنْ بَعْدَهُمْ يَرَوْنَ أَنَّ الرَّجُلَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّامِينَ وَلَا يُخْفِيهَا وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَاحْمَدُ وَاسْحَقُحدیث دیگر: وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَهَيْلٍ عَنْ حُجْرِ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ
عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) فَقَالَ آمِينَ وَخَفَضَ بِهَا
صَوْتَهُقول امام بخاری: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ حَدِيثُ سُفْيَانَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ فِي هَذَا
وَإِخْطَأَ شُعْبَةُ فِي مَوَاضِعَ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ عَنْ حُجْرِ أَبِي الْعَبَّاسِ وَإِنَّمَا هُوَ حُجْرُ بْنُ عَبَّاسٍ وَيُكْنَى أَبَا
السَّكَنِ وَزَادَ فِيهِ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ وَلَيْسَ فِيهِ عَنْ عَلْقَمَةَ وَإِنَّمَا هُوَ عَنْ حُجْرِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ
وَقَالَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ وَإِنَّمَا هُوَ وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُقال أبو عيسى: وَسَأَلْتُ أَبَا زُرْعَةَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ حَدِيثُ سُفْيَانَ فِي هَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ
شُعْبَةَ قَالَ وَرَوَى الْعَلَاءُ بْنُ صَالِحٍ الْأَسَدِيُّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَهَيْلٍ نَحْوَ رِوَايَةِ سُفْيَانَاسناد دیگر: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ
صَالِحٍ الْأَسَدِيُّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَهَيْلٍ عَنْ حُجْرِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَحْوَ حَدِيثِ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَهَيْلٍ﴿ ﴿ ﴾ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا آپ نے غیر المنضوب عنہم
ولا الضالین پڑھا پھر آپ نے آمین پڑھا اور اس میں اپنی آواز کو چھپا (یعنی بلند کیا)

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت علی بن حجر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد میں آنے والے نبی اہل علم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

ان حضرات کے نزدیک آدمی ”آمین“ کہتے ہوئے اپنی آواز کو بلند کرے گا اسے آہستہ آواز میں نہیں کہے گا۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ، امام احمد رضی اللہ عنہما اور امام ابوالحسن رضی اللہ عنہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام شعبہ نے اس روایت کو مسلم بن کھیل کے حوالے سے، حجر ابو عبس کے حوالے سے، علقمہ بن وائل کے حوالے سے، ان

231- لفرجه ابو مغرد (309/1) کتاب الصلاة باب: التامين واداء الامام حديث (932) من طريق سفیان عن سلمة بن كريب عن

مجر بن عيسى عن وائل بن حجر فذكره-

کے والد (حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھا اور پھر آمین کہا اور آپ نے اپنی آواز کو پست رکھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد (بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ) کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سفیان کی روایت شعبہ کی روایت سے زیادہ مستند ہے شعبہ نے اس روایت میں کئی مقامات پر غلطی کی ہے انہوں نے اسے حجر ابو عبس کے حوالے سے نقل کیا ہے حالانکہ وہ حجر بن عبس ہیں اور ان کی کنیت ”ابو لکسن“ ہے انہوں نے اس ابو علقمہ بن وائل کا اضافہ کیا ہے حالانکہ اس کی سند میں علقمہ نہیں ہے۔

یہ روایت حجر بن عبس کے حوالے سے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ یہ نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنی آواز کو پست رکھا تھا حالانکہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: نبی اکرم ﷺ نے آواز کو بلند کیا تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام ابو زرعة رحمہ اللہ سے اس روایت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: اس بارے میں سفیان کی روایت شعبہ کی روایت سے زیادہ مستند ہے۔

وہ فرماتے ہیں: علاء بن صالح اسدی نے اس روایت کو سلمہ بن کہیل سے نقل کیا ہے جو سفیان کی روایت کی مانند ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے جو سفیان سے منقول روایت کی مانند ہے۔

شرح

آمین مقتدی یا امام کا وظیفہ ہونے میں مذاہب

بعض اہل لغت نے لفظ ”آمین“ کو عربی قرار دیتے ہوئے اسے اسم فعل بتایا ہے۔ جو ”تو قبول کر“ کے معنی میں ہے۔ اس بارے میں تحقیق ہے کہ یہ ”سریانی“ زبان کا لفظ ہے جو بائبل کے مختلف نسخوں میں موجود ہے۔ ایک یہودی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پرتا شیر زبان سے لفظ ”آمین“ سنا تو وہ مسلمان ہو گیا تھا۔

دریافت طلب یہ بات ہے کہ لفظ ”آمین“ مقتدی کا وظیفہ ہے یا امام کا یا دونوں کا؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس بارے میں دو قول ہیں: (۱) ”آمین“ امام اور مقتدی دونوں کا وظیفہ ہے۔ (۲) یہ امام کا وظیفہ نہیں بلکہ مقتدی کا وظیفہ ہے۔ دوسرا قول زیادہ مشہور ہے۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الامام غير المَغضوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فقولوا آمين الخ۔ ”بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امام: ”غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ“ کے الفاظ کہے تو تم کہو: آمین۔ فرشتے بھی اس وقت ”آمین“ کہتے ہیں اور جس کی ”آمین“ (صحیح بخاری جلد اول ص ۱۰۸) فرشتوں کی ”آمین“ سے مل گئی اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔“ اس حدیث سے ثابت ہوا ”وَلَا الضَّالِّينَ“ امام کہے گا اور ”آمین“

صرف مقتدی کہے گا۔

۲۔ جمہور کے نزدیک ”آمین“ کہنا امام اور مقتدی دونوں کا وظیفہ ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے: عن ابراهیم اربع يخافت بهن الامام سبحانه اللهم وبحمدك والتعوذ من الشيطان وبسم الله الرحمن الرحيم وامين (کتاب الآثار الامام محمد ص ۱۶) ”حضرت ابراهیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ چار چیزیں ایسی ہیں جنہیں امام پست آواز میں پڑھے گا: (۱) ثناء، (۲) تعوذ، (۳) تسمیہ، (۴) آمین۔“

جمہور کی طرف سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس روایت کا مقصد وظائف کی تقسیم کاری ہرگز نہیں ہے بلکہ اس کا منشاء یہ ہے کہ امام اور مقتدی دونوں ایک وقت میں ”آمین“ کہیں۔ اس کا طریقہ یوں بتایا گیا ہے: جب امام ”وَلَا الضَّالِّينَ“ سے فراغت حاصل کرے تو فوراً ”آمین“ کہہ دیا جائے تاکہ دونوں کی ”آمین“ ایک وقت میں ہو سکے۔ اس کی وجہ یہ ہے: فان الملائكة تقول امين وان الامام يقول امين (سنن نسائی جلد اول ص ۱۴۷) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیونکہ فرشتے بھی اس وقت آمین کہتے ہیں جس وقت امام ”آمین“ کہتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّامِينِ

باب 47: آمین کہنے کی فضیلت

232 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ **مَتْنُ حَدِيثٍ:** إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَاَفَّقَ تَامِينُهُ تَامِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ **حُكْمُ حَدِيثٍ:** قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس شخص کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے ساتھ ہوگا تو اس شخص کے گزشتہ گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

232- اضرجه البخاری (204/11) کتاب الدعوات باب: فضل التامین حدیث (6402) و مسلم (293/2 - الابی) کتاب الصلوة باب: التسبیح والتحمید والتامین حدیث (410/72) وابو داؤد (309/1) کتاب: الصلوة باب: التامین وراء الامام حدیث (936) والنسائی (144-143/2) کتاب الافتتاح باب: جهر الامام بآمین حدیث (928, 927, 926, 925) وابن ماجه (277/1) کتاب اقامة الصلوة والسنة فیہا باب: الجهر بآمین حدیث (851-852) ومالك في ”الموطأ“ (87/1) کتاب الصلوة باب: ماجاه فی التامین خلف الامام حدیث (45) وابن خزيمة (286, 1) حدیث (569) و (37, 3) حدیث (1583) و احمد (270-459-449-233/2) والدارمی (284/1) کتاب الصلوة باب: فی فضل التامین والمبیدی (417/2) حدیث (933)

شرح

آمین بالجہر اور آمین بالاخفاء میں مذاہب آئمہ

تمام آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام اور منفرد کا جہراً اور سرراً ”آمین“ کہنا جائز ہے لیکن افضلیت کے اعتبار سے آئمہ فقہ میں اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

- ۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس بارے میں دو قول ہیں: (۱) امام اور مقتدی دونوں جہر سے کہیں گے۔ (۲) امام بالاخفاء کہے گا جبکہ مقتدی بالجہر۔ البتہ پہلا قول مختار ہے۔
- ۲- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ”آمین“ بالجہر افضل ہے۔
- ۳- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام سفیان ثوری رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک آمین بالاخفاء افضل ہے۔ امام، مقتدی اور منفرد سب آمین بالاخفاء کہیں گے۔

سب آئمہ نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: ”قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرأ غیر المَغْضُوبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ وَقَالَ آمین ومدبھا صوتہ“ (علامہ نیوی آثار السنن ص ۱۲۰) میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے: ”غیر المَغْضُوبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ“ پڑھتے ہوئے سنا تو آپ نے بلند آواز سے کہا: ”آمین“

”امین“ کہنے کی فضیلت

جو شخص ”آمین“ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اس سلسلے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے ”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین، فرشتوں کی آمین سے مطابقت کر گئی تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“ گناہوں کی بخشش کے لیے بندے کی آمین کا فرشتوں کی آمین سے مطابقت شرط ہے۔ اس مطابقت کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

- ۱- مقتدی، امام کی آمین کے ساتھ ہی آمین کہے اور بالکل اسی وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں، تو اس طرح آمین کی مطابقت ہو جائے گی اور شرط بھی پائی جائے۔
- ۲- فرشتے آمین کہتے ہیں، ہم ان کی آمین سن نہیں پاتے لہذا تو بندے کو بھی آہستہ آمین کہنا چاہیے تاکہ مطابقت کی صورت پیدا ہو جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّكْتَيْنِ فِي الصَّلَاةِ

باب 48: (باجماعت) نماز کے دوران دو مرتبہ سکتہ کرنا

233 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ

الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ

متن حدیث: سَكَّتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْكَرَ ذَلِكَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ وَقَالَ حَفِظْنَا سَكَّةً فَكَتَبْنَا إِلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ بِالْمَدِينَةِ فَكَتَبَ أَبِي أَنْ حَفِظَ سَمْرَةَ قَالَ سَعِيدٌ فَقُلْنَا لِقَتَادَةَ مَا هَاتَانِ السَّكَّتَانِ قَالَ إِذَا دَخَلَ فِي صَلَاتِهِ وَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذَلِكَ وَإِذَا قَرَأَ (وَلَا الضَّالِّينَ) قَالَ وَكَانَ يُعْجِبُهُ إِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ أَنْ يَسْكُتَ حَتَّى يَتَرَادَّ إِلَيْهِ نَفْسُهُ فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ سَمْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

مذاهب فقہاء: وَهُوَ قَوْلٌ غَيْرٌ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّونَ لِلْإِمَامِ أَنْ يَسْكُتَ بَعْدَمَا يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ وَبَعْدَ الْفَرَاعِ مِنَ الْقِرَاءَةِ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَاسْحَقُ وَأَصْحَابُنَا

﴿﴾ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے دو مرتبہ سکتہ کرنا مجھے یاد ہے، تو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اس بات کا انکار کیا اور وہ بولے: مجھے ایک مرتبہ سکتہ کرنا یاد ہے (راوی کہتے ہیں) ہم نے اس بارے میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ خط لکھا تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے جوابی خط میں لکھا: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی یادداشت درست ہے۔ سعید نامی راوی بیان کرتے ہیں: ہم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: یہ دو مرتبہ سکتہ کب ہوں گے؟ تو انہوں نے فرمایا: جب آدمی نماز میں داخل ہو اور جب قرأت کر کے فارغ ہو۔

اس کے بعد انہوں نے فرمایا: جب امام ”ولا الضالین“ پڑھے۔

راوی بیان کرتے ہیں: انہیں یہ بات پسند تھی جب امام قرأت کر کے فارغ ہو تو سکتہ کرے تاکہ اس کا سانس ٹھیک ہو جائے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

یہ کئی اہل علم کا قول ہے ان کے نزدیک امام کے لیے یہ بات مستحب ہے: وہ نماز کے آغاز میں سکتہ کرے اور قرأت سے فارغ ہونے کے بعد سکتہ کرے۔

امام احمد رضی اللہ عنہ، امام اسحق رضی اللہ عنہ اور ہمارے اصحاب نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

نماز میں دو سکتوں کا مسئلہ

تمام آئمہ فقہ کا ثناء کے بعد اور سورہ فاتحہ سے قبل سکتہ پر اتفاق ہے۔ البتہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اسے تسلیم نہیں

233- اضرہ ابو داؤد (1/266-267) کتاب الصلاة: باب: السکنة عند الافتتاح حدیث (777-778-779-780) والبخاری فی القراءۃ خلف الامام (277-278) وابن ماجہ (1/275) کتاب الصلاة والسنة فیما یاب: فی سکتی الامام حدیث (845, 844) واحمد (7/5-11-15-20-21-22-23) وابن خزیمہ (3/35) حدیث (1578) والدارمی (1/283) کتاب الصلاة: باب: فی السکتین من طریق الحسن عن سمرۃ بن جندب مذکور۔

کرتے۔ دوسرا سکتے سورہ فاتحہ کے بعد اور سورت یا آیات تلائے سے قبل ہے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس میں محض سکوت ہوگا جبکہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس میں ”آمین بالانحاء“ ہے۔ تیسرے سکتے کا محل قرأت کے بعد اور رکوع جانے سے قبل ہے۔

حضرت علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر قرأت کا اختتام اسماء الحسنیٰ میں سے کسی اسم پر ہو رہا ہو تو سکتہ نہ کرنا مستحب بلکہ اس کا تکبیر کے ساتھ وصل کرنا بہتر ہوگا۔ اگر قرأت کا اختتام اس کے علاوہ کسی لفظ پر ہو رہا ہو تو سکتہ کرنا بہتر ہے۔ مثلاً ”وہو العزیز الحکیم“ احناف کا کہنا ہے کہ قرأت کے بعد اور رکوع سے قبل سکتہ کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہ مسنون ہے۔

سوال: حدیث باب کے متن میں دو سکتوں کا بیان ہے جبکہ اب تین سکتے بن گئے، تو ایک سکتہ کہاں سے آگیا؟

جواب: حضرت سمرہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متفقہ سکتے دو ہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے ایک سکتہ اپنی طرف سے شامل کر دیا تو اس طرح تین سکتے ہو گئے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضْعِ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ

باب 49: نماز کے دوران دایاں ہاتھ بائیں پر رکھنا

234 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هَلْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَيَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَعُطَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَسَهْلِ

بْنِ سَعْدٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ هَلْبٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ

وَمَنْ بَعْدَهُمْ يَرَوْنَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنْ يَضَعَهُمَا فَوْقَ السُّرَّةِ

وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنْ يَضَعَهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ وَكُلُّ ذَلِكَ وَاسِعٌ عِنْدَهُمْ وَأَسْمُ هَلْبٍ يَزِيدُ ابْنُ قُنَافَةَ الطَّائِفِيُّ

﴿﴾ حضرت قبیسہ بن ہلب اپنے والد کا بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی آپ نے اپنے بائیں

ہاتھ کو دائیں کے ذریعے پکڑا۔

234- اخرجہ ابو داؤد (340/1) کتاب الصلاة باب: كيفية الانصراف من الصلاة حديث (1041) وابن ماجه (266/1 - 300)

کتاب اقامة الصلاة والسنة فیرا باب: وضع اليمين على الشمال في الصلاة وباب: الانصراف من الصلاة حديث (809) (929)

وامجد في "مسنده" (227 - 226/5) و عبد الله بن احمد في زيادته على المسند (227 - 226/5) من طريق سمالك بن حرب عن

قبیصہ بن ہلب مذکورہ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، حضرت عطف بن حارث رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ہلب سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد آنے والے اہل علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا، ان حضرات کے نزدیک مرد نماز کے دوران اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھے گا۔

بعض اہل علم کی رائے یہ ہے: آدمی ان دونوں ہاتھوں کو ناف پر رکھے گا، اور بعض اہل علم کی رائے یہ ہے: انہیں ناف سے نیچے پہنچے رکھے گا ان کے نزدیک دونوں میں سے ہر ایک کی گنجائش موجود ہے۔

ہلب نامی راوی کا نام یزید بن قنابہ طائی ہے۔

شرح

وضع یدین یا ارسال یدین افضل ہونے میں مذاہب آئمہ

دوران نماز حالت قیام میں وضع یدین افضل ہے یا ارسال یدین؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱- حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں: (۱) ارسال یدین افضل ہے۔ (۲) فرائض میں ارسال یدین مسنون ہے اور نوافل میں وضع یدین افضل ہے۔

۲- حضرت امام حسن بصری، حضرت ابن زبیر، حضرت سعید بن مسیب، حضرت امام ابراہیم نخعی اور حضرت سعید بن جبیر رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ارسال یدین افضل ہے۔

۳- جمہور کے نزدیک دوران نماز حالت قیام میں وضع یدین (ہاتھ باندھنا) مسنون ہے۔

ہاتھ باندھنے کی جگہ میں مذاہب آئمہ

دوران نماز حالت قیام میں ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام اسحاق بن راہویہ، حضرت سفیان ثوری اور حضرت ابو اسحاق مروزی رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھنا سنت ہے۔

۲- حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے اس بارے میں دو قول ہیں: (۱) دونوں ہاتھ تحت الصدر باندھے جائیں۔ (۲) دونوں ہاتھ فوق الصدر باندھنا مسنون ہے۔

۳- حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ کے اس بارے میں تین اقوال ہیں: (۱) دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھے جائیں گے۔ (۲) دونوں ہاتھ کو تحت الصدر باندھے جائیں گے۔ (۳) دونوں طریقوں میں سے کوئی بھی طریقہ اپنایا جائے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضع یمینہ علی شمالہ فی الصلوة تحت السرة (مصنف ابن ابی شیبہ) راوی کا بیان ہے میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ حالت نماز میں آپ اپنا دائیاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھے ہوئے تھے۔

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان من السنة وضع الکف علی الکف فی الصلوة تحت السرة (سنن ابی داؤد) حالت نماز میں دائیاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھنا مسنون ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّكْبِيرِ عِنْدَ الرَّكُوعِ وَالسُّجُودِ

باب 50: رکوع میں اور سجدے میں جاتے ہوئے تکبیر کہنا

235 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ

عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفَعٍ وَقِيَامٍ وَقُعُودٍ وَأَبُو بَكْرٍ

وَعُمَرُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَأَبْنِ عُمَرَ وَأَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ وَأَبِي مُوسَى وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَأَبْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَغَيْرُهُمْ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ وَعَلَيْهِ عَامَّةُ الْفُقَهَاءِ وَالْعُلَمَاءِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (نماز کے دوران) ہر مرتبہ جھکتے ہوئے اور اٹھتے ہوئے قیام کرتے ہوئے بیٹھتے ہوئے، تکبیر کہا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ (بھی ایسا ہی کرتے تھے)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

235- اخرجہ النسائی (205/2 - 230 - 233) کتاب التطبیق باب: التکبیر للسجود وباب: التکبیر عند الرفع من السجود وباب: التکبیر للسجود و (62/3) : کتاب السجود باب: کیف السلام علی الیمن واصل فی "مسندہ" : (394 - 418 - 426 - 442 / 386/1) والدارمی (286/1) : کتاب: الصلوة باب: التکبیر عند کل خفض ورفع من طریق ابی اسحق عن عبدالرحمن بن الاسود عن الاسود وعلقمة عن عبدالله بن مسعود فذکراه وخرجہ احمد فی "مسندہ" (443/1) من طریق وکیع عن ابیہ عن ابی اسحق عن عبدالرحمن بن الاسود و عبدالرحمن بن یزید عن عبدالله بن مسعود فذکراه۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا جن میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل ہیں ان کے بعد آنے والے تابعین بھی اسی بات کے قائل ہیں عام فقہاء اور علماء کا اسی پر عمل ہے۔

بَابُ مِنْهُ الْآخِرُ

باب 51: (بلا عنوان)

236 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ الْمُرَوِّزِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحَسَنِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ
متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكْبِرُ وَهُوَ يَهُوِي
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ
مذاهب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ
قَالُوا يُكْبِرُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَهُوِي لِلرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (نماز کے دوران) ہر مرتبہ جھکتے ہوئے تکبیر کہتے تھے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد میں آنے والے تابعین کی بھی یہی رائے ہے: حضرات فرماتے ہیں: (نماز کے دوران) آدمی جب بھی رکوع یا سجدے کے لیے جھکے، تو تکبیر کہے۔

شرح

رکوع اور سجود کرتے وقت تکبیر کہنے کا مسئلہ

ہر خفض و رفع اور قیام و قعود کے وقت تکبیر کہنا، تکثیر و تغلیب پر محمول ہے کیونکہ رفع من الركوع کے وقت تکبیر نہیں بلکہ تحمید (سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ) کہنا مسنون ہے۔ شروع میں قدرے اس مسئلہ میں اختلاف تھا لیکن بعد میں اس پر اجماع ہو گیا تھا۔ کچھ لوگ عند الركوع تکبیر (یعنی خفض للركوع) نہیں کہتے تھے۔ حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت لا کر ان لوگوں کا رد کر دیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو ہر خفض و رفع اور قیام و قعود کے وقت تکبیر

236- اضرجه البخاری (338/2) کتاب الاذان: باب بسرہی بالتکبیر میں بسجد: حدیث (803) و مسلم (392/2): کتاب: الصلاة:

باب: انبات التکبیر فی کل خفض و رفع فی الصلاة الا رفعه من الركوع فیقول فیہ: سمع الله لمن حمده: حدیث (392) و ابوداؤد

(281/1) کتاب: الصلاة: باب: تمام التکبیر حدیث (836) والنسائی (233/2) کتاب ”التطبیق“ حدیث التکبیر للسجود حدیث

کہا کرتے تھے۔

سوال: ترک تکبیر کے حوالے سے تین روایات ہیں: (۱) ان اول من ترك التكبير عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (مسند احمد) (۲) اول من ترك التكبير معاوية رضی اللہ عنہ (الطبرانی) (۳) ان اول من تركه زياد رضی اللہ عنہ۔ ان روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: ان روایات میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ غلبہ حیا اور بیان جواز کی بناء پر سب سے قبل صرف خفض کی تکبیریں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ترک کیں کیونکہ دیکھنے سے بھی علم ہو جاتا ہے۔ پھر آپ کی پیروی میں حضرت امیر معاویہ اور حضرت زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی ترک کیں۔ اسی طرح بعد میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا بھی ترک کرنا منقول ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرُّكُوعِ

باب 52: رکوع میں جاتے ہوئے رفع یدین کرنا

237 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالََا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَتْنُ حَدِيثٍ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَزَادَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي حَدِيثِهِ وَكَانَ لَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي عُمَرَ

237- اخرجہ البخاری (255/2): کتاب الاذان: باب: رفع اليدين في التكبير الاولى مع الافتتاح سواء حديث (735) و (256/2): باب: رفع اليدين اذا كبر و اذا ركع و اذا رفع: حديث (736) و (259/2): باب: رفع اليدين اذا كبر و اذا ركع و اذا رفع: حديث (736) و (259/2): باب: الى اين يرفع يديه: حديث (738) و باب: رفع اليدين اذا قام من الركعتين: حديث (739) و مسلم (253/2- الابي): كتاب الصلاة: باب: استحباب رفع اليدين عند المنكبين مع تكبير الاحرام و الركوع و في الرفع من الركوع و انه لا يفعلها اذا رفع من السجود: حديث (390/21) ابو داود (249/1): كتاب الصلاة: باب: رفع اليدين في الصلاة: حديث (721) (722) والنسائي (121/2): كتاب: الافتتاح: باب: العمل في افتتاح الصلاة و (122/2): باب: رفع اليدين قبل التكبير و (182/2) باب: رفع اليدين للركوع عند المنكبين و (194/2) كتاب التطبير: باب: رفع اليدين عند المنكبين عند الرفع من الركوع و (195/2) باب: ما يقول الامام اذا رفع راسه من الركوع و (206/2): باب: ترك رفع اليدين عند السجود و (231/2): باب: ترك ذلك بين السجدين و (3/3): كتاب السجود: باب: رفع اليدين للقيام الى الركعتين الاخرتين عند المنكبين و ابن ماجه (279/1): كتاب: اقامة الصلاة و السنة فيها: باب: رفع اليدين اذا ركع و اذا رفع راسه من الركوع: حديث (858) و مالك في "الموطأ" (75/1): كتاب الصلاة: باب: افتتاح الصلاة: حديث (16) و احمد (8/2- 18- 47- 62- 134- 147) و ابن خزيمة (232/1) حديث (456) و (294/1) حديث (583) و (344/1) حديث (693) ابو العبيد (277/2) حديث (614) و الدارمي (285/1) كتاب الصلاة: باب: في رفع الركوع و السجود من طريق الزهري عن سالم عن ابيه به-

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَمَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي حَمِيدٍ وَأَبِي أُسَيْدٍ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ وَأَبِي قَتَادَةَ وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ وَجَابِرِ وَعُمَيْرِ اللَّيْثِيِّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقهاء: وَبِهَذَا يَقُولُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ ابْنُ عُمَرَ وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَأَنَسٌ وَأَبْنُ عَبَّاسٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَغَيْرُهُمْ وَمِنَ التَّابِعِينَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَعَطَاءٌ وَطَاوُسٌ وَمُجَاهِدٌ وَنَافِعٌ وَسَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَغَيْرُهُمْ وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ وَمَعْمَرٌ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَأَبْنُ عُيَيْنَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَاسْحَقُ

وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَدْ ثَبَتَ حَدِيثُ مَنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ وَذَكَرَ حَدِيثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ وَلَمْ يَثْبُتْ حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْأَمَلِيِّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ زَمْعَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ

قَالَ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ كَانَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ يَرَى رَفَعَ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ

وَقَالَ يَحْيَى وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ كَانَ مَعْمَرٌ يَرَى رَفَعَ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ

وَسَمِعْتُ الْجَارُودَ بْنَ مُعَاذٍ يَقُولُ كَانَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَعُمَرُ بْنُ هَارُونَ وَالنَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِذَا افْتَتَحُوا الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعُوا وَإِذَا رَفَعُوا رُؤُسَهُمْ

﴿﴾ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا جب آپ نے نماز کا آغاز کیا تو آپ نے دونوں ہاتھ بلند کیے انہیں کندھوں تک بلند کیا پھر جب آپ رکوع میں گئے جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا (تو اس وقت بھی رفع یدین کیا)

ابن ابی عمر نامی راوی اپنی روایت میں یہ الفاظ زائد نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کیا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ ابن ابی عمر کی روایت کی مانند منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ، حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عمیر لیشی رضی اللہ عنہ سے احادیث

منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے بعض اہل علم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے جن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

تابعین میں سے حسن بصری، عطاء، طاؤس، مجاہد، نافع، سالم بن عبد اللہ، سعید بن جبیر (رحمۃ اللہ علیہم) اور دیگر حضرات اسی بات کے قائل ہیں۔

امام مالک، معمر، اوزاعی، ابن عیینہ، عبد اللہ بن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق (رحمۃ اللہ علیہم) نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ حدیث ثابت ہے جس میں رفع یدین کا تذکرہ ہے۔

پھر انہوں نے زہری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کا تذکرہ کیا جو سالم کے حوالے سے ان کے والد (حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے منقول ہے۔

(عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) تاہم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ثابت نہیں ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف نماز کے آغاز میں رفع یدین کرتے تھے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

حضرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز میں رفع یدین کیا جائے گا۔

(یہی فرماتے ہیں: ہمیں عبد الرزاق نے یہ حدیث بیان کی ہے۔ معمر کے نزدیک نماز میں رفع یدین کیا جائے گا۔)

میں نے جارود بن معاذ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: سفیان بن عیینہ، عمر بن ہارون، نصر بن شمیل نماز کے آغاز میں رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرْفَعْ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ

باب 53: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف نماز کے آغاز میں رفع یدین کرتے تھے

238 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ

متن حدیث: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ إِلَّا أَصَلِي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلِّي فَلَمْ

238- أخرجه الإمام أحمد في "مسنده" (1/388-441) والنسائي (2/182): كتاب: الافتتاح باب: ترك ذلك و (2/195): كتاب

التطبيع: باب: ترك ذلك من طريق سفیان عن عاصم بن كلب عن عبد الرحمن بن الأسود عن علقمة عن عبد الله بن مسعود فذكره-

يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ

مذاهب فقہاء: وَبِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کیا میں تمہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی طرح نماز پڑھ کر دکھاؤں؟ انہوں نے نماز ادا کی تو نماز کے صرف آغاز میں رفع یدین کیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک سے زیادہ اہل علم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ اور اہل کوفہ کی بھی یہی رائے ہے۔

شرح

رکوع کے وقت رفع یدین کرنے میں مذاہب آئمہ

دوران نماز رکوع جاتے وقت اور اس سے اٹھتے وقت رفع یدین جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور ایک مشہور روایت کے مطابق حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت مسنون ہے، اس کے علاوہ مسنون نہیں ہے۔ ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے: الا اصلی بکم صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلی فلم يرفع يديه الا مرة (سنن نسائی جلد اول ص ۱۶۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: کیا میں تمہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں، پھر انہوں نے نماز پڑھی لیکن ایک بار کے علاوہ رفع یدین نہ کیا۔

(۲) حضرت عباد بن زبیر رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف آغاز نماز کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ (الخلافا للبیہقی)

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً منقول ہے: لا ترفع الا يدي الا سبع مواطن (مجمع الزوائد جلد ۲

ص ۱۰۲) سات مقامات کے علاوہ رفع یدین نہ کیا جائے۔ وہ سات مقامات یہ ہیں: (۱) آغاز نماز (۲) صفاء مروہ پر (۳-۴)

شیطانوں کو کنکریاں مارتے وقت (۵) میدان عرفات میں (۶) مزدلفہ میں دعا کرتے وقت (۷) کعبہ پر پہلی نظر پڑتے وقت دعا میں۔

(۴) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال مالي اراكم رافعي ايديكم كانها اذنا ب خيل ثم اسكنوا في الصلوة . (اصح للمسلم جلد اول ص ۱۸۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: میں نے گھوڑوں کی دموں کی طرح تمہیں رفع یدین کرتے ہوئے ملاحظہ کیا ہے، پھر صحابہ نے رفع یدین ترک کر دیا۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین مسنون ہے۔ ان کے دلائل یہ ہیں: (۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے: اذا استفتح الصلوة رفع يديه حتى يحاذي منكبيه واذا اراد ان يركع و بعد ما يرفع رأسه من الركوع (اصح للمسلم) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آغاز نماز کے وقت رفع یدین کرتے تھے کہ انہیں اپنے کندھوں کے برابر لے آتے تھے۔ پھر آپ نے رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اپنا سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیا۔ (۲) حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین جائز و منقول ہے۔ (متفق علیہ) (۳) حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: في رفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه ثم يركع الى قوله . فيقول سمع الله لمن حمده ثم يرفع يديه (سنن ابی داؤد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے کہ انہیں اپنے کندھوں کے برابر لے جاتے، پھر رکوع کرتے اٹھتے۔ پھر آپ ”سمع الله لمن حمده“ کہتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے۔ (۴) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً رکوع جاتے وقت اور اس سے اٹھتے وقت رفع یدین منقول ہے۔ (البیہقی)

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے ان دلائل کے مجموعی طور پر یوں جوابات دیے جاتے ہیں: شروع اسلام میں دوران نماز گفتگو جائز تھی پھر منسوخ قرار دی گئی۔ اسی طرح رفع یدین پہلے جائز تھا لیکن بعد میں منسوخ و ممنوع ہو گیا۔ آغاز میں ہر رفع و خفض کے وقت رفع یدین جائز تھا، پھر چار جگہوں میں باقی رہ گیا، پھر تین جگہوں میں باقی رہ گیا باقی منسوخ ہو گئے اور اب صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین جائز ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ فِي الرُّكُوعِ

باب 54: رکوع میں دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھنا

239 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَاصِينٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ

الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: قَالَ لَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّ الرُّكْبَتَيْنِ لَكُمْ فَخُذُوا بِالرُّكْبَتَيْنِ

239- اخرجہ النسائی (185/2) : کتاب التَّطْبِيقِ : باب : الامساك بالرکبتین فی الرکوع حدیث (1034 - 1035) من طریق ابی

عبدالرحمن السلمي عن عمر بن الخطاب فذكره-

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي حَمِيدٍ وَأَبِي أُسَيْدٍ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ وَأَبِي مَسْعُودٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقهاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ فِي ذَلِكَ
آثار صحابه: إِلَّا مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَبَعْضِ أَصْحَابِهِ أَنَّهُمْ كَانُوا يُطَبِّقُونَ وَالتَّطْبِيقُ مَنْسُوخٌ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

﴿﴾ ابو عبد الرحمن سلمی بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہم سے فرمایا: گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا تمہارے لیے سنت ہے، تو تم گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کو اختیار کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ، حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمر سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد آنے والے اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا اس بارے میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے، البتہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے بعض اصحاب سے اختلافی رائے منقول ہے، کیونکہ وہ حضرات دونوں زانوؤں کے درمیان ہاتھ رکھتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اہل علم کے نزدیک زانوؤں کے درمیان ہاتھ رکھنے کا حکم منسوخ ہے۔

240 متن حدیث: قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ كُنَّا نَفْعَلُ ذَلِكَ فَنَهَيْنَا عَنْهُ وَأَمَرْنَا أَنْ نَضَعَ الْأَكْفَ عَلَى

الرَّكْبِ

سند حدیث: قَالَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي يَعْقُوبٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ بِهَذَا

تَوْضِيحِ رَاوِي: وَأَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ الْمُنْذِرِ وَأَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ اسْمُهُ

مَالِكُ بْنُ رَبِيعَةَ وَأَبُو حَصِينٍ اسْمُهُ عُثْمَانُ بْنُ عَاصِمِ الْأَسَدِيُّ وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ

240- اضرجه البخاری (319/2)؛ کتاب: اللذان باب: وضع الاكف على الركب في الركوع: حديث (790) او مسلمہ

(431/2-الابی)؛ کتاب: المساجد ومواضع الصلاة باب: النذب الى وضع اليد على الركب في الركوع ونسخ التطبيق: حديث

(535/29)؛ وابو داؤد (291/1)؛ کتاب: الصلاة: باب: تفریح البدین ابواب الركوع والسجود وضع الیدین علی الکربتین: حديث

(867) والنسائی (185/2)؛ کتاب: التطبيق: باب: نسخ ذلك حديث (1032) (1033)؛ وابن ماجه (283/1)؛ کتاب: اقامة الصلاة

والسنة فيرسا: باب: وضع الیدین علی الکربتین: حديث (873)؛ واهمد في ”مسندہ“ (181/1-182)؛ والمیثقی (402/1)؛ حديث

(79)؛ وابن خزيمة (302/1)؛ حديث (596)؛ والدارمی (298/1-299)؛ کتاب: الصلاة: باب: العمل في الركوع من طريق مصعب بن

سعد عن ابيه فذكره-

حَبِيبٌ وَابُو يَعْفُورٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبِيدِ بْنِ نِسْطَاسٍ وَابُو يَعْفُورِ الْعَبْدِيُّ اسْمُهُ وَاقْدٌ وَيُقَالُ وَقْدَانٌ وَهُوَ الَّذِي رَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى وَكِلَاهُمَا مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ

﴿﴾ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پہلے ہم ایسا کیا کرتے تھے پھر ہمیں اس سے منع کر دیا گیا اور ہمیں یہ حکم دیا گیا ہم اپنی ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھیں۔

اس روایت کو مصعب بن سعد نے اپنے والد حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کا نام عبد الرحمن بن سعد بن المنذر ہے۔

حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ کا نام مالک بن ربیعہ ہے۔

ابو حسین کا نام عثمان بن عاصم اسدی ہے۔

ابو عبد الرحمن سلمی کا نام عبد اللہ بن حبیب ہے۔

ابو یعفر رنای راوی کا نام عبد الرحمن بن عبید بن فسطاس ہے۔ ابو یعفر عبیدی کا نام ”واقد“ ہے اور ایک قول کے مطابق وقدان ہے۔ یہ وہی راوی ہیں جنہوں نے حضرت عبد اللہ بن ابو اوفی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں۔

یہ دونوں راوی کوفہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

شرح

حالت رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا مسئلہ

اس مسئلہ میں تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ دوران نماز حالت رکوع میں دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے جائیں گے۔ حالت رکوع میں گھٹنوں کو پکڑنا واجب نہیں ہے بلکہ مسنون ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگ رکوع میں گھٹنوں کو پکڑو اور یہی تمہارے لیے مسنون کیا گیا ہے۔ ابتداء اسلام میں تطبیق کرنا جائز تھا لیکن بعد میں یہ منسوخ کر دی گئی۔ تطبیق سے مراد ہے دونوں ہاتھوں کو جمع کر کے گھٹنوں کے بیچ میں داخل کرنا۔ اب ہمارے لیے مسنون طریقہ یہی ہے کہ ہم اپنے ہاتھوں کو عام حالت کی طرح اپنے گھٹنوں پر رکھیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک دفعہ اپنے تلامذہ کو نماز پڑھائی تو تطبیق کیا، کسی نے اس کا ذکر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے فرمایا: ہم بھی تطبیق کیا کرتے تھے لیکن اب یہ منسوخ ہو چکی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ يُجَافِي يَدَيْهِ عَنِ جَنْبَيْهِ فِي الرُّكُوعِ

باب 55: رکوع میں دونوں بازوؤں کو پہلوؤں سے الگ رکھا جائے

241 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بِنْدَارٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا

241- اضرجه احمد (424/5) وابو داؤد (471/1) كتاب الصلاة: باب: افتتاح الصلاة حديث (734 ابواب ماجه (280/1) كتاب:

اقامة الصلاة: باب: رفع اليدين اذا ركع حديث (863) من طريق فليح بن سليمان حديثي عباس بن سريه به-

عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ بْنُ سَعْدٍ قَالَ

متن حدیث: اجتمع أبو حميد وأبو أسيد وسهل بن سعد ومحمد بن مسلمة فذكروا صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال أبو حميد أنا أعلمكم بصلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم إن رسول الله صلى الله عليه وسلم ركع فوضع يديه على ركبتيه كأنه قابض عليهما وتر يديه ففتحاهما عن جنبيه

في الباب: قال: وفي الباب عن أنس

حكم حدیث: قال أبو عيسى: حديث أبي حميد حديث حسن صحيح

مذاهب فقهاء: وهو الذي اختاره أهل العلم أن يجافي الرجل يديه عن جنبيه في الركوع والسجود

﴿﴾ عباس بن سهل بیان کرتے ہیں: حضرت ابو حمید، حضرت ابواسید، حضرت سہل بن سعد اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم ایک جگہ اکٹھے ہوئے تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی نماز کا تذکرہ کیا تو حضرت ابو حمید نے فرمایا: میں آپ سب کے مقابلے میں زیادہ بہتر طور پر نبی اکرم ﷺ کی نماز کے بارے میں جانتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ جب رکوع میں جاتے تھے تو آپ اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے تھے یوں جیسے آپ نے گھٹنوں کو پکڑا ہوا ہے اور آپ اپنے بازوؤں کو پہلو سے الگ رکھتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم نے اس کو اختیار کیا ہے: رکوع اور سجدے میں آدمی کے بازو اس کے پہلو سے الگ رہیں گے۔

شرح

رکوع کی کیفیت

جب نمازی حالت نماز میں رکوع کرے تو اس کی کیفیت یوں ہونی چاہیے کہ دونوں ہاتھ کی انگلیوں سے گھٹنوں کو پکڑ لے لیکن پکڑنے میں شدت سے کام نہ لے بلکہ عام حالت میں رکھے گویا گھٹنے پنچوں میں لیے ہوں، کہنیوں کو پہلوؤں سے جدا رکھے، پھر سر اور پشت دونوں کو برابر رکھے۔ حدیث باب کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی حالت رکوع میں اپنے دونوں ہاتھ اس طریقے سے گھٹنوں پر رکھتے تھے گویا وہ پکڑے ہوئے ہوں اور بازوؤں کو پہلوؤں سے الگ رکھتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْبِيحِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

باب 56: رکوع اور سجدے میں تسبیح پڑھنا

242 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذَيْبٍ عَنِ اسْحَقَ بْنِ يَزِيدَ

الْهَدَلِيِّ عَنِ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ

242- اخرجه ابو داود (296/1)؛ كتاب: الصلاة باب: مقدار الركوع والسجود حديث (886) وابن ماجه (287/1)؛ كتاب ائمة

الصلاة والسنة فبرما: باب: التسبيح في الركوع والسجود حديث (890) من طريقه عون بن عبد الله بن عتبة عن ابن مسعود ذكره:-

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ فَقَالَ فِي رُكُوعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ رُكُوعُهُ وَذَلِكَ أَذْنَاهُ وَإِذَا سَجَدَ فَقَالَ فِي سُجُودِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ سُجُودُهُ وَذَلِكَ أَذْنَاهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ حُدَيْفَةَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ عَوْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ لَمْ يَلْقَ

ابْنَ مَسْعُودٍ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّونَ أَنْ لَا يَنْقُصَ الرَّجُلُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ مِنْ ثَلَاثِ تَسْبِيحَاتٍ وَرَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ اسْتَحَبُّ لِلْإِمَامِ أَنْ يُسَبِّحَ خَمْسَ تَسْبِيحَاتٍ لِكَيْ يُدْرِكَ مَنْ خَلْفَهُ ثَلَاثَ تَسْبِيحَاتٍ وَهَكَذَا قَالَ إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

﴿﴾ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص رکوع میں جائے اور رکوع میں ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ“ تین مرتبہ پڑھے تو اس کا رکوع مکمل ہو جائے گا، یہ اس کی کم از کم مقدار ہے اور جب وہ سجدے میں جائے اور سجدے میں ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى“ تین مرتبہ پڑھے تو اس کا سجدہ مکمل ہو جائے گا اور یہ اس کی کم از کم مقدار ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کی سند متصل نہیں ہے، کیونکہ اس کے راوی عون بن عبد اللہ بن عتبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

اہل علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا۔ ان حضرات کے نزدیک یہ بات مستحب ہے: آدمی رکوع یا سجدے میں تین تہیجوں سے کم نہ پڑھے۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات منقول ہے وہ فرماتے ہیں: میں امام کے لیے یہ بات مستحب قرار دیتا ہوں کہ وہ پانچ مرتبہ تہیج پڑھے تاکہ اس کے پیچھے موجود لوگوں کو تین مرتبہ تہیج پڑھنے کا موقع مل جائے۔
اسحاق بن ابراہیم نے بھی اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

243 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَنْبَانَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ

سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرٍ عَنْ حُدَيْفَةَ

متن حدیث: أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَفِي سُجُودِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى وَمَا آتَى عَلَى آيَةِ رَحْمَةٍ إِلَّا وَقَفَ وَسَأَلَ وَمَا آتَى عَلَى آيَةِ عَذَابٍ إِلَّا وَقَفَ وَتَعَوَّذَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: قَالَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ نَحْوَهُ وَقَدْ رَوَى عَنْ
حَدِيفَةَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ

حدیث دیگر: أَنَّهُ صَلَّى بِاللَّيْلِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ

﴿ ﴿ ﴾ ﴾ حضرت حدیفہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ نماز ادا کی انہوں نے رکوع میں ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ“ پڑھا اور سجدے میں ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى“ پڑھا آپ جب بھی رحمت کے مضمون سے متعلق کوئی آیت پڑھتے تو وہاں ٹھہر کر اس رحمت کو مانگتے تھے اور جب عذاب کے مضمون سے متعلق کوئی آیت پڑھتے تو وہاں ٹھہر کر اس سے پناہ مانگتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے اسی روایت کو حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے دیگر سند کے ہمراہ نقل کیا گیا ہے: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ رات کے وقت نماز ادا کی اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث نقل کی ہے۔

شرح

رکوع اور سجود میں تسبیحات پڑھنے کا مسئلہ

نمازی حالت رکوع میں تین بار یہ تسبیح پڑھتا ہے: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ اور حالت سجدہ میں تین بار یہ تسبیح پڑھتا ہے: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى۔ یہ تسبیحات پڑھنا مسنون ہے لیکن ان کی تعداد کا تعین نہیں ہے۔ کم از کم یہ تسبیحات تین بار پڑھی جائیں۔ جو شخص زائد بار پڑھنا چاہتا ہو، اسے اجازت ہے لیکن عدد میں طاق کو پیش نظر رکھے۔ حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ امام کم از کم پانچ مرتبہ تسبیحات پڑھے تاکہ مقتدی آسانی کے ساتھ تین بار یہ تسبیحات پڑھ سکیں۔ دوران نماز قرأت کرتے ہوئے جب آیت رحمت آتی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رک کر اللہ تعالیٰ سے دعا رحمت کرتے اور جب کوئی آیت عذاب آتی تو آپ رک کر اللہ تعالیٰ سے استغفار و استعاذہ کرتے پھر تلاوت کا سلسلہ جاری کرتے۔

243- اخرجہ مسلم (111/3- الابسی): کتاب صلاۃ المسافرین و قصر لھا: باب: استحباب تطویل القراءة فی صلاۃ اللیل (772/ 203) و ابو داؤد (292/1): کتاب: الصلاۃ: باب: ما یقول الرجل فی رکوعه و سجوده: حدیث (871) و النسائی (176/2) کتاب الافتتاح: باب: تعوذ القاری اذا مر بایة عذاب و (177/2): باب: مسأله القاری اذا مر بایة رحمة و (190/2): کتاب: التطبیخ: باب: الذکر فی الركوع و (224/2): باب: نوع آخر و (225/3): کتاب: قیام اللیل و تطوع النیراء: باب: نسویة القیام و الركوع و القیام بعد الركوع و السجود و الجلوس بین السجدتین فی صلاۃ اللیل و ابن ماجہ (289/1): کتاب: اقامة الصلاۃ و السنة فیہا: باب: ما یقول بین السجدتین: حدیث (897) و (429/1) باب: ما جاء فی القراءة فی صلاۃ اللیل: حدیث (1351) و احمد فی ”مسند“: (397- 382/5- 384- 389- 394) و ابن خزیمہ (273/1) حدیث (543) و (304/1) حدیث (603) و (604/1) حدیث (604) و (331/1) حدیث (660) و (334/1) حدیث (668) (669) و (340/1) حدیث (684) و الدارمی (299/1) کتاب الصلاۃ: باب: ما یقال فی الركوع من طریق صلۃ بن زفر عن حذیفہ بن الیمان فذکرہ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

باب 57: ركوع اور سجده میں قرأت کرنا

244 سند حدیث: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ

عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ
متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْقَيْسِيِّ وَالْمَعْصُفِرِ وَعَنْ تَخْتِمِ الذَّهَبِ وَعَنْ

قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الرُّكُوعِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ

كَرَهُوا الْقِرَاءَةَ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

﴿﴾ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑے قسی مصفر (زر درنگ میں رنگے

ہوئے کپڑے) سونے کی انگلی پینے اور رکوع میں قرآن پڑھنے سے منع کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد میں آنے والے اہل علم کی یہ رائے ہے: ان حضرات کے نزدیک رکوع اور

سجده میں قرأت کرنا مکروہ ہے۔

شرح

رکوع اور سجود میں قرأت کی ممانعت کا مسئلہ

نماز کی چار حالتوں: رکوع، سجود، قیام اور قعود میں سے صرف قیام کی حالت میں قرأت کی جاسکتی ہے۔ اس لیے کہ یہی حالت

244- اخرجہ مالک فی ”الموطأ“ (80/1) کتاب الصلاة: باب: العمل فی القراءة: حدیث (28) والبخاری فی ”خروج افعال العباد“ (70,

69) ومسلم (371/2-372-الابی): کتاب: الصلاة: باب: النسي عن قراءة القرآن فی الركوع والسجود: حدیث (480/

209-210-211) و(226/7-227-الابی) کتاب: اللباس والزينة: باب: النسي عن لبس الرجل التوب المعصفر حدیث (2078/

29-30-31) وابو داود (445/2) کتاب: اللباس: باب: من كرهه حدیث (4044-4045-4046) والنسائي (189/2): کتاب

التطبير: باب: النسي عن القراءة فی الركوع و(217/2): باب: النسي عن القراءة فی السجود (167/8-168) کتاب: الزينة: باب:

خاتم الذهب و(169/8) باب: الاختلاف علی يحيى بن ابي كثير فيه (191/8-192) باب: النسي عن لبس خاتم الذهب وابن

ماجه (1191/2): کتاب: اللباس: باب: كراهية المعصفر للرجال حدیث (3606) و(1202/2) وباب: النسي عن خاتم الذهب

حدیث (3642) واحمد فی ”مسنده“: (92/1-114-126-132) من طريق عبد الله بن حنين عن ابيه عن علي بن ابي طالب فذكره-

قرأت وتلاوت قرآن کی شایان شان ہے۔ اس قرأت کا تعلق واجب قرأت سے ہے لیکن واجبات نماز سے ہرگز نہیں۔ جو شخص قیام میں قرأت کی بجائے رکوع یا سجود یا قعود میں کرے تو اس کی نماز تو ہو جائے گی اور سجدہ سہو بھی واجب نہیں ہوگا مگر سخت گناہگار ہو گا۔ یہ مسئلہ اسی طرح ہے کہ بالترتیب قرأت قرآن واجب ہے، اگر کوئی شخص ترتیب کا لحاظ رکھے بغیر الٹی قرأت کرے گا تو نماز اس کی ہو جائے گی لیکن سخت گناہگار ہوگا۔ رکوع، سجود اور قعود کی حالت میں قرأت منع ہے۔

تین امور سے ممانعت: رکوع و سجود میں قرأت کی ممانعت کی طرح حدیث باب میں مزید تین امور سے منع کیا گیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- لفظ ”قسی“ میں دو قول ہیں: (۱) لفظ ”قسی“ کے آخر میں یاء نسبت کی ہے، ”قسی“ مصر کے ایک دیہات کا نام ہے جہاں مشہور کپڑا تیار ہوتا تھا اور اس کپڑے کو ”قسی“ کہا جاتا ہے اور اس کپڑے کا رنگ سرخ ہوتا تھا۔ اس سے ممانعت کی وجہ اس کا رنگ ہے۔ (۲) یہ لفظ ”قز“ کا معرب ہے جس سے مراد ریشمی کپڑا ہے۔ اس کپڑے کی وجہ ممانعت اس کا ریشمی ہونا ہے جو مردوں کے لیے حرام قرار دیا گیا ہے۔

۲- لفظ ”معصر“ سے مراد گروے رنگ کا کپڑا ہے جو سادہ وسنت اور بے غیرت لوگ زیب تن کرتے ہیں۔ اس کپڑے کے استعمال سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اس سے ممانعت کی وجہ غیر متدین لوگوں کے ساتھ مشابہت ہے۔

۳- دوسرے امور کی طرح سونے کی انگلی سے بھی منع کیا گیا ہے، کیونکہ مردوں کے لیے سونے کا استعمال حرام قرار دیا گیا ہے۔ البتہ مرد ایک مثقال سے کم وزن چاندی کی انگلی استعمال کر سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ لَا يُقِيمُ صَلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

باب 58: جو شخص رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا

245 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ الْبَدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ جَزَى صَلَاةً لَا يُقِيمُ فِيهَا الرَّجُلُ يَعْنِي صَلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَرِفَاعَةَ الزُّرَقِيِّ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مَدَاهِبُ فُقَهَاءَ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ

245- افرجه ابو داؤد (287/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب: صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود حديث (855) والنسائي

(183/2) كتاب الافتتاح؛ باب: الاعتدال في الركوع والسجود (214/2) كتاب: التطبيق؛ باب: اقامة الصلب في السجود وابن ماجه

(282/1) كتاب: اقامة الصلاة والسنة فيما؛ باب: الركوع في الصلاة حديث (870) واحمد في ”مسند“: (119/4-122)

والدارمي (304/1) كتاب الصلاة؛ باب: في الذي لا يتم الركوع والسجود وابن خزيمة (300/1) حديث (591-592) و

(333/1) حديث (666) والعمري (216/2) حديث (454) من طريق ابى معمر عن ابى مسعود الانصارى فذكره-

يَرُونَ أَنْ يُقِيمَ الرَّجُلُ صَلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَاسْحَقُ مَنْ لَمْ يُقِمِ صَلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ فَصَلَاتُهُ فَاسِدَةٌ لِحَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُجْزِي صَلَاةٌ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ فِيهَا صَلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

توضیح راوی: وَأَبُو مَعْمَرٍ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَخْبَرَةَ وَأَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ الْبَدْرِيُّ اسْمُهُ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو

﴿﴾ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بدری بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اس شخص کی نماز درست نہیں ہوتی جو نماز میں رکوع اور سجدے میں سپدھا نہیں کرتا (راوی کہتے ہیں) یعنی اپنی پیٹھ کو سپدھا نہیں کرتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت رفاعہ زرقی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والے اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے۔ ان حضرات کے نزدیک آدمی رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی رکھے گا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا اس کی نماز فاسد ہوتی ہے۔ ان کی دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے۔

”اس شخص کی نماز درست نہیں ہوتی جو اس میں اپنی پیٹھ کو رکوع اور سجدے میں سپدھا نہیں کرتا“۔

ابو معمر نامی راوی کا نام عبداللہ بن سخرہ ہے۔

حضرت ابو مسعود انصاری بدری رضی اللہ عنہ کا نام عقبہ بن عمرو ہے۔

شرح

تعدیل ارکان کی شرعی حیثیت میں مذاہب آئمہ

نماز میں تعدیل ارکان کی شرعی حیثیت کیا ہے، آیا یہ واجب ہے یا فرض ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ میں اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا موقف یہ ہے کہ تعدیل ارکان واجب ہے۔ ان کے نزدیک خبر واحد سے واجب ثابت ہو جاتا ہے۔ آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

(الف) آپ نے حدیث مسیء الصلوة سے استدلال کیا ہے۔ اعرابی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں نہایت عجلت سے نماز ادا کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اعادہ کا حکم دیا۔ اس نے تعدیل ارکان کو نظر انداز کرتے ہوئے نماز ادا کی تھی اور اس کی اصلاح کے لیے آپ نے اعادہ کا حکم دیا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ تعدیل ارکان واجب ہے۔ اگر تعدیل ارکان فرض ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بطلان نماز کا حکم جاری کیا جاتا۔

(ب) قرآن کریم میں مطلقاً رکوع اور سجود کا حکم دیا گیا ہے، اگر خبر واحد کی بناء پر تعدیل ارکان کو فرض قرار دیا جائے تو قرآن کریم کے حکم عام کو خاص کرنا اور اس پر زیادتی بھی لازم آئے گی۔

۲- حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک تعدیل ارکان فرض ہے اور یہ خبر واحد سے ثابت ہو جاتا ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے: ”لا تجزئ صلوة“ یعنی تعدیل ارکان کا لحاظ نہ کرنے والے کی نماز نہیں ہوگی کیونکہ وہ فرض کا تارک ہوگا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس مقام پر لفظ ”لا تجزئ“ کفایت کے معنی کے ساتھ ہے، اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ جو شخص تعدیل ارکان کا لحاظ نہیں رکھے گا، اس کی نماز کافی نہیں ہوگی۔ یہ مطلب ہمارے نظریہ کے ہرگز خلاف نہیں ہے کیونکہ ہم بھی تعدیل ارکان کو واجب قرار دیتے ہیں۔

من لا یقیم صلبہ: حدیث باب کے ان الفاظ سے مراد ہے کہ نماز نہایت عجلت سے ادا کرنا کہ تعدیل ارکان کو نظر انداز کرنے کے باعث رکوع اور سجود میں اس کی پشت بھی سیدھی نہ ہوتی ہو۔ اس انداز کی نماز کامل نہیں ہو سکتی بلکہ ہر اعتبار سے ناقص، قابل اصلاح اور واجب الاعادہ ہوتی ہے۔

بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

باب 59: جب آدمی رکوع سے سر اٹھائے تو کیا پڑھے؟

246 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونَ حَدَّثَنِي عَمِي عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلءَ السَّمَوَاتِ وَمِلءَ الْأَرْضِ وَمِلءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ أَبِي أَوْفَى وَابْنِ جُحَيْفَةَ وَابْنِ سَعِيدٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَلِيِّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مَذَاهِبُ فَتَهَاءَ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ قَالَ يَقُولُ هَذَا فِي

الْمَكْتُوبَةِ وَالتَّطَوُّعِ

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْكُوفَةِ يَقُولُ هَذَا فِي صَلَاةِ التَّطَوُّعِ وَلَا يَقُولُهَا فِي صَلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ

تَوْضِيحُ رَاوِي: تَوْضِيحُ رَاوِي: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَأِنَّمَا يُقَالُ الْمَاجِشُونِي لِأَنَّهُ مِنْ وَلَدِ الْمَاجِشُونَ

﴿﴾ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو یہ پڑھتے تھے۔

”اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی حمد سن لی جس نے اس کی حمد بیان کی اے ہمارے پروردگار! ہر طرح کی حمد تیرے لیے ہے

آسمانوں جتنی اور زمین جتنی ان دونوں کے درمیان جو جگہ ہے اس جتنی اور ان کے علاوہ ہر وہ چیز جو تو چاہے اس جتنی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ، حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں: فرض اور نفل نماز میں اسی طرح پڑھا جائے گا۔

بعض اہل کوفہ یہ فرماتے ہیں: نفل نماز میں آدمی اس طرح پڑھے گا البتہ فرض نماز میں ایسے نہیں پڑھے گا۔

امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: راوی کا نام ماجشونی بھی کہا گیا ہے کیونکہ وہ ماجشون کی اولاد میں سے تھے۔

شرح

رکوع سے اٹھتے وقت تسمیع اور تحمید کہنے میں مذاہب آئمہ

اس مسئلہ میں جملہ آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ منفرد شخص رکوع سے اٹھتے وقت تسمیع اور تحمید دونوں کہے اور مقتدی صرف تحمید کہے گا۔ البتہ اس بات میں آئمہ کا اختلاف ہے کہ امام تسمیع و تحمید دونوں کہے گا یا ان میں سے ایک۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ امام صرف تسمیع کہے گا۔ انہوں نے آئندہ باب کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: ”واذا قال الامام سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا ربنا ولك الحمد“ (جامع الترمذی رقم الحدیث ۲۳۷) جب امام تسمیع کہے تو تم تحمید کہو۔ اس روایت میں امام اور مقتدی دونوں کے لیے الفاظ کا تعین کروایا گیا ہے۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ امام تحمید و تسمیع دونوں کہے گا۔ انہوں نے زیر بحث حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے سر اقدس اٹھاتے وقت تسمیع کہتے اور تحمید بھی۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) یہ روایت فعلی ہے جبکہ ہماری دلیل حدیث قولی ہے اور جب ان دونوں کے درمیان تعارض آجائے تو حدیث قولی کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ (۲) یہ روایت حالت انفراد پر محمول کی جاتی ہے۔

بَابُ مِنْهُ الْخَرُّ

باب 60: بلا عنوان

247 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 متن حدیث: إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ أَنْ يَقُولَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَيَقُولَ مَنْ خَلْفَ الْإِمَامِ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ وَغَيْرُهُ يَقُولُ مَنْ خَلْفَ الْإِمَامِ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِثْلَ مَا يَقُولُ الْإِمَامُ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَاسْحَقُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب امام "سمع الله لمن حمده" کہے تو تم "ربنا ولك الحمد" کہو! جس شخص کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے ساتھ ہوگا اس شخص کے گزشتہ گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والے بعض اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا، یعنی امام "سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد" پڑھے گا اور مقتدی صرف "ربنا ولك الحمد" پڑھے گا۔
 امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

ابن سیرین اور دیگر حضرات نے یہ رائے بیان کی ہے: جو شخص امام کے پیچھے ہو (یعنی مقتدی) وہ "سمع الله هو لمن حمده ربنا ولك الحمد" پڑھے گا جیسے امام پڑھے گا۔
 امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

247- اخرجه البخاری (330/2) کتاب: الاذان باب: فضل "اللهم ربنا لك الحمد" حدیث (796) و (360/6) کتاب: بدء الصلوة باب: اذا قال احدكم آمین "والملائكة في السماء فواقت احد الصلوة الاخرى غفر له ما تقدم من ذنبه" حدیث (3228) و مسلم (292/2- الابی): کتاب: الصلوة: باب: التسبیح والتمجید والتسابیح حدیث (409/71) و ابو داؤد کتاب: الصلوة باب: ما يقول اذا رفع راسه من الركوع حدیث (848) والنسائی (196/2) کتاب: النطیوب باب: قوله ربنا ولك الحمد حدیث (1063) من طریق سبی عن ابی صالح عن ابی هريرة فذكره-

شرح

تحمید کی فضیلت

امام جب رکوع سے سر اٹھاتے وقت ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ“ کہتا ہے تو اسی وقت فرشتے بھی یہی کلمات کہتے ہیں اور مقتدیوں کو حکم دیا گیا کہ تم بھی اسی وقت ”رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ“ کہو اور فرشتوں کے ساتھ موافقت و مطابقت ہو جانے کی صورت میں تمہارے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ اس سے تحمید کہنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ اس سے مغفرت و بخشش ہو جاتی ہے۔ امام، مقتدی اور منفرد سب کو مغفرت و نوب کا پروانہ مل سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضْعِ الرَّكْبَتَيْنِ قَبْلَ الْيَدَيْنِ فِي السُّجُودِ

باب 61: سجدے میں (جاتے ہوئے) دونوں ہاتھوں سے پہلے گھٹنے (زمین پر) رکھنا

248 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَلْمَةُ بْنُ شَيْبٍ وَأَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلَوَانِيُّ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَاثِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ

مَنْ حَدِيثُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ قَالَ زَادَ الْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ فِي حَدِيثِهِ قَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَلَمْ يَرَوْا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلَيْبٍ إِلَّا هَذَا الْحَدِيثَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُ أَحَدًا رَوَاهُ مِثْلَ هَذَا عَنْ شَرِيكٍ مَذَاهِبُ فُقَهَاءِ: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ يَرَوْنَ أَنَّ يَضَعُ الرَّجُلُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ وَرَوَى هَمَّامٌ عَنْ عَاصِمٍ هَذَا مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ وَاثِلُ بْنُ حُجْرٍ

﴿﴾ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا جب آپ سجدے میں گئے تو آپ نے دونوں ہاتھوں سے پہلے دونوں گھٹنے (زمین پر) رکھے اور جب آپ اٹھے تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں دونوں گھٹنوں سے پہلے (زمین سے) اٹھائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حسن بن علی نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ بات اضافی نقل کی ہے۔ یزید بن ہارون فرماتے

248- اضره ابو داؤد (282/1)؛ کتاب الصلاة باب: کیف یضع رکبته قبل یدیه! حدیث (838) والنسائی (206/2) کتاب: التظبیص باب: اول ما یصل الی الارض من الانسان فی سجوده و (234/2)؛ باب: رفع الیدین عن الارض قبل الرکبتین وابن ماجه (286/1)؛ کتاب: اقامة الصلاة والسنة فیہا؛ باب: السجود حدیث (882) وابن خزیمہ (318/1) حدیث (626) و (319/1) حدیث (629) والدارمی (303/1) کتاب: الصلاة باب: اول ما یقع من الانسان علی الارض اذا اراد ان یسجد من طریق عاصم بن کلیب عن ابیه عن واثل بن حجر فذکرہ۔

ہیں: شریک نے عاصم بن کلیب کے حوالے سے صرف اس روایت کو نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب حسن“ ہے۔

ہم ایسے کسی شخص سے واقف نہیں ہیں جس نے اسے روایت کیا ہو، صرف شریک نے روایت کیا ہے۔

اکثر اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔ ان حضرات کے نزدیک آدمی اپنے دونوں ہاتھوں سے پہلے گھٹنے (زمین پر) رکھے گا اور جب اٹھے گا تو دونوں گھٹنوں سے پہلے دونوں ہاتھ اٹھائے گا۔

ہم نامی راوی نے اس روایت کو عاصم کے حوالے سے ”مرسل“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے، انہوں نے اس میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہیں کیا۔

بَابُ الْآخِرُ مِنْهُ

باب 62: بلا عنوان

249 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَسَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ فَيَبْرُكُ فِي صَلَاتِهِ بَرَكِ الْجَمَلِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الزِّنَادِ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

توضیح راوی: وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيُّ ضَعْفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ الْقَطَّانُ وَغَيْرُهُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی شخص اپنی نماز کے دوران اس طرح کیوں بیٹھ جاتا ہے، جیسے اونٹ بیٹھتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف ابو زناد کے حوالے سے جانتے ہیں۔

یہی روایت عبد اللہ بن سعید مقبری نے اپنے والد کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے

249- اخرجه ابو داؤد (283/1)؛ کتاب: الصلاة باب: كيف يضع - كنبه قبل بيده حديث (840 - 841)؛ والنسائي (207/2)؛

کتاب: التطبیب باب: اول ما يصل الى الرض من الانسان في سجوده واحمد في "مسند" (381/2) والدارمی (303/1) کتاب:

اصلاة: باب اول ما يضع من الانسان على الارض اذا اراد ان يسجد من طريق محمد بن عبد الله بن حسن عن ابي الزناد عن الاعرج عن

ابي هريرة فذكره-

نقل کی ہے۔

عبداللہ بن سعید المقبری کو یحییٰ بن سعید قطان اور دیگر محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔

شرح

سجدہ میں جاتے وقت اعضاء کو زمین پر رکھنے میں مذاہب آئمہ

حالت نماز میں امام یا مقتدی یا منفرد سجدہ کرتے وقت اعضاء کو کس ترتیب سے زمین پر رکھے گا؟ اس بارے میں آئمہ فقہ میں اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک سجدہ کرتے وقت اعضاء کو زمین پر رکھنے کا یہ اصول ہے کہ جو عضو زمین کے قریب ہے، اسے پہلے رکھا جائے گا پھر اسی طرح باقی اعضاء رکھے جائیں گے مثلاً پہلے گھٹنے، پھر ہاتھ، پھر ناک اور پھر پیشانی رکھی جائے گی لیکن سجدہ سے قیام کی طرف اٹھتے وقت اس کا الٹ کیا جائے گا۔ انہوں نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے وقت پہلے گھٹنے رکھتے تھے پھر ہاتھ مبارک رکھتے تھے۔

۲- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ سجدہ میں جاتے وقت زمین پر پہلے ہاتھ رکھے جائیں گے پھر گھٹنے وغیرہ۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم اونٹ کی مثل نہ کرو کہ اونٹ پہلے اپنے گھٹنے زمین پر ٹکاتا ہے، اس لیے تم پہلے گھٹنے رکھنے کی بجائے اپنے ہاتھ رکھو۔“

(جامع ترمذی)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کی طرف حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کے کئی جوابات دیے گئے ہیں:

۱- ابتداء اسلام میں یہ حکم جائز تھا، جو بعد میں منسوخ ہو گیا۔

۲- اونٹ کے سامنے والی دونوں ٹانگیں ہاتھوں کے قاسم مقام ہیں، جس کا مطلب یہ ہوا کہ تم زمین پر پہلے ہاتھ نہ ٹکاؤ بلکہ اپنے گھٹنے رکھو اور بعد میں ہاتھ رکھا کرو۔

۳- اس روایت میں اتصال نہیں ہے بلکہ انقطاع ہے، اس لیے کہ اس کا ایک راوی محمد بن عبد اللہ ہے جس نے ابوالزناد سے سماع نہیں کیا۔

۴- یہ روایت ایک دوسری سند کے ساتھ بھی بیان کی گئی ہے اور اس کی سند میں ایک راوی عبد اللہ بن سعد ہے جو ضعیف ہے، اس طرح یہ حدیث قابل حجت نہیں ہو سکتی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّجُودِ عَلَى الْجَبْهَةِ وَالْأَنْفِ

باب 63: پیشانی اور ناک پر سجدہ کرنا

250 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي

عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ عَنْ أَبِي حَمِيدٍ السَّاعِدِيِّ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَجَدَ أَمَّكَنَ أَنْفَهُ وَجَبْهَتَهُ مِنَ الْأَرْضِ وَنَحَى يَدَيْهِ
عَنْ جَنْبَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي حَمِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يَسْجُدَ الرَّجُلُ عَلَى جَبْهَتِهِ وَأَنْفِهِ فَإِنْ سَجَدَ عَلَى جَبْهَتِهِ
دُونَ أَنْفِهِ فَقَدْ قَالَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يُجْزِيهِ

وَقَالَ غَيْرُهُمْ لَا يُجْزِيهِ حَتَّى يَسْجُدَ عَلَى الْجَبْهَةِ وَالْأَنْفِ

﴿﴾ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدے میں جاتے تو اپنی ناک اور پیشانی کو زمین پر جما کر رکھتے تھے آپ اپنے دونوں بازو پہلوؤں سے الگ رکھتے تھے اور دونوں ہتھیلیاں کندھوں کے برابر رکھتے تھے۔امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت وائل بن حجر اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جاتا ہے، یعنی مرد سجدہ پیشانی اور ناک پر کرے گا جب وہ ناک کی بجائے صرف پیشانی پر سجدہ کرے تو اہل علم کے ایک گروہ کے نزدیک یہ درست ہوگا اور دیگر حضرات کے نزدیک اس وقت تک درست نہیں ہوگا جب تک پیشانی اور ناک (دونوں پر) سجدہ نہیں کرتا۔

بَابُ مَا جَاءَ آيِنَ يَضَعُ الرَّجُلُ وَجْهَهُ إِذَا سَجَدَ

باب 64: آدمی سجدے میں اپنا چہرہ کہاں رکھے؟

251 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ

متن حدیث: قُلْتُ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ آيِنَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ وَجْهَهُ إِذَا سَجَدَ فَقَالَ

بَيْنَ كَفَيْهِ

251- انفرادی بہ الترمذی واخرجه الطحاوی فی ”معانی الآثار“ (151/1) من طریق سہیل بن عثمان عن حفص بن غیاث

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ وَاثِلِ بْنِ حُجْرٍ وَآبِي حُمَيْدٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

مذاهب فقہاء: وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ تَكُونَ يَدَاهُ قَرِيبًا مِمَّنْ أُذُنِيهِ

﴿﴾ ابوالفتح بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں اپنا چہرہ

مبارک (یعنی پیشانی) کہاں رکھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: دونوں ہتھیلیوں کے درمیان۔

اس بارے میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ اور ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

بعض اہل علم نے اس کو اختیار کیا ہے، یعنی آدمی کے دونوں ہاتھ اس کے دونوں کانوں کے قریب ہوں گے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّجُودِ عَلَى سَبْعَةِ أَعْضَاءٍ

باب 65: سات اعضاء پر سجدہ کرنا

252 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ

سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

مَنْ حَدَّثَنَا حَدِيثًا: إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجْدًا مَعَهُ سَبْعَةُ أَرْبَابٍ وَجْهَهُ وَكَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَآبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرِ بْنِ سَعِيدٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ الْعَبَّاسِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَوَعَلِيهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

﴿﴾ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے ہمراہ سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں اس کا چہرہ، اس کی دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

252- اضرحة ابو داؤد (298/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: اعضاء السجود؛ حدیث (891) والنسائی (208/2) کتاب: التطبيق؛ باب:

علمی کتب السجود؛ و (210/2) باب: السجود علی القدمین وابن ماجہ (286/1) کتاب: اقامة الصلاة والسنة فیما باب: السجود

حدیث (885) واحمد فی ”مسندہ“: (208- 206/1) وابن خزيمة (320/1) حدیث (631) من طریق عامر بن سعد بن ابی وقاص

عن العباس بن عبدالمطلب فنکرہ۔

253 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
 مَتْنُ حَدِيثٍ: أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظَمٍ وَلَا يَكْفَ شَعْرَهُ وَلَا ثِيَابَهُ
 حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿ ﴿ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا تھا: آپ سات اعضاء پر سجدہ کریں اور
 (نماز پڑھنے کے دوران) اپنے بالوں اور کپڑوں کو نہ میٹیں۔
 امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّجَافِي فِي السُّجُودِ

باب 66: سجدے کے دوران (بازوؤں کو پہلوؤں سے) الگ رکھنا

254 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ
 اللَّهِ بْنِ الْأَقْرَمِ الْخَزَاعِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ
 مَتْنُ حَدِيثٍ: كُنْتُ مَعَ أَبِي بِالْقَاعِ مِنْ نَمِرَةَ فَمَرَّتْ رَكْبَةٌ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ
 يُصَلِّي قَالَ فَكُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى عُفْرَتِي ابْطِيهِ إِذَا سَجَدَ أَيَّ بِيَاضِهِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ بُحَيْنَةَ وَجَابِرٍ وَأَحْمَرَ بْنِ جَزَاءٍ وَمَيْمُونَةَ وَأَبِي حَمِيدٍ
 وَأَبِي مَسْعُودٍ وَأَبِي أُسَيْدٍ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَعَدِيِّ بْنِ عَمِيرَةَ وَعَائِشَةَ
 قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَأَحْمَرُ بْنُ جَزَاءٍ هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ حَدِيثٌ وَاحِدٌ

253- اخرجہ البخاری (344/2)؛ کتاب الاذان؛ باب: السجود على سبعة اعظم؛ حديث (809-810) و (347/2)؛ باب: السجود
 على الالفت؛ حديث (812) و (348/2)؛ باب: لا يكف شعرا؛ حديث (815) و (349/2)؛ باب: لا يكف ثوبه في الصلاة؛ حديث
 (816) و مسلم (380/2 - الابي)؛ كتاب: الصلاة؛ باب: اعضاء السجود والنسي عن كف الشعر والثوب وعقوص الراس في الصلاة
 حديث (228) (231) و ابو داود (298/1)؛ كتاب: الصلاة؛ باب: اعضاء السجود؛ حديث (889-890) والنسائي (208/2)؛ كتاب
 التطيب؛ باب: على كم السجود؛ و (215/2)؛ باب: النسي عن كف الشعر في السجود و (216/2)؛ باب: النسي عن كف الساب في
 السجود وابن ماجه (286/1)؛ كتاب: اقامة الصلاة والسنة في باب: السجود؛ حديث (883-884) و (331/1)؛ باب: كف الشعر
 والثوب في الصلاة؛ حديث (1040) و احمد في ”مسند“: (222- 255- 270- 279- 285- 286- 292- 305- 324-
 221/1) و المصبري (230/1)؛ حديث (493-494) و ابن خزيمة (320/1-321)؛ حديث (632-633-634-635-636)
 حديث (782) و الدارمي (302/1)؛ كتاب: الصلاة؛ باب: السجود على سبعة اعظم وكيف العمل في السجود؛ و عبد بن حميد
 (210)؛ حديث (617) من طريق طاووس عن عبد الله بن عباس فذكره-

254- اخرجہ النسائي (213/2)؛ كتاب: التطيب؛ باب: صفة السجود؛ حديث (1108) و ابن ماجه (285/1)؛ كتاب: اقامة الصلاة
 والسنة في باب: السجود؛ حديث (881) و المصبري (412/2)؛ حديث (923) و احمد في ”مسند“: (35/4) من طريق داود عن
 قيس الشراء عن عبدة الله بن عبد الله بن اقرم الخزاعي عن ابيه فذكره-

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَقْرَمَ حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ وَلَا نَعْرِفُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَقْرَمَ الْخُزَاعِيَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَرْقَمَ الزُّهْرِيُّ صَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ كَاتِبُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ

﴿﴾ عبد اللہ بن عبد اللہ بن اقرم خزاعی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں اپنے والد کے ہمراہ وادی نمرہ کے مقام ”قاع“ میں تھا وہاں سے کچھ سوار گزرے، نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے، جب آپ سجدے میں گئے تو میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی، یہ منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے (راوی کہتے ہیں یہاں پر لفظ عُفْرَتِي سے مراد ان کی سفیدی ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابن کسینہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت احمر بن جزء رضی اللہ عنہ، سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ، حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ، سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ، حضرت عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت احمد بن جزء رضی اللہ عنہ، یہ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں شامل ہیں اور ان سے ایک روایت منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن اقرم سے منقول حدیث ”حسن“ ہے ہم اسے صرف داؤد بن قیس کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

ہمارے علم کے مطابق حضرت عبد اللہ بن اقرم نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اس روایت کے علاوہ اور کوئی حدیث نقل نہیں کی۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے اکثر اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن اقرم زہری رحمہ اللہ نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں اور یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سیکرٹری تھے۔

255 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَعْتَدِلْ وَلَا يَفْتَرِشْ ذِرَاعِيهِ افْتِرَاشَ الْكَلْبِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شَبَلٍ وَأَنَسٍ وَالْبَرَاءِ وَأَبِي حُمَيْدٍ وَعَائِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَخْتَارُونَ الْإِعْتِدَالَ فِي السُّجُودِ وَيَكْرَهُونَ الْإِفْتِرَاشَ

255- اخرجہ ابن ماجہ (288/1)؛ کتاب اقامة الصلاة والسنة فيما باب: الاعتدال في السجود حديث (891) واحد في "سندہ"

(305/3 - 315 - 389) ابان خزيمه (325/1) حديث (644) من طريق الاعمش عن ابي سفيان عن جابر بن عبد الله فذكره-

کافیر اش السبع

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص سجدے میں جائے تو اعتدال (کے طور پر) بیٹھے اور اپنے بازوؤں کو یوں نہ بچھائے جیسے کتا اپنے پاؤں بچھاتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبدالرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ، حضرت براء رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان حضرات کے نزدیک سجدے میں اعتدال (کے طریقے) کو اختیار کیا جائے گا ان حضرات کے نزدیک درندوں کی طرح ہاتھ پاؤں بچھانا مکروہ ہے۔

256 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا

يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ وَلَا يَبْسُطَنَّ أَحَدُكُمْ ذِرَاعِيهِ فِي الصَّلَاةِ بَسْطَ الْكَلْبِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سجدے میں اعتدال کرو اور کوئی بھی شخص

اپنے بازوؤں کو نماز میں یوں نہ بچھائے جیسے کتا بچھاتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضْعِ الْيَدَيْنِ وَنَصْبِ الْقَدَمَيْنِ فِي السُّجُودِ

باب 67: سجدے میں دونوں ہاتھ زمین پر رکھنا اور پاؤں کھڑے کرنا

257 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِوَضْعِ الْيَدَيْنِ وَنَصْبِ الْقَدَمَيْنِ

256- اخرجہ البخاری (19/2) کتاب مواقيت الصلاة: باب: المصلي يناهي ربه عز وجل حديث (532) و (351/2) : كتاب

الاذان: باب: لا ينفترض ذراعيه في السجود حديث (822) ومسلم (448/2) النووي: كتاب الصلاة: باب: الاعتدال في

السجود ووضع الكفين على الارض حديث (493/233) وابو داود (299/1) : كتاب الصلاة: باب: صفة السجود حديث (897)

والنسائي (183/2) كتاب الافتتاح: باب: الاعتدال في الركوع حديث (1028) و (211/2) كتاب: التطبير: باب: النسي عن بسط

الذراعين في السجود حديث (1103) و (213/2) : باب: الاعتدال في السجود وابن ماجه (288/1) : كتاب اقامة الصلاة والسنة

فیرما: باب: الاعتدال في السجود حديث (892) والدارمي (303/1) : كتاب الصلاة: باب: النسي عن الافتراض ونقرة الغراب

واحد في "مسند" (109/3-115-177-179-191-202-214-231-274-291)

اسناد دیگر: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَقَالَ مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِوَضْعِ الْيَدَيْنِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِيهِ

اختلاف روایت: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَرَوَى يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِوَضْعِ الْيَدَيْنِ وَنَصَبِ الْقَدَمَيْنِ "مُرْسَلٌ" حَكْمٌ حَدِيثٌ: وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ وَهَيْبٍ

مذاهب فقہاء: وَهُوَ الَّذِي أَجْمَعَ عَلَيْهِ أَهْلُ الْعِلْمِ وَاخْتَارُوهُ

﴿ ﴿ ﴾ حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

(سجدے میں) دونوں ہاتھ رکھنے اور دونوں پاؤں کھڑے کرنے کی ہدایت کی ہے۔

محمد بن ابراہیم، عامر بن سعد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ رکھنے کی ہدایت کی ہے اس کے بعد انہوں نے

حسب سابق ذکر کیا ہے تاہم اس روایت میں انہوں نے ان کے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کا تذکرہ نہیں کیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یحییٰ بن سعید قطان اور دیگر اوپوں نے محمد بن عجلان کے حوالے سے، محمد بن ابراہیم کے حوالے سے، عامر بن سعد کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ زمین پر رکھنے اور پاؤں کھڑا کرنے کا حکم دیا ہے۔

یعنی "مرسل" روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

یہ روایت وہیب کی روایت سے زیادہ مستند ہے۔

اس بات پر اہل علم کا اتفاق ہے اور انہوں نے اسے اختیار کیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِقَامَةِ الصُّلْبِ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

باب 68: جب رکوع یا سجدے سے سر اٹھائیں تو کمر کو بالکل سیدھا کرنا

258 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى الْمَرْوَزِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ

258- اخرجہ البخاری (322/2)؛ کتاب الاذان باب: هد اتمام الركوع والاعتدال الوالاطمانية حديث (792) و (336/2)؛ باب:

الاطمانية بين يرفع راسه من الركوع حديث (801) و (350/2)؛ باب: المکت بين السجدين حديث (820) و مسلم

361/2-362 (الابن) کتاب الصلاة؛ باب: اعتدال اركان الصلاة و تخفيفها في تمام حديث (193-194/471) ابو داؤد

(286/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: طول القيام من الركوع و بين السجدين حديث (852) والنسائي (197/2)؛ کتاب التطبير؛ باب:

قدم القيام بين الرفع من الركوع والسجود و (232/2)؛ باب: قدم الجلوس بين السجدين و اهد في "مسند" (298-

280/4-285) والدارمي (306/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: قدم كم كان بيكت النبي صلى الله عليه وسلم بعد ما يرفع راسه و ابن

خزيمة (309/1)؛ حديث (610) و (330/1)؛ حديث (659) و (331/1)؛ حديث (661) و (340/1)؛ حديث (683) من طريق

الحكم عن عبد الرحمن بن ابي ليلي عن الهراء بن عازب فذكره-

عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ
مَتْنٌ حَدِيثٌ: كُنَّا نَتَّصِلُ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَإِذَا
سَجَدَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ
فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
الْحَكَمِ نَحْوَهُ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ
مَذَاهِبُ فُقَهَاءِ: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

﴿﴾ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے اور جب سجدے میں جاتے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو اس دوران (کا وقفہ) تقریباً برابر ہوتا تھا۔
 امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔
 یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔
 امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
 اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل ہے۔

شرح

سجدہ کی کیفیت، زمین پر ناک اور پیشانی ٹکانے میں مذاہب آئمہ

آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سجدہ سات اعضاء کا زمین پر رکھنے کا نام ہے: دونوں گھٹنے، دونوں ہاتھ، دونوں قدم اور چہرہ۔ اس پر بھی اجماع ہے کہ ناک اور پیشانی دونوں کا زمین پر ٹیکنا سنت ہے۔ اس بات میں آئمہ کا اختلاف ہے کہ ناک اور پیشانی میں سے کسی ایک پر اکتفاء جائز ہے یا نہیں؟ اس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱- حضرت امام اسحاق اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ان دونوں کا زمین پر ٹیکنا ضروری ہے اور ان میں سے کسی ایک پر اقتصار درست نہیں ہے۔

۲- حضرت امام شافعی، اکثر فقہاء مالکیہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظریہ ہے کہ صرف ناک پر اقتصار جائز نہیں ہے بلکہ پیشانی کا زمین پر ٹیکنا بھی ضروری ہے۔

۳- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور بعض فقہاء مالکیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک چہرے کا کوئی بھی حصہ بیت تعظیم سے زمین پر رکھ دینے سے سجدہ ہو جائے گا۔ البتہ رخسار یا ٹھوڑی زمین پر رکھنے سے سجدہ نہیں ہوگا۔ اس توضیح کے مطابق حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناک یا پیشانی دونوں میں سے کسی ایک کو بھی زمین پر رکھنے سے سجدہ ہو جائے گا لیکن مکروہ ہوگا۔

جمہور اور صاحبین کے موقف کے مطابق اقتصار علی الانف جائز نہیں ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا

ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ناک اور پیشانی دونوں پر سجدہ کرتے تھے اور اس کا خلاف ثابت نہیں ہے۔ شوافع، بعض فقہاء مالکیہ اور صاحبین کے نزدیک اقتصار علی الجبهة جائز ہے لیکن اقتصار علی الانف جائز نہیں ہے۔ انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے سات اعضاء بھی سجدہ ریز ہوتے ہیں: اس کا چہرہ، اس کے دونوں ہاتھ، اس کے دونوں گھٹنے اور اس کے دونوں قدم۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ قرآن کریم میں لفظ ”سجود“ استعمال ہے جس کا مفہوم ہے ”وضع الوجه علی الارض“ یعنی چہرے کا زمین پر رکھ دینا، لہذا اقتصار علی الانف یا اقتصار علی الجبهة سے یہ مفہوم ادا ہو سکتا ہے لیکن حضرت امام صاحب کا یہ قول قدیم ہے۔ بعد میں آپ کا حضرت امام مالک اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کے قول کی طرف رجوع ثابت ہے جس کی بناء پر مفتی بہ قول یہی ہے کہ اقتصار علی الجبهة تو جائز ہے لیکن اقتصار علی الانف ناجائز ہے۔

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلسل چھ ابواب میں نواح حدیث کی تخریج فرمائی ہے جن میں سجدہ کی کیفیت، اعضاء سجدہ کی تعداد اور ان کے زمین پر وضع و رفع کی تفصیل بیان کی ہے۔ اعضاء سجدہ سات ہیں جو یہ ہیں: دونوں قدم، دونوں گھٹنے، دونوں ہاتھ اور چہرہ۔ سجدہ کرتے وقت ان اعضاء کو زمین پر ٹیکنے کا اصول یہ ہے کہ جو عضو زمین کے قریب ہے پہلے اسے ٹیکا جائے گا پھر علیٰ هذا القیاس۔ سجدہ سے ان اعضاء کو اٹھاتے وقت ان کا الٹ کیا جائے گا۔ البتہ دوران سجدہ میں بازوؤں کو پہلوؤں سے اور پیٹ کو زانوؤں سے الگ رکھا جائے اور کلائیوں کو زمین پر لگنے سے بچایا جائے گا۔ دونوں قدموں کو زمین پر جما کر اور چہرے کو دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھا جائے گا۔ ناک اور پیشانی دونوں کو خوب زمین پر ٹیکا جائے گا۔ یہ تو مرد کے سجدہ کی کیفیت ہے لیکن خواتین اپنے تمام اعضاء کو ملا کر، سکر کر اور زمین سے چپٹ کر سجدہ کریں گی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يُبَادَرَ الْإِمَامُ بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

باب 69: امام سے پہلے رکوع یا سجدے میں جانا مکروہ ہے

259 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوبٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَحْنِ رَجُلٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتَّى يَسْجُدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْجُدَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَمُعَاوِيَةَ وَابْنِ مَسْعَدَةَ صَاحِبِ الْجِيُوشِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

259- اضرمه البخاری (212/2): کتاب الاذان: باب: متى يسجد من خلف الامام حديث (690) و (271/2) باب: رفع البصر

الى الامام في الصلاة حديث (747) و (345/2): باب: السجود على سبعة اعظم حديث (811) و مسلم (363/2-الابى): كتاب

الصلاة: باب: متابعة الامام والعمل بعده حديث (197-198/474) و ابو داود (224/1) كتاب الصلاة: باب: ما يومر به المأموم من

اتباع الامام حديث (620) والنسائي (96/2) كتاب الامامة: باب: مبادرة الامام حديث (829) و احمد في مسنده

(4/284-285-300-304) من طريق ابى اسحق عن عبد الله بن يزيد عن البراء بن عازب فذكره-

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَبِهِ يَقُولُ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنَّ مَنْ خَلَفَ الْإِمَامَ إِنَّمَا يَتَّبِعُونَ الْإِمَامَ فِيمَا يَصْنَعُ لَا يَرُكَعُونَ إِلَّا بَعْدَ رُكُوعِهِ وَلَا يَرْفَعُونَ إِلَّا بَعْدَ رَفْعِهِ لَا نَعْلَمُ بَيْنَهُمْ فِي ذَلِكَ اخْتِلَافًا

﴿﴾ عبد اللہ بن یزید بیان کرتے ہیں: حضرت براءؓ نے ہمیں یہ حدیث بیان کی ہے اور وہ جھوٹے نہیں ہیں وہ بیان کرتے ہیں: جب ہم نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے اور جب آپ رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھاتے تھے تو کوئی بھی شخص اس وقت تک اپنی کمر کو نہیں جھکاتا تھا جب تک نبی اکرم ﷺ سجدے میں نہیں چلے جاتے تھے (جب آپ سجدے میں چلے جاتے) تو ہم سجدے میں جاتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت انسؓ، حضرت معاویہؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابو جوشکروں کے امیر تھے اور حضرت ابو ہریرہؓ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت براءؓ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے، یعنی جو لوگ امام کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے ہوں وہ امام کی پیروی کریں گے جو وہ کرتا ہے اور وہ امام کے رکوع میں جانے کے بعد رکوع میں جائیں گے اور امام کے سر اٹھانے کے بعد ہی سر اٹھائیں گے۔ ہمارے علم کے مطابق ان حضرات کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

شرح

مقتدی کا امام سے قبل رکوع و سجود میں جانے کی ممانعت

تمام آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق و اجماع ہے کہ مقتدیوں پر افعال میں امام کی متابعت و پیروی ضروری ہے اور اس سے مبادرت و مسابقت کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ افعال سے مراد قیام، رکوع، سجود اور قعدہ ہے۔ البتہ اقوال میں امام کی متابعت و پیروی ضروری نہیں ہے۔ اگر مقتدی اقوال میں امام سے مسابقت و مبادرت کر لیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اقوال سے مراد تکبیر، تحمید، تسبیح، تسبیحات رکوع و سجود اور قعدہ میں تشہد پڑھنا ہے۔ ان امور میں مقتدی امام سے مسابقت کر جائے تو نہ نماز فاسد ہوگی نہ ثواب میں کمی واقع ہوگی اور نہ خود گناہگار ہوگا کیونکہ ان میں مطابقت و موافقت اور متابعت ناممکن نہیں تو دشوار ضروری ہے۔ اس سلسلے میں حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت سے خوب رہنمائی ملتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تو رکوع کے بعد کوئی بھی شخص اس وقت تک سجدہ میں جانے کی جسارت نہیں کرتا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف نہ لے جاتے تھے۔

اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر امام عمر رسیدہ یا کمزور ہو اور تبدیل ارکان میں اسے دقت پیش آتی ہو تو مقتدیوں کو چاہیے کہ احتیاط سے کام لیں اور مبادرت و مسابقت کی ہرگز کوشش نہ کریں ورنہ گناہگار بھی ہوں گے اور نماز بھی فاسد ہو جائے گی۔ اگر امام نوجوان یا باہمت و طاقتور ہو اور مقتدی بھی نوجوان ہوں تو تبدیل ارکان ایک ساتھ بھی کر سکتے ہیں لیکن امام کو قدرے آگے

رہنا چاہیے تاکہ کسی مقتدی کی تھوڑی سی غفلت کی بنا پر نماز فاسد نہ ہو اور گناہگار بھی نہ ہو۔ امام سے مبادرت و مسابقت کے نتیجہ میں چہرہ مسخ ہو جانے کا بھی امکان ہے۔ اس سلسلے میں ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک معلم صاحب اپنے تلامذہ کو تعلیم دیتے تھے اور وہ ہمہ وقت اپنے چہرے کو کپڑے سے ڈھانپ کر رکھتے تھے۔ ایک عرصہ تک تدریس کا سلسلہ جاری رہا لیکن معلم نے تلامذہ کو اپنا چہرہ نہ دکھایا۔ ایک دن طلباء نے نہایت ادب سے جسارت کرتے ہوئے اپنے استاد محترم سے عرض کیا: حضور! آپ اپنے چہرے کو کپڑے سے ڈھانپ کر ہمیں تعلیم دیتے ہیں اور چہرے کی زیارت سے ہمیں محروم رکھتے ہیں۔ استاذ محترم نے جواب دیا: عزیز طلباء! بات دراصل یہ ہے کہ میں نے یہ مسئلہ پڑھا کہ امام سے مبادرت و مسابقت سے چہرہ مسخ ہو جاتا ہے تو میں نے اس مسئلہ کو کوئی اہمیت نہ دی اور دوران نماز اپنے امام سے مسابقت کی تو قدرت نے مجھ سے انتقام لیا کہ میرا چہرہ مسخ کر دیا جو دیکھنے کے قابل نہیں ہے اور اس مجبوری کی وجہ سے اپنے چہرے پر نقاب رکھتا ہوں۔ (حاشیہ مشکوٰۃ ص ۱۲۵)

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْإِقْعَاءِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

باب 70: دو سجدوں کے درمیان اقعاء (کے طور پر) بیٹھنا مکروہ ہے

260 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي

إِسْحَقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ أَحَبُّ لَكَ مَا أَحْبُّ لِنَفْسِي وَأَكْرَهُ لَكَ مَا أَكْرَهُ لِنَفْسِي لَا تَقْعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَلِيٍّ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ

الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَقَدْ ضَعَّفَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْحَارِثَ الْأَعْوَرَ

مَذَاهِبُ فَتَهَاءِ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ يَكْرَهُونَ الْإِقْعَاءَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے علی! میں تمہارے لیے اسی بات کو پسند کرتا

ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں اور تمہارے لیے اسی بات کو ناپسند کرتا ہوں جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہوں، تم دو سجدوں کے درمیان اقعاء (کے طور پر) نہ بیٹھنا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول اس حدیث کو ہم صرف ابوالحلق نامی راوی کے حوالے سے، حارث

کے حوالے سے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول جانتے ہیں۔

280- اضرہ ابن ماجہ (289/1) کتاب اقامة الصلاة والسنة فيربا باب: الجلوس بين السجدين حديث (895) من طريق ابى موسى

و ابى اسحق عن الحارث عن على بن ابي طالب فذكره-

بعض اہل علم نے حارث اعور نامی راوی کو ضعیف قرار دیا ہے۔

اکثر اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ ان حضرات کے نزدیک اقعاء (کے طور پر بیٹھنا) مکروہ ہے۔ اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّخْصَةِ فِي الْإِقْعَاءِ

باب 71: اقعاء (کے طور پر بیٹھے) کی رخصت

261 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ

سَمِعَ طَاوَسًا يَقُولُ

مَنْ حَدِيثُ: قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْإِقْعَاءِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ قَالَ هِيَ السُّنَّةُ فَقُلْنَا إِنَّا لَنَرَاهُ جَفَاءً بِالرَّجُلِ قَالَ بَلْ هِيَ سُنَّةٌ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرُونَ بِالْإِقْعَاءِ بَأْسًا وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ مَكَّةَ مِنْ أَهْلِ الْفِقْهِ وَالْعِلْمِ قَالَ وَكَثُرَ أَهْلُ الْعِلْمِ يَكْرَهُونَ الْإِقْعَاءَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

ابو زبیر بیان کرتے ہیں: انہوں نے طاؤس کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ بیان کرتے ہیں: ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پاؤں پر اقعاء کے طور پر بیٹھنے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: یہ سنت ہے۔ ہم نے عرض کی: ہم تو یہ سمجھتے ہیں یہ آدمی کے ساتھ زیادتی ہے انہوں نے فرمایا: نہیں! یہ تمہارے نبی کی سنت ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے بعض اہل علم نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے ان حضرات کے نزدیک اقعاء کے طور پر بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مکہ سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم اور اہل فقہ کی یہی رائے ہے، تاہم اکثر اہل علم کے نزدیک دونوں سجدوں کے درمیان اقعاء کے طور پر بیٹھنا مکروہ ہے۔

شرح

دونوں سجدوں کے درمیان ”اقعاء“ کرنے میں مذاہب آئمہ

لفظ ”اقعاء“ کے دو مفاہیم ہو سکتے ہیں: (۱) کوئی شخص اپنے چیمڑوں پر بیٹھ کر اپنے پاؤں کو اس طرح کھڑا کرے کہ اس کے

261- اخرجه مسلم (431/2) كتاب المساجد ومواضع الصلاة باب: جواز الاقعاء على القدمين حديث (536/32) وابو داود

(284/1) كتاب الصلاة: باب: الاقعاء بين السجدين حديث (845) واصل في مسنده: (313/1) وابن خزيمة (338/1)

حديث (680) من طريق ابى الزبير انه سمع طاووسا يقول: قلنا لابن عباس في الاقعاء على القدمين..... فذكره-

گھٹنے شانوں کے مقابل آجائیں جبکہ اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر ٹیک دے۔ یہ اقعاء متفقہ طور پر مکروہ ہے۔ (۲) کوئی شخص اپنے دونوں پاؤں پنچوں کے بل کھڑے کر کے اپنی ایڑیوں پر بیٹھ جائے۔ اس اقعاء میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بھی مطلقاً مکروہ ہے۔ انہوں نے اپنے موقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! میں جو چیزیں اپنے لیے پسند کرتا ہوں، وہ تمہارے لیے بھی پسند کرتا ہوں اور چیز اپنے لیے ناپسند کرتا ہوں وہ تمہارے لیے بھی ناپسند کرتا ہوں: "لا تقع بین السجدةین" دونوں سجدوں کے درمیان تم "اقعاء" نہ کرو۔ علاوہ ازیں یہ حدیث بھی ان کی دلیل ہے: نہانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الاقعاء فی الصلوة (المستدرک للحاکم جلد اول ص ۱۱۳) راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نماز میں اقعاء کرنے سے منع فرمایا۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ سجدتین کے درمیان "اقعاء" سنت ہے۔ ان کے نزدیک سجدتین کے درمیان اقعاء اور افتراش دونوں طریقے مسنون ہیں۔ انہوں نے اپنے موقف پر حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: ان کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اقعاء کر کے پاؤں پر بیٹھنے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا: یہ مسنون ہے۔ ہم نے عرض کیا: یہ تو انسان کے ساتھ زیادتی کی صورت بنتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: یہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

جمہور کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) یہ روایت منسوخ ہے۔ (۲) یہ روایت عذر پر محمول ہے۔ (۳) یہ روایت کسی مجبوری کی صورت میں مسنون ہے۔

سوال: اس حدیث سے صورت "اقعاء" کی نفی ثابت ہوتی ہے جبکہ اس کے بعد والے باب کی حدیث سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اس طرح دونوں روایات میں تعارض ہے؟

جواب: (۱) اقعاء پہلے مسنون تھا لیکن بعد میں منسوخ قرار پایا۔ (۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر کی بناء پر کیا تھا جبکہ راوی نے اسے سنت کا درجہ دے دیا۔ (۳) بیان جواز کے درجہ میں ہے اور اس سے مراد نہی تنزیہی ہے۔

بَابُ مَا يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

باب 72: دو سجدوں کے درمیان کیا پڑھے؟

262 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَيْبٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ جُبَابٍ عَنْ كَامِلِ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي

262- اضرجه ابو داؤد (286/1)؛ کتاب الصلوة؛ باب: الدعاء بین السجدةین حدیث (850)؛ وابن ماجہ (290/1)؛ کتاب: اقامة الصلوة والسنة فیہا؛ باب: ما یقول بین السجدةین حدیث (898)؛ واصل فی "مسندہ"؛ (315/1)؛ من طریق کامل ابی العلاء؛ قال: حدثنی حبیب بن ابی ثابت عن سعید بن جبیر عن ابن عباس فذکرہ۔

ثَابِتٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَاهْدِنِي

متن حدیث: وَارْزُقْنِي حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ الْحُلَوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ زَيْدِ بْنِ حُبَابٍ عَنْ كَامِلِ أَبِي الْعَلَاءِ نَحْوَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

آثار صحابہ: وَهَكَذَا رَوَى عَنْ عَلِيٍّ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَأَسْحَقُ يَرَوْنَ هَذَا جَائِزًا فِي الْمَكْتُوبَةِ وَالتَّطَوُّعِ

اختلاف روایت: وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ كَامِلِ أَبِي الْعَلَاءِ مُرْسَلًا

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو سجدوں کے درمیان یہ پڑھتے تھے۔

”اے اللہ! میری مغفرت کر دے! مجھ پر رحم کر! میری مصیبت اور نقصان کی تلافی فرما دے! مجھے ہدایت عطا کر اور مجھے رزق عطا کر۔“

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے اور اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ، امام اسحاق رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ ان حضرات کے نزدیک فرض اور نفل نماز میں اس طرح پڑھنا جائز ہے۔

بعض راویوں نے اس روایت کو کامل نامی راوی سے ”مرسل“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

شرح

سجدتین کے درمیان دعا کرنے میں مذاہب آئمہ

سجدتین کے درمیان پڑھی جانے والی دعا یہ ہے: ”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَاهْدِنِي“ (اے اللہ! تو میری بخشش فرما، مجھ پر رحم فرما، میری شکستگی دور کر، میری رہنمائی فرما اور مجھے رزق عطا فرما) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ سوال یہ ہے کہ کیا سجدتین کے درمیان کی جانے والی دعا فقط فرائض میں جائز ہے یا فرائض و نوافل دونوں میں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ دعا فرائض و نوافل میں پڑھی جاسکتی ہے اور اس کا پڑھنا مسنون ہے۔ انہوں نے اپنے موقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ دعا صرف نوافل میں پڑھی جاسکتی ہے جبکہ فرائض میں نہیں۔ حدیث باب کا انہوں نے جواب یہ دیا ہے کہ یہ روایت نوافل پر محمول ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِعْتِمَادِ فِي السُّجُودِ

باب 73: سجدے میں (جاتے ہوئے) سہارا لینا

263 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سُمَيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: اَشْتَكَيْ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَشَقَّةَ

السُّجُودِ عَلَيْهِمْ إِذَا تَفَرَّجُوا فَقَالَ اسْتَعِينُوا بِالرُّكْبِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ اللَّيْثِ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ

إِسْنَادٍ يَكْفُرُ: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرٌ وَاحِدٌ عَنْ سُمَيِّ عَنِ النُّعْمَانَ بْنِ أَبِي عِيَّاشٍ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا وَكَانَ رِوَايَةً هَوْلَاءِ أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ اللَّيْثِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اصحاب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سجدہ

کرتے ہوئے مشکل کی شکایت کی کہ انہیں اعضاء کو علیحدہ رکھنے میں دقت پیش آتی ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم گھٹنوں کے

ذریعے مدد لو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ہم صرف ابو صالح نامی راوی کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے

سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہونے کے بارے میں جانتے ہیں اور یہ روایت صرف لیث نے ابن عجلان کے حوالے سے نقل

کی ہے۔

اسی روایت کو سفیان بن عیینہ اور دیگر حضرات نے سبی نامی راوی کے حوالے سے، نعمان بن ابوعیاش کے حوالے سے، نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کیا ہے تاہم یہ روایت لیث سے منقول روایت سے زیادہ مستند ہے۔

شرح

دوران سجدہ کہنیاں ٹسکنے کا مسئلہ

گزشتہ صفحات میں سجدہ کی کیفیت لکھی جا چکی ہے کہ دوران سجدہ بازوؤں کو پہلوؤں سے، پیٹ کو زانوؤں سے اور کہنیوں کو

زمین سے الگ رکھا جائے گا جبکہ چہرہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھا جائے گا۔ اگر کوئی شخص طویل سجدہ کرتا ہے اور اس میں دقت

محسوس کرتا ہو تو وہ اپنے بازوؤں کو زمین پر ٹیک کر آسانی و سہولت کی صورت پیدا کر سکتا ہے۔ حدیث باب میں بھی یہی آسانی اختیار

کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ

263- اضرحہ ابو داؤد (300/1) کتاب: الصلاة باب: الرخصة في ذلك للضرورة حديث (902) واحد في مسنده: (339/2) من

طريقه ابى عجلان عن سبي عن ابى صالح عن ابى هريرة فذكره۔

تعالیٰ عنہم نے بارگاہ رسالت میں شکایت کی کہ اعضاء کو الگ اور علیحدہ رکھنے کی صورت میں انہیں دقت ہوتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم لوگ اپنے گھٹنوں سے مدد لے سکتے ہو۔“

بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ النَّهْوُ مِنَ السُّجُودِ

باب 74: سجدے سے کس طرح اٹھا جائے؟

264 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّادِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ

لُحَيْوَيْرِ بْنِ اللَّيْثِيِّ

مَثْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فَكَانَ إِذَا كَانَ فِي وَتَرٍ مِنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِيَ جَالِسًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ إِسْحَاقُ وَبَعْضُ أَصْحَابِنَا

تَوْضِيحٌ رَاوِي: وَمَالِكٌ يُكْنَى أَبُو سُلَيْمَانَ

﴿﴾ حضرت مالک بن حویرث لیشی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا جب آپ طاق رکعت (یعنی پہلی، تیسری) ادا کرتے تو اس وقت تک کھڑے نہ ہوتے تھے جب تک پہلے اچھی طرح بیٹھ نہ جاتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت مالک بن حویرث سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے اسحاق بن راہویہ اور ہمارے بعض اصحاب نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ مالک نامی راوی کی کنیت ”ابوسلیمان“ ہے۔

بَابُ مِنْهُ أَيْضًا

باب 75: بلا عنوان

265 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْيَاسِ عَنْ صَالِحِ مَوْلَى

التَّوَّامَةِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

264- اضرحه البخاری (352/2): کتاب الاذان باب: من استوی قاعدا فی وتر من صلاته ثم نرض حدیث (823) وابو داؤد

(284/1): کتاب الصلاة باب: الترویض فی الفرد حدیث (844) والنسائی (234/2) کتاب التطبیق باب: الاستواء للجلوس عند

الرفع من المسجدین حدیث (1151) وابن خزیمہ (341/1) حدیث (686) من طریق لہسم قال: اضرحنا خالد المزاء عن ابی

قلاطہ عن مالک بن الحویرث اللشی فذکرہ۔

متن حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَضُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى صُدُورِ قَدَمَيْهِ
مذاهب فقهاء: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ عَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَخْتَارُونَ أَنْ يَنْهَضَ
الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى صُدُورِ قَدَمَيْهِ

توضیح راوی: وَخَالِدُ بْنُ الْيَاسِ هُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ قَالَ وَيُقَالُ خَالِدُ بْنُ الْيَاسِ أَيْضًا وَصَالِحٌ
مَوْلَى التَّوَّامَةِ هُوَ صَالِحُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ وَأَبُو صَالِحٍ اسْمُهُ نَبْهَانٌ وَهُوَ مَدَنِيٌّ
﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں (سجدے سے) اٹھتے ہوئے اپنے پاؤں کے اگلے
حصے کے سہارے اٹھا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث پر اہل علم کے نزدیک عمل کیا جائے گا۔ ان حضرات
نے اس بات کو اختیار کیا ہے: آدمی نماز کے دوران اپنے پاؤں کے اگلے حصے پر زور دیتے ہوئے اٹھے۔
اس روایت کا راوی خالد بن الیاس محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، ایک قول کے مطابق اس کا نام خالد بن ایاس ہے۔
اس روایت کے ایک راوی صالح مولیٰ توامہ یہ صالح بن ابوصالح ہیں اور ابوصالح کا نام نبھان ہے اور یہ مدینہ کے رہنے
والے ہیں۔

شرح

سجدہ سے اٹھنے کا مسئلہ

دوران نماز سجدہ سے اٹھتے وقت ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر نہیں اٹھنا چاہیے بلکہ گھٹنوں کے سہارے کھڑا ہونا چاہیے۔ عذریا
مجبوری یا ضعف و کمزوری کی وجہ سے بغیر سہارا کے کوئی شخص کھڑا نہ ہو سکتا ہو تو وہ اپنے بازوؤں کے سہارے کھڑا ہو سکتا ہے۔ البتہ
مسنون طریقہ یہی ہے کہ کسی سہارے کے بغیر کھڑا ہو یا جائے۔ حدیث باب میں یہ مضمون بیان ہوا کہ حضرت مالک بن حویرث رضی
اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ جب آپ طاق عدد رکعت پڑھتے تو
اچھی طرح بیٹھے بغیر کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ ہاتھوں کے سہارا کے علاوہ پاؤں کے سہارا کے ساتھ بھی اٹھا جا سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشَهُدِ

باب 76: تشہد کا بیان

266 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ الْأَشَجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ

أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ

265- أخرجه الزيلعي في "نصب الراية" (389/1) كتاب الصلاة الحديث السابع والثلاثون وعزاه لابن عدي في الكامل وأعله
بخالد وأسد تضعيفه عن البخاري والنسائي وأسد-

متن حدیث: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدْنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ أَنْ نَقُولَ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَأَبِي مُوسَى وَعَائِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ وَهُوَ أَصَحُّ حَدِيثٍ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّشْهِيدِ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدَ وَاسْحَقَ

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ خُصَيْفٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ النَّاسَ قَدْ اخْتَلَفُوا فِي التَّشْهِيدِ فَقَالَ عَلَيْكَ بِتَشْهِيدِ ابْنِ مَسْعُودٍ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے: جب ہم دو رکعات پڑھنے کے بعد بیٹھ جائیں تو یہ پڑھیں:

”ہر طرح کی جسمانی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں اے نبی! آپ پر سلام نازل ہوا اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں نازل ہوں، ہم پر بھی سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر سلام ہو، میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔“

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث اس کے علاوہ دیگر حوالوں سے بھی منقول ہے اور یہ تشہد کے بارے میں منقول سب سے مستند حدیث ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد تابعین سے تعلق رکھنے والے اکثر اہل علم نے اس پر عمل کیا ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ، ابن مبارک رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔

احمد بن محمد نے اپنی سند کے حوالے سے ’حصیف‘ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! تشہد کے الفاظ کے بارے میں لوگوں کے درمیان اختلاف ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ابن مسعود (کے حوالے سے منقول) تشہد کو اختیار کرو۔

266- اخرجه ابو داود (319/1) كتاب: الصلاة باب: التشهد، حديث (970) والنسائي (239/2-240) كتاب: التطبير باب:

كيف التشهد الاول واهم في "مسند": (450-422/1) والدارمي (309/1) كتاب: الصلاة: باب: في التشهد من طريق الاسود

بن يزيد وعلقمة عن عبد الله بن مسعود فذكره-

267 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَطَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ فَكَانَ يَقُولُ التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّوَّاسِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ نَحْوَ حَدِيثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَرَوَى أَيُّمَنُ بْنُ نَابِلٍ الْمَكِّيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ وَهُوَ غَيْرُ مَحْفُوظٍ **مذاهب فقہاء:** وَذَهَبَ الشَّافِعِيُّ إِلَى حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي التَّشَهُدِ

﴿ ﴿ ﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہمیں اسی طرح تشہد سکھایا کرتے تھے جیسے آپ ہمیں قرآن کی تعلیم دیتے تھے آپ یہ پڑھتے تھے۔

”تمام برکت والی تعریفیں، نمازیں اور پاکیزگیاں (یعنی جسمانی اور مالی عبادتیں) اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اے نبی! آپ پر سلام ہو، آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں اور اس کی برکتیں ہوں، ہم پر بھی سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر بھی (سلام ہو) میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔“

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

عبدالرحمن بن حمید روایں نے اس حدیث کو حضرت ابوزبیر کے حوالے سے نقل کیا ہے، جس طرح لیث ابن سعد نے اسے نقل کیا ہے۔

ایمن بن نابل مکی نے اس روایت کو ابوزبیر کے حوالے سے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے، تاہم یہ روایت محفوظ نہیں ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے تشہد کے الفاظ کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث کو اختیار کیا ہے۔

267- اخرجه مسلم (352/2- النووى)؛ كتاب الصلاة باب: التشرية فى الصلاة حديث (403/60) وابو داؤد (320/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب: التشرية حديث (974) وابن ماجه (291/1)؛ كتاب اقامة الصلاة فى السنة فى باب: ماجاء فى التشرية حديث (900) والنسائى (242/2)؛ كتاب: التطبىس باب: نوع آخر من التشرية واحمد فى ”مسنده“: (292/1) وابن خزيمة (349/1) حديث (705) من طريق الليث بن سعد عن ابى الزبير عن سعيد بن جبیر و طاووس عن ابن عباس فذكره- واخرجه مسلم (352/2- النووى)؛ كتاب الصلاة باب: التشرية فى الصلاة حديث (403/61) والنسائى (41/3)؛ كتاب السهو باب: كيف التشرية واحمد فى ”مسنده“ (315/1) من طريق يحيى بن آدم قال: حدثنا عبد الرحمن بن حميد قال: حدثنا ابو الزبير عن طاووس عن ابن عباس فذكره مختصرا ولم يذكر سعيد بن جبیر-

شرح

تشہد کی افضلیت میں مذاہب آئمہ

تمام آئمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ بھی ”تشہد“ پڑھی جائے جائز ہے۔ تشہد کے الفاظ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہیں۔ چند الفاظ کی تبدیلی کے علاوہ باقی تشہد کے الفاظ یکساں ہیں۔ افضلیت کے اعتبار سے اس میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے؛ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس تشہد کی تعلیم دی ہے: **التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اِنْ**
۲- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ”تشہد فاروقی“ افضل ہے، جو یہ ہے: **التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ الزَّكَايَاتُ لِلَّهِ**
الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ اِنْ (باقی الفاظ تشہد مسعودی کی مثل ہیں)

۳- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ ”تشہد ابن عباس“ کو ترجیح دیتے ہیں، جو زیر بحث باب کے آئندہ باب کی روایت میں
بایں الفاظ منقول ہے: **التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ**
سَلَامٌ عَلَيْنَا اِنْ (باقی تشہد مسعودی کی مثل ہے)

تشہد مسعودی کے افضل ہونے کی چند وجوہات درج ذیل ہیں:

- ۱- تشہد مسعودی اصح ہے، جس کی تصریح حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔
- ۲- اس تشہد کی تعلیم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر نہیں دی۔
- ۳- تشہد مسعودی کے الفاظ تمام کتب صحاح ستہ میں موجود ہیں۔
- ۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس ”تشہد“ میں ایک لفظ کی بھی ترمیم و اضافہ نہیں کیا۔

(کما صرح الامام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فی الموطا)

۵- اس کا ثبوت صیغہ امر کے ساتھ ملتا ہے۔ کسی روایت میں ہے: **قُولُوا، كَسِي فِي فَلَيقُلُ اور كَسِي فِي فَقُولُوا،** کے الفاظ منقول ہیں۔

کتب احناف میں تحریر ہے کہ تشہد مسعودی واقعہ معراج کے حوالے سے بطور حکایت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا: **التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اِنْ**۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور جواب یوں فرمایا گیا: **السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ**۔ اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں کہا: **السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ**۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے یوں کہا: **أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اِنْ**۔

احناف کے نزدیک فرائض، واجبات، سنن اور نوافل کے ہر قعدہ میں ”تشہد“ پڑھنا واجب ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ يُخْفِي التَّشَهُدَ

باب 77: پست آواز میں تشهد پڑھنا

268 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُخْفِيَ التَّشَهُدَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

﴿﴾ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: یہ بات سنت ہے: پست آواز میں تشهد پڑھا جائے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

شرح

تشہد وغیرہ آہستہ پڑھنے کا مسئلہ

اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ قعدہ میں تشهد، درود پاک اور ادعیہ کو پست آواز سے پڑھا جائے گا۔ انہیں پست آواز میں پڑھنا مسنون ہے۔ زیر بحث حدیث میں بھی یہی مضمون بیان ہوا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے: تشهد کو پست آواز سے پڑھنا مسنون ہے۔

کچھ لوگوں نے اس روایت کو غریب قرار دیا ہے لیکن یہ حدیث حسن کے درجہ میں ہے۔ اس طرح اس سے مسئلہ ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اس مسئلہ پر تمام آئمہ و فقہاء کا عمل ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ الْجُلُوسُ فِي التَّشَهُدِ

باب 78: تشهد میں بیٹھنے کا طریقہ

269 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ الْجَرْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ

عَنِ ابْنِ حُجْرٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ قُلْتُ لَا نَظْرَانَ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَلَسَ يَعْنِي

268- أخرجه أبو داود (324/1) كتاب الصلاة باب: اخفاء التشهد حدیث (986) وابن خزيمة (349/1) حدیث (706) من

طرسو عبداللہ بن سعید الکندی عن ابی سعید الأشج قال: حدیثنا یونس بن بکیر عن محمد بن اسحق عن عبدالرحمن بن السواد عن ابیہ

عن عبداللہ بن مسعود عن ابیہ فذکرہ۔

لِلتَّشَهُدِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى يَعْينِي عَلَى فِخْذِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ وَابْنِ الْمُبَارَكِ
﴿﴾ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں مدینہ منورہ آیا میں نے یہ سوچا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا اچھی
طرح جائزہ لوں گا جب آپ تشریف فرما ہوئے (راوی کہتے ہیں) یعنی تشہد میں (بیٹھے) تو آپ نے اپنے بائیں پاؤں کو بچھا دیا
اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر لیا (راوی کہتے ہیں) یعنی بائیں زانوں کے بل (بیٹھے) اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر لیا۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اکثر اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ، ابن مبارک رحمہ اللہ اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے۔

270 سند حدیث: حَدَّثَنَا بَنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَدَنِيُّ

حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ السَّاعِدِيُّ قَالَ

متن حدیث: اجتمع أبو حميد وأبو أسيد وسهل بن سعد ومحمد بن مسلمة فذكروا صلاة رسول
الله صلى الله عليه وسلم فقال أبو حميد أنا أعلمكم بصلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم إن رسول الله
صلى الله عليه وسلم جلس يعنى للتشهد فافترش رجليه اليسرى وأقبل بصدر اليمنى على قبلته ووضع كفه
اليمنى على ركبته اليمنى وكفه اليسرى على ركبته اليسرى وأشار بأصبعه يعنى السبابة

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: وَبِهِ يَقُولُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَأَسْحَقَ قَالُوا يَقْعُدُ فِي التَّشَهُدِ الْآخِرِ

عَلَى وَرِكَهِ وَاحْتَجُّوا بِحَدِيثِ أَبِي حُمَيْدٍ قَالُوا يَقْعُدُ فِي التَّشَهُدِ الْأَوَّلِ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى وَيَنْصِبُ الْيُمْنَى

269- اضرجه ابو داؤد (251/1): كتاب الصلاة باب: رفع اليدين في الصلاة حديث (726-727) (315/1) باب: كيف الجلوس
في التشهد؛ حديث (957) والبخارى في "رفع اليدين" (26-30-71) والنسائي (126/2): كتاب: الافتتاح باب: موضع اليدين
من الشمال في الصلاة و (211/2) كتاب التطبير باب: مكان اليدين من السجود و (236/2) باب: موضع اليدين عند الجلوس
للتشهد الاول و (34/3): كتاب السجود باب: صفة الجلوس في الركعة التي يفضي فيها الصلاة و (35/3): باب موضع المرفقين
و (37/3): باب: قبض التنتين من اصابع اليد اليمنى وعقد الوسطى والابهام من يمينها و ابن ماجه (266/1) كتاب اقامة الصلاة والسنة
فيها باب: وضع اليدين على الشمال في الصلاة حديث (810) و (281/1) باب: رفع اليدين اذا ركع و اذا رفع راسه من الركوع
حديث (867) و احمد في "سنده": (316/4-317-318-319) والدارمي (314/1): كتاب: الصلاة باب: صفة صلاة رسول
الله صلى الله عليه وسلم والمصيدى (98/2) حديث (885) وابن خزيمة (243-242/1) حديث (477-478-479-480) و
(323/1) حديث (641) ابو (343/1) حديث (690-691) و (346-345/1) حديث (697-698) و (354-353/1) حديث
(714-713) من طريق ابن كليب عن ابيه عن وائل بن حجر فذكره-

﴿﴾ حضرت عباس بن سہل ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابو حمید، حضرت ابواسید، حضرت سہل بن سعد، حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم اکٹھے ہوئے ان حضرات نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا تذکرہ کیا، تو حضرت ابو حمید نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں، میں آپ کے مقابلے میں زیادہ اچھی طرح جانتا ہوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے، راوی کہتے ہیں یعنی تشہد کے لیے (بیٹھے)، تو آپ نے اپنے بائیں پاؤں کو بچھالیا اور آپ نے اپنے دائیں پاؤں کے اگلے حصے کو قبلہ کی سمت میں کھڑا کر لیا، پھر آپ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں گھٹنے پر رکھا اور بائیں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھا اور اپنی انگلی کے ذریعے اشارہ کیا۔

راوی کہتے ہیں: یعنی شہادت کی انگلی کے ذریعے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض اہل علم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی رائے ہے۔ یہ حضرات یہ بیان کرتے ہیں: آدمی آخری تشہد میں اپنی سرین کے بل بیٹھے گا۔ ان حضرات نے حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ یہ حضرات یہ کہتے ہیں: آدمی پہلے والے تشہد میں بائیں پاؤں کے بل بیٹھے گا، اور دائیں پاؤں کو کھڑا کرے گا۔

شرح

قعدہ میں بیٹھنے کی کیفیت میں مذاہب آئمہ

قعدہ میں بیٹھنے کی کیفیت میں مسنون افتراش ہے یا تورک؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ دونوں قعدوں میں سنت طریقہ افتراش ہے۔ افتراش سے مراد ہے کہ دائیں پاؤں کو کھڑا رکھا جائے جبکہ بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جائے۔ آپ نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قعدہ میں افتراش کی شکل پسند فرماتے تھے، آپ اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا رکھتے اور بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے تھے۔ اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قعدہ کی کیفیت افتراش بیان کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں حضرت انس اور حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ”تورک“ کی شکل میں قعدہ کرنے کی ممانعت بیان ہوئی ہے۔

۲- حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دونوں قعدوں میں ”تورک“ کی شکل میں بیٹھنا سنت ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے، جس میں محض ”تورک“ کا ذکر ہے۔

۳- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ قعدہ اولیٰ میں افتراش مسنون ہے جبکہ قعدہ ثانیہ میں تورک۔ پھر دونوں کے مابین قدرے اختلاف ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ قعدہ اولیٰ میں افتراش مسنون قرار

دیتے ہیں جبکہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ ضابطہ ہے کہ جس قعدہ کے بعد سلام ہو، اس میں تورک ہے ورنہ افتراش۔ دونوں امام ہی اپنے اپنے موقف کو مسنون قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے اپنے موقف پر حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے جس میں آخری قعدہ میں ”تورک“ کی حالت بیان کی گئی ہے۔

حالت تورک کی توضیح: تورک کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: (۱) یہ ہے کہ نمازی اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا رکھے اور بائیں پاؤں کو اس کے نیچے سے دائیں جانب نکال دے اور اپنی سرین پر بیٹھ جائے۔ یہ کیفیت حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت میں بیان کی گئی ہے۔ (۲) یہ ہے کہ نمازی قعدہ کی حالت میں اپنے دونوں پاؤں دائیں جانب نکال کر اور اپنی سرین پر بیٹھ جائے۔ احناف کی طرف سے تمام آئمہ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ ان روایات کو عذر پر محمول کیا جائے گا، لہذا ان سے مسائل اخذ کرنا اور مسائل ثابت کرنا ناجائز ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِشَارَةِ فِي التَّشَهُدِ

باب 79: تشهد میں اشارہ کرنا

271 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ

مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ الْيُمْنَى يَدْعُو بِهَا وَيَدُّهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ بِأَسْطِهَا عَلَيْهِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَنُمَيْرِ الْخَزَاعِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي حُمَيْدٍ وَوَائِلِ بْنِ

حُجْرٍ
حَكَمٍ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ يَخْتَارُونَ الْإِشَارَةَ فِي التَّشَهُدِ وَهُوَ قَوْلُ أَصْحَابِنَا

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوران جب بیٹھتے تھے تو آپ اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں گھٹنے پر رکھتے تھے اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کو اٹھا کر دعا کرتے تھے آپ اپنا بائیں ہاتھ اپنے بائیں گھٹنے پر رکھتے تھے اور

271- اخرجه مسلم (503/2 - الابسي): كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب: صفة الجلوس في الصلاة وكيفية وضع اليدين على

الفخذين حديث (580/114) وابن ماجه (295/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيهما: باب: الاشارة في التشهد حديث (913)

والنسائي (37/3) كتاب السهو: باب بسط اليسرى على الكربة واهم في "مسند": (131/2 - 147) والدارمي (308/1): كتاب

الصلاة: باب: الاشارة في التشهد وابن خزيمة (355/1) حديث (717) من طريق نافع عن ابن عمر فذكره-

اس کی انگلیاں سیدھی رکھتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما، حضرت نمیر خزاعی رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ اور حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ہم اس حدیث کو صرف عبید اللہ بن عمر نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں وہ بھی صرف اسی ایک سند کے ذریعے۔

بعض اہل علم جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا ان حضرات نے تشہد کے درمیان اشارہ کرنے کو اختیار کیا ہے۔

ہمارے اصحاب کا بھی یہی قول ہے۔

شرح

قعدہ میں اشارہ بالسبابہ کا مسئلہ

اس بات پر تمام آئمہ و فقہاء کا اتفاق ہے کہ قعدہ میں تشہد کے دوران اشارہ بالسبابہ مسنون ہے، اس سلسلے میں روایات کثیر ہیں جو حد تو اترو شہرت کو پہنچی ہوئی ہیں۔ اشارہ بالسبابہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ ابہام اور وسطی دونوں کا حلقہ بنایا جائے اور سبابہ انگلی کے ساتھ اشارہ کیا جائے۔ یہ اشارہ فقرہ: ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کے حرف نفی (لا) پر شروع کر کے حرف اثبات (إِلَّا) پر ختم کر دیا جائے۔

سوال: بعض فقہاء کی کتب متون میں اشارہ بالسبابہ کا ذکر نہیں ہے، جسے اس کے اثبات کا اور نہ نفی کا بلکہ کتاب ”خلاصہ کیدانی“ میں اسے مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ احناف کے نزدیک اشارہ بالسبابہ جائز نہیں ہے؟

جواب: کسی چیز کا عدم بیان، عدم وجود کو مستلزم نہیں ہوتا۔ احناف کے ہاں اشارہ بالسبابہ مسنون ہے اور اسلاف و اخلاف کی اکثریت اس پر عمل پیرا تھی۔ جہاں تک کتاب ”خلاصہ کیدانی“ میں اسے مکروہ قرار دینے کا تعلق ہے، تو مصنف کا یہ لکھنا ہرگز ہرگز جائز نہیں ہو سکتا، کیونکہ یہ روایات معتبرہ کے خلاف ہے جو قابل قبول یا قابل حجت نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں کتاب ”خلاصہ کیدانی“ غیر معروف اور غیر معتبر ہے۔

سوال: حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوبات میں اشارہ بالسبابہ کا انکار کیا ہے اور اس مضمون والی احادیث کو مضطرب قرار دیا ہے؟

جواب: حدیث مضطرب تو وہ ہوتی ہے جس کے الفاظ میں مخالفت و تعارض موجود ہو جبکہ صورتحال یہ ہے اس حوالے سے کثیر روایات ہیں جن کو جمع کرنے سے اصل مسئلہ میں اضطراب کی صورت نہیں بنتی بلکہ اس مسئلہ کی توضیح و تشریح سامنے آجاتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ فِي الصَّلَاةِ

باب 80: نماز میں سلام پھیرنا

212 سند حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 متن حدیث: أَنَّهُ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَسَلَامُ اللَّهِ فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَالْبَرَاءِ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعَمَّارِ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَعَدِيِّ بْنِ عَمِيرَةَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
 حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ
 مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَقَ

﴿﴾ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات بیان کرتے ہیں: آپ دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے السلام وعلیکم ورحمة اللہ، السلام وعلیکم ورحمة اللہ پڑھا کرتے تھے۔
 اس بارے میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت براء رضی اللہ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، حضرت عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔
 امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والے اکثر اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔
 سفیان ثوری رحمہ اللہ، ابن مبارک رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

بَابُ مِنْهُ أَيْضًا

باب 81: بلا عنوان

213 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ أَبُو حَفْصٍ التَّيْسِيُّ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ

272- اخرجہ ابو داؤد (326/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: فی السلام حدیث (996) والنسائی (63/3)؛ کتاب السیرة؛ باب: کیف السلام علی النساہ و ابن ماجہ (296/1)؛ کتاب: اقامة الصلاة والسنة فیہا؛ باب: التسليم حدیث (914) واحمد فی ”مسند“ (448-444-408-390/1) وابن خزيمة حدیث (728) من طریق ابی اسحق عن ابی الاحوص عن عبداللہ بن مسعود فذکرہ۔
 273- اخرجہ ابن ماجہ (297/1)؛ کتاب اقامة الصلاة والسنة فیہا؛ باب: من سلم تسليمة واحدة حدیث (919) وابن خزيمة (360/1) حدیث (729) من طریق زهير بن محمد المكي عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة فذکرہ۔

متن حدیث: اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً تَلْقَاءَ وَجْهِهِ
يَمِيلُ إِلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ شَيْئًا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَدِيثُ عَائِشَةَ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

قول امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدِ أَهْلُ الشَّامِ يَرُوْنَ عَنْهُ مَنَاكِيْرَ وَرِوَايَةَ أَهْلِ
الْعِرَاقِ عَنْهُ أَشْبَهَ وَأَصَحُّ قَالَ مُحَمَّدٌ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ كَانَ زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الَّذِي كَانَ وَقَعَ عِنْدَهُمْ لَيْسَ
هُوَ هَذَا الَّذِي يُرْوَى عَنْهُ بِالْعِرَاقِ كَأَنَّهُ رَجُلٌ آخَرُ قَلَبُوا اسْمَهُ

مذاهب فقہاء: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَقَدْ قَالَ بِهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي التَّسْلِيمِ فِي الصَّلَاةِ وَأَصَحُّ الرِّوَايَاتِ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمَتَانِ وَعَلَيْهِ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ

وَرَأَى قَوْمٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً فِي الْمَكْتُوبَةِ
قَالَ الشَّافِعِيُّ إِنْ شَاءَ سَلَّمَ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً وَإِنْ شَاءَ سَلَّمَ تَسْلِيمَتَيْنِ

﴿﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ نماز میں ایک مرتبہ سامنے کی طرف سلام پھیرتے تھے اور پھر
ذرا سادائیں طرف مڑ جاتے تھے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث کے ”مرفوع“ ہونے کو ہم صرف اسی سند کے حوالے
سے جانتے ہیں۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رضی اللہ عنہ نے زہیر بن محمد نامی راوی کے بارے میں یہ بات بیان کی ہے: اہل شام نے ان سے ایسی
روایات نقل کی ہیں جو ”منکر“ ہیں اور اہل عراق نے ان سے مناسب روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اہل شام نے جس زہیر بن محمد سے روایات نقل کی ہیں
یہ وہ شخص نہیں ہے جس سے اہل عراق نے احادیث نقل کی ہیں، گویا یہ دوسرا شخص ہے جس کا نام انہوں نے تبدیل کر دیا ہے۔

بعض اہل علم نے نماز کے دوران سلام پھیرنے کے حوالے سے اس روایت کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

تاہم نبی اکرم ﷺ سے منقول مستند ترین روایت دو مرتبہ سلام پھیرنے کی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد آنے والے اکثر اہل علم کا عمل اسی روایت پر ہے (جس میں دو مرتبہ سلام
پھیرنے کا تذکرہ ہے)

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب، تابعین اور دیگر اہل علم میں سے بعض حضرات فرض نماز میں ایک مرتبہ سلام پھیرنے کے قائل ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نمازی اگر چاہے تو ایک مرتبہ سلام پھیرے اور اگر وہ چاہے تو دو مرتبہ سلام پھیرے۔

شرح

نماز کا سلام پھیرنے میں مذاہب آئمہ

نماز سے فراغت حاصل کرنے کے لیے کتنے سلام ہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ میں اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ امام، مقتدی اور منفرد سب کے لیے دو سلام واجب ہیں۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے: ”وانہ کان یسلم عن یمینہ وعن یسارہ“ اس میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دو سلام پھیرا کرتے تھے ایک اپنی دائیں جانب اور دوسرا بائیں طرف۔

۲- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ امام پر صرف ایک سلام واجب ہے، وہ سامنے کی جہت ہوگا۔ مقتدی کے لیے تین سلام ہیں: ایک سامنے، ایک دائیں جانب اور ایک بائیں طرف جبکہ منفرد کے لیے صرف دو سلام ہیں: ایک دائیں جانب اور ایک بائیں جانب۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے: ”ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسلم فی الصلوة تسلیمة واحدة تلقاء وجہہ“ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۲۷۳) اس میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ایک سلام پھیرا کرتے تھے جو چہرے کی طرف ہوتا تھا۔

جمہور کی طرف سے اس دلیل کے کئی جوابات دیے گئے ہیں۔ (۱) یہ روایت ضعیف ہونے کے سبب قابل حجت نہیں ہو سکتی، کیونکہ اس کی سند میں ”زہیر بن محمد“ نامی ایک شخص ہے جس کے بارے میں حضرت امام ترمذی اور حضرت بخاری رحمہما اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ان سے ملک شام کے منکرین حدیث روایت بیان کرتے ہیں اور ان کا اپنا تعلق بھی اہل شام سے ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ حَذْفَ السَّلَامِ سُنَّةٌ

باب 82: سلام کو حذف کرنا سنت ہے

274 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَهَقْلُ بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ قُرَّةَ

بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

آثَارِ صَحَابِهِ: حَذْفُ السَّلَامِ سُنَّةٌ

274- اخرجہ ابو داؤد (328/1)؛ کتاب الصلاة باب حذف السلام حدیث (1004) واصد فی "مسندہ" (532/2) وابن خزیمہ (362/1) حدیث (734-735) من طریق الاوزاعی عن قررة بن عبد الرحمن عن الزهري عن ابی سلمة عن ابی ہریرة قال: "حذف السلام سنة" قال ابو داؤد: قال عیسیٰ: نسائی ابن المبارک عن رفع لهذا الحدیث قال ابو داؤد: سمعت ابا عمیر عیسیٰ بن یونس الفاضوری الرملی قال: لما رجع الفریابی من مكة ترك رفع هذا الحدیث وقال: سہاہ احمد بن حنبل عن رفعہ۔

قَالَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ يَعْنِي أَنْ لَا يَمُدَّهُ مَدًّا
حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقهاء: وَهُوَ الَّذِي يَسْتَحِبُّهُ أَهْلُ الْعِلْمِ وَرَوَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ قَالَ التَّكْبِيرُ جَزْمٌ وَالسَّلَامُ

جَزْمٌ

تَوْضِيحٌ رَاوَى: وَهَقْلٌ يُقَالُ كَانَ كَاتِبَ الْأَوْزَاعِيِّ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سلام کو حذف کرنا سنت ہے۔

علی بن حجر بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے یہ بات فرمائی ہے اس سے مراد یہ ہے: اس کو کھینچے نہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے۔

ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے یہ بات نقل کی گئی ہے وہ فرماتے ہیں: تکبیر میں بھی وقف کیا جائے گا اور سلام میں بھی وقف کیا جائے گا۔

اس روایت کے راوی ہققل (بن زیاد) کے بارے میں کہا جاتا ہے یہ امام اوزاعی کے کاتب تھے۔

شرح

”حذف السلام سنة“ کا مفہوم:

اس جملہ کے متعدد معانی ہیں:

۱- ”ورحمة الله“ کی ”ہ“ کی حرکت ظاہر کے بغیر وقف کی شکل میں پڑھا جائے۔

۲- ”السلام عليكم ورحمة الله“ میں حروف مدہ کو زیادہ لمبانا کیا جائے بلکہ جس طرح خارج نماز کسی کو ”سلام“ کیا جاتا ہے، اسی انداز میں یہ الفاظ کہے جائیں۔ البتہ دائیں طرف سلام پھیرتے وقت آواز قدرے بلند اور بائیں طرف پست ہونی چاہیے۔

جو مقتدی امام کی دائیں طرف ہوں، وہ دائیں طرف سلام پھیرتے وقت دائیں جانب والے نمازیوں اور فرشتوں کی نیت کریں۔ بائیں طرف سلام پھیرتے وقت اپنے امام، نمازیوں اور فرشتوں کی نیت کریں۔ جو مقتدی امام کی بائیں طرف ہوں وہ

دائیں طرف سلام پھیرتے وقت امام، نمازیوں اور فرشتوں کی نیت کریں گے اور اسی طرح بائیں طرف سلام پھیرتے وقت لیکن امام کو شامل نہ کریں گے۔ جو مقتدی امام کے بالکل پیچھے بیٹھا ہو، وہ دونوں طرف سلام پھیرتے وقت نمازیوں کے ساتھ امام کی بھی نیت

کرے گا۔ امام اور منفرد دونوں نماز کا سلام پھیرتے وقت دونوں طرف فرشتوں کی نیت کریں گے۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ

باب 83: نماز کا سلام پھیرنے کے بعد کیا پڑھے؟

275 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

مَثَرْتُ حَدِيثًا: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ لَا يَقْعُدُ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُولُ اللَّهُمَّ أَنْتَ
السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ
بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَقَالَ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ثُوبَانَ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَالْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ
حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رَوَى خَالِدُ الْحَدَّاءُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ نَحْوَ حَدِيثِ عَاصِمِ
حَدِيثٍ دِيكْرٍ: وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَحَدَّهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ
وَلَا مُعْطَى لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

حَدِيثٌ دِيكْرٍ: وَرَوَى عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ سلام پھیرنے کے بعد صرف اتنی دیر بیٹھتے تھے جتنی دیر میں یہ پڑھتے۔
”اے اللہ! تو سلامتی عطا کرنے والا ہے، سلامتی تجھی سے حاصل ہوتی ہے، تو برکت والا ہے اور عزت اور بزرگی کا مالک ہے۔“
یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت
ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم ﷺ سے یہ بات بھی منقول ہے: آپ سلام پھیرنے کے بعد یہ کلمہ پڑھا کرتے تھے۔

”اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں، وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہی اسی کی ہے، حمد اسی کے لیے

275- اخرجہ مسلم (515/2-516-الابی) : کتاب المساجد و مواضع الصلاة : باب استحباب الذكر بعد الصلاة و بیان صفته
حدیث (592/136) و ابو داؤد (474/1) : کتاب الصلاة : باب ما يقول الرجل اذا سلم حدیث (1512) و النسائی (69/3) کتاب
السرور : باب : الذكر بعد الاستغفار و ابن ماجه (298/1) کتاب : اقامة الصلاة و السنة فيهما : باب : ما يقال بعد التسليم حدیث (924)
واحمد في "مسندہ" (235-184-62/6) و الدارمی (311/1) : کتاب الصلاة : باب القول بعد السلام من طريق ابی الوليد عبد الله
بن الحارث عن عائشة فذكره۔

مخصوص ہے وہ زندگی دیتا ہے اور وہ موت دیتا ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے اے اللہ! جسے تو عطا کرنا چاہے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے تو نہ دینا چاہے اسے کوئی کچھ دے نہیں سکتا اور تیری مرضی کے مقابلے میں کسی کی کوشش کام نہیں آسکتی۔

ایک روایت کے مطابق نبی اکرم ﷺ یہ پڑھا کرتے تھے۔

”تو پاک ہے اے پروردگار! اے عزت والے پروردگار! ہر اس چیز سے جس سے وہ (تجھے) موصوف کرتے ہیں اور سلامتی نازل ہو رسولوں پر اور ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔“

276 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي شَدَّادُ أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنِي أَبُو أَسْمَاءَ الرَّحْبِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ثُوْبَانُ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنْصَرِفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ اللَّهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو عَمَّارٍ اسْمُهُ شَدَّادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

﴿﴾ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب نماز پڑھ کر فارغ ہوتے تھے تو تین مرتبہ ”استغفار“ پڑھتے تھے پھر یہ پڑھتے تھے۔

”تو سلامتی عطا کرنے والا ہے اے برکت والے! اے عزت اور بزرگی کے مالک۔“

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔ ابوعمار نامی راوی کا نام شداد بن عبداللہ ہے۔

شرح

نماز کے بعد پڑھی جانے والی ادعیہ اور اذکار ماثورہ

ایک حدیث میں دعا کو عبادت کا مغز قرار دیا گیا ہے، جس سے بعد از نماز دعا کی فضیلت اور اہمیت واضح ہوتی ہے۔ نماز سے فراغت پر بہت سی ادعیہ ماثورہ منقول و ثابت ہیں لیکن زیادہ مشہور دعائیں درج ذیل ہیں:

276- اضرجه مسلم (514/2): كتاب المساجد ومواضع الصلاة باب: استحباب الذكر بعد الصلاة وبينان صفة حديث (591/135) وابو داؤد (475/1): كتاب الصلاة: باب: مايقول الرجل اذا سلم حديث (1513) والنسائي (68/3) كتاب: السجود: باب الاستغفار بعد التسليم وفي "عمل اليوم والليلة" (139) وابن ماجه (300/1) كتاب: اقامة الصلاة والسنة فيهما: باب: مايقال بعد التسليم واحد في "مسند" (279-275/5) والدارمي (311/1): كتاب الصلاة: باب: القول بعد السلام وابن خزيمة (363/1) حديث (737-738) من طريق الاوزاعي عن ابي عمارة شداد (وهو ابن عبدالله) عن ابي اسماء الرحبي عن ثوبان مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكره-

۱- لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

۲- اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِي لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔

۳- اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔

یہ دعائیں فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی طور پر کرنا مسنون ہیں اور منفرد بھی کر سکتا ہے۔ ان الفاظ کو تبدیل کیے بغیر ان پر اضافہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ پوری نماز کے بعد بھی اجتماعی و انفرادی طور پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے فرائض کے بعد دعا مختصر ہونی چاہیے۔

سلام پھیرنے کے بعد بہت سے اذکار بھی مسنون ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- تین بار: سُبْحَانَ اللَّهِ، تین بار: الْحَمْدُ لِلَّهِ، چار بار: اللَّهُ أَكْبَرُ۔

۲- تین بار: أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ۔

۳- سات بار: أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ، سات بار: اللَّهُمَّ اجْرِنِي مِنَ النَّارِ۔

۴- آيَةُ الْكُرْسِيِّ وغيره پڑھنا۔

یاد رہے یہ اذکار دعا سے قبل مختصر ہونے چاہئیں اور دعا میں اختصار دعا کا حسن ہے۔ نماز سے فراغت پر انفرادی طور پر جو چاہیں اور جتنے چاہیں اذکار و وظائف کر سکتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَنْصِرَافِ عَنِ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ

باب 84: نماز سے (فارغ ہونے کے بعد) دائیں طرف سے یا بائیں طرف سے اٹھنا

277 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هَلْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَيَنْصَرِفُ عَلَى جَانِبَيْهِ جَمِيعًا عَلَى يَمِينِهِ

وَعَلَى شِمَالِهِ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَنَسٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي هُرَيْرَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ هَلْبٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ

مَذَاهِبُ فَتَهَاءِ: وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ يَنْصَرِفُ عَلَى آيِ جَانِبَيْهِ شَاءَ إِنْ شَاءَ عَنْ يَمِينِهِ وَإِنْ شَاءَ

عَنْ يَسَارِهِ وَقَدْ صَحَّ الْأَمْرَانِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱- الصحیح للمسلم جلد اول ص ۲۹۹

۲- امام محمد بن اسماعیل بخاری الجامع الصحیح جلد اول ص ۲۹۲

۳- جامع ترمذی رقم الحدیث ۲۷۶

۴- بہار شریعت مفتی محمد امجد علی اعظمی بہار شریعت جلد اول مکتبہ مدینہ ص ۵۳۹

آثار صحابہ: ویروای عن علی بن ابی طالب انه قال ان كانت حاجته عن يمينه اخذ عن يمينه وان كانت حاجته عن يساره اخذ عن يساره

قبیصہ بن ہلب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے تو آپ دونوں طرف سے اٹھ جایا کرتے تھے، کبھی دائیں طرف سے کبھی بائیں طرف سے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ہلب سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا، یعنی نمازی جس طرف سے چاہے اس طرف سے اٹھ سکتا ہے اگر وہ چاہے تو دائیں طرف سے اٹھ سکتا ہے اگر وہ چاہے تو بائیں طرف سے اٹھ سکتا ہے، کیونکہ یہ دونوں طریقے نبی اکرم ﷺ سے مستند طور پر منقول ہیں۔ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات منقول ہے: انہوں نے ارشاد فرمایا ہے: اگر اسے دائیں طرف سے اٹھنے کی ضرورت ہو تو وہ دائیں طرف سے اٹھ جائے اور اگر بائیں طرف سے اٹھنے کی ضرورت ہو تو بائیں طرف سے اٹھ جائے۔

شرح

نماز کا سلام پھیرنے کے بعد امام کا دائیں بائیں جانب پھرنے کا مسئلہ

جب امام نماز سے سلام پھیر کر فراغت حاصل کرے تو اس کے بیٹھنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ جب امام سلام پھیر کر نماز سے فراغت حاصل کرے تو اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ وہ دائیں یا بائیں طرف اپنا چہرہ پھیر کر بیٹھ سکتا ہے۔

زیر بحث حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہی بیان ہوا ہے۔ آپ اکثر دائیں جانب پھر کر بیٹھا کرتے تھے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اسی طرح امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے حجرے تھے۔ راقم الحروف کے معلم و مرشد حضور مفتی محمد عبدالغفور شرقی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: امام نماز کا سلام پھیر کر دائیں طرف یا بائیں طرف یا نمازیوں کی طرف چہرہ کر کے بیٹھ سکتا ہے، یہ تینوں طریقے ہی مسنون ہیں۔ البتہ سیدھا قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھنا اور دعا کرنا خلاف سنت ہے۔ آپ کا عمل بھی اسی طرح تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي وَصْفِ الصَّلَاةِ

باب 85: نماز کا طریقہ

278 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَلِيٍّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَادٍ

بْنِ رَافِعِ الزُّرْقِيِّ عَنْ جَدِّهِ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ

مُسْنَدٌ حَدِيثٌ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا قَالَ رِفَاعَةُ وَنَحْنُ

مَعَهُ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ كَالْبَدَوِيِّ فَصَلَّى فَأَخَفَتْ صَلَاتَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجِعَ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ
وَعَلَيْكَ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَفَعَلَ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلَّ ذَلِكَ يَأْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَيَسَلِمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ
تُصَلِّ فَخَافَ النَّاسُ وَكَبُرَ عَلَيْهِمْ أَنْ يَكُونَ مَنْ أَخَفَتْ صَلَاتَهُ لَمْ يُصَلِّ فَقَالَ الرَّجُلُ فِي الْخِرِّ ذَلِكَ فَأَرِنِي
وَعَلِمَنِي فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُصِيبُ وَأُخْطِئُ فَقَالَ أَجَلٌ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَتَوَضَّأَ كَمَا أَمَرَكَ اللَّهُ ثُمَّ تَشَهَّدَ وَأَقِمَّ
فَإِنْ كَانَ مَعَكَ قُرْآنٌ فَاقْرَأْ وَإِلَّا فَاحْمَدِ اللَّهَ وَكَبِّرْهُ وَهَلِّلْهُ ثُمَّ ارْكَعْ فَاطْمِئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ اعْتَدِلْ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ
فَاعْتَدِلْ سَاجِدًا ثُمَّ اجْلِسْ فَاطْمِئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ قُمْ فَإِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ وَإِنْ انْتَقَصَتْ مِنْهُ شَيْئًا
انْتَقَصَتْ مِنْ صَلَاتِكَ قَالَ وَكَانَ هَذَا أَهْوَنَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْأَوَّلِ أَنَّهُ مِنَ انْتَقَصَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا انْتَقَصَ مِنْ صَلَاتِهِ
وَلَمْ تَذْهَبْ كُلُّهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَمَّارِ ابْنِ يَاسِرٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رِفَاعَةَ هَذَا الْحَدِيثُ

مِنْ غَيْرِ وَجْهِ

﴿﴾ حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ آپ کے ساتھ تھے ایک شخص آپ کے پاس آیا جو دیہاتی لگ رہا تھا اس نے نماز ادا کی اور خاصی مختصر ادا کی جب وہ پڑھ کر آیا اور اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم پر بھی (سلام ہو) تم واپس جاؤ اور نماز ادا کرو کیونکہ تم نے (درحقیقت) نماز ادا نہیں کی وہ واپس گیا اور اس نے نماز ادا کی پھر آ کر اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ نے فرمایا: تم پر بھی (سلام ہو) تم واپس جاؤ اور نماز ادا کرو کیونکہ تم نے (درحقیقت) نماز ادا نہیں کی (راوی کہتے ہیں) ایسا دو مرتبہ یا شاید تین مرتبہ ہوا ہر مرتبہ وہ آتا اور آ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہی ارشاد فرماتے تم پر بھی (سلام)

278- اخرجہ ابو داؤد (288/1 - 289)؛ کتاب الصلاة؛ باب: صلاة من لا يفهم صلته في الركوع والسجود حديث

(859-860-861) والبخاري في الفراء دخل الامام (101-102-103-108-110-111-112) والنسائي (20/1)؛

کتاب الاذان؛ باب: الاقامة لمن يصلي وحده و (193/2)؛ کتاب التطبیق؛ باب: الرخصة في ترك الذكر في الركوع و (225/2)؛

باب: الرخصة في ترك الذكر في الركوع و (60-59/2)؛ کتاب الاذان؛ باب: الاقامة لمن يصلي وحده و (193/2)؛ کتاب التطبیق؛

باب: الرخصة في ترك الذكر في الركوع و (225/2)؛ باب: الرخصة في ترك الذكر في الركوع و (60-59/3) کتاب السجود؛ باب:

اقل ما يجزى من عمل الصلاة وابن ماجه (156/1)؛ کتاب الطهارة وسننها؛ باب: ما جاء في الوضوء على ما امر الله تعالى حديث (460)

واحد في "سند" (340/4) والدارمي (305/1) کتاب الصلاة؛ باب: في الذي لا يتسم الركوع والسجود وابن خزيمة

(302/1) حديث (597) و (322/1) حديث (638) من طريق علي بن يحيى بن خلاد بن مالك بن رافع بن مالك عن ابيه رفاعه

بن رافع به-

ہو) تم واپس جاؤ اور تم نماز ادا کرو کیونکہ تم نے نماز ادا نہیں کی لوگ اس حوالے سے گھبرا گئے اور پریشانی کا شکار ہو گئے شاید جو شخص مختصر نماز ادا کرتا ہے گویا اس نے نماز پڑھی ہی نہیں اس شخص نے آخر کار عرض کی: آپ مجھے بتائیے اور مجھے سکھائیے کیونکہ میں انسان ہوں میں صحیح کام بھی کر لیتا ہوں اور غلطی بھی کر لیتا ہوں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے! جب تم نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو تو وضو کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کے بارے میں حکم دیا ہے پھر تم کلمہ شہادت پڑھو پھر کھڑے ہو جاؤ اگر تمہیں قرآن آتا ہو تو اس کی تلاوت کرو ورنہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو اس کی بڑائی کا تذکرہ کرو لا الہ الا اللہ پھر رکوع کرو اور اطمینان سے رکوع کرو پھر سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدے میں جاؤ اور اطمینان سے سجدہ کرو پھر بیٹھ جاؤ اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ پھر کھڑے ہو جاؤ جب تم ایسا کر لو گے تو تم نے اپنی نماز کو مکمل کر لیا اور اگر تم نے اس میں سے کسی چیز کی کمی کی تو تمہاری نماز میں سے وہ کمی ہو جائے گی۔ راوی بیان کرتے ہیں: لوگوں کے لیے پہلی کے مقابلے میں یہ چیز آسان تھی کہ جو شخص اس حوالے سے کوئی کمی کرے گا اس کی نماز میں اس حساب سے کمی ہو جائے گی اس کی پوری نماز ضائع نہیں ہوگی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

279 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنِي

سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَارْجِعْ الرَّجُلُ فَصَلَّى كَمَا كَانَ صَلَّي ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

279- أخرجه البخاری (276/2)؛ كتاب الاذان؛ باب: وجوب القراءة للامام والماموم في الصلوات كلها في المضر والسفر وما يجسر فيهما وما يخافت حديث (757) و (793/2)؛ باب: امر النبي صلى الله عليه وسلم الذي لا يتم ركوعه بالاعادة حديث (793) و (39/11)؛ كتاب: الاستئذان؛ باب: من رد فقال: عليك السلام حديث (6252) و مسلم (339/2) - النووي؛ كتاب الصلاة؛ باب: وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة وانه اذا لم يحسن الفاتحة ولا امكنه تعلمها قرأ ما تيسر له من غيرها حديث (397/45) و أخرجه البخاری في ”القراءة خلف الامام“ (113) و ابو داود (287/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب: صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود حديث (856) والنسائي (124/2) كتاب الافتتاح؛ باب: فرض التكبير الاولى واهم في ”مسند“ (437/2) و ابن خزيمة (224/1) حديث (461) و (299/1) حديث (590) من طريق يحيى بن سعيد عن عبيد الله بن عمر عن سعيد المقبري عن ابيه عن ابي هريرة فذكره- و أخرجه البخاری (38/11) كتاب الاستئذان؛ باب: من رد فقال عليك السلام حديث (6251) و (557/11) كتاب الايمان والنذور؛ باب: ان حنت ناسيا في الايمان حديث (6667) و مسلم (339/2) - النووي؛ كتاب الصلاة؛ باب: وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة وانه اذا لم يحسن الفاتحة ولا امكنه تعلمها قرأ ما تيسر له من غيرها حديث (397/46) و ابن ماجه (336/1) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيهما؛ باب: اتمام الصلاة حديث (1060) و (1218/2)؛ كتاب الادب؛ باب: رد السلام حديث (3295) و ابن خزيمة (232/1) حديث (454) من طريق عبيد الله بن عمر عن سعيد بن ابي سعيد المقبري عن ابي هريرة ليس فيه: (عن ابيه) و زاد فيه ”فاذا فعلت لهذا فقد تمت صلاتك ثم استقبل القبلة فكبر“ و ما هو نحوه-

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ حَتَّىٰ فَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَحْسَنُ غَيْرَ هَذَا فَعَلِمَنِي فَقَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيْسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّىٰ تَطْمَئِنَّ رَأْسًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّىٰ تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّىٰ تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّىٰ تَطْمَئِنَّ جَالِسًا وَافْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اختلاف سند: قَالَ وَقَدْ رَوَى ابْنُ نُمَيْرٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَرِوَايَةُ يَحْيَىٰ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَصَحُّ تَوْضِيحٌ رَوَى: وَسَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ قَدْ سَمِعَ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَرَوَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبُو سَعِيدِ الْمَقْبُرِيُّ اسْمُهُ كَيْسَانُ وَسَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ يُكْنَىٰ أَبَا سَعْدٍ وَكَيْسَانُ عَبْدٌ كَانَ مَكَاتِبًا لِبَعْضِهِمْ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے ایک شخص بھی مسجد میں آیا اس نے نماز ادا کی پھر وہ آیا اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سلام کا جواب دیا: اور فرمایا: تم جاؤ اور نماز ادا کرو کیونکہ تم نے نماز ادا نہیں کی وہ شخص واپس گیا، اس نے اسی طرح نماز ادا کی جیسے پہلے ادا کی تھی پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا اس نے آپ کو سلام کیا، آپ نے (سلام کا) جواب دیا: اور فرمایا: تم واپس جاؤ اور نماز ادا کرو کیونکہ تم نے نماز ادا نہیں کی یہاں تک کہ ایسا اس نے تین مرتبہ کیا اس شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کی: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے میں اس سے زیادہ اچھی نماز ادا نہیں کر سکتا، آپ مجھے تعلیم دیجئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو تم تکبیر کہو پھر قرأت کرو جتنا قرآن تمہیں آتا ہو اسے پڑھ لو پھر رکوع میں جاؤ اور اطمینان سے رکوع کرو پھر سر اٹھاؤ اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدے میں جاؤ اور اطمینان سے سجدہ کرو پھر اٹھاؤ اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ، تم اپنی پوری نماز میں اسی طرح ادا کرو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابن نمیر نے اس حدیث کو عبید اللہ بن عمر کے حوالے سے، سعید مقبری کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس روایت میں اپنے والد کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔ یحییٰ بن سعید نے عبید اللہ بن عمر سے جو روایت نقل کی ہے وہ زیادہ مستند ہے کیونکہ سعید مقبری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث سنی ہیں اور انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث نقل کی ہیں۔ ابو سعید المقبری کا نام کیسان ہے اور سعید مقبری کی کنیت ابو سعد ہے۔ کیسان ایک غلام تھے وہ ایک شخص کے مکاتب تھے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 86: (بلا عنوان)

280 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْثَرِي قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ سَعِيدِ الْقَطَّانِ حَدَّثَنَا

عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ

مُتْرَن حَدِيثٍ: عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ سَمِعْتُهُ وَهُوَ فِي عَشْرَةِ مَنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُهُمْ أَبُو قَتَادَةَ بْنُ رَبِيعٍ يَقُولُ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا مَا كُنْتَ أَقْدَمَنَا لَهُ صُحْبَةً وَلَا أَكْثَرَنَا لَهُ إِتْيَانًا قَالَ بَلَى قَالُوا فَأَعْرِضْ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اعْتَدَلَ قَائِمًا وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ وَرَكَعَ ثُمَّ اعْتَدَلَ فَلَمْ يُصِوِّبْ رَأْسَهُ وَلَمْ يَقْنَعْ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاعْتَدَلَ حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ أَهْوَى إِلَى الْأَرْضِ سَاجِدًا ثُمَّ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ جَافَى عَضُدَيْهِ عَنْ ابْطِئِهِ وَفَتَحَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ ثَنَى رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ عَلَيْهَا ثُمَّ اعْتَدَلَ حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ أَهْوَى سَاجِدًا ثُمَّ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ ثَنَى رِجْلَهُ وَقَعَدَ وَاعْتَدَلَ حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ ثُمَّ نَهَضَ ثُمَّ صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى إِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا صَنَعَ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ ثُمَّ صَنَعَ كَذَلِكَ حَتَّى كَانَتِ الرَّكْعَةُ الَّتِي تَنْقُضِي فِيهَا صَلَاتَهُ آخَرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ عَلَى شِقِيهِ مُتَوَرِّكًا ثُمَّ سَلَّمَ

حُكْمٌ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

قَوْلِ إِمَامِ تَرْمِذِي: قَالَ وَمَعْنَى قَوْلِهِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ إِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ يَعْنِي قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ

إِسْنَادٌ بِرِوَايَةِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ الْحُلَوَانِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ النَّبِيلُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ فِي عَشْرَةِ مَنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ أَبُو قَتَادَةَ بْنُ رَبِيعٍ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِمَعْنَاهُ

280- أخرجه البخاري (355/2): كتاب الاذان: باب: سنة الجلوس في التشريد حديث (828) وفي "رفع اليدين" (3-4) وابو داود (252/1-253) كتاب الصلاة: باب: افتتاح الصلاة حديث (730-731-732) و (316/1-317): باب: من ذكر لا تورك في الرابعة حديث (963-964-965) والنسائي (187/2): كتاب التطبيق: باب: الاعتدال في الركوع و (211/2) باب: فتح اصابع الرجلين في السجود و (2/3): كتاب السجود: باب: رفع اليدين في القيام الى الركعتين الاخيرين و (34/3): باب: صفة الجلوس في الركعة التي يقضى فيها الصلاة وابن ماجه (264/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: افتتاح الصلاة حديث (803) و (280/1): باب: رفع اليدين اذا ركع واذ رفع راسه من الركوع حديث (862) و (337/1): باب: اتمام الصلاة حديث (1061) واحمد في "مسنده": (424/5) وابن خزيمة (927/1) حديث (587) و (298/1) حديث (588) و (317/1) حديث (625) و (324/1) حديث (643) و (327/1) حديث (652) و (337/1) حديث (677) و (341/1) حديث (685) و (347/1) حديث (700) والدارمي (300-299/1) كتاب الصلاة: باب: التجافي في الركوع و (313-314/1) باب: صفة صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم من طريق محمد بن عمرو بن عطاء عن ابي حميد الساعدي فذكره-

وَزَادَ فِيهِ أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ هَذَا الْحَرْفَ قَالُوا صَدَقْتَ هَكَذَا صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ أَبُو عِيْسَى: زَادَ أَبُو عَاصِمٍ الضَّعْفَ بِنُ مَخْلَدٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ هَذَا الْحَرْفَ قَالُوا صَدَقْتَ هَكَذَا صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ محمد بن عمرو بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ فرماتے ہوئے سنا ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک حضرت ابوقادہ بن ربیع رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت ابو حمید نے فرمایا: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں آپ سب کے مقابلے میں زیادہ بہتر جانتا ہوں، دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا: نہ تو آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پرانا تعلق حاصل ہے اور نہ ہی آپ بکثرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسا ہی ہے (لیکن پھر بھی میری بات درست ہے) ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا پھر آپ پیش کیجئے۔ انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو بالکل سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے پھر آپ اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے تھے یہاں تک کہ انہیں کندھوں تک اٹھالیتے تھے۔ پھر جب آپ نے رکوع میں جانا ہوتا تھا تو آپ دونوں ہاتھ بلند کرتے تھے یہاں تک کہ انہیں کندھوں تک اٹھاتے تھے پھر آپ اللہ اکبر کہتے تھے اور رکوع میں چلے جاتے تھے پھر اعتدال کے ساتھ رکوع کرتے تھے آپ اس میں اپنے سر کو اٹھاتے بھی نہیں تھے اور جھکاتے بھی نہیں تھے آپ اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے تھے پھر آپ ”سمع اللہ لمن جہدہ“ کہتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے اور بالکل سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنے مخصوص مقام پر آجاتی تھی پھر آپ سجدے میں جانے کے لیے زمین کی طرف جھکتے تھے پھر آپ اللہ اکبر کہتے تھے (سجدے میں) آپ اپنے دونوں بازوؤں کو بغلوں سے علیحدہ رکھتے تھے اور پاؤں کی انگلیاں نرمی کے ساتھ قبلہ کی طرف کیے رکھتے تھے اس کے بعد آپ بائیں پاؤں کو موڑ کر اعتدال کے ساتھ اس پر بیٹھ جاتے تھے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی مخصوص جگہ پر پہنچ جاتی تھی پھر آپ سجدے کے لیے سر کو جھکاتے تھے اور اللہ اکبر کہتے تھے اس کے بعد آپ کھڑے ہو جاتے تھے اور ہر رکعت اسی طرح ادا کیا کرتے تھے پھر آپ دو رکعات ادا کرنے کے بعد تکبیر کہتے ہوئے کھڑے ہوتے تھے اور دونوں ہاتھ کندھوں تک بلند کیا کرتے تھے جیسا کہ نماز کے آغاز میں کرتے تھے پھر آپ اسی طرح کرتے رہتے یہاں تک کہ نماز کی آخری رکعت آجاتی تھی اس میں آپ بائیں پاؤں کو ایک طرف نکال دیتے تھے اور سرین کے بل بیٹھ جاتے تھے اس کے بعد آپ سلام پھیر لیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو حمید کا یہ کہنا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو سجدوں کے بعد رفع یدین کرتے تھے اس سے مراد یہ ہے: جب آپ دو رکعات کے بعد کھڑے ہوتے تھے۔

محمد بن عمرو بیان کرتے ہیں: میں حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں یہ بیان کرتے ہوئے سنا ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک حضرت ابوقادہ بن ربیع بھی تھے۔ اس کے بعد انہوں نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے۔

تاہم اس روایت میں ابو عاصم نامی راوی نے یہ الفاظ اضافی نقل کیے ہیں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا: آپ نے سچ کہا ہے۔ نبی اکرم رضی اللہ عنہ اسی طرح نماز ادا کیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابو عاصم شحاک بن مخلد نامی راوی نے عبد الحمید بن جعفر کے حوالے سے ان الفاظ کا اضافہ نقل کیا ہے:

ان صحابہ کرام نے کہا: آپ رضی اللہ عنہ نے ٹھیک کہا ہے۔ نبی اکرم رضی اللہ عنہ اسی طرح نماز ادا کیا کرتے تھے۔

شرح

نماز ادا کرنے کا مکمل طریقہ

اس باب کی روایات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے تمام اجزاء بیان کیے گئے ہیں۔ زیر بحث باب کی پہلی حدیث کا لقب ہے مسیء فی الصلوٰۃ ان روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اسی اثناء میں ایک اعرابی مسجد میں آیا تو اس نے نہایت عجلت کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو آپ نے جواب دیا۔ پھر فرمایا: تم نے نماز نہیں پڑھی لہذا پھر نماز پڑھو۔ اس اعرابی نے دوبارہ نماز ادا کی پھر حاضر خدمت ہو کر سلام عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: تم نے نماز نہیں پڑھی لہذا پھر نماز پڑھو۔ پھر تیسری بار بھی آپ نے اسے ایسا ہی فرمایا۔ آخر اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے نماز پڑھنا سکھادیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی سے فرمایا: جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو بہترین وضو کرو پھر تکبیر تحریمہ کہو، پھر قیام کرو، قرأت کرو، پھر اطمینان سے رکوع کرو، رکوع سے اٹھ کر اطمینان سے کھڑے ہو جاؤ، پھر بہترین سجدہ کرو، پھر دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ پھر تم ہر رکعت اسی طرح ادا کرو۔ ہر دو رکعت کے بعد قعدہ کیا جائے اور آخری قعدہ کے بعد سلام پھیر کر نماز مکمل کی جائے۔

اس بیان کردہ طریقہ نماز میں نماز کے تمام ارکان و فرائض آگئے ہیں۔ کسی رکن و فرض کے چھوٹ جانے سے نماز نہیں ہوتی۔ نماز کے فرائض سات ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ، (۲) قیام، (۳) قرأت، (۴) رکوع، (۵) سجود، (۶) قعدہ اخیرہ، (۷) خروج بصنعة۔

تمام ارکان کو اطمینان کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے۔ ان میں سے کوئی ایک بھی چھوٹ جانے پر نماز نہیں ہوگی۔ فرائض کو اس انداز میں ادا کیا جائے تعدیل ارکان میں کوئی نقص نہ ہونے پائے۔

سوال: حاضر ہونے والے اعرابی کو پہلی بار ہی نماز کی تعلیم کیوں نہ دی گئی؟

جواب: (۱) اعرابی نے جب اپنی غلطی تسلیم کر لی تو اسے نماز کی تعلیم دی گئی۔ (۲) جب اعرابی کی خطا فی الصلوٰۃ عاۃ معلوم ہو گئی تو اس کی تعلیم دے دی گئی۔ (۳) اس طریقہ میں مشقت اور اس کے فوائد و نتائج حوصلہ افزاء ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ

باب 87: صبح کی نماز میں کیا پڑھا جائے؟

281 سند حدیث: حَدَّثَنَا هُنَادٌ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ مِسْعَرٍ وَسُفْيَانَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عَلَاقَةَ عَنْ عَمِّهِ قُطَيْبَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ
مَتْنِ حَدِيثٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ (وَالنَّخْلَ بِاسِقَاتٍ) فِي الرَّكْعَةِ

الأولى

في الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ وَأَبِي بَرزَةَ
وَأُمِّ سَلَمَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ قُطَيْبَةَ بْنِ مَالِكٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حدیث دیگر: وَرَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ فِي الصُّبْحِ بِالْوَأَقَةِ

حدیث دیگر: وَرَوَى عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ مِنْ سِتِّينَ آيَةً إِلَى مِائَةٍ

حدیث دیگر: وَرَوَى عَنْهُ أَنَّهُ قَرَأَ (إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ)

آثار صحابہ: وَرَوَى عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى أَنْ اقْرَأْ فِي الصُّبْحِ بِطَوَالِ الْمَفْصَلِ

مذاهب فقہاء: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَعَلَى هَذَا الْعَمَلِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَأَبْنُ الْمُبَارَكِ

وَالشَّافِعِيُّ

﴿﴾ حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر کی نماز میں پہلی رکعت میں ”والنخل باسقات“ (یعنی سورہ ق) کی تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عمرو بن حریش رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ، حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بھی نقل کی گئی ہے: آپ نے صبح کی نماز میں سورہ واقعہ کی تلاوت کی تھی۔

آپ کے حوالے سے یہ روایت بھی منقول ہے: آپ نے فجر کی نماز میں ساٹھ سے لے کر سو تک آیات کی تلاوت کی تھی۔

281- اخرجہ مسلم (352/2- الابی) : کتاب الصلوة : باب : القراءۃ فی الصبح حدیث (165-166-167/457) والبغاری فی
”فلسی افعال العباد“ (38) والنسائی (157/2) کتاب الافتتاح : باب القراءۃ فی الصبح بقاف وابن ماجہ (268/1) : کتاب اقامة
الصلوة والسنة فیہا : باب : القراءۃ فی صلاۃ الفجر حدیث (816) واحمد فی ”مسندہ“ (322/4) والعمید فی ”مسندہ“ (363/2)
حدیث (825) والدارمی (297/1) : کتاب الصلوة : باب قدر القراءۃ فی الفجر وابن خزیمہ (264/1) حدیث (527) و (41/3)
حدیث (1591) من طریق زید بن علاقہ بن قطبہ بن مالک مذکورہ۔

آپ کے حوالے سے یہ بات بھی منقول ہے: آپ نے ”اذا الشمس كورت“ کی تلاوت کی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا تھا: صبح کی نماز میں ”طوال مفصل“ کی تلاوت کیا کرو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ، ابن مبارک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

نماز فجر کی قرأت کا مسئلہ

چار مشہور آسمانی کتابیں، چار رسولوں پر نازل کی گئیں۔ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اتاری گئی اور قرآن کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کریم لوح محفوظ سے آسمان دنیا میں شب قدر میں یکبارگی نازل کیا گیا۔ آسمان دنیا سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر بحسب ضرورت نزول کا سلسلہ شروع ہوا جو تقریباً تیس سالوں میں مکمل ہوا۔ سب سے پہلی نازل ہونے والی آیت: ”اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ“ ہے۔ مشہور قول کے مطابق سب سے آخری نازل ہونے والی آیت: ”الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِينًا“ قرآن کریم میں کل حروف پچیس ہزار، الفاظ کی تعداد ستر ہزار چار سو پچاس، آیات کی تعداد چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ، رکوعوں کی تعداد پانچ سو چالیس، منازل کی تعداد سات اور پاروں کی تعداد تیس ہے۔ سورتوں کی تعداد ایک سو چودہ اور بِسْمِ اللّٰهِ کی تعداد بھی ایک سو چودہ ہے۔ سب سے پہلی سورہ فاتحہ، سب سے آخری سورت الناس، سب سے بڑی سورت البقرہ اور سب سے چھوٹی سورۃ الکوثر ہے۔ وہ سورہ جسے قرآن کا قلب قرار دیا گیا ہے وہ سورہ یسین ہے۔

ہجگانہ نمازوں میں قرأت کے حوالے سے تمام آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز فجر اور نماز ظہر میں طوال مفصل (از سورہ حجرات تا سورہ بروج) نماز عصر اور نماز عشاء میں اوساط مفصل (از سورہ بروج تا سورہ بینہ) اور نماز مغرب میں قصار مفصل (از سورہ بینہ تا آخر قرآن) میں سے کوئی سورت یا ان سے آیات کی قرأت مسنون ہے۔ فجر کی نماز میں سورہ واقعہ اور سورہ اذا الشمس كورت پڑھنا مسنون ہے۔ یہ قرأت ساٹھ سے سو آیات تک ہونی چاہیے۔ شیخین کے نزدیک فجر کی پہلی رکعت لمبی اور باقی نمازوں میں دونوں رکعات کا مساوی ہونا مسنون ہے۔ حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام نمازوں میں پہلی رکعت، دوسری رکعت سے لمبی ہونی چاہیے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک ہر نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے جبکہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک واجب ہے۔ احناف کے نزدیک فرضوں کی آخری رکعات میں سورہ فاتحہ پڑھنا مسنون ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ

باب 88: ظہر اور عصر کی نماز میں قرأت

282 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ

حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ

مَثْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ وَشِبْهَيْهِمَا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ خَبَابٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي قَتَادَةَ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ حَكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حَدِيثٌ دِيكْرٌ: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ فِي الظُّهْرِ قَدْرَ تَنْزِيلِ السَّجْدَةِ حَدِيثٌ دِيكْرٌ: وَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الظُّهْرِ قَدْرَ ثَلَاثِينَ آيَةً وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ آيَةً

آثَارِ صَحَابِهِ: وَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى أَنْ يَقْرَأَ فِي الظُّهْرِ بِأَوْسَاطِ الْمُفْصَلِ مَذَاهِبَ فَتَهَاءٍ: وَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْقِرَاءَةَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ كَنَحْوِ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ يَقْرَأُ بِقِصَارِ الْمُفْصَلِ وَرُوِيَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ قَالَ تَعْدِلُ صَلَاةُ الْعَصْرِ بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ فِي الْقِرَاءَةِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ تُضَاعَفُ صَلَاةُ الظُّهْرِ عَلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ فِي الْقِرَاءَةِ أَرْبَعَ مَرَارٍ

﴿﴾ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں سورہ بروج اور السماء و الطارق اور اس کی مانند سورتوں کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت خباب رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوقنادہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت براء رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات منقول ہے: آپ ظہر کی نماز میں سورہ ”المد السجدہ“ کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ آپ کے بارے میں یہ بات بھی منقول ہے: آپ ظہر کی پہلی رکعت میں تیس آیات کی مقدار میں تلاوت کیا کرتے تھے اور دوسری رکعت میں پندرہ آیات جتنی تلاوت کیا کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا تھا تم ظہر کی نماز میں ”اوساط مفصل“ کی تلاوت کرو۔

بعض اہل علم کے نزدیک عصر کی نماز میں بھی اتنی ہی قرأت کی جائے گی، جتنی مغرب کی نماز میں کی جاتی ہے، یعنی اس میں

282- اخرجہ ابو داؤد (273/1)؛ کتاب الصلوة؛ باب: قدر القراءة في صلاة الظهر والعصر حديث (805) والبخاري في جزء القراءة

ذ (296) والنسائي (166/2) كتاب الافتتاح؛ باب: القراءة في الركعتين الاولين من صلاة العصر واحمد في ”مسند“ (108-

103/5 - 106) والدارمي (295/1)؛ كتاب الصلوة؛ باب: قدر القراءة في الظهر من طريق حماد بن سلمة عن سناك بن حرب عن

جابر بن سمره فذكره-

قصار مفصل کی تلاوت کی جائے گی۔

ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ قرأت کے حوالے سے عصر کی نماز کو مغرب کی نماز کے برابر قرار دیتے تھے۔ ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ظہر کی نماز میں عصر کی نماز سے چار گنا زیادہ تلاوت کی جائے گی۔

شرح

نماز ظہر اور نماز عصر میں قرأت کا مسئلہ

نماز ظہر میں قرأت کے حوالے سے دو قول ہیں: (۱) طوال مفصل کا پڑھنا مسنون ہے۔ (۲) اوساط مفصل کا پڑھنا مسنون ہے۔ نماز ظہر میں قصار مفصل پڑھنا خلاف سنت ہے۔ پہلی رکعت قدرے لمبی ہونی چاہیے۔ فرضوں کی آخرت دونوں رکعات میں قرأت نہیں ہے، البتہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا مسنون ہے۔ پہلی رکعت میں قرأت تیس آیات کی مقدار اور دوسری میں پندرہ آیات کی مقدار ہونی چاہیے۔

نماز عصر میں قرأت کے حوالے سے دو قول ہیں: (۱) اوساط مفصل کا پڑھنا مسنون ہے۔ (۲) قصار مفصل کا پڑھنا مسنون ہے۔ پہلی رکعت لمبی ہونی چاہیے۔ آخری دونوں رکعات میں صرف سورہ فاتحہ کا پڑھنا مسنون ہے۔ نماز ظہر اور عصر میں سورہ بروج، سورج طارق، سورہ آل تمزیل السجدہ اور ان کی مثل سورتوں کا پڑھنا بھی ثابت ہے۔ احناف کے نزدیک ان دونوں نمازوں میں قرأت پست آواز میں کرنا واجب ہے جبکہ نماز فجر، نماز مغرب اور نماز عشاء میں بلند آواز قرأت کرنا مسنون ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ

باب 89: مغرب کی نماز میں قرأت کرنا

283 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ

بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُمِّهِ أُمِّ الْفَضْلِ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَالَتْ خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَاصِبٌ رَأْسَهُ فِي مَرَضِهِ فَصَلَّى

الْمَغْرِبَ فَقَرَأَ بِالْمُرْسَلَاتِ قَالَتْ فَمَا صَلَّى بِهَا بَعْدُ حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ

383- أخرجه البخاری (287/2): كتاب الاذان باب: القراءة في المغرب حديث (763) و (736/7) كتاب المغازی: باب: مرض

النبي صلى الله عليه وسلم ووفاته حديث (4469) ومسلم (353/2- الابي) كتاب الصلاة: باب: القراءة في الصبح حديث

(462/173) وابوداؤد (274/1): كتاب الصلاة: باب: قراءة القراءة في المغرب حديث (810) والنسائي (168/2) كتاب

الافتتاح: باب: القراءة في المغرب بالمرسلات ومالك في "الموطأ" (78/1): كتاب الصلاة: باب: القراءة في المغرب والعشاء حديث

(24) واحمد في "مسنده": (338-340) والدارمي (296/1): كتاب الصلاة: باب: قراءة القراءة في المغرب والحديث في

"مسنده": (162/1) حديث (338) وابن خزيمة (260/1) حديث (519) وعبد بن حميد ص (458) حديث (1585) من طريق

الزهري عن عبد الله بن عبد الله بن عتبة عن ابن عباس عن امه ام الفضل فذكره-

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ أَيُّوبَ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ
حُكْمَ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أُمِّ الْفَضْلِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حدیث دیگر: وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِالْأَعْرَافِ فِي الرَّكَعَتَيْنِ
كِلْتَابَهُمَا

وَرَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ
آثَارِ صَحَابِهِ: وَرَوَى عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى أَنْ يقرأ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمَفْصَلِ

وَرَوَى عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهُ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمَفْصَلِ

مذاهب فقہاء: قَالَ وَعَلَى هَذَا الْعَمَلِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ ابْنُ الْمُبَارِكِ وَأَحْمَدُ وَاسْحَقُ وَقَالَ

الشَّافِعِيُّ وَذَكَرَ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يُقْرَأَ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِالسُّورِ الطَّوَالِ نَحْوَ الطُّورِ وَالْمُرْسَلَاتِ قَالَ

الشَّافِعِيُّ لَا أَكْرَهَ ذَلِكَ بَلْ اسْتَحَبُّ أَنْ يُقْرَأَ بِهَذِهِ السُّورِ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنی والدہ سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف

لائے آپ نے اپنی بیماری کے دوران اپنے سر مبارک پر پٹی باندھی ہوئی تھی آپ نے مغرب کی نماز ادا کی آپ نے سورہ مرسلات کی
تلاوت کی اس کے بعد آپ نے (باجماعت نماز میں) شرکت نہیں کی یہاں تک کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔

اس بارے میں حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات منقول ہے: آپ نے مغرب کی نماز میں دونوں رکعات میں سورہ اعراف پڑھی تھی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات بھی منقول ہے: آپ نے مغرب کی نماز میں سورہ طور کی تلاوت کی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خط میں یہ لکھا تھا: تم مغرب کی

نماز میں ”قصار مفصل“ کی تلاوت کیا کرو۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے مغرب کی نماز میں ”قصار مفصل“ کی تلاوت کی تھی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا ابن مبارک رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ، امام

اسحق رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: امام مالک رحمہ اللہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ مغرب کی نماز میں طویل سورتوں کی

تلاوت کو مکروہ سمجھتے تھے جیسے سورہ طور، سورہ مرسلات۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں اس بات کو مکروہ نہیں سمجھتا، بلکہ میں اس بات کو مستحب سمجھتا ہوں مغرب کی نماز میں ان

سورتوں میں سے کسی ایک سورت کی تلاوت کی جائے۔

شرح

نماز مغرب میں مسنون قرأت کا مسئلہ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز مغرب میں سورہ اعراف، سورہ مرسلات اور سورہ طور کا کچھ حصہ بطور قرأت پڑھنا مسنون ہے کیونکہ پوری کی پوری سورت کی قرأت کرنے سے نماز طوالت کا شکار ہو جائے گی جو حسن نماز کے خلاف ہے۔ نماز مغرب کی پہلی دو رکعات میں با آواز قرأت کرنا واجب ہے جبکہ تیسری رکعت میں صرف سورہ فاتحہ پڑھنا مسنون ہے۔ حضرت ام فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نماز مغرب پڑھانے کے لیے اس حالت میں تشریف لائے آپ نے سر مبارک پر پٹی باندھ رکھی تھی۔ آپ نے نماز مغرب میں سورہ مرسلات کی قرأت فرمائی۔ اس کے بعد آپ باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے تشریف نہیں لائے حتیٰ کہ چند ایام بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ نماز مغرب میں سورہ اعراف، سورہ طور اور سورہ مرسلات مکمل کی قرأت مسنون ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورتیں پوری کی پوری بطور قرأت پڑھی ہیں۔ ان کے نزدیک نماز مغرب میں طویل قرأت بھی جائز ہے۔ نماز مغرب کو اول وقت میں ادا کرنا بھی مسنون ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ

باب 90: عشاء کی نماز میں قرأت

284 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بَنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخُزَاعِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ

وَاقِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ الْآخِرَةَ بِالشَّمْسِ وَضَحَاهَا وَنَحْوَهَا

مِنَ السُّورِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَأَنَسٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ بُرَيْدَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

حَدِيثٌ دِيكْرٌ: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ فِي الْعِشَاءِ الْآخِرَةَ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ

آثَارِ صَحَابَةٍ: وَرُوِيَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ بِسُورَةٍ مِّنْ أَوْسَاطِ الْمُفَصَّلِ نَحْوِ سُورَةِ

الْمُنَافِقِينَ وَأَشْبَاهَهَا

284-أضربه احمد في "مسندة": (354/5) والنسائي (173/2): كتاب الافتتاح: باب: القراءة في العشاء الآخرة بالشمس وضحاها

من طريق الحسين بن واقد عن عبد الله بن بريدة عن أبيه فذكره-

وَرَوَى عَنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ أَنَّهُمْ قَرَأُوا بِأَكْثَرِ مِنْ هَذَا وَأَقَلَّ فَكَانَ الْأَمْرَ عِنْدَهُمْ وَاسِعٌ فِي هَذَا
 حکم حدیث: وَأَحْسَنُ شَيْءٍ لِي ذَلِكَ مَا رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ بِالشَّمْسِ وَضَحَاهَا
 وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز میں ”والشمس وضحاها“ اور اس کی مانند دیگر سورتیں تلاوت کیا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات منقول ہے: آپ عشاء کی نماز میں سورہ ”التین والذیتون“ کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ عشاء کی نماز میں ”اوساط مفصل“ میں سے کوئی سورت پڑھا کرتے تھے جیسے سورہ ”منافقون“ اور اس جیسی دیگر سورتیں ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ اس سے زیادہ لمبی تلاوت بھی کر لیا کرتے تھے اور اس سے کم بھی کر لیتے تھے یعنی ان کے نزدیک اس حوالے سے گنجائش موجود تھی تاہم اس بارے میں سب سے مستند چیز جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے منقول ہے وہ یہی ہے: آپ نے ”والشمس وضحاها“ اور ”التین والذیتون“ کی تلاوت کی تھی۔

285 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ

الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ

مُتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي الْعِشَاءِ الْأَخْرَةَ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں سورہ ”التین والذیتون“ کی

285- اضرجه مالك في "الموطأ": (79/1); كتاب الصلاة: باب: القراءة في المغرب والعشاء حديث (27) والبخاري (292/2); كتاب الاذان باب: الجهر في العشاء حديث (727) و (293/2) باب: القراءة في العشاء حديث (769) و (583/8) كتاب التفسير: باب: سورة (التين) و (527/13) كتاب الترويه: باب: وصى النبي صلى الله عليه وسلم الصلاة عملاً وقال: لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب حديث (7546) ومسلم (354/2-355-الابى) كتاب الصلاة: باب: القراءة في العشاء حديث (175-176-177-464) و ابو داود (390/1) كتاب الصلاة: باب: قصر قراءة الصلاة في السفر حديث (1221) والنسائي (173/2); كتاب الافتتاح: باب: القراءة فيها بالتين والزيتون و ابن ماجه (273-272/1) كتاب: اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: القراءة في صلاة العشاء حديث (835-834) و احمد في "مسنده": (284/4-286-291-298-302-303-304) والهيبي في "مسنده": (317/1) حديث (726) و ابن خزيمة (263/1) حديث (522) و (41/3) حديث (1590) من طريق عدى بن ثابت عن البراء بن عازب فذكره-

تلاوت کی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

نماز عشاء میں مسنون قرأت کا مسئلہ

نماز عشاء میں بطور قرأت سورۃ الشمس، سورۃ والتین اور سورۃ المنافقون پڑھنا مسنون ہے۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نماز عشاء میں اوساط مفصل کی سورتوں کی قرأت فرماتے تھے۔ سورہ والتین اور سورۃ المنافقون کی قرأت کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء میں سورۃ الشمس اور سورۃ والتین کی قرأت کرتے تھے۔ نماز عشاء کو تاخیر سے ادا کرنا مسنون ہے۔ اس کی پہلی دو رکعت میں بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے جبکہ آخری دو رکعت میں صرف سورہ فاتحہ کا پڑھنا مسنون ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ

باب 91: امام کی اقتداء میں قرأت کرنا

286 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ مَحْمُودِ

بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ فَثَقُلْتُ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنِّي أَرَاكُمْ تَقْرَأُونَ وَرَاءَ إِمَامِكُمْ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِي وَاللَّهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ وَأَبِي قَتَادَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عُبَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

اِخْتِلَافٌ رَوَايَتٌ: وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثُ الزُّهْرِيُّ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَالَ وَهَذَا أَصَحُّ

286- اخرجه ابو داؤد (277/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب: من ترك القراءة في صلواته بام الكتاب حديث (823) والبخارى في "القراءة خلف الامام (64- 257- 258)" واحمد في "مسنده" (313/5- 316- 321- 322) وابن خزيمة (36/3) حديث (1581) من طريق محمد بن اسحق عن مكحول عن محمود بن الربيع عن عبادة بن الصامت فذكره- واخرجه ابو داؤد (278/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب: من ترك القراءة في صلواته بام الكتاب حديث (825) من طريق ابن جابر وسعيد بن عبدالعزیز وعبداللہ بن الفلاء عن مكحول عن عبادة فذكره ليس فيه محمود بن الربيع-

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَاسْحَقَ يَرَوْنَ الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الْإِمَامِ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی آپ کو قرأت کرنے میں دشواری پیش آئی جب آپ نماز پڑھ کے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: میرا خیال ہے تم لوگ اپنے امام کی اقتداء میں قرأت کرتے ہو راوی بیان کرتے ہیں: ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! جی ہاں۔ اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہ کیا کرو! صرف سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرو! کیونکہ جو شخص اسے نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبادہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

اس حدیث کو زہری رحمۃ اللہ علیہ نے محمود بن ربیع کے حوالے سے، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے: جو شخص سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔

یہ روایت زیادہ مستند ہے اور امام کے پیچھے قرأت کرنے کے حوالے سے اس حدیث پر اکثر اہل علم کے نزدیک عمل کیا جاتا ہے جن کا تعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین سے ہے۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام کی اقتداء میں قرأت کی جائے گی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ إِذَا جَهَرَ الْإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ

باب 92: جب امام بلند آواز میں قرأت کر رہا ہو تو اس کی اقتداء میں قرأت کو ترک کیا جائے گا

287 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنِ ابْنِ أَكِيمَةَ

اللَّبَنِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ جَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مَعِيَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ أَنْفًا فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنِّي أَقُولُ مَالِي أَنْزَعُ الْقُرْآنَ قَالَ فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا جَهَرَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ

287- اضرحه ابو داؤد (278/1) كتاب الصلاة: باب: من كره القراءة بغانحة الكتاب اذا جهر الامام حديث (826- 827)

والنسائي (140/2) : كتاب الافتتاح: باب: ترك القراءة خلف الامام فيما جهر به وابن ماجه (276/1-277) كتاب اقامة الصلاة

والسنة فيها: باب: اذا قرأ الامام فانصتوا حديث (848-849) من طريق الزهري عن ابن اكيمة اللبني عن ابي هريرة فذكره-

بِالْقِرَاءَةِ حِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

تَوْثِيقٌ رَوَى: وَأَبْنُ أَكْبَمَةَ اللَّيْثِيُّ اسْمُهُ عُمَارَةٌ وَيُقَالُ عَمْرُو بْنُ أَكْبَمَةَ

اِخْتِلَافٍ رَوَيْتُ: وَرَوَى بَعْضُ أَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ هَذَا الْحَدِيثَ وَذَكَرُوا هَذَا الْحَرْفَ قَالَ قَالَ

الزُّهْرِيُّ فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ حِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ مَا يَدْخُلُ عَلَيَّ مَنْ رَأَى الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الْإِمَامِ لِأَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ هُوَ الَّذِي رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْحَدِيثَ

حَدِيثٍ دِيمَرٍ: وَرَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ

قَالَ مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ فَقَالَ لَهُ حَامِلُ الْحَدِيثِ إِنِّي أَكُونُ أَحْيَانًا وَرَاءَ الْإِمَامِ قَالَ أَقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ وَرَوَى أَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَنْادِيَ أَنْ لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

مَذَاهِبُ فَتَاهَا: وَاخْتَارَ أَكْثَرُ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ أَنْ لَا يَقْرَأَ الرَّجُلُ إِذَا جَهَرَ الْإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ وَقَالُوا يَتَّبِعُ

سَكَتَاتِ الْإِمَامِ

وَقَدْ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فَرَأَى أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الْإِمَامِ

وَبِهِ يَقُولُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَأَسْحَقُ

وَرَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ أَنَا أَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ وَالنَّاسُ يَقْرَأُونَ إِلَّا قَوْمًا مِنَ الْكُوفِيِّينَ وَارَى أَنْ مَنْ لَمْ يَقْرَأْ صَلَاتَهُ جَائِزَةٌ

وَشَدَّدَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَرْكِ قِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَإِنْ كَانَ خَلْفَ الْإِمَامِ فَقَالُوا لَا تُجْزِي صَلَاةً إِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَحَدَهُ كَانَ أَوْ خَلْفَ الْإِمَامِ وَذَهَبُوا إِلَى مَا رَوَى عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَرَأَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَ الْإِمَامِ وَتَأَوَّلَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَسْحَقُ وَغَيْرُهُمَا وَأَمَّا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فَقَالَ مَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ إِذَا كَانَ وَحْدَهُ

حَدِيثٍ دِيمَرٍ: وَاحْتَجَّ بِحَدِيثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ حَيْثُ قَالَ مَنْ صَلَّى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ

يُصَلِّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ وَرَاءَ الْإِمَامِ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فَهَذَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَأَوَّلَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ أَنْ هَذَا إِذَا كَانَ وَحْدَهُ وَاخْتَارَ أَحْمَدُ مَعَ هَذَا الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الْإِمَامِ وَأَنْ لَا يَتْرُكَ الرَّجُلُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَإِنْ كَانَ خَلْفَ الْإِمَامِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ کر فارغ ہوئے، جس میں آپ نے بلند آواز میں قرأت کی تھی آپ نے فرمایا: کیا ابھی تم میں سے کسی ایک نے میرے ساتھ قرأت کی ہے؟ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! جی ہاں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بھی سوچ رہا تھا: کیا وجہ ہے؟ قرأت میں رکاوٹ ڈالی جا رہی ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں جن نمازوں میں آپ بلند آواز میں قرأت کرتے تھے، ان میں قرأت کرنے سے باز آگئے۔ جب انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ بات سنی۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

ابن اکیمہ لیشی کا نام عمارہ ہے اور ایک قول کے مطابق عمرو بن اکیمہ ہے۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ کے بعض شاگردوں نے اسے نقل کیا ہے اور انہوں نے یہی الفاظ نقل کیے ہیں وہ بیان کرتے ہیں: زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جب لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ بات سنی تو لوگ قرأت کرنے سے باز آگئے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں ایسی کوئی دلیل نہیں ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہو کہ امام کی اقتداء میں قرأت کی جائے گی، کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

جب کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات بھی نقل کرتے ہیں: آپ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کوئی نماز پڑھے اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے تو وہ نامکمل ہوتی ہے پوری نہیں ہوتی۔

تو ان سے یہ حدیث سننے والے نے کہا بعض اوقات میں امام کی اقتداء میں بھی ہوتا ہوں، تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اپنے دل میں قرأت کر لیا کرو۔

ابو عثمان نہدی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں یہ اعلان کروں کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

محدثین نے اس بات کو اختیار کیا ہے: جب امام بلند آواز میں قرأت کر رہا ہو تو مقتدی قرأت نہیں کرے گا۔ یہ حضرات یہ فرماتے ہیں: یہ شخص سکتوں کے درمیان قرأت کر لے گا۔

امام کی اقتداء میں قرأت کرنے کے حوالے سے اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تابعین اور ان کے بعد آنے والے اکثر اہل علم کے نزدیک امام کی اقتداء میں قرأت کی جائے گی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اسی کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کا یہ قول منقول ہے، وہ فرماتے ہیں: میں امام کی اقتداء میں قرأت کرتا ہوں اور سبھی لوگ قرأت کرتے ہیں، صرف اہل کوفہ نہیں کرتے، میرا یہ خیال ہے، جو شخص (امام کی اقتداء میں) قرأت نہیں کرتا اس کی نماز درست ہوتی ہے۔ اہل علم کے ایک گروہ نے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کے بارے میں شدت سے کام لیا ہے، اگرچہ کوئی شخص امام کی اقتداء میں ہو یہ حضرات یہ کہتے ہیں: نماز اس وقت تک درست نہیں ہوگی، جب تک آدمی سورت فاتحہ نہ پڑھے، خواہ وہ اکیلا نماز پڑھ رہا ہو یا امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہو۔

ان حضرات نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے، جسے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے امام کی اقتداء میں قرأت کرنے کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی تاویل کی ہے۔

”سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔“

امام شافعی رضی اللہ عنہ، امام اسحاق رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا مطلب یہ ہے: جب آدمی تنہا ہو تو سورہ فاتحہ کے بغیر اس کی نماز نہیں ہوتی۔

امام احمد رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث سے استدلال کیا ہے، جس میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا: جو شخص ایک رکعت ادا کرے اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے، تو اس نے نماز ادا کی ہی نہیں، البتہ اگر وہ امام کے پیچھے ہو تو حکم مختلف ہوگا۔ امام احمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے تعلق رکھتے ہیں اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا یہ مفہوم بیان کیا ہے: جو شخص سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز مکمل نہیں ہوتی، یہ حکم اس وقت ہے جب آدمی تنہا نماز ادا کر رہا ہو۔ (امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) تاہم اس کے باوجود امام احمد رضی اللہ عنہ کی رائے یہ ہے: امام کی اقتداء میں بھی سورہ فاتحہ پڑھی جائے اور کوئی بھی شخص سورہ فاتحہ پڑھنا ترک نہ کرے، اگرچہ وہ امام کی اقتداء میں ہو۔

288 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي نَعِيمٍ وَهَبِ بْنِ

كَيْسَانَ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ

مَتْنُ حَدِيثٍ: مَنْ صَلَّى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ وَرَاءَ الْإِمَامِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◀◀ وہب بن کیسان بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: جو شخص

کوئی ایک رکعت ادا کرے اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے، تو اس نے گویا نماز ادا نہیں کی، البتہ اگر وہ امام کی اقتداء میں ہو تو (حکم مختلف ہوگا)۔

یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ

اس مسئلہ میں تمام آئمہ کا اتفاق ہے کہ نماز جہری ہو یا سری دونوں میں مقتدی سورۃ نہیں پڑھے گا۔ البتہ سورہ فاتحہ پڑھنے میں آئمہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ قرأت خلف الامام منع ہے اس بارے میں آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) ارشاد ربانی ہے: **وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَ اَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ** ○ جب قرآن کریم پڑھا جائے تو تم اسے سنو اور خاموشی اختیار کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جاسکے۔ قرآن کا سننا فرض ہے، اسی وجہ سے خاموشی اختیار کرنا ضروری ہے۔

(۲) ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جہری نماز پڑھائی، ایک شخص نے قرأت خلف الامام کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر دریافت فرمایا: تم میں سے کس شخص نے میرے ساتھ قرأت کی ہے؟ ایک صحابی نے عرض کیا: حضور! میں نے۔ آپ نے فرمایا: میں بھی خیال کر رہا تھا کہ قرآن کے بارے میں مجھ سے کیوں جھگڑا کیا جا رہا ہے۔ اس کے بعد لوگ قرأت خلف الامام سے رک گئے۔“ اس حدیث سے متعدد امور ثابت ہوئے: (۱) قرأت کرنا فقط امام کا حق و منصب ہے اور اس میں دخل اندازی امام کے خلاف بغاوت کے مترادف ہے۔ (۲) قرأت خلف الامام کی ممانعت اس سے قبل ہو چکی تھی ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں اس قدر ناراضگی کا اظہار نہ کرتے۔ (۳) ”انسی انازع القرآن“ کے الفاظ سے ان لوگوں کی تردید ہو جاتی ہے جو اثناء سلکات میں قرأت خلف الامام کو جائز قرار دیتے ہیں۔ (۴) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں صرف ایک شخص نے قرأت کی تھی، اگر یہ قرأت جائز ہوتی تو دوسرے لوگ بھی قرأت کرتے۔

(۳) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے: ”ومن كان له امام فقراءه الامام له قراءه“ (سنن ابن ماجہ جلد اول ص ۶۱) امام کی قرأت مقتدی کے لیے کافی ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام، وکیل کے قائم مقام ہے جبکہ مقتدی مؤکل کی حیثیت رکھتا ہے۔ وکیل کا بولنا مؤکل کا بولنا، وکیل کی دلیل مؤکل کی دلیل اور وکیل کا فیصلہ مؤکل کا فیصلہ ہوتا ہے۔

۲- حضرت امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کی ایک روایت اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول جدید کے مطابق قرأت خلف الامام فرض ہے۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کی ایک روایت اور حضرت شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول قدیم کے مطابق سری نمازوں میں مقتدی پر قرأت فاتحہ خلف الامام فرض ہے جبکہ جہری نمازوں میں مکروہ تحریمی ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر پڑھائی تو قرأت آپ پر دشوار ہو گئی۔ نماز سے فراغت پر آپ نے صحابہ سے فرمایا: کیا تم لوگ امام کے پیچھے قرأت کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہاں، آپ نے قرأت خلف الامام سے انہیں منع کر دیا۔ البتہ سورہ فاتحہ کو اس حکم سے مستثنیٰ کر دیا کیونکہ اس کے بغیر

نماز درست نہیں ہوتی۔ (جامع ترمذی)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: ومن صلی صلوة لم یقرأ فیہا بام القرآن فہی خداج غیر تمام الخ۔ جس شخص نے نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی، اس کی نماز ناقص ہے۔ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۲۸۷) راوی نے دریافت کیا کہ میں بعض اوقات امام کی اقتداء میں ہوتا ہوں تو قرأت کر سکتا ہوں؟ اس کے جواب میں فرمایا: تم اپنے دل میں پڑھ سکتے ہو۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل کے جوابات درج ذیل ہیں: پہلی دلیل کا جواب: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت تین طرق سے مروی ہے اور ان میں سے کسی طریق سے بھی استدلال صحیح نہیں ہو سکتا۔

طریق اول: روایت کا پہلا طریق یوں ہے: "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا صلوة لمن لم یقرأ بفاتحة الكتاب" (صحیح بخاری جلد اول ص ۱۰۴) اس طریق سے استدلال صحیح نہ ہونے کی کئی وجوہات ہیں:

(۱) یہ روایت مقتدی کے حق میں نہیں ہے بلکہ امام اور منفرد کے حق میں ہے۔

(۲) اس روایت میں صحیح سند کے ساتھ لفظ "فصاعداً" کا اضافہ ثابت ہوتا ہے، جس کا مطلب ہے کہ جس نے سورہ فاتحہ اور مزید قرأت نہ کی اس کی نماز نہ ہوگی۔ یہ زیادتی و اضافہ کسی سورت کی قرأت ہے جو تمہارے ہاں بھی فرض نہیں ہے۔

طریق ثانی: حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑا ہو کر نماز ادا کی اور انہوں نے سورہ فاتحہ کی قرأت کی۔ میں نے ان سے دریافت کیا: کیا آپ نے سورہ فاتحہ پڑھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! اس لیے کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اس طریق سے بھی استدلال درست صحیح نہیں ہے، جس کی کئی وجوہات ہیں:

(۱) مقتدی اور امام دونوں کے حق میں قرأت کو عام رکھنا حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا ذاتی اجتہاد ہے جو احادیث مرفوعہ کے مقابل ہونے کی وجہ سے حجت نہیں بن سکتا۔

(۲) روایت کے سیاق و سباق پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ عہد صحابہ اور دو ربیعین میں قرأت خلف الامام کا عام رواج نہیں تھا۔

(۳) قرأت خلف الامام جائز ہوتی تو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ کو نماز کا اعادہ کرنے کا حکم فرماتے۔

طریق ثالث: زیر بحث باب کے تحت حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جس حدیث کی تخریج کی ہے، اس سے بھی کئی وجوہات کی بناء پر استدلال صحیح نہیں ہے:

(۱) اس روایت میں اضطراب ہے۔

(۲) اس کے ایک راوی حضرت مکحول رضی اللہ عنہ ہیں جو ثقہ ہونے کے باوجود وہم کا شکار ہو جاتے تھے۔

دلیل دوم کا جواب: (۱) حدیث کا یہ حصہ: "من صلی صلوة لم یقرأ فیہا بام القرآن فہی خداج" مقتدی کے حق

میں نہیں ہے بلکہ امام اور مفرد کے حق میں بیان ہوا ہے، لہذا اس سے استدلال درست نہیں ہے۔ (۲) حدیث کا آخری حصہ ہے: "اقرأ بها فی نفسک" اس حصہ سے بھی استدلال درست نہیں ہے۔ لفظ قرأت اور نفس میں سے ہر ایک کے دو، دو معانی ہو سکتے ہیں: (۱) حقیقی، (۲) مجازی۔ عقلی اور قیاسی اعتبار سے اس کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں: (۱) دونوں کا حقیقی معنی مراد لیا جائے، یہ صحیح نہیں ہو سکتا، اس کا معنی ہوگا: "تلفظ بلسانک فی قلبک" تم اپنی زبان کے ساتھ اپنے دل میں تلفظ کرو۔ اس کا مفہوم عیاں نہیں ہے۔ (۲) لفظ قرأت کا حقیقی اور نفس کا مجازی معنی لیا جائے، یہ جائز ہوگا۔ اس لیے کہ اس کا معنی یہ ہو سکتا ہے: "تلفظ بلسانک انفراداً" تم انفرادی حالت میں اپنی زبان سے تلفظ کرو۔ (۳) قرأت کا مجازی اور نفس کا حقیقی معنی مراد ہو، یہ صحیح ہوگا، اس لیے معنی ہوگا: تفکر فی قلبک یعنی تم امام کی قرأت کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ (۴) لفظ قرأت اور نفس دونوں کے مجازی معانی مراد لیے جائیں جس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ عِنْدَ دُخُولِ الْمَسْجِدِ

باب 93: مسجد میں داخل ہوتے وقت کیا پڑھا جائے؟

289 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أُمِّهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ عَنْ جَدَّتِهَا فَاطِمَةَ الْكُبْرَى قَالَتْ

متن حدیث: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ وَقَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ وَقَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ

اختلاف روایت: وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ فَلَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَسَنِ بِمَكَّةَ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِي بِهِ قَالَ كَانَ إِذَا دَخَلَ قَالَ رَبِّ افْتَحْ لِي بَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ قَالَ رَبِّ افْتَحْ لِي بَابَ فَضْلِكَ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ وَأَبِي أُسَيْدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ فَاطِمَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ

توضیح زاوی: وَقَفَاطِمَةُ بِنْتُ الْحُسَيْنِ لَمْ تُدْرِكْ فَاطِمَةَ الْكُبْرَى إِنَّمَا عَاشَتْ فَاطِمَةَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهُرًا

◀◀ عبد اللہ بن حسن اپنی والدہ سیدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ان کی دادی سیدہ فاطمہ کبریٰ رضی اللہ عنہما کا یہ بیان

289- اخرجه ابن ماجه (253/1)؛ کتاب المساجد والجماعات؛ باب: الدعاء عند دخول المسجد؛ حدیث (771) واحمد فی "سننہ"

(283-282/6) من طریق لیس بن ابی سلیم عن عبد اللہ بن الحسن عن امه فاطمة بنت الحسن عن جدتها فاطمة الكبرى بنت رسول الله

صلى الله عليه وسلم فذكرته-

نقل کرتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تھے تو آپ اپنے اوپر درود پڑھتے تھے اور یہ دعا کرتے تھے۔

”اے اللہ! میرے گناہوں کی مغفرت کر دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔“

جب آپ ﷺ مسجد سے باہر تشریف لے جاتے تھے تو اپنے اوپر درود پڑھتے تھے پھر یہ دعا کرتے تھے۔

”اے اللہ! میرے گناہوں کی مغفرت کر دے اور میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔“

علی بن حجر نامی راوی بیان کرتے ہیں: اسماعیل بن ابراہیم نے یہ بات بیان کی ہے: مکہ میں میری ملاقات حضرت عبداللہ بن حسن سے ہوئی میں نے ان سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے مجھے یہ حدیث سنائی: جب نبی اکرم ﷺ (مسجد میں) داخل ہوتے تھے تو یہ پڑھتے تھے۔

”اے میرے پروردگار! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔“

جب آپ ﷺ باہر تشریف لے جاتے تھے تو یہ پڑھتے تھے۔

”اے میرے پروردگار! میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔“

اس بارے میں حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ، حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ”حسن“ ہے، تاہم اس کی سند متصل نہیں ہے، کیونکہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ فاطمہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کا زمانہ نہیں پایا، کیونکہ سیدہ فاطمہ کبریٰ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کے (وصال کے) بعد چند مہینے زندہ رہی تھیں (پھر ان کا انتقال ہو گیا تھا)

شرح

مسجد میں دخول اور خروج کے وقت کی مسنون دعائیں

گھر سے مسجد کی طرف روانہ ہوتے وقت، مسجد میں داخل ہوتے وقت اور مسجد سے خروج کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف دعائیں منقول ہیں:

۱- اپنے در دولت سے مسجد کی طرف روانہ ہوتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا کرتے: اللھم انی اسئلك بحق السائلین علیک وبحق ممشای هذا فانی لم اخرج اثیراً ولا بطراً ولا ریباً ولا سمعة وخرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک فاسئلك ان تعیدنی من النار وان تغفر لی ذنوبی انه لا یغفر الذنوب الا انت۔

(سنن ابن ماجہ جلد اول ص ۴۲۸)

۲- ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی طرف جاتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

اَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِیْمِ وَوَسْطَانِهِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ (سنن ابی داؤد)

۳- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو پہلے اپنی ذات والاصفات پر درود شریف پڑھتے پھر یہ دعا

پڑھتے: رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي ابْوَابَ رَحْمَتِكَ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۲۸۹)

۴- جب آپ مسجد سے باہر تشریف لاتے تو پہلے اپنی ذات پر درود پڑھتے پھر یہ دعا پڑھتے تھے: رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي ابْوَابَ فَضْلِكَ

۵- ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی طرف جاتے وقت اور مسجد سے نکلنے وقت یہ کلمات پڑھتے: بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ پھر مذکورہ بالا دعا پڑھتے تھے۔

۶- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ ابْوَابَ رَحْمَتِكَ (اصح للمسلم جلد اول ص ۳۳۷)

۷- حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص مسجد سے باہر نکلے تو یہ دعا پڑھے: اللھم انی اسئلك من فضلك (اصح للمسلم جلد اول ص ۳۳۷)

نوٹ: مسجد میں داخل ہونے کی دعا سے قبل مسجد سے نکلنے کی دعا سے قبل اور اذان کی دعا سے قبل درود شریف پڑھنے کا الزام کرنا چاہیے، جس سے عوام و خواص سب غافل ہیں۔ یاد رہے اوپر دعاؤں میں جو یہ الفاظ مذکور ہیں: ”رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوبِي“ ان کے استعمال کی کئی حکمتیں ہیں: (۱) امت کے گناہ مراد ہیں۔ (۲) تعلیم امت مقصود ہے۔ (۳) عجز و انکسار کے پیش نظر یہ الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكَعَتَيْنِ

باب 94: جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو دو رکعت ادا کر لے

290 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمِ الزُّرْقِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ دَخَلَ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي أُمَامَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي ذَرٍّ وَكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ

290- أخرجه مالك في "الموطأ" (162/1): كتاب قصر الصلاة في السفر: باب: انتظار الصلاة والمنى البر ما حدیث (57) والبخاری (640/1): كتاب الصلاة: باب: اذا دخل المسجد فليركع ركعتين حدیث (444) و (58/3) كتاب الترمذی: باب: ما جاء في التطوع منى منى حدیث (1167) ومسلم (37/3-38-الابی) كتاب صلاة المسافرين وقصرها: باب: استصحاب نية المسجد بر كعتين و كراهة الجلوس قبل صلاة ترهما وانما مشروعة في جميع الاوقات حدیث (69-70/714) وابو داود (180/1): كتاب الصلاة: باب: ما جاء في الصلاة عند دخول المسجد حدیث (467) وانسانى (53/2): كتاب المساجد باب: الامر بالصلاة قبل الجلوس فيه و ابن ماجه (324/1) كتاب: اقامة الصلاة في السنة فيرما: باب: من دخل المسجد فلا يجلس حتى يركع حدیث (1013) واحمد في "مسنده": (295/5-296-303-305) والعميدى (203/1) حدیث (421) والدارمى (323/1) كتاب الصلاة: باب: الر كعتين اذا دخل المسجد و ابن خزيمة (162/3-163-164) حدیث (1825-1826-1827-1829) من طريقه عامر بن عبد الله بن الزبير عن عمرو بن سليمان الزرقى عن ابي قتادة فذكره-

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي قَتَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ مُحَمَّدُ بْنُ عَجَلَانَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ نَحْوَ رِوَايَةِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَرَوَى سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمِ الزُّرْقِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا حَدِيثٌ غَيْرُ مَحْفُوظٍ وَالصَّحِيحُ حَدِيثُ أَبِي قَتَادَةَ

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَصْحَابِنَا اسْتَحْبُوبٌ إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ الْمَسْجِدَ أَنْ لَا يَجْلِسَ حَتَّى يُصَلِّيَ رَكَعَتَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَهُ عُذْرٌ
حکم حدیث: قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَحَدِيثُ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ خَطَأٌ أَخْبَرَنِي بِذَلِكَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ

﴿﴾ حضرت ابوقنادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو وہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت ادا کرے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوقنادہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس حدیث کو محمد بن عجلان اور دیگر راویوں نے عامر بن عبد اللہ کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے جیسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

سہیل بن ابوصالح نے اس حدیث کو عامر بن عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، عمرو بن سلیم کے حوالے سے، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

تاہم یہ روایت محفوظ نہیں ہے۔

حضرت ابوقنادہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”صحیح“ ہے اور ہمارے اصحاب کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

ان حضرات کے نزدیک یہ بات مستحب ہے: جب آدمی مسجد میں داخل ہو تو دو رکعت ادا کرنے سے پہلے نہ بیٹھے البتہ اگر اسے کوئی عذر لاحق ہو (تو وہ بیٹھ سکتا ہے)

علی بن مدینی فرماتے ہیں: سہیل بن ابوصالح کی روایت میں خطا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسحاق بن ابراہیم نے علی بن مدینی کے حوالے سے یہ بات مجھے بتائی ہے۔

شرح

تحیۃ المسجد کے نوافل کا مسئلہ

جب کوئی شخص مسجد میں نماز کی ادائیگی، طواف، تلاوت قرآن، درس و تدریس اور ذکر و فکر وغیرہ کی غرض سے داخل ہو، وہ دو نوافل تحیۃ المسجد ادا کرے۔ بہتر یہ ہے کہ مسجد میں بیٹھنے سے قبل یہ نوافل ادا کیے جائیں۔ اگر کوئی شخص بیٹھ گیا تو پھر بھی اٹھ کر ادا کر سکتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور تحیۃ المسجد نوافل ادا کیے بغیر بیٹھ گئے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا: کیا تم نے تحیۃ المسجد کے نوافل ادا کر لیے ہیں؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! نہیں۔ آپ نے فرمایا: "قم فاركعهما" تم کھڑے ہو کر یہ دو رکعت ادا کر لو۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد اول ص ۳۴۰) اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں بیٹھنے سے تحیۃ المسجد کے نوافل کا وقت فوت نہیں ہوتا۔ البتہ زیادہ دیر بیٹھنے سے اس کا وقت نکل جاتا ہے۔ تحیۃ المسجد کے نوافل درحقیقت بارگاہ الہی میں حاضری کا سلام ہے۔

جو شخص اوقات مکروہہ یا نماز عصر یا نماز فجر کے بعد مسجد میں داخل ہو، تو وہ تحیۃ المسجد کے نوافل نہیں پڑھ سکتا کیونکہ ان اوقات میں نوافل و سجدہ تلاوت ممنوع ہیں۔ اوقات مکروہہ سے مراد طلوع آفتاب، نصف النہار (زوال) اور غروب آفتاب کے اوقات ہیں۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں آئے تو بیٹھنے سے قبل وہ تحیۃ المسجد کے نوافل ادا کرے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْأَرْضَ كُلَّهَا مَسْجِدٌ إِلَّا الْمَقْبَرَةَ وَالْحَمَّامَ

باب 95: قبرستان اور حمام کے علاوہ پوری روئے زمین مسجد ہے

291 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَابُو عَمَّارِ الْحُسَيْنِ بْنُ جُرَيْثِ الْمُرُوزِيِّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَتْنُ حَدِيثٍ: الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ إِلَّا الْمَقْبَرَةَ وَالْحَمَّامَ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَابِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَحَدِيثِ أَنَسٍ وَابِي أُمَامَةَ وَابِي ذَرٍّ قَالُوا

حدیث دیگر: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا

291- اضرمه ابو داؤد (186/1): كتاب الصلاة: باب: في المواضع التي لا تجوز فيها الصلاة حديث (492) وابن ماجه (246/1): كتاب المساجد والجماعات باب: المواضع التي تكره فيها الصلاة حديث (745) واحمد في "مسنده": (83/3-96) والدارمي (322/1): كتاب الصلاة: باب الارض كلها طهور ما خلا المقبرة والمام وابن خزيمة (7/2) حديث (791-792) من طريق يحيى بن عمار عن ابي سعيد الخدري فذكره-

اختلاف روایت: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ

قَدْ رَوَى عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ رَوَيْتَيْنِ مِنْهُم مِّنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَمْ يَذْكُرْهُ وَهَذَا حَدِيثٌ فِيهِ اضْطِرَابٌ رَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلٌ وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ وَكَانَ عَامَّةً رَوَيْتَهُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ رِوَايَةَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَثْبَتٌ وَأَصَحُّ مُرْسَلًا

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

قبرستان اور حمام کے علاوہ پوری روئے زمین مسجد ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حضرات بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”میرے لیے تمام روئے زمین کو نماز پڑھنے کی جگہ اور طہارت کے حصول کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے۔“

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث عبدالعزیز بن محمد نامی راوی سے دو طریق سے منقول ہے۔

بعض راویوں نے اسے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور بعض راویوں نے اس میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

اس حدیث میں اضطراب پایا جاتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو عمرو بن یحییٰ کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ”مرسل“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

حماد بن سلمہ نے اس روایت کو عمرو بن یحییٰ کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

محمد بن اسحاق نے اس روایت کو عمرو بن یحییٰ کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عام روایات میں یہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے تاہم انہوں نے اس میں حضرت ابوسعید کے حوالے کا ذکر نہیں کیا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو عمرو بن یحییٰ کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے اور یہ سند زیادہ مستند اور صحیح ہے۔

شرح

قبرستان اور حمام کے علاوہ تمام روئے زمین کا مسجد ہونا

پہلی شریعتوں میں ایک حکم یہ بھی تھا کہ مساجد کے علاوہ وہ نماز نہیں پڑھ سکتے تھے خواہ انہیں کتنا ہی طویل سفر طے کرنا پڑتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے مقابل اپنے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو امتیازی اوصاف عنایت فرمائے، ان میں سے ایک آپ صلی اللہ علیہ السلام اور آپ کی امت کے لیے تمام روئے زمین کو مسجد قرار دینا بھی ہے۔ امت محمدیہ کے لیے جہاں اور بے شمار سہولیات سے نوازا گیا وہاں ایک یہ بھی ہے کہ پوری روئے زمین پر جہاں بھی چاہیں نماز ادا کر سکتے ہیں۔ البتہ مسجد میں نماز ادا کرنے اور باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت اپنی جگہ مسلم ہے۔ کوئی شخص اپنے گھر میں، اپنے کھیت میں، اپنے دفتر میں اور مسافر کا راستے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمام روئے زمین مسجد ہے سوائے قبرستان اور حمام کے۔“

اس حدیث میں تمام زمین کو مسجد قرار دیا گیا ہے لیکن دو مقامات کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے: (۱) قبرستان: اسے مستثنیٰ قرار دینے کی وجہ غیر اللہ کے ساتھ عبادت کی مشابہت ہے۔ پہلی شریعتوں میں غیر اللہ کو سجدہ جائز تھا لیکن شریعت محمدیہ میں سجدہ تعظیمی بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ اہل قبور کی آرام گاہ ہونے کی وجہ سے قبرستان میں نماز ادا کرنا حرام ہے۔ (۲) دوسرا مقام جہاں نماز ادا کرنا منع ہے، وہ حمام ہے۔ ارکان و فرائض نماز میں سے ایک طہارت یعنی جائے نماز کا پاک ہونا ہے، حمام نجس و پلید ہونے کی وجہ سے نماز پڑھنے کی جگہ نہیں ہو سکتا۔ اس مقام پر خاص و عام سب لوگ اپنی نجاست دور کرتے ہیں جس وجہ سے یہ ہمہ وقت نجس ہوتا ہے اور نجس جگہ پر نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ بُنْيَانِ الْمَسْجِدِ

باب 96: مسجد تعمیر کرنے کی فضیلت

292 سند حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْحَنْفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ كَبِيْدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :
مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا بَنَى اللَّهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعَلِيٍّ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ وَأُمِّ حَبِيبَةَ وَأَبِي ذَرٍّ وَعُمَرَ وَابْنَ عَبَّاسَةَ وَوَائِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ

292- اضرجه مسلم (427/2- الابي) كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: فضل بناء المساجد والهدى عليهما حديث (533/25-24) و (450/9- الابي) : كتاب الزهد والرقائق: باب: فضل بناء المساجد حديث (533/44-43) : وابن ماجه (243/1) كتاب المساجد والجماعات: باب: من بنى لله مسجدا حديث (736) واهمد في "سنده": (61/1-70) والدارمي (323/1) : كتاب الصلاة: باب: من بنى لله مسجدا وابن خزيمة (268/2) حديث (1291) من طرق عن عثمان بن عفان به-

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عُمَانَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْصِيحٌ رَاوَى: وَمَحْمُودُ ابْنُ لَبِيدٍ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ قَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمَا غُلَامَانِ صَغِيرَانِ مَدَنِيَّانِ

﴿﴾ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی مسجد بنائے گا اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے اس مسجد کی مانند جنت میں گھر بنا دے گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ، حضرت وائلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم کا زمانہ اقدس پایا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت محمود بن ربیع نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے (نبی اکرم کے وصال ظاہری کے وقت) یہ دونوں حضرات مدینہ منورہ کے رہنے والے دو چھوٹے بچے تھے۔

293 متن حدیث: وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا صَغِيرًا كَانَ

أَوْ كَبِيرًا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

سند حدیث: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى قَيْسٍ عَنْ زِيَادِ النَّمِيرِيِّ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا

﴿﴾ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بھی منقول ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے مسجد بنائے خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی ہو تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے جنت میں گھر بنا دے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اسی روایت کو نقل کیا ہے۔

شرح

مسجد بنانے کی فضیلت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں مسجد نبوی بالکل سادہ ایک جھونپڑے کی شکل میں تھی۔ نمازیوں کے اضافہ کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں توسیع فرمائی اور اصل مسجد کو بھی باقی رکھا گیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی اصل مسجد کو برقرار رکھتے ہوئے توسیع کی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اپنے اخراجات سے مسجد میں توسیع کی۔ لوگوں کی طرف سے اعتراضات ہونے پر آپ نے صورتحال سے لوگوں کو واضح کیا کہ آپ نے محض رضائے الہی کے لیے مسجد میں توسیع کی ہے اور ازسرنو پکی بنوائی ہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص رضائے الہی کے لیے مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ

جنت میں اس کا گھر بنائے گا۔

لفظ ”بنی“ کا اطلاق بڑی مسجد، چھوٹی مسجد، مسجد کی دیواروں، بنیادوں، صحن، فرش، صفوں اور اس کے متعلقات سب پر ہوتا ہے۔

”لله“ سے مراد ہے کہ مسجد کا کوئی حصہ یا مکمل تعمیر کرائی ہو، اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا ہو اور ریا کاری ہرگز مقصود نہ ہو۔ اگر کوئی شخص مسجد یا اس کا ایک حصہ بنا کر اس پر اپنے نام کی پلیٹ لگا دیتا ہے تو اس کے ثواب میں کمی واقع ہو جائے گی۔ اسی طرح جو مزدور یا معمار لوگ اپنی مزدوری وصول کرتے ہیں، انہیں ثواب نہیں ملے گا۔ بعض علماء نے حسن نیت کی بناء پر انہیں اجر و ثواب کے حقدار قرار دیا ہے۔ ”مسجدًا“: کا اطلاق بڑی یا چھوٹی، از سر نو تعمیر کرانے اور اس کی مرمت کرانے وغیرہ سب پر ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے خواہ کوئی شخص کسی پرندے کے انڈے دینے کی جگہ کے برابر بھی مسجد بنانے یا تعمیر کرنے میں حصہ لیتا ہے تو جنت میں گھر بنائے جانے کا اعزاز اسے بھی حاصل ہوگا۔

تعمیر مسجد کی فضیلت کے حوالے سے مشہور تین قسم کی احادیث ہیں:

۱- ”من بنی لله مسجدًا بنی الله له مثله فی الجنة“ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں اس کی مثل گھر بنائے گا۔

۲- ”من بنی لله مسجدًا بنی الله له بیتًا فی الجنة افضل منه“ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے لیے مسجد بنوائی تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لیے اس سے بہتر گھر بنائے گا۔

۳- ”من بنی لله مسجدًا، صغیرًا کان او کبیرًا، بنی الله له بیتًا فی الجنة“ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے لیے مسجد بنوائی خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔

ایک روایت میں مساجد کو روئے زمین کی بہترین جگہ اور بازاروں کو بدترین جگہ قرار دیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يَتَّخِذَ عَلَى الْقَبْرِ مَسْجِدًا

باب 97: قبر پر مسجد بنانا مکروہ ہے

294 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنِ

بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ وَالْمُتَّخِذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ

294- اخرجه ابو داؤد (238/2)؛ كتاب الجنائز: باب: في زيارة النساء القبور: حديث (3236) والنسائي (94/4)؛ كتاب الجنائز

باب: التفليظ في اتماز السرج على القبور: وابن ماجه (502/1)؛ كتاب الجنائز: باب: ما جاء في النسي عن زيارة النساء القبور: حديث

(1575) واحمد في ”سنده“: (229/1 - 287 - 324 - 337) من طريق محمد بن جهماد عن ابي صالح عن ابن عباس فذكره-

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ

توضیح راوی: وَأَبُو صَالِحٍ هَذَا هُوَ مَوْلَى أُمِّ هَانِيٍّ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ وَأَسْمُهُ بَاذَانٌ وَيُقَالُ بَاذَامٌ أَيْضًا

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کی زیارت کرنے والی عورتوں اور اس پر مسجد بنانے والے لوگوں اور چراغ جلانے والوں پر لعنت کی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

ابوصالح نامی راوی سیدہ ام ہانی کے آزاد کردہ غلام ہیں ان کا نام باذان اور ایک قول کے مطابق باذام ہے۔

شرح

تین اہم مسائل کی وضاحت

اس حدیث میں تین اہم مسائل بیان کیے گئے: (۱) عورتوں کا قبور کی زیارت کرنا۔ (۲) قبر کے پاس مسجد تعمیر کرنا۔ (۳) قبرستان پر چراغاں کرنا۔ ان کی توضیح ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱- عورتوں کا زیارت قبور کے لیے جانا: عورتوں کے زیارت قبور کے حوالے سے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں: (۱) حرام ہے۔ اس کی ذلیل حدیث باب ہے جس میں زائرات قبور پر لعنت کی گئی ہے اور یقیناً حرام کے ارتکاب کرنے کی وجہ سے لعنت ہو سکتی ہے۔ (۲) جائز ہے۔ وہ خواتین جو قبرستان جا کر جزع و فزع نہ کریں یا عمر رسیدہ ہوں تو ان کا زیارت قبور کے لیے جانا جائز ہے۔ اس کی دلیل زیارت قبور کے جواز والی مشہور حدیث ہے۔ دراصل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع میں خواتین و حضرات سب کو زیارت قبور سے منع کر دیا تھا، پھر اس کی اجازت دے دی تھی۔ جس طرح ممانعت والی روایت میں خواتین شامل تھیں، اسی طرح جواز والی روایت میں بھی وہ داخل ہیں۔ دور حاضر میں احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ خواتین زیارت قبور کے لیے نہ جائیں۔

۲- قبرستان پر مسجد بنانا: قبور کو ہموار کر کے ان کے اوپر مسجد بنانا یا وہاں نماز ادا کرنا حرام ہے۔ اگر قبرستان یا کسی بزرگ کے مزار کے پاس مسجد بنائی تاکہ زائرین کو وضو کرنے اور نماز ادا کرنے کی سہولت حاصل ہو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ نماز ادا کرتے وقت بلا حجاب قبر سامنے نہیں ہونی چاہیے۔ اگر قبر چار دیواری میں ہو، نمازی اور قبر کے درمیان دیوار حائل ہو تو نماز جائز ہے۔

۳- قبرستان پر چراغاں کرنا: قبر کے اوپر اگر بتی سلگانا یا موم بتی یا دیا جلانا منع ہے۔ قبروں پر چراغاں کرنا کہ اس سے اہل قبور کو فائدہ ہوگا، یہ ممنوع ہے، کیونکہ فضول خرچی ہے۔ البتہ قبرستان میں روشنی کا اہتمام کیا جس کا مقصد زائرین کی آمد و رفت میں سہولت مہیا کرنا ہو، جائز ہے۔ اسی طرح زائرین کے لیے تلاوت قرآن اور مطالعہ کتب کی غرض سے روشنی کا انتظام کرنا جائز ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّوْمِ فِي الْمَسْجِدِ

باب 98: مسجد میں سونا

295 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَالِمٍ عَنِ

ابنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا

مَتْنِ حَدِيثٍ: نَنَامُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَنَحْنُ شَبَابٌ

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءَ: وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي النَّوْمِ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يَتَّخِذُهُ مَبِيتًا وَلَا مَقِيلًا

وَقَوْمٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ ذَهَبُوا إِلَى قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں مسجد میں سو جایا کرتے تھے ہم

جوان لوگ تھے (یعنی شادی شدہ نہیں تھے)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے ایک گروہ نے مسجد میں سونے کی اجازت دی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: اسے رات بسر کرنے اور دوپہر کے وقت آرام کرنے کی جگہ نہ بنا لیا جائے۔

اہل علم کے ایک گروہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے کو اختیار کیا ہے۔

شرح

مسجد میں سونے کے حوالے سے مذاہب آئمہ

کیا کوئی شخص مسجد میں سو سکتا ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ مسجد میں مطلقاً سونا جائز ہے، خواہ سونے والا مقیم ہو یا مسافر، وہ رات کو

سوئے یا دن کے وقت۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں: حضور

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں ہم نوجوان مسجد میں سویا کرتے تھے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسجد میں سونا منع ہے،

البتہ معتکف اور مسافر اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ انہوں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ ایک

دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مسجد میں سوئے پایا تو انہیں بیدار کرتے ہوئے فرمایا: اے

295- اضرجه احمد (70/2) قال: حدثنا سکن بن نافع الباهلی ابوالمسین قال: صالح بن ابی الاخضر عن الزهری عن سالم بن

عبدالله عن ابیه فذکرہ۔

ابو ذر! تم مسجد میں سوئے ہوئے ہو؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! نیند نے مجھ پر غلبہ پالیا، اس لیے سو گیا تھا۔ آپ نے عذر قبول فرمایا اور انہیں کچھ بھی نہ کہا۔ (امام نور الدین ہتھی، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۲۱) اس روایت سے معلوم ہوا کہ مقامی لوگوں کا مسجد میں سونا منع ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کا مسجد میں سونا ناپسند کیا۔

آئمہ ثلاثہ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کو عذر پر محمول کیا جائے گا، جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں آئے تو ان کے لیے گھروں اور آرام گاہوں کا انتظام نہیں تھا۔ خواتین اور بوڑھے لوگ تو گھروں میں سویا کرتے اور نوجوان عذر کی وجہ سے مسجد میں سویا کرتے تھے۔ جب نوجوانوں کے لیے بھی گھروں میں سونے کا اہتمام ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں سونے والے نوجوانوں سے فرمایا: یا معشر الشباب تزوجوا! اے نوجوانو! تم اپنے گھر بساؤ۔

اہل عرب کی مساجد میں صرف جماعت خانہ ہوتا ہے لیکن متعلقات نہیں ہوتے اس لیے مسافروں کو مسجد میں سونے کی اجازت دی گئی ہے۔ پاک و ہند میں مساجد کے ساتھ متعلقات یعنی حجروں اور کمروں کا اہتمام ہوتا ہے، لہذا مسافرین مسجد میں نہ سوتیں بلکہ متعلقات میں آرام کریں۔ اسی طرح بعض مساجد کے ساتھ دینی مدارس کا اہتمام ہوتا ہے جن میں درس نظامی اور حفظ القرآن کے طلباء پڑھتے ہیں۔ اداروں کے طلباء عموماً متعلقہ مسجد میں سوتے ہیں، تو وقتی طور پر ان کا یہ سونا جائز ہے لیکن یہ سونا مستقل نہیں ہونا چاہیے، مہتمم حضرات طلباء کی رہائش گاہوں کا اہتمام کریں تاکہ طلباء مسجد میں سونے کی قباحت سے بچ سکیں۔ (تصوری)

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَانْشَادِ الضَّالَّةِ وَالشَّعْرِ فِي الْمَسْجِدِ

باب 99: مسجد میں خرید و فروخت، گم شدہ چیز کا اعلان کرنا، شعر سنانا مکروہ ہے

296 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: أَنَّهُ نَهَى عَنْ تَنَاشُدِ الْأَشْعَارِ فِي الْمَسْجِدِ وَعَنِ الْبَيْعِ وَالْإِشْتِرَاءِ فِيهِ وَأَنْ يَتَحَلَّقَ النَّاسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ وَجَابِرٍ وَأَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَعَمْرٍو بْنُ شُعَيْبٍ هُوَ

ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ

296- اخرجہ ابو داؤد (351/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: التحلق يوم الجمعة قبل الصلاة؛ حدیث (1079) والنسائی (42/2)؛ کتاب

الاذان؛ باب: النسب عن البيع والشراء في المسجد وعن التحلق قبل صلاة الجمعة وابن ماجه (247/1)؛ کتاب المساجد والجماعات

باب: ما يكره في المساجد؛ حدیث (749) واصمدي "سنده": (179/2 - 212) وابن خزيمة (274/2)؛ حدیث (1304) و

(275/2)؛ حدیث (1306) و (158/3)؛ حدیث (1816) من طريق عمرو بن شعيب عن ابيه فذكره-

قول امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ رَأَيْتُ أَحْمَدَ وَاسْحَقَ وَذَكَرَ غَيْرَهُمَا يَحْتَجُّونَ بِحَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ مُحَمَّدٌ وَقَدْ سَمِعَ شُعَيْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ مِنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَمَنْ تَكَلَّمَ فِي حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ إِنَّمَا ضَعَّفَهُ لِأَنَّهُ يُحَدِّثُ عَنْ صَحِيفَةِ جَدِّهِ كَانَهُمْ رَأَوْا أَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ هَذِهِ الْأَحَادِيثَ مِنْ جَدِّهِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَذَكَرَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ حَدِيثُ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عِنْدَنَا وَإِ

مذاهب فقهاء: وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ الْبَيْعَ وَالشِّرَاءَ فِي الْمَسْجِدِ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَاسْحَقُ وَقَدْ رَوَى عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ رُخْصَةً فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ فِي الْمَسْجِدِ حَدِيثٌ دِيكْرٍ: وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَيْرِ حَدِيثٍ رُخْصَةً فِي إِنْشَادِ الشِّعْرِ فِي الْمَسْجِدِ

﴿﴾ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے مسجد میں شعر پڑھنے، خرید و فروخت کرنے سے منع کیا ہے اور اس بات سے بھی منع کیا ہے: لوگ نماز سے پہلے مسجد میں حلقہ بنا کر بیٹھ جائیں۔

اس بارے میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

عمرو بن شعیب یہ عمرو بن شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ کو دیکھا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے ان دونوں حضرات کے علاوہ دیگر حضرات کا بھی تذکرہ کیا ہے جو عمرو بن شعیب سے منقول حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

(امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: شعیب بن محمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث سنی ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص عمرو بن شعیب کی حدیث کے بارے میں گفتگو کرتا ہے وہ انہیں ضعیف قرار دیتا ہے کیونکہ انہوں نے اپنے دادا کے صحیفے سے احادیث نقل کی ہیں، گویا ان حضرات کے نزدیک ان صاحب نے ان روایات کو اپنے دادا سے سنا نہیں ہے۔

علی بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: یحییٰ بن سعید کے حوالے سے یہ بات منقول ہے: انہوں نے یہ بات کہی ہے: ہمارے نزدیک عمرو بن شعیب کی نقل کردہ روایات مستند نہیں ہیں۔

اہل علم کے ایک گروہ نے مسجد میں خرید و فروخت کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ، امام اسحاق رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

تابعین میں سے بعض اہل علم سے یہ روایت منقول ہے: انہوں نے مسجد میں خرید و فروخت کرنے کی رخصت دی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے دیگر روایات میں یہ بات منقول ہے: مسجد میں شعر سنانے کی اجازت ہے۔

شرح

مسجد میں تین امور کی ممانعت

لفظ ”مسجد“ کا مطلب ہے ”سجدہ گاہ“ چونکہ مسجد کا بنیادی و کلیدی مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت ہے، لہذا اس کا دیگر مقاصد کے لیے استعمال کرنا جائز نہیں ہے بالخصوص اوقات نماز میں۔ زیر بحث حدیث میں تین امور سے منع کیا گیا ہے:

۱- بیت بازی کی ممانعت: مسجد میں بیت بازی، محفل مشاعرہ کا انعقاد اور دنیاوی اشعار پڑھنے کی اجازت نہیں ہے، کیونکہ ان مواقع پر آواز بلند ہوتی ہے جو آداب مسجد کے خلاف ہے۔ البتہ حمد و نعت اور وعظ و نصیحت پر مشتمل اشعار پڑھنے کی اجازت ہے۔ یہ اشعار بھی گلا پھاڑ پھاڑ کر نہیں بلکہ پست یا مناسب آواز میں پڑھنے چاہئیں تاکہ مسجد کا تقدس مجروح نہ ہو۔ جہالت پر مبنی یا غیر شرعی اشعار کا مسجد میں پڑھنا حرام ہے۔ حمد و نعت یا شرعی مضامین پر مشتمل اشعار پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، کیونکہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ مسجد میں نعتیہ اشعار عموماً پڑھا کرتے تھے جبکہ سامعین میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہوتے تھے۔

۲- خرید و فروخت کی ممانعت: کوئی چیز مسجد میں لا کر اس کی خرید و فروخت سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ یہ سلسلہ ایک طرف آداب مسجد کے خلاف ہے اور دوسری طرف تعمیر مسجد کے مقصد کے بھی خلاف ہے۔ البتہ معتکف کوئی چیز مسجد میں لائے بغیر اس کی خرید و فروخت کرے تو اس کے لیے جائز ہے۔ اس مسئلہ سے ضمنی طور پر یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ مسجد یا اس کا کوئی حصہ فروخت کرنا بھی منع ہے، کیونکہ بعض علاقوں میں دنیا دار لوگ مسجد تعمیر کراتے ہیں پھر اسے فروخت کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسجد وقف ہوتی ہے اور وقف چیز کی خرید و فروخت شرعی طور پر منع ہے۔

۳- جمعۃ المبارک کے دن مسجد میں حلقہ قائم کرنے کی ممانعت: زیر بحث حدیث میں تیسری چیز جس سے منع کیا گیا ہے، جمعۃ المبارک کے دن مسجد میں حلقہ قائم کرنا ہے۔ اس حلقہ سے مراد وہ حلقہ ہے جو نماز جمعۃ المبارک کا وقت شروع ہونے اور نمازیوں کی آمد پر قائم کیا جائے، کیونکہ اس طرح جمعۃ المبارک کے اجتماع اور شان و شوکت کا تقدس مجروح ہوگا۔ البتہ نماز جمعۃ المبارک کا وقت شروع ہونے سے قبل حلقہ تدریس یا حلقہ ذکر و فکر یا حلقہ وعظ و نصیحت قائم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ تعمیر مساجد کا کلیدی مقصد نمازوں کی ادائیگی اور مذہبی و دینی امور کے لیے استعمال کرنا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى

باب 100: وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی

297 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَنَسِ بْنِ أَبِي يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

الْخُدْرِيِّ قَالَ

297 - أخرجه احمد (3/32-91) من طريق أنس بن أبي يحيى عن أبيه عن أبي سعيد الخدري فذكره -

متن حدیث: اُمْتَرَى رَجُلٌ مِّنْ بَنِي خُدْرَةَ وَرَجُلٌ مِّنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى فَقَالَ الْخُدْرِيُّ هُوَ مَسْجِدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْآخَرُ هُوَ مَسْجِدُ قُبَاءٍ فَاتِيَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ فَقَالَ هُوَ هَذَا يَعْنِي مَسْجِدَهُ وَفِي ذَلِكَ خَيْرٌ كَثِيرٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَحْيَى الْأَسْلَمِيِّ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ بِهِ بَأْسٌ وَأَخُوهُ أَنِيسُ بْنُ أَبِي يَحْيَى اثْبَتَ مِنْهُ

﴿﴾ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنو خدرہ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص اور بنو عمرو بن عوف سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کے درمیان اس مسجد کے بارے میں اختلاف ہو گیا، جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی (یعنی اس سے مراد کون سی مسجد ہے؟) خدری شخص نے یہ کہا: اس سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہے اور دوسرے شخص نے یہ کہا: اس سے مراد مسجد قباء ہے یہ دونوں حضرات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس بارے میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ یہ ہے (راوی کہتے ہیں) یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہے (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور اس میں بہت زیادہ بھلائی ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

علی بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں: میں نے یحییٰ بن سعید سے محمد بن ابویحییٰ اسلمی کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: ان میں کوئی حرج نہیں ہے، تاہم ان کے بھائی انیس بن ابویحییٰ ان سے زیادہ مستند ہیں۔

شرح

”لَمَسْجِدُ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى“ کا مصداق

ایک دفعہ قبیلہ خدرہ کے ایک صحابی اور قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے ایک صحابی کے مابین اس آیت کے مصداق کے تعین میں اختلاف رائے ہو گیا۔ خدری صحابی کے نزدیک اس آیت کا مصداق ”مسجد نبوی“ تھا، اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد کی بنیاد اپنے دست اقدس سے رکھی، لہذا یہی مسجد تقویٰ ہو سکتی ہے۔ قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے صحابی کی رائے یہ تھی کہ اس آیت کا مصداق ”مسجد قباء“ ہے، اس لیے کہ آیت کے شان نزول اور سیاق و سباق سے یہی مسجد ثابت ہوتی ہے۔ دونوں صحابی اپنا نظریاتی مقدمہ لے کر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ آپ اس وقت مسجد نبوی میں جلوہ افروز تھے۔ آپ نے فرمایا: ”اس آیت کا مصداق یہ مسجد (مسجد نبوی) ہے۔ اس مسجد (مسجد قباء) میں خیر کثیر ہے۔“

مفسرین نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ جب کسی نص کے الفاظ عام ہوں تو حکم شان نزول کے ساتھ مخصوص نہیں رہ سکتا، بلکہ عام ہوتا ہے۔ اس آیت کا شان نزول خاص ہے لیکن حکم عام ہے۔ اس طرح مسجد نبوی بھی آیت کا مصداق ہے اور مسجد قباء بھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد صرف چودہ ایام تک مسجد قباء میں قیام پذیر رہے جبکہ مسجد نبوی میں دس سال تک تشریف فرما رہے۔ اس طرح دونوں مساجد ہی آیت کا مصداق اور عظمت و فضیلت والی ہیں۔

تمثیل: ارشاد ربانی ہے: "إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝" (الاحزاب: ۳۳) یہ آیت ایلاء کے موقع پر ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے حق میں نازل ہوئی لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات حسنین، حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی شامل کر کے اس آیت کا مصداق بنایا۔ خواہ اس آیت کا شان نزول خاص تھا لیکن حکم خاص نہیں ہے بلکہ عام ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ

باب 101: مسجد قباء میں نماز ادا کرنا

298 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَبُو كُرَيْبٍ وَسُفْيَانُ بْنُ وَكَيْعٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَبْرَدِ مَوْلَى بِنْتِي خَطْمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أُسَيْدَ بْنَ ظَهْرٍ الْأَنْصَارِيَّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَثْنُ حَدِيثٍ: الصَّلَاةُ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ كَعُمْرَةٍ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَهْلِ بْنِ حَنيفٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أُسَيْدِ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَلَا نَعْرِفُ لِأُسَيْدِ بْنِ ظَهْرٍ شَيْئًا يَصِحُّ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ تَوْضِيحُ رَاوِي: وَأَبُو الْأَبْرَدِ اسْمُهُ زِيَادٌ مَدِينِيُّ

﴿﴾ ابوابرد بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت اسید بن ظہیر انصاری رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: "مسجد قباء میں نماز ادا کرنا" عمرہ کرنے کی مانند ہے۔ اس بارے میں حضرت سہل بن حنیف سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت اسید رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن غریب" ہے۔

ہمارے علم کے مطابق حضرت اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور سے یہ روایت مستند طور پر منقول نہیں ہے اور اس روایت کو بھی ہم ابواسامہ کی عبد الحمید بن جعفر کے حوالے سے روایت کے طور پر جانتے ہیں۔ ابوالابرد نامی راوی کا نام زیاد مدینی تھا۔

شرح

مسجد قباء میں نماز ادا کرنے کی فضیلت

اہل مکہ نے جب مسلمانوں کو زیادہ ہی تنگ کرنا شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ 298- اضرجه ابن ماجه (452/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيسما: باب: ماجاء في الصلاة في مسجد قباء: حديث (1411) من طريق ابى سفیان عن عبد الحميد بن جعفر قال: حدثنا ابو البرد عن اسيد بن ظهير الانصاري فذ

کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دے دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں داخل ہونے سے قبل ”قبا“ نامی بستی میں ٹھہرے جو مدینہ طیبہ سے تین میل کے فاصلے پر تھی، جبکہ اس وقت مدینہ کا ایک حصہ بن چکی ہے۔ آپ نے اس بستی میں چودہ ایام تک قیام فرمایا اور ایک مسجد تعمیر کروائی اور اس کی تعمیر میں عملی طور پر خود بھی حصہ لیا تھا۔ اس مسجد کا نام ”مسجد قبا“ ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے مبارک ہاتھوں سے چار مساجد تعمیر ہوئیں: (۱) مسجد حرام: یہ مسجد حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے تعمیر کی تھی۔ بیت اللہ، اس کے عین وسط میں ہے، جس میں ایک نماز پڑھنے سے ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے۔ (۲) مسجد اقصیٰ: یہ مسجد انبیاء کا قبلہ رہی ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کی تھی۔ اس میں ایک نماز ادا کرنے سے پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے، اب مسجد یہودیوں کے قبضہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے آزاد کرانے کی عالم اسلام کو طاقت عطا فرمائے۔ آمین۔ (۳) مسجد نبوی شریف: یہ مسجد مدینہ طیبہ میں واقع ہے، جو ہجرت کے بعد خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیر کروائی تھی اور عملی طور پر اس کی تعمیر میں خود بھی حصہ لیا تھا۔ اس مسجد میں ایک نماز ادا کرنے سے پچاس ہزار نمازوں کا ثواب دیا جاتا ہے۔ (۴) مسجد قبا: یہ مسجد مدینہ طیبہ سے تین میل کے فاصلے پر قبا نامی بستی میں واقع تھی لیکن اب ایک محلہ کی شکل میں اس مقدس شہر کا حصہ ہے۔ اس کی عظمت و فضیلت زیر بحث حدیث میں بیان کی گئی ہے کہ جو شخص اس مسجد میں (دونوں اہل) نماز ادا کرتا ہے، اسے ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

”الصلوة فی مسجد قبا کعمرة“ کا مفہوم: اس حدیث کے دو مفہیم ہو سکتے ہیں: (۱) عمرہ ادا کرنے اور مسجد قبا میں دونوں اہل ادا کرنے کا ثواب یکساں ہے۔ (۲) اجر و ثواب کے اعتبار سے عمرہ کی جو حج سے نسبت ہے، وہی مسجد قبا میں نماز ادا کرنے کے ثواب کی مسجد نبوی میں نماز ادا کرنے کے ثواب کے ساتھ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي آيِ الْمَسَاجِدِ أَفْضَلُ

باب 102: کون سی مسجد زیادہ فضیلت رکھتی ہے؟

299 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ رَبَاحٍ وَعُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَعْرَبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَعْرَبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِي مَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

299- اضرجه مالك في "الموطأ" (196/1): كتاب القبلة باب: ما جاء في مسجد النبي صلى الله عليه وسلم حديث (9) والبخاري (76/3): كتاب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة باب: فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة حديث (1190) ومسلم (176/5- النووي): كتاب الحج: فضل الصلاة بمسجد مكة والمدينة حديث (1394/507) والنسائي (214/5): كتاب مناسك الحج: باب: فضل الصلاة في المسجد الحرام وابن ماجه (450/1) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء في فضل الصلاة في المسجد الحرام و مسجد النبي صلى الله عليه وسلم حديث (1404) واحمد في "مسنده": (256/2- 386- 466- 468- 475- 485) والدارمي (330/1): كتاب الصلاة باب: فضل الصلاة في مسجد الانبي صلى الله عليه وسلم من طرق عن عبد الله الاغر عن ابي هريرة فذكره-

قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَلَمْ يَذْكَرْ قُتَيْبَةُ فِي حَدِيثِهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ إِنَّمَا ذَكَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَعْرَبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْضِيحٌ رَاوَى: وَأَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْأَعْرَبِيُّ اسْمُهُ سَلْمَانٌ

وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَمَيْمُونَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَجَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَأَبْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَأَبِي ذَرٍّ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میری اس مسجد میں نماز ادا کرنا، دیگر تمام مساجد میں ایک ہزار نمازیں ادا کرنے سے زیادہ بہتر ہے، البتہ مسجد حرام (کا حکم مختلف ہے) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قتیبہ نے اپنی روایت میں عبید اللہ کے حوالے سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔ یہ بات مذکور ہے: زید بن رباح نے اسے ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا نام سلمان ہے۔

یہی روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

300 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: لَا تُشَدُّ الرَّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِي هَذَا وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

300- اضرجه البخاری (84/3): کتاب فضل الصلاة فی مسجد مكة والمدينة: باب: مسجد بیت المقدس حدیث (1197) و (87/4): کتاب: جزاء الصيد باب: حج النساء حدیث (1864) و (283/4) کتاب: الصوم باب: صوم يوم النحر: حدیث (1995) و مسلم (113/5-114-النووی): کتاب الحج: باب: سفر المرأة مع محرم الی حج وغیره حدیث (415-416-418/827) و ابن ماجه (395/1): کتاب اقامة الصلاة والسنة فیما باب: النسي عن الصلاة بعد الفجر وبعد العصر حدیث (1249) و (452/1): باب: مساجد فی الصلاة فی مسجد بیت المقدس حدیث (1410) و (549/1): کتاب الصیام باب: فی النسي عن صیام يوم الفطر والاضحی حدیث (1721) والدارمی (20/2): کتاب الصوم: باب: النسي عن الصیام يوم الفطر ويوم الاضحی واحد فی "مسندہ": (7/3-34-45-51-59-62-71-77-78) والصبیری (330/2) حدیث (750) و عبد بن حمید ص (299) حدیث (965) من طريق قزعة عن ابی سعید الخدری فذكره ورواه بعضهم مختصرا-

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: صرف تین مساجد کی طرف سفر کیا جائے ”مسجد حرام“ میری یہ مسجد اور مسجد اقصیٰ۔
یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

افضل مسجد کی وضاحت

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں افضلیت مسجد کے حوالے سے دو احادیث کی تخریج فرمائی ہے۔ پہلی حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ مسجد نبوی میں ایک نماز ادا کرنا دیگر مساجد میں ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے۔ مساجد میں نماز ادا کرنے کی فضیلت کے اسباب بانیوں کی نسبت اور نمازیوں کی کثرت ہے۔ مسجد حرام میں تمام انبیاء اور رسل علیہم السلام نے نماز ادا کی ہے، اس کے معمار بھی انبیاء ہیں اور نمازیوں کی تعداد بھی لاکھوں میں ہوتی ہے۔ اس لیے اس میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب دوسری مسجد میں لاکھ نماز ادا کرنے سے زیادہ ہے۔ اس طرح فضیلت کے اعتبار سے یہ مسجد تمام مساجد سے افضل ہے۔ مسجد نبوی کے بانی امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مسجد حرام کے بعد نمازیوں کی تعداد بھی اس میں زیادہ ہوتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دس سال تک اس میں مقیم رہے اور شب و روز اس میں عبادت و ریاضت کرتے رہے، لہذا مسجد حرام کے بعد فضیلت کے اعتبار سے دوسرے درجہ پر مسجد نبوی ہے جس میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری اور آپ کے قرب کی فضیلت الگ ہے۔ مسجد اقصیٰ انبیاء بنی اسرائیل کی عبادت گاہ رہی ہے اور اس میں ایک نماز ادا کرنے سے پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ اس طرح یہ مسجد فضیلت کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر ہے۔ مسجد قبا وہ بابرکت ہے جس کے بانی خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اس کے دامن میں شہداء احد کے مزارات ہیں جن کی زیارت اور فاتحہ خوانی کے لیے آپ ہر ہفتہ تشریف لے جاتے تھے۔ اس مسجد میں دونوں اہل کا ثواب ایک عمرہ کے مساوی ہے۔ فضیلت و بزرگی اور عظمت و شان کے لحاظ سے یہ مسجد چوتھے درجہ پر ہے۔

بعض فقہاء کا خیال ہے کہ ان مساجد میں نماز ادا کرنے کا جو اجر و ثواب بیان کیا گیا ہے، وہ صرف مردوں کے لیے ہے اور خواتین گھروں میں نماز ادا کرنے سے زیادہ ثواب کی حقدار ہوں گی۔ جمہور فقہاء کے نزدیک مذکورہ مساجد کا ثواب خواتین و حضرات سب کے لیے یکساں ہے، کیونکہ جو خواتین حج و عمرہ کے عزم سے مکہ مکرمہ میں حاضر ہوتی ہیں وہ اپنے اوطان اور خطوں سے کثیر ارمان لے کر جاتی ہیں۔ اگر وہاں پہنچنے کے بعد انہیں کوٹھڑیوں میں پابند کر دیا جائے اور انہیں حرمین کی مساجد (مسجد حرام اور مسجد نبوی) میں نماز پڑھنے سے روک دیا جائے تو وہ پریشانیوں کی وجہ سے علییل ہو جائیں گی بلکہ تارک نماز بن سکتی ہیں۔ اس طرح ان کی حاضری کا اصل مقصد فوت ہو جائے گا۔

بعض محدثین کے نزدیک یہ فضیلت مسجد نبوی کے اس حصہ میں نماز ادا کرنے کی ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھا، بعد کی توسیعات میں نماز ادا کرنے کی یہ فضیلت نہیں ہے لیکن جمہور محدثین کا موقف ہے کہ مسجد نبوی میں نماز ادا

کرنے کی یہ فضیلت کسی خاص حصہ کی نہیں ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لے کر تاحال بلکہ تا قیامت جو اس کی توسیعات ہوں گی، سب کو شامل ہے۔ پوری مسجد میں نماز ادا کرنے کا حکم یکساں ہے۔ یہی حکم مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد قباء کی توسیعات کا ہے۔

”لا تشد الرحال الا الی ثلاثة مساجد“ کا مفہوم: فقہاء نے اس حدیث کے دو مطالب و مفاہیم بیان کیے ہیں: ۱۔ بعض آئمہ کا موقف ہے کہ مساجد ثلاثہ کے علاوہ کسی مسجد کی طرف ثواب کی نیت سے سفر کرنا منع ہے۔ انہوں نے زیر بحث حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اس حدیث میں ”الا“ حرف استثنائی ہے جبکہ مستثنیٰ مفرغ ہے اور مستثنیٰ منہ محذوف ہے، کیونکہ اصل عبارت یوں تھی: ”لا تشد الرحال الی شیء الا الی ثلاثة مساجد“۔ ان کا یہ موقف اور استدلال درست نہیں ہے، کیونکہ زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر، حصول علم کا سفر، جہاد کا سفر، علماء و مشائخ کی زیارت کا سفر اور والدین کی زیارت کا سفر وغیرہ سب باعث اجر و ثواب ہیں۔

۲۔ جمہور فقہاء کے نزدیک مساجد ثلاثہ کے علاوہ بھی مسجد وغیرہ کا سفر کرنا جائز ہے۔ ان کے نزدیک اس حدیث کا مطلب یہ ہے ان مساجد ثلاثہ کے علاوہ ان کے برابر ثواب کی نیت سے سفر کر کے جانا منع ہے یعنی ان تین مساجد کے علاوہ ثواب کے اعتبار سے دنیا بھر کی مساجد برابر ہیں۔ انہوں نے بعض فقہاء کے استدلال کا جواب یہ دیا ہے کہ اس حدیث میں حرف ”الا“ استثنائی اور اس کا مستثنیٰ منہ مقدر ہے جو اصل عبارت یوں تھی: ”لا تشد الرحال الی مساجد الا الی ثلاثة مساجد“۔

سوال: کیا زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت سے سفر کرنا جائز ہے یا منع؟

جواب: زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر یقیناً جائز، باعث مغفرت و ثواب ہے۔ اس سلسلے میں کثیر تعداد میں احادیث موجود ہیں۔ دور صحابہ سے لے کر تا عصر حاضر تو اتر سے تعامل الناس بھی اس کی بین دلیل ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ إِلَى الْمَسْجِدِ

باب 103: مسجد کی طرف چل کر جانا

301 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَأْتَوْهَا وَأَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَلَكِنْ أَيُّهَا وَأَنْتُمْ تَمْشُونَ وَعَلَيْكُمْ السَّكِينَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَاتَمُّوا

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ وَأَبِي بِنِ كَعْبٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَجَابِرٍ وَأَنَسِ

مذاهب فقہاء: قَالَ أَبُو عَيْسَى: اِخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْمَشْيِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَمِنْهُمْ مَنْ رَأَى الْإِسْرَاعَ إِذَا

301- اخرجہ البخاری (453/2): کتاب الجمعة: باب: المشی الی الجمعة: حدیث (908) وبسلم (526/2- الابی): کتاب المساجد

و مواضع الصلاة بواب: استنباط اتيان الصلاة بوقار و سكينه والنسبي عن اتيانها سعيًا حدیث (602/151)-

خَافَ فَوَتْ التَّكْبِيرَةَ الْأُولَى حَتَّى ذُكِرَ عَنْ بَعْضِهِمْ أَنَّهُ كَانَ يُهْرَوِلُ إِلَى الصَّلَاةِ وَمِنْهُمْ مَنْ كَرِهَ الْإِسْرَاعَ
وَإِخْتَارَ أَنْ يَمْشِيَ عَلَى تَوَدَّةٍ وَوَقَارٍ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَاسْحَقُ وَقَالَا الْعَمَلُ عَلَى حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَالَ
إِسْحَقُ إِنْ خَافَ فَوَتْ التَّكْبِيرَةَ الْأُولَى فَلَا بَأْسَ أَنْ يُسْرِعَ فِي الْمَشْيِ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَعِيدِ بْنِ
الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِمَعْنَاهُ هَكَذَا
قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ
حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب نماز کھڑی ہو جائے تو تم دوڑتے
ہوئے اس کی طرف نہ آؤ بلکہ چلتے ہوئے اس کی طرف آؤ تم پر سکون لازم ہے۔ جتنی نماز تمہیں ملے (وہ امام کی اقتداء میں) ادا
کر لو اور جو گزر چکی ہو اسے (بعد میں) مکمل کر لو۔

اس بارے میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ،
حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہل علم نے مسجد کی طرف چل کر جانے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔
بعض حضرات کے نزدیک تیزی سے چل کر جایا جائے گا جب پہلی تکبیر کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو یہاں تک کہ بعض
حضرات سے یہ بات مذکور ہے: وہ شخص نماز کے لیے دوڑ کر جائے گا۔

بعض حضرات کے نزدیک تیزی سے چل کر جانا مکروہ ہے۔ ان حضرات نے آرام اور وقار کے ساتھ چل کر جانے کو اختیار کیا ہے۔
امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے یہ دونوں حضرات یہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تاہم اگر کسی شخص کو پہلی تکبیر فوت ہونے کا اندیشہ
ہو تو اس کے تیز چل کر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے وہی حدیث نقل کرتے ہیں: جو ابوسلمہ نے نقل کی ہے۔
یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور یہ روایت یزید بن زریع سے منقول روایت سے
زیادہ مستند ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

شرح

جماعت میں شمولیت کے لیے دوڑے کی ممانعت

اقامت کہنے کے بعد جب جماعت کھڑی ہو جائے تو مسبوق نمازیوں کا راستہ سے یا وضو والی جگہ سے یا جو توں والی جگہ سے دوڑ کر شامل ہونے کی ممانعت ہے۔ ایسی صورت میں ایک طرف جبلت منفعت ہے اور دوسری طرف دفع مضرت ہے، جب ان دونوں کا آپس میں مقابلہ ہو جائے تو دفع مضرت کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ لہذا نمازی حضرات دوڑ کر جماعت میں شامل ہونے کی بجائے اطمینان کے ساتھ مسجد کی طرف آئیں، جتنی نماز امام کے ساتھ مل جائے پڑھیں جبکہ باقی ماندہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد مکمل کر لیں۔ مسجد کی طرف اور مسجد میں دوڑنا، آداب مسجد کے منافی ہے۔ علاوہ ازیں دوڑنے کی وجہ سے کوئی اگر کر زخمی بھی ہو سکتا ہے جو کئی جماعتوں میں عدم شمولیت کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ البتہ بعض فقہاء نے نمازیوں کو قدرے تیزی سے چل کر جماعت میں شامل ہونے کی اجازت دی ہے۔ زیر بحث حدیث میں بھی اسی مسئلہ کو واضح کیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب جماعت کھڑی ہو جائے تو تم دوڑ کر اس میں شمولیت اختیار نہ کرو بلکہ اطمینان و طمانیت سے آؤ، جتنی نماز امام کے ساتھ مل جائے پڑھو اور باقی ماندہ امام کی فراغت کے بعد کھڑے ہو کر الگ مکمل کر لو۔“

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُعُودِ فِي الْمَسْجِدِ وَانْتِظَارِ الصَّلَاةِ مِنَ الْفَضْلِ

باب 104: مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھنے کی فضیلت

302 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدِيثٌ: لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَ يَنْتَظِرُهَا وَلَا تَزَالُ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي الْمَسْجِدِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُحَدِّثْ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ حَضْرَمَوَاتٍ وَمَا الْحَدِيثُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ فَسَاءَ أَوْ ضَرَّاطٌ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَآبِي سَعِيدٍ وَأَنَسٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص نماز کا انتظار کر رہا ہو تو وہ

نماز کی حالت میں شمار ہوتا ہے اور فرشتے اس شخص کے لیے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں جب تک آدمی مسجد میں موجود رہتا ہے

(فرشتے دعا کرتے ہیں): ”اے اللہ! اس کی مغفرت کر دے، اے اللہ! اس پر رحم کر“

302- اخرجه مسلم (3/180- النورى): كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: فضل صلاة الجماعة وانتظار الصلاة واحمد في

”سنده“: (289/2- 312- 319) من طريق همام بن منبه عن ابي هريرة فذكره-

جب تک وہ شخص بے وضو نہ ہو جائے۔ ”حضر موت“ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے دریافت کیا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! حدث سے مراد کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہوا خارج ہونا یا آواز آنا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

نماز کے انتظار میں بیٹھنے کی فضیلت

وقتی نماز سے فراغت کے بعد جو شخص آئندہ نماز کے انتظار میں مسجد میں ٹھہرا رہا، ذکر و اذکار، نوافل و وظائف اور تلاوت قرآن میں مصروف رہا تو اس کے لیے نماز میں مشغولیت کا حکم ہے۔ یعنی اس کے نامہ اعمال میں نماز میں مصروف رہنے کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ مومن شخص کا دل مسجد میں اس طرح اطمینان پذیر ہوتا ہے، جس طرح مچھلی پانی میں خوش ہوتی ہے اور مومن کا دل خارج مسجد میں اس طرح بے چینی کا شکار ہوتا ہے، جس طرح مچھلی پانی سے باہر ہوتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن سات آدمیوں کو اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے گا جس دن اس سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ان سات آدمیوں میں سے ایک شخص وہ ہے جو نماز فرض ادا کرنے کے بعد مسجد سے باہر نکل گیا لیکن اس کا دل مسجد کے ساتھ معلق رہا۔ (مشکوٰۃ رقم الحدیث ۷۰۱) علاوہ ازیں اس کے لیے اس وقت تک فرشتے مغفرت و بخشش اور نزول رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ بے وضو نہیں ہو جاتا۔ یہی مضمون حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْخُمْرَةِ

باب 105: چٹائی پر نماز ادا کرنا

303 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى الْخُمْرَةِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ وَأَبْنِ عُمَرَ وَأُمِّ سُلَيْمٍ وَعَائِشَةَ وَمَيْمُونَةَ وَأُمِّ كَلْثُومِ بِنْتِ أَبِي

سَلْمَةَ بْنِ عَبْدِ الْأَسَدِ وَلَمْ تَسْمَعْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمِّ سَلْمَةَ

حَكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مَدَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَبِهِ يَقُولُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالَ أَحْمَدُ وَاسْحَقُ قَدْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الصَّلَاةُ عَلَى الْخُمْرَةِ

303- اخرجه احمد في "مسنده": (1/269- 309- 320- 358) من طريق سماك بن حرب عن عكرمة عن ابن عباس به-

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَالْخُمْرَةُ هُوَ حَصِيرٌ قَصِيرٌ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر نماز ادا کر لیتے تھے۔

اس بارے میں سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا، سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت ابوسلمہ بن عبدالاسد سے احادیث منقول ہیں۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ بعض اہل علم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت ہے: چٹائی پر نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”خمرہ“ چھوٹی چٹائی کو کہتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْحَصِيرِ

باب 106: نماز بڑی چٹائی پر ادا کرنا

304 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرِ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى حَصِيرٍ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَالْمَغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَّا أَنَّ قَوْمًا مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ اخْتَارُوا الصَّلَاةَ عَلَى

الْأَرْضِ اسْتِحْبَابًا وَأَبُو سُفْيَانَ اسْمُهُ طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی چٹائی پر نماز ادا کی ہے۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

اکثر اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا، البتہ اہل علم کے ایک گروہ نے زمین پر نماز ادا کرنے کو استحباب کے طور پر

اختیار کیا ہے۔ ابوسفیان نامی راوی کا نام طلحہ بن نافع ہے۔

304- اخرجہ مسلم (407/2- الابسی): کتاب الصلاة باب: الصلاة في توب واحد و صفة لبسه حديث (519/284) وابن ماجه

(328/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيهما باب: الصلاة على خمره حديث (1029) واحد في "مسنده" (10/3-52-59) وابن

خزيمة (103/2) كتاب الصلاة باب: الصلاة على الحصير حديث (1004)-

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْبُسْطِ

باب 107: بچھونے پر نماز ادا کرنا

305 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ الضُّبَيْعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ
 مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَالِطُنَا حَتَّىٰ إِنْ كَانَ يَقُولُ لِأَخِي صَغِيرٍ يَا أَبَا
 عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النَّغِيرُ قَالَ وَنُضِحَ بِسَاطٍ لَنَا فَصَلَّىٰ عَلَيْهِ
 فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
 حَكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ
 مِنْ أَهْلِ فِقْهَاءِ: وَالْعَمَلُ عَلَىٰ هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ
 بَعْدَهُمْ لَمْ يَرَوْا بِالصَّلَاةِ عَلَى الْبُسْطِ وَالطَّنْفَسَةِ بَأْسًا وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَاسْحَقُ
 تَوْضِيحُ رَاوِي: وَأَسْمُ أَبِي التَّيَّاحِ يَزِيدُ بْنُ حُمَيْدٍ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہمارے ساتھ گھل مل جایا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ میرے چھوٹے بھائی سے فرمایا کرتے تھے: اے ابوعمیر! تمہاری چڑپا کو کیا ہوا۔
 راوی بیان کرتے ہیں: ہمارے بچھونے کو دھویا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے اس پر نماز ادا کی۔
 اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔
 امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
 اکثر اہل علم کے نزدیک جن کا تعلق نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور ان کے بعد والوں سے ہے، اس حدیث پر عمل کیا جائے گا،
 ان حضرات کے نزدیک بچھونے پر یا قالیں پر نماز ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
 امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔
 ابوتیاح نامی راوی کا نام یزید بن حمید ہے۔

305- اضرمہ البخاری (543/10): کتاب الادب باب: الانبساط الی الناس و (598/10): باب الکسبۃ للصبی و قبل ان یولد
 للرجل حدیث (6203) و فی ”الادب المفرد“ (969) و مسلم (599/2 - الابی) کتاب المساجد و مواضع الصلوة باب: جواز
 الجماعۃ فی الشافلۃ و الصلوة علی حصیر و خمرۃ و ثوب و غیرہا من الطائفات حدیث (259/267) (309/7 - الابی): کتاب
 ”الادب“: باب: استصحاب تحنیک المولود عند ولادته و صلہ الی صالح یمکنہ و جواز تسمیۃ یوم ولادته و استصحاب التسمیۃ بعد
 اللہ و ابراہیم و سائر اسماء الانبیاء علیہم السلام حدیث (2150/30) و (44/8 - الابی): کتاب الفضائل: باب: کان رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس خلقا حدیث (2310/55) و ابن ماجہ (1226/2): کتاب ”الادب“: باب المزاج حدیث
 (3720) (1231/2): باب: الرجل یکنی قبل ان یولد له حدیث (3740) و النسائی فی عمل الیوم و اللیلۃ (334-335) و احمد فی
 ”سنده“: (119/3 - 171 - 190 - 212 - 270) من طریق ابی التیاح یزید بن حمید عن انس بن مالک فذکرہ۔

شرح

چٹائی وغیرہ پر نماز ادا کرنے میں مذاہب آئمہ

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلسل تین ابواب میں تین احادیث تخریج کی ہیں۔ لفظ ”خمرة“ سے مراد چھوٹی چٹائی ہے جو گھر میں استعمال کی جاتی ہے، اس پر کھڑے ہو کر نماز ادا کریں تو چہرہ اس پر نہ ٹکے بلکہ زمین پر ٹکاتا ہو۔ ”حصیر“ سے مراد بڑی چٹائی ہے جو عموماً گھر میں بیٹھنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے اور وہ نماز کے لیے بھی استعمال کی جاسکتی ہو۔ ”بساط“ سے مراد چٹائی یا کپڑے کی جانماز ہے۔

کیا زمین پر چٹائی وغیرہ بچھا کر اس پر نماز ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ فرض نماز زمین پر یا ایسی چیز جو زمین کی جنس سے ہو، اس پر ادا کی جاسکتی ہے۔ زمین کی جنس سے وہ چیز ہے جسے آگ نہ جلا سکتی ہو اور نہ پگھلا سکتی ہو مثال کے طور پر اینٹ، ریت اور پتھر وغیرہ۔ جس چیز کو آگ جلا دے یا پگھلا دے وہ زمین کی جنس سے نہیں ہو سکتی مثلاً لکڑی، چٹائی اور کپڑا وغیرہ۔ ان چیزوں پر فرض نماز درست نہیں ہے، البتہ نوافل ان اشیاء پر بھی ادا کیے جاسکتے ہیں۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر قسم کی نماز زمین پر، اس کی جنس پر اور ہر قسم کی چٹائی پر ادا کرنا جائز ہے خواہ فرائض ہوں یا نوافل ہوں۔ جمہور نے احادیث ابواب سے استدلال کیا ہے کہ چھوٹی اور بڑی چٹائی اور ہر قسم کے کپڑے پر نماز ادا کرنا جائز ہے۔ البتہ ان کا پاک و طاہر ہونا شرط ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي الْحَيْطَانِ

باب 108: باغ میں نماز ادا کرنا

306 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ أَبِي الطَّفِيلِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَحِبُّ الصَّلَاةَ فِي الْحَيْطَانِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ يَعْنِي

الْبَسَاتِينِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ مُعَاذِ حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَالْحَسَنُ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ قَدْ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَغَيْرُهُ وَأَبُو الزُّبَيْرِ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ

بْنِ تَدْرُسَ وَأَبُو الطَّفِيلِ اسْمُهُ عَامِرُ بْنُ وَائِلَةَ

﴿﴾ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ”حیطان“ میں نماز ادا کرنے کو پسند کرتے تھے۔

306- انفرد به الترمذی بنظر ”تحفة الانراف“ (402/8) حدیث (11323)

ابوداؤد نامی راوی بیان کرتے ہیں: یعنی باغ میں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”غریب“ ہے، ہم اسے صرف حسن بن ابوجعفر نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حسن بن ابوجعفر کو یحییٰ بن سعید قطان اور دیگر محدثین نے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

ابوزبیر نامی راوی کا نام محمد بن مسلم بن مدرس ہے۔

ابوظیف نامی راوی کا نام عامر بن وائلہ ہے۔

شرح

باغ میں نماز ادا کرنے کا مسئلہ

لفظ ”حیطان“ حائط کی جمع ہے، اس سے مراد دیوار ہے۔ اہل عرب اپنے باغات کے اطراف میں دیوار بنایا کرتے تھے، اس لیے اس کا معنی ہوا: باغ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھار باغ میں نماز ادا کرتے تھے اور آپ کا یہ مستقل معمول یا عادت مستمرہ نہیں تھی۔

قرون متوسطہ میں مشائخ کرام اور صوفیاء عظام نے پہاڑوں اور جنگلات میں جا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت کرنا شروع کر دی تھی اور انہوں نے زیر بحث حدیث سے استدلال کیا تھا۔ زیر بحث حدیث سے استدلال کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ روایت ضعیف ہے۔ علاوہ ازیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان جواز کے لیے اپنی عادت مستمرہ کے خلاف یہ کام کیا تھا۔ حضرات انبیاء اور خاتم الانبیاء علیہم السلام کی عادت مستمرہ تو یہ تھی کہ لوگوں اور اپنے بچوں میں رہتے ہوئے عبادت و ریاضت کی تھی۔ علاوہ ازیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی مخلوق سے علیحدگی اختیار کر کے پہاڑوں اور جنگلات میں ریاضت کرنے کا طریقہ ہرگز اختیار نہیں فرمایا تھا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے باغ میں نماز ادا کرنا پسند کیا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي سُتْرَةِ الْمُصَلِّي

باب 109: نمازی کے سترہ کا بیان

307 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مَوْخِرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُبَالِي مَنْ مَرَّ وَرَاءَ ذَلِكَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَسَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَسَبْرَةَ بْنِ مَعْبِدِ الْجُهَنِيِّ

307- اضرجه مسلم: (2/389- الابسی) کتاب: الصلاة: باب: ستره المصلی حدیث (241/499) وابو داؤد (1/239) کتاب

الصلاة: باب: ما یستر المصلی حدیث (685) وابن ماجه (1/303): کتاب اقامه الصلاة والسنة فیہا: باب: ما یستر المصلی حدیث

(940) (واحد) (1/161) وابن خزیمہ (2/11) حدیث (805)

وَأَبَى جُحَيْفَةَ وَعَائِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ طَلْحَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالُوا سُرَّةُ الْإِمَامِ سُرَّةٌ لِمَنْ خَلْفَهُ

﴿﴾ موسیٰ بن طلحہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص اپنے آگے پالان کی لکڑی جتنی کوئی چیز رکھ لے تو وہ نماز ادا کر سکتا ہے پھر وہ اس بات کی پروا نہ کرے کہ اس کے دوسری طرف سے کون گزر رہا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سہل بن ابو حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت سمرہ بن معبد رضی اللہ عنہ، حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا وہ حضرات یہ فرماتے ہیں: امام کا سترہ مقتدی کا بھی سترہ شمار ہوگا۔

شرح

نمازی کا اپنے سامنے سترہ نصب کرنے کا مسئلہ

جب امام یا مفرد کے سامنے سے حالت نماز میں کسی شخص کے گزرنے کا امکان ہو تو اپنے سامنے سترہ نصب کر لینا مستحب ہے۔ سترہ ایک ہاتھ طویل اور شہادت کی انگلی کے برابر موٹا ہونا چاہیے۔ اگر کسی شخص کے پاس بطور سترہ رکھنے کے لیے کوئی چیز موجود نہ ہو تو حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لکیر کھینچ سکتا ہے اور لکیر سترہ کے قائم مقام ہو جائے گی۔ حضرات آئمہ ثلاثہ کا موقف ہے کہ نمازی اپنے سامنے بطور سترہ لکیر نہیں کھینچ سکتا، کیونکہ لکیر سترہ کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ اگر کسی میدان میں باجماعت نماز پڑھی جا رہی ہو تو صرف امام کے سامنے سترہ نصب کیا جائے گا، کیونکہ امام کا سترہ سب مقتدیوں کے لیے کافی ہو جائے گا۔ ہر مقتدی کو اپنے سامنے الگ سے سترہ نصب کرنے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ اس مسئلہ میں تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے۔ حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی شخص نے اپنے سامنے کجاوے کی لکڑی کے برابر کوئی چیز رکھ لی، تو وہ نماز پڑھتا رہے اور وہ پروا نہ کرے کہ اس کی دوسری طرف سے کون گزر رہا ہے۔“

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّي

باب 110: نمازی کے آگے سے گزرنا مکروہ ہے

308 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ

عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ

متن حدیث: أَنَّ زَيْدَ ابْنَ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ أَرْسَلَهُ إِلَى أَبِي جُهَيْمٍ يَسْأَلُهُ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّي فَقَالَ أَبُو جُهَيْمٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ

بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا أَدْرِي قَالَ
أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَوْ سَنَةً

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عَمْرٍو قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَدِيثُ أَبِي جُهَيْمٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حدیث دیگر: وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَأَنْ يَقِفَ أَحَدُكُمْ مِائَةَ عَامٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ
يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْ أَخِيهِ وَهُوَ يُصَلِّي

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرَهُوا الْمُرُورَ بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّي وَلَمْ يَرَوْا أَنَّ ذَلِكَ يَقْطَعُ
صَلَاةَ الرَّجُلِ

توضیح راوی: وَأَسْمُ أَبِي النَّضْرِ سَالِمٌ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمَدِينِيِّ

﴿﴾ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حضرت ابو جہیم رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تا کہ ان سے اس بارے میں دریافت کریں کہ انہوں نے نمازی کے آگے سے گزرنے والے شخص کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے؟ تو حضرت ابو جہیم نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے شخص کو یہ پتہ چل جائے کہ اسے کتنا گناہ ہوگا؟ تو وہ چالیس تک ٹھہرنا اپنے لیے اس سے زیادہ بہتر سمجھے کہ وہ نمازی کے آگے سے گزر جائے۔

ابونضر نامی راوی بیان کرتے ہیں: مجھے نہیں معلوم اس سے مراد چالیس دن ہیں یا چالیس مہینے ہیں یا چالیس سال ہیں۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو جہیم رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات نقل کی گئی ہے: کسی شخص کا ایک سو سال تک کھڑے رہنا اس کے لیے اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ اپنے بھائی کے آگے سے گزرنے جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو۔

اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ ان حضرات کے نزدیک نمازی کے آگے سے گزرنے کا مکروہ ہے تاہم ان کے

ز نزدیک اس سے نماز نہیں ٹوٹی۔ ابونضر نامی راوی کا نام سالم ہے اور یہ عمر بن عبید اللہ مدینی کے غلام ہیں۔

308- اخرجہ البخاری (696/1) کتاب الصلاة: باب: اتم المار بین یدی المصلی حدیث (510) ومسلم (398/2 - الابی) کتاب

الصلاة: باب: المار بین یدی المصلی حدیث (507/621) وابو داؤد (244/1) کتاب الصلاة: باب: ما یمری عنہ المرور بین یدی

المصلی حدیث (701) والنسائی (66/2) کتاب القبلة: باب: التمسید من المرور بین یدی المصلی و بین سترہ حدیث (756)

وابن ماجہ (304/1) کتاب اقامة الصلاة والسنة فیہا: باب: المرور بین یدی المصلی حدیث (944) ومالك (154/1): کتاب فصر

الصلاة فی السفر: باب: التمسید فی ان یمر احد بین یدی المصلی حدیث (34) والدارمی (329/1): کتاب الصلاة: باب: التمسید

المرور بین یدی المصلی -

شرح

نمازی کے سامنے سے گزرنے کی وعید

کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے سامنے سے گزرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ حضرت فرید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک شخص، حضرت ابو جہیم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا تا کہ وہ دریافت کرے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازی کے سامنے سے گزرنے والے شخص کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟ حضرت ابو جہیم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو اگر اس کا گناہ معلوم ہو جائے تو وہ چالیس تک ٹھہرا رہے، یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اس کے سامنے سے گزرے۔“ چالیس سے مراد: ایام یا مہینے یا سال بھی ہو سکتے ہیں۔ باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نمازی کے سامنے سے گزرنے والا سو سال تک بھی ٹھہرا رہے، یہ اس کے لیے بہتر ہے کہ وہ اپنے نمازی بھائی کے سامنے سے گزرے۔“ اس حدیث میں سو سال تک ٹھہرنے کا ذکر ہے۔ ان روایات سے نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کی وعید و مذمت بیان کی گئی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ

باب 111: نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی

309 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ

الرُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: كُنْتُ رَدِيفَ الْفَضْلِ عَلَيَّ اتَانِ فَجِئْنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ بِمِنَى

قَالَ فَنَزَلْنَا عَنْهَا فَوَصَلْنَا الصَّفَّ فَمَرَّتْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ فَلَمْ تَقْطَعْ صَلَاتَهُمْ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءِ: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ

مِنَ التَّابِعِينَ قَالُوا لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَالشَّافِعِيُّ

309- اخرجہ البخاری (680/1): کتاب الصلاة: باب: ستر الامام ستر من خلفه حدیث (493) و مسلم (395/2-الابی): کتاب

الصلاة: باب: ستر المصلی حدیث (504/254) و ابوداؤد (247/1): کتاب الصلاة: باب: من قال الصلوة لا یقطع الصلاة حدیث

(715) والنسائی (64/2): کتاب القبلة: باب: ذکر ما یقطع الصلاة وما لا یقطع اذا لم یکن بین یدی المصلی ستر حدیث

(752) ابواب ماجه (305/1): کتاب اقامة الصلاة والسنة فیہا باب: ما یقطع الصلاة حدیث (947) و مالک (155/1): کتاب قصر

الصلاة فی السفر باب: الرخصة من المرور بین یدی المصلی حدیث (38) و الدارمی (329/1): کتاب الصلاة: باب: لا یقطع

الصلاة شیء واحد (342/1) و ابن خزيمة (22/2) حدیث (833) و المعینی (224/1) حدیث (475)-

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں حضرت فضل رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ایک گدھی پر سوار تھا۔ ہم لوگ آئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنے ساتھیوں کو منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ہم اس سے اترے اور ہم صف کے ساتھ شامل ہو گئے وہ گدھی ان لوگوں کے آگے سے گزری لیکن اس نے ان لوگوں کی نماز کو نہیں توڑا۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد تابعین سے تعلق رکھنے والے اکثر اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا یہ حضرات یہ فرماتے ہیں: نماز کو کوئی بھی چیز نہیں توڑتی ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ إِلَّا الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ

باب 112: کتے، گدھے اور عورت کے علاوہ کوئی چیز نماز کو نہیں توڑتی

310 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ وَمَنْصُورُ بْنُ زَادَانَ عَنْ

حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ حَدِيث: إِذَا صَلَّى الرَّجُلُ وَلَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ كَأَحْرَةَ الرَّحْلِ أَوْ كَوَاسِطَةَ الرَّحْلِ قَطَعَ صَلَاتَهُ الْكَلْبُ
الْأَسْوَدُ وَالْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ فَقُلْتُ لِأَبِي ذَرٍّ مَا بَالُ الْأَسْوَدِ مِنَ الْأَحْمَرِ مِنَ الْأَبْيَضِ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي سَأَلْتَنِي كَمَا
سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَالْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو وَالْغَفَارِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَيْهِ قَالُوا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ وَالْأَسْوَدُ قَالَ
أَحْمَدُ الَّذِي لَا أَشْكُ فِيهِ أَنَّ الْكَلْبَ الْأَسْوَدَ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ وَفِي نَفْسِي مِنَ الْحِمَارِ وَالْمَرْأَةِ شَيْءٌ قَالَ إِسْحَقُ لَا
يَقْطَعُهَا شَيْءٌ إِلَّا الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ

310- أخرجه مسلم (401/2- الابن)؛ كتاب الصلاة: باب: قد ما يستر المصنوع حديث (265 / 510) وأبو داود (244/1)؛
كتاب الصلاة: باب: ما يقطع الصلاة حديث (702) والنسائي (63/2) كتاب القبلة باب: ذكر ما يقطع الصلاة وما لا يقطع إذا لم
يكن بين يدي المصلي شرة حديث (750) وابن ماجه (306/1)؛ كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما يقطع الصلاة حديث
(952) وأحمد في "مسند": (149/5- 151- 155- 158- 160- 161) والدارمي (329/1)؛ كتاب الصلاة: باب: ما يقطع
الصلاة وما لا يقطعها: وابن خزيمة (11/2) حديث (806) و (20/2- 21) حديث (830- 831) من طريق حميد بن هلال عن
عبدالله بن الصامت عن أبي ذر الغفاري فذكره-

﴿﴾ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص نماز ادا کر رہا ہو اور اس کے سامنے پالان کی پیچھے والی لکڑی یا درمیانی لکڑی، جتنی کوئی چیز (سترہ کے طور پر) نہ ہو تو سیاہ کتا، عورت یا گدھا (آگے سے گزرنے سے) نماز توڑ دیتے ہیں۔

راوی کہتے ہیں: میں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: سرخ یا سفید کی بجائے کالے (کتے) کی کیا وجہ ہے تو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! جس طرح تم نے مجھ سے سوال کیا، اسی طرح میں نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سوال کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت حکم غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض اہل علم نے اس کو اختیار کیا ہے وہ یہ فرماتے ہیں: گدھا، خاتون اور سیاہ کتا (آگے سے گزرنے سے) نماز کو توڑ دیتے ہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ یہ فرماتے ہیں: مجھے اس میں کوئی شک نہیں ہے: سیاہ کتا نماز کو توڑ دیتا ہے، تاہم گدھے اور خاتون کے بارے میں میرے ذہن میں الجھن پائی جاتی ہے۔

امام اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صرف سیاہ کتا نماز کو توڑتا ہے۔

شرح

نمازی کے سامنے سے کسی جانور کے گزرنے سے نماز فاسد نہ ہونے کا مسئلہ

اس بات پر تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے مصلیٰ کے سامنے سے سترہ کے بغیر مرد گزر جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی، البتہ گزرنے والا گناہگار ضرور ہوتا ہے۔ کیا مصلیٰ کے سامنے سے سترہ کے بغیر کتا، گدھا اور عورت کے گزرنے سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ میں اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ اور بعض اہل ظواہر کا موقف ہے کہ ان تینوں میں سے کسی کے نمازی کے سامنے سے گزرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ انہوں نے زیر بحث سے آئندہ باب کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ وہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، انہوں نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب کوئی شخص حالت نماز میں ہو، اس کے سامنے کجاوہ کی کوئی لکڑی بھی نہ ہو تو اس کی نماز کو سیاہ کتا، عورت یا گدھا (آگے گزرنے کے سبب) توڑ دیتا ہے۔“

۲- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان میں سے کسی کے بھی بغیرہ سترہ کے نمازی کے سامنے سے گزرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ وہ حضرت فضل رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک گدھی پر سوار تھے، ہم حاضر ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت منیٰ میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ ہم گدھی سے اتر کر صف میں شامل ہو گئے جبکہ گدھی صفوں کے درمیان سے

گزری مگر اس سے لوگوں کی نماز فاسد نہیں ہوئی تھی۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد کے وقت وہ آپ کے سامنے لیٹی ہوئی تھیں۔ معلوم ہوا کہ گدھے یا عورت کے گزرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

سوال: سیاہ کتا، گدھا اور عورت کی تخصیص کیوں کی گئی ہے؟

جواب: ان تینوں کی تخصیص کی وجہ ان میں شیطانی اثرات کا دخل ہے۔ حدیث باب میں یہ الفاظ موجود ہیں: "الكلب الاسود شیطان" (سیاہ کتا شیطان ہے)۔ عورتوں کے بارے میں یہ الفاظ ہیں: النساء حبائل الشیطان (عورتیں شیطان کے کھلونے ہیں)۔ حمار کے بارے میں روایات موجود ہیں کہ اس کی نہیق شیطانی اثرات کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اس طرح بطور نتیجہ یوں کہا جاسکتا ہے: "فلکل من الثلاثة علاقة بالشیطان" یعنی تینوں کے مابین شیطانی اثرات کا تعلق و علاقہ ہے۔ اس قدر مشترک کی وجہ سے تینوں کی تخصیص کی گئی ہے۔

سوال: زیر بحث باب کی حدیث قولی ہے جبکہ آئندہ باب کی حدیث جو جمہور کی دلیل ہے، فعلی ہے۔ مشہور ضابطہ کے مطابق قولی حدیث کو ترجیح حاصل ہونی چاہیے؟

جواب: قولی روایت کو اس وقت فعلی روایت پر ترجیح دیتے ہیں جب دونوں کے مابین تطبیق کی صورت نہ نکلتی ہو، یہاں تطبیق کی صورت موجود ہے، لہذا ترجیح والا قانون جاری نہیں ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي التَّوْبِ الْوَاحِدِ

باب 113: ایک کپڑے میں نماز ادا کرنا

311 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي

سَلَمَةَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ مُشْتَمِلًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ وَأَنَسٍ وَعُمَرَ بْنِ أَبِي أَسِيدٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَكَيْسَانَ وَابْنَ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ وَأُمَّ هَانِيٍّ وَعَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ وَطَلْقَ بْنَ عَلِيٍّ وَعُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ الْأَنْصَارِيَّ

حَكَمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

311- اضربه مالك في "الموطأ": (140/1); كتاب صلاة الجماعة: باب: الرخصة في الصلاة في الثوب الواحد حديث (29) والبخاري (558/1-559); كتاب الصلاة: باب: الصلاة في الثوب الواحد ملتصقا به حديث (354-355-356) ومسلم (406/2-اللابسي) كتاب الصلاة: باب: الصلاة في ثوب واحد وصفه لبسه حديث (517/278) والنسائي (70/2); كتاب القبلة: باب: الصلاة في الثوب الواحد وابن ماجه (333/1); كتاب اقامة الصلاة والصلاة والسنة فيهما: باب: الصلاة في الثوب الواحد حديث (1049) واحمد في "مسنده": (26/4) وابن خزيمة (374/1) حديث (761) و(378/1-379) حديث (770-771) من طريق هشام بن عروة بن الزبير عن ابيه عن عمر بن ابي سلمة فذكره-

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعَدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ قَالُوا لَا بَأْسَ بِالصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ وَقَدْ قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ يُصَلِّي الرَّجُلُ فِي ثَوْبَيْنِ

﴿﴾ حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس وقت صرف) ایک کپڑا پہنا ہوا تھا۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن ابواسید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت کیسان رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد تابعین اور دیگر (طبقات) سے تعلق رکھنے والے اکثر اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا یہ حضرات فرماتے ہیں: ایک کپڑا پہن کر نماز ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: آدمی دو کپڑے پہن کر نماز ادا کرے۔

شرح

ایک کپڑے میں نماز ادا کرنے کا مسئلہ

نماز کے ارکان اور فرائض میں سے ایک ”ستر عورت“ ہے۔ یہ رکن فرائض و نوافل سب نمازوں کے لیے ہے۔ خواتین کا ”ستر عورت“ ان کے ہاتھوں، پاؤں اور چہرے کے علاوہ تمام جسم ہے جبکہ مرد کا ”ستر عورت“ ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے۔ مرد کا ستر عورت کے علاوہ اپنے جسم کو حالت نماز میں چھپانا آداب نماز سے ہے۔ اپنے کپڑے زیب تن کر کے نماز ادا کرنی چاہیے، البتہ اگر کپڑے دستیاب نہ ہوں یا پاک نہ ہوں تو ایک کپڑے کے استعمال سے نماز درست ہو جائے گی۔ زیر بحث حدیث میں بیان جواز کی صورت بیان ہوئی۔ ورنہ ارشاد خداوندی یہ ہے: ”خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ“ (تم ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو) اس زینت سے مراد خوبصورت لباس، جسم کی طہارت اور کامل وضو ہے۔ عقل و دانش اور آداب مسجد و نماز کا تقاضا ہے کہ پورا لباس زیب تن کر کے نماز کی ادائیگی کے لیے حاضری ہو۔ علاوہ ازیں سر پر دستار اور ٹوپی دونوں یا دونوں میں سے ایک کا بھی التزام ہونا چاہیے۔ بعض لوگ ننگے سر نماز ادا کرنے کو پسند کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دوران نماز سر ڈھانپنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ان کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش ہے کہ وہ اسی آیت پر غور فرمائیں یا جس ذات کی بارگاہ میں حاضر ہو کر نماز ادا کرتے ہیں، اس بارگاہ کے آداب پر غور فرمائیں تو ان کا دل یقیناً گواہی دے گا کہ ننگے سر نماز کے لیے مسجد میں حاضر نہیں ہونا چاہیے۔ حالت نماز میں دستار اور ٹوپی کا استعمال تو اپنی جگہ ہے لیکن خارج نماز اور خارج مسجد بھی انہیں ترک نہیں کرنا چاہیے۔ دور حاضر میں ننگے سر رہنا لڑکوں،

نوجوانوں اور بوڑھوں کا فیشن بن چکا ہے، جس سے شیطان اظہار مسرت کرتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي ابْتِدَاءِ الْقِبْلَةِ

باب 114: قبلہ کا آغاز

312 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ أَوْ سَبْعَةَ
عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ أَنْ يُوجِّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى (قَدْ نَرَى
تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ) فَوَجَّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ
وَكَانَ يُحِبُّ ذَلِكَ فَصَلَّى رَجُلٌ مَعَهُ الْعَصْرَ ثُمَّ مَرَّ عَلَيَّ قَوْمٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ نَحْوَ بَيْتِ
الْمَقْدِسِ فَقَالَ هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ قَدْ وَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ قَالَ
فَانْحَرَفُوا وَهُمْ رُكُوعٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعُمَارَةَ بْنِ أَوْسٍ وَعَمْرٍو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ وَأَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ

ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانُوا رُكُوعًا فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ سولہ یا

شاید سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے رہے۔ نبی اکرم ﷺ کی یہ خواہش تھی کہ آپ کا رخ کعبہ کی طرف کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

”ہم تمہارے چہرے کا آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں، ہم تمہیں اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے، جس سے تم راضی

ہو گے، تم اپنے چہرے کو مسجد حرام کی سمت میں پھیر لو۔“

تو نبی اکرم ﷺ نے خانہ کعبہ کی طرف رخ کر لیا، جو آپ کو پسند بھی تھا۔

ایک شخص نے آپ کی اقتداء میں عصر کی نماز ادا کی، پھر وہ کچھ انصاریوں کے پاس سے گزرا جو عصر کی نماز بیت المقدس کی

طرف رخ کر کے پڑھ رہے تھے اور رکوع کی حالت میں تھے وہ بولا: اور اس نے گواہی دے کر یہ بات بتائی، اس نے نبی اکرم ﷺ

کے ہمراہ نماز ادا کی ہے، آپ ﷺ کا رخ خانہ کعبہ کی طرف کر دیا گیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے: ان تمام حضرات نے رکوع کی

312- اخرجه ابن ماجه (322/1): كتاب: اقامة الصلاة والسنة فبرأ باب: القبلة حديث (1010) من طريق علفين عمرو الدارمي

قال: حدثنا ابو بكر بن عباس عن ابن اسحق عن البراء بن عازب فذكره-

حالت میں اپنا رخ پھیر لیا (اور خانہ کعبہ کی طرف کر لیا)

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عمارہ بن اوس رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ابوالحق کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ سفیان نے عبداللہ بن دینار کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اس حدیث کو نقل کیا ہے، تاہم اس میں وہ یہ نقل کرتے ہیں وہ لوگ صبح کی نماز میں رکوع کی حالت میں تھے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ

باب 115: مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے

313 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي مَعْشَرٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي مَعْشَرٍ مِثْلَهُ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي أَبِي مَعْشَرٍ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ وَاسْمُهُ نَجِيحٌ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ

قول امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدٌ لَا أَرَوِي عَنْهُ شَيْئًا وَقَدْ رَوَى عَنْهُ النَّاسُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَحَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

جَعْفَرِ الْمَخْرَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَخْنَسِيِّ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَقْوَى مِنْ حَدِيثِ أَبِي مَعْشَرٍ وَأَصَحُّ

312- اضرحه مالك في "الموطأ": (195/1): كتاب القبلة: باب: ما جاء في القبلة حديث (6) والبخارى (603/1): كتاب الصلاة:

باب: ما جاء في القبلة حديث (403) و (22/8): كتاب التفسير: باب: قول الله تعالى: (وما جعلنا القبلة التي كنت عليها كتاب

أخبار الأهداد: باب: ما جاء في اجازة خبر الواحد الصدوق في الأذان والصلوة والصوم والفرائض والأحكام حديث (7251) ومسلم

(12/3- السنوى): كتاب المساجد ومواقع الصلاة: باب: تحويل القبلة من القدس الى الكعبة حديث (526/13) ولانسائى

(244/1): كتاب الصلاة: باب: استبانة الخطأ بعد الاجتهاد و (61/2) كتاب القبلة: باب: استبانة الخطأ بعد الاجتهاد واحمد في

"مسند": (113-105-16/2) و (26/6) والدارمى (281/1): كتاب الصلاة: باب: في تحويل القبلة من بيت المقدس الى الكعبة

وابن خزيمة (225/1) حديث (435) من طريق عبد الله بن دينار عن عبد الله بن عمر فذكره-

313- اضرحه ابن ماجه (323/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: القبلة حديث (1011) من طريق ابى معشر عن محمد بن

عمرو عن ابى سلمة عن ابى هريرة فذكره-

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔
 امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث دیگر حوالوں سے منقول ہے۔ بعض اہل علم نے اس میں معشر نامی راوی کے حافظے کے حوالے سے کچھ کلام کیا ہے ان کا نام ”صحیح“ تھا اور یہ بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلام تھے۔
 امام محمد (بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: میں ان سے کوئی روایت نقل نہیں کرتا (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) دیگر حضرات نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

امام محمد (بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: عبداللہ بن جعفر مخزومی نے عثمان بن محمد احنسی کے حوالے سے، سعید مقبری کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو احادیث نقل کی ہیں وہ زیادہ مستند ہیں اور ابو معشر کی روایت سے زیادہ مستند ہیں۔

314 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بَكْرِ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرِ الْمَخْرَمِيُّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَخْنَسِيِّ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 مَتْنُ حَدِيثٍ: مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَأَمَّا قِيلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرِ الْمَخْرَمِيُّ لِأَنَّهُ مِنْ وَلَدِ الْمِسُورِ بْنِ مَخْرَمَةَ

آثار صحابہ: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا جَعَلْتَ الْمَغْرِبَ عَنْ يَمِينِكَ وَالْمَشْرِقَ عَنْ يَسَارِكَ فَمَا بَيْنَهُمَا قِبْلَةٌ إِذَا اسْتَقْبَلْتَ الْقِبْلَةَ

وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ هَذَا لِأَهْلِ الْمَشْرِقِ وَاخْتَارَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ

التَّيَّاسِرَ لِأَهْلِ مَرَوْ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔

یہ بات کہی جاتی ہے: عبداللہ بن جعفر مخزومی نامی راوی حضرت مسور بن محزمہ کی اولاد میں سے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی منقول ہے: مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔

- ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما شامل ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب تم مغرب کو اپنے دائیں طرف کرو اور مشرق کو اپنے بائیں طرف کرو تو جو ان دونوں

کے درمیان ہوگا وہ قبلہ ہے جب تم قبلہ کی طرف رخ کرنے لگو۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔ یہ اہل مشرق کے لیے ہے۔

• حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ”مرؤ“ کے رہنے والوں کے لیے بائیں طرف کو اختیار کیا ہے۔

شرح

تحويل قبلہ کی تاریخ

تحويل قبلہ کتنی مرتبہ ہوا؟ اس بارے میں اختلاف ہے۔ بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ تحويل قبلہ ایک مرتبہ ہوا۔ مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کی طرف چہرہ انور کر کے نماز ادا کرنے کا حکم ہوا، تو آپ عملاً بیت اللہ اور بیت المقدس دونوں کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرماتے رہے۔ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں یہی حکم برقرار رہا اور آپ بیت المقدس کی طرف چہرہ انور کر کے نماز ادا فرماتے رہے۔ پھر تحويل قبلہ ہو گیا اور آپ نے بیت اللہ کی طرف چہرہ انور کر کے نماز ادا کرنا شروع کر دی۔

جمہور مؤرخین کے نزدیک تحويل قبلہ دوبار ہوا۔ مکہ مکرمہ میں استقبال کا حکم تھا جبکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عملاً بیک وقت بیت اللہ اور بیت المقدس کی طرف چہرہ انور کر کے نماز ادا کرتے تھے۔ ہجرت کے بعد بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے کا حکم ہوا تو آپ عملاً صرف بیت المقدس کی طرف چہرہ فرماتے کیونکہ دونوں کا استقبال ممکن نہیں تھا۔ ہجرت کے سولہ یا سترہ ماہ کے بعد دوبارہ تحويل قبلہ ہوا۔ اب بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے کا حکم ہوا۔ اس طرح دوبارہ تحويل قبلہ ہوا۔

ہجرت کے بعد بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے کا حکم اس لیے دیا گیا تھا کہ مدینہ طیبہ میں یہودی کثیر تعداد میں آباد تھے اور وہ بھی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے تھے۔ انہیں مؤثر طریقہ سے اسلام کی دعوت دینا مقصود تھا کہ ملت ابراہیمی اور یہود کا روحانی سرچشمہ صرف ایک ہے، وہ بیت المقدس ہے۔ علاوہ ازیں یہود نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک اسلامی کی مخالفت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ انہوں نے آپ کے دعوتی پروگرام کو چیلنج کرتے ہوئے کہا: اگر آپ حق پر ہیں، آپ کا پیغام حق ہے اور لوگوں کو حق کی دعوت دیتے ہیں تو آپ کا قبلہ ہم سے مختلف ہونا چاہیے، یعنی بیت المقدس کی بجائے بیت اللہ قبلہ ہونا چاہیے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تحويل قبلہ کا قصد فرمایا اور خواہش کا اظہار بھی کیا تا کہ یہودیوں پر اسلام کی حقانیت واضح ہو جائے۔ عین نماز کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے تحويل قبلہ کا حکم بایں الفاظ نازل فرمایا: "فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط" اے محبوب! آپ اپنا چہرہ انور مسجد حرام کی طرف پھیر لیں۔

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے زیر بحث باب کے تحت دو احادیث کی تخریج فرمائی ہے، دونوں کے الفاظ یکساں اور مضمون ایک ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مابين المشرق والمغرب قبلۃ" (مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے) گویا "بیت اللہ" مغرب و مشرق اور روئے زمین کے عین وسط میں واقع ہے۔ علاوہ ازیں بیت المعمور (فرشتوں کا قبلہ) کے بالکل نیچے ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ فِي الْغَيْمِ

باب 116: جو شخص اندھیرے میں قبلہ کی بجائے کسی اور طرف رخ کر کے نماز ادا کر لے

315 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ سَعِيدِ السَّمَّانِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ

عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

مَنْ حَدِيثٌ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ فَلَمْ نَدْرِ أَيْنَ الْقِبْلَةَ فَصَلَّى كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا عَلَيَّ حَيْالَهُ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا ذَكَرْنَا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَ (فَأَيْنَمَا تَوَلَّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ) حَكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَلِكَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَشْعَثِ السَّمَانِ

تَوْضِيحٌ رَاوَى: وَأَشْعَثُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو الرَّبِيعِ السَّمَانِيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَقَدْ ذَهَبَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا قَالُوا إِذَا صَلَّى فِي الْغَيْمِ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ ثُمَّ اسْتَبَانَ لَهُ بَعْدَمَا صَلَّى أَنَّهُ صَلَّى لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ فَإِنَّ صَلَاتَهُ جَائِزَةٌ

وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدُ وَأَسْحَقُ

◀◀ عاصم بن عبید اللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے رات شدید تاریک تھی، ہمیں پتہ نہیں چلا کہ قبلہ کی سمت کیا ہے، تو ہم میں سے ہر شخص نے اپنی حالت میں نماز ادا کر لی، جب صبح ہوئی اور ہم نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا، تو یہ آیت نازل ہوئی۔
”تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ کی ذات ہر جگہ موجود ہے۔“

یہ اس حدیث کی سند مستند نہیں ہے۔ ہم اس روایت کو صرف اشعث سمان کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

اشعث بن سعید ابوالربیع سمان کو علم حدیث میں ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔

اکثر اہل علم نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے، وہ یہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص اندھیرے کی وجہ سے قبلہ کی بجائے کسی اور طرف رخ کر کے نماز ادا کر لے اور اس نماز ادا کر لینے کے بعد اس کے سامنے یہ واضح ہو کہ اس نے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا نہیں کی، تو اس کی نماز درست شمار ہوگی۔

سفیان ثوری، ابن مبارک، امام احمد، امام اسحاق، اور امام اسحاق نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

غیر سمت قبلہ نماز ادا کرنے کا مسئلہ

استقبال قبلہ نماز کی شرائط میں سے ہے۔ جو شخص عمدًا اس شرط کو فوت کر دیتا ہے تو اس کی نماز درست نہیں ہوگی بلکہ واجب الاعدادہ ہے۔ جس شخص کے لیے بادل وغیرہ کی وجہ سے سمت قبلہ مشتبہ ہوگئی ہو اور اس نے تحری (غور و فکر) کر کے نماز کا آغاز کیا، دوران نماز اسے صحیح سمت معلوم ہوگئی، تو وہ اس سمت کی طرف پھر جائے۔ اگر اسے بعد از فراغت نماز معلوم ہوا کہ غلط سمت نماز پڑھی ہے، تو احناف کے نزدیک اس کی نماز ہوگئی۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسی نماز واجب الاعدادہ ہے۔ حضرت امام

315- اضرحہ ابن ماجہ (326/1)؛ کتاب: اقامة الصلاة والسنة فيهما باب: من يصلي لغير القبلة ولم لا يعلم حديث (1020)

وعبد بن حميد ص (130) حديث (316) من طريق عاصم بن عبد الله عن عبد الله بن عامر بن ربيعة عن ابيه فذكره-

مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اگر وقت باقی ہے تو نماز کا اعادہ مستحب ہے ورنہ نہیں۔ اگر مفرد نے تحری کے بغیر غلط سمت نماز ادا کی تو نماز نہیں ہوگی بلکہ واجب الاعادہ ہے۔ اگر باجماعت نماز پڑھنی ہو اور سمت قبلہ مشتبہ ہو جائے، تو سب لوگ تحری کر کے نماز پڑھیں تو جو مقتدی امام کے پیچھے ہوں گے ان کی نماز صحیح ہوگی اور جو امام سے آگے ہوں گے ان کی نماز نہیں ہوگی۔ اگر باجماعت مقتدی کو غلطی یا اختلاف کا علم بعد از فراغت نماز ہو تو سب کی نماز ہو جائے گی۔

سوال: زیر بحث حدیث جماعت پر محمول ہوگی یا انفرادی طور پر نماز پڑھنے پر؟

جواب: اس حدیث میں دونوں احتمال موجود ہیں کہ صحابہ نے انفرادی طور پر نماز ادا کی ہو یا باجماعت لیکن گہرے اندھیرے کی وجہ سے مخالفت امام کا علم فراغت نماز کے بعد ہوا ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ مَا يُصَلِّي إِلَيْهِ وَفِيهِ

باب 117: کس چیز کی طرف اور کس جگہ پر نماز ادا کرنا مکروہ ہے؟

316 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا الْمُقَرِّي حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ زَيْدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُصَلَّى فِي سَبْعَةِ مَوَاطِنَ فِي الْمَرْبَلَةِ وَالْمَجْزَرَةِ وَالْمَقْبَرَةِ وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ وَفِي الْحَمَامِ وَفِي مَعَاظِنِ الْإِبِلِ وَفَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللَّهِ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ زَيْدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مَرْثَدٍ وَجَابِرٍ وَأَنَسِ أَبُو مَرْثَدٍ اسْمُهُ كَنَازُ بْنُ حُصَيْنٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ اسْنَادُهُ لَيْسَ بِذَاكَ الْقَوِي

توضیح راوی: وَقَدْ تَكَلَّمَ فِي زَيْدِ بْنِ جَبْرِ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَزَيْدُ بْنُ جَبْرِ الْكُوفِيُّ اثْبَتْ مِنْ هَذَا وَأَقْدَمُ وَقَدْ سَمِعَ مِنْ ابْنِ عُمَرَ

اختلاف سند: وَقَدْ رَوَى اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَحَدِيثُ دَاوُدَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْبَهَ وَأَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ

وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ ضَعَفَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ مِنْهُمْ يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ الْقَطَّانِ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات جگہوں پر نماز ادا کرنے سے منع کیا ہے۔ بیت

316- اضرجه ابن ماجه (246/1): كتاب المساجد والجماعات: باب: المواضع التي تكره فيها الصلاة: حديث (746) وعبد بن

صبيد ص (246) حديث (765) من طريق زيد بن جبر عن داود بن الحصين عن نافع عن ابن عمر فذكره-

الخلاء، مذبح، قبر، راستہ، حمام، اونٹوں کا باڑ اور بیت اللہ کی چھت۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اسی مفہوم کی روایت نقل کرتے ہیں۔

اس بارے میں حضرت ابو مرثد رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث کی سند زیادہ مستند نہیں ہے۔ اس میں زید بن جبیرہ نامی راوی کے حافظے کے حوالے سے کچھ کلام کیا گیا ہے۔

لیث بن سعد نے اس حدیث کو عبد اللہ بن عمر عمری کے حوالے سے، نافع کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے جیسا کہ یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے جو حدیث نقل کی ہے وہ زیادہ مشابہ ہے اور لیث بن سعد کی روایت سے زیادہ مستند ہے۔

عبد اللہ بن عمر عمری رضی اللہ عنہما کو بعض اہل علم نے اس کے حافظے کے حوالے سے ضعیف قرار دیا ہے جن میں یحییٰ بن سعید القطان بھی شامل ہیں۔

شرح

ایسے سات مقامات جہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب کے تحت جو حدیث نقل فرمائی ہے اس میں سات ایسے مقامات بیان کیے ہیں جہاں نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- مَزْبَلَةٌ: یہ فعل ثلاثی مجرد سے ظرف مکان ہے جس سے مراد ہے: کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ۔ اس جگہ کراہت نماز کی وجہ نجاست ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ماکول اللحم جانوروں کے فضلات بھی نجس ہیں۔ اس مقام پر کپڑا وغیرہ بچھا کر نماز پڑھنا بھی کراہت سے خالی نہیں ہوگا۔

۲- مَجْزَرَةٌ: مذبح یا ذبح گاہ، یہاں نماز مکروہ ہونے کی وجہ نجاست یا قرب نجاست ہے۔

۳- مَقْبَرَةٌ: قبرستان میں نماز کے مکروہ ہونے کی وجہ وہاں قبروں کا سامنا کرنا ہے۔ یہ احناف کے نزدیک ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے یہاں نماز مکروہ ہونے کی وجہ نجاست ہے، کیونکہ قبرستان کی جگہ بار بار استعمال ہوتی ہے، کبھی قبر کے اندر کی مٹی باہر آتی ہے اور باہر والی اندر چلی جاتی ہے۔ آئمہ ثلاثہ کا موقف ہے کہ دوسری اشیاء کی طرح زمین بھی دھوئے بغیر پاک نہیں ہوتی، گویا جگہ نجس باقرب نجس ہونے کی وجہ سے نماز کے لیے استعمال نہیں ہو سکتی۔

۴- قَارِعَةُ الطَّرِيقِ: اس سے مراد بڑے راستے کا درمیانہ حصہ یا عین راستہ کی جگہ ہے۔ یہاں نماز مکروہ ہونے کی وجہ عدم اطمینان ہے، کیونکہ لوگوں کی آمد و رفت کے باعث یہ جگہ اطمینان بخش نہیں ہو سکتی جبکہ اطمینان و خشوع نماز کی روح ہے۔

۵- حِمَامٌ: اس سے مراد غسل و طہارت حاصل کرنے کی جگہ ہے۔ یہاں نماز مکروہ و ممنوع کی وجہ بے اطمینانی ہے۔ لوگوں

کی کثرت سے آمد و رفت ہونے کی وجہ سے نماز میں اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا۔

۶- مَعَاظِنُ الْاِبِلِ: اس سے مراد اونٹ کا باڑا ہے، یہاں نماز مکروہ ہونے کی وجہ ناہموار زمین یا نجس ہونا ہے۔

۷- فَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللّٰهِ: کعبۃ اللہ کی چھت، یہاں نماز ادا کرنے کی کراہت کی وجہ آداب بیت اللہ کی خلاف ورزی

ہے اور عظمت بیت اللہ کا مجروح ہونا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَاَعْطَانِ الْاِبِلِ

باب 118: بکریوں کے باڑے اور اونٹوں کے باڑے میں نماز ادا کرنا

317 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَدَمَ عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ عِيَّاشٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ اَبِي

سَيْرِينَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: صَلُّوا فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَلَا تَصَلُّوا فِي اَعْطَانِ الْاِبِلِ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَدَمَ

عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ عِيَّاشٍ عَنْ اَبِي حَصِينٍ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ اَوْ
بِنَحْوِهِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَالْبَرَاءِ وَسَبْرَةَ بْنِ مَعْبُدٍ الْجُهَنِيِّ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَغْفَلٍ

وَابْنِ عُمَرَ وَاَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ اَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ اصْحَابِنَا وَبِهِ يَقُولُ اَحْمَدُ وَاِسْحَقُ وَحَدِيثُ اَبِي حَصِينٍ عَنْ اَبِي

صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ

اختلاف روایت: وَرَوَاهُ اِسْرَائِيلُ عَنْ اَبِي حَصِينٍ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَوْقُوفًا وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَاِسْمُ

اَبِي حَصِينٍ عَثْمَانُ بْنُ عَاصِمِ الْاَسَدِيِّ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بکریوں کے باڑے میں نماز ادا کر لو

لیکن اونٹوں کے باڑے میں نماز ادا نہ کرو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

اس بارے میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت براء رضی اللہ عنہ، حضرت سمرہ بن معبد رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

317- اخرجه ابن ماجه (252/1)؛ كتاب المساجد والجماعات: باب: الصلاة في اعطان الابل و مراعي الغنم حديث (768) واحد

(41/2, 491, 509) والدارمي (323/1) كتاب الصلاة: باب: الصلاة من مراتب الغنم و معاظن الابل و ابن خزيمة (8/2) حديث

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ہمارے اصحاب کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

ابو حصین نے ابوصالح کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حدیث نقل کی ہے وہ

حدیث ”غریب“ ہے۔

اسرائیل نے اس روایت کو ابو حصین کے حوالے سے، ابوصالح کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ”موقوف“ روایت

کے طور پر نقل کیا ہے، انہوں نے اسے ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل نہیں کیا ہے۔

ابو حصین کا نام عثمان بن عاصم اسدی ہے۔

318 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ الضَّبَعِيِّ عَنْ

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو التَّيَّاحِ الضَّبَعِيُّ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ حُمَيْدٍ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بکریوں کے باڑے میں نماز ادا کر لیتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

ابوالتیاح ضبعی نامی راوی کا نام یزید بن حمید ہے۔

شرح

وہ مقامات جہاں نماز ادا کرنا ممنوع ہے

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس باب کے تحت ایک حدیث تخریج کی ہے جس میں بکریوں کے باڑے میں نماز ادا

کرنے کو جائز اور اونٹوں کے باڑے میں نماز ادا کرنے کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ یہ مسئلہ آئمہ فقہ کے نزدیک متفقہ ہے۔ کیا اونٹوں

318- اضرہ البخاری (407/1)؛ کتاب الوضوء باب: ابوالابل والدواب والغنم ومرابضها حدیث (234) و (627/1)؛

کتاب الصلاة: باب: الصلاة فی مرابض الغنم حدیث (429) و (97/4)؛ کتاب فضائل المدينة: باب: حرم المدينة حدیث (1868)

و (382/4)؛ کتاب البیوع: باب: صاحب السلعة امور بالسوم حدیث (2106) و (474/5)؛ کتاب الوصایا: باب: وقف الارض

للمسجد حدیث (2724) و (479/5)؛ باب: اذا قال الواقف لا نطلب ثمنه الی اللہ فریو جائز و (311/7)؛ کتاب مناقب الانصار:

باب: مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابه المدينة حدیث (3932) و مسلم (414/2 - الاجسی) کتاب المساجد و مواضع

الصلاة: باب: ابتناء مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث (524/9) و احمد فی ”تسندہ“ (131/3) من طریق شعبہ عن ابی

التیاح عن انس بن مالک فذكره۔

کے پاڑے میں نماز ادا کرنے سے ہو جائے گی یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کے مابین اختلاف ہے:

۱- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ نماز نہیں ہوگی بلکہ پڑھی ہوئی نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے جس میں اونٹوں کے پاڑے میں نماز ادا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز ہو جائے گی۔ انہوں نے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یہ دیا ہے کہ اس روایت میں عارضی مصلحت و حکمت کی بنا پر نماز سے منع کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اونٹ ایک شرارتی جانور ہے جس پر کسی وقت بھی بھوت سوار ہو سکتا ہے لہذا ان کے پاڑے میں نمازی کو حضوری حاصل نہیں ہو سکتی۔ مزید یہ ہے کہ اونٹوں کے پاڑے میں کھڑے ہوتے ہیں اور بدبو تیز ہوتی ہے۔ اس کے برعکس بکریاں شریف جانور ہیں، ان کے پاڑے میں کھڑے نہیں ہوتے اور ان کے پاڑے کی بدبو زیادہ تیز نہیں ہوتی۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اونٹ کے گوشت میں بدبو ہوتی ہے اور چکناہٹ بھی اسی لیے اس کا گوشت کھانے کے بعد وضو صغیر (ہاتھ منہ دھونے) کی تاکید کی گئی ہے جبکہ بکری کے گوشت میں بدبو ہوتی ہے اور نہ چکناہٹ۔

اسی باب کی دوسری حدیث حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل و فعل کی ترجمان ہے، کے مضمون سے بھی اس مسئلہ کی تائید و توضیح ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الدَّابَّةِ حَيْثُ مَا تَوَجَّهَتْ بِهِ

باب 119: سواری پر نماز ادا کرنا، خواہ اس کا رخ کسی بھی سمت میں ہو

319 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِبْلَانَ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ وَيَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي

الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ فَجِئْتُ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ نَحْوَ الْمَشْرِيقِ وَالسُّجُودُ أَخْفَضُ مِنَ الرُّكُوعِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ جَابِرٍ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءِ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا نَعْلَمُ بَيْنَهُمْ اخْتِلَافًا لَا يَرَوْنَ بَأْسًا أَنْ يُصَلِّيَ

319- اخرجه ابو داؤد (306/1): كتاب الصلاة: باب: رد السلام في الصلاة حديث (926) و (391/1) باب التطوع الى الراحة والوتر حديث (1227) والنسائي (6/3): كتاب المسرور: باب: رد السلام بالاشارة في الصلاة وابن ماجه (325/1) كتاب اقامة الصلاة والسنة فبريا: باب: المصلي يسلم عليه كيف يرد حديث (1018) واحمد في مسنده (351-363-379-380-388-296/3-312-332-334) وابن خزيمة (49/2) حديث (889) و (253/2) حديث (1270) من طريقه ابى الزبير عن جابر فذكره-

الرَّجُلُ عَلَى رَأْسِهِ تَطَوُّعًا حَيْثُ مَا كَانَ وَجْهَهُ إِلَى الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرَهَا

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے کسی کام سے بھیجا، جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشرق کی طرف رخ کر کے اپنی سواری پر نماز ادا کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ رکوع کے مقابلے میں زیادہ جھکا ہوا ہوتا تھا (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سر کو زیادہ جھکا لیتے تھے)

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت بعض دیگر حوالوں سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

عام اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا ہمارے علم کے مطابق اس بارے میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ان حضرات کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اگر کوئی شخص اپنی سواری پر ہی نفل نماز ادا کر لیتا ہے، خواہ اس کا رخ کسی بھی سمت میں ہو، قبلہ کی طرف ہو یا نہ ہو۔

شرح

سواری پر نماز ادا کرنے کا مسئلہ

نماز دو قسم کی ہوتی ہے:

(۱) نوافل،

(۲) فرائض۔ نفل نماز سواری پر جائز ہے خواہ سواری کا منہ قبلہ رخ ہو یا نہ ہو۔ اس لیے کہ نوافل میں استقبال قبلہ شرط نہیں ہے اور نہ رکوع و سجود لیکن رکوع و سجود اشارہ سے کیے جائیں گے۔ سجود، رکوع کی نسبت پست ہو گا تاکہ دونوں کے مابین امتیاز و فرق ہو سکے۔ ہوائی جہاز، بس اور ریل کار میں بھی استقبال قبلہ شرط نہیں ہے، لہذا ان میں بھی نوافل پڑھے جاسکتے ہیں اور رکوع و سجود اشارہ سے کیا جاسکتا ہے۔ البتہ ہوائی جہاز یا ریل کار میں آسانی سے کھڑا ہونا ممکن ہو، تو کھڑے ہو کر نماز پڑھنی چاہیے ورنہ مجبوری کی وجہ سے بیٹھ کر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

فرائض میں استقبال قبلہ اور رکوع و سجود ارکان ہیں لہذا فرائض سواری پر نہیں پڑھ سکتے البتہ فرائض پڑھنے کے لیے سواری سے اترنا ضروری ہے۔ اگر سواری سرکش ہو، جو دوبارہ سوار نہیں ہونے دے گی یا اس کے دوڑ جانے کا اندیشہ ہو تو اس عذر کی وجہ سے سواری پڑھی نماز (فرائض) جائز ہو جائے گی۔ البتہ آغاز نماز کے وقت استقبال قبلہ ضروری ہے۔ اسی طرح وقت تنگ ہو اور سواری رکنے کا امکان بھی نہ ہو، سواری پر نماز پڑھ لی جائے بعد میں اس کا اعادہ کیا جائے۔ اسی طرح نماز کا وقت تنگ ہونے کی صورت میں ہوائی جہاز، ریل کار اور بس وغیرہ پر استقبال قبلہ کا اعتبار کرتے ہوئے ممکنہ رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھ لے بعد میں وہ نماز واجب الاعادہ ہوگی۔

نوٹ: یاد رہے سواری، ہوائی جہاز، بس اور ریل کار پر فرائض کی ادائیگی میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ لہذا وقت کی تنگی وغیرہ اعذار کی وجہ سے ان پر اگر نماز ادا کر لی جائے تو احتیاط کا تقاضا ہے کہ بعد میں اعادہ کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (تصوری)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ إِلَى الرَّاحِلَةِ

باب 120: سواری کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنا

320 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكَيْعٍ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ

ابنِ عُمَرَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى إِلَى بَعِيرِهِ أَوْ رَاحِلَتِهِ وَكَانَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ

مَا تَوَجَّهَتْ بِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرُونَ بِالصَّلَاةِ إِلَى الْبَعِيرِ بَأْسًا أَنْ يَسْتَتِرَ بِهِ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ اپنے اونٹ کی طرف یا اپنی سواری کی طرف رخ کر کے نماز ادا

کر لیتے تھے۔ آپ ﷺ اپنی سواری پر بھی نماز ادا کر لیتے تھے خواہ اس کا رخ کسی بھی سمت میں ہو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض اہل علم کی یہی رائے ہے۔ ان کے نزدیک اونٹ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، یعنی اسے

سترہ بنا کر (نماز ادا کی جائے)

شرح

سواری کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے کا مسئلہ

”دابہ“ عام سواری یا جانور کو کہا جاتا اور ”راحتہ“ اس اونٹ کو کہا جاتا ہے جس پر ہودج یا کاٹھی وغیرہ رکھ کر سواری کے لیے تیار کیا گیا ہو۔ جب اونٹ پر کاٹھی وغیرہ ڈال کر تیار کیا جاتا ہے تو وہ شرارتی نہیں رہتا بلکہ اپنے مالک کا تابعدار بن کر خدمت و سواری

320- اضرحة البخاری (566/2): کتاب الوتر: باب: الوتر علی الدابة حدیث (999) و (567/2) باب: الوتر فی السفر حدیث

(1000) و (668/2) کتاب تفصیر الصلاة: باب: صلاة التطوع علی الدواب وھینما توجرت بہ حدیث (1095) و (669/2)

باب: الایمان علی الدابة حدیث (1096) و باب: ينزل للمكتوبة حدیث (1098) و (673/2): باب: من تطوع فی السفر فی غیر

دبر الصلوات و قبلہا و رکع النبی صلی اللہ علیہ وسلم رکعتی الفجر فی السفر حدیث (1105) و مسلم (20/3- الابی): کتاب

صلاة المسافرين وقصرها: باب: جواز صلاة النافلة علی الدابة فی السفر ھیت توجرت بہ حدیث (31-700/32) والنسائی

(232/3): کتاب: قیام اللیل و تطوع النحر: باب: الوتر علی الراحتہ و اھد فی ”سننہ“: (4/2-13-38-57-124-142) و

(73/3) و ابن خزيمة (251/2) حدیث (1264) من طریق نافع عن ابن عمر فذكرہ-

کے لیے اپنے آپ کو پیش کر دیتا ہے۔ اونٹ بلکہ گدھے پر سواری کرنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کیونکہ آپ کے سواری کے جانوروں میں ان کے نام نمایاں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ کو بطور سترہ بٹھا کر اس کی طرف اپنا چہرہ انور کر کے نماز ادا فرما لیتے تھے جس طرح حدیث باب میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ إِذَا حَضَرَ الْعِشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَبَدُّوا بِالْعِشَاءِ

باب 121: نماز کا وقت ہو جائے اور کھانا بھی آجائے تو پہلے کھانا کھالو

321 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِذَا حَضَرَ الْعِشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَبَدُّوا بِالْعِشَاءِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ وَأُمِّ سَلَمَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ

وَعُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَاسْحَقُ يَقُولَانِ يَبْدَأُ بِالْعِشَاءِ وَإِنْ فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ فِي الْجَمَاعَةِ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: سَمِعْتُ الْجَارُودَ يَقُولُ سَمِعْتُ وَكَيْعًا يَقُولُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ يَبْدَأُ بِالْعِشَاءِ إِذَا كَانَ

طَعَامًا يَخَافُ فِسَادَهُ وَالَّذِي ذَهَبَ إِلَيْهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ

أَشْبَهَ بِالِاتِّبَاعِ وَإِنَّمَا أَرَادُوا أَنْ لَا يَقُومَ الرَّجُلُ إِلَى الصَّلَاةِ وَقَلْبُهُ مَشْغُولٌ بِسَبَبِ شَيْءٍ

آثَارِ صَحَابِهِ: وَقَدْ رَوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ لَا نَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ وَفِي أَنْفُسِنَا شَيْءٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کھانا آجائے اور نماز بھی کھڑی ہو چکی

ہو تو تم پہلے کھانا کھالو۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے احادیث

منقول ہیں۔

انام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض اہل علم جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے تعلق رکھتے ہیں ان کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا ان میں حضرت

321 اخرجه البخاری (497/9) كتاب الاطعمة باب: اذا حضر العشاء فلا يعجل عن عشاءه: حديث (5463) و مسلم (462/2) كتاب

المساجد ومواضع الصلاة باب: كراهة الصلاة بحضرة الطعام الذي يزيد اكله في المال و كراهة الصلاة مع مدافعة الاخبين حديث

(557/64) والنسائي (110/2) حديث (852) كتاب الامامة باب: العند في ترك الجماعة وابن ماجه (301/1) كتاب اقامة

الصلاة والسنة فيما باب: اذا حضرت الصلاة ووضع العشاء حديث (933) الدررسي (293/1) كتاب الصلاة باب: اذا حضر العشاء

واقبت الصلاة واميد (110/3) والهيدي (499/2) حديث (1181) وابن خزيمة (66/2) حديث (934)

ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما شامل ہیں۔

امام احمد رضی اللہ عنہ اور امام اسحاق رضی اللہ عنہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے وہ فرماتے ہیں: پہلے کھانا کھالیا جائے، اگرچہ باجماعت نماز فوت ہو جائے میں نے جارود کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: میں نے وکیع کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: وہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: آدمی پہلے کھانا کھالے اگر کھانے کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر اہل علم میں سے کچھ حضرات اس بات کی طرف گئے ہیں جو پیروی کے زیادہ مشابہ ہے۔ ان حضرات نے یہ ارادہ کیا ہے: کوئی بھی شخص نماز کے لیے ایسی حالت میں کھڑا نہ ہو جب اس کا دل کسی اور طرف متوجہ ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بات منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ہم اس وقت نماز کے لیے کھڑے نہیں ہوتے جب ہمارا ذہن کسی دوسری طرف (منتشر) ہو۔

322 وَرَوَى عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِذَا وُضِعَ الْعِشَاءُ وَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَبْدُتُوا بِالْعِشَاءِ

آثَارِ صَحَابِهِ: قَالَ وَتَعَشَى ابْنُ عُمَرَ وَهُوَ يَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ

سند حدیث: قَالَ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کھانا رکھ دیا جائے اور نماز قائم ہو جائے، تو پہلے کھانا کھا لو۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کھانا کھاتے رہتے تھے اگرچہ وہ امام کی قرأت کی آواز سن رہے ہوتے تھے۔ یہ روایت نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نقل کی ہے۔

شرح

جماعت کھڑی ہونے پر کھانا پیش کیا جائے تو کھانا کھانے کو اولیت دینا

عین جماعت کھڑی ہوتے وقت کھانا پیش کیا جائے جبکہ بھوک کی شدت کا بھوت بھی سوار ہو، تو پہلے کھانا کھایا جائے پھر نماز ادا کی جائے۔ یہ صورت عموماً غیر رمضان میں اہل الصیام کو پیش آتی ہے کیونکہ رمضان المبارک میں نماز مغرب کھڑی کرنے سے قبل روزے داروں کو افطاری وغیرہ کے لیے کچھ وقت فراہم کیا جاتا ہے جس میں وہ آسانی سے فراغت حاصل کر کے جماعت کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں۔ غیر رمضان میں جماعت مغرب اذان کے فوراً بعد کھڑی ہو جاتی ہے تو روزے دار شدت بھوک کا شکار ہوتا ہے اور اگر وہ اسی حالت میں جماعت میں شامل ہوگا تو حضوری حاصل نہیں ہوگی جو نماز کی روح ہے۔ اس حالت میں باجماعت نماز ادا کرنے سے کھانے کی طرف میلان کے سبب نماز کھانا بن جائے گی لیکن کھانا پہلے کھانے سے

(۱) اضرجه البخاری (187/2) کتاب الاذان: باب: اذا حضر الطعام واقیمت الصلاة حدیث (673) ومسلم (392/1) کتاب

المساجد: باب: كراهة الصلاة بمضرة الطعام حدیث (557) من طريق عبید الله عن نافع عن ابن عمر به۔

توجہ نماز کی طرف ہوگی جس وجہ سے کھانا نماز بن جائے گا۔ اہل الصیام کے علاوہ یہ صورت حال دوسرے لوگوں کو بھی پیش آسکتی ہے مثلاً کوئی شخص سفر سے واپس آیا یا دفتر سے گھر آیا یا کسی بھی کام سے فراغت حاصل کر کے گھر پہنچا اور شدت بھوک کا شکار ہے جبکہ ایک طرف جماعت کھڑی ہوگئی اور دوسری طرف کھانا پیش کر دیا گیا، تو پہلے کھانا کھایا جائے گا، حضوری و خشوع کے ساتھ نماز ادا کی جائے۔ اسی طرح پیش کیا جانے والا کھانا ضائع ہو جائے گا یا کوئی جانور کھا جائے گا، تو بھی پہلے کھانا تناول کیا جائے پھر نماز ادا کی جائے۔ زیر بحث حدیث کے ایک راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں جن کے عمل سے بھی ہمارے مضمون کی تائید ہوتی ہے، جب جماعت کھڑی ہو جاتی اور آپ کے حضور کھانا پیش کیا جاتا تو پہلے کھانا کھاتے پھر نماز ادا کرتے تھے۔ اگر عین جماعت کے وقت کھانا پیش کیا جائے اور شدت کی بھوک بھی نہ ہو، تو پہلے نماز ادا کی جائے پھر کھانا تناول کیا جائے ورنہ ترک جماعت کی وجہ سے نمازی گناہگار ہوگا۔ زیر بحث باب کی دونوں روایات میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ النَّعَاسِ

باب 122: اونگھنے کے وقت نماز ادا کرنا

323 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُنَيْمَانَ الْكِلَابِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
متن حدیث: إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّي فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ يَنْعَسُ لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کسی شخص کو اونگھ آئے اور وہ نماز پڑھ رہا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ سو جائے جب اس کی نیند ختم ہو جائے (پھر نماز ادا کرے) کیونکہ جب کوئی شخص نماز ادا کر رہا ہوتا ہے اور

323- اخرجہ مالک فی "الموطأ" (118/1): کتاب صلاة الليل: باب: ما جاء فی صلاة الليل حدیث (3) والبخاری (375/1): کتاب الوضوء: باب: الوضوء من النوم حدیث (212) ومسلم (123/3- الابی) کتاب صلاة المسافرين: باب: امر من نعس فی صلاته او استعجم علیه القرآن او الذکر بان یرقد او یقع حتى یذهب عنه ذلك حدیث (785/220) وابو داؤد (418/1): کتاب الصلاة: باب: النعاس فی الصلاة حدیث (1310) وابن ماجه (436/1): کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها: باب: ما جاء فی الصلوة اذا نعس حدیث (1370) ولانسانى (99/1): کتاب الطیرارة: باب النعاس واحد فی "مسندہ": (56/6- 202- 205- 259) والدارمی (321/1): کتاب الصلاة: باب: کراهية الصلاة للنعاس والمبیدی (96/1) حدیث (185) وابن خزيمة (55/2) حدیث (907) من طریق لسانم بن عروة عن ابيه عن عائشة رضی اللہ عنہما فذکرہ۔

اس وقت وہ اونگھ جائے تو ہو سکتا ہے: اپنی طرف سے وہ دعائے مغفرت کر رہا ہو، لیکن درحقیقت خود کو برا کہہ رہا ہو۔
اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

اونگھ کی حالت میں نماز پڑھنے کی ممانعت

مسلمان کی نماز کی کیفیت یہ ہونی چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا ہے، اسے دیکھ رہا ہے اور اس سے راز و نیاز کی باتیں کر رہا ہے یا کم از کم یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ جب انسان پر نیند اور اونگھ کا غلبہ ہو تو، اسے اس حالت میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ جو اس حالت میں اپنے لیے دعا مغفرت کر رہا ہے حقیقت میں اپنی ذات کو گالی دے رہا ہو۔ اس روایت کا مقصد ہے کہ اونگھ یا نیند کی حالت میں قرآن کریم کے مضامین کو اصل حالت میں نہیں بلکہ غلط انداز میں پیش کرنے کا قوی امکان ہے۔ نماز ادا کرنے کا مقصد رضائے الہی ہے لیکن جب اونگھ کی حالت میں قرأت کو بگاڑ کر پڑھے گا تو یہ مقصد حاصل نہیں ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی حاصل ہوگی۔ عموماً یہ کیفیت نماز تہجد میں پیش آتی ہے لیکن بعض اوقات دوسری نمازوں میں بھی پیش آ سکتی ہے۔ فرائض میں مقتدی کی حیثیت سے یہ صورتحال پیش آئی تو اس کی نماز ہو جائے گی، کیونکہ امام کی اقتداء میں مقتدی پر قرأت کرنا فرض نہیں ہے بلکہ اس کا کوئی واجب چھوٹ جائے تو اس کا سجدہ سہو بھی نہیں ہے۔ زیر بحث حدیث میں اس بات کا درس دیا گیا ہے کہ اونگھ اور نیند کی حالت میں نماز نہ پڑھی جائے، بلکہ سو جائے اور جب نیند پوری ہو جائے تو حضوری و خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ زَارَ قَوْمًا لَا يُصَلِّي بِيَهُمْ

باب 123: جو شخص کسی قوم سے ملنے کے لیے جائے اور وہ انہیں نماز نہ پڑھائے

324 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ وَهَنَادٌ قَالَا حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ ابَانَ بْنِ يَزِيدَ الْعَطَارِ عَنْ بُدَيْلِ

بْنِ مَيْسِرَةَ الْعَقِيلِيِّ عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ رَجُلٍ مِنْهُمْ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ يَأْتِينَا فِي مُصَلَّانَا يَتَحَدَّثُ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ يَوْمًا فَقُلْنَا لَهُ تَقَدَّمْ

فَقَالَ لِيَتَقَدَّمْ بَعْضُكُمْ حَتَّى أَحَدِثْكُمْ لَمْ لَا اتَقَدَّمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَا يَوْمَهُمْ وَلْيَوْمَهُمْ رَجُلٌ مِنْهُمْ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

324- اضرجه ابو داؤد (218/1): كتاب الصلاة باب: امامة الزائر حديث (596) والنسائي (80/2): كتاب الامامة: باب امامة

الزائر واهمده في "مسنده": (436/3) و(53/5) وابن خزيمة (12/3) حديث (1520) من طريق ابان بن يزيد العطار عن بدیل بن

میسرة العقيلي عن ابی عطية عن مالك بن الحويرث فذكره-

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ قَالُوا صَاحِبُ الْمَنْزِلِ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ مِنَ الزَّائِرِ
وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِذَا أذِنَ لَهُ فَلَا بَأْسَ أَنْ يُصَلِّيَ بِهِ وَقَالَ اسْحَقُ بِحَدِيثِ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ وَشَدَّةِ فِي أَنْ لَا يُصَلِّيَ أَحَدٌ بِصَاحِبِ الْمَنْزِلِ وَإِنْ أذِنَ لَهُ صَاحِبُ الْمَنْزِلِ قَالَ وَكَذَلِكَ فِي الْمَسْجِدِ لَا يُصَلِّي بِهِمْ فِي الْمَسْجِدِ إِذَا زَارَهُمْ يَقُولُ لِيُصَلِّ بِهِمْ رَجُلٌ مِنْهُمْ

﴿﴾ ابو عطیہ بیان کرتے ہیں: حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں ہماری نماز کی جگہ پر تشریف لائے وہ بات چیت کرتے رہے جب نماز کا وقت ہوا تو ہم نے ان سے کہا: آگے بڑھیے! انہوں نے فرمایا: تم اپنے میں سے کسی ایک کو آگے کر دو! میں تمہیں بتاتا ہوں: میں نے آگے ہو کر (نماز کیوں نہیں پڑھائی؟) میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص کسی کو ملنے کے لیے جائے تو وہ ان کی امامت نہ کرے ان میں سے ہی کوئی ایک شخص ان کی امامت کرے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے تعلق رکھنے والے اور دیگر (طباقوں سے تعلق رکھنے والے) اکثر اہل علم نے اس پر عمل کیا ہے وہ یہ فرماتے ہیں: مہمان کے مقابلے میں گھر کا مالک امامت کرنے کا زیادہ حقدار ہے۔

بعض اہل علم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب مالک مہمان کو اجازت دیدے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے: وہ مہمان اسے نماز پڑھا دے۔

حضرت اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے انہوں نے اس بارے میں شدت اختیار کی ہے یعنی کوئی بھی شخص گھر کے مالک کو نماز نہیں پڑھا سکتا اگرچہ گھر کا مالک اسے اجازت دے بھی دے۔

وہ فرماتے ہیں: اسی طرح مسجد میں ہوگا مسجد میں لوگوں کو کوئی ایسا شخص نماز نہیں پڑھائے گا جو ان سے ملنے کے لیے گیا ہو اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہیں ان میں سے ہی کوئی شخص نماز پڑھائے گا۔

شرح

صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر مہمان کے امام بننے کی ممانعت

جب کوئی شخص کسی کے ہاں کسی بھی مقصد کے لیے جاتا ہے تو صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر میزبان کی مسند پر بیٹھ سکتا ہے اور نہ امامت کرا سکتا ہے، اس لیے کہ صاحب خانہ امامت کا زیادہ حقدار ہے۔ البتہ اگر میزبان اجازت دے دیتا ہے یا وہ امامت کا اہل نہ ہو تو مہمان نماز پڑھا سکتا ہے۔ حدیث باب میں بھی اسی بات کا درس دیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص کسی قوم کے ہاں بطور مہمان جائے تو وہ وہاں امامت نہ کرائے بلکہ انہی لوگوں میں سے کوئی شخص امامت کرائے۔

سوال: جب لوگوں نے امامت کی اجازت دے دی تو پھر حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز کیوں پڑھائی؟

جواب: (۱) ممکن ہے کہ استثناء والی حدیث حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو نہ پہنچی ہو۔ چونکہ اس روایت میں استثناء کی صورت نہیں ہے لہذا آپ اس پر عمل کرتے ہوئے امام نہیں بنے۔

(۲) حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ چاہتے تھے لوگوں کو اس واقعہ کے سبب حدیث یاد ہو جائے، کیونکہ اگر وہ نماز پڑھا دیتے تو انہیں یہ حدیث یاد نہ رہ سکتی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يَخُصَّ الْإِمَامُ نَفْسَهُ بِالِدُّعَاءِ

باب 124: امام کا صرف اپنے لیے دعا کرنا مکروہ ہے

325 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ حَدَّثَنِي حَبِيبُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِي حَتِي الْمُوْذِنِ الْحِمَاصِيِّ عَنْ ثُوْبَانَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: لَا يَحِلُّ لِأَمْرِي أَنْ يَنْظُرَ فِي جَوْفِ بَيْتِ امْرِئٍ حَتَّى يَسْتَأْذِنَ فَإِنْ نَظَرَ فَقَدْ دَخَلَ وَلَا يَوْمَ قَوْمًا فَيَخُصَّ نَفْسَهُ بِدَعْوَةٍ دُونَهُمْ فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَلَا يَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ وَهُوَ حَقْنٌ
فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي أُمَامَةَ
حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ثُوْبَانَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ مَعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنِ السَّفَرِيِّ بْنِ نَسِيرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ حَدِيثُ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِي حَتِي الْمُوْذِنِ عَنْ ثُوْبَانَ فِي هَذَا أَحْوَدَ إِسْنَادًا وَأَشْهَرُ

﴿﴾ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کسی بھی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے وہ کسی دوسرے کے گھر میں اجازت لیے بغیر بھاننے اور اگر اس نے اس طرح دیکھ لیا تو گویا وہ اس کے گھر کے اندر داخل ہو گیا اور نہ ہی یہ جائز ہے: کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے اور ان کو چھوڑ کر صرف اپنے لیے دعا کرے اگر وہ ایسا کرتا ہے تو وہ ان کے ساتھ خیانت کا ارتکاب کرتا ہے اور کوئی بھی شخص ایسی حالت میں نماز کے لیے کھڑا نہ ہو جب اس نے پیشاب یا پاخانہ روک رکھا ہو۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ثوبان سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

325- اخرجه ابو داود (70/1): كتاب الطهارة: باب: ابصلي الرجل وهو حاقن حديث (90) وابن ماجه (202/1): كتاب الطهارة وسننهما: باب: ماجاه في النسب للمحاقن ان يصلي حديث (619) او (298/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيربا: باب: والا بعض الامام نفسه بالدعاء: حديث (923) والبخاري في "الادب المفرد" (1093) واحمد في "مسند" (280/5) من طريق يزيد بن شريح ان اباصي المؤذن حديثه عن ثوبان فذكره-

اس حدیث کو حضرت معاویہ بن صالح کے حوالے سے سفر بن نسیر کے حوالے سے، یزید بن شریح کے حوالے سے، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا گیا ہے۔

یہی روایت یزید بن شریح کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے بھی منقول ہے۔ یہ روایت جسے یزید بن شریح نے ابوجی مؤذن کے حوالے سے، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ اس کی سند زیادہ بہتر اور زیادہ مشہور ہے۔

شرح

امام کا دعا کے لیے اپنی ذات کو مخصوص کرنے کی کراہت

ایک حدیث میں دعا کو نماز کا مغز قرار دیا گیا ہے۔ جماعت اور تمام نماز سے فراغت پر اجتماعی دعا کرنی چاہیے جس میں امام مقتدیوں کو بھی شامل کرے۔ اس موقع پر عموماً قرآن و سنت میں مذکور دعائیں مانگی جاتی ہیں اور جب امام دعا کے دوران وقفہ کرتا ہے سب مقتدی ”آمین“ کہتے ہیں لیکن انہیں علم نہیں ہوتا کہ کیا دعا کی جارہی ہے اور کیا نہیں۔ اجتماعی دعا میں جمع کے صیغے استعمال کیے جائیں جن میں مقتدیوں بلکہ تمام مسلمانوں کو شامل کیا جائے۔ اگر کوئی امام عمداً یا سہواً صرف اپنی ذات کے لیے دعا کرتا ہے اور مقتدیوں کو اس سے محروم کرتا ہے، تو وہ خائن ہے۔ ایسی دعا سے منع کیا گیا ہے۔

زیر بحث حدیث میں امور ثلاثہ سے منع کیا گیا ہے، جس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱- بلا اذن کسی کے گھر داخل ہونے کی ممانعت: اس حدیث میں پہلا مسئلہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ اجازت کے بغیر کسی کے گھر داخل ہونا منع ہے اور اس کے گھر جھانکنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ اس سلسلے میں صحیح بخاری کے الفاظ یہ ہیں: ”انما جعل الاستئذان من اجل البصر“ (محمد بن اسماعیل بخاری صحیح بخاری حدیث نمبر ۶۲۴۱) بیشک طلب اجازت کا حکم نظر کے باعث ہو سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی پر بے پردہ حالت میں غیر کی نظر نہ پڑے۔ اجازت سے قبل کسی کے گھر میں جھانکنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے کیونکہ اس طرح طلب اذن کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ خواتین میں یہ مرض عام ہے کہ وہ بلا اجازت ہر گھر میں اس طرح داخل ہو جاتی ہیں گویا ان کا اپنا گھر ہو۔ اسی طرح دینی مدارس کے طلباء بھی ایک دوسرے کے کمروں میں بلا اجازت داخل ہو جاتے ہیں جو غیر شرعی طریقہ ہے۔

۲- امام نماز کے بعد اجتماعی دعا میں اپنی ذات کو مخصوص کر لے اور مقتدیوں کو محروم کر دے، یہ مقتدیوں کے حقوق میں دخل اندازی اور خیانت ہے۔

۳- قضاء حاجت اور استنجاء کے دباؤ کو تکلف سے برداشت کر کے نماز ادا کرنا منع ہے، کیونکہ اس صورت میں حضوری و اطمینان حاصل نہیں ہوگا۔ علاوہ ازیں اس کیفیت سے خشوع و خضوع بھی ختم ہو جائے گا جو درحقیقت نماز کی روح ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ أُمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ

باب 125: جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے اور لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں

326 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلِ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ

الْأَسَدِيُّ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ دَلْهِمٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ

متن حدیث: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ رَجُلٍ أُمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ وَامْرَأَةً بَاتَتْ وَرُؤُوسَهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ وَرَجُلٌ سَمِعَ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ ثُمَّ لَمْ يُجِبْ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَطَلْحَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ أُمَامَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ لَا يَصِحُّ لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلٌ

توضیح راوی: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَمُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ تَكَلَّمَ فِيهِ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَضَعَفَهُ وَلَيْسَ بِالْحَافِظِ

مذہب فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يَوْمَ الرَّجُلِ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ فَإِذَا كَانَ الْإِمَامُ غَيْرَ ظَالِمٍ فَإِنَّمَا الْإِثْمُ عَلَى مَنْ كَرِهَهُ وَقَالَ أَحْمَدُ وَاسْحَقُ فِي هَذَا إِذَا كَرِهَ وَاحِدًا أَوْ اثْنَانِ أَوْ ثَلَاثَةً فَلَا بَأْسَ أَنْ يَصَلِّيَ بِهِمْ حَتَّى يَكْرَهَهُ أَكْثَرُ الْقَوْمِ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین طرح کے لوگوں پر لعنت کی ہے، وہ شخص جو

لوگوں کو نماز پڑھاتا ہو اور لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں، ایک وہ عورت جو ایسی حالت میں رات بسر کرے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو اور ایک وہ شخص جو حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ سنے اور پھر اس کا جواب نہ دے (یعنی باجماعت نماز میں شریک نہ ہو)۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے احادیث

منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”صحیح“ نہیں ہے اس لیے کہ یہ حسن بصری رحمہ اللہ کے

حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ”مرسل“ روایت کے طور پر منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محمد بن قاسم نامی راوی کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کچھ کلام کیا ہے اور اسے

ضعیف قرار دیا ہے یہ شخص حافظ نہیں تھا۔

اہل علم کے ایک گروہ نے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے: کوئی شخص دوسروں کو نماز پڑھائے اور وہ لوگ اس شخص کو ناپسند کرتے

ہوں، جب امام ظالم نہ ہو تو اس کا گناہ اس شخص پر ہوگا، جو اسے ناپسند کرتا ہو۔

امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ نے اس بارے میں یہ فرمایا ہے: اگر کسی امام کو ایک شخص یاد دیا تین لوگ ناپسند کرتے ہیں تو اس

میں کوئی حرج نہیں ہے: اگر وہ دوسرے لوگوں کو نماز پڑھادے، لیکن اگر اکثر لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں (تو پھر یہ درست نہیں ہوگا)

327 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ

عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُصْطَلِقِ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: كَانَ يُقَالُ أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اثْنَانِ امْرَأَةٌ عَصَتْ زَوْجَهَا وَامَامٌ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ

كَارِهُونَ

قَالَ هَنَادٌ قَالَ جَرِيرٌ قَالَ مَنْصُورٌ فَسَأَلْنَا عَنْ أَمْرِ الْإِمَامِ فَقِيلَ لَنَا إِنَّمَا عَنِيَ بِهَذَا أَيْمَةٌ ظَلَمَتْ قَامًا مَنْ أَقَامَ

السُّنَّةَ فَإِنَّمَا الْإِثْمُ عَلَى مَنْ كَرِهَهُ

﴿﴾ حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: یہ بات کہی جاتی ہے سب سے شدید عذاب دو طرح کے لوگوں کو ہوگا

ایک وہ عورت جو اپنے شوہر کی نافرمانی کرتی ہو اور ایک لوگوں کا وہ امام جسے لوگ ناپسند کرتے ہوں۔

جریر کے بارے میں منصور بیان کرتے ہیں: ہم نے امام کے معاملے کے بارے میں دریافت کیا تو ہمیں بتایا گیا اس سے

مراد ظالم امام ہے البتہ جو شخص سنت کو قائم کرتا ہو تو اسے ناپسند کرنے والا شخص گنہگار ہوگا۔

328 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا أَبُو

غَالِبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: ثَلَاثَةٌ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ إِذَانَهُمُ الْعَبْدُ الْأَبْقَى حَتَّى يَرْجِعَ وَامْرَأَةٌ بَاتَتْ وَرَوْجُهَا عَلَيْهَا

سَاخِطٌ وَامَامٌ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ وَابُو غَالِبٍ اسْمُهُ حَزْرُورٌ

﴿﴾ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تین طرح کے لوگ ایسے ہیں جن کی نماز

ان کے کان سے آگے نہیں بڑھتی ایک مفرور غلام جب تک وہ واپس نہ آجائے ایک وہ عورت جس کا شوہر اس سے ناراض ہو اور ایک

وہ شخص جو لوگوں کی امامت کرتا ہو اور وہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس حوالے سے ”غریب“ ہے۔

ابو غالب نامی راوی کا نام حزرور ہے۔

شرح

جس شخص کو لوگ ناپسند کریں اس کی امامت کا مسئلہ

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس باب کے تحت تین احادیث کی تخریج فرمائی ہے جن میں ایسے شخص کی مذمت بیان کی

گئی ہے جو لوگوں کی امامت کرتا ہو جبکہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں۔ پہلی حدیث میں اسے لعنتی قرار دیا گیا ہے، دوسری حدیث میں

اسے قیامت کے دن عذاب دینے کی وعید سنائی گئی ہے اور تیسری روایت میں اس کی نماز کے عدم قبول کی وعید بیان کی گئی ہے۔ زیر

بحث حدیث میں تین آدمیوں پر لعنت کی گئی ہے اس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱- لعنت کی وعید: لوگ جس شخص کی امامت کو ناپسند کرتے ہوں مگر وہ امامت سے چپٹا رہے، تو اس پر لعنت کی گئی ہے۔ یہ ناپسندیدگی کسی ذاتی تنازعہ یا دنیاوی سبب کی وجہ سے نہ ہو بلکہ مذہبی و دینی ہو۔ بقول حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی تین وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱) امام جاہل ہو، جو قرأت غلط کرتا ہو اور نماز کے بنیادی مسائل سے بھی ناواقف ہو۔ (۲) وہ فاسق و فاجر ہو اور شریعت کے خلاف کام کرتا ہو مثال کے طور پر داڑھی حد شرعی سے کم رکھی ہو یا تارک نماز ہو یا سینما بنی کرنا وغیرہ۔ (۳) اس کے عقائد و افکار اہل سنت و جماعت کے خلاف ہوں مثلاً انبیاء کی تنقیص کرتا ہو اور صحابہ و صالحین کی توہین کرتا ہو وغیرہ۔

۲- شوہر کی نافرمان عورت: اس عورت پر بھی لعنت کی گئی ہے جو رات کے وقت اپنے شوہر کی نافرمانی کرتی ہو۔ ہمہ وقت بیوی کو اپنے خاوند کی تابع فرمان ہونا چاہیے بالخصوص رات کے وقت میں، جو خاتون رات بھر اپنے شوہر کی نافرمانی کرتی ہو، وہ لعنت کی مستحق ہے۔ اس کے لعنتی ہونے کے تین اسباب ہو سکتے ہیں: (۱) شوہر کی نافرمانی۔ (۲) شوہر کی بے ادبی اور اس سے بد اخلاقی کا مظاہرہ۔ (۳) بے دینی: اس کا عمل شرعی اصولوں کے خلاف ہو، مثلاً نمازوں کا اہتمام نہ کرنا اور بے پردگی وغیرہ۔ لہذا ایسی عورت توبہ کرے ورنہ اس پر مستقل لعنت برتی رہے گی۔

۳- جو شخص اذان کے الفاظ حَتَّى عَلَي الْفَلَاحِ کا جواب نہ دے: اس کے جواب کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: (۱) قوی: اس کے جواب میں: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ" کہنا۔ (۲) فعلی: مؤذن کے ان الفاظ کا فعلی جواب نماز باجماعت میں شمولیت اختیار کرنا ہے۔ جو شخص ان الفاظ کا جواب نہیں دیتا، اس پر لعنت کی گئی ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ اجابت فعلی کو فرض جبکہ حضرت امام ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ واجب قرار دیتے ہیں۔ جمہور فقہاء اجابت فعلی کو سنت مؤکدہ اشد قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک عام سنت کے تارک پر لعنت نہیں کی جاسکتی لیکن تارک سنت مؤکدہ پر کی جاسکتی ہے۔

بعض آئمہ مقتدیوں کی طرف سے امام کی امامت کو ناپسندیدگی میں تعداد کا بھی اعتبار کرتے ہیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقتدیوں کی کثرت امام کی مخالفت کرے تو اس کا امام بننا مکروہ تحریمی ہے اور اگر چند نمازی مخالفت کریں تو مکروہ نہیں ہے۔ جمہور اہل سنت مقتدیوں کی قلت و کثرت کا اعتبار نہیں کرتے بلکہ باشعور اور اہل علم چند افراد کی مخالفت اور ناراضگی سے امام کی امامت کو مکروہ قرار دیتے ہیں خواہ وہ تعداد میں کم ہوں۔

زیر بحث باب کی تینوں احادیث میں بنیادی طور پر یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ إِذَا صَلَّى الْإِمَامُ قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا

باب 126 جب امام بیٹھ کر نماز ادا کرے، تو مقتدی بھی بیٹھ کر نماز ادا کریں

329 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: خَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ فَصَلَّى بِنَا قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا مَعَهُ قُعُودًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ إِنَّمَا الْإِمَامُ أَوْ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُوتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ

فَارْقَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا
قُعُودًا أَجْمَعُونَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ وَابْنِ عُمَرَ وَمُعَاوِيَةَ

متن حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَّ عَنْ فَرَسٍ
فَجَحَشَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ مِنْهُمْ جَابِرُ بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ وَأَسِيدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَغَيْرُهُمْ وَبِهَذَا الْحَدِيثِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَأَسْحَقُ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ
الْعِلْمِ إِذَا صَلَّى الْإِمَامُ جَالِسًا لَمْ يُصَلِّ مَنْ خَلْفَهُ إِلَّا قِيَامًا فَإِنْ صَلُّوا قُعُودًا لَمْ تُجْزِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ
وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ گھوڑے سے گر پڑے آپ کو چوٹ آگئی تو آپ نے
بیٹھ کر نماز ادا کی، ہم نے بھی آپ کے ہمراہ بیٹھ کر نماز ادا کی جب آپ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا: بے شک امام
(راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) بے شک امام کو اس لیے مقرر کیا گیا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ تکبیر کہے تو تم
بھی تکبیر کہو جب وہ رکوع میں جائے تو تم بھی رکوع میں جاؤ جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ جب وہ سجدہ کرے تو تم سجدہ
کہے تو تم ربنا ولك الحمد کہو جب وہ سجدے میں جائے تو تم سجدے میں جاؤ جب وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے تو تم سب بھی بیٹھ کر
نماز ادا کرو۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث جس میں نبی اکرم ﷺ کے گھوڑے سے گر کر زخمی ہونے
کا ذکر ہے۔ یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے بعض اصحاب اس حدیث کے مطابق نظر یہ رکھتے ہیں ان میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما، حضرت اسید

329- اضرحة مالك في "الموطأ": (135/1). كتاب صلاة الجماعة: باب: صلاة الامام وهو جالس حديث (16) والبخاري
(204/2): كتاب الاذان: باب انما جعل الامام ليؤتم به حديث (689) ومسلم (295/2- الابي): كتاب الصلاة باب انمام
الماموم بالامام حديث (411/77) وابو داود (219/1): كتاب الصلاة: باب: الامام يصلي من قعود حديث (601) ولانساني
(83/2): كتاب الامامة: باب الانمام بالامام و (98/2): باب: الانمام بالامام وهو يصلي قاعدا وابن ماجه (284/1): كتاب
اقامة الصلاة والسنة فبريا: باب: ما يقول اذا رفع راسه من الركوع حديث (876) مختصرا واحدا في "مسند" (3-110-1620)
والدارمي (286/1-287): كتاب الصلاة: باب: فيمن يصلي خلف الامام والامام جالس والحميدي (501/2) حديث (1189)
وابن خزيمة (89/2) حديث (977) وعبد بن حميد ص (351) حديث (1161) من طريق ابن شهاب الزهري عن انس بن مالك
فذكره۔

بن حفص رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات شامل ہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہل علم کی یہ رائے ہے: جب امام بیٹھ کر نماز ادا کرے تو اس کے پیچھے نماز ادا کرنے والا شخص کھڑا ہو کر ہی نماز ادا کرے گا، اگر وہ سب لوگ بھی بیٹھ کر نماز ادا کرتے ہیں تو ان کی نماز درست نہیں ہوگی۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ، امام مالک بن انس رحمہ اللہ، امام ابن مبارک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بَابُ مِنْهُ

باب 127: بلا عنوان

330 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ

أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

مَتْنُ حَدِيثٍ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ قَاعِدًا

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

حَدِيثٌ دِيكْرٌ: وَقَدْ زُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا صَلَّى الْإِمَامُ جَالِسًا فَصَلُّوا

جُلُوسًا

وَرَوَى عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي مَرَضِهِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَصَلَّى إِلَى جَنْبِ

أَبِي بَكْرٍ وَالنَّاسُ يَأْتُمُونَ بِأَبِي بَكْرٍ وَأَبُو بَكْرٍ يَأْتُمُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَرَوَى عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ قَاعِدًا

وَرَوَى عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ قَاعِدٌ

﴿﴾ مسروق سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں

نماز ادا کی یہ اس بیماری کی بات ہے جس سے آپ کا وصال ہو گیا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر نماز ادا کی تھی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات منقول ہے: آپ نے ارشاد فرمایا ہے: جب امام بیٹھ کر نماز ادا کرے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز ادا کرو۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات بھی منقول ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیماری کے دوران باہر تشریف لائے

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس وقت لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں نماز ادا کی، لوگ حضرت

330- اخرجہ النسائی (79/2): كتاب الإمامة باب: صلاة الإمام خلف رجل من رعيته وأحمد في مسنده: (159/6) وابن خزيمة

(55/3) حديث (1620) من طريق عن شعبه عن نعيم بن أبي هند عن أبي وائل عن مسروق عن عائشة فذكره-

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی پیروی کر رہے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر رہے تھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بھی منقول ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز ادا کی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات منقول ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز ادا کی تھی۔

331 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ حُمَيْدٍ

عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ قَاعِدًا فِي ثَوْبٍ مَتَوَشِّحًا بِهِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: قَالَ وَهَلْ كَذَا رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ

حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ ثَابِتٍ وَمَنْ ذَكَرَ فِيهِ عَنْ ثَابِتٍ فَهُوَ أَصَحُّ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز

ادا کی۔ آپ نے ایک کپڑا اوڑھا ہوا تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس روایت کو یحییٰ بن ایوب نے حمید کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

کئی راویوں نے اسے حمید کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، تاہم ان راویوں نے اس میں ثابت نامی راوی کا ذکر نہیں کیا، تاہم جس راوی نے ثابت کا ذکر کیا ہے وہ روایت زیادہ مستند ہے۔

شرح

امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدیوں کا بیٹھ کر اقتداء کرنے کا مسئلہ اور مذاہب آئمہ

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو ابواب کے تحت تین احادیث کی تخریج کی ہے جن میں یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی بھی بیٹھ کر امام کی اقتداء کریں۔

تمام فقہاء کا اس بات میں اتفاق ہے کہ امام اور منفرد فرائض بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے، کیونکہ قیام فرض ہے اور اس کے بغیر نماز مکمل نہیں ہوتی۔ البتہ نوافل بیٹھ کر پڑھے جاسکتے ہیں۔ اگر امام کسی عذر کی بناء پر بیٹھ کر نماز پڑھا رہا ہو تو مقتدی کس طرح اس کی اقتداء کریں گے؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ امام قاعد کی اقتداء کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے، نہ قعود کی حالت میں اور نہ قیام کی حالت میں۔ البتہ ایسے معذور مقتدی جو قیام کی قدرت نہ رکھتے ہوں، وہ امام قاعد کی اقتداء کر سکتے ہیں۔ انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: وَلَا يُؤْمِنُ رَجُلٌ بَعْدِي جَالِسًا (مصنف عبدالرزاق، جلد اول ص ۴۶۳) میرے

جدوئی شخص قعود و جلوس کی حالت میں ہرگز امامت نہ کرائے۔ علاوہ ازیں دونوں امام حدیث باب کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔

۲- حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت امام اسحاق اور حضرت امام اوزاعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر امام علالت و مرض کے باعث بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی بھی صرف قعود کی حالت میں اس کی اقتداء کر سکتے ہیں اور بلاشبہ امام قاعد کی اقتداء جائز ہے۔ ایک قول کے مطابق حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک امام قاعد کی اقتداء چند شرائط کے ساتھ جائز ہے: (۱) امام آغاز نماز سے بیٹھ کر نماز پڑھائے یعنی دوران نماز سے عذر لاحق نہ ہو ہو شروع سے ہی ہو۔ (۲) مقتدیوں نے امام کو امامت کے لیے تعینات کیا ہو۔ (۳) اس کا عذر مستقل نہ ہو بلکہ عارضی ہو۔ انہوں نے اپنے موقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے: اذا صلی قاعداً فصلوا قعوداً اجمعون۔ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی سب بیٹھ کر (اس کی اقتداء میں) نماز ادا کرو۔

۳- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام سفیان ثوری اور حضرت امام ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک امام قاعد کی اقتداء صحیح ہے، البتہ غیر معذور مقتدی حضرات بیٹھ کر اقتداء نہیں کر سکتے بلکہ کھڑے ہو کر نماز ادا کریں گے۔ انہوں نے اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: وَقَوْمُوا لِلَّهِ قِنْتِينَ ۝ جس میں مطلق قیام کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے: جس کا تعلق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وصال سے ہے۔ اس میں تصریح ہے کہ آپ نے بیٹھ کر نماز امامت کرائی جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کھڑے ہو کر اقتداء کی تھی۔ اس روایت سے حدیث باب منسوخ ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل، پہلے عمل کا ناخ ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِمَامِ يَنْهَضُ فِي الرَّكَعَتَيْنِ نَاسِيًا

باب 128: جب امام دو رکعت کے بعد بھول کر کھڑا ہو جائے اور (بیٹھے نہیں)

332 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: صَلَّى بِنَا الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ فَنَهَضَ فِي الرَّكَعَتَيْنِ فَسَبَّحَ بِهِ الْقَوْمُ وَسَبَّحَ بِهِمْ فَلَمَّا صَلَّى بِقِيَّةِ صَلَاتِهِ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتِي السَّهْوِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ بِهِمْ مِثْلَ الَّذِي فَعَلَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَسَعْدِ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُوْحَيْنَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ

تَوْضِيحُ رَاوِي: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي ابْنِ أَبِي لَيْلَى مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ قَالَ أَحْمَدُ لَا

يُحْتَجُّ بِحَدِيثِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى

قَوْلِ إِمَامِ بَخَارِي: وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى هُوَ صَدُوقٌ وَلَا أَرَوِي عَنْهُ لِأَنَّهُ لَا يَدْرِي

صَحِيحَ حَدِيثِهِ مِنْ سَقِيمِهِ وَكُلُّ مَنْ كَانَ مِثْلَ هَذَا فَلَا أَرَوِي عَنْهُ شَيْئًا

332 اخرجه احمد (248/4) من طريق ابن ابي ليل عن الشعبي عند المغيرة فذكره-

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ رَوَاهُ سُفْيَانُ عَنْ جَابِرٍ عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُبَيْلٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ وَجَابِرُ الْجَعْفِيُّ قَدْ ضَعَّفَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ تَرَكَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَغَيْرُهُمَا

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا قَامَ فِي الرَّكَعَتَيْنِ مَضَى فِي صَلَاتِهِ وَسَجَدَ سَجَدَتَيْنِ مِنْهُم مَن رَأَى قَبْلَ التَّسْلِيمِ

قول امام ترمذی: وَمِنْهُمْ مَن رَأَى بَعْدَ التَّسْلِيمِ وَمَن رَأَى قَبْلَ التَّسْلِيمِ فَحَدِيثُهُ أَصَحُّ لِمَا رَوَى الزُّهْرِيُّ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ

◄◄ شععی بیان کرتے ہیں: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی وہ دو رکعات پڑھنے کے بعد (بیٹھنے کی بجائے) کھڑے ہو گئے لوگوں نے انہیں سبحان اللہ کہہ کر متوجہ کرنا چاہا انہوں نے جواب میں بھی سبحان اللہ کہہ دیا۔ جب انہوں نے نماز مکمل کی تو سلام پھیر کر دو مرتبہ سجدہ سہو کر لیا جبکہ وہ بیٹھے ہوئے ہی تھے پھر انہوں نے لوگوں کو یہ بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا یعنی جیسا کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن نحسینہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث دیگر حوالوں سے بھی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

بعض اہل علم نے اس کے راوی ابن ابی لیلیٰ کے حافظے کے حوالے سے کچھ کلام کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن ابی لیلیٰ کی حدیث کو دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن ابی لیلیٰ سچے ہیں، لیکن میں ان سے روایت نہیں کرتا، کیونکہ انہیں صحیح اور ضعیف روایت کے درمیان پتہ نہیں چلتا اور ہر وہ شخص جس کی یہ صورت حال ہو، میں اس سے کوئی روایت نقل نہیں کرتا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ روایت دیگر حوالوں سے بھی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

سفیان نے جابر نامی راوی کے حوالے سے مغیرہ بن شبیل کے حوالے سے، قیس بن ابو حازم کے حوالے سے، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

اس کے ایک راوی جابر جعفی کو بعض اہل علم نے ضعیف قرار دیا ہے یحییٰ بن سعید عبدالرحمن بن مہدی اور دیگر محدثین نے اسے متروک قرار دیا ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے، یعنی جب کوئی شخص دو رکعات پڑھنے کے بعد کھڑا ہو جائے (بیٹھے نہیں) تو اپنی نماز جاری رکھے اور آخر میں دو سجدہ سہو کر لے، تاہم کچھ حضرات کے نزدیک یہ دو سجدے سلام سے پہلے کیے جائیں گے اور کچھ کے نزدیک سلام پھیرنے کے بعد کیے جائیں گے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) جن حضرات کے نزدیک سلام پھیرنے سے پہلے کیے جائیں گے ان کی نقل کردہ حدیث زیادہ مستند ہے جیسا کہ زہری رحمۃ اللہ علیہ اور یحییٰ بن سعید انصاری نے عبدالرحمن اعرج کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن محسنہ رضی اللہ عنہ سے اسے نقل کیا ہے۔

333 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنِ الْمَسْعُودِيِّ عَنْ زِيَادِ بْنِ

عَلَاقَةَ قَالَ

متن حدیث: صَلَّى بِنَا الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ فَلَمَّا صَلَّى رَكَعَتَيْنِ قَامَ وَلَمْ يَجْلِسْ فَسَبَّحَ بِهِ مَنْ خَلْفَهُ فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ قُومُوا فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ سَلَّمَ وَسَجَدَ سَجْدَتِي السَّهْوِ وَسَلَّم وَقَالَ هَكَذَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◄◄ زیاد بن علاقہ بیان کرتے ہیں: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ دو رکعات پڑھنے کے بعد وہ کھڑے ہو گئے اور بیٹھے نہیں ان کے پیچھے لوگوں نے سبحان اللہ پڑھ کر متوجہ کرنا چاہا تو انہوں نے انہیں اشارہ کیا کہ اب تم لوگ کھڑے رہو جب وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو انہوں نے سلام پھیرنے کے بعد دو مرتبہ سجدہ سہو کر لیا پھر سلام پھیر دیا اور بولے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی (اس طرح کی صورتحال میں) اسی طرح کیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہ روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں منقول ہے۔

شرح

دو رکعت کے بعد قعدہ کیے بغیر امام کا بھول کر تیسری رکعت میں کھڑا ہونے کا مسئلہ

جب امام رباعی یا ثلاثی فرائض میں پہلا قعدہ بیٹھنے کی بجائے بھول کر تیسری رکعت میں کھڑا ہو جائے تو مقتدیوں کے یاد کرانے پر اسے قعدہ کی طرف واپس نہیں آنا چاہیے بلکہ مابعد نماز مکمل کر کے آخری قعدہ میں تشہد پڑھنے کے بعد سجدہ سہو کرنے سے اس کی نماز پوری ہو جائے گی۔ قعدہ بیٹھنے کی بجائے امام بھول کر جب تیسری رکعت میں کھڑا ہو جائے، پھر خود یاد آنے یا مقتدیوں کے یاد کرانے پر اگر وہ قعدہ کی طرف واپس بھی آجائے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ البتہ اس صورت میں بھی آخری قعدہ میں تشہد کے بعد سجدہ سہو کرنے سے اس کی نماز مکمل ہو جائے گی۔

333- اخرجہ ابو داؤد (338/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: من نسي ان يتشهد وهو جالس حديث (1037) واحمد (247/4 و 253 و

254) والدارمی (353/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: اذا كان في الصلاة نقصان من طريق يزيد بن هارون عن المسعودي عن زياد بن

علاقه عن المغيرة بن شعبه فذكره-

مقتدیوں کی طرف سے ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ کہنے کا مقصد امام کو بھول یاد کرانا ہے اور اگر امام بھی ان کے جواب میں ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ کہے تو اس کا مقصد مقتدیوں کو یہ کہنا ہے کہ مجھ سے خواہ بھول ہو چکی ہے لیکن تم میری پیروی کرتے ہوئے کھڑے ہو جاؤ اور اس کا تدارک سجدہ سہو کے ساتھ کر لیا جائے گا۔ حدیث باب میں یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مِقْدَارِ الْقُعُودِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ

باب 129: پہلی دو رکعات پڑھنے کے بعد بیٹھنے کی مقدار

334 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ هُوَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا سَعْدُ بْنُ

إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ كَانَهُ عَلَى الرَّضْفِ قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ حَرَّكَ سَعْدٌ شَفْتَيْهِ بِشَيْءٍ فَأَقُولُ حَتَّى يَقُومَ فَيَقْبُولُ حَتَّى يَقُومَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِلَّا أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَخْتَارُونَ أَنْ لَا يُطِيلَ الرَّجُلُ الْقُعُودَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ وَلَا يَزِيدَ عَلَى التَّشَهُدِ شَيْئًا وَقَالُوا إِنَّ زَادَ عَلَى التَّشَهُدِ فَعَلَيْهِ سَجْدَتَا السَّهْوِ هَكَذَا رَوَى عَنِ الشَّعْبِيِّ وَغَيْرِهِ

﴿﴾ حضرت ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب پہلی دو رکعات پڑھنے کے بعد بیٹھتے تھے تو یوں لگتا تھا جیسے آپ گرم پتھروں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

شعبہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: پھر سعد نامی راوی نے اپنے ہونٹوں کو حرکت دی (یعنی کچھ کہا جسے میں سمجھ نہیں سکا) لیکن میرا یہ خیال ہے: انہوں نے یہ الفاظ کہے تھے یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے البتہ ابو عبیدہ نامی راوی نے اسے اپنے والد (حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے نہیں سنا ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا ان حضرات نے اس بات کو اختیار کیا ہے: آدمی دو رکعات پڑھنے کے بعد والے قعدہ کو طویل نہ کرے اور پہلی دو رکعات پڑھنے کے بعد تشہد سے زیادہ کچھ نہ پڑھے۔

علماء نے یہ بات فرمائی ہے: اگر کوئی شخص تشہد سے زیادہ پڑھ لیتا ہے تو اس پر سجدہ سہو کرنا لازم ہوتا ہے۔
شععی اور دیگر حضرات سے اسی طرح منقول ہے۔

334- اخرجہ ابو داؤد (326/1)؛ کتاب الصلاة باب: فی تخفيف القعود حدیث (995) والنسائی (243/2)؛ کتاب التطبیق:

باب: التخفيف فی التشهد الاول واحد فی "سندہ": (386/1 - 410 - 428 - 436 - 460) من طریقہ سعد بن ابراهیم عن ابی

عبیدہ بن عبد اللہ عن ابیہ فذکرہ۔

شرح

پہلی دو رکعت کے بعد قعدہ بیٹھنے کی مقدار کا مسئلہ

تمام آئمہ فقہ کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ فرائض ثلاثی و رباعی اور واجب نماز میں دو رکعت کے بعد امام قعدہ کرے گا، جس میں صرف تشهد پڑھے گا۔ تشهد کے بعد ایک جملہ بھی پڑھ لیا تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔ منفرد فرائض ثلاثی و رباعی، واجب نماز اور سنت مؤکدہ (چار رکعت والی) میں دو رکعت کے بعد قعدہ کرے گا جس میں صرف تشهد پڑھے گا۔ نوافل اور سنت غیر مؤکدہ میں پہلی دو رکعت کے بعد منفرد قعدہ کرے گا جس میں تشهد، درود اور دعائیں سب کچھ پڑھے گا۔ اس لیے کہ نوافل اور سنت غیر مؤکدہ کا حکم یکساں ہے اور ان کا ہر شفعہ مکمل نماز ہوتی ہے۔ اس مسئلہ سے عام لوگ ناواقف ہیں، کیونکہ وہ سب نمازوں کو یکساں طریقے سے پڑھتے ہیں۔ منفرد آخری قعدہ میں جب سجدہ سہو کرے گا تو وہ اس میں تشهد، درود اور دعائیں سب کچھ پڑھے گا۔ عموماً لوگ اس مسئلہ میں بھی غفلت سے کام لیتے ہیں۔ البتہ باجماعت نماز میں سجدہ سہو کی صورت میں آخری قعدہ میں صرف تشهد پڑھی جائے گی، اس میں یہ حکمت ہے کہ درود، دعائیں پڑھنے کے بعد سجدہ کرنے سے بعض مقتدی نماز کو مکمل تصور کرتے ہوئے دونوں طرف سلام پھیر دیں گے۔ حدیث باب میں بھی یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پہلی دو رکعت کے بعد قعدہ میں جم کر نشست نہیں کرتے تھے بلکہ جلدی سے اٹھنے کی حالت میں بیٹھتے اور صرف تشهد پڑھتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ

باب 130: نماز کے دوران اشارہ کرنا

335 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ نَابِلِ صَاحِبِ

الْعَبَاءِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: مَرَرْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ إِلَيَّ إِشَارَةً وَقَالَ

لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ إِشَارَةً بِأَصْبِعِهِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ بِلَالٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَعَائِشَةَ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت صہیب کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: (وہ فرماتے ہیں:) میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس سے گزرا آپ نماز ادا کر رہے تھے میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اشارے کے ذریعے مجھے جواب دیا۔

راوی بیان کرتے ہیں: میرے علم کے مطابق انہوں نے یہ بات کہی تھی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلی کے ذریعے اشارہ کیا۔

اس بارے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

335- اخرجہ ابو داؤد (306/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: رد السلام فی الصلاة؛ حدیث (925)؛ والنسائی (5/3)؛ کتاب السجود؛ باب:

رد السلام بالإشارة فی الصلاة؛ واحد فی "مسندہ"؛ (332/4)؛ والدارمی (316/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: کیف یرد السلام فی

الصلاة من طریق اللیث بن سعد عن بکیر بن عبد اللہ بن الأشج عن نابل صاحب العباء عن ابن عمر عن صہیب الرومی فذکرہ۔

336 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قُلْتُ لِبَلَالٍ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِينَ كَانُوا يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ

وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ كَانَ يُشِيرُ بِيَدِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَ حَدِيثٌ صُحَيْبٍ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ اللَّيْثِ عَنْ بُكَيْرٍ

حدیث دیگر: وَقَدْ رَوَى عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قُلْتُ لِبَلَالٍ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ حَيْثُ كَانُوا يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ فِي مَسْجِدِ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ كَانَ يَرُدُّ إِشَارَةً وَكَلَامًا الْحَدِيثَيْنِ عِنْدِي صَحِيحٌ لِأَنَّ قِصَّةَ حَدِيثِ صُحَيْبٍ غَيْرُ قِصَّةِ حَدِيثِ بَلَالٍ وَإِنْ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَوَى عَنْهُمَا فَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُونَ سَمِعَ مِنْهُمَا جَمِيعًا

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو جواب کیسے دیتے تھے؟ جب لوگ آپ کو سلام کرتے تھے اور آپ اس وقت نماز پڑھ رہے ہوتے تھے تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک کے ذریعے اشارہ کر دیتے تھے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔ ہم اسے صرف لیث نامی راوی کے حوالے سے بکیر کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

زید بن اسلم کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہ روایت منقول ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جواب کیسے دیا تھا؟ جب لوگوں نے آپ کو بنو عمرو بن عوف کی مسجد میں سلام کیا تھا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بتایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارے کے ذریعے جواب دیا تھا۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) یہ دونوں احادیث میرے نزدیک ”صحیح“ ہیں اس لیے کیونکہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کا قصہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے قصے سے مختلف ہے، اگرچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان دونوں روایات کو نقل کیا ہے تو اس بات کا احتمال موجود ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان دونوں حضرات سے یہ بات سنی ہو۔

شرح

حالت نماز میں انگلی کے اشارہ سے سلام کا جواب دینے میں مذاہب آئمہ

اس بات میں تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ دوران نماز انگلی کے اشارہ سے کسی کے سلام کا جواب دینا جائز نہیں ہے، اگر کوئی شخص انگلی کے اشارہ سے جواب دیتا ہے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی، خواہ اس کا مفہوم سمجھا جائے یا نہ۔ نوافل و سنت غیرہ مؤکدہ

میں اس کی گنجائش ہے جبکہ فرائض میں نہیں ہے۔ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کے مختلف اقوال ہیں:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مستحب ہے۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے۔ انہوں نے آثار ذیث باب سے استدلال کیا ہے۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا جبکہ آپ نماز میں مصروف تھے، میں نے سلام عرض کیا، تو آپ نے اپنی انگلی مبارک کے اشارہ سے جواب دیا۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ انگلی سے سلام کا جواب دینا کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے، ان کا بیان ہے کہ میں حبشہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نماز میں مصروف تھے، میں نے سلام پیش کیا تو آپ نے جواب نہ دیا۔ اس سلسلے کے الفاظ یہ ہیں: فسلمت علیہ فلم یرد علی (شرح معانی الآثار جلد اول ص ۲۲۰)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ حدیث باب سے استدلال کرنا اس لیے درست نہیں ہے اس میں ابتداء اسلام کا واقعہ بیان کیا گیا ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے منسوخ ہے۔ یاد رہے ان دونوں حدیثوں میں نفلی نمازوں کے واقعات بیان ہوئے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ التَّسْبِيحَ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقَ لِلنِّسَاءِ

باب 131: سبحان اللہ کہنے کا حکم مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانے کا حکم خواتین کے لیے ہے

337 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: التَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَجَابِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبْنِ عُمَرَ

حَدِيثٍ دِيْغَرٍ: وَقَالَ عَلِيٌّ كُنْتُ إِذَا اسْتَأْذَنْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي سَبَّحَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَاسْحَقُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: (نماز کے دوران امام کو متوجہ کرنے کے

لیے) سبحان اللہ کہنے کا حکم مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانے کا حکم خواتین کے لیے ہے۔

337- اضرجه مسلم (315/2- الابی) : کتاب الصلاة : باب : تسبیح الرجل و تصفیق النساء اذا انابنما شی . فی الصلاة حدیث

(106-422/107) والنسائی (11/3) : کتاب السیرو : باب : التسبیح فی الصلاة واحمد فی مسنده (261/2- 440- 479) من

طریق سلیمان الاعمش عن ابی صالح ذکوان عن ابی هریره فذکره-

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگتا تھا اور آپ نماز پڑھ رہے ہوتے تو آپ سبحان اللہ کہہ دیتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

امام کو مطلع کرنے کے لیے مردوں کے لیے تسبیح اور خواتین کے لیے تصفیق کا مسئلہ

امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی صورت میں امام سے جب کوئی سہو ہو جائے اور مقتدی حضرات انہیں مطلع کرنا چاہیں تو مرد حضرات ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ کہیں گے اور خواتین مطلع کرنے کے لیے ”تصفیق“ کریں گی یعنی دائیں ہاتھ کی چند انگلیاں بائیں ہاتھ کی پشت پر ماریں گی اور پیدا ہونے والی آواز امام کو مطلع کرنے کے لیے ہوگی، چونکہ عورت کی آواز بھی عورت ہے۔ بمطابق ”صوت العورۃ عورت“ اس طرح اجنبی لوگوں کو عورت کی آواز سنائی نہیں دے گی۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ خواتین و حضرات سب امام کو مطلع کرنے کے لیے تسبیح کہیں گے۔ ان کے خیال کے مطابق حدیث باب کا مطلب یہ ہے کہ مردوں کو تصفیق سے اس لیے منع کیا گیا کہ وہ صرف تسبیح کہیں، کیونکہ ”تصفیق“ کے ذریعے آواز پیدا کرنا عورتوں کا کام ہے۔

تسبیح کہنے کے متعدد مقامات ہیں جن میں سے چند یہ ہیں: (۱) جب کوئی شخص سترہ کے بغیر اور بے خبری کے عالم میں نماز کے سامنے سے گزرنا چاہتا ہو۔ (۲) امام حالت نماز میں کسی معاملے میں اپنے مقتدیوں کو مطلع کرنا چاہتا ہو۔ (۳) جب کوئی شخص اپنے گھر کے اندر نماز پڑھ رہا ہو تو عین اسی وقت کوئی آدمی دروازے پر آ کر آواز دیتا ہے، تو یہ اپنی حالت نماز سے مطلع کرنے کے لیے بلند آواز سے ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ کہے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّأْوُبِ فِي الصَّلَاةِ

باب 132: نماز کے دوران جمائی لینا مکروہ ہے

338 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

338 - أخرجه مسلم (347/9 - النووي) كتاب الزهد والرفاه: باب: تنسيت المطاس وكرامة التناوب حديث (2994/56)

متن حدیث: التَّشَاؤُبُ فِي الصَّلَاةِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا تَنَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَجَدَّ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ

حَكْمَ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ التَّشَاؤُبَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ إِبْرَاهِيمُ إِنِّي لَأَرُدُّ التَّشَاؤُبَ بِالتَّسْحُحِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: نماز کے دوران جمائی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے جب کسی شخص کو جمائی آرہی ہو تو جہاں تک اس کے لیے ممکن ہو وہ اپنے منہ کو بند رکھنے کی کوشش کرے۔

اس بارے میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ادا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے ایک گروہ نے نماز کے دوران جمائی لینے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں کھانس کر جمائی کو روک دیتا ہوں۔

شرح

حالت نماز میں جمائی لینے کی ممانعت

لفظ ”التشاؤب“ سے مراد جمائی ہے، یہ لفظ داماد کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ دوران نماز جمائی لینا منع ہے، کیونکہ یہ شیطانی اثر کا نتیجہ ہے۔ از خود اس سے اجتناب کرنا چاہیے اگر اس کا غلبہ ہو جائے تو اسے ختم کرنے کے لیے دانتوں سے زبان کو دبانا چاہیے۔ نماز کا آغاز کرنے سے قبل اس کا نام و نشان نہیں ہوتا مگر جو نہی نماز شروع کی شیطان جمائی کی شکل میں اپنا اثر جمانا شروع کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور ریاضت میں خلل پیدا کرتا ہے۔ حدیث باب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو جمائی کے پی جانے اور اسے ختم کرنے کا حکم دیا ہے۔ نماز کی طرح تلاوت قرآن، اوراد و وظائف اور دیگر امور خیر کی انجام دہی کے وقت بھی جمائی کا آغاز ہو جاتا ہے، کیونکہ شیطان اس کے ذریعے لوگوں کو نیکی کے کاموں سے روکنے یا کاہلی پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ صَلَاةَ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ

بَاب 133: بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے

کے مقابلے میں نصف ثواب ملتا ہے

339 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

بُرَيْدَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ مَنْ صَلَّى قَائِمًا

فَهُوَ أَفْضَلُ وَمَنْ صَلَّى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلَّى نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ
 فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَنَسٍ وَالسَّائِبِ وَابْنِ عُمَرَ
 حَكَمَ حَدِيثًا: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اِخْتِلَافِ رَوَايَتِهِ: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ إِلَّا أَنَّهُ يَقُولُ عَنْ
 عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ الْمَرِيضِ فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا فَإِنْ لَمْ
 تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ هَذَا حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ عَنْ حُصَيْنِ
 الْمُعَلِّمِ بِهَذَا الْحَدِيثِ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَوَى عَنْ حُصَيْنِ الْمُعَلِّمِ نَحْوَ رَوَايَةِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ وَقَدْ رَوَى أَبُو
 أُسَامَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ حُصَيْنِ الْمُعَلِّمِ نَحْوَ رَوَايَةِ عَيْسَى بْنِ يُونُسَ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي صَلَاةِ التَّطَوُّعِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ أَشْعَثِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ إِنْ شَاءَ الرَّجُلُ
 صَلَّى صَلَاةَ التَّطَوُّعِ قَائِمًا وَجَالِسًا وَمُضْطَجِعًا

وَإِخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي صَلَاةِ الْمَرِيضِ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ جَالِسًا فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ يُصَلِّي
 عَلَى جَنْبِهِ الْأَيْمَنِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يُصَلِّي مُسْتَلْقِيًا عَلَى قَفَاهُ وَرِجْلَاهُ إِلَى الْقِبْلَةِ قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ فِي هَذَا
 الْحَدِيثِ مَنْ صَلَّى جَالِسًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ قَالَ هَذَا لِلصَّحِيحِ وَلِمَنْ لَيْسَ لَهُ عُذْرٌ يَعْنِي فِي النَّوَافِلِ فَأَمَّا
 مَنْ كَانَ لَهُ عُذْرٌ مِنْ مَرَضٍ أَوْ غَيْرِهِ فَصَلَّى جَالِسًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ الْقَائِمِ وَقَدْ رُوِيَ فِي بَعْضِ هَذَا الْحَدِيثِ مِثْلُ
 قَوْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ

﴿﴾ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے ایسے شخص کی نماز کے بارے میں
 دریافت کیا: جو بیٹھ کر نماز ادا کرتا ہے تو آپ نے فرمایا: جو شخص کھڑا ہو کر نماز ادا کرے وہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور جو بیٹھ کر نماز ادا
 کرے تو اسے کھڑے ہوئے کے مقابلے میں نصف اجر ملتا ہے اور جو شخص لیٹ کر نماز پڑھے اسے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کے
 مقابلے میں نصف اجر ملتا ہے (اس سے مراد نفل نماز ہے)

339- اخرجہ البخاری (680/2): کتاب تقصیر الصلاة باب: صلاة القاعد حدیث (1115) و (683/2) باب: صلاة القاعد
 بالاسماء حدیث (1116) و (684/2): باب: اذا لم يطق قاعدا صلى على جنب و ابو داود (314/1): کتاب الصلاة: باب: في صلاة
 القاعد حدیث (951) والنسائي (323/3): کتاب قيام الليل وتطوع النمرار: باب: فضل صلاة القائم ثم على صلاة القاعد وابن
 ماجه (388/1): کتاب اقامة الصلاة والسنة فيهما: باب صلاة القاعد على النصف من صلاة القائم حدیث (1231) واحمد في
 مسنده: (433/4 - 435 - 442 - 443) وابن خزيمة (235/2) حدیث (1236) و (241/2) حدیث (1249) من طريق حسين

بن زيوان المعلم عن عبد الله بن بريدة عن عمران بن بريدة فذكره-

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت سائب رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیمار شخص کی نماز کے بارے میں دریافت کیا: آپ نے فرمایا: تم کھڑے ہو کر نماز ادا کرو! اگر تم نہیں کر سکتے تو بیٹھ کر پڑھو اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو پہلو کے بل ادا کرو۔ یہی روایت بعض دیگر حوالوں سے بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمارے علم کے مطابق اور کسی شخص نے حصین معلم کے حوالے سے اس طرح کی روایت نقل نہیں کی۔ صرف ابو اسامہ اور دیگر راویوں نے حصین معلم کے حوالے سے عیسیٰ بن یونس کی روایت کی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک اس سے مراد نفلی نماز ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص چاہے تو وہ نفلی نماز کھڑے ہو کر بھی ادا کر سکتا ہے، بیٹھ کر بھی ادا کر سکتا ہے اور لیٹ کر بھی ادا کر سکتا ہے۔

اہل علم نے بیمار شخص کی نماز کے بارے میں اختلاف کیا ہے، جب وہ بیٹھ کر نماز ادا نہ کر سکتا ہو۔

بعض اہل علم نے یہ رائے پیش کی ہے: وہ اپنے دائیں پہلو کے بل نماز ادا کرے گا۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: وہ سیدھا چپ لیٹ کر نماز ادا کرے گا، جب کہ اس کے پاؤں قبلہ کی طرف ہوں گے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: جو شخص بیٹھ کر نماز ادا کرے اسے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے مقابلے میں نصف اجر ملے گا۔

سفیان فرماتے ہیں: یہ تندرست شخص کے لیے ہے اور اس شخص کے لیے ہے جسے کوئی بھی عذر لاحق نہ ہو البتہ جس شخص کو بیماری کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے کوئی عذر لاحق ہو اور وہ بیٹھ کر نماز ادا کر لے تو اسے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی مانند اجر ملے گا۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں: بعض روایات میں یہ بات ملتی ہے جو سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی تائید کرتی ہے۔)

شرح

مفہوم حدیث

اس حدیث میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص قعود کی حالت میں نماز پڑھے گا، اسے قیام کی حالت میں پڑھنے والے کی نسبت نصف ثواب عطا ہوگا اور جو شخص لیٹ کر نماز ادا کرے گا، اسے قعود کی حالت میں نماز پڑھنے کی نسبت نصف ثواب ملے گا۔

اس حدیث کو سمجھنے اور سمجھانے کے لیے شارحین نے طویل ابحاث کی ہیں، ہم مختصر الفاظ اور نہایت اختصار سے اس حدیث کے مصداق و مفہوم کو ذیل میں سوال و جواب کی شکل میں پیش کرتے ہیں:

اشکال: یہ حدیث دو حالتوں سے خالی نہیں ہو سکتی: مفترض سے متعلق ہوگی یا منتفل سے متعلق۔ اگر یہ مفترض سے متعلق ہو تو اس کی دو حالتیں ہو سکتی ہیں، کہ اسے قیام پر قدرت حاصل ہوگی یا نہیں۔ قیام پر قدرت حاصل ہونے کے باوجود اگر وہ قعود کی حالت میں نماز پڑھے گا تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ اگر اسے قیام پر علالت وغیرہ کی وجہ سے قدرت حاصل نہ ہو تو قعود کی حالت میں نماز پڑھنے سے، اسے نصف نہیں بلکہ مکمل ثواب ملتا ہے۔ اگر حدیث منتفل سے متعلق ہو تو اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں، کہ وہ معذور ہوگا یا نہیں، بر سبیل اول اس کے ثواب میں کمی نہیں ہوگی اور بر سبیل ثانی جمہور کے نزدیک لیٹ کر نوافل ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ لہذا حدیث کے الفاظ: "من صلاها نائماً" کا مفہوم درست نہیں ہوگا؟

جواب: یہ حدیث مفترض سے متعلق نہیں بلکہ منتفل معذور سے متعلق ہے۔ منتفل کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں (۱) اسے قیام پر قدرت حاصل نہیں ہوگی۔ (۲) دقت و مشقت کے ساتھ اسے قیام پر قدرت حاصل ہوگی۔ زیر بحث حدیث میں دوسری قسم کی حالت بیان کی گئی ہے۔ اس کا قیام کی حالت میں نماز ادا کرنا عزیمت ہے اور قعود کی کیفیت میں نماز پڑھنا رخصت ہے۔ عزیمت پر عمل کرنے کی صورت میں اسے پورا ثواب ملے گا جبکہ رخصت کی حالت میں وہ نصف ثواب کا حقدار ہوگا۔ یہاں نصف ثواب تندرست شخص کے مقابل نہیں بلکہ عزیمت کے مقابلہ میں ہے۔ اس طرح زیر بحث حدیث کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَتَطَوَّعُ جَالِسًا

باب 134: جو شخص بیٹھ کر نفل نماز پڑھے

340 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ السَّهْمِيِّ عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ مِمَّنْ حَدِيثٍ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سُبْحَتِهِ قَاعِدًا حَتَّى كَانَ قَبْلَ وَقَاتِهِ بِعَامٍ فَإِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي سُبْحَتِهِ قَاعِدًا وَيَقْرَأُ بِالسُّورَةِ وَيُرْتِلُهَا حَتَّى تَكُونَ أَطْوَلَ مِنْ أَطْوَلَ مِنْهَا

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثٌ حَفْصَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حدیث دیگر: وَقَدْ رَوَى عَنْ نَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ جَالِسًا فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَائَتِهِ قَدْرُ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ

340- أخرجه مالك في الموطأ (137/1): كتاب صلاة الجماعة: باب: ما جاء في صلاة القاعد في النافلة حديث (21) و مسلم

(60/3- الابن) كتاب صلاة المسافرين و قصرها: باب: جواز النافلة قائما و قاعدا حديث (733/118) والنسائي (223/3): كتاب

قيام الليل و تطوع النسيان: باب: صلاة القاعد في النافلة وذكر الاختلاف على أبي اسحق في ذلك و احمد في "مسند": (285/6)

والدارمي (322/1) كتاب الصلاة: باب: صلاة التطوع قاعدا و ابن خزيمة (238/2) حديث (1242) من طريق ابن شهاب الزهري

عن السائب بن يزيد عن المطلب بن ابي وداعة السهمي عن حفصة ام المؤمنين رضي الله عنها فذكره-

وَرَوَى عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي قَاعِدًا فَإِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَاعِدٌ رَكَعَ
وَسَجَدَ وَهُوَ قَاعِدٌ

مذاهب فقہاء: قَالَ أَحْمَدُ وَاسْحَقُ وَالْعَمَلُ عَلَى كِلَا الْحَدِيثَيْنِ كَانَهُمَا رَأْيَا كِلَا الْحَدِيثَيْنِ صَحِيحًا
مَعْمُولًا بِهِمَا

﴿ ﴿ ﴾ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا جو نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو کبھی بھی کوئی نفل نماز بیٹھ کر پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا، یہاں تک کہ جب آپ کی وفات سے ایک سال پہلے کا وقت آیا، تو آپ نفل نماز بیٹھ کر ادا کیا کرتے تھے، آپ اس میں کسی سورت کی تلاوت کرنا شروع کرتے تھے اور اس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے کہ وہ اس سے زیادہ لمبی سورت سے بھی زیادہ لمبی محسوس ہوتی تھی۔

اس بارے میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات بھی منقول ہے: آپ ﷺ رات کے وقت بیٹھ کر نماز ادا کیا کرتے تھے، جب آپ کی قرأت میں تیس یا چالیس آیات جتنی تلاوت باقی رہ جاتی تو آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے تھے کھڑے ہو کر وہ قرأت کرتے تھے، پھر رکوع میں جاتے تھے، پھر دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا کیا کرتے تھے۔

نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات بھی منقول ہے: آپ بیٹھ کر نماز ادا کرتے تھے، پھر جب آپ قرأت کرتے تھے، تو کھڑے ہو جاتے تھے، پھر آپ رکوع میں جاتے تھے، پھر سجدے میں چلے جاتے تھے، یعنی کھڑے ہو کر رکوع میں اور سجدے میں جایا کرتے تھے، لیکن جب آپ قرأت کرتے تھے، تو اس وقت بیٹھ جاتے تھے، پھر آپ رکوع میں اور سجدے میں چلے جاتے تھے، جبکہ آپ بیٹھے ہوئے ہوتے تھے۔

امام احمد رحمہ اللہ، امام اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دونوں روایات پر عمل کیا جاسکتا ہے، گویا کہ ان دونوں حضرات کے نزدیک یہ دونوں روایات ”صحیح“ ہیں اور معمول بہ ہیں۔

341 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ
مَتْنِ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَائَتِهِ
قَدْرُ مَا يَكُونُ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ ثُمَّ صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ

341- اخرجہ مالک فی ”الموطأ“: (1/138): کتاب صلاة الجماعة باب: ما جاء فی صلاة القاعد فی النافلة حدیث (23) والبخاری (2/686): کتاب اذا صلى قاعدا ثم صح حدیث (1119) لمسلم (3/59- الابی): کتاب صلاة المسافرين باب: جواز النافلة قائما وقاعدا حدیث (731/112) وابو داود (1/314): کتاب الصلاة باب: فی صلاة القاعد حدیث (954) والنسائی (3/220) کتاب قیام الليل وتطوع النیاب: باب: کیف یفعل اذا افتتح الصلاة قائما واحدا (6/178) من طریق مالک عن عبد الله بن یزید وابی النضر مولى عمر بن عبد الله عن ابی سلمة عن عائشة فذكره ولم يذكر المصنف عبد الله بن یزید۔

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ پہلے بیٹھ کر نماز ادا کرتے تھے اور قرأت کرتے تھے جبکہ آپ بیٹھے ہوئے ہوتے تھے جب آپ کی قرأت میں تیس یا چالیس آیات جتنی مقدار رہ جاتی تھی تو آپ کھڑے ہو جاتے تھے اور کھڑے ہو کر قرأت کرتے تھے پھر آپ رکوع میں جاتے تھے پھر سجدے میں جاتے تھے پھر دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا کرتے تھے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

342 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ وَهُوَ الْحَدَّاءُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

مَتْنُ حَدِيثٍ: سَأَلْتُهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَطَوُّعِهِ قَالَتْ كَانَ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا وَلَيْلًا طَوِيلًا قَاعِدًا فَإِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ وَإِذَا قَرَأَ وَهُوَ جَالِسٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ جَالِسٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴿﴾ عبد اللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم ﷺ کی نفل نماز کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: آپ ﷺ رات کے وقت طویل نماز کھڑے ہو کر ادا کرتے تھے اور طویل نماز بیٹھ کر ادا کرتے تھے جب آپ قرأت کرتے تھے تو آپ کھڑے ہو کر کرتے تھے پھر رکوع میں جاتے تھے پھر سجدے میں جاتے تھے جبکہ آپ قیام کی حالت میں ہوتے تھے پھر آپ بیٹھ کر قرأت کرتے تھے اور رکوع اور سجدے میں بیٹھے ہوئے ہی چلے جاتے تھے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

نفل نماز بیٹھ کر پڑھنے کا مسئلہ

فرائض، واجب اور سنن مؤکدہ میں قیام فرض ہے، قیام پر قدرت حاصل ہونے کے باوجود بغیر کسی عذر کے ان کو بیٹھ کر پڑھنے

342- اخرجه مسلم (56/3- الابى)؛ كتاب صلاة المسافرين و قصرها؛ باب جواز النافلة قائما و قاعدا و فعل بعض الركعة قائما و بعضها قاعدا حديث (105- 730) و ابو داود (314/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب: فى صلاة القاعد حديث (955- 956) و (401/1)؛ باب: تفرع ابواب التطوع و ركعات السنة حديث (1251) و النسائي (219/3)؛ كتاب قيام الليل و تطوع الترميز؛ باب: كيف يفعل اذا افتتح الصلاة قائما و ابن ماجه (368/1)؛ كتاب اقامة الصلاة و النسيه فيها؛ باب: ما جاء فى الركعتين بعد المغرب حديث (1164) و (388/1)؛ باب: فى صلاة النافلة قاعدا حديث (1228) و احمد فى "مسند": (236- 241- 261- 262- 265- 98- 100- 112- 113- 166- 204- 216- 227- 228) و ابن خزيمة (192/2) حديث (1167) و (208/2) حديث (1199) و (239/2- 241)؛ حديث (1245- 1246- 1247- 1248) من طريق عبد الله بن شقيق العقبلى عن عائشة ام المؤمنين رضى الله عنهما فذكره-

سے نماز نہیں ہوگی۔ اس کے برعکس نوافل اور سنن غیر مؤکدہ میں قیام فرض نہیں ہے، لہذا اگر کوئی شخص ان کو بیٹھ کر پڑھتا ہے، تو جائز ہے لیکن کھڑے ہو کر پڑھنے کی نسبت نصف ثواب ملے گا۔ حدیث باب میں بھی یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کھڑے ہو کر نماز تہجد ادا فرماتے تھے لیکن وصال سے ایک سال قبل نماز تہجد بیٹھ کر ادا کرتے تھے اور چھوٹی سورتوں کی قرأت ترتیل کے ساتھ فرماتے کہ وہ طویل سورتیں معلوم ہوتی تھیں۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ إِنِّي لَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فِي الصَّلَاةِ فَأُخَفِّفُ

باب 135: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان: میں نماز میں کسی بچے کے

رونے کی آواز سنتا ہوں، تو اسے مختصر کر دیتا ہوں

343 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: قَالَ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ فَأُخَفِّفُ مَخَافَةَ أَنْ تُفْتَنَ أُمَّهُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ کی قسم (بعض اوقات) جب

میں کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں، اور اس وقت میں نماز (باجماعت) کی حالت میں ہوتا ہوں، تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں۔ اس خوف کے تحت کہ کہیں اس کی ماں آزمائش میں مبتلا نہ ہو جائے۔

اس بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

بچے کے رونے کے باعث نماز کو مختصر کرنا

اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت عالم اور مہربان خورد و کلان بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کا عملی طور پر درس دیا جس میں سرمو بھی کمی نہیں آنے دی اور یہی آپ کی شایان شان بھی تھا۔ آپ بچوں کے ساتھ انتہائی درجہ کی محبت کرتے، ان پر شفقت فرماتے اور ان کے رونے پر پریشان ہو جاتے۔ خارج نماز کے علاوہ عین نماز کی حالت میں بھی اگر بچوں کے رونے کی آواز سنائی دیتی تو آپ اپنی نماز کو مختصر کر دیتے تھے۔ اس سلسلہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قسم بخدا! اگر حالت نماز میں، میں بچے کے رونے کی آواز سنوں تو میں ضرور نماز کو مختصر کر دوں تاکہ اس کی ماں آزمائش میں مبتلا نہ ہو جائے۔“

نماز کو مختصر کرنے کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱) بچے کے رونے کی آواز۔ (۲) والدہ کی پریشانی۔ یعنی والدہ باجماعت نماز میں شامل ہے اور بچے نے بھوک اور پیاس وغیرہ کی وجہ سے چیخنا شروع کر دیا ہو۔ نماز کے اختصار کی وجہ سے ایک طرف والدہ کی پریشانی دور ہو جائے گی اور دوسری طرف بچہ جلدی خاموش ہو جائے گا۔ اس روایت سے چند مسائل ہوئے:

☆ کسی ایک نمازی یا سب نمازیوں کی پریشانی کی وجہ سے نماز مختصر کی جاسکتی ہے۔
☆ مسجد کے صحن میں جماعت کھڑی ہو اور اچانک بارش یا آندھی شروع ہو جانے پر نماز مختصر کی جاسکتی ہے۔
☆ امام کو یقین ہو کہ طویل قرأت سے نمازیوں میں اضافہ ہو جائے گا یعنی لوگ وضو وغیرہ کے جماعت میں شامل ہو جائیں گے، تو امام قرأت لمبی کر سکتا ہے۔

☆ کسی اہم شخصیت کو جماعت میں شامل کرنے کے لیے قرأت ہرگز طویل نہیں کی جاسکتی۔

نوٹ: نماز کو مختصر کرنے سے مراد صرف قرأت کو مختصر کرنا ہے نہ کہ رکعات یا تسبیحات یا تشہد کو کم کرنا۔

بَابُ مَا جَاءَ لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ الْمَرْأَةِ إِلَّا بِخِمَارٍ

باب 136: حائضہ (یعنی جوان) عورت کی نماز چادر کے بغیر قبول نہیں ہوتی

344 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ صَفِيَّةَ ابْنَةِ الْحَارِثِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ الْحَائِضِ إِلَّا بِخِمَارٍ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَقَوْلُهُ الْحَائِضُ يَعْنِي الْمَرْأَةَ الْبَالِغَ يَعْنِي إِذَا حَاضَتْ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا أَدْرَكَتْ فَصَلَّتْ وَشَيْءٌ مِّنْ شَعْرِهَا مَكْشُوفٌ لَا تَجُوزُ صَلَاتُهَا وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ قَالَ لَا تَجُوزُ صَلَاةُ الْمَرْأَةِ وَشَيْءٌ مِّنْ جَسَدِهَا مَكْشُوفٌ قَالَ الشَّافِعِيُّ وَقَدْ قِيلَ إِنْ كَانَ ظَهَرَ قَدَمَيْهَا مَكْشُوفًا فَصَلَاتُهَا جَائِزَةٌ

﴿﴾ سیدہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حائضہ (بالغ) عورت کی نماز چادر کے بغیر

قبول نہیں ہوتی۔

344- اخرجه ابو داؤد (299/1): كتاب الصلاة: باب: المرأة تصلي بغير خمار حديث (641) وابن ماجه (214/1): كتاب الطهارة

وسننهما: باب: اذا حاضت الجارية لم تصل الا بخمار حديث (654) واحمد في مسنده: (150/6-218) وابن خزيمة حديث

(775) من طريق حماد بن سلمة عن قتادة عن محمد بن سيرين عن صفية بنت الحارث عن عائشة ام المؤمنين رضي الله عنهما

فذكرته-

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا، یعنی جب کوئی عورت بالغ ہو جائے وہ نماز پڑھے اور اس کے سر کا کچھ حصہ بے پردہ ہو تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔ ایسی عورت کی نماز درست نہیں ہوتی، جس کے جسم کا کوئی بھی حصہ بے پردہ ہو۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک قول کے مطابق عورت کے پاؤں بے پردہ ہوں تو اس کی نماز درست ہوگی۔

شرح

بالغہ خاتون کی نماز کے لیے اوڑھنی شرط ہونا

نماز کی شرائط میں سے عورت کے لیے بلوغت اور اوڑھنی بھی ہیں۔ نابالغ لڑکا ہو یا لڑکی پر نماز فرض نہیں ہے۔ بالغ لڑکی یا لڑکے پر نماز فرض ہے اور ستر عورت بھی دونوں کے لیے شرط ہے۔ مرد کی ستر عورت ناف سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک ہے۔ عورت کے لیے ہاتھ، پاؤں اور چہرے کے علاوہ تمام جسم ستر عورت ہے۔ نماز کے علاوہ عورت اپنے چہرے پر نقاب ڈالے گی تاکہ کسی اجنبی شخص کی چہرے پر نظر نہ پڑے۔ عورت کے لیے اوڑھنی کا استعمال بھی ضروری ہے، کیونکہ اس کے سر کا چوتھائی یا اس سے زائد حصہ کھلا رہنے کی صورت میں نماز درست نہیں ہوگی۔ یہی حکم عورت کے جسم کے ہر حصہ کا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بالغہ خاتون کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں کی جائے گی۔“ یعنی بالغہ خاتون کے لیے ستر عورت شرط اور ضروری ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق عورت کی آواز بھی ستر عورت میں داخل ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ السِّدْلِ فِي الصَّلَاةِ

باب 137: نماز کے دوران سدل کا مکروہ ہونا

345 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَسَلِ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي

رَبَاحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السِّدْلِ فِي الصَّلَاةِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ

345- اخرجہ ابو داؤد (229/1): کتاب الصلاة باب: ما جاء في السدل في الصلاة حديث (643) وابن ماجه (310/1). كتاب اقامة الصلاة والسنة في باب: ما يكره في الصلاة حديث (966) واصل في "مسند": (295/2-341-345-348) ابو الدارمي (320/1): كتاب الصلاة: باب: النهي عن السدل في الصلاة وابن خزيمة (379/1) حديث (772) و (60/2) حديث (918) من طريق عطاء بن ابي رباح عن ابي هريرة فذكره-

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَسَلِ بْنِ سُفْيَانَ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ اِخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي السَّدْلِ فِي الصَّلَاةِ فَكَرِهَ بَعْضُهُمُ السَّدْلَ فِي الصَّلَاةِ وَقَالُوا هَكَذَا تَصْنَعُ الْيَهُودُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّمَا كُرِهَ السَّدْلُ فِي الصَّلَاةِ إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ فَأَمَّا إِذَا سَدَلَ عَلَى الْقَمِيصِ فَلَا بَأْسَ

وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَكَرِهَ ابْنُ الْمُبَارَكِ السَّدْلَ فِي الصَّلَاةِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے دوران ”سدل“ سے منع کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کو ہم صرف عطانامی راوی کے حوالے سے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول روایت کے طور پر جانتے ہیں جو حضرت عسل بن سفیان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ اہل علم نے نماز کے دوران ”سدل“ کے مفہوم کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

بعض اہل علم نے ”سدل“ کو مکروہ قرار دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: اس طرح یہود کیا کرتے تھے۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: نماز کے دوران ”سدل“ اس وقت مکروہ ہے جب آدمی پر اس وقت ایک کپڑا ہوا اگر وہ قمیص پر ”سدل“ کر لیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے نماز کے دوران ”سدل“ کو مکروہ قرار دیا ہے۔

شرح

سدل کی تعریف اور اس کی ممانعت میں مذاہب آئمہ

لفظ ”سدل“ کے تین مفاہیم ہو سکتے ہیں: (۱) رومال یا چادر یا عام کپڑے کو سر پر یا کندھوں پر رکھ کر اس کے دونوں کنارے دونوں طرف نیچے لٹکا دینا۔ (۲) اپنے آپ کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر دونوں ہاتھوں کو بھی اس میں چھپا لینا اور اسی حالت میں رکوع و سجود کرنا۔ (۳) اسبال ازارالی تحت الکعبین یعنی چادر کو ٹخنوں کے نیچے لٹکانا۔ پہلی دونوں حالتوں کا تعلق نماز سے ہے اور ان میں نماز مکروہ قرار پائے گی جبکہ غیر حالت نماز میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ تیسری حالت کا تعلق نماز سے نہیں ہے۔ البتہ یہ تکبر و نخوت کی علامت ہے جس کے بارے میں احادیث میں وعید بیان کی گئی ہے۔

سدل کی کراہت و عدم کراہت کے حوالے سے آئمہ فقہ میں اختلاف ہے جس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱- حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ کا موقوف ہے کہ اگر سدل قمیص کے اوپر ہو تو اس میں کراہت نہیں ہے، گویا ان کے نزدیک کراہت کا مدار ”ثواب واحد“ ہے۔ اس لیے کہ ایک کپڑے کی صورت میں کشف عورت کا قوی امکان ہوتا ہے، جو مکروہ ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک سدل کی کراہت کا مدار خلاف معمول کپڑے کا استعمال ہے۔ لہذا ان کے ہاں سدل علی القميص اور سدل علی الازار مکروہ قرار پائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ مَسْحِ الْجَصِي فِي الصَّلَاةِ

باب 138: نماز کے دوران کنکریوں کو ہٹانا مکروہ ہے

346 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ أَبِي

الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَمْسَحِ الْجَصِي فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تَوَاجِهَهُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعَقِّبِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَحُذَيْفَةَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ

حدیث دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَرِهَ الْمَسْحَ فِي الصَّلَاةِ وَقَالَ إِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ

فَاعِلًا فَمَرَّةً وَاحِدَةً كَأَنَّهُ رُوِيَ عَنْهُ رُخْصَةٌ فِي الْمَرَّةِ الْوَاحِدَةِ وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

﴿﴾ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہو تو وہ

کنکریوں (کو نہ ہٹائے) کیونکہ رحمت اس کے مقابل ہوتی ہے۔

اس بارے میں حضرت معقیب، حضرت علی بن ابوطالب، حضرت حذیفہ اور حضرت جابر بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہم) سے

احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

نبی اکرم ﷺ سے یہ بات بھی روایت کی گئی ہے، آپ نے نماز کے دوران کنکریاں ہٹانے سے منع کیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے:

اگر تم نے ضرور یہ کرنا ہو تو ایک مرتبہ کر لو۔

گویا ایک مرتبہ ایسا کرنے کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے رخصت منقول ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

347 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ يَحْيَى بْنِ أَبِي

كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ مُعَقِّبِ قَالَ

346- اضرجه ابو داؤد (312/1) كتاب الصلاة باب: في مسح العصى في الصلاة حديث (945) وابن ماجه (327/1): كتاب اقامة

الصلاة والسنة فيما باب: مسح العصى في الصلاة حديث (1027) والنسائي (6/3): كتاب السجود: باب: النسي عن مسح العصى في

الصلاة واحمد في مسنده: (149/5- 150- 163- 179) والدارمي (322/1): كتاب الصلاة: باب النسي عن مسح العصى وابن

خزيمة (59/2) حديث (913) ابو (914) والمبيدي (70/1) حديث (128) من طريق الزهري عن ابي الاحوص عن ابي نذر-

متن حدیث: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَسْحِ الْحَصَى فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ إِنْ كُنْتَ لَا
بَدَّ فَاعِلًا فَمَرَّةً وَوَاحِدَةً

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ ابوسلمہ، حضرت معقیب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے نماز کے دوران کنکریاں ہٹانے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: کوئی مجبوری ہو تو ایک مرتبہ ایسا کر لو۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

حالت نماز میں کنکریاں ہٹانے کی کراہت کا مسئلہ

آغاز اسلام میں زمین پر کوئی کپڑا بچھائے بغیر مسلمان نماز ادا کرتے تھے۔ سرزمین عرب پتھریلی ہونے کی وجہ سے اس میں سنگریزوں کی بھرمار ہوتی تھی۔ نماز شروع کرنے سے قبل نمازی حضرات اپنی سجدہ گاہ سے سنگریزوں کو دور کر دیتے تھے تاکہ حالت سجدہ میں انہیں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔ بعض اوقات بھول کی وجہ سے یا جلدی سے جماعت میں شامل ہونے کے سبب سجدہ گاہ کے سنگریزوں کو صاف نہ کر پاتے تو سجدہ کرتے وقت انہیں شدید دشواری پیش آتی تھی۔ دوران نماز ایک آدھی بار کنکریوں کو ہٹانے کی اجازت دی گئی لیکن بچوں کے کھیل کی طرح بار بار سنگریزوں کو ہٹانے سے منع کیا گیا۔ چنانچہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص حالت نماز میں ہو تو وہ سنگریزوں کو نہ ہٹائے، کیونکہ رحمت باری تعالیٰ ان سے متصل ہوتی ہے۔“ ایک آدھی بار تو حالت نماز میں کنکریوں کو دور کیا جا سکتا ہے لیکن بار بار کے عمل سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ عمل کثیر سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اس سلسلے میں دوسری حدیث باب ہے، حضرت معقیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے حالت نماز میں سنگریزوں کو ہٹانے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ”اگر تمہیں زیادہ ضرورت پیش آئے تو ایک بار کنکریوں کو دور کر سکتے ہو۔“ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بچوں کے کھیل کی طرح بار بار سجدہ گاہ سے کنکریوں کو دور کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے بلکہ اس سے نماز بھی فاسد ہو سکتی ہے۔

347- اخرجہ البخاری (95/3): کتاب العمل فی الصلاة باب: مسح الحصى فی الصلاة حدیث (1207) و مسلم (451/2- الابی): کتاب المساجد و مواضع الصلاة باب: کراهة مسح الحصى و تسوية التراب فی الصلاة حدیث (47-48-49/546) و ابو داؤد (312/1) کتاب الصلاة: باب: فی مسح الحصى فی الصلاة حدیث (946) و النسائی (7/3): کتاب السجود: باب: الرخصة فیہ مرة و ابن ماجه (327/1): کتاب اقامة الصلاة و السنة فیہا: باب مسح الحصى فی الصلاة حدیث (1026) و احمد (426/3) و (425/5) و الدارمی (322/1): کتاب الصلاة: باب: التسوية فی مسح الحصى و ابن خزيمة (52-51/2) حدیث (895-896) من طریق یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمة بن عبدالرحمن عن معقیب ف ذکرہ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ النَّفْخِ فِي الصَّلَاةِ

باب 139: نماز کے دوران پھونک مارنا مکروہ ہے

348 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ الْعَوَّامِ أَخْبَرَنَا مَيْمُونُ أَبُو حَمْزَةَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

مَوْلَى طَلْحَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ

متن حدیث: رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا لَنَا يُقَالُ لَهُ أَفْلَحُ إِذَا سَجَدَ نَفَخَ فَقَالَ يَا أَفْلَحُ تَرَبَّ وَجْهَكَ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَكَرِهَ عَبَادُ بْنُ الْعَوَّامِ النَّفْخَ فِي الصَّلَاةِ وَقَالَ إِنْ نَفَخَ لَمْ يَقْطَعْ صَلَاتَهُ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَبِهِ نَأْخُذُ

اختلاف سند: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ هَذَا الْحَدِيثَ وَقَالَ مَوْلَى لَنَا يُقَالُ لَهُ رَبَاحٌ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّبِيِّ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مَيْمُونِ أَبِي حَمْزَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَقَالَ غُلَامٌ لَنَا يُقَالُ لَهُ رَبَاحٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَدِيثُ أُمِّ سَلَمَةَ إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِذَلِكَ وَمَيْمُونُ أَبُو حَمْزَةَ قَدْ ضَعَّفَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي النَّفْخِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنْ نَفَخَ فِي الصَّلَاةِ اسْتَقْبَلَ الصَّلَاةَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يُكْرَهُ النَّفْخُ فِي الصَّلَاةِ وَإِنْ نَفَخَ فِي صَلَاتِهِ لَمْ تَفْسُدْ صَلَاتُهُ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَاسْحَقَ

﴿﴾ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ ہمارے ایک لڑکے کو دیکھا جسے ہم افح کہتے تھے جب وہ سجدے میں جاتا تھا تو پھونک مار دیتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے افح! اپنے چہرے کو خاک آلود ہونے دو۔

احمد بن منیع نامی راوی اپنے (استاد) کے بارے میں فرماتے ہیں: عباد نے نماز کے دوران پھونک مارنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: اگر آدمی پھونک مار دیتا ہے تو اس کی نماز نہیں ٹوٹے گی۔

احمد بن منیع فرماتے ہیں: ہم اس کو اختیار کرتے ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض افراد نے ابو حمزہ کے حوالے سے اس روایت کو نقل کیا ہے وہ یہ بیان کرتے ہیں: ہمارا ایک غلام تھا جس کا نام رباح تھا۔

یہ روایت ابو حمزہ کے حوالے سے منقول ہے جس میں یہ الفاظ بیان ہوئے ہیں: ہمارا ایک غلام تھا جس کا نام رباح تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث کی سند زیادہ مستند نہیں ہے۔

میمون ابو حمزہ کو بعض علماء نے ضعیف قرار دیا ہے۔

نماز کے دوران پھونک مارنے کے بارے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے۔ بعض نے یہ بات بیان کی ہے: اگر کوئی شخص نماز

348 اخرجہ احمد فی "مسندہ": (323-301/6) من طریقہ ابی صالح مولی ابی طلحة عن ام سلمة فذكره۔

کے دوران پھونک مارتا ہے تو دوبارہ نماز پڑھے۔

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے۔

بعض کے نزدیک نماز کے دوران پھونک مارنا مکروہ ہے۔ اگر وہ شخص اپنی نماز کے دوران پھونک مارتا ہے تو وہ نماز فاسد نہیں ہوگی۔

یہ امام احمد رضی اللہ عنہ اور امام اسحاق رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

شرح

حالت نماز میں پھونک مارنے کی ممانعت

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث باب کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ احناف کے ہاں حالت نماز میں سجدہ گاہ کو پھونک مار کر صاف کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے لیکن فقہاء احناف کے نزدیک مسئلہ اس طرح نہیں ہے بلکہ مسئلہ کی نوعیت یوں ہے کہ حالت نماز میں کوئی شخص اپنا گلا صاف کرنے کے لیے بلا عذر کھنگھارتا ہے، تو مکروہ ہے۔ اگر کھنگھارنے کی صورت میں حروف پیدا ہو جائیں تو نماز فاسد ہو جائے گی، کیونکہ نماز میں گفتگو کی ہرگز گنجائش نہیں ہے۔ اس مسئلہ کا مصداق ناپید ہے، کیونکہ اس مسئلہ پر عمل نہیں ہے اس لیے کہ کوئی بھی نمازی بے ضرورت نہیں کھنگھارتا۔ حدیث باب سے حالت نماز میں پھونک مار کر سجدہ گاہ کو صاف کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ فقہاء احناف کے نزدیک اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، کیونکہ ایک آدھ بار پھونکنا عمل قلیل ہے اور عمل قلیل مفسد صلوة نہیں ہے۔ اس روایت کی ممانعت احتیاط پر محمول ہے، یعنی احتیاط کا تقاضا ہے کہ حالت نماز میں پھونک مار کر سجدہ گاہ کو صاف کرنے، بے ضرورت کھنگھارنے اور ہاتھوں سے زمین کو صاف کرنے سے مکمل اجتناب کیا جائے۔ اس مسئلہ کی توضیح سے فقہ حنفی میں احتیاط اور اعتدال کا پہلو بھی نمایاں ہو جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْإِخْتِصَارِ فِي الصَّلَاةِ

باب 140: نماز کے دوران پہلو پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت ہے

349 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ

349- أخرجه البخاري (106/3)؛ كتاب العمل في الصلاة باب: الاختصار في الصلاة حديث (1219-1220) ومسلم (450/2-اللابي)؛ كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب كراهة الاختصار في الصلاة حديث (46/545) وأبو داود (312/1)؛ كتاب الصلاة باب: الرجل يصلي مختصراً حديث (947) والنسائي (127/2)؛ كتاب الافتتاح باب: النهي عن الاختصار في الصلاة واحد في مسنده: (290/2-295-231-232-399) والدارمي (332/1) كتاب الصلاة باب: النهي عن الاختصار في الصلاة وابن خزيمة (56/2) حديث (908) من طريق هشام بن حسان عن محمد بن سيرين عن أبي هريرة فذكره-

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مَدَاهِبُ فَتَهَاءٍ: وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْإِخْتِصَارَ فِي الصَّلَاةِ وَكَرِهَ بَعْضُهُمْ أَنْ يَمْشِيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا وَالْإِخْتِصَارُ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ عَلَى خَاصِرَتِهِ فِي الصَّلَاةِ أَوْ يَضَعَ يَدَيْهِ جَمِيعًا عَلَى خَاصِرَتَيْهِ وَيُرْوَى أَنَّ إِبْلِيسَ إِذَا مَشَى إِذَا مَشَى مُخْتَصِرًا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی شخص پہلو پر ہاتھ رکھ کر نماز ادا کرے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی سے فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض اہل علم نے نماز کے دوران پہلو پر ہاتھ رکھنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ بعض اہل علم نے پہلو پر ہاتھ رکھ کر چلنے کو بھی مکروہ قرار دیا ہے۔

اختصاراً مطلب یہ ہے: آدمی نماز کے دوران اپنا ہاتھ اپنے پہلو پر رکھے یا دونوں ہاتھ دونوں پہلوؤں پر رکھے۔ یہ روایت بھی منقول ہے: ابلیس (شیطان) جب چلتا ہے تو وہ اپنے پہلو پر ہاتھ رکھ کر چلتا ہے۔

شرح

حالت نماز میں پہلو پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت کا مسئلہ

لفظ ”اختصاراً“ سے مراد ہے کہ دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں پہلوؤں پر رکھ کر کھڑا ہونا۔ حالت نماز میں اس سے منع کیا گیا ہے اور خارج نماز بھی اس کی ممانعت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس انداز میں کھڑا ہونا، شیطان اور جہنمی لوگوں کا طریقہ ہے۔ قیامت کے دن جہنمی لوگ جب مسلسل کھڑے رہنے سے تھک جائیں گے تو وہ ستانے کی غرض سے پہلوؤں پر اپنے ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو جائیں گے۔ حدیث باب میں اس کیفیت میں کھڑا ہونے سے منع کیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص حالت نماز میں پہلوؤں پر اپنے ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو۔“

حالت نماز اور خارج نماز میں پہلوؤں پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونے اور چلنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اس ممانعت کی وجہ شیطان کے ساتھ مشابہت ہے، کیونکہ وہ اسی حالت میں کھڑا ہوتا ہے اور اسی کیفیت میں چلتا ہے۔ علاوہ ازیں کھڑا ہونے اور چلنے کا یہ انداز تکبر و نخوت کی علامت ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ كَفِّ الشَّعْرِ فِي الصَّلَاةِ

باب 141: نماز کے دوران بال سمیٹنا مکروہ ہے

350 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُوسَى

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ
 مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّهُ مَرَّ بِالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَهُوَ يُصَلِّي وَقَدْ عَقَصَ صَفِيرَتَهُ فِي قَفَاهُ فَحَلَّهَا فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ
 الْحَسَنُ مُغْضَبًا فَقَالَ أَقْبِلْ عَلَيَّ صَلَاتِكَ وَلَا تَغْضَبْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:
 ذَلِكَ كِفْلُ الشَّيْطَانِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَبِي رَافِعٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءِ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَهُوَ مَعْقُوصٌ شَعْرَهُ

قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَعِمْرَانُ بْنُ مُوسَى هُوَ الْقَرَشِيُّ الْمَكِّيُّ وَهُوَ أَخُو أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى

﴿﴾ ابورافع رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے: وہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرے جو اس وقت نماز پڑھ رہے

تھے انہوں نے اپنے بالوں کو گردن پر باندھا ہوا تھا اور حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے انہیں کھول دیا حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ناراضگی سے
 ان کی طرف نظر کی تو وہ بولے: تم اپنی نماز برقرار رکھو اور غصہ میں نہ آؤ، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: یہ شیطان
 کا حصہ ہے۔

اس بارے میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ انہوں نے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے: کوئی شخص بال باندھ کر نماز ادا کرے۔

عمران بن موسیٰ نامی راوی قریشی مکی ہیں اور یہ ایوب بن موسیٰ کے بھائی ہیں۔

شرح

حالت نماز میں بالوں کو باندھنے کی ممانعت

حالت نماز میں جہاں انسان کے تین سوساٹھ اعضاء سجدہ ریز ہوتے ہیں وہاں بال بھی سجدہ ریز ہوتے ہیں، اس لیے ان کو
 باندھنے سے منع کیا گیا ہے اور باندھنے کی حالت کو مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ کراہت و ممانعت کا حکم صرف مردوں کے لیے خاص
 ہے۔ خواتین اپنے بال باندھ سکتی ہیں تاکہ حالت نماز میں وہ کھلنے نہ پائیں۔ خواتین کے بال بھی ایک مستقل عضو کی حیثیت رکھتے
 ہیں۔ عورت کے بالوں کا ایک چوتھائی حصہ ایک رکن کی ادائیگی کے وقت (تین بار سُبْحَانَ اللَّهِ کہنے کی مقدار) تک کھلا رہنے
 سے، نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ حدیث باب میں بالوں کے باندھنے کو شیطانی عمل قرار دیا گیا ہے۔ یہی اس کی ممانعت و کراہت کی

350- اخرجه ابو داؤد (230/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب: الرجل يصلي عاقصا شعره حديث (646)؛ وابن ماجه (331/1)؛ كتاب اقامة

الصلاة والسنة فيهما؛ باب: كف الشعر والنوب في الصلاة حديث (1042)؛ واهمد في مسنده: (8/6 - 391)؛ والدارمي (320/1)

؛ كتاب الصلاة؛ باب في عقص الشعر وابن خزيمة (58/2)؛ حديث (911)؛ من طرق مختلفة عن ابي رافع مولى رسول الله صلى الله

عليه وسلم -

وجہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّخَشُّعِ فِي الصَّلَاةِ

باب 142: نماز میں خشوع و خضوع اختیار کرنا

351 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ

رَبِّهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَافِعِ بْنِ الْعَمِيَاءِ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: الصَّلَاةُ مَثْنِي مَثْنِي تَشْهَدُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَتَخْشَعُ وَتَضَرَّعُ وَتَمْسُكُنُ وَتَذَرَّعُ وَتُقْنِعُ يَدَيْكَ يَسْقُولُ تَرْفَعُهُمَا إِلَى رَبِّكَ مُسْتَقْبِلًا بِبُطُونِهِمَا وَجْهَكَ وَتَقُولُ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَهُوَ كَذَا وَكَذَا قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَقَالَ غَيْرُ ابْنِ الْمُبَارَكِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ مَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَهِيَ خِدَاجٌ

قول امام بخاری: قَالَ أَبُو عَيْسَى: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ رَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ

عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ فَأَخْطَأَ فِي مَوَاضِعَ فَقَالَ عَنْ أَنَسِ بْنِ أَبِي أَنَسٍ وَهُوَ عِمْرَانُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ وَقَالَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ وَأَنَّ مَا هُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعِ بْنِ الْعَمِيَاءِ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْمُطَّلِبِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّ مَا هُوَ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُحَمَّدٌ وَحَدِيثُ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ هُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ يَعْنِي أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ

﴿ ﴿ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: نماز دو دو کر کے ادا کی جائے ہر دو

رکعت کے بعد تشهد میں بیٹھا جاتا ہے۔ نماز خشوع و خضوع، گریہ و بجا جزی کے ساتھ اور سکون کے ساتھ ادا کی جاتی ہے تم اپنے دونوں ہاتھ بلند کرو اپنے پروردگار کی بارگاہ میں ان کی ہتھیلیوں کا رخ تمہارے چہرے کی طرف ہو اور تم یہ کہو: اے میرے پروردگار! اے میرے پروردگار! (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) جو شخص ایسا نہیں کرتا وہ اس طرح ہے اس طرح ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن مبارک رحمہ اللہ کے علاوہ دیگر آدمیوں نے اس حدیث سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: جو شخص ایسا نہیں کرتا تو اس کی نماز نامکمل ہوتی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بخاری رحمہ اللہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: شعبہ نے اس حدیث کو (اپنے استاد) عبد ربہ بن سعید کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ کئی مقامات پر غلطی کی ہے۔

انہوں نے یہ بات بیان کی ہے: یہ روایت انس بن ابوانس کے حوالے سے منقول ہے جبکہ وہ عمران بن ابوانس ہیں۔

351- اضرجه احمد فی مسنده: (211/1) و (167/4) وابن خزيمه (221/2) حديث (1213) من طريق الليث بن سعد قال حدثنا عبد ربہ بن سعيد عن عمران بن ابى انس عن عبد الله بن نافع بن العمياء عن ربيعة بن الحارث عن الفضل بن العمارت فذكره۔

انہوں نے یہ بات بیان کی ہے: عبد اللہ بن حارث کے حوالے سے منقول ہے جب کہ وہ عبد اللہ بن نافع بن عمیر ہیں انہوں نے ربیعہ بن حارث سے اسے نقل کیا ہے۔

شعبہ یہ روایت کرتے ہیں: عبد اللہ بن حارث نے اسے مطلب کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے جبکہ وہ ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب ہیں جنہوں نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لیث بن سعد کی نقل کردہ روایت شعبہ کی نقل کردہ روایت سے زیادہ مستند ہے۔

شرح

خشوع و خضوع نماز کی روح و معراج

حدیث باب میں نماز کے حوالے سے چند اہم مسائل کی نشاندہی کی گئی ہے جس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱- اہل تہجد کے لیے سہولت: گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے کہ تہجد گزار لوگوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: طویل قیام و قرأت پھر طویل سجدوں میں ہاتھوں کو کشادہ رکھنے کے سبب ان کے ہاتھ تھک جاتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سہولت مہیا کرنے کے لیے فرمایا: ”حالت سجدہ میں وہ اپنی کہنیاں گھٹنوں پر ٹیک لیا کریں۔“ آپ کا یہ ارشاد بطور مسئلہ نہیں تھا بلکہ انہیں حصول سہولت کی تعلیم دی تھی۔ اسی طرح حدیث باب میں بھی اہل تہجد کو سہولت حاصل کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ تہجد کے نوافل دو، دو کر کے پڑھیں تا کہ طویل قیام و قرأت، رکوع و سجود اور قعود و تشہد کی وجہ سے وہ تھک نہ جائیں۔ اس لیے کہ جو کام سہولت کے ساتھ کیا جاتا ہے وہ مسلسل اور مستقل ہوتا ہے۔

۲- نوافل کا شفعہ ہونا: زیر بحث حدیث سے فقہاء نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ سنن غیر مؤکدہ اور نوافل کی نماز شفعہ، شفعہ ہوتی ہے یعنی ہر دو رکعت کے بعد قعدہ میں تشہد، درود ابراہیمی اور ادعیہ سب کچھ پڑھا جائے گا۔ گویا ان کا ہر قعدہ، آخری قعدہ ہوتا ہے خواہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرا جائے یا نہ۔ البتہ واجب (نماز وتر) اور سنن مؤکدہ کی ادائیگی فرائض کی طرح ہوگی۔

۳- خشوع و خضوع کی تعریف: نماز کی روح خشوع و خضوع ہے۔ طاہری عجز و انکسار کو ”خشوع“ کہا جاتا ہے جس کا تعلق آواز سے ہے۔ باطنی تذلل کو خضوع کہا جاتا ہے جس کا تعلق قلب و ذہن سے ہے۔ سراپاء عاجزی کی کیفیت کو تمسک و طمانیت کہا جاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خشوع و خضوع بہت مشہور ہے کہ آپ نماز تہجد میں طویل ترین قیام و قرأت، رکوع و سجود اور قعود و تشہد کرتے تھے۔ دوران نماز آپ کے بطن اطہر سے ہنڈیا کی سنسناہٹ جیسی آواز سنائی دیتی تھی اور دعا گڑ گڑا کر کرتے کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔

سوال: جب نماز کے آخری قعدہ میں نمازی حضرات دعائیں مانگ لیتے ہیں تو فراغت نماز پر دوبارہ دعائیں مانگنے کی کیا ضرورت ہے؟

جواب: (۱) نماز کے آخری قعدہ میں سلام پھیرنے سے قبل نمازی صرف عربی زبان میں اور مخصوص دعائیں کر سکتا ہے۔ ان

کے علاوہ کئی دعائیں کرنے سے نماز فاسد ہو سکتی ہے۔ (۲) نماز سے فراغت پر ہر زبان میں اور ہر قسم کی دعائیں کی جا سکتی ہیں۔ اس لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فراغت نماز پر خود دعا کی اور اپنی امت کو دعا کرنے کی تاکید فرمائی۔

سوال: دعا کرنے کی کیفیت کیا ہونی چاہیے؟

جواب: ارشاد نبوی ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ دعا کرنے کی کیفیت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو اپنے سینہ کے مقابل تک بلند کیا جائے جبکہ انگلیوں کے سرے چہرے کے سامنے ہوں اور دونوں ہاتھوں کے مابین چار انگلیوں کا فاصلہ ہونا چاہیے۔ اس دوران نظریں جھکی ہوئی ہوں۔ اجتماعی دعا کی صورت میں جمع کے صیغے استعمال کیے جائیں تاکہ تمام نمازیوں بلکہ سب مسلمانوں کے لیے دعا کی جائے۔

جس طرح فرض نماز کے آخری قعدہ میں دعائیں کرنے کے باوجود فراغت نماز پر دوبارہ دعا کرنا مسنون ہے، اسی طرح نماز جنازہ میں خواہ دعائیں موجود ہیں لیکن فراغت پر دعا کرنے کی بھی اجازت ہے، کیونکہ ایک حدیث میں تصریح ہے کہ فراغت نماز جنازہ پر میت کے حق میں خصوصی دعا کرو۔ یاد رہے جب دعا فقط اللہ تعالیٰ سے کی جاتی ہے تو اس سے ممانعت کی کوئی وجہ نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے سے وہ خوش ہوتا ہے اور اپنی بخششوں، عنایات اور نوازشات کے دروازے بندوں کے لیے کھول دیتا ہے۔ (قصری)

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّشْبِيكِ بَيْنَ الْأَصَابِعِ فِي الصَّلَاةِ

باب 143: نماز کے دوران انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسانا مکروہ ہے

352 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ رَجُلٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ

عُجْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ وُضُوئَهُ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يُشَبِّكَنَّ بَيْنَ أَصَابِعِهِ

فَإِنَّهُ فِي صَلَاةٍ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَوَاهُ غَيْرٌ وَاحِدٌ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ مِثْلَ حَدِيثِ اللَّيْثِ

وَرَوَى شَرِيكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا

الْحَدِيثِ

وَحَدِيثُ شَرِيكِ غَيْرُ مَحْفُوظٍ

352- اضرجه ابو داؤد (209/1) كتاب الصلاة: باب: ما جاء في النهي في المشي الى الصلاة حديث (562) وابن ماجه (31/1):

كتاب اقامة الصلاة والسنة فيهما باب: ما يكره في الصلاة حديث (967) واحمد في "سنده": (241/4 - 442 - 443) والدارمي

(327/1) : كتاب الصلاة: باب النهي عن الالتباسك اذا خرج الى المسجد وابن خزيمة (227/1) حديث (443 - 444)

(442 - 441) و عبد بن حميد ص (144) حديث (369) من طرق مختلفة عن كعب بن عجرة به-

﴿﴾ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص وضو کرے اور اچھی طرح سے وضو کرے اور پھر وہ نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں جائے تو اس دوران اپنی انگلیاں ایک دوسرے میں نہ پھنسائے کیونکہ وہ نماز کی حالت میں (شمار) ہوتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کو کئی راویوں نے ابن عجلان کے حوالے سے نقل کیا ہے جیسا کہ حدیث لیث نے روایت کیا ہے۔

شریک نامی راوی نے اسے محمد بن عجلان اور ان کے والد کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے ہم معنی نقل کیا ہے۔ تاہم شریک کی نقل کردہ روایت محفوظ نہیں ہے۔

شرح

حالت نماز میں انگلیوں کو باہم ایک دوسری میں داخل کرنے کی ممانعت

گھر سے مسجد کی طرف جاتے ہوئے انگلیوں میں انگلیاں ڈالنے کی کیفیت غلبہ نوم کو ظاہر کرتی ہے، جو اس وقت درست نہیں ہے کیونکہ یہ کاہلی نماز کی فوتگی کا سبب بھی بن سکتی ہے۔ اسی طرح مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھنے کے دوران یا عین نماز کی حالت میں انگلیوں کو انگلیوں میں ڈالنا آداب مسجد اور آداب نماز کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، بلکہ عمل کثیر کی شکل اختیار کر جانے کے باعث مفسد صلوة بھی ہو سکتا ہے۔ ان تینوں مواقع پر یہ عمل ”مقدمة النوم“ کی حیثیت رکھتا ہے۔ نماز کے منتظر اور نمازی کو غلبہ نوم جیسی کیفیت غالب نہیں ہونے دینی چاہیے، کیونکہ یہ حالت کمال نماز کے منافی ہے۔

لفظ ”شبكة“ کا معنی ہے ”جال“ جبکہ ”تشبيك“ سے مراد ہے انگلیاں، انگلیوں میں ڈال کر اسے جال کی شکل بنانا۔ ہر حالت نہایت قبیح اور ناپسند ہے، اس لیے اس سے منع کیا گیا ہے۔ زیر بحث حدیث میں بھی اس سے ممانعت کا درس دیا گیا ہے۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص گھر سے اچھا وضو کر کے مسجد کی طرف آئے تو وہ انگلیوں کو انگلیوں میں ہرگز نہ ڈالے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي طُولِ الْقِيَامِ فِي الصَّلَاةِ

باب 144: نماز کے دوران طویل قیام کرنا

353 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ قَالَ طُولُ الْقُنُوتِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُبَيْشٍ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رَوَى مِنْ غَيْرٍ وَجْهٍ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی گئی: کون سی نماز زیادہ فضیلت رکھتی ہے؟ آپ نے فرمایا: جس میں قیام طویل ہو۔

اس بارے میں حضرت عبد اللہ بن حبشی رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
یہی روایت مختلف طریقوں سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَثْرَةِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَفَضْلِهِ

باب 145: رکوع اور سجدے بکثرت کرنا

354 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ وَحَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ رَجَاءُ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ

مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ هِشَامِ الْمُعِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْدَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيُّ قَالَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: لَقِيتُ ثُوبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ دَلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَنْفَعَنِي اللَّهُ
بِهِ وَيُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ فَسَكَتَ عَنِّي مَلِيًّا ثُمَّ التَفَّتْ إِلَيَّ فَقَالَ عَلَيْكَ بِالسُّجُودِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ

قَالَ مَعْدَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَلَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَأَلْتُهُ عَمَّا سَأَلْتُ عَنْهُ ثُوبَانَ فَقَالَ عَلَيْكَ بِالسُّجُودِ فَإِنِّي
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ

قَالَ مَعْدَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيُّ وَيُقَالُ ابْنُ أَبِي طَلْحَةَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي أُمَامَةَ وَأَبِي فَاطِمَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ثُوبَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ فِي كَثْرَةِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَقَدْ اِخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي هَذَا الْبَابِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ طُولُ الْقِيَامِ فِي الصَّلَاةِ أَفْضَلُ مِنْ

كَثْرَةِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ كَثْرَةُ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ أَفْضَلُ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ

354- أخرجه مسلم (378/2-اللابي): كتاب الصلاة باب: فضل السجود والحث عليه حديث (225 / 488) والنسائي (228/2):

كتاب التطبير: باب: ثواب من سجد لله عز وجل سجدة حديث (1139) وأحمد في مسنده: (276/5-280) وابن خزيمة

(163/1) حديث (316) من طريق الأوزاعي قال: حدثني الوليد بن هشام المعطي قال: حدثني معاذ بن أبي طلحة عن ثوبان مولى

رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكره-

قَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا حَدِيثَانِ وَلَمْ يَقْضِ فِيهِ بِشَيْءٍ وَقَالَ اسْحَقُ أَمَا فِي النَّهَارِ فَكَثْرَةُ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَأَمَا بِاللَّيْلِ فَطُولُ الْقِيَامِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ لَهُ جُزْءٌ بِاللَّيْلِ يَأْتِي عَلَيْهِ فَكَثْرَةُ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ فِي هَذَا أَحَبُّ إِلَيَّ لِأَنَّهُ يَأْتِي عَلَى جُزْئِهِ وَقَدْ رَبِحَ كَثْرَةَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَإِنَّمَا قَالَ اسْحَقُ هَذَا لِأَنَّهُ كَذَا وَصِفَ صَلَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ وَوَصِفَ طُولُ الْقِيَامِ وَأَمَا بِالنَّهَارِ فَلَمْ يُوصَفْ مِنْ صَلَاتِهِ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ مَا وَصِفَ بِاللَّيْلِ

◀◀ معدان بن ابوطلمحہ یحمری بیان کرتے ہیں: میری ملاقات حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہوئی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں، میں نے ان سے کہا: میری کسی ایسے عمل کی طرف راہنمائی کیجیے! جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے اور مجھے جنت میں داخل کرے، تو وہ تھوڑی دیر تک خاموش رہے، پھر انہوں نے میری طرف توجہ کی اور فرمایا: تم سجدہ (بکثرت) کیا کرو، کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جو بھی بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے درجہ کو بلند کر دیتا ہے اور اس شخص کے گناہ کو ختم کر دیتا ہے۔“

معدان نامی روای بیان کرتے ہیں: میری ملاقات حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ہوئی، میں نے ان سے اس چیز کے بارے میں دریافت کیا: جس بارے میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا تھا، تو انہوں نے بھی یہی فرمایا: تم سجدہ (بکثرت) کیا کرو، کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے آپ نے ارشاد فرمایا: ”جو بھی بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے درجہ کو بلند کر دیتا ہے اور اس کی وجہ سے اس شخص کے گناہ کو معاف کر دیتا ہے۔“

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوفاطمہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث میں بکثرت رکوع و سجود کرنے کا ذکر ہے یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض کے نزدیک نماز میں طویل قیام کرنا بکثرت رکوع اور سجود کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

بعض افراد کے نزدیک نماز میں بکثرت رکوع اور سجود کرنا، طویل قیام کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دو احادیث منقول ہیں اور انہوں (امام احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے اس بارے میں کوئی باقاعدہ فیصلہ نہیں دیا۔

امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جہاں تک دن کا تعلق ہے، تو اس میں بکثرت رکوع و سجود کرنا (زیادہ فضیلت رکھتا ہے) جہاں تک رات کا تعلق ہے، تو اس میں طویل قیام کرنا فضیلت رکھتا ہے، البتہ اگر کسی شخص نے رات کا کوئی حصہ عبادت کے لیے مخصوص کیا ہو، تو اس شخص کے لیے میرے نزدیک (یعنی امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے) پسندیدہ عمل یہ ہے: وہ اپنے اس مخصوص حصے میں نوافل ادا کرے اور بکثرت رکوع اور سجود کے ذریعے نفع حاصل کرے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات اس لیے کہی ہے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کو اسی طرح

بیان کیا گیا ہے جس میں طویل قیام کا تذکرہ ہے جہاں تک دن کی نماز کا تعلق ہے تو اس میں اتنے طویل قیام کا واقعہ بیان نہیں کیا گیا جتنا رات کی نماز میں بیان کیا گیا ہے۔

شرح

دن کے نوافل میں کثرت رکوع و سجود اور رات کے نوافل میں طول قرأت افضل ہونا

ان دو ابواب کی دونوں روایات میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ دن کے نوافل میں کثرت سجود اور رات کے نوافل میں طول قرأت افضل ہے۔ مسئلہ کے پہلے حصہ یعنی دن کے وقت کثرت سجود افضل ہے، پر دلیل یہ حدیث ہے کہ حضرت معدان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد فرمودہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو میں عرض گزار ہوا: آپ میری ایسے عمل کے بارے میں رہنمائی فرمائیں جو میرے لیے نفع ہو اور دخول جنت کا باعث ہو؟ وہ تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہے پھر فرمایا: تم کثرت سجود کو لازم پکڑو، کیونکہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر سجدہ کے عوض ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ معاف کر دیتا ہے۔ مسئلہ کے دوسرے حصہ رات کے وقت نوافل میں طویل قرأت افضل ہے، اس کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ بہترین نماز کون سی ہے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا: طول القنوت یعنی ایسی نماز جس میں طویل قرأت ہو۔ علاوہ ازیں دن کے وقت ایک سلام کے ساتھ چار رکعت سے زیادہ نوافل اور رات کے وقت آٹھ رکعت سے زیادہ نوافل پڑھنا مکروہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ فِي الصَّلَاةِ

باب 146: نماز کے دوران دو سیاہ چیزوں (سانپ اور بچھو) کو مارنا

355 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيَّةَ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ

عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ ضَمُضِمِ بْنِ جَوْسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي رَافِعٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وغيرهم وبه يقول أحمد وإسحاق وكثير من أهل العلم قتل الحية والعقرب في الصلاة وقال إبراهيم إن

355- أخرجه أبو داود (305/1): كتاب الصلاة: باب: العمل في الصلاة حديث (921) والنسائي (10/3): كتاب السرم: باب قتل

الحيمة والعقرب في الصلاة وابن ماجه (394/1): كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء في قتل الحية والعقرب في الصلاة

حديث (1245) وأحمد (233/2-248-255-284-473-475-490) والدارمي (354/1): كتاب الصلاة: باب: قتل الحية

والعقرب في الصلاة وابن خزيمة (41/2) حديث (869) من طريق ضمضم عن أبي هريرة به-

فِي الصَّلَاةِ لَشُغْلًا وَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ أَصَحُّ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے دوران دو سیاہ چیزوں کو مارنے کا حکم دیا ہے۔

سانپ اور بچھو۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض اہل علم جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طباقوں سے تعلق رکھتے ہیں ان کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا۔

امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ نے اس حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہل علم نے نماز کے دوران سانپ اور بچھو کو مارنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

ابراہیم (نخعی رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: نماز ایک مشغولیت ہے جس میں کوئی اور کام کرنا منع ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں) پہلی رائے زیادہ درست ہے۔

شرح

حالت نماز میں سانپ اور بچھو کو مارنے کا مسئلہ

اس باب کی حدیث میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ نمازی کے سامنے سے سانپ یا بچھو گزرے، تو حالت نماز میں ہی اسے مار دینا چاہیے کیونکہ یہ دونوں انسان کے دشمن ہیں اور بچ جانے کی صورت میں یہ چھپ جائیں گے جب بھی موقع ملا تو نقصان پہنچائیں گے۔ حدیث کا مقصد صرف یہی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ حالت نماز میں سانپ یا بچھو کو مارنے سے نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان موذی جانوروں کو حالت نماز میں مارنے کی گنجائش ہے، کیونکہ یہ شرعی عذر ہے۔ رہی یہ بات کہ نماز باقی رہے گی یا نہیں؟ اس سلسلے میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ ان کو عمل قلیل سے مارا ہے تو نماز فاسد نہیں ہوگی مثلاً نمازی کے پاس جوتا پڑا ہوا تھا تو وہ پکڑ کر بچھو کے اوپر رکھ کر دبا دیا اور وہ مر گیا۔ اگر مارنے میں عمل کثیر ہو جائے یعنی کوئی چھڑی پکڑی، بار بار وہ استعمال کی اور دائیں بائیں بھاگنا پڑا تو یہ عمل کثیر ہے جس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ البتہ اس موقع پر نماز توڑنے کی وجہ سے گناہ گار نہیں ہوگا، کیونکہ یہاں شرعی عذر موجود ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت نماز میں دو سیاہ جانوروں کو مارنے کا حکم دیا: (۱) سانپ، (۲) بچھو۔ بعض فقہاء نے حالت نماز میں سانپ اور بچھو مارنے کو مکروہ قرار دیا ہے لیکن جمہور کے نزدیک عذر شرعی کی وجہ سے جائز ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي سَجْدَتِي السَّهْوِ قَبْلَ التَّسْلِيمِ

باب 147: سلام پھیرنے سے پہلے دو مرتبہ سجدہ سہو کرنا

356 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ بُوْحَيْنَةَ الْأَسَدِيِّ

حلیف بنی عبد المطلب

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَعَلَيْهِ جُلُوسٌ فَلَمَّا أَتَمَّ صَلَاتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ سَجْدَةٍ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ وَسَجَدَهُمَا النَّاسُ مَعَهُ مَكَانَ مَا نَسِيَ مِنَ الْجُلُوسِ فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن تحسین اسدی رضی اللہ عنہ بنوعبدالطلب کے حلیف ہیں وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز میں قیام کیا حالانکہ آپ نے بیٹھنا تھا جب آپ نے نماز مکمل کی تو آپ نے دو مرتبہ سجدہ سہو کیا، آپ نے ہر ایک سجدے میں تکبیر کہی آپ نے بیٹھے ہوئے (جو سجدے کیے تھے) سلام پھیرنے سے پہلے کیے تھے۔ آپ کے ہمراہ لوگوں نے بھی یہ دونوں سجدے کیے یہ اس وجہ سے تھا جو آپ بیٹھنا بھول گئے تھے۔ اس بارے میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

357 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى وَابُو دَاوُدَ قَالَا حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ

أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ

آثار صحابہ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ السَّائِبِ الْقَارِيَّ كَانَا يَسْجُدَانِ سَجْدَتِي السَّهْوِ قَبْلَ التَّسْلِيمِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ بُحَيْنَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ يَرَى سَجْدَتِي السَّهْوِ كُلِّهِ

قَبْلَ السَّلَامِ وَيَقُولُ هَذَا النَّاسِخُ لِغَيْرِهِ مِنَ الْأَحَادِيثِ وَيَذْكُرُ أَنَّ الْخِرَفَةَ لِعَلِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَى هَذَا وَقَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَقُ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَإِنَّهُ يَسْجُدُ سَجْدَتِي السَّهْوِ قَبْلَ السَّلَامِ عَلَى حَدِيثِ ابْنِ بُحَيْنَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ هُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَالِكٍ وَهُوَ ابْنُ بُحَيْنَةَ مَالِكُ أَبُوهُ وَبُحَيْنَةُ أُمُّهُ هَكَذَا أَخْبَرَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمَدِينِيِّ

قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي سَجْدَتِي السَّهْوِ مَتَى يَسْجُدُهُمَا الرَّجُلُ قَبْلَ السَّلَامِ أَوْ بَعْدَهُ

356- اخرجہ البخاری (361/2): کتاب الاذان: باب: من لم ير التشريد الاول واجبا حديث (829) و (362/2) باب: التشريد في الاولى حديث (830) و (111/3) كتاب السهو: باب: ما جاء في السهو اذا قام في ركعتي الفريضة حديث (1224-1225) و (119/3): باب: من يكبر في سجدة السهو حديث (1230) و (558/11) كتاب الايمان والنذور: باب: اذا هنت ناسيا في الايمان حديث (6670) و مسلم (483/2-484-الابى): كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب: السهو في الصلاة والسجود له حديث (85-86-87-570) و ابو داود (337/1) كتاب الصلاة: باب: من قام اثنتين ولم يتشهد حديث (1034-1035) والنسائي (244/2): كتاب التطبير: باب: ترك التشريد الاول و (19/3-20): كتاب السهو: باب: ما يفعل من قام من اثنتين ناسيا ولم يتشهد و (34/3): باب: التكبير في سجدة السهو و ابن ماجه (381/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيهما: باب: ما جاء فيمن قام من اثنتين ناسيا حديث (1206-1207) و مالك في "الموطأ": (96/1): كتاب الصلاة: باب: من قام بعد الاتمام او في الركعتين حديث (65) و احمد في "مسنده": (345/5-346) و الدارمي (352/1): كتاب الصلاة: باب: اذا كان في الصلاة نقصان والميبري (402/2) حديث (903-904) و ابن خزيمة (115-115/2) حديث (1029-1030-1031) من طريق عبدالرحمن الاعرج عن عبدالله بن بھينة فذكره-

فَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنْ يَسْجُدَهُمَا بَعْدَ السَّلَامِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَسْجُدُهُمَا قَبْلَ السَّلَامِ وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مِثْلُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَرَبِيعَةَ وَغَيْرِهِمَا وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِذَا كَانَتْ زِيَادَةٌ فِي الصَّلَاةِ فَبَعْدَ السَّلَامِ وَإِذَا كَانَ نَقْصَانًا فَقَبْلَ السَّلَامِ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَقَالَ أَحْمَدُ مَا رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَجْدَتِي السَّهُوِ فَيُسْتَعْمَلُ كُلٌّ عَلَى جِهَتِهِ يَرَى إِذَا قَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ عَلَى حَدِيثِ ابْنِ بُحَيْنَةَ فَإِنَّهُ يَسْجُدُهُمَا قَبْلَ السَّلَامِ وَإِذَا صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَإِنَّهُ يَسْجُدُهُمَا بَعْدَ السَّلَامِ وَإِذَا سَلَّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَإِنَّهُ يَسْجُدُهُمَا بَعْدَ السَّلَامِ وَكُلٌّ يُسْتَعْمَلُ عَلَى جِهَتِهِ وَكُلُّ سَهُوٍ لَيْسَ فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذِكْرٌ فَإِنَّ سَجْدَتِي السَّهُوِ قَبْلَ السَّلَامِ وَقَالَ اسْحَقُ نَحْوَ قَوْلِ أَحْمَدَ فِي هَذَا كُلِّهِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ كُلُّ سَهُوٍ لَيْسَ فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذِكْرٌ فَإِنَّ كَانَتْ زِيَادَةٌ فِي الصَّلَاةِ يَسْجُدُهُمَا بَعْدَ السَّلَامِ وَإِنْ كَانَ نَقْصَانًا يَسْجُدُهُمَا قَبْلَ السَّلَامِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سائب قاری یہ دونوں حضرات سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ سہو کیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن نحسینہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی رائے ہے۔ ان کے نزدیک ہر قسم کا سجدہ سہو سلام پھیرنے سے پہلے کیا جائے۔

وہ یہ فرماتے ہیں: یہ حدیث دیگر تمام روایتوں کی ناسخ ہے۔ (جن میں سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کا ذکر ہے)

انہوں نے یہ بات بھی ذکر کی ہے: اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے آخری فعل یہی (منقول) ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص دو رکعت پڑھنے کے بعد (بیٹھنے کی بجائے) کھڑا ہو جائے تو وہ

سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ سہو کرے گا جیسا کہ حضرت ابن نحسینہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث میں یہ بات موجود ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت عبداللہ بن نحسینہ رضی اللہ عنہ، یہ حضرت عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں (یعنی مالک) نحسینہ کے

صاحبزادے ہیں مالک ان کے والد ہیں اور نحسینہ ان کی والدہ ہیں۔ اسحاق بن منصور نے علی بن مدینی کے حوالے سے یہی بات مجھے بتائی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سجدہ سہو کے بارے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے: آدمی کب سجدہ سہو کرے گا؟ سلام

پھیرنے سے پہلے یا اس کے بعد؟ بعض حضرات کے نزدیک آدمی سلام پھیرنے کے بعد ان دونوں سجدوں کو کرے گا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہل کوفہ کے نزدیک یہی رائے درست ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک آدمی سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کرے گا مدینہ منورہ کے اکثر فقہاء کی بھی یہی رائے ہے جس

میں حضرت یحییٰ بن سعید اور ربیعہ (الرائے) وغیرہ شامل ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: اگر نماز میں کسی زیادتی کی وجہ سے (سجدہ سہو لازم ہو تو) سلام پھیرنے کے بعد کیا

جائے گا اور اگر کمی کی وجہ سے ہو تو سلام پھیرنے سے پہلے کیا جائے گا۔

امام اسحاق رحمہ اللہ کی بھی یہی رائے ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے سجدہ سہو کے بارے میں جو منقول ہے اس میں سے ہر ایک کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک جب کوئی شخص دو رکعت پڑھنے کے بعد کھڑا ہو جائے تو وہ حضرت ابن نحسینہ رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ حدیث کے مطابق سلام پھیرنے سے پہلے دونوں سجدے کرے گا اور اگر کوئی شخص ظہر کی نماز میں پانچ رکعت ادا کرے تو وہ سلام پھیرنے کے بعد یہ دونوں سجدے کرے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص ظہر اور عصر کی نماز کے وقت سلام پھیر دے تو وہ سلام پھیرنے کے بعد دونوں سجدے کرے گا۔ ان میں سے ہر ایک روایت کو ان کی مخصوص صورت حال پر محمول کیا جائے گا۔ البتہ ہر وہ سجدہ سہو جس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے کچھ منقول نہ ہو اس میں سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ سہو کیا جائے گا۔

امام اسحاق رحمہ اللہ نے امام احمد رحمہ اللہ کے قول کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں جو ان تمام صورتوں کے بارے میں ہے البتہ وہ یہ فرماتے ہیں: ہر وہ سجدہ سہو جس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے کچھ منقول نہ ہو اگر وہ نماز میں کسی زیادتی کی وجہ سے ہو تو وہ نماز میں سلام پھیرنے کے بعد کرے گا اور اگر کسی کمی کی وجہ سے ہو تو سلام پھیرنے سے پہلے کرے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي سَجْدَتِي السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَالْكَلَامِ

باب 148: سلام پھیرنے اور کلام کرنے کے بعد سجدہ سہو کرنا

358 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ

ابِرَاهِيمَ عَنِ عَلْقَمَةَ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ حَمْسًا فَقِيلَ لَهُ أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ فَسَجَدَ

سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ظہر کی نماز میں پانچ رکعت ادا کر لیں تو آپ کی

خدمت میں عرض کی گئی: کیا نماز میں اضافہ ہو گیا ہے یا آپ بھول گئے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدہ سہو

358- اخرجه البخاری (113/3): کتاب سجود القرآن باب: اذا صلى خمسا حديث (1226) ومسلم (485/2 - الابي): کتاب

المساجد ومواضع الصلاة: باب: السهو في الصلاة والسجود له حديث (89-90-91/572) وابو داؤد (333/1): کتاب الصلاة:

باب: اذا صلى خمسا حديث (1019-1020) والنسائي (28/3-29): کتاب السهو باب: التهرى و (31-32): باب: ما يفعل من

صلى خمسا وابن ماجه (380/1): کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب السهو في الصلاة حديث (1203) - وباب: من صلى الظهر

خمسا وهو ساد حديث (1205) و (382/1): باب: ما جاء فيمن نك في صلاته فتهرى الصواب حديث (1211) واحمد في

مسنده: (376/1-379-419-438-443-455-465) والدارمي (352/1): کتاب الصلاة: باب سجدة السهو من الزيادة

وابن خزيمة (113/2) حديث (1028) و (131/2) حديث (1055-1056-1057) من طريق ابراهيم عن علقمة عن عبد الله

بن مسعود فذكره-

کیے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔**359** سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَمَحْمُودُ بْنُ غِيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ

عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ سَجْدَتِي السَّهْوِ بَعْدَ الْكَلَامِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعَاوِيَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

﴿﴾ حضرت عبداللہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: کلام کرنے کے بعد سجدہ ہو کیے تھے۔

اس بارے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔**360** سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَهُمَا بَعْدَ السَّلَامِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رَوَاهُ أَيُّوبُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ وَحَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءِ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا إِذَا صَلَّى الرَّجُلُ الظُّهْرَ خَمْسًا فَصَلَاتُهُ

جَائِزَةٌ وَسَجَدَ سَجْدَتِي السَّهْوِ وَإِنْ لَمْ يَجْلِسْ فِي الرَّابِعَةِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ

إِذَا صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا وَلَمْ يَقْعُدْ فِي الرَّابِعَةِ مِقْدَارَ التَّشَهُدِ فَسَدَتْ صَلَاتُهُ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَبَعْضِ

359- اخرجه مسلم (490/2- الابسی): كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب السجود في الصلاة والسجود له حديث (572/95)

والنسائي (66/3): كتاب السجود: باب: سجدة السجود بعد السلام والكلام وابن ماجه (385/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها

باب: ما جاء فيمن سجد لهما بعد السلام حديث (1218) واحمد في مسنده: (456-376) والعميدى (53/1) حديث (96) وابن

خزيمة (132/2) حديث (1058-1059) من طريق ابراهيم عن علقمة عند ابن مسعود فذكره-

360- اخرجه مالك في الموطأ (93/1): كتاب الصلاة: باب: ما يفعل من سلم من ركعتين ما فيها حديث (58) والبخارى (118/3):

كتاب السجود باب: من لم يتشهد في سجدة السجود حديث (1228) او مسلم (490/2- الابسی): كتاب المساجد ومواضع الصلاة

باب: السجود في الصلاة والسجود له حديث (573/98-97) وابوداؤد (330/1): كتاب الصلاة: باب: السجود في السجدين

حديث (1008-1009-1010-1011) والنسائي (22-20/3): كتاب السجود: باب: ما يفعل من سلم من ركعتين ناسيا وهو يتكلم و

(26/3) باب: ذكر الاختلاف على ابي هريرة في السجدين وابن ماجه (383/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: فيمن سلم

من اثنتين او ثلاث ما فيها حديث (1214) واحمد في مسنده: (284- 247- 234- 37/2) والدارمي (351/1): كتاب الصلاة

باب: سجدة السجود من الزيادة والعميدى (433/2) حديث (983) وابن خزيمة حديث (860) و (117/2) حديث (1036-

1035) من طريق محمد بن سيرين عن ابي هريرة فذكره-

أهل الكوفة

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دونوں سجدے سلام پھیرنے کے بعد کیے ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ایوب اور دیگر راویوں نے اسے ابن سیرین کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا وہ یہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص ظہر کی نماز میں پانچ رکعت ادا کر لے تو اس کی نماز جائز ہوگی البتہ وہ دوبار سجدہ سہو کرے گا۔ اگر وہ چوتھی رکعت کے بعد بیٹھا نہیں تھا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اسی کے قائل ہیں۔

بعض اہل علم کے نزدیک اگر کوئی شخص ظہر کی نماز کے وقت پانچ رکعت نماز ادا کر لیتا ہے اور چوتھی رکعت کے بعد تشهد کی مقدار تک نہیں بیٹھتا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور بعض اہل کوفہ کی بھی یہی رائے ہے۔

شرح

سجدہ سہو قبل السلام یا بعد السلام ہونے میں مذاہب آئمہ

اس بات میں سب آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ سجدہ سہو قبل السلام بھی جائز ہے اور بعد السلام بھی۔ البتہ دونوں صورتوں میں افضل کیا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) - حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ سجدہ سہو بعد السلام افضل ہے۔ اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ نماز کے آخری قعدہ میں تشهد، درود اور دعائیں پڑھنے کے بعد صرف دائیں طرف سلام پھیر کر دو سجدے کیے جائیں۔ بعد ازاں تشهد، درود اور دعائیں پڑھنے کے بعد دونوں طرف سلام پھیرنے سے نماز مکمل ہو جائے گی۔ البتہ باجماعت نماز کی صورت میں صرف تشهد کے بعد سلام پھیرا جائے گا تا کہ مسبوق مقتدی یہ جان لیں کہ یہ سجدہ سہو کا سلام ہے۔ سجدہ سہو سے قبل جو سلام پھیرا جاتا ہے، اس کی تعداد میں احناف کے نزدیک تین اقوال ہیں: (۱) محض ایک سلام پھیرا جائے گا جو صرف سامنے کی سمت ہوگا۔ (۲) دو سلام پھیرے جائیں گے جن میں سے ایک دائیں طرف اور دوسرا بائیں جانب۔ (۳) صرف ایک سلام پھیرا جائے گا اور وہ دائیں جانب۔ آخری قول زیادہ مشہور ہے اور اسی پر عمل ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جب کسی شخص کو نماز کی رکعات کی تعداد میں شک پڑ جائے تو وہ غور و فکر کرے اور ظن غالب والی جہت کو لے پھر سلام پھیر کر دو سجدے سہو کرے۔

(جامع ترمذی جلد اول ص ۷۸)

۲- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سہو کی ہر صورت میں دو سجدے ہیں، سلام پھیرنے کے بعد۔

(سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۱۰۳۸)

۳- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو نماز میں شک لاحق ہو جائے تو وہ سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرے۔ (سنن ابی داؤد جلد اول رقم الحدیث ۱۰۳۳)

۴- سلام کے بعد دو سجدے کرنے کی صورت میں عبادت میں کثرت ہے، کیونکہ پوری تشہد، درود اور دعائیں دو، دو مرتبہ پڑھی جاتی ہیں۔

(۲)- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ سلام سے قبل دو سجدے سہو کرنا افضل ہے۔ ان کے نزدیک سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ آخری قعدہ میں تشہد، درود شریف اور دعائیں پڑھنے کے بعد اور سلام پھیرنے سے قبل دو سجدے کیے جائیں گے پھر ساتھ ہی سلام پھیر کر نماز سے فراغت حاصل کر لی جائے گی۔ وہ سجدہ سہو قبل السلام والی روایات کو ناخ اور سجدہ سہو بعد السلام والی روایات کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔ ان کی دلیل قبل السلام سجدہ سہو کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن شہاب زہری رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل السلام اور بعد السلام سجدہ سہو کرنا مروی ہے لیکن آپ کا آخری عمل قبل السلام سجدہ سہو کرنے کا ہے۔

(۳)- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ اگر کسی چیز کی زیادتی کی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہوا ہو تو بعد السلام سجدہ سہو کیا جائے گا اور اگر کسی چیز کی کمی کی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہوا ہو تو وہ قبل السلام کیا جائے گا۔

(۴) حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام اسحاق رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ احادیث پر غور کیا جائے گا جن صورتوں میں قبل السلام کا ذکر ہے ان میں قبل السلام سجدہ سہو کیا جائے گا اور جن صورتوں میں بعد السلام سجدہ سہو کا ذکر ہے ان میں بعد السلام کیا جائے گا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف دلائل قوی ہونے کی وجہ سے راجح ہے دیگر آئمہ کے اکثر دلائل یا منسوخ روایات سے ہیں یا ضعیف سے جو قابل حجت نہیں ہو سکتے۔

زیر بحث دونوں ابواب کی پانچوں احادیث میں یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ ان میں سے سجدہ سہو بعد السلام والی احادیث قوی اور ناخ جبکہ قبل السلام سجدہ سہو والی روایات منسوخ یا ضعیف ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشَهُدِ فِي سَجْدَتِي السَّهْوِ

باب 149: تشہد میں سجدہ سہو کرنا

361 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النِّسَابُورِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي

أَشْعَثُ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ فَسَجَدَ فَسَجَدَتَيْنِ ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

اسناد دیگر: وَرَوَى مُحَمَّدُ بْنُ سَيْرِينَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ وَهُوَ عَمُّ أَبِي قَلَابَةَ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ وَرَوَى مُحَمَّدٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ

توضیح راوی: وَأَبُو الْمُهَلَّبِ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرٍو وَيُقَالُ أَيْضًا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو

وَقَدْ رَوَى عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ وَهَشِيمٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ بِطَوِيلِهِ

حدیث دیگر: وَهُوَ حَدِيثُ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلَّمَ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ مِّنَ

الْعَصْرِ فَقَامَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْخِرْبَاقُ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي التَّشَهُدِ فِي سَجْدَتِي السَّهْوِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ يَتَشَهُدُ فِيهِمَا وَيُسَلِّمُ

وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ فِيهِمَا تَشَهُدٌ وَتَسْلِيمٌ وَإِذَا سَجَدَهُمَا قَبْلَ السَّلَامِ لَمْ يَتَشَهُدْ

وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَاسْحَقَ قَالَا إِذَا سَجَدَ سَجْدَتِي السَّهْوِ قَبْلَ السَّلَامِ لَمْ يَتَشَهُدْ

﴿ ﴿ ﴾ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے انہیں نماز پڑھائی آپ سے سہو ہو گیا تو آپ نے

دو بار سجدہ سہو کیا پھر آپ نے تشہد پڑھا پھر آپ نے سلام پھیرا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ابن سیرین نے اس روایت کو ابو مہلب کے حوالے سے نقل کیا ہے جو ابو قلابہ نامی راوی کے چچا ہیں اور انہوں نے اسے مختلف

طور پر نقل کیا ہے۔

امام محمد (بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ) نے اس حدیث کو خالد حداء کے حوالے سے ابو قلابہ کے حوالے سے ابو مہلب سے نقل کیا ہے۔

ابو مہلب نامی راوی کا نام عبدالرحمن بن عمرو ہے۔ ایک قول کے مطابق ان کا نام معاویہ بن عمرو ہے۔

عبدالوہاب ثقفی، ہشیم اور دیگر راویوں نے اس حدیث کو خالد حداء کے حوالے سے ابو قلابہ کے حوالے سے طوالت کے ساتھ

نقل کیا ہے۔

یہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے عصر کی نماز میں تین رکعت نماز پڑھا دیں اور

(سلام پھیر دیا) تو ایک صاحب کھڑے ہوئے جن کا نام خرباق تھا (الحدیث)

اہل علم نے سجدہ سہو کے بعد تشہد پڑھنے کے بارے میں اختلاف کیا ہے، بعض حضرات نے یہ رائے دی ہے: آدمی تشہد

پڑھے گا اور پھر سلام پھیرے گا۔

بعض حضرات کے نزدیک ان (سجدوں کے بعد تشہد نہیں پڑھا جائے گا) اور صرف سلام پھیر دیا جائے گا، جب آدمی سلام

361- اضرحة ابو داؤد (339/1)؛ کتاب الصلاة باب: مجردی السہو فیہما تشہد و تسلیم حدیث (1039) والنسائی (26/3)؛

کتاب السہو: باب: ذکر الاختلاف علی ابی لمریرة فی السجدتین وابن خزيمة حدیث (1062) من طریق محمد بن عبد اللہ

الانصاری عن ائمت عن محمد بن سیرین عن خالد الحداء عن ابی قلابة عن ابی المہلب عن عمران بن حصین فذکرہ۔

پھرنے سے پہلے یہ دونوں سجدے کرتا ہے تو وہ تشہد نہیں پڑھے گا۔

امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ اس بات کے قائل ہیں: جب آدمی سلام پھرنے سے پہلے سجدہ سہو کر لے تو وہ تشہد (دوبارہ) نہیں پڑھے گا۔

شرح

سجدہ سہو کے بعد تشہد پڑھنے میں مذاہب آئمہ

نماز کے آخری قعدہ میں سجدہ سہو کے بعد کیا تشہد پڑھا جائے گا یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- جو لوگ سجدہ سہو قبل السلام کے قائل ہیں، ان کے دو گروپ ہیں: (۱) بعض صحابہ، امام ابن سیرین اور حضرت امام ابن ابی یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا موقف ہے سجدہ سہو کے بعد تشہد نہیں ہے بلکہ سلام پھیر دیا جائے گا۔ (۲) حضرت انس بن مالک، حضرت حسن بصری اور حضرت امام طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک سجدہ سہو کے بعد نہ تشہد ہے اور نہ سلام ہے بلکہ سجدہ سہو کے فوراً بعد از خود نماز مکمل ہو جائے گی۔

۲- جمہور آئمہ فقہ کے نزدیک سجدہ سہو کی حقیقت تین چیزوں پر مشتمل ہے: (۱) دو سجدے، (۲) تشہد اور (۳) سلام۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز پڑھائی جس میں آپ سے سہو واقع ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سجدے کیے، تشہد پڑھا اور سلام پھیرا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي فَيَشْكُ فِي الزِّيَادَةِ وَالنَّقْصَانِ

باب 150: جس شخص کو نماز میں کسی کمی یا اضافہ کا شک ہو

362 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى

بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِيَاضِ يَعْنِي ابْنَ هَلَالٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قُلْتُ لِأَبِي سَعِيدٍ أَحَدْنَا يُصَلِّي فَلَا يَدْرِي كَيْفَ صَلَّى فَقَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَمْ يَدْرِ كَيْفَ صَلَّى فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَعَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ

362- اضرجه ابو داؤد (336/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب: من قال ينم على الكبر فله و ابن ماجه (380/1)؛ كتاب إقامة الصلاة والسنة

فیرما؛ باب: السهو فی الصلاة حدیث (1204) واحد (12/3-37-50-51-53) وابن خزيمة (19/1) حدیث (29) من طریق

یحیی بن ابی کثیر عن عیاض بن ہلال عن ابی سعید الخدری ف ذکرہ۔

وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مِّنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ

حدیث دیگر: وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي الْوَاحِدَةِ وَالثَّانِيَةِ فَلْيَجْعَلْهُمَا وَاحِدَةً وَإِذَا شَكَّ فِي الثَّانِيَةِ وَالثَّلَاثِ فَلْيَجْعَلْهُمَا ثِنْتَيْنِ وَيَسْجُدْ فِي ذَلِكَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ
مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَصْحَابِنَا وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِذَا شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى فَلْيُعِدْ

◀◀ عیاض بن ہلال بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہا: ہم کوئی شخص نماز پڑھتا ہے تو اس کو یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعت ادا کی ہیں تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص نماز ادا کر رہا ہو اور اس کو یہ یاد نہ رہے: اس نے کتنی رکعت نماز ادا کی ہیں؟ تو وہ بیٹھ کر (تشہد کی حالت میں) دو بار سجدہ سہو کر لے۔

اس باب میں حضرت عثمان غنی، حضرت ابن مسعود، حضرت عائشہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوسعید سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

اس روایت کو حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے سے دیگر حوالے سے بھی نقل کیا گیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ روایت بھی منقول ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے: ”جب کسی شخص کو ایک یا دو رکعت کے بعد ایسا شک ہو جائے تو اس کو ایک رکعت قرار دے اور اگر تین رکعت کے بارے میں شک ہو تو وہ اس کو دو رکعت قرار دے (یعنی وہ کم از کم تعداد قرار دے) اس حوالے سے دو بار سجدہ سہو کر لے اور سلام پھیرنے سے پہلے کر لے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمارے اصحاب کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

بعض اہل علم کے نزدیک جب آدمی کو اپنی نماز کے بارے میں شک ہو اور اس کو یہ یاد نہ رہے: اس نے کتنی رکعت نماز ادا کی ہیں؟ تو وہ دو بارہ نماز ادا کرے۔

363 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَيَلْبِسُ عَلَيْهِ حَتَّى لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى فَإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ

363- أخرجه مالك في "الموطأ": (100/1); كتاب السيرة: باب: العمل في السيرة: حديث (1) والبخاري (125/3); كتاب السيرة: باب: السيرة في الفرض والتطوع: حديث (1232) و مسلم (479/2- الابن) كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب: السيرة في الصلاة والسجود له: حديث (389/83-82) و ابو داود (336/1); كتاب الصلاة: باب من قال يتسم على أكبر ظنه: حديث (1030-1031-1032) والنسائي (31-30/3); كتاب السيرة: باب: التمزيق وابن ماجه (384/1); كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء في سجدتي السهو قبل السلام: حديث (1216-1217) و احمد (522-483-284-283-273-241/2) والدارمي (350/1); كتاب الصلاة: باب الرجل لا يدري ائتانا صلى ام اربعاً والعمري (422/2) حديث (947) وابن خزيمة (109/2) حديث (1020) من طريق ابي سلمة عن ابي هريرة فذكره-

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: شیطان تم میں سے کسی ایک کی نماز کے دوران آتا ہے اور اسے شک کا شکار کر دیتا ہے تو اسے یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعت ادا کی ہیں؟ جب کسی شخص کو ایسی صورتحال کا سامنا کرنا پڑے تو وہ قعدہ کی حالت میں دو مرتبہ سجدہ سہو کر لے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

364 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ ابْنِ عَثْمَةَ الْبَصْرِيِّ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ

سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ اسْحَقَ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: إِذَا سَهَا أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِ وَاحِدَةً صَلَّى أَوْ ثِنْتَيْنِ فَلْيَبْنِ عَلَيَّ وَاحِدَةً فَإِنْ لَمْ يَدْرِ

ثِنْتَيْنِ صَلَّى أَوْ ثَلَاثًا فَلْيَبْنِ عَلَيَّ ثِنْتَيْنِ فَإِنْ لَمْ يَدْرِ ثَلَاثًا صَلَّى أَوْ أَرْبَعًا فَلْيَبْنِ عَلَيَّ ثَلَاثًا وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ مَنِ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ

عَبِيدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ

ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جب کسی شخص کو نماز میں شک ہو جائے اسے یہ یاد نہ رہے: اس نے ایک رکعت ادا کی ہے یا دو ادا کی ہیں تو وہ ایک رکعت پر بنیاد رکھے اور اگر اسے یہ یاد نہ رہے: اس نے دو کی ہیں یا تین کی ہیں تو وہ دو پر بنیاد رکھے اور اگر اس کو یہ یاد نہ آئے کہ تین پڑھی ہیں یا چار پڑھی ہیں تو پھر وہ سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدہ سہو کر لے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے دیگر اسناد کے حوالے سے بھی منقول ہے۔ زہری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے عبید اللہ بن

عبداللہ ابن عباس کے حوالے سے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔

365 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ وَهُوَ أَيُّوبُ

السَّخْتِيَانِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْصَرَفَ مِنْ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقْصَرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ

نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُولُ

364- اضرمه ابن ماجه (381/1)؛ كتاب اقامة الصلاة والسنة فيربا: باب ما جاء فيمن شك في صلاته فرجع الى البقيين حديث

(1209) واحد في "مسند": (190/1 - 195) من طريق عبد الله بن عباس عن عبد الرحمن بن عوف فذكره-

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى اثْنَتَيْنِ أُخْرَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَابْنِ عُمَرَ وَذِي الْيَدَيْنِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقهاء: وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْكُوفَةِ إِذَا تَكَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ نَاسِيًا أَوْ جَاهِلًا أَوْ مَا كَانَ فَإِنَّهُ يُعِيدُ الصَّلَاةَ وَاعْتَلُّوا بِأَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ كَانَ قَبْلَ تَحْرِيمِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ قَالَ وَأَمَّا الشَّافِعِيُّ فَرَأَى هَذَا حَدِيثًا صَحِيحًا فَقَالَ بِهِ

حدیث دیگر: وَقَالَ هَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الَّذِي رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّائِمِ إِذَا أَكَلَ نَاسِيًا فَإِنَّهُ لَا يَقْضِي وَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ رَزَقَهُ اللَّهُ

قَالَ الشَّافِعِيُّ وَفَرَّقَ هُوَ لَاءِ بَيْنَ الْعَمْدِ وَالنِّسْيَانِ فِي أَكْلِ الصَّائِمِ بِحَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ

وَقَالَ أَحْمَدُ فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ إِنْ تَكَلَّمَ الْإِمَامُ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ قَدْ اكْتَمَلَهَا ثُمَّ عَلِمَ أَنَّهُ لَمْ يُكْمِلْهَا يَتِمُّ صَلَاتُهُ وَمَنْ تَكَلَّمَ خَلْفَ الْإِمَامِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّ عَلَيْهِ بَقِيَّةً مِنَ الصَّلَاةِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَسْتَقْبِلَهَا وَاحْتَجَّ بِأَنَّ الْفَرَائِضَ كَانَتْ تَزَادُ وَتَنْقُصُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّمَا تَكَلَّمَ ذُو الْيَدَيْنِ وَهُوَ عَلَى يَقِينٍ مِنْ صَلَاتِهِ أَنَّهَا تَمَّتْ وَلَيْسَ هَكَذَا الْيَوْمَ لَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَتَكَلَّمَ عَلَى مَعْنَى مَا تَكَلَّمَ ذُو الْيَدَيْنِ لِأَنَّ الْفَرَائِضَ الْيَوْمَ لَا يُزَادُ فِيهَا وَلَا يُنْقُصُ قَالَ أَحْمَدُ نَحْوًا مِنْ هَذَا الْكَلَامِ وَقَالَ اسْحَقُ نَحْوَ قَوْلِ أَحْمَدَ فِي هَذَا الْبَابِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت پڑھنے کے بعد سلام پھیر دیا، حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا نماز مختصر ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ذوالیدین صحیح کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بقیہ دو رکعت ادا کی، پھر آپ نے سلام پھیرا، پھر تکبیر کہی، پھر آپ نے عام سجدے کی طرح یا اس سے کچھ لمبا سجدہ کیا، پھر آپ نے تکبیر کہی اپنا سر مبارک اٹھایا، پھر اپنے سجدوں کی طرح سجدہ یا اس سے طویل سجدہ کیا۔

اس بارے میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، اور حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول احادیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس حدیث کے بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔

بعض اہل کوفہ نے یہ بات بیان کی ہے: جب کوئی شخص نماز کے دوران بھول کر یا ناواقفیت کی بنیاد پر یا کسی بھی وجہ سے بات چیت کر لیتا ہے، تو اس کو دوبارہ نماز پڑھنی پڑھے گی۔

وہ حضرات اس حدیث کی یہ تاویل کرتے ہیں۔ یہ نماز کے دوران کلام کی حرمت ثابت ہونے سے پہلے کی بات ہے۔
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، انہوں نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو روایات منقول ہیں ان میں سب سے بہترین سب سے مستند یہ روایت ہے جو روزہ دار کے حوالے سے ہے: جب وہ بھول کر کوئی چیز کھالے تو وہ قضا نہیں کرے گا، کیونکہ یہ وہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا کیا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان حضرات میں اس حوالے میں جان بوجھ کر کھانے میں اور بھول کر کھانے میں فرق کیا ہے روزہ دار کے کھانے کے حوالے سے اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے بارے میں یہ فرماتے ہیں: امام نماز کے دوران کوئی بات کر دے اور وہ یہ سمجھتا ہو کہ یہ نماز کو مکمل کر دے گی، پھر اس کو پتا چلے کہ اس نے نماز کو مکمل نہیں کیا، تو وہ اپنی نماز مکمل کرے گا، اور جو شخص امام کی اقتداء میں کوئی کلام کر دے اور وہ یہ جانتا ہو کہ اس پر بقیہ نماز لازم ہے، تو اس کو نماز دوبارہ پڑھنا ہوگی۔ انہوں نے دلیل کے طور پر یہ بات بیان کی ہے: فرائض میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں کمی بیشی ہو جایا کرتی تھی، حضرت ذوالیدین نے اس بارے میں کلام کیا، اور ان کو اپنی نماز کے بارے میں اس بات کا یقین تھا کہ وہ مکمل ہو چکی ہے یہ حکم آج کی طرح اس شخص کے بارے میں نہیں ہے، یعنی وہ شخص اس مفہوم کو برقرار رکھتے ہوئے کلام نہیں کرے گا، جس کلام کو ذہن میں رکھتے ہوئے حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے کلام کیا تھا۔ اس لیے کہ آج فرائض میں کوئی اضافہ یا کوئی کمی نہیں ہو سکتی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کی مانند بات کہی ہے۔

اس بارے میں امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک فتویٰ دیا ہے۔

شرح

تعداد رکعات نماز میں زیادتی یا کمی کا شک ہونے میں مذاہب آئمہ

اس باب کی پانچوں احادیث میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ حالت نماز میں نمازی کو تعداد رکعات نماز میں شک پڑ گیا کہ اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں، تو اس بارے میں کیا کیا جائے گا؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے بنساء علی الاقل یا بنساء علی الیقین کی جہت کو اختیار کیا جائے گا مثلاً کسی شخص کو شک ہو کہ اس نے تین رکعات پڑھی ہیں یا چار؟ وہ تین رکعت تصور کرے گا اور باقی ماندہ نماز پوری کرے اور آخری قعدہ کے اختتام پر سجدہ سہو بھی کرے گا۔

جہاں قعدہ اخیرہ کی صورت بنتی ہو، وہاں قعدہ اخیرہ کرے گا۔ اس صورت میں تیسری رکعت کے بعد اور چوتھی رکعت کے بعد بھی قعدہ ہوگا۔

۲- حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سہو کی ہر صورت میں صرف سجدہ سہو کیا جائے گا۔

۳- حضرت امام اوزاعی اور حضرت امام شعبی رحمہما اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ تعداد رکعات نماز میں شک پیدا ہو جانے پر فوراً سلام پھیر کر نماز ختم کر دی جائے پھر نئے سرے سے نماز پڑھی جائے۔

۴- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ اگر نمازی کو پہلی بار شک پڑا یا دو تین سال کے بعد یعنی کبھی کبھار شک پڑتا ہو، تو وہ نئے سرے سے نماز پڑھے اگر اسے بار بار نماز میں شک لاحق ہوتا ہو، تو وہ غور و فکر کے بعد بناء علی الاقل یا بناء علی الیقین کی صورت کو اختیار کرے گا۔

مسئلہ: "الكلام فی الصلوة" میں مذاہب آئمہ

زیر بحث باب کی آخری حدیث سے بھی دوران نماز گفتگو کا ثبوت ملتا ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ حالت نماز میں بات کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کلام فی الصلوة مفسد صلوة نہیں ہے خواہ سہواً ہو یا عمداً یا جہلاً۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کلام فی الصلوة اصلاح نماز کے لیے ہو تو مفسد صلوة نہیں ورنہ مفسد صلوة ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کلام فی الصلوة تمام صلوة کے گمان سے ہو تو مفسد صلوة نہیں ہے ورنہ مفسد صلوة ہے۔ الغرض آئمہ ثلاثہ کے نزدیک فی الجملہ کلام مفسد صلوة نہیں ہے۔ انہوں نے ذوالیدین والی حدیث سے استدلال کیا ہے، جس میں تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعت والی نماز، تین رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیا، حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا نماز کم ہو گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کچھ بھی نہیں ہوا۔ عرض کیا: دونوں کاموں میں سے ایک ضرور ہوا ہے۔ آپ نے مقتدیوں سے دریافت فرمایا تو انہوں نے بھی حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ کی تائید کی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت مزید ملا کر نماز مکمل کی۔ اس روایت سے دوران نماز گفتگو کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ کلام فی الصلوة مطلقاً ناقض صلوة ہے خواہ عمداً ہو یا سہواً یا جہلاً۔ آپ کے موقف کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے: "قوموا للہ قانتین" اس آیت میں لفظ "قنوت" سکوت کے معنی کے ساتھ ہے۔ یہ آیت کلام فی الصلوة کی ممانعت کے لیے نازل کی گئی ہے۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم دوران نماز گفتگو کیا کرتے تھے لیکن اس آیت کے نزول پر ہم نے ترک کر دی کیونکہ اس میں کلام فی الصلوة سے منع کیا گیا ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ میں حبشہ سے واپسی پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اس وقت نماز میں مصروف تھے، میں نے آپ کے حضور سلام عرض کیا تو آپ نے جواب نہ دیا۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا: کلام فی الصلوة منسوخ ہو چکا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ کلام فی الصلوة مطلقاً ممنوع ہے۔

(سنن نسائی جلد اول ص ۱۸۱)

۳- حضرت معاویہ بن حکم سلمی انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے دوران نماز ایک آدمی کی چھینک کا جواب دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر دریافت فرمایا: چھینک کا جواب کس نے دیا ہے؟ نماز میں گفتگو نہیں ہے۔ ثابت ہوا کہ نماز میں کلام کی ہرگز گنجائش نہیں ہے۔ (اصح للمسلم جلد اول ص ۲۰۳)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حضرت ذوالبیدین رضی اللہ عنہ کی روایت ابتداء اسلام کی ہے جو بعد میں منسوخ ہو گئی تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي النَّعَالِ

باب 151: جوتوں سمیت نماز پڑھنا

366 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبرَاهِيمَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ أَبِي مَسْلَمَةَ قَالَ
 مَتْنُ حَدِيثٍ: قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ قَالَ نَعَمْ
 فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو
 وَعَمْرٍو بْنِ حُرَيْثٍ وَشَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ وَأَوْسِ الثَّقَفِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَطَاءِ رَجُلٍ مِّنْ بَنِي شَيْبَةَ
 حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ
 مَذَاهِبُ فُقَهَاءَ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

﴿﴾ ابوسلمہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جوتوں سمیت نماز ادا کر لیتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن ابی حبیبہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، عمرو بن حرث رضی اللہ عنہ، حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ، اوس ثقفی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ ان کے علاوہ عطاء نے ابوشیبہ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کے حوالے سے بھی ایک روایت کو نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول احادیث ”حسن صحیح“ ہے۔ اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

366- اخرجه البخاری (589/1): كتاب الصلاة: باب: الصلاة في النعال حديث (386) و (320/10): كتاب اللباس: باب: النعال السنية وغيرها حديث (5850) ومسلم (457/2 - الابي): كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب: جواز الصلاة في النعلين حديث (555/60) والنسائي (74/2): كتاب الامامة: باب: الصلاة في النعلين حديث (775) واحمد في مسنده: (189-100/3) والدارمي (320/1): كتاب الصلاة: باب: الصلاة في النعلين وابن خزيمة (105/2) حديث (1010) من طريق سعيد بن يزيد ابى مسلمة عن انس بن مالك فذكره۔

شرح

جو تلوں سمیت نماز پڑھنے کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ

مختلف روایات سے ثابت ہے کہ چپل پہن کر نماز ادا کرنا جائز ہے، اس لیے کہ پاؤں کو کھلا رکھنا ہرگز ضروری نہیں ہے۔ ہاں، اس میں یہ شرط ہے کہ چپل پاک ہو اور سجود کی حالت میں پاؤں کی انگلیاں زمین پر ٹک سکتی ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی چپل سمیت نماز ادا کرتے تھے۔ حدیث باب سے بھی اس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ ایک روایت میں تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہودی جو تلوں سمیت نماز نہیں پڑھتے، تم جو تلوں سمیت نماز ادا کرو تا کہ ان کی مخالفت ہو جائے۔ ایک روایت میں یہ مضمون بھی موجود ہے کہ آپ نے عین نماز کی حالت میں اپنے چپل اتار دیے تھے تو آپ کو دیکھ کر صحابہ کرام نے بھی اپنے چپل اتار دیے۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے دریافت کیا: تم لوگوں نے اپنے چپل کیوں اتارے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کی اتباع میں ہم نے اپنے جوتے اتارے ہیں کیونکہ آپ نے اتارے تھے۔ آپ نے فرمایا: میرے پاس جبرائیل حاضر ہوئے اور انہوں نے چپل کے نجس ہونے کا کہا تو میں نے اتار دیے۔ سوال جواب یہ ہے کہ جو تلوں سمیت نماز ادا کرنا مستحب ہے یا جائز ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ بعض حنفیہ، بعض حنابلہ اور اہل ظواہر کے نزدیک جو تلوں سمیت نماز ادا کرنا مستحب ہے۔ انہوں نے مذکورہ بالا روایات سے اپنے موقف پر استدلال کیا ہے۔

جمہور فقہاء کے نزدیک جو تلوں سمیت نماز ادا کرنا مستحب نہیں ہے بلکہ مباح ہے بشرطیکہ وہ پاک ہوں، حالت سجود میں پاؤں کی انگلیاں زمین پر لگ سکتی ہوں اور مسجد کے تلوٹ ہونے کا بھی اندیشہ نہ ہو۔ ان کے نزدیک جو تلوں سے مراد ایسے چپل ہیں جو آسانی کے ساتھ زیب تن کیے جاتے ہیں اور اتارے بھی جاتے ہیں۔ جمہور آئمہ کی طرف سے بعض فقہاء کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) دور رسالت میں ایسے چپل استعمال کیے جاتے تھے جو حالت سجود میں پاؤں کی انگلیاں زمین پر لگنے سے مانع نہیں تھے۔ (۲) مدینہ طیبہ کی سڑکوں پر نجاست کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ (۳) مسجد نبوی کا فرش سادہ تھا۔ (۴) پاپوشوں کو پاک رکھنے کا اہتمام کیا جاتا تھا، اس کے برعکس آج یہ امور موجود نہیں ہیں۔ (۵) یہودی ننگے پاؤں عبادت کرتے تھے تو حالت نماز میں چپل جوتے پہننے کا درس دیا گیا ہے۔ دور حاضر میں ان لوگوں نے جوتے پہن کر ریاضت شروع کی ہے تو ان کی مخالفت و مخالفت جوتے اتار کر کی جاسکتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ

باب 152: صبح کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنا

367 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو

بْنِ مَرْوَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالْمَغْرِبِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَخُفَّافِ بْنِ أَيْمَاءَ بْنِ رَحْضَةَ

الْغِفَارِيِّ

حَكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ فَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمُ الْقُنُوتَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ. وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ

وَقَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ لَا يُقْنَتُ فِي الْفَجْرِ إِلَّا عِنْدَ نَازِلَةٍ تَنْزِلُ بِالْمُسْلِمِينَ فَإِذَا نَزَلَتْ نَازِلَةٌ فَلِلْإِمَامِ أَنْ

يَدْعُو لِحَيُّوشِ الْمُسْلِمِينَ

﴿﴾ حضرت براء بن عازب رضي الله عنه بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں اور مغرب کی نماز میں دعائے قنوت

پڑھا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت علی رضي الله عنه، حضرت انس رضي الله عنه، حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه، حضرت ابن عباس رضي الله عنهما، حضرت خفاف بن ایماء بن

رحضہ غفاری رضي الله عنه سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمته اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت براء رضي الله عنه سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم میں فجر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنے کے بارے میں اختلاف ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام اور دیگر طباقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم کے نزدیک فجر کی نماز میں دعائے قنوت

پڑھی جائے گی امام شافعی رحمته اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

امام احمد رحمته اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمته اللہ علیہ فرماتے ہیں: فجر کی نماز میں دعائے قنوت اس وقت پڑھی جائے گی جب مسلمانوں پر کوئی

آفت نازل ہو جب کوئی آفت نازل ہو جائے تو امام کو اس بات کا حق حاصل ہے: وہ مسلمانوں کے لشکروں کے لیے دعا کرے۔

شرح

نماز فجر اور نماز مغرب میں دعائے قنوت پڑھنے کا مسئلہ

لفظ ”قنوت“ سے مراد دعا ہے۔ اس کی تین اقسام ہو سکتی ہیں: ۱- قنوت وتر: یہ نماز وتر میں پڑھی جانے والی دعا قنوت ہے۔ یہ

367- اضرحة مسلم (617/2- الابسی): کتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: استصحاب القنوت فی جميع الصلاة اذا نزلت

بالمسلمين نازلة حديث (305-678/306) وابو داود (457/1): کتاب الصلاة: باب: القنوت فی الصلاة حديث (1441)

والنسائي (202/2): کتاب التطبیق: باب: القنوت فی صلاة المغرب واهم فی ”مسندہ“: (280/4-285-299-300)

والدارمی (375/1) کتاب الصلاة: باب: القنوت بعد الركوع وابن هزيمة (312/1) حديث (616) و (154/2) حديث (1099-

1098) من طريق عمرو بن مرة عن عبد الرحمن بن ابي ليل عن البراء بن عازب فذكره-

قنوت نماز عشاء کے بعد پڑھے جانے والے وتروں کی آخری رکعت میں قرأت کے اختتام اور رکوع میں جانے سے قبل پڑھی جاتی ہے۔ یہ مستقل ہے اور احناف کے نزدیک یہ واجب ہے۔ ۲- قنوت نازلہ: یہ قنوت دشمن کی طرف سے مسلمانوں کو خوف یا پریشانی لاحق ہوتے وقت پڑھی جاتی ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس کے بارے میں دو قول ہیں: (۱) یہ قنوت تمام جبری نمازوں میں پڑھی جاسکتی ہے۔ (۲) یہ قنوت فقط نماز فجر میں پڑھی جاتی ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ پانچوں نمازوں میں پڑھی جاسکتی ہے۔ ۳- قنوت رابقہ: یہ وہ دعا قنوت ہے جو ہمیشہ پڑھی جاتی ہے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ صرف اس کے قائل ہیں۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اسے سنت قرار دیتے ہیں جبکہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اسے مستحب گردانتے ہیں۔

حضرت شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حدیث باب سے قنوت راقبہ مراد ہے، یہ درست نہیں ہے کیونکہ ان کے نزدیک نماز مغرب میں قنوت رابقہ نہیں پڑھی جاسکتی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْقُنُوتِ

باب 153 دعائے قنوت نہ پڑھنا

368 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: قُلْتُ لِأَبِي يَأْأَبَةَ إِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ
وَعُثْمَانَ وَعَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ هَاهُنَا بِالْكُوفَةِ نَحْوًا مِنْ خَمْسِ سِنِينَ أَكَانُوا يَقْنُتُونَ قَالَ أَيْ بَنِي مُحَمَّدٍ
حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ إِنْ قَنَّتْ فِي الْفَجْرِ فَحَسَنٌ وَإِنْ لَمْ
يَقْنُتْ فَحَسَنٌ وَاخْتَارَ أَنْ لَا يَقْنُتْ وَلَمْ يَرِ ابْنُ الْمُبَارَكِ الْقُنُوتَ فِي الْفَجْرِ

توضیح راوی: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَأَبُو مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ طَارِقِ بْنِ أَشِيمٍ

حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

﴿﴾ حضرت ابو مالک اشجعی بیان کرتے ہیں: اپنے والد سے میں نے دریافت کیا: اے ابا جان کیا آپ نے نبی

اکرم ﷺ کی اقتداء میں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں (اور ان کے علاوہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں یہاں کوفہ میں پانچ سال تک نمازیں ادا کی ہیں تو کیا یہ تمام حضرات (فجر کی نماز میں) دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: میرے بیٹے یہ نئی چیز ہے۔

368- اضرجه النسائي (204/2): كتاب التطبير باب: ترك القنوت وابن ماجه (393/1) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيرم:

باب: ما جاء في قنوت في صلاة الفجر حديث (1241) واحمد في "مسنده": (472/3) و(394/6) من طريق ابي مالك الانجمي

عن ابيه فذكره-

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص فجر کی نماز میں قنوت پڑھ لے تو یہ بہتر ہے اور اگر نہیں پڑھتا تو یہ بھی بہتر ہے۔ تاہم انہوں نے اس بات کو اختیار کیا ہے: وہ دعائے قنوت نہ پڑھے۔

ابن مبارک رحمہ اللہ کے نزدیک فجر کی نماز کے دوران دعائے قنوت نہیں پڑھی جائے گی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابو مالک اشجعی کا نام سعد بن طارق بن اشیم ہے۔

حضرت ابو مالک اشجعی سے یہی روایت اور ایک جگہ منقول ہے۔

شرح

نماز فجر میں دعا قنوت پڑھنے میں مذاہب آئمہ

نماز کی موجودہ کیفیت اور ادائیگی کا طریق کار کثیر مراحل سے گزر کر ہم تک پہنچا ہے۔ ابتداء اسلام میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز فجر میں دعا قنوت پڑھا کرتے تھے لیکن چند ایام تک پڑھی تھی پھر ترک کر دی تھی۔ بعد میں کچھ صحابہ نے روایت کو زندہ کرنے کے لیے پڑھا لیکن مستقل طور پر نہیں پڑھا۔ بعد والے لوگوں نے اسے مستقل طور پر اپنالیا۔ حدیث باب سے بھی اس کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ حضرت امام ابو مالک اشجعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے والد گرامی سے دریافت کیا: مدینہ طیبہ میں آپ نے خلفاء ثلاثہ کے پیچھے اور کوفہ شہر میں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں پانچ سال تک نماز ادا کی، تو کیا وہ نماز فجر میں دعا قنوت پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے یہ ایک جدید چیز ہے۔

نماز فجر میں دعا قنوت پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

۱- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ کوئی حادثہ پیش آنے کی صورت میں نماز فجر میں قنوت نازلہ پڑھنا جائز ہے، وہ بھی چند ایام تک لیکن سال بھر اس کا پڑھنا مسنون نہیں ہے۔ ان کے موقف کے دلائل یہ ہیں: (۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر میں صرف بددعا کے طور پر قنوت پڑھتے تھے۔ (نصب الرایہ) (۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے: ولم یقنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الصبح الا شہراً ثم ترکہ ولم یقنت قبلہ ولا بعدہ (شرح معانی الآثار جلد اول ص ۱۲۰) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر میں صرف ایک ماہ تک دعا قنوت پڑھی تھی، پھر آپ نے ترک کر دی تھی۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ نماز فجر میں قنوت پڑھنا سنت ہے۔ ان کے دلائل یہ ہیں: (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کی دوسری رکعت میں یوں دعا کیا کرتے

تھے: اللہم اهدنی فیمن ہدیت الخ (فتح القدیر جلد اول ص ۳۰۶) (۲) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: وان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقنت فی صلوة الصبح (جامع ترمذی جلد اول ص ۷۹) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر میں دعا قنوت پڑھا کرتے تھے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے دلائل کے جوابات درج ذیل ہیں:

پہلی دلیل کا جواب: یہ حدیث قنوت نازلہ پر محمول کی جاتی ہے۔

دلیل ثانی کا جواب: (۱) اس روایت سے استدلال درست نہیں ہے، کیونکہ اس میں نماز مغرب کا ذکر ہے جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز مغرب میں قنوت پڑھنا درست نہیں ہے۔ (۲) یہ حدیث قنوت نازلہ پر محمول کی جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَعْطِسُ فِي الصَّلَاةِ

باب 154: آدمی کا نماز کے دوران چھینکنا

369 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا رِفَاعَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ الزُّرْقِيِّ عَنْ أَبِيهِ

مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: صَلَّى خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَطَسْتُ فَقُلْتُ الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ فَقَالَ مِنَ الْمُتَكَلِّمِ فِي الصَّلَاةِ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ أَحَدٌ ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ مِنَ الْمُتَكَلِّمِ فِي الصَّلَاةِ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ أَحَدٌ ثُمَّ قَالَهَا الثَّلَاثَةَ مِنَ الْمُتَكَلِّمِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعِ ابْنِ عَفْرَاءَ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ كَيْفَ قُلْتَ قَالَ قُلْتُ الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ ابْتَدَرَهَا بِضِعَّةٍ وَثَلَاثُونَ مَلَكًا أَيُّهُمْ يَصْعَدُ بِهَا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَعَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ رِفَاعَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

وَكَانَ هَذَا الْحَدِيثُ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ فِي التَّطَوُّعِ لِأَنَّ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنَ التَّابِعِينَ قَالُوا إِذَا عَطَسَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ إِنَّمَا يَحْمَدُ اللَّهُ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يُوسِعُوا فِي أَكْثَرِ مِنْ ذَلِكَ

◀◀ رفاعہ بن رافع اپنے والد کے چچا معاذ بن رفاعہ کے حوالے سے ان کے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے

369- اضرجه ابو داؤد (264/1): كتاب الصلاة باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء حديث (773) والنسائي (145/2): كتاب

الافتتاح باب قول المأموم اذا عطس خلف الامام من طريق رفاعه بن يحيى بن عبد الله بن رفاعه بن رافع الزرقى عن ابيه معاذ بن رفاعه بن رافع عن رفاعه بن رافع الزرقى فذكره-

نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی مجھے چھینک آگئی تو میں نے یہ پڑھا۔

”ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے ایسی حمد جو زیادہ ہو یا کمزور ہو اس میں برکت موجود ہو اس پر برکت ہو اسی طرح جیسے ہمارا پروردگار پسند کرے اور راضی ہو۔“

جب نبی اکرم ﷺ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو آپ نے دریافت کیا: نماز کے دوران کلام کرنے والا شخص کون تھا؟ کسی بھی شخص نے جواب نہیں دیا، نبی اکرم ﷺ نے دوبارہ ارشاد فرمایا: نماز کے دوران کلام کرنے والا شخص کون تھا؟ پھر کسی نے کوئی جواب نہیں دیا، آپ نے تیسری مرتبہ ارشاد فرمایا: نماز کے دوران کلام کرنے والا شخص کون تھا؟ تو حضرت رفاعہ بن رافع بن عفرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں یا رسول اللہ! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم نے کیا پڑھا تھا؟ انہوں نے عرض کی: میں نے پڑھا تھا۔

”ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جو بہت زیادہ ہو یا کمزور ہو اس میں برکت موجود ہو اس پر برکت ہو اسی طرح جیسے ہمارا پروردگار پسند کرے اور راضی ہو۔“

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، تمیں سے زیادہ فرشتے تیزی سے اس کی طرف لپکے تھے کہ ان میں سے کون اسے لے کر اوپر جاتا ہے۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ اور حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک یہ روایت نفل نماز کے بارے میں ہے اس کی وجہ یہ ہے: کئی تابعین نے یہ باہت بیان کی ہے: جب آدمی کو فرض نماز کے دوران چھینک آجائے تو وہ اپنے دل میں الحمد للہ پڑھے انہوں نے اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں دی ہے۔

شرح

دوران نماز چھینک کا جواب دینے کی ممانعت

حالت نماز میں چھینک آنے پر دل میں تمہید کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور اسی طرح زبان سے تمہید بجالانے سے بھی جمہور فقہاء کے نزدیک نماز نہیں ٹوٹے گی لیکن اس سے اجتناب ضروری ہے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چھینکنے والے کی تمہید پر تین دفعہ ڈانٹ پلائی اور ناراضگی کا اظہار کیا۔ جو شخص عاطس کے جواب میں: يَرْحَمُكَ اللهُ، وغیرہ الفاظ کہنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اس لیے یہ کلام الناس کے مشابہہ ہے جس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

سوال: آپ نے کہا ہے کہ عاطس کے حق میں تمہید باللسان ممنوع ہے اور اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے جبکہ حدیث باب میں حالت نماز میں تمہید باللسان کی فضیلت بیان کی گئی ہے؟

جواب: کسی استنباب کو ثابت کرنے کے لیے کوئی واقعہ جزئیہ کافی نہیں ہو سکتا جبکہ عوام الناس کا عمل اس کے برعکس ہو۔ اس حدیث میں واقعہ جزئیہ ہے جس سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي نَسْخِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ

باب 155: نماز کے دوران بات چیت کرنے کا منسوخ ہونا

370 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ

سُبَيْلٍ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: كُنَّا نَتَكَلَّمُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ يُكَلِّمُ الرَّجُلُ مَنَا صَاحِبَهُ إِلَى جَنْبِهِ حَتَّى نَزَلَتْ (وَقَوْمُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ) فَأَمَرْنَا بِالسُّكُوتِ وَنَهَيْنَا عَنِ الْكَلَامِ فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَمُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا إِذَا تَكَلَّمَ الرَّجُلُ عَامِدًا فِي الصَّلَاةِ أَوْ نَاسِيًا أَعَادَ الصَّلَاةَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِذَا تَكَلَّمَ عَامِدًا فِي الصَّلَاةِ أَعَادَ الصَّلَاةَ وَإِنْ كَانَ نَاسِيًا أَوْ جَاهِلًا أَجْزَأَهُ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ

﴿﴾ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرتے ہوئے بات چیت کر لیا کرتے تھے ہم میں سے کوئی ایک شخص اپنے پہلو میں موجود دوسرے شخص کے ساتھ بات چیت کر لیتا تھا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

”اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ادب کے ساتھ کھڑے ہو۔“

تو ہمیں خاموشی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا اور بات چیت کرنے سے منع کر دیا گیا۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے منقول یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اکثر اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا وہ یہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص نماز کے دوران جان بوجھ کر بات

چیت کر لے یا بھول کر بات چیت کر لے تو وہ دوبارہ نماز ادا کرے گا۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ اور ابن مبارک رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔

370- اضربه البخاری (88/3)، کتاب العمل فی الصلاة باب ما یسرى من الكلام فی الصلاة حدیث (1200) و (46/8): کتاب

التفسیر: باب (وقوموا لله قانتین) حدیث (4534) و مسلم (441/35-الاسی): کتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: تحريم

الكلام فی الصلاة و نسخ ما كان من اباحتہ حدیث (539/35) و ابوداؤد (313/1): کتاب الصلاة: باب: النسي عن الكلام فی

الصلاة حدیث (949) و النسائی (18/3): کتاب السجود: باب: الكلام فی الصلاة و احد فی ”مسندہ“ (368/4) و عبد بن حمید

ص (113) حدیث (260) و ابن خزيمة (34/2) حدیث (856) من طريق اسماعيل بن ابي خالد عن الحارث بن سبيل عن ابي عمرو

الشييباني عن زيد بن ارقم فذكره-

بعض فقہاء نے یہ بات بیان کی ہے: جب کوئی شخص نماز کے دوران جان بوجھ کر کلام کر لے تو وہ نماز دوبارہ پڑھے گا، لیکن اگر بھول کر یا ناواقفیت کی بنیاد پر ایسا کرتا ہے تو اس کی نماز درست ہوگی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

حالت نماز میں گفتگو کی تنبیح کا مسئلہ

ابتداء اسلام میں دوران نماز، کلام کرنے کی اجازت تھی۔ آنے والا شخص سلام کرتا تو حالت نماز میں جواب دیا جاتا تھا۔ اگر کسی کو چھینک آتی تو خود بھی **الْحَمْدُ لِلَّهِ** وغیرہ الفاظ سے تمہید کر سکتا تھا اور سننے والا نمازی: **يَسْرُحُ حَمَكَ اللَّهُ** کہہ سکتا تھا اور اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی تھی لیکن بعد میں دوران نماز کسی بھی گفتگو سے منع کیا گیا اور اسے منسوخ قرار دیا گیا۔ اس سلسلے میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی مشہور روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں: ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھتے اور باہم گفتگو بھی کر لیتے تھے۔ نماز کی حالت میں حسب ضرورت دائیں بائیں بیٹھنے والے نمازیوں سے بات کر لیتے تھے۔ جب ارشاد ربانی: **"قَوْمُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ"** (البقرہ: ۲۳۸) نازل ہوا تو حالت نماز میں گفتگو سے منع کیا گیا اور اس کا حکم منسوخ کر دیا گیا۔ اس آیت میں دوران نماز سکوت کا حکم دیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ التَّوْبَةِ

باب 156: توبہ کے وقت (نفل) نماز ادا کرنا

371 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ

متن حدیث: إِنِّي كُنْتُ رَجُلًا إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا نَفَعَنِي اللَّهُ مِنْهُ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْفَعَنِي بِهِ وَإِذَا حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ اسْتَحْلَفْتُهُ فَإِذَا حَلَفَ لِي صَدَّقْتُهُ وَإِنَّهُ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَقُومُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يُصَلِّي ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ (وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَنَسٍ وَأَبِي أُمَامَةَ وَمُعَاذٍ وَوَاثِلَةَ وَأَبِي الْيَسْرِ وَأَسْمَةَ كَعْبِ بْنِ عَمْرٍو

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ

371- أخرجه أبو داود (476/1)؛ كتاب الصلاة باب في الاستغفار حديث (1521) وابن ماجه (446/1)؛ كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها باب ما جاء في ان الصلاة كفارة حديث (1395) إمام أحمد في "مسند" (10-9-8-2/1) والمصنف (2/1) حديث (1) و (4/1) حديث (4-5) من طريق علي عن أبي بكر الصديق فذكره-

عُثْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةَ

اسنادِ دیگر: وَرَوَى عَنْهُ شُعْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ فَرَفَعُوهُ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ وَرَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمِسْعَرٌ فَأَوْقَفَاهُ وَلَمْ يَرْفَعَاهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوَى عَنْ مِسْعَرٍ هَذَا الْحَدِيثُ مَرْفُوعًا أَيْضًا وَلَا نَعْرِفُ لِأَسْمَاءَ ابْنِ الْحَكَمِ حَدِيثًا مَرْفُوعًا إِلَّا هَذَا

﴿ ﴿ ﴾ ﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ایک ایسا شخص ہوں جب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کوئی حدیث سنتا اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مجھے وہ نفع عطا کر دیتا جو اس نے مجھے عطا کرنا ہوتا اور جب میں کسی صحابی سے حدیث سنتا تو میں اس سے قسم لے لیتا تھا اگر وہ میرے سامنے قسم اٹھا لیتا تو میں اس کی بات کی تصدیق کر دیتا تھا (ورنہ اسے معتبر قرار نہیں دیتا تھا) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سچ بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص کسی گناہ کا ارتکاب کرے پھر وہ اٹھ کر اچھی طرح سے وضو کرے پھر وہ نماز ادا کرے پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دیتا ہے۔

پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی۔

”اور وہ لوگ کہ جب وہ کسی گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں یا اپنے اوپر زیادتی کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔“

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ، حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو یسر رضی اللہ عنہ، ان کا نام کعب بن عمرو ہے، سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس روایت کو ہم صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں جسے عثمان بن مغیرہ نے نقل کیا ہے۔ ان سے اس روایت کو شعبہ کے علاوہ دیگر راویوں نے بھی نقل کیا ہے اور انہوں نے بھی ابو عوانہ نامی راوی کی طرح اس روایت کو ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

تاہم سفیان ثوری رحمہ اللہ اور مسعر نے اس روایت کو ”موقوف“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے انہوں نے اس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک ”مرفوع“ کے طور پر نقل نہیں کیا۔

سعر کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر بھی منقول ہے۔

ہم رے علم کے مطابق اسماء بن حکم سے صرف یہی ایک ”مرفوع“ روایت منقول ہے۔

شرح

صلوة التوبہ کا مسئلہ

سورہ آل عمران کی آیت 135 میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے: ”نیکو کار وہ لوگ ہیں کہ جب وہ کوئی بے حیائی کا کام کر گزرتے ہیں یا وہ اپنے آپ پر ظلم کر لیتے ہیں، تو وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔“ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کے کثیر

طریقے ہیں جن میں سے ایک باقاعدگی سے نماز ادا کرنا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت سے ”صلوة التوبہ“ کا جواز نکالا ہے۔ جب کوئی شخص گناہ کبیرہ یا ظلم و ستم کی انتہاء کر دیتا ہے تو وہ مغفرت و بخشش کی غرض سے نماز ادا کر کے دعا کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ کو قبول فرمالتا ہے۔ اس نماز کو ”صلوة التوبہ“ کہا جاتا ہے۔ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ انسان کے کبیرہ گناہ معاف فرمادیتا ہے۔ توبہ کی حقیقت تین چیزوں پر مشتمل ہے: (۱) گناہوں کے باعث نادم ہونا۔ (۲) گناہوں کو ترک کر دینا۔ (۳) دوبارہ گناہ نہ کرنے کا پکا وعدہ کرنا۔ جب یہ تینوں شرائط پائی جائیں گی تو توبہ متحقق ہوگی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں ایک ایسا آدمی تھا کہ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتا تو اللہ تعالیٰ وہ میرے لیے مفید و نافع بنا دیتا تھا، جب میں کسی صحابی سے حدیث سنتا تو میں اس سے حلف لیتا کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست یہ روایت سنی ہے یا کسی دوسرے شخص سے؟ جب وہ قسم اٹھاتا تو مجھے یقین ہو جاتا تھا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: جو شخص گناہ کا ارتکاب کرے، پھر وہ وضو کر کے نماز پڑھے، اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد ربانی کی تلاوت فرمائی: **وَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا** (الفرقان: ۷۳)

بَابُ مَا جَاءَ مَتَى يُؤْمَرُ الصَّبِيُّ بِالصَّلَاةِ

باب 157: بچے کو نماز پڑھنے کا حکم کب دیا جائے؟

372 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: عَلِمُوا الصَّبِيَّ الصَّلَاةَ ابْنَ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا ابْنَ عَشْرِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبِدِ الْجُهَنِيِّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَاسْحَقُ وَقَالَا مَا تَرَكَ الْغُلَامُ بَعْدَ

الْعَشْرِ مِنَ الصَّلَاةِ فَإِنَّهُ يُعِيدُ

توضیح راوی: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَسَبْرَةُ هُوَ ابْنُ مَعْبِدِ الْجُهَنِيِّ وَيُقَالُ هُوَ ابْنُ عَوْسَجَةَ

◀◀ عبد الملک بن ربیع اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

بچے کو نماز کی تعلیم دو جب وہ سات سال کا ہو اور اس کی وجہ سے اس کی پٹائی کمر و جب وہ دس سال کا ہو۔

372- اضرجه ابو داؤد (187/1): کتاب الصلاة: باب متى يؤمر الغلام بالصلاة حديث (494) واحد في "مسند": (404/3)

والدارمی (333/1) کتاب الصلاة: باب: متى يؤمر الصبي بالصلاة من طريق عبد الملک بن الربيع بن سبرة الجهنسي عن ابيه عن جده

فذكره-

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت سبرہ بن معبد جہنی سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں: جب دس سال کی عمر کے بعد کوئی لڑکا نماز ترک کر دے تو وہ ان کی قضاء ادا کرے گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حضرت سبرہ جو ہیں یہ سبرہ بن معبد جہنی ہیں اور ایک قول کے مطابق یہ سبرہ بن عوسجہ ہیں۔

شرح

بچوں کو مار کر نماز پڑھانے کا حکم اور مذاہب آئمہ

تمام آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نابالغ بچے پر نماز فرض نہیں ہے۔ جب بچے کی عمر سات سال کی ہو جائے تو اسے نماز کی ترغیب دے کر عادی بنایا جائے اور اس کا بستر الگ کر دیا جائے۔ بچے کی عمر جب دس سال کی ہو جائے تو اسے مار کر نماز پڑھائی جائے۔ علاوہ ازیں لڑکی کے بلوغ کی علامات یہ ہیں: (۱) احتلام ہونا، (۲) حیض آجانا، (۳) حاملہ ہو جانا، (۴) زیر ناف یا بغلوں میں بال آگ آنا۔ لڑکے کے بلوغ کی علامات یہ ہیں: (۱) احتلام ہونا، (۲) حاملہ کر دینا، (۳) زیر ناف یا بغلوں کے بال آگ آنا۔ ان علامات میں سے کوئی نہ پائی جائے تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سترہ سال عمر ہونے پر بچہ بالغ ہو جائے گا۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک پندرہ سال کی عمر میں بچہ بالغ ہو جاتا ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے موقف پر فتویٰ ہے۔ بعض فقہاء کا خیال ہے کہ لڑکی نو سال سے قبل اور لڑکا بارہ سال سے قبل بالغ نہیں ہو سکتا۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ قصاب کے بچے جلدی بالغ ہو جاتے ہیں۔ نابالغ بچوں پر عبادات بدنیہ جیسے نماز اور روزہ یا مالی و بدنیہ کا مجموعہ مثلاً حج فرض نہیں ہے۔ عبادت مالیہ محض مثلاً زکوٰۃ کی فرضیت میں اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نابالغ بچوں پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ آئمہ ثلاثہ کا موقف ہے کہ اگر نابالغ بچے صاحب نصاب ہوں تو ان کے مال سے زکوٰۃ وضع کی جائے گی۔ حدیث باب میں بھی مضمون بیان کیا گیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بچے کی عمر سات سال ہو جانے پر اسے نماز کی ترغیب دو اور دس سال عمر ہونے پر اسے مار کر نماز پڑھاؤ۔“ جو بچے نماز کے عادی نہ ہوں، انہیں قضاء نماز پڑھائیں تاکہ انہیں قضاء نمازوں کے پڑھنے کا بھی طریقہ معلوم ہو جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُحَدِّثُ فِي التَّشْهَدِ

باب 158: جس شخص کا تشہد کے بعد وضو ٹوٹ جائے

373 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ مُوسَى الْمَلَقِيُّ مَرْدُوِيَهُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا

373- اخرجه ابو داؤد (223/1)، كتاب الصلاة باب: الامام يحدث بعد ما يرفع راسه من آخر الركعة حديث (617) من طريق

عبدالرحمن بن زياد بن انعم عن عبدالرحمن بن رافع وبكر بن سوادة عن عبداللہ بن عمرو فذكره۔

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعَمٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ رَافِعٍ وَبَكْرَ بْنَ سَوَادَةَ أَخْبَرَاهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متن حدیث: إِذَا أَحَدَتْ يَعْني الرَّجُلَ وَقَدْ جَلَسَ فِي آخِرِ صَلَاتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ فَقَدْ جَازَتْ صَلَاتُهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِذَلِكَ الْقَوِيِّ وَقَدْ اضْطَرَبُوا فِي إِسْنَادِهِ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا قَالُوا إِذَا جَلَسَ مِقْدَارَ التَّشَهُدِ وَأَحَدَتْ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِذَا أَحَدَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَشَهُدَ وَقَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ أَعَادَ الصَّلَاةَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَقَالَ أَحْمَدُ إِذَا لَمْ يَتَشَهُدَ وَسَلَّمَ أَجْزَأَهُ

حدیث دیگر: لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ وَالتَّشَهُدُ أَهْوَنُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اثْنَتَيْنِ فَمَضَى فِي صَلَاتِهِ وَلَمْ يَتَشَهُدَ وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ إِذَا تَشَهُدَ وَلَمْ يُسَلِّمَ أَجْزَأَهُ

حدیث دیگر: وَاحْتَجَّ بِحَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ

حِينَ عَلَّمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّشَهُدَ فَقَالَ إِذَا فَرَعْتَ مِنْ هَذَا فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ

توضیح راوی: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعَمٍ هُوَ الْإِفْرِيقِيُّ وَقَدْ ضَعَّفَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ مِنْهُمْ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب وہ (یعنی آدمی) بے وضو ہو جائے اور وہ اس وقت نماز کے آخر میں (قعدہ میں) بیٹھا ہو اور سلام نہ پھیرا ہو تو اس کی نماز درست ہوگی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے راویوں نے اس کی سند میں اضطراب ظاہر کیا ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک یہی رائے ہے۔ وہ فرماتے ہیں: جب آدمی تشہد کی مقدار میں بیٹھ چکا ہو اور سلام پھیرنے سے پہلے اس کا وضو ٹوٹ جائے تو اس کی نماز مکمل ہو جاتی ہے۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: اگر آدمی کے تشہد پڑھنے سے پہلے اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے یا سلام پھیرنے سے پہلے ٹوٹ جاتا ہے تو وہ دوبارہ نماز پڑھے گا، امام شافعی رحمہ اللہ اس بات کے قائل ہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب آدمی نے تشہد نہ پڑھا ہو اور وہ سلام پھیر دے تو اس کی نماز درست ہوگی، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سلام پھیرنے سے نماز ختم ہو جاتی ہے اور تشہد پڑھنا کم اہمیت کا حامل ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعات پڑھنے کے بعد کھڑے ہو گئے تھے اور آپ نے اپنی نماز مکمل کی تھی اور تشہد نہیں پڑھا تھا۔ اسحاق بن ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب آدمی تشہد پڑھ لے اور اس نے سلام نہ پھیرا ہو (اور پھر بے وضو ہو جائے) تو اس کی

نماز درست ہوگی۔ انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تشہد پڑھنے کی تعلیم دی تھی اور پھر فرمایا تھا: جب تم اس سے فارغ ہو جاؤ تو تم نے اپنے اوپر لازم چیز کو ادا کر دیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبدالرحمن بن زیاد نامی راوی افریقی ہیں، علم حدیث کے بعض ماہرین نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے ان میں یحییٰ بن سعید قطان اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ شامل ہیں۔

شرح

قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد حدث لاحق ہونے کا مسئلہ اور اس میں مذاہب آئمہ

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب کے تحت جس حدیث کی تخریج کی ہے، اس میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ نماز کے آخری قعدہ میں تشہد پڑھ لینے یا اس کی مقدار بیٹھ جانے کے بعد حدث لاحق ہو جائے تو کیا کیا جائے گا؟ اس بارے میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس مسئلہ میں تین اقوال ہیں: (۱) استیناف افضل ہے۔ (۲) وضو کر کے بنا کرے۔ (۳) کچھ بھی نہ کرے، کیونکہ نماز مکمل ہو گئی ہے۔ آپ نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نماز کے آخری قعدہ میں تشہد کی مقدار بیٹھ چکا ہو اور سلام پھیرنے سے قبل اسے حدث لاحق ہو جائے تو اس کی نماز مکمل ہو گئی۔ علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذا قلت هذا او قضيت هذا فقد قضيت صلاتك (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۹۷۰) جب تو اس طرح کہہ لے یا اس طرح کرے تو تم نے اپنی نماز مکمل کر لی۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ سلام پھیرنا نماز کا آخری رکن ہے، تشہد کا اندازہ قعدہ بیٹھنے یا تشہد پڑھنے کے بعد اور سلام پھیرنے سے قبل حدث لاحق ہو گیا تو ایک رکن فوت ہو جانے کی وجہ سے نماز مکمل نہیں ہوگی۔ لہذا وہ وضو کرنے کے بعد دوبارہ نماز ادا کرے گا۔ انہوں نے اس ارشاد نبوی سے استدلال کیا ہے: "تحلیلہا التسليم" سلام پھیرنے پر نماز مکمل ہوگی۔ لہذا وہ وضو کر کے از سر نو اپنی نماز مکمل کرے گا۔

احناف کے نزدیک آخری قعدہ میں تشہد پڑھنے یا اس کی مقدار بیٹھنے کے بعد اور سلام پھیرنے سے قبل از خود نماز توڑ دیتا ہے تو اس کی نماز مکمل ہو جائے گی۔ اس لیے خروج بصنعہ نماز کا آخری رکن ہے جو پایا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ إِذَا كَانَ الْمَطْرُ فَالصَّلَاةُ فِي الرَّحَالِ

باب 159: بارش کے وقت نماز اپنی رہائش گاہ میں ادا کرنا

374 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ

مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

374- اضرجه مسلم (17/3- الابي): كتاب صلاة المسافرين وقصرها: باب: الصلاة في الرحال في المطر حديث (698/25) وابو

داؤد (347/1) كتاب الصلاة: باب التخلف عن الجماعة في الليلة الباردة او الليلة المطرة حديث (1065) واهمد في "مسندہ":

(312/3- 327- 397) وابن حزم (81/3) حديث (1659) من طريق زهير بن معاوية عن ابي الزبير عن جابر فذكره-

متن حدیث: کُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَصَابَنَا مَطَرٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَاءَ فَلْيُصَلِّ فِي رَحْلِهِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَسَمُرَةَ وَأَبِي الْمَلِيحِ عَنْ أَبِيهِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ رَخَّصَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْقُعُودِ عَنِ الْجَمَاعَةِ فِي الْمَطَرِ وَالطِّينِ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ
وَأَسْحَقُ

توضیح راوی: قَالَ أَبُو عَيْسَى: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ يَقُولُ رَوَى عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَلِيٍّ حَدِيثًا
وَقَالَ أَبُو زُرْعَةَ لَمْ نَرِ بِالْبَصْرَةِ أَحْفَظَ مِنْ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ عَلِيٌّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَابْنُ الشَّاذِكُونِيِّ وَعَمْرِو بْنُ عَلِيٍّ
وَأَبُو الْمَلِيحِ اسْمُهُ عَامِرٌ وَيُقَالُ زَيْدٌ بْنُ أُسَامَةَ بْنِ عَمِيرٍ الْهُدَلِيُّ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ سفر میں ہوتے تھے جب بارش ہو جاتی تھی تو نبی اکرم ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے: جو شخص چاہے وہ اپنے پڑاؤ کی جگہ پر ہی نماز ادا کر لے۔
اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابواحسب رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے حوالے سے، حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
اہل علم نے اس بات کی رخصت دی ہے: آدمی بارش اور کچھڑ کے موقع پر باجماعت نماز یا جمعہ میں شریک نہ ہو۔
امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحق رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام ابو زرعہ رحمہ اللہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے انہوں نے عفان بن مسلم کے حوالے سے، عمرو بن علی کے حوالے سے ایک حدیث نقل کی ہے۔
امام ابو زرعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے بصرہ میں ان تین افراد، علی بن مدینی، ابن شاذکونی اور عمرو بن علی سے زیادہ (احادیث کا) حافظ اور کوئی نہیں دیکھا۔
ابواحسب بن اسامہ کا نام عامر ہے اور ایک قول کے مطابق زید بن اسامہ بن عمیر ہندی ہے۔

شرح

بارش کے سبب اپنے گھر میں نماز پڑھنے کا مسئلہ

آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ اعذار کی وجہ سے مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کی بجائے اپنے گھر میں انفرادی طور پر نماز ادا کرنے کی اجازت ہے۔ ان اعذار میں سے ایک نزول باران ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کس مقدار میں بارش ہے جو ترک جماعت کے لیے عذر شرعی بن سکتی ہے؟ اس کا تعلق صرف پیش آنے والی صورتحال ہے۔ شب و روز، مختلف اوقات، روشنی کے ہونے یا نہ ہونے،

سڑک پختہ ہونے یا خام نہ ہونے، صحت و علالت اور جوانی و بڑھاپا وغیرہ امور کو اس مسئلہ میں خصوصی عمل و دخل ہے۔ اگر کوئی شخص خیال کرتا ہے کہ دوران بارش وہ آسانی سے مسجد میں پہنچ سکتا ہے تو مسجد میں باجماعت نماز ادا کرے اور اگر صورت حال اس سے مختلف ہو تو گھر میں نماز پڑھ لینے کی اجازت ہے۔

اس مسئلہ سے متعلق بعض لوگوں نے یہ حدیث نقل کی ہے: "اذا ابتليت النعال فصلوا في الرحال" (جب اس قدر بارش ہو کہ اس سے جوتا بھیگ جائے تو تم اپنے گھر میں نماز ادا کر سکتے ہو) یہ حدیث موضوع ہے، کیونکہ کسی معتبر کتاب حدیث میں موجود نہیں ہے۔ کتب فقہ، کتب تفسیر، صالحین کے تذکروں اور ان کے ملفوظات کی کتابوں میں پائی جانے والی ہر حدیث درجہ صحت میں نہیں ہوتی۔ البتہ جب وہ حدیث کسی معتبر کتاب میں موجود ہو اور اس کے راوی بھی قابل اعتماد ہوں، تو وہ صحت کے درجہ میں ہوگی۔

حدیث باب میں بھی نزول باران کو ترک جماعت کا عذر شرعی قرار دیا گیا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سفر میں ہم ساتھ تھے، اچانک نزول بارش کا سلسلہ شروع ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کروادیا جو شخص اپنے ڈیرے میں نماز ادا کرنا چاہے، اس کے لیے اجازت ہے۔" طریقہ کار یہ تھا کہ دوران سفر جہاں قافلہ پڑاؤ ڈالتا تو مختلف مقامات پر صحابہ کرام خیمہ زن ہو کر رہائش پذیر ہو جاتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ کے پاس زمین ہموار کر کے باجماعت نماز ادا کرنے کی جگہ تیار کر لی جاتی تھی۔ ایک موقع پر اچانک تیز دھار بارش کا سلسلہ شروع ہو گیا تو آپ کی طرف سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں یہ اعلان کروادیا گیا کہ آپ لوگ اپنے خیموں میں ہی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ یہ اعلان نزول باران کو ترک جماعت کا عذر شرعی قرار دیتے ہوئے کیا گیا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْبِيحِ فِي آدْبَارِ الصَّلَاةِ

باب 160: نماز کے بعد تسبیح پڑھنا

375 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ الْبَصْرِيِّ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا

عَتَابُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ مُجَاهِدٍ وَعِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: جَاءَ الْفُقَرَاءُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْأَغْنِيَاءَ يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيُصُومُونَ كَمَا نَصُومُ وَلَهُمْ أَمْوَالٌ يُعْتَقُونَ وَيَتَصَدَّقُونَ قَالَ فَإِذَا صَلَّيْتُمْ فَقُولُوا سُبْحَانَ اللَّهِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ مَرَّةً وَالْحَمْدُ لِلَّهِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ مَرَّةً وَاللَّهُ أَكْبَرُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ مَرَّةً وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَشْرَ مَرَّاتٍ فَإِنَّكُمْ تُدْرِكُونَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُمْ وَلَا يَسْبِقُكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ وَأَنَسِ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَأَبِي

375 - أخرجه النسائي (78/3)؛ كتاب السجود باب: نزع آخر من طريق عناب بن بشير عن خصيف عن مجاهد وعكرمة عن ابن

عباس فذكره-

الدرداء وابن عمر و ابی ذر

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

وَفِي الْبَابِ أَيْضًا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالْمُغِيرَةَ

حدیث دیگر: وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ خَصَلْتَانِ لَا يُحْصِيهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ يُسَبِّحُ اللَّهَ فِي ذُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَيُحَمِّدُهُ عَشْرًا وَيُكَبِّرُهُ عَشْرًا وَيُسَبِّحُ اللَّهَ عِنْدَ مَنَامِهِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَيُحَمِّدُهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَيُكَبِّرُهُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: غریب لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! خوشحال لوگ اسی طرح نماز ادا کرتے ہیں جیسے ہم نماز ادا کرتے ہیں وہ بھی روزے رکھتے ہیں جیسے ہم روزے رکھتے ہیں لیکن ان کے پاس مال ہے جن کے ذریعے وہ غلام آزاد کر لیتے ہیں صدقہ کر لیتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم نماز ادا کر لو تو تم سبحان اللہ 33 مرتبہ پڑھو الحمد للہ 33 مرتبہ پڑھو اللہ اکبر 34 مرتبہ پڑھو اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دس مرتبہ پڑھو تو تم اس کی وجہ سے اس تک پہنچ جاؤ گے جو تم سے آگے ہے اور تمہارے بعد والا تم تک نہیں پہنچ سکے گا۔

اس بارے میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایات منقول ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات بھی منقول ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں جو بھی مسلمان اختیار کرے گا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا“ (ایک عمل یہ ہے) ہر نماز کے بعد

10 مرتبہ سبحان اللہ 10 مرتبہ الحمد للہ اور 10 مرتبہ اللہ اکبر پڑھنا۔ اور (دوسرا عمل یہ ہے) سوتے ہوئے 33 مرتبہ سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمد للہ، 34 مرتبہ اللہ اکبر پڑھنا۔

شرح

نماز کے بعد اذکار و وظائف

جن فرائض کے بعد سنن و نوافل ہوں ان کے بعد مختصر دعا کر کے باقی ماندہ نماز پڑھنی چاہیے اور جن فرائض کے بعد سنن و نوافل نہ ہوں، ان کے بعد اور اذکار و وظائف کر کے دعا کی جاسکتی ہے۔ فرائض سے قبل کی سنتیں اور بعد کی سنتیں اور نوافل گھر میں ادا کرنا مسنون ہے۔ البتہ فرائض کے بعد متصل دو سنت یا نوافل مسجد میں پڑھ کر باقی نماز گھر میں آ کر پڑھنی چاہیے۔

نماز سے فراغت پر آیت الکرسی، اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ، اَسْتَغْفِرُ اللهَ اور سورہ اخلاص کی تلاوت وغیرہ اذکار مسنون ہیں۔ یہ اور اذکار و وظائف و نوافل وغیرہ سے فارغ ہو کر کرنا زیادہ مناسب ہیں۔ حدیث باب میں تسبیحات کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ نماز کے بعد سُبْحَانَ اللهِ ۳۳ بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳ بار اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۴ بار پڑھنا چاہیے۔ ان تسبیحات کی برکت سے اللہ

تعالیٰ کی راہ میں کثیر مال و متاع خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ اس وظیفہ کو تسبیح فقراء کا نام دیا جاتا ہے۔ اسے تسبیح فاطمہ بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تسبیح اپنی چہیتی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سکھائی تھی۔ اس وظیفہ کی برکت سے خواتین گھریلو کاموں سے تھک نہیں سکتیں بلکہ اللہ تعالیٰ تمام کام ان کے لیے آسان کر دیتا ہے۔ ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو خصلتیں ایسی ہیں جو ان کو اختیار کرے گا اسے جنت عطا ہوگی: (۱) ہر نماز سے فراغت پر دس بار سُبْحَانَ اللَّهِ، دس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ اور دس دفعہ اللَّهُ اَكْبَرُ۔ (۲) سُبْحَانَ اللَّهِ ۳۳ بار، اَلْحَمْدُ لِلَّهِ ۳۳ بار اور اللَّهُ اَكْبَرُ ۳۳ بار پڑھنا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الدَّابَّةِ فِي الطِّينِ وَالْمَطَرِ

باب 161: کچھڑ اور بارش کے موسم میں سواری پر نماز ادا کرنا

376 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ الرَّمَّاحِ الْبَلْخِيُّ عَنْ كَثِيرِ

بْنِ زِيَادٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسِيرٍ فَانْتَهَوْا إِلَى مَضِيقٍ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَمُطِرُوا وَالسَّمَاءُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَالْبَلَّةُ مِنْ أَسْفَلٍ مِنْهُمْ فَأَذَّنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَأَقَامَ أَوْ أَقَامَ فَتَقَدَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ فَصَلَّى بِهِمْ يَوْمَئِذٍ إِيمَاءً يَجْعَلُ السُّجُودَ أَخْفَضَ مِنَ الرُّكُوعِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

توضیح راوی: تَفَرَّدَ بِهِ عُمَرُ بْنُ الرَّمَّاحِ الْبَلْخِيُّ لَا يُعْرَفُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ غَيْرٌ وَاحِدٌ مِنْ أَهْلِ

الْعِلْمِ

آثار صحابہ: وَكَذَلِكَ رَوَى عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ صَلَّى فِي مَاءٍ وَطِينٍ عَلَى دَابَّتِهِ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَأَسْحَقُ

◄◄ عمرو بن عثمان اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: یہ لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر میں شریک تھے اور ایک تنگ جگہ پر پہنچے تو نماز کا وقت ہو گیا اسی دوران بارش نازل ہونا شروع ہو گئی ان کے نیچے کچھڑ ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی سواری پر موجود رہتے ہوئے اذان دی اور اقامت کہی پھر آپ اپنی سواری پر موجود رہتے ہوئے آگے بڑھے اور آپ نے ان سب لوگوں کو اشارے کے ساتھ نماز پڑھائی۔ آپ کا سجدہ رکوع کے مقابلے میں ذرا پست ہوتا تھا (یعنی آپ اس میں سر کو ذرا زیادہ جھکا لیتے تھے)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے عمر بن رماح بلخی نامی راوی اس کو نقل کرنے میں منفرد ہیں انہیں صرف اسی حدیث کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔

ان کے حوالے سے کئی اہل علم نے احادیث نقل کی ہیں۔

اسی طرح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی منقول ہے: انہوں نے بارش اور کچھڑ کے موسم میں اپنی سواری پر نماز

ادا کی تھی۔

اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

امام احمد رضی اللہ عنہ اور امام اسحاق رضی اللہ عنہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

کچھڑ اور بارش کی صورت میں سواری پر نماز ادا کرنا

تمام آئمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ حالت سفر میں نوافل اونٹ یا گھوڑے یا گدھے وغیرہ پر ادا کیے جاسکتے ہیں لیکن حضر میں جائز نہیں ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ”سفر“ سے مراد سفر لغوی ہے یعنی کوئی بھی سفر ہو خواہ کھیت کا سفر ہو یا ایک محلہ سے دوسرے محلہ کا سفر ہو یا ایک شہر سے دوسرے شہر کا سفر ہو۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک سفر سے مراد سفر شرعی ہے جس کی وجہ سے نماز میں قصر کی جاتی ہے۔ بلا عذر شرعی فرائض سواری پر پڑھنا جائز نہیں ہے۔ عذر شرعی کی بناء پر فرائض بھی سواری پر پڑھے جاسکتے ہیں مثلاً زمین پر دلدل یا کچھڑ یا بارش وغیرہ کا پانی ہو۔

سوال یہ ہے کہ جب عذر شرعی کی بناء پر سواری پر فرائض پڑھنا جائز تو کیا چند لوگ مل کر سواریوں پر باجماعت نماز ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں۔ آئمہ ثلاثہ اور حضرت محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک پڑھ سکتے ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک سواریوں پر باجماعت نماز درست نہیں ہے بلکہ انفرادی طور پر نماز ادا کریں گے کیونکہ جماعت کی شرائط میں سے ایک اتحاد مکان ہے جس کے مفقود ہونے کی وجہ سے جماعت درست نہیں ہوگی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِجْتِهَادِ فِي الصَّلَاةِ

باب 162: نماز میں اہتمام کرنا

377 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَبِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ

377-أخبره البخاری (19/3) كتاب الترمذی باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث (1130) و (448/8) كتاب التفسیر: باب: لیففر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر وینم نعمته عليك ویریدك صراط مستقیما) حدیث (4836) و (309/11): كتاب الرقاع: باب: الصبر عن معاصم الله (انما یوفی الصبرون اجرهم بغير حساب) حدیث (6471) و مسلم (267/9-الابی) كتاب صفات المنافقین و اهلکامرهم: باب: اکثر الاعمال والاهتراء فی العبادة حدیث (21819/80-79) والنسائی (219/3): كتاب قیام اللیل و تطوع النیر: باب: الاختلاف علی عائشة فی اعیاء اللیل و ابن ماجه (456/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فیها: باب: ما جاء فی طول القیام فی الصلوات حدیث (1419) و احمد فی ”مسنده“: (255-251/4) و المصیدی (335/2) حدیث (759) و ابن خزیمه (201-200/2) حدیث (1183-1182) من طریق زیاد بن عیلاق عن المفیرة بن شعبه فذكره-

المُعِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ

متن حدیث: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى انْتَفَخَتْ قَدَمَاهُ فِقِيلَ لَهُ اتَّكَلْتُ هَذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ الْمُعِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (بکثرت نفل) نماز ادا کیا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے دونوں پاؤں متورم ہو جاتے تھے آپ کی خدمت میں عرض کی گئی: آپ اتنی مشقت کیوں برداشت کرتے ہیں جبکہ آپ کے گزشتہ اور آئندہ ذنب کی مغفرت کر دی گئی ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

نماز میں باقاعدگی اور اہتمام کا مسئلہ

اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا بہترین طریقہ نماز کی ادائیگی ہے، نماز ایک ایسی عبادت ہے جو ہر نبی اور امت پر فرض رہی ہے۔ اعلان نبوت سے قبل بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی شکل میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرتے تھے۔ شب معراج میں آپ کی اقتداء میں سب انبیاء اور رسل عظام علیہم السلام نے نماز ادا کی تھی۔ نماز کے ذریعے انسان، اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوتا ہے، اسے خوش کرتا ہے اور اسے راضی کرتا ہے۔ اسی عظیم وظیفہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا تھا۔ قیامت کے دن سب سے قبل سوال بھی نماز کے بارے میں ہوگا۔ اسی ریاضت کے ذریعے انسان کو طہارت، آداب، عجز و انکسار اور اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا طریقہ آتا ہے۔ نماز تقویٰ و طہارت اور صفائی اختیار کرنے کے لیے کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ قرآن کریم نے سب اعمال سے زیادہ نماز کی تاکید و تلقین فرمائی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قصر اسلام کا دوسرا رکن قرار دیا ہے۔ انبیاء، رسل، صحابہ کرام، صالحین اور عام مسلمان اس کی ادائیگی کا اہتمام کرتے چلے آ رہے ہیں۔ حدیث باب میں بھی نماز کی ادائیگی میں باقاعدگی اور اہتمام کا مضمون بیان ہوا ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز اس اہتمام سے ادا فرماتے کہ آپ کے قدمین شریفین پرورم آجاتے، آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! آپ تو معصوم عن الخطاء ہیں تو پھر آپ اس قدر مشقت کیوں برداشت کرتے ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

ہمارے اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام، رسل عظام اور ملائکہ مقررین سب کے سب معصوم ہیں، یہ بھول کر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ ان کی طرف اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہوں کی نسبت کرنا ناجائز ہے۔ حدیث کے الفاظ: ”غُفِرَ“

لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ“ کا مفہوم یہ ہے: آپ کے پہلوں یعنی آباؤ اجداد اور پچھلوں یعنی آل و اولاد سب کے گناہ معاف کیے گئے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلَاةُ

باب 163: قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے نماز کے بارے میں حساب لیا جائے گا

378 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ

حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حُرَيْثِ بْنِ قَبِيصَةَ قَالَ

متن حدیث: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا قَالَ فَجَلَسْتُ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ

إِنِّي سَأَلْتُ اللَّهَ أَنْ يَرزُقَنِي جَلِيسًا صَالِحًا فَحَدَّثَنِي بِحَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَنْفَعَنِي بِهِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :

متن حدیث: إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ

وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَإِنْ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيضَتِهِ شَيْءٌ قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ انظُرُوا أَهْلَ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ يَكُونُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلَى ذَلِكَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَدْ رَوَى بَعْضُ أَصْحَابِ

الْحَسَنِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ حُرَيْثٍ غَيْرِ هَذَا الْحَدِيثِ وَالْمَشْهُورُ هُوَ قَبِيصَةُ بْنُ حُرَيْثٍ وَرَوَى عَنْ أَنَسِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوُ هَذَا

﴿ ﴿ ﴾ حُرَيْثُ بْنُ قَبِيصَةَ بَيَانُ كَرْتِي هِي: فِي مَدِينَةِ مَنُورِ آيَا فِي دَعَا كِي:

”اے اللہ! مجھے کوئی نیک ہم نشین نصیب کر دے۔“

راوی بیان کرتے ہیں: میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آکر بیٹھا اور بولا: میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی مجھے نیک

ہم نشین نصیب کر دے تو آپ مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہو تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ

سے مجھے نفع عطا کر دے تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

قیامت کے دن آدمی کے اعمال میں سے سب سے پہلے اس کی نماز کے بارے میں حساب لیا جائے گا اگر وہ درست ہوگی تو

آدمی کامیاب ہو جائے گا اور کامران ہو جائے گا اور اگر وہ درست نہیں ہوگی تو آدمی نقصان اور خسارے کا شکار ہو جائے گا اگر اس

378- اخرجه النسائي (232/1) كتاب الصلاة : باب: المحاسبة على الصلاة حديث (465) من طريق لصمام عن قتادة عن الحسن

عن حريث بن قبيصة عن ابي هريرة فذكره-

کے فرض میں کوئی کمی ہوگی تو پروردگار ارشاد فرمائے گا: اس بات کا جائزہ لو! کیا میرے بندے کی کوئی نقلی عبادت ہے، تو اس کے ذریعے فرض میں موجود کمی کو مکمل کر دو، پھر تمام اعمال کا اسی طرح حساب ہوگا۔

اس بارے میں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس حوالے سے ”حسن غریب“ ہے۔

یہ روایت ایک اور حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے بعض شاگردوں نے اس

روایت کو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے قبصہ بن حریث کے حوالے سے نقل کیا ہے اور مشہور یہی ہے: ان کا نام قبصہ بن حریث ہے۔

یہی روایت انس بن حکیم کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے، اسی کی مانند منقول ہے۔

شرح

نماز کی فضیلت و اہمیت

نماز کی فضیلت و اہمیت کی بناء پر اسے اُمّ العبادات قرار دیا گیا ہے۔ زمانہ بلوغ سے لے کر تاحیات اس کی فرضیت باقی رہتی ہے۔ اس عبادت کے احکام و مسائل لامکان پر فرض ہوئے تھے۔ یہی ریاضت خواتین و حضرات ایک دن میں پانچ مرتبہ نہایت اہتمام سے ادا کرتے ہیں۔ اسلام اور کفر کے درمیان فرق کرنے والی چیز صرف نماز ہے۔ قیامت کے دن سب سے قبل نماز کے بارے میں سوال ہوگا۔ حدیث باب میں خصوصیت سے یوں فرمایا گیا ہے:

ان اول ما يحاسب به العبد يوم القيامة من عمله صلاته، فان صلحت فقد افلح وانجح۔“

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک قیامت کے دن بندے سے جس عمل کا سب سے قبل حساب لیا جائے گا،

وہ نماز ہے۔ اگر نماز کا جواب درست ہوا، تو کامیابی و نجات حاصل ہوگی۔“

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ تِنْتِي عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ وَمَا لَهُ فِيهِ مِنَ الْفَضْلِ

باب 164: جو شخص سال بھر روزانہ بارہ رکعت ادا کرتا رہے، اسے کیا فضیلت حاصل ہوگی؟

379 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ النَّيْسَابُورِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ

بْنُ زِيَادٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

379- اضرجه النسائي (260/3): كتاب قيام الليل وتطوع النحر: باب ثواب من صلى في اليوم والليلتين عشرة ركعة سوى

الكتوبة وذكر اختلاف الناقلين فيه لضرب ام حبيبة في ذلك والاختلاف على عطاء وابن ماجه (361/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة

فيها: باب: ماجه: في تينتي عشرة ركعة من السنة من طريق اسحق بن سليمان الرازي قال: اخبرنا مغيرة بن زياد عن عطاء بن ابي رباح

عن عائشة فذكره۔

متن حدیث: مَنْ ثَابَرَ عَلَى ثِنْتِي عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السَّنَةِ بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي مُوسَى وَابْنِ عُمَرَ حَكَمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثٌ عَائِشَةَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ تَوْضِيحٌ رَاوَى: وَمُغِيرَةَ بْنَ زِيَادٍ قَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص ہمیشہ بارہ رکعت سنت ادا کرتا رہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دے گا، چار رکعت ظہر سے پہلے ہوں گی دو اس کے بعد ہوں گی، دو مغرب کے بعد ہوں گی، دو عشاء کے بعد ہوں گی، دو فجر سے پہلے ہوں گی۔

اس بارے میں سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث اس حوالے سے ”غریب“ ہے۔ مغیرہ بن زیاد نامی راوی کے بارے میں بعض اہل علم نے اس کے حافظے کے حوالے سے کلام کیا ہے۔

380 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا مَوْلَى هُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَنبَسَةَ بِنِ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتِي عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكَعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ حَكَمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَدِيثٌ عَنبَسَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَى عَنْ عَنبَسَةَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ

﴿﴾ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص روزانہ بارہ رکعت (سنت) ادا کرے اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے، چار رکعت ظہر سے پہلے، دو رکعت اس کے بعد، دو رکعت مغرب کے بعد، دو رکعت عشاء کے

380- اخرجه مسلم (3/53-54-اللابي)؛ كتاب صلاة المسافرين و قصر لها؛ باب: فضل السنن الراحية قبل الفرائض و بعد من و بيان عدد من حديث (101-102-103/728) والنسائي (3/261-262-263)؛ كتاب قيام الليل و تطوع السرار؛ باب: ثواب من صلى في اليوم والليله ثنتي عشرة ركعة سوى المكتوبة و ذكر اختلاف الناقلين فيه لغبر ام حبيبة في ذلك والاختلاف على عطاء و ابو داود (1/401)؛ كتاب الصلاة؛ باب: تفرع ابواب التطوع و ركعات السنة حديث (1250) و ابن ماجه (1/361)؛ كتاب اقامة الصلاة و السنة فيها؛ باب ماجاء في ثنتي عشرة ركعة من السنة حديث (1141) و احمد (6/326-327-426) و عبد بن حميد (448) حديث (1552-1553) و الدارمي (1/335)؛ كتاب الصلاة؛ باب: في صلاة السنة و ابن خزيمة (2/202-203-204) حديث (1185-1186-1187-1888-1189) من طريق عنبسة بن ابي سفيان عن ام حبيبة ام المؤمنين رضي الله عنها فذكره-

بعد اور دو رکعت صبح کی نماز سے پہلے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عنہ نے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے اس بارے میں جو حدیث نقل کی ہے وہ ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

شرح

شب و روز کی بارہ سنن مؤکدہ کی فضیلت

سنت مؤکدہ کی تعداد رکعات کے بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ سنن مؤکدہ کی تحدید و تعیین نہیں ہے۔ انسان جتنی سنن پسند کرے پڑھ سکتا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سنن مؤکدہ کی تعداد بارہ ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ سنن مؤکدہ کی تعداد دس ہے۔ انہوں نے دس رکعات والی روایت سے استدلال کیا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شب و روز چار نوافل ایک سلام سے ادا کرنا افضل ہے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک شب و روز میں دو رکعت نوافل ایک سلام کے ساتھ ادا کرنا افضل ہے۔

سوال: سنن مؤکدہ کی تعداد رکعات کے بارے میں دو روایات ہیں: (۱) میں دس رکعات کا ذکر ہے۔ (۲) میں بارہ رکعات کا ذکر ہے۔ آپ نے بارہ رکعات والی روایت کو کیوں اختیار کیا ہے؟

جواب: ہم نے بارہ رکعات والی روایت کو اس لیے اختیار کیا ہے کہ اعلیٰ میں ادنیٰ موجود ہوتا ہے۔ جس طرح خمس من الفطرۃ، عشر من الفطرۃ دونوں میں سے ہم نے دوسری روایت کو اختیار کیا ہے کیونکہ اس میں پہلی روایت داخل و شامل ہے۔ نماز ظہر کے بعد دو نوافل، نماز عصر سے قبل چار نوافل، نماز مغرب کے بعد دو نوافل، نماز عشاء سے قبل چار نوافل اور اس کے بعد چار نوافل یعنی دو نماز وتر سے قبل اور دو بعد۔ یہ کل سولہ نوافل بنتے ہیں جن کی فضیلت بیان نہیں کی گئی۔ ان کو سنن غیر مؤکدہ یا نوافل کہتے ہیں۔

سنن مؤکدہ کی تعداد بارہ ہے: چار رکعات نماز ظہر سے قبل، دو بعد میں، دو رکعت نماز مغرب کے بعد، دو رکعت نماز عشاء کے بعد اور دو رکعت نماز فجر سے قبل۔ جو شخص باقاعدگی سے اور اہتمام سے یہ بارہ رکعات پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔ اس سے سنن مؤکدہ کی فضیلت عیاں ہو جاتی ہے۔ باب کے تحت دونوں احادیث میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي رَكْعَتِي الْفَجْرِ مِنَ الْفَضْلِ

باب 165: فجر کی دو رکعت (سنت) کی فضیلت

381 سند حدیث: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ التِّرْمِذِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ

سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ حَدِيث: رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

فِي الْبَاب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ
حُكْمٌ حَدِيث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رَوَى أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ التِّرْمِذِيِّ حَدِيثًا

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: فجر کی دو رکعت (سنت) دنیا اور اس میں موجود (سب چیزوں) سے زیادہ بہتر ہیں۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ایک روایت صالح بن عبد اللہ ترمذی کے حوالے سے نقل کی ہے۔

شرح

فجر کی سنت مؤکدہ کی فضیلت

سنن مؤکدہ میں سے فجر کی دو سنت کی تاکید زیادہ ہے جس کی وجہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک قول کے مطابق ان کا درجہ وجوب ہے۔ ان کی فضیلت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ان دو رکعت کا درجہ سنتوں سے بہر حال بلند ہے۔
اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی سنتوں کا جتنا اہتمام کرتے اتنا اہتمام اور سنتوں کا نہ فرماتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”فجر کی سنتوں کو ہرگز نہ چھوڑو خواہ تمہیں روند دیا جائے۔“ (سنن ابی داؤد جلد اول ص ۱۷۹)
حدیث باب میں فجر کی سنتوں کی فضیلت بایں الفاظ بیان کی گئی ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”فجر کی دو سنت دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔“

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْفِيفِ رَكْعَتِي الْفَجْرِ وَمَا كَانَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِيهِمَا

باب 166: فجر کی دو رکعت (سنت) مختصراً ادا کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں کیا پڑھا کرتے تھے؟

381- اخرجہ مسلم (50/3- اللابی) کتاب صلاة المسافرين وقصرها: باب استحباب ركعتي سنة الفجر والعت عليهما وتخفيفهما
والمحافظة عليهما وبيان ما يستحب ايم يقرا فيهما حديث (725/97/96) ولانسانى (252/3) : كتاب قيام الليل وتطوع السفر:
باب: المحافظة على الركعتين قبل الفجر واحمد في "سنده" (50/6- 149- 265) وابن خزيمة (160/2) حديث (1107) ابن
طريق قتادة عن زرارة بن اوفى عن سعد بن هشام عن عائشة فذكره-

382 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ وَابُو عَمَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

أَبِي إِسْحَقَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: رَمَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا فَكَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ بِقُلُوبِهَا

الْكَافِرُونَ وَقُلُّهُ اللَّهُ أَحَدٌ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَحَفْصَةَ وَعَائِشَةَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

اسناد دیگر: وَلَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي أَحْمَدَ وَالْمَعْرُوفِ عِنْدَ

النَّاسِ حَدِيثُ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي أَحْمَدَ عَنْ إِسْرَائِيلَ هَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا

توضیح راوی: وَأَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ ثِقَةٌ حَافِظٌ قَالَ سَمِعْتُ بُنْدَارًا يَقُولُ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ حِفْظًا مِنْ أَبِي

أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيِّ وَأَبُو أَحْمَدَ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ الْكُوفِيُّ الْأَسَدِيُّ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں ایک ماہ تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا جائزہ لیتا رہا، آپ فجر کی نماز

سے پہلے دو رکعت (سنت) میں سورہ کافرون اور سورہ اخلاص پڑھا کرتے تھے۔ اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ،

حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث

منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

ثوری کے حوالے سے، ابواسحاق سے منقول روایت کو ہم صرف ابواحمد نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

لوگوں کے نزدیک معروف روایت وہ ہے جسے اسرائیل نے ابواسحاق کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

یہی روایت ابواحمد کے حوالے سے اسرائیل سے بھی نقل کی گئی ہے۔

ابواحمد زبیری ثقہ اور حافظ ہیں، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میں نے بندار کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میں نے ابواحمد زبیری

سے زیادہ بہتر حافظے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔

ان کا نام محمد بن عبداللہ بن زبیر اسدی کوئی ہے۔

382- اخرجہ احمد فی مسنده (2/24-25-35-45-95-99) وابن ماجہ (1/363)؛ کتاب اقامة الصلاة والسنة فيهما؛ باب: ماجاه

فيما يقرأ في الركعتين قبل الفجر حديث (1149) من طريق ابى اسحق عن مجاهد عن ابن عمر فذكره واخرجہ النسائي (2/170)؛

كتاب الافتتاح باب القراءة في الركعتين بعد المغرب حديث (992) من طريق ابى اسحق عن ابراهيم بن سراج عن مجاهد عن ابن

عمر فذكره وزاد في اسناده ابراهيم بن سراج -

شرح

فجر کی دونوں سنتوں میں اختصار و قرأت

نماز میں اختصار نماز کا حسن ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد میں اختصار سے کام لیتے تھے۔ پھر فجر کی دونوں سنتوں میں بھی اختصار کو پیش نظر رکھتے تھے۔ فجر کی نماز کے لیے بیدار ہونا شیطان کے خلاف علم جہاد بلند کرنے کے مترادف ہے۔ ایک روایت میں موجود ہے کہ شیطان رات کے وقت مومن پر تین گرہیں لگاتا ہے اور کہتا ہے: "علیک لیل طویل فارقد" (محمد بن اسماعیل بخاری صحیح بخاری رقم الحدیث ۱۱۴۲) ابھی رات کافی پڑی ہے لہذا تو سو جا۔ جب مسلمان بیدار ہو کر اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اس کی ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ جب وہ غسل یا وضو کرتا ہے تو اس کی دوسری گرہ کھل جاتی ہے۔ جب نماز ادا کرتا ہے تو اس کی تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ پھر وہ نیکی کے معاملے میں ہوشیار ہو جاتا ہے۔

فجر کی سنتوں میں جہاں اختصار پیش نظر رکھنا سنت ہے وہاں پہلی رکعت میں سورہ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھنا سنت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ میں آیت مہینہ تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا اور بڑے غور سے جائزہ لیتا رہا کہ آپ فجر کی سنتوں میں سورہ الکافرون اور سورہ الاخلاص کی قرأت فرماتے تھے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف نمازوں میں مختلف سورتیں بطور قرأت متعین کی ہوئی تھیں۔ نماز جمعہ اور عیدین میں آپ سورہ الاعلیٰ، سورہ الجمعہ، سورہ الغاشیہ اور سورہ المنافقون کی قرأت کرتے تھے۔ نماز وتر میں سورہ الاعلیٰ، سورہ الکافرون اور سورہ الاخلاص کی قرأت کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَلَامِ بَعْدَ رَكْعَتِي الْفَجْرِ

باب 167: فجر کی دو رکعات کے بعد بات چیت کرنا

383 سند حدیث: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَيْسَى الْمَرُوزِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ

أَنَسٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَكْعَتِي الْفَجْرِ فَإِنْ كَانَتْ لَهُ إِلَيَّ حَاجَةٌ كَلَّمَنِي

وَأَلَّا خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ

383- اضرجه البخاری (53/3)؛ کتاب التہجد باب: من تحدث بعد الرکتین ولم يضطجع حدیث (1161) او (54/3)؛ باب:

الحدیث بعد رکتی الفجر حدیث (1162) و مسلم (71/3- الابی)؛ کتاب صلاة المسافرين وقصرها؛ باب صلاة اللیل و عدد

رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اللیل وان الوتر رکعة وان الرکعة صلاة صحیحة حدیث (743/133) و ابو داؤد (404/1)

کتاب الصلاة؛ باب الاضطجاع بعدھا حدیث (1263- 1262) و احمد (35/6) و الدارمی (337/1) کتاب الصلاة؛ باب الکلام

بعد رکتی الفجر و الحمیدی (93/1) حدیث (175- 176- 177) و ابن فضالہ (168/2) حدیث (1122) من طریق ابی سلمة بن

عبدالرحمن عن عائشة ام المومنین فذکره-

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمُ الْكَلَامَ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ حَتَّى يُصَلِّيَ صَلَاةَ الْفَجْرِ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ أَوْ مِمَّا لَا بُدَّ مِنْهُ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَاسْحَقَ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو رکعت (سنت) ادا کر لیتے تھے تو اگر آپ کو مجھ سے کوئی کام ہوتا تو آپ مجھ سے بات کر لیتے تھے ورنہ نماز کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طباقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم نے صبح صادق ہو جانے کے بعد فجر کی نماز ادا کرنے سے پہلے کلام کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے (یہ حضرات فرماتے ہیں) آدمی صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر کر سکتا ہے یا کوئی انتہائی ضروری کلام کر سکتا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

فجر کی سنتوں کے بعد گفتگو کرنے کا مسئلہ

خارج نماز بات چیت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن بات چیت یا مقصد ہونی چاہیے۔ فضول اور بے مقصد گفتگو سے منع کیا گیا ہے۔ خاموش رہنا خواہ عبادت نہیں ہے لیکن بے مقصد بات چیت سے احتراز کرنا افضل ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ سَكَتَ نَجَا أَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ - نماز فجر کی سنتوں اور فرائض کے درمیان کا وقت مقبولیت کا ہے۔ اس لیے اس وقت کو ذکر الہی، درود شریف، تلاوت قرآن، استغفار اور یا خاموشی میں گزارنا چاہیے۔ یہ وقت ”مقدمۃ الیوم“ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس وقت میں اوراد و وظائف، تلاوت قرآن اور درود شریف کی برکت سے تمام دن اطمینان و سکون سے گزرتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مستمرہ تھی کہ نماز تہجد کے لیے اٹھتے تو اپنی ازواج کو بیدار نہ کرتے خود ہی خاموشی سے وضو کر کے نماز تہجد میں مصروف ہو جاتے۔ صبح صادق کا وقت قریب ہوتا تو نماز وتر ادا کرتے وقت اپنی ازواج مطہرات کو بیدار کرتے تھے۔ البتہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تہجد کے وقت اپنے اہل کو بھی بیدار کر دیتے۔ نماز فجر کا وقت ہونے پر آپ گھر میں فجر کی سنتیں ادا فرماتے۔ فجر کی سنتوں اور فرائض کے دوران آپ بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے بلکہ یاد الہی میں مصروف رہتے۔ پھر نماز فجر کی جماعت کا وقت ہونے پر آپ مسجد میں تشریف لے جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات امت کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر دازین کی کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ لَا صَلَاةَ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ إِلَّا رَكَعَتَيْنِ

باب 168: صبح صادق ہو جانے کے بعد (فجر کی) دو رکعت (سنت)

کے علاوہ اور کوئی نماز نہیں پڑھی جائے گی

384 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّبِيِّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ قَدَامَةَ بْنِ مُوسَى عَنْ

مُحَمَّدِ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ أَبِي عُلْقَمَةَ عَنْ يَسَارِ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْفَجْرِ إِلَّا سَجْدَتَيْنِ وَمَعْنَى هَذَا

الْحَدِيثِ إِنَّمَا يَقُولُ لَا صَلَاةَ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ إِلَّا رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَحَفْصَةَ

حَكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ قَدَامَةَ بْنِ مُوسَى

وَرَوَى عَنْهُ غَيْرٌ وَاحِدٌ

مذہب فقہاء: وَهُوَ مَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ أَهْلُ الْعِلْمِ كَرِهُوا أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ إِلَّا رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: صبح صادق ہو جانے کے بعد صرف دو

رکعت پڑھی جاسکتی ہیں۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف قدامہ بن موسیٰ نامی

راوی کے حوالے سے جانتے ہیں اور ان سے کئی راویوں نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

اس بات پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے انہوں نے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے: کوئی شخص فجر کی دو رکعت سنت کے علاوہ صبح

صادق ہو جانے کے بعد کوئی اور نماز ادا کرے۔

شرح

صبح صادق کا وقت ہونے پر فجر کی دو سنت کے علاوہ نوافل ادا کرنے میں مذہب آئمہ

صبح صادق کا وقت شروع ہونے پر فجر کی دو سنت کے علاوہ بھی نوافل پڑھے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ میں

384- اضرجه ابو داؤد (409/1): كتاب الصلاة باب من رخص فيهما اذا كانت الشمس مرتفعة حديث (1278) وابن ماجه

(86/1): المقدمة: باب: من بلغ علماء حديث (235) واحمد في "مسندة": (104/2) من طريق وصيب قال: حدثنا قدامة بن موسى

قال: حدثنا ايوب بن هيصين التميمي عن ابي علقمة مولى عبدالله بن عباس عن يسار مولى عبدالله بن عمر عن ابن عمر فذكره واضرجه

احمد (23/2) قال: حدثنا وكيع قال حدثنا قدامة بن موسى عن شيخ عن ابن عمر فذكره-

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ
حدیث دیگر: رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى رَكْعَتِي الْفَجْرِ فِي بَيْتِهِ
 اضْطَجَعَ عَلَى يَمِينِهِ

مذہب فقہاء: وَقَدْ رَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُحْمَلَ هَذَا اسْتِحْبَابًا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص فجر کی دو رکعت (سنت) ادا کر لے تو وہ اپنے دائیں پہلو کے بل لیٹ جائے۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے جو اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بھی منقول ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو رکعت (سنت) اپنے گھر میں ادا کر لیتے

تھے تو آپ لیٹ جایا کرتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) بعض اہل علم اس بات کے قائل ہیں یہ استحباب پر محمول ہوگا۔

شرح

فجر کی سنتوں کے بعد لیٹ جانے میں مذاہب آئمہ

صبح صادق کا وقت ہونے پر فجر کی سنتیں ادا کرنے کے بعد ذکر و اذکار، تلاوت قرآن اور درود میں وقت گزارنا چاہیے۔ اس وقت فضول گفتگو سے اجتناب کرنا چاہیے، البتہ بقدر ضرورت بات کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان لیٹنا سنت تشریحیہ ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ یہ لیٹنا سنت تشریحیہ ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے جس میں تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فجر کی دو سنت کے بعد جو لیٹنا چاہے وہ دائیں پہلو پر لیٹے۔

۲- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک فجر کی سنتوں اور فرائض کے درمیان لیٹنا جائز ہے لیکن یہ سنت تشریحیہ نہیں ہے، اس لیے کہ آپ کا یہ عمل مستقل یا عادت مستمرہ کی بنا پر ہرگز نہیں تھا بلکہ شاذ و نادر آپ ایسا کرتے تھے۔ جمہور فقہاء نے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یہ دیا ہے کہ اس روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مستمرہ کا ذکر نہیں ہے، لہذا اس سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ

باب 170: جب نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے تو صرف فرض نماز ادا کی جائے

386 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكْرِيَّا بْنُ اسْحَقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ

دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءَ ابْنَ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ بُحَيْنَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرَجٍ وَأَبْنِ عَبَّاسٍ وَأَنَسٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

اسناد دیگر: وَهَكَذَا رَوَى أَيُّوبُ وَوَرَقَاءُ بْنُ عَمْرٍو وَزِيَادُ بْنُ سَعْدٍ وَاسْمَعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَحَادَةَ

عَنْ عَمْرٍو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَى حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ

وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو بْنِ دِينَارٍ فَلَمْ يَرْفَعَاهُ وَالْحَدِيثُ الْمَرْفُوعُ أَصَحُّ عِنْدَنَا

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَعَبْرَهُمْ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ أَنْ لَا يُصَلِّيَ الرَّجُلُ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَأَبْنُ الْمُبَارَكِ

وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَاسْحَقُ

وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ رَوَاهُ عِيَّاشُ

بْنُ عَبَّاسٍ الْقُتَيْبِيُّ الْمِصْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب نماز کے لیے اقامت کہہ دی

جائے تو صرف فرض نماز ادا کی جاسکتی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن کسینہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

ایوب، ورقا بن عمر، زیاد بن سعد، اسماعیل بن مسلم، محمد بن مجاہد نے اپنی اسناد کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے

386- اخرجہ مسلم (32/1)؛ کتاب صلاة المسافرين وقصرها؛ باب كراقة التسروع في نافلة بعد شروع المؤذن حديث (710/63)

وابو داود (405/1) کتاب الصلاة؛ باب: اذا ادرك الامام ولم يصل ركعتي الفجر حديث (1266) والنسائي (116/2)؛ کتاب

الامامة؛ باب ما يكره من الصلاة عند الاقامة وابن ماجه (364/1)؛ کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها؛ باب: ما جاء في اذا اقيمت الصلاة

فلا صلاة الا المكتوبة حديث (1151) واهمد في مسنده: (531-517-455-231/2) والدارمي (338/1)؛ کتاب الصلاة؛

باب: اذا اقيمت الصلاة فلا صلاة الا المكتوبة وابن خزيمة (169/2) حديث (1123) من طريق عمرو بن دينار عن عطاء بن يسار

عن ابي هريرة فذكره۔

احادیث نقل کی ہیں۔

حماد بن زیاد اور سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار کے حوالے سے اس حدیث کو نقل کیا ہے، تاہم انہوں نے اسے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ہمارے نزدیک ”مرفوع“ روایت زیادہ مستند ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا، یعنی جب نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے تو آدمی صرف فرض نماز ادا کر سکتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

یہی روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے جو دوسری سند کے حوالے سے منقول ہے۔

عیاش بن عباس قتبانی مصرف نے اسے ابو سلمہ کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

شرح

جماعت کھڑی ہونے پر سنن ونوافل ادا کرنے میں مذاہب آئمہ

تمام آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز ظہر، نماز عصر، نماز مغرب اور نماز عشاء کی جماعت کھڑی ہونے پر سنن ونوافل کی نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ فجر کی جماعت کھڑی ہونے پر صبح کی سنتیں ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ فجر کی جماعت کھڑی ہونے پر فجر کی سنتوں کا بھی دوسری نمازوں کا حکم ہے یعنی ناجائز ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب اقامت کہی جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہے۔“

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ فجر کی سنتیں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں یعنی فجر کی جماعت کھڑی ہونے پر سنتیں کسی کو نہ یا فاصلے پر کھڑے ہو کر ادا کی جاسکتی ہیں۔ انہوں نے ان روایات سے استدلال کیا ہے جن میں نماز فجر کی سنتوں کی تاکید کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں ان کے دلائل یہ ہیں:

۱- حضرت نافع رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ فجر کی نماز کھڑی ہونے میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بیدار کیا تو انہوں نے پہلے فجر کی سنتیں ادا کیں۔ (شرح معانی الآثار جلد اول ص ۱۸۳)

۲- حضرت ابو عثمان انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس وقت تشریف لائے کہ فجر کی جماعت کھڑی تھی، انہوں نے پہلے فجر کی سنتیں ادا کیں پھر جماعت میں شامل ہو گئے۔ (امام طحاوی شرح معانی الآثار جلد اول ص ۱۸۳)

۳- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ مسجد میں اس وقت داخل ہوئے جب لوگ جماعت میں

کھڑے تھے، انہوں نے پہلے دو سنت ادا کیں پھر جماعت میں شامل ہو گئے۔ (امام طحاوی شرح معانی الآثار جلد اول ص ۱۸۳)
حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) اس حدیث پر استدلال کنندگان کا بھی عمل نہیں ہے، مثلاً کوئی شخص اپنے گھر میں سنتیں پڑھ کر آئے اور جماعت میں شامل ہو جائے تو حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اسے جائز قرار دیتے ہیں۔ (۲) حدیث باب سے فجر کی سنتوں کو مستثنیٰ کرنے سے آثار صحابہ اور معمولات صحابہ سے تعارض لازم نہیں آئے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ تَفَوْتُهُ الرَّكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ يُصَلِّيهِمَا بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ

باب 171: جس شخص کی فجر سے پہلے کی دو رکعت (سنت) فوت ہو جائیں

وہ صبح کی نماز کے بعد انہیں ادا کر سکتا ہے

387 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو السَّوَّاقُ الْبَلْخِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ

سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنْ جَدِّهِ قَيْسٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقِيَمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الصُّبْحَ ثُمَّ انْصَرَفَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَنِي أُصَلِّي فَقَالَ مَهْلًا يَا قَيْسُ أَصَلَّاتَانِ مَعًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَمْ أَكُنْ رَكَعْتُ رَكَعَتِي الْفَجْرِ قَالَ فَلَا إِذْنَ

اختلاف روایت: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ لَا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هَذَا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَعِيدِ

بْنِ سَعِيدٍ وَقَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ سَمِعَ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ مِنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ هَذَا الْحَدِيثَ وَإِنَّمَا يُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ مُرْسَلًا

مذاهب فقہاء: وَقَدْ قَالَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ لَمْ يَرَوْا بَأْسًا أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ

الْمَكْتُوبَةِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ

توضیح راوی: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَسَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ هُوَ أَخُو يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ وَقَيْسٌ هُوَ جَدُّ

يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ الْأَنْصَارِيِّ وَيُقَالُ هُوَ قَيْسُ بْنُ عَمْرٍو وَيُقَالُ هُوَ قَيْسُ بْنُ فَهْدٍ وَإِسْنَادُ هَذَا الْحَدِيثِ لَيْسَ

بِمُتَّصِلٍ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيُّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ قَيْسٍ وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ

مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فَرَأَى قَيْسًا وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ

387- اخرجه ابو داؤد (406/1): كتاب الصلاة باب: من فاتته مني بقضيتها حديث (1267) وابن ماجه (365/1): كتاب اقامة

الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء فيمن فاتته الركعتان قبل صلاة الفجر مني بقضيتها: حديث (1154) واحمد في "مسنده" (447/5)

والمبيد (383/2) حديث (868) وابن خزيمة (164/2) حديث (1116) من طريق سعد بن سعيد بن قيس عن محمد بن

ابراهيم عن قيس بن عمرو الانصاري فذكره-

سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ

﴿﴾ محمد بن ابراہیم اپنے دادا حضرت قیس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ تشریف لائے نماز کے لیے اقامت کہی جا چکی تھی میں نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی جب نبی اکرم ﷺ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو آپ نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے پایا (یعنی میں اٹھ کر نماز پڑھنے لگا تھا) آپ نے فرمایا: اے قیس! ٹھہر جاؤ، کیا دو نمازیں ایک ساتھ؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں فجر کی دو رکعت (سنت) ادا نہیں کر سکا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محمد بن ابراہیم سے منقول اس حدیث کو ہم صرف سعد بن سعید نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔ سفیان بن عیینہ بیان کرتے ہیں: عطاء بن ابی رباح نے اس روایت کو سعد بن سعید سے سنا ہے۔

اس روایت کو "مرسل" روایت کے طور پر بھی نقل کیا گیا ہے۔

مکہ سے تعلق رکھنے والے اہل علم کے ایک گروہ نے اس حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ ان کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے: کوئی شخص سورج طلوع ہونے سے پہلے اور فرض نماز کے بعد دو رکعت سنت ادا کر لے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) سعد بن سعید نامی راوی یحییٰ بن سعید انصاری کے بھائی ہیں۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نامی صحابی یحییٰ بن سعید کے دادا ہیں۔ ایک قول کے مطابق یہ قیس بن عمرو ہیں اور ایک قول کے مطابق قیس بن فہد ہیں۔ اس روایت کی سند متصل نہیں ہے۔ محمد بن ابراہیم تیمی نے اس روایت کو قیس سے نہیں سنا۔

بعض حضرات نے اس روایت کو سعد بن سعید کے حوالے سے محمد بن ابراہیم کے حوالے سے نقل کیا ہے: نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو آپ نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں) یہ اس روایت سے زیادہ مستند ہے جسے عبدالعزیز نے سعد بن سعید کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

فجر کے فرضوں کے بعد اور طلوع آفتاب سے قبل فجر کی سنت ادا کرنے میں مذاہب آئمہ

کوئی شخص فجر کی سنتیں ادا کیے بغیر جماعت میں شامل ہو جائے تو کیا وہ سنتیں طلوع آفتاب سے قبل پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک پڑھ سکتا ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت قیس رضی اللہ عنہ فجر کی سنتیں پڑھے بغیر جماعت میں شامل ہو گئے تو انہوں نے طلوع آفتاب سے قبل وہ سنتیں ادا کیں اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا تھا۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک فجر کے فرضوں کے بعد اور طلوع آفتاب سے قبل سنن و نوافل ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ ان کا موقف یہ ہے کہ طلوع آفتاب کے بعد اور زوال سے قبل اسی روز وہ سنتیں پڑھی جاسکتی

ہیں۔ انہوں نے فجر کی نماز کے بعد سنن و نوافل کی ممانعت والی روایات سے استدلال کیا ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی استدلال کیا ہے: قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من لم يصل ركعتي الفجر فيصلهما بعد ما تطلع الشمس (جامع ترمذی جلد اول ص ۸۲) (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے فجر کی دو رکعت (سنتیں) نہ پڑھی ہوں تو وہ طلوع آفتاب کے بعد انہیں پڑھے)

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) اس حدیث کی سند منقطع ہے۔ (۲) بعض روایات میں یہ حدیث یوں ہے: فسكت النبي صلى الله عليه وسلم ومضى ولم يقل شيئا (مصنف عبدالرزاق جلد ثانی ص ۳۳۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار کی، تشریف لے گئے اور کوئی بات نہ کہی۔ ان آثار و معمولات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے موقف کی تائید ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِعَادَتِهِمَا بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ

باب 172: سورج طلوع ہو جانے کے بعد ان دو رکعات کو پڑھنا

388 سند حدیث: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْيِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَمْ يُصَلِّ رَكْعَتِي الْفَجْرِ فَلْيَصِلْهُمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ آثار صحابہ: وَقَدْ رَوَى عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ فَعَلَهُ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَأَسْحَقُ قَالَ وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ هَمَّامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ هَذَا إِلَّا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ

حدیث دیگر: وَالْمَعْرُوفُ مِنْ حَدِيثِ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْيِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص فجر کی دو رکعت (سنت) ادا نہ کر سکا ہو وہ سورج نکلنے کے بعد ان دونوں کو ادا کر لے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم اس حدیث کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ ایسا کیا کرتے تھے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

سفیان ثوری، شافعی، احمد، اسحاق اور ابن مبارک نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عمرو بن عاصم کلابی کے علاوہ ہم کسی ایسے راوی سے واقف نہیں ہیں جس نے اس روایت کو ہماری حوالے سے نقل کیا ہو۔

معروف یہ ہے: یہ روایت قتادہ نے نصر بن انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، بشیر بن نہیک کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص سورج طلوع ہونے سے پہلے صبح کی (فرض نماز) کی ایک رکعت پالے۔ اس نے صبح (کی نماز) کو پالیا۔

شرح

فجر کی فوت شدہ سنتیں طلوع آفتاب کے بعد ادا کرنا

اگر کوئی شخص طلوع صبح صادق کے بعد طلوع آفتاب سے قبل فجر کی سنتیں نہ پڑھ سکا ہو، تو وہ طلوع آفتاب کے بعد اور زوال کے وقت سے قبل ادا کر سکتا ہے۔ یہ پڑھی جانے والی سنتیں قضاء نہیں ہوں گی بلکہ بدل ہوں گی۔ اس لیے قضاء صرف واجبات اور فرائض کی ہوتی ہے۔ یہ بھی صرف اسی دن ادا کی جاسکتی ہیں بعد میں نہیں۔ اس کی نظیر نماز تہجد موجود ہے۔ کسی عذریا مجبوری کی بناء پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد چھوٹ جاتی تو آپ بطور قضاء نہیں بلکہ بطور بدل دن کے وقت ادا فرما لیتے تھے۔

یاد رہے یہ موقف آئمہ ثلاثہ اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص نے فجر کی دو سنت نہ پڑھی ہوں، تو وہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھ سکتا ہے۔“

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهْرِ

باب 173: ظہر سے پہلے چار رکعت ادا کرنا

389 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ

عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيِّ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ

389- أخرجه النسائي (119/2)؛ كتاب الامامة باب: الصلاة قبل العصر وذكر اختلاف الناقلين عن ابي اسحق في ذلك وابن ماجه (367/1)؛ كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها؛ باب: ماجاء فيما يستحب من التطوع بالربار حديث (1161) وأحمد في مسنده (1/85- 89- 111- 143- 146- 147- 160) وابن خزيمة (218/2) حديث (1211) و (233/2) حديث (1232) من طريق عاصم بن ضمرة عن علي بن ابي طالب فذكره۔

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ حَبِيبَةَ

حکیم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْعَطَّارُ قَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ كُنَّا نَعْرِفُ

فَضْلَ حَدِيثِ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَلَى حَدِيثِ الْحَارِثِ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ

بَعْدَهُمْ يَخْتَارُونَ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَاسْحَاقَ

وَأَهْلِ الْكُوفَةِ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنِي مَثْنِي يَرُونَ الْفَصْلَ بَيْنَ كُلِّ رَكَعَتَيْنِ وَبِهِ يَقُولُ

الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعت ادا کرتے تھے اور اس کے بعد دو رکعت ادا

کرتے تھے۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

سفیان بیان کرتے ہیں: ہم عاصم بن ضمیرہ کی نقل کردہ حدیث کو حارث نامی راوی کی نقل کردہ حدیث سے زیادہ فضیلت والی

سمجھتے ہیں۔

اکثر اہل علم جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور اس کے بعد کے طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک اس روایت پر عمل

کیا جائے گا۔

انہوں نے اس بات کو اختیار کیا ہے: آدمی ظہر سے پہلے چار رکعت سنت ادا کرے۔

سفیان ثوری، ابن مبارک اور اسحاق بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: رات اور دن کے نوافل دو دو کر کے ادا کیے جائیں گے۔ ان کے نزدیک دو رکعت کے

بعد سلام پھیرا جائے گا۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

نماز ظہر سے قبل کی سنتوں میں مذاہب آئمہ

نماز ظہر کے فرائض سے قبل چار سنتیں ہیں: یا دو؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں:

۱۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ اور ایک قول حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق نماز

ظہر کے فرائض سے قبل چار رکعت سنت ہیں۔

ان کے دلائل یہ ہیں: (۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر سے قبل چار رکعت اور بعد

میں دو رکعت ادا فرماتے تھے۔ (۲) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے نماز ظہر سے قبل چار رکعت اور چار رکعت بعد والی باقاعدگی سے ادا کیں تو اللہ تعالیٰ نے اس پر جہنم کی آگ حرام قرار دے دی۔ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۳۹۲) (۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی چار رکعت نہ پڑھ سکتے تو وہ نماز ظہر کے بعد پڑھ لیا کرتے تھے۔ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۳۹۱)

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک روایت اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز ظہر سے قبل دو رکعت ہیں۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ظہر ادا کی، آپ نے ظہر سے قبل دو رکعت اور دو رکعت بعد میں ادا کیں۔ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۸۳)

حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اس روایت میں دو رکعت نماز ظہر کی نہیں تھیں بلکہ صلوٰۃ الزوال کی تھیں۔ علاوہ ازیں دونوں روایات کو صحیح قرار دے کر دونوں پر عمل کرنے کے لیے چار رکعت والی روایت کو اختیار کیا جائے، کیونکہ اس کے ضمن میں دو رکعت والی روایت بھی آجائے گی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكَعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ

باب 174: ظہر کے بعد کی دو رکعت

390 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَهَا

فِي البَابِ: قَالَ: وَفِي البَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَائِشَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ظہر سے پہلے اور ظہر کے بعد دو دو رکعت (سنت) ادا کی ہیں۔

390- اخرجہ مالك في "الموطأ": (166/1) كتاب قصر الصلاة في السفر باب: العمل في جامع الصلاة حديث (69) والبخاري (493/2): كتاب الجمعة: باب: الصلاة بعد الجمعة فقبلها حديث (937) و (60/3): كتاب الترخيد باب: التطوع بعد المكتوبة حديث (1172) و (70/3): باب: الركعتين قبل الظهر حديث (1180) و مسلم (55/3- الابي) كتاب صلاة المسافرين باب: فضل السنن الراتبه قبل الفرائض وبعدهن وبين عددن حديث (729/104) و ابو داود (402/1) كتاب الصلاة: باب تفرع ابواب التطوع و ركعات السنة حديث (1252) والنسائي (119/2): كتاب الامامة: باب الصلاة بعد الظهر و (113/3): كتاب الجمعة: باب: صلاة الامام مع الجمعة و باب اطالة الركعتين بعد الجمعة و ابن ماجه (358/1): كتاب اقامة الصلاة اول سنة فيربا: باب: مساهم في الصلاة قبل الجمعة حديث (1130) و احمد في "مسنده": (6/2- 17- 23- 35- 63- 75- 77- 87- 123) و الدارمي (335/1): كتاب الصلاة: باب في صلاة السنة و ابن خزيمة (208/2) حديث (1197) و (182/3) حديث (1869- 1870) و عبد بن حميد ص (250) حديث (781) من طريق نافع عن ابن عمر فذكره-

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

نماز ظہر کے قبل کی سنتیں چھوٹ جانے پر ان کی ادائیگی کا محل

ظہر کی پہلی چار سنتیں چھوٹ جائیں تو وہ فرائض کے بعد پڑھی جائیں گی۔ جمہور آئمہ فقہ کے نزدیک چھوٹی ہوئی چار سنتیں فرائض کے بعد متصل پڑھی جائیں گی، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا لم یصل اربعاً قبل الظہر صلاہن بعدہا۔ بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی چار سنن ظہر چھوٹ جائیں تو آپ فرض نماز کے بعد انہیں پڑھ لیتے تھے۔ اس مسئلہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں: (۱) ان سنتوں کی ادائیگی رکعتین سے قبل ہوگی۔ (۲) ان کی ادائیگی رکعتین کے بعد ہوگی۔ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے: ”کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فاتتہ الاربع قبل الظہر صلاہا بعد الرکعتین بعد الظہر۔“ ظہر سے قبل کی چھوٹ جانے والی چار سنن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرضوں کے بعد دو سنت پڑھ کر ادا کرتے تھے۔

بَابُ مِنْهُ الْآخِرُ

باب 175: بلا عنوان

391 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعَتَكِيُّ الْمُرُوزِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ

خَالِدِ الْحَدَّاءِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا لَمْ يُصَلِّ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَّى بَعْدَهُ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

اسناد و دیگر: اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ الْمُبَارَكِ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوَاهُ قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ

خَالِدِ الْحَدَّاءِ نَحْوَ هَذَا وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَوَاهُ عَنْ شُعْبَةَ غَيْرَ قَيْسِ بْنِ الرَّبِيعِ وَقَدْ رَوَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي

لَيْلَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا.

﴿﴾ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی وقت ظہر سے پہلے کی چار رکعات ادا نہیں کر پاتے

تھے تو آپ انہیں ظہر کے بعد ادا کر لیتے تھے۔

391- اضرجه ابن ماجه (366/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيربا: باب: من فاتته الاربع قبل الظهر حديث (1158) من طريق

خالد الحداء عن عبد الله بن شقيق عن عائشة ام المؤمنين رضي الله عنهما فذكره-

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف ابن مبارک کی نقل کردہ روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

قیس بن ربیع نے اس روایت کو شعبہ کے حوالے سے، خالد حذاء کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ ہمیں ایسے کسی شخص کا پتہ نہیں ہے جس نے اس روایت کو شعبہ کے حوالے سے نقل کیا ہو، صرف قیس بن ربیع نے اسے نقل کیا ہے۔ یہی روایت عبدالرحمن بن ابویعلیٰ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح منقول ہے۔

392 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُبَيْسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَى النَّارِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴿﴾ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص ظہر سے پہلے چار رکعت (سنت) ادا کرے اور اس کے بعد چار رکعت ادا کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام کر دے گا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

یہ روایت دیگر سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

393 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ التَّنِيْسِيُّ الشَّامِيُّ حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عُبَيْسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ أُخْتِي أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: مَنْ حَافِظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعِ بَعْدَهَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَى النَّارِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَالْقَاسِمُ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُكْنَى أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَهُوَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ ثِقَّةٌ شَامِيٌّ وَهُوَ صَاحِبُ أَبِي أَمَامَةَ

﴿﴿﴾ حضرت عنبہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے اپنی بہن سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں انہیں یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص ظہر

392- اضرجه ابو داود (406/1) : كتاب الصلاة - باب: الاربع قبل الظهر وبعدها حديث (1269) والنسائي (265-266)

264/3) : كتاب قيام الليل ونظير: باب الاختلاف على اسماعيل بن ابي خالد وابن ماجه (367/1) : كتاب اقامة الصلاة

والسنة فيهما: باب: ما جاء فيمن صلى قبل الظهر اربعا وبعدها اربعا حديث (1160) واحمد في "مسنده": (326-325/6) وابن خزيمة

(206/2) حديث (1191-1192) من طريق عنبسة بن ابي سفيان عن ام حبيبة فذكره-

سے پہلے کی چار رکعت اور اس کے بعد کی چار رکعت باقاعدگی سے ادا کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام کر دے گا۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ”حسن صحیح غریب“ ہے۔
قاسم نامی راوی قاسم بن عبد الرحمن ہے۔ ان کی کنیت ”ابو عبد الرحمن“ ہے اور یہ عبد الرحمن بن خالد بن یزید بن معاویہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ یہ ثقہ ہیں، شام کے رہنے والے ہیں اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔

شرح

ظہر کی سنن و نوافل کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے۔ نماز ادا کرنے سے گناہ معاف اور درجات بلند ہوتے ہیں۔ نماز فرض و واجب کے علاوہ سنن و نوافل کی ادائیگی بھی بلندی درجات کا ذریعہ ہیں۔ سنن مؤکدہ وہ ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تو اتر سے پڑھی ہوں اور ان کے ادا کرنے کا اپنے صحابہ کو حکم دیا ہو۔ نوافل وہ عبادت ہے جس کی ادائیگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل مستمرہ کے طور پر نہ کی ہو اور نہ ہی اس کی ادائیگی کا کسی کو حکم دیا ہو۔ زیر بحث باب کی احادیث میں نماز ظہر کے نوافل و سنن کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص نے ظہر کی پہلی چار سنت اور بعد کی چار رکعت ادا کیں تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے۔“ ایک روایت میں پڑھنے کا ذکر ہے اور ایک روایت میں نماز کی حفاظت یعنی باقاعدگی سے ادا کرنے کا بیان ہے۔ سب روایات سے مراد ایک ہی مضمون ہے۔
حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ظہر کے بعد کی چار رکعت مستحب ہیں۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں اور دو رکعت مستحب (نوافل) ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَرْبَعِ قَبْلَ الْعَصْرِ

باب 176: عصر سے پہلے چار رکعت ادا کرنا

394 سند حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ هُوَ الْعَقَدِيُّ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو حَدَّثَنَا

سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيمِ

عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَمْرٍو وَعَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمْرِو

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثٌ عَلِيٌّ حَدِيثٌ حَسَنٌ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَاخْتَارَ إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنْ لَا يَفْصَلَ فِي الْأَرْبَعِ قَبْلَ الْعَصْرِ وَاحْتَجَّ بِهَذَا الْحَدِيثِ

وَقَالَ إِسْحَقُ وَمَعْنَى قَوْلِهِ أَنَّهُ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيمِ يَعْنِي التَّشَهُدَ وَرَأَى الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ صَلَاةَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

مَثْنِي مَثْنِي يَخْتَارَانِ الْفَصْلَ فِي الْأَرْبَعِ قَبْلَ الْعَصْرِ

﴿﴾ عاصم بن ضمرہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے چار رکعت ادا کرتے تھے اور ان چار رکعت کے درمیان مقرب فرشتوں اور ان کے پیروکار مسلمانوں اور مومنوں پر سلام بھیج کر فصل کیا کرتے تھے۔ اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) حضرت علی سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

اسحق بن ابراہیم نے اس بات کو اختیار کیا ہے: عصر سے پہلے کی چار رکعت میں فصل نہیں کیا جائے گا۔

انہوں نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے یہ بات بیان کی ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے فصل کیا کرتے تھے۔ اس سے مراد تشہد پڑھنا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک رات اور دن کی تمام نفل نمازوں کو دو دو کر کے ادا کیا جائے گا۔ انہوں نے (چار رکعت کے درمیان) فصل کو اختیار کیا ہے۔

395 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى وَمَحْمُودُ بْنُ غِيْلَانَ وَأَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ بْنِ مِهْرَانَ سَمِعَ جَدَّهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَثْنِي مَثْنِي يَخْتَارَانِ الْفَصْلَ فِي الْأَرْبَعِ قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا

عَلَّمَ حَدِيثًا: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز سے پہلے چار رکعت ادا کیا کرتے تھے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

شرح

نماز عصر کی چار رکعت کی فضیلت

نماز ظہر کی طرح نماز عصر سے قبل کی چار سنت کی بھی فضیلت ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ نوافل ادا فرماتے تھے اور تشہد کے ساتھ نوافل اور فرائض میں فصل فرماتے تھے۔ لفظ ”تسليم“ سے مراد ”السَّلَامُ عَلَيْكُمْ“ کہنا نہیں ہے بلکہ تشہد پڑھنا ہے، کیونکہ اس میں یہ الفاظ ہیں: ”السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ“ یہاں عباد سے مسلمان، مومن اور فرشتے سب کے سب مراد ہیں۔ دوسری روایت میں فرمایا گیا ہے کہ جو شخص یہ نوافل ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرماتا ہے۔

395- اضرجه ابو داؤد (407/1): كتاب الصلاة باب: الصلاة قبل العصر حديث (1271) واھمہد فی ”مسندہ“: (117/2) وابن

خزيمة (206/2) حديث (1193) من طريق سليمان بن داؤد عن ابي داؤد الطيالسي قال: حدثنا محمد بن مسلم بن مهران قال:

حدثني جدي عن ابن عمر أفذكره۔

سوال: دوسری روایت میں نوافل ادا کرنے والے پر فقط رحم کرنے کی خوشخبری ہے لیکن نماز ظہر کی طرح اس کی فضیلت واضح طور پر بیان نہیں کی گئی؟

جواب: خواہ ان دونوں روایات میں نماز عصر کے نوافل ادا کرنے کی فضیلت واضح طور پر بیان نہیں کی گئی مگر اس کی فضیلت نماز ظہر کی سنن و نوافل سے بھی زیادہ ہے بلکہ بیان سے باہر ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَالْقِرَاءَةِ فِيهِمَا

باب 177: مغرب کے بعد دو رکعت (سنت) ادا کرنا اور ان میں قرأت کرنا

396 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَعْدَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ مَا أَحْصَى مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الرَّكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَفِي الرَّكَعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ بَقُلِّ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلِّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَاصِمٍ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اس کا شمار نہیں کر سکتا کہ میں نے کتنی مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کے بعد والی دو رکعت میں اور فجر سے پہلے والی دو رکعت میں سورہ کافرون اور سورہ اخلاص پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف عبدالملک بن معدان نامی راوی کے حوالے سے عاصم نامی راوی کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ يُصَلِّيهِمَا فِي الْبَيْتِ

باب 178: یہ دونوں رکعات (یعنی مغرب کے بعد کی سنتیں) گھر میں ادا کرنا

397 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ

396- اخرجہ ابن ماجہ (369/1) کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب ما بقرا من الرکعتين بعد المغرب حدیث (1165) من طریق عبد الملك بن الوليد قال: حدثنا عاصم بن بهدلة عن زبابة وائل عن ابن مسعود فذكره-

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں مغرب کے بعد کی دو رکعات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ادا کی تھیں۔

اس بارے میں حضرت رافع بن خرج اور حضرت کعب بن عجرہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

398 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلَوَانِيُّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

مَثْنٌ حَدِيثٌ: حَفِظْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ رَكَعَاتٍ كَانَ يُصَلِّيهَا بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةَ قَالَ وَحَدَّثَنِي حَفْصَةُ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْفَجْرِ رَكَعَتَيْنِ

حکم حدیث: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے مجھے دس رکعات یاد ہیں، جنہیں آپ دن اور رات میں ادا کیا کرتے تھے۔ ظہر سے پہلے دو رکعات ادا کرتے تھے۔ اس کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے۔ مغرب کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے عشاء کے بعد دو رکعات پڑھتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز سے پہلے بھی دو رکعات ادا کیا کرتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

مغرب کی دو سنت کا درجہ اور ان میں قرأت

نماز مغرب کے بعد دو سنت مؤکدہ اور دو سنت غیر مؤکدہ یا نوافل ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک دو سنت مؤکدہ ہیں۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ نماز

مغرب کے بعد چھ رکعات ہیں اور یہ سب مستحب ہیں۔

فرائض اور واجبات کا مسجد میں پڑھنا افضل ہے جبکہ سنن و نوافل کا گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ گھر میں نماز ادا کرنے میں یہ حکمت ہے کہ گھر میں برکت ہوگی اور اہل خانہ کو بھی نماز پڑھنے کا پیغام ملے گا۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ سنن و نوافل مسجد میں نہیں پڑھے جاسکتے۔ سات قسم کے نوافل مسجد میں ادا کرنا افضل ہے: (۱) نماز تراویح۔ (۲) تحیۃ المسجد۔ (۳) صلوة کسوف۔ (۴) احرام کے دو نوافل۔ (۵) مسافر جب سفر سے واپس آئے دو نوافل۔ (۶) معتکف کے تمام نوافل۔ (۷) جمعۃ المبارک کی سنتیں وغیرہ۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز پنجگانہ میں صرف دس رکعات سنت مؤکدہ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شب و روز کی نماز پنجگانہ میں دس رکعات ادا فرماتے تھے: نماز ظہر سے قبل دو رکعات اور دو اس کے بعد، نماز مغرب کے بعد دو رکعات، دو رکعت نماز عشاء کے بعد اور دو رکعت نماز فجر سے قبل۔

(جامع ترمذی رقم الحدیث ۳۹۸)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شب و روز کی سنن مؤکدہ کی کل تعداد بارہ رکعات ہیں۔ نماز ظہر سے قبل چار رکعات ہیں۔ آپ نے بارہ رکعات والی روایت سے استدلال کیا ہے جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّطَوُّعِ وَسِتِّ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الْمَغْرِبِ

باب 179: مغرب کے بعد چھ رکعت نفل ادا کرنے کی فضیلت

399 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ يَعْنِي مُحَمَّدَ بْنَ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيَّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِي خَثْعَمٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيهَا بَيْنَهُنَّ بِسُوءٍ عُدِلْنَ لَهُ بِعِبَادَةِ نِسْتَى عَشْرَةَ سَنَةً

حدیث دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ عَشْرِينَ رَكْعَةً بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ الْحُبَابِ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي خَثْعَمٍ

399- افرجہ ابن ماجہ (369/1)؛ کتاب اقامة الصلاة والسنة فيهما؛ باب: ما جاء في الست ركعات بعد المغرب حديث (1167) وابن

فضيلة حديث (1195) من طريق زيد بن الحباب ابي الحسين الفلكي عن عمر بن ابي خثعم اليمامي عن يحيى بن ابي كثير عن ابي

سلمة عن ابي هريرة فذكره-

قول امام بخاری: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي خَتْمٍ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ وَضَعْفُهُ جَدًّا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعت ادا کر لے اور ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کہے تو یہ رکعت اس شخص کے لیے بارہ برس کی عبادت کے برابر شمار ہوں گی۔ (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص مغرب کی نماز کے بعد بیس رکعت ادا کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دے گا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف زید بن حباب نامی راوی کے حوالے سے عمرو بن ابو ختم کے حوالے سے جانتے ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔ عمر بن عبد اللہ بن ابو ختم ”منکر حدیث“ ہے۔ امام بخاری نے اسے انتہائی ضعیف قرار دیا۔

شرح

نماز مغرب کے بعد چھ نوافل ادا کرنے کی فضیلت

نماز مغرب کے بعد چھ رکعت نوافل ادا کرنے کی فضیلت اس حدیث میں بیان کی گئی ہے۔ اس نماز کو عام طور پر ”صلوة الاوائین“ کہا جاتا ہے۔ اس کے ادا کرنے سے بارہ سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ بعض محدثین نے اس حدیث کو ضعیف بھی قرار دیا ہے لیکن ضعیف حدیث فضائل میں معتبر ہوتی ہے۔

سوال: نماز مغرب کے بعد کی دو رکعت ملا کر یہ چھ رکعت ہیں یا ان کے بغیر؟

جواب: اس میں دو قول ہیں: (۱) دو سنت ملا کر چھ رکعت ہیں۔ (۲) دو سنت کے علاوہ چھ رکعت ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ

باب 180: عشاء کے بعد دو رکعت ادا کرنا

400 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفْضَلِ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّادِ عَنْ عَبْدِ

اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ ثِنْتَيْنِ وَبَعْدَ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ وَقَبْلَ الْفَجْرِ ثِنْتَيْنِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ
 ﴿﴾ عبد اللہ بن شقیق بان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم ﷺ کی نفل نماز کے بارے میں
 دریافت کیا: انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ ظہر سے پہلے دو رکعات ادا کرتے تھے۔ اس کے بعد دو رکعات ادا کرتے تھے۔ مغرب
 کے بعد دو رکعات ادا کرتے تھے، عشاء کے بعد دو رکعات ادا کرتے تھے اور فجر سے پہلے دو رکعات ادا کرتے تھے۔
 اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبد اللہ بن شقیق کی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نقل کردہ یہ روایت ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

نماز عشاء کے بعد و سنت کا مسئلہ

نماز عشاء کے بعد و سنت مؤکدہ ہیں اور دو غیرہ مؤکدہ یعنی نوافل ہیں۔ نماز عشاء سے قبل چار رکعات سنن غیر مؤکدہ ہیں،
 جن کا ذکر فقہاء نے اپنی تصانیف میں کیا ہے۔ ان کا ثبوت کسی معتبر حدیث میں نہیں ملتا۔ البتہ عقلی دلیل ضرور ہے کہ ظہر، عصر اور فجر
 سے قبل ان کے فرائض کی تعداد کے مطابق سنتیں ہیں، اسی طرح نماز عشاء سے قبل بھی نماز ہونی چاہیے اور وہ چار رکعات ہو سکتی
 ہیں۔ لہذا بعد والی سنتوں اور نوافل کی طرح پہلے بھی چار سنتیں پڑھنی چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ صَلَاةَ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي

باب 181: رات کی نماز دو دو کر کے ادا کی جائے گی

401 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 متن حدیث: أَنَّهُ قَالَ قَالَ صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي فَإِذَا خِفَتِ الصُّبْحُ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ وَاجْعَلْ آخِرَ صَلَاتِكَ وَتَرًّا
 فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبَسَةَ

401- اخرجہ مالک فی ”الموطأ“: (123/1)؛ کتاب صلاة اللیل: باب: الامر بالوتر حدیث (13) والبخاری (554/2)؛ کتاب
 الوتر: باب: ما جاء فی الوتر حدیث (990) ومسلم (78/3- الابی)؛ کتاب صلاة المسافرين: باب: صلاة اللیل مثنی مثنی والوتر
 ركعة من آخر اللیل حدیث (749/145) وابو داؤد (422/1) کتاب الصلاة: باب: صلاة اللیل مثنی مثنی حدیث (1326)
 والنسائی (233/3)؛ کتاب قیام اللیل وتطوع النہار: باب: کم الوتر؛ من طریق مالک عن نافع و عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر
 فذکرہ و اخرجہ ابن ماجہ (418/1)؛ کتاب اقامة الصلاة والسنة فیہا: باب: ما جاء فی صلاة اللیل رکعتین حدیث (1320) والصبی
 (282/1) حدیث (631) وابن خزيمة (139/2) حدیث (1072) من طریق عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر فذکرہ لیس فیہ ”نافع“۔
 و اخرجہ النسائی (227/3)؛ کتاب قیام اللیل وتطوع النہار باب کیف صلاة اللیل و (233/3)؛ باب کیف الوتر بواحدة وابن ماجہ
 (418/1)؛ کتاب اقامة الصلاة والسنة فیہا: باب ما جاء فی صلاة اللیل رکعتین حدیث (1319) و احمد فی مسنده (102-119)
 5/2- 48- 49- 54- 66) والدارمی (340/1)؛ کتاب الصلاة: باب: فی صلاة اللیل وابن خزيمة (139/2) حدیث (1072) من
 طریق نافع عن ابن عمر فذکرہ۔

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ صَلَاةَ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ
وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَاسْحَقَ

﴿ ﴿ ﴾ ﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے: رات کی نماز دو دو کر کے ادا کی جائے گی۔ تمہیں صبح کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت کے ذریعے اسے طاق کر لو اور اپنی آخری نماز کو طاق کرو۔ اس بارے میں حضرت عمرو بن عبسہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا، یعنی رات کے نوافل دو دو کر کے ادا کیے جائیں گے۔ سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے۔

شرح

رات کے وقت نوافل ادا کرنے کے طریقہ میں مذاہب آئمہ

رات کے وقت نوافل ادا کرنے کا افضل طریقہ کون سا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ شب و روز کے نوافل چار رکعت ایک سلام سے ادا کرنا افضل ہے۔ البتہ دو، چھ اور آٹھ رکعت بھی ایک سلام کے ساتھ جائز ہیں۔ آٹھ رکعت سے زائد نوافل ایک سلام کے ساتھ جائز نہیں ہیں۔ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے: مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى أَحَدٍ عَشْرَةَ رُكُوعًا يَصَلِي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حَسَنِهِنَّ وَطَوْلِهِنَّ ثُمَّ يَصَلِي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حَسَنِهِنَّ وَطَوْلِهِنَّ ثُمَّ يَصَلِي ثَلَاثًا (اصحح للبخاری، جلد اول ص ۱۵۴) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت پڑھا کرتے تھے۔ آپ چار رکعت پڑھتے تو ان کی خوبصورتی اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھ، پھر آپ چار رکعت پڑھتے تو ان کی خوبصورتی اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھ، پھر آپ تین رکعت پڑھتے تھے۔

۲- صاحبین کے نزدیک دن میں چار رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھنا افضل ہے اور رات کے وقت دو رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھنا افضل ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

۳- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ شب و روز میں دو، دو نوافل ایک سلام سے ادا کرنا افضل ہے جبکہ چار رکعت بھی ایک سلام کے ساتھ ادا کی جاسکتی ہیں۔ انہوں نے کہا: حدیث باب سے مراد یہ ہے کہ رات کے وقت نوافل دو، دو رکعت ایک سلام سے پڑھنے چاہئیں اور دن کے وقت بھی اس پر قیاس کیا جائے گا۔

۴- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ رات کے وقت ایک سلام سے دو سے زیادہ نوافل ادا کرنا درست نہیں

ہے جبکہ دن کے وقت میں ایک سلام کے ساتھ دو، دو رکعت پڑھنا افضل ہے جبکہ چار رکعت پڑھنا بھی جائز ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ صَلَاةِ اللَّيْلِ

باب 182: رات کی نماز کی فضیلت

402 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَمِيرِيِّ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ اللَّهِ الْمُحَرَّمُ وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَبِلَالٍ وَأَبِي أَمَامَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْضِيحُ رَاوِي: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَأَبُو بَشِيرٍ اسْمُهُ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي وَحْشِيَّةَ وَاسْمُ أَبِي وَحْشِيَّةَ إِيَّاسٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: رمضان کے مہینے کے بعد سب سے زیادہ

فضیلت والے روزے اللہ تعالیٰ کے مہینے محرم کے روزے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والی نماز رات کے نوافل ہیں۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابو بشر نامی راوی کا نام جعفر بن ابو وحشیہ ہے، ابو وحشیہ کا نام ”ایاس“ تھا۔

شرح

رات کے نوافل کی فضیلت

دن کے مقابل رات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے زیادہ فضیلت دی گئی ہے مثلاً شب برأت، شب قدر اور شب معراج وغیرہ۔

اسی مناسبت سے رات کی عبادت کو زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ رات کے اوقات زیادہ قبولیت کے حامل ہیں۔ حدیث باب میں بھی

اسی حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رمضان المبارک کے فرض روزوں کے بعد افضل روزے

402- اضرجه مسلم (123/4- الابی): کتاب الصیام باب: فضل صوم المحرم حدیث (202-203/1163)؛ وابو داؤد

(738/1): کتاب الصیام: باب: فی صوم المحرم حدیث (2429)؛ والنسائی (206/3): کتاب قیام اللیل وتطوع النیاس: باب: فضل

صلاة اللیل وابن ماجہ (554/1): کتاب الصیام: باب صیام انیسر المحرم واحمد (303/2-329-342-535)؛ والدارمی

(346/1): کتاب الصلاة: باب: ای صلاة اللیل افضل و (21/2): کتاب الصوم: باب فی صیام المحرم وابن خزیمہ (176/2)

حدیث (1134)؛ و (282/3) حدیث (2076)؛ وعبد بن حمید ص (416) حدیث (1423)؛ من طریقہ حمید بن عبدالرحمن عن ابی

هریره مذکرہ۔

ماہ محرم کے ہیں اور فرض نماز کے بعد افضل نمازرات کی ہے۔ صلوٰۃ اللیل کا مصداق نماز تہجد بھی ہو سکتی ہے۔ نماز تہجد کا وقت، نزول رحمت باری تعالیٰ اور خصوصی دعاؤں کی قبولیت کا ہوتا ہے، لہذا اس وقت نوافل ادا کرنا افضل اور باعث برکت ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي وَصْفِ صَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ

باب 183: نبی اکرم ﷺ کی رات کی نماز کی کیفیت

403 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ

الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ

متن حدیث: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ رمضان کے مہینے میں نوافل کس طرح ادا کیا کرتے تھے تو انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم ﷺ رمضان کے مہینے میں یا اس کے علاوہ گیارہ رکعت سے زیادہ ادا نہیں کرتے تھے۔ آپ پہلے چار رکعت ادا کرتے تھے تم ان کی خوبصورتی اور طوالت کے بارے میں سوال نہ کرو پھر آپ چار رکعت ادا کرتے تھے۔ تم ان کی خوبصورتی اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھو پھر آپ تین رکعت ادا کرتے تھے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا آپ وتر ادا کرنے سے پہلے ہی سونے لگے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: میری آنکھیں سو جاتی ہیں، لیکن میرا دل نہیں سوتا۔ (امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔)

404 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيْسَى حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

403- اخرجہ مالک فی ”الموطأ“: (120/1): کتاب صلاة اللیل: باب: صلاة النبي صلى الله عليه وسلم في الوتر حديث (9) والبغرى (40/3): كتاب الترحم باب: قيام النبي صلى الله عليه وسلم في رمضان وغيره حديث (1147) و (294/4): كتاب صلاة التراويح باب: من قام رمضان حديث (2013) و (670/6) كتاب المناقب: باب: كان النبي صلى الله عليه وسلم تنام عيناه ولا ينام قلبه حديث (3569) ومسلم (65/3-الاجبي): كتاب صلاة المسافرين: باب: صلاة اللیل وعدد ركعات النبي صلى الله عليه وسلم في اللیل حديث (738/125) و ابو داود (426/1) كتاب الصلاة: باب: في صلاة اللیل حديث (1341) والنسائي (234/3): كتاب قيام اللیل ونظير النحر باب: كيف الوتر بثلاث واحد (36/6-73-104) وابن خزيمة (30/1) حديث (49) و (192/2) حديث (1166) من طريق مالك عن سعيد بن ابى سعيد المقبرى عن ابى سلمة عن عائشة به۔

متن حدیث: اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ اِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ فَاِذَا فَرَغَ مِنْهَا اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ نَحْوَهُ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ رات کے وقت گیارہ رکعت ادا کرتے تھے۔ آپ ایک رکعت کے ذریعے انہیں طاق کر لیتے تھے جب آپ اس سے فارغ ہوتے تھے تو دائیں پہلو کے بل لیٹ جایا کرتے تھے۔ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔)

بَابُ مِنْهُ

باب 184: بلا عنوان

405 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ الضُّبَيْعِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
متن حدیث: قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو جَمْرَةَ الضُّبَيْعِيُّ اسْمُهُ نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ الضُّبَيْعِيُّ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ رات کے وقت تیرہ رکعت ادا کیا کرتے تھے۔

404- اضرجه مالك في "الموطأ": (120/1); كتاب صلاة الليل: باب صلاة النبي صلى الله عليه وسلم في الوتر حديث (8) والبخاري (555/2); كتاب الوتر باب: ما جاء في الوتر حديث (994) و (10/3) كتاب الترمذ: باب: طول السجود في قيام الليل حديث (1123) و (112/11); كتاب الدعوات باب الضجع على التسوية لليمين حديث (6310) ومسلم (26/3-الابى); كتاب صلاة المسافرين وقصرها: باب: صلاة الليل وعدد ركعات النبي صلى الله عليه وسلم في الليل حديث (736/122-121) وابو داود (425/1) كتاب الصلاة: باب في اصلاة الليل حديث (1335-1336-1337) والنسائي (30/2); كتاب الاذان: باب: ايدان المؤذنين الاثمة بالصلاة (65/2); كتاب القبلة باب ذكر ما يقطع الصلاة وما لا يقطع اذا لم يكن بين يدي المصلي ستره و (234/3); كتاب قيام الليل وتطوع النحر و (249/3); باب: قدر السجدة بعد الوتر وابن ماجه (372/1); كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء في الوتر بركة حديث (1177) و (432/1); باب: ما جاء في كم يصلي بالليل حديث (1358) واحمد في "مسنده" (34/6-35-84-83-88-143-167-182-215-248) والدارمي (344/1); كتاب الصلاة: باب: صفة صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم و (372/1); باب كم الوتر! وعبد بن حميد ص (428) حديث (1470) من طريق ابن شرياب الزهري عن عروة عن عائشة فذكره-

405- اضرجه البخاري (25/3); كتاب الترمذ: باب: كيف صلاة النبي صلى الله عليه وسلم! وكم كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي من الليل! حديث (1138) ومسلم (102/3-الابى); كتاب صلاة المسافرين وقصرها: باب: الدعاء في صلاة الليل وقيامه حديث (764/194) واحمد (228/1-324-3380) وابن خزيمة (191/) حديث (1164) من طريق شعبة عن ابي جبرة عن ابن عباس فذكره-

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ ابو جمرہ ضبعی کا نام نصر بن عمران ضبعی ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 185: بلا عنوان

406 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنِ

عَائِشَةَ قَالَتْ

متن حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ وَرَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ

عَنِ الْأَعْمَشِ نَحْوَ هَذَا حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مَحْمُودُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ
قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَكَثُرَ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مَعَ
الْوَتْرِ وَأَقَلُّ مَا وُصِفَ مِنْ صَلَاتِهِ بِاللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت نو رکعات ادا کیا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث اس سند کے حوالے سے ”حسن غریب“ ہے۔

سفیان ثوری نے اس روایت کو اعمش کے حوالے سے اس کی مانند نقل کیا ہے۔

رات کی نماز کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر یہی منقول ہے: آپ وتر کے ہمراہ تیرہ رکعت ادا کیا کرتے تھے اور آپ

کی رات کی نماز میں کم از کم نو رکعات منقول ہیں۔

407 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ

عَائِشَةَ قَالَتْ

متن حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَمْ يُصَلِّ مِنَ اللَّيْلِ مَنَعَهُ مِنْ ذَلِكَ النَّوْمُ أَوْ غَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ

صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتِي عَشْرَةَ رَكْعَةً

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَسَعْدُ بْنُ هِشَامٍ هُوَ ابْنُ عَامِرِ الْأَنْصَارِيِّ وَهَشَامُ بْنُ عَامِرٍ هُوَ مِنْ أَصْحَابِ

406- اضرجه النسائی (242/3)؛ کتاب قیام اللیل و تطوع النہار باب: کیف الوتر بنسج و ابن ماجہ (432/1)؛ کتاب اقامة الصلاة

والسنة فیہما: باب: ما جاء فی کم یصلی باللیل حدیث (1360) واحد فی ”مسندہ“: (253/6) من طریق الاعمش عن ابراهیم عن

الاسود بن یزید فذکرہ۔

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا عَتَابُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ كَانَ زُرَّارَةُ بْنُ أَوْفَى قَاضِيَ الْبَصْرَةِ وَكَانَ يَوْمَ فِي يَنِيِّ قُشَيْرٍ فَقَرَأَ يَوْمًا فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ (فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ فَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ) خَرَمِيَّتًا فَكُنْتُ فِيمَنْ احْتَمَلَهُ إِلَى دَارِهِ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سو جانے کی وجہ سے رات کے نوافل ادا نہیں کر پاتے تھے یا آپ کو نیند آرہی ہوتی تھی تو آپ دن کے وقت بارہ رکعت ادا کر لیتے تھے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سعد بن ہشام نامی راوی عامر انصاری کے صاحبزادے ہیں اور ہشام بن عامر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔

بہز بن حکیم بیان کرتے ہیں: زرارہ بن اوفی بصرہ کے قاضی تھے وہ بنو قشیر کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے صبح کی نماز میں یہ آیت تلاوت کی۔

”اور جب صور میں پھونک ماری جائے گی تو یہ دن سخت تنگ ہوگا“

(یہ آیت تلاوت کر کے) وہ گر پڑے اور فوت ہو گئے۔ میں ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے انہیں اٹھا کر ان کے گھر تک پہنچایا۔

407- اخرجه مسلم (73/3 - الابي) : كتاب صلاة المسافرين وقصرها : باب : جامع صلاة الليل ومن نام عنه او مرض حديث (139-140-141-746) والبخاري في خلقه افعال العباد (48) وابو داود : كتاب الصلاة : باب : في صلاة الليل حديث (1352-1342-1343-1344-1345-1349) والنسائي (60/3) : كتاب السهو : باب : اقل مايجرى من عمل الصلاة و (199/3) : كتاب قيام الليل وتطوع النحر : باب : قيام الليل و (218/3) : باب : الاختلاف على عائشة في احياء الليل و (220/3) : باب : كيف يعمل اذا افتتح الصلاة قائما وذكر اختلاف الناقلين عن عائشة في ذلك و (240/3) : باب : كيف الوتر بسبع و (241/3-242) : باب : كيف الوتر بتسع و (259/3) : باب : كم يصلي من نام عن صلاة او منعه وجمع و (199/4) : كتاب الصيام : باب : صوم النبي صلى الله عليه وسلم بابي وامى وذكر اختلاف الناقلين للخبر في ذلك وابن ماجه (376/1) : كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها : باب : ما جاء في الوتر بثلاث وخمس وسبع وتسع حديث (1191) و (428/1) : باب : في كم يستحب بختم القرآن حديث (1348) واهمد في ”سنده“ : (53/6-91-94-97-109-163-168-216-227-235-236-258) لوالدارمي (344/1) : كتاب الصلاة : باب : صفة صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم وابن خزيمة (141/2) حديث (1078) و (158/2) حديث (1104) و (171/2) حديث (1127) و (194/2) حديث (1169-1170) و (199/2) حديث (1178) من طريق سعد بن هشام عن عائشة به واخرجه ابو داود (428/1) : كتاب الصلاة : باب : في صلاة الليل حديث (1346-1347) واهمد (236/6) من طريق بهز بن حكيم عن زرارة بن اوفى عن عائشة فذكره۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ”صلوة اللیل“ کی کیفیت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ”صلوة اللیل“ کی کیفیت کے حوالے سے مختلف روایات ہیں۔ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہاں سے تین ابواب کی پانچ احادیث میں یہی مسئلہ بیان کیا ہے۔ کسی روایت میں نو رکعات کا ذکر ہے، جس میں تین وتر اور چھ رکعات نماز تہجد، کسی روایت میں سات رکعات ہیں، جس میں تین وتر اور چار رکعات تہجد، کسی روایت میں تیرہ رکعات ہیں، جس میں تین وتر اور دس رکعات نماز تہجد اور کسی روایت میں سترہ رکعات کا ذکر ہے، جس میں تین وتر ہیں اور چودہ رکعات نماز تہجد ہے۔ ان تمام روایات میں نسب سے اعلیٰ درجہ کی گیارہ رکعات والی ہے، جس میں تین وتر اور آٹھ رکعات تہجد ہیں۔ صحت کے دوسرے درجہ کی روایت تیرہ رکعات والی ہے، جس میں تین وتر اور دس رکعات تہجد ہیں۔

نماز تہجد کی روایات مختلف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شب معراج میں پچاس نمازیں فرض فرمائی تھیں جو تخفیف کے بعد پانچ نمازیں باقی رہ گئیں۔ احکام میں تنسیخ و تبدیلی ہوتی رہی لیکن بعض منسوخ شدہ احکام کا استحباب باقی رکھا گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شب و روز میں پچاس رکعات نماز ادا فرماتے تھے جن میں فرائض، واجبات، سنن مؤکدہ، سنن غیر مؤکدہ، صلوة تہجد، صلوة چاشت، صلوة اشراق اور صلوة اوابین وغیرہ شامل تھیں۔ ان پچاس رکعات میں جتنی کم ہوتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں نماز تہجد میں کمی، بیشی کر کے مکمل فرمالتے تھے۔ نماز مغرب چونکہ تین رکعت ہے، جس کی وجہ سے پچاس کی تعداد میں کمی ہوگی یعنی انچاس رکعات یا بیشی ہوگی یعنی اکاون رکعات تو اس کی تکمیل نماز تہجد کی رکعات کے ذریعے کی جاتی تھی۔

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا تین رات نماز تراویح باجماعت ادا فرمائی، پھر ترک فرمادی کہ امت پر یہ نماز بھی واجب نہ ہو جائے اور مشقت کا باعث ہو۔ البتہ جو نماز تراویح آپ ادا فرماتے تھے ان کی تعداد رکعات بیس تھی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے تاریخ ساز کارناموں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے باجماعت نماز تراویح کا اجراء کیا اور اس کی تعداد بھی بیس رکعات پر مشتمل تھی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل میں آج بھی نماز تراویح باجماعت ادا کی جاتی ہے اور مسلمانوں کی بھاری اکثریت بیس رکعات نماز تراویح ادا کرتی ہے بالخصوص حرمین شریفین میں۔ ماہ رمضان میں حرمین شریفین کا یہ منظر براہ راست ٹی وی کی سکرین پر دنیا بھر میں دیکھا جاسکتا ہے۔ بیس رکعت نماز تراویح پر صحابہ کرام، آئمہ اربعہ، فقہاء اور علماء کا اجماع و اتفاق ہے۔ جس کے دلائل کتب احادیث و فقہ میں موجود ہیں۔

۳۔ اس بات پر تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ نماز وتر تین رکعات ہیں۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ یہ ایک سلام کے ساتھ پڑھے جائیں گے یا دو سلام کے ساتھ؟ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز وتر تین رکعات ایک سلام کے ساتھ پڑھی جائے گی۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک نماز وتر تین رکعات ہیں جو دو سلام سے پڑھی جائے گی۔ سب آئمہ کے دلائل اپنے اپنے مقام پر مذکور ہیں۔

۴۔ نوم ناقض وضو ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند ناقض وضو نہیں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ

بھی بیان فرمادی کہ میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔ غفلت کی نیند سے نماز فاسد ہوتی ہے لیکن نبی کی نیند غفلت کی نہیں ہوتی۔
سوال: جب نبی کی نوم ناقض وضو نہیں ہے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہونے کے بعد وضو کیوں کرتے تھے؟
جواب: (۱) تعلیم امت کے لیے۔ (۲) احتیاط کی بنا پر۔ (۳) تقویٰ و طہارت کے اعلیٰ مقام کے پیش نظر۔ (۴) طہارت و
نظافت کے پیش نظر۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي نَزُولِ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا كُلِّ لَيْلَةٍ

باب 186: اللہ تعالیٰ کا روزانہ رات کے وقت آسمان دنیا کی طرف نزول کرنا

408 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَسْكَدَرَانِيُّ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ اللَّهُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا كُلِّ لَيْلَةٍ حِينَ يَمْضِي ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ فَيَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ مَنْ ذَا الَّذِي يَدْعُونِي فَاسْتَجِبْ لَهُ مَنْ ذَا الَّذِي يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ ذَا الَّذِي يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ فَلَا يَزَالُ كَذَلِكَ حَتَّى يُضِيَءَ الْفَجْرُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَرِفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ وَجَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَابْنِ

مَسْعُودٍ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَعُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ أَوْجِهٍ كَثِيرَةٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدیث دیگر: وَرَوَى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ يَنْزِلُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ وَهُوَ أَصَحُّ الرِّوَايَاتِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: روزانہ رات کا ابتدائی تہائی حصہ گزر

جانے کے بعد اللہ تعالیٰ آسمانی دنیا کی طرف نزول کرتا ہے اور فرماتا ہے: میں بادشاہ ہوں وہ کون ہے؟ جو مجھ سے دعا مانگے تو میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون ہے؟ جو مجھ سے کچھ مانگے تو میں اسے عطا کروں کون ہے؟ جو مجھ سے مغفرت طلب کرے میں اس کو بخش دوں (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اسی طرح ہوتا ہے یہاں تک کہ صبح صادق ہو جاتی ہے۔

اس بارے میں حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت رفاعہ جہنی رضی اللہ عنہ، حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ،

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے:

408- أخرجه البخاری (29/3) کتاب: الترمذی باب: الدعاء والصلوة من آخر الليل حدیث (1145) و مسلم (522/1) کتاب صلاة

المسافرین باب الترمذی فی الدعاء و الذکر حدیث (758/169, 168)

نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے: رات کا جب آخری ایک تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نزول فرماتا ہے۔
یہ روایت سب سے زیادہ مستند ہے۔

شرح

رات کے آخری حصہ میں رب کائنات کا آسمان دنیا پر نزول اور رحمت بھرا اعلان

شب و روز بلکہ ہر گھڑی رحمت باری تعالیٰ کے نزول کا سلسلہ جاری رہتا ہے، دن کی نسبت رات کے اوقات زیادہ بابرکت ہیں۔ بالخصوص نصف شب یا آخری تہائی حصہ میں خصوصی رحمت کا نزول ہوتا ہے اور اس گھڑی میں جو بھی دعا کی جائے اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔ حدیث کے آغاز میں بتایا گیا ہے کہ رات کا اول تہائی حصہ گزرنے پر اللہ تعالیٰ اپنی شایان شان آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے۔ فقرہ ”آسمان دنیا پر نزول فرمانے“ کے مفہوم میں کئی مذاہب ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- مشبہ کا موقف ہے کہ یہ الفاظ اپنے حقیقی معنی پر محمول ہیں۔ ان کے نزدیک صفات باری کی حیثیت وہی ہے جو حادث اشیاء کی ہے۔ یہ مذہب باطل محض ہے۔ اہل سنت ہر دور میں ان کی تردید و تسلیل کرتے چلے آئے ہیں۔
۲- معتزلہ اور خوارج صفات باری تعالیٰ کو تسلیم نہیں کرتے۔ حدیث باب اور اس کی مثل دیگر احادیث کو ہرگز نہیں مانتے۔ ماقبل مذہب کی طرح یہ بھی باطل و بے بنیاد ہے۔

۳- جمہور محدثین و اسلاف کا موقف ہے کہ اس حدیث کا تعلق متشابہات سے ہے۔ نزول باری تعالیٰ کو تسلیم کیا جائے گا اور اس کے مفہوم کے بارے میں سکوت اختیار کیا جائے گا اور اس میں غور و فکر نہیں کیا جائے گا۔ مؤرخین ان حضرات کو ”مفوضہ“ کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔

۴- متکلمین کے نزدیک ان الفاظ کا حقیقی و ظاہری مفہوم مراد نہیں لیا جاسکتا بلکہ ان سے مراد نزول رحمت باری تعالیٰ، ملائکہ اور بخشش و مغفرت فرماتا ہے۔ ان حضرات کو ”مؤولہ“ کہا جاتا ہے۔ رات کا ایک تہائی حصہ گزرنے کے بعد جب اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے تو یہ اعلان فرماتا ہے: ”میں سلطان ہوں جو شخص مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول فرماتا ہوں۔“ اس میں درس دیا گیا ہے کہ تقریباً نصب شب گزرنے پر بالخصوص آخری تہائی حصہ میں انسان نیند سے بیدار ہو کر عبادت و ریاضت، اور ادواذ کار اور درود و سلام میں مشغول ہو جائے۔

پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوتا ہے: ”کوئی شخص ہے مجھ سے دعا کرنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کروں۔“ اس اعلان میں یہ پیغام دیا گیا ہے کہ یہ وقت دعاؤں کی قبولیت کا ہے، لہذا غفلت کی نیند ترک کر کے اللہ تعالیٰ سے اپنی مغفرت و بخشش اور مقبولیت کے حوالے سے نہایت عجز و انکسار سے دعا کرنی چاہیے۔ یہ وقت محرومی کا نہیں ہے۔

پھر اعلان ہوتا ہے: ”کون ہے جو مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے، تو میں اس کے گناہ معاف کر دوں گا۔“ اس اعلان میں درس دیا گیا ہے کہ اے غفلت کی نیند سونے والو! یہ غفلت چھوڑ کر بیدار ہو جاؤ اور مغفرت و بخشش کا وقت ہے، لہذا تم اپنے

گناہوں کی مغفرت کرواوا اور توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کے نیک اور صالح لوگوں میں شامل ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صرف نیک لوگوں کی بات تسلیم کی جاتی ہے اور دعا قبول کی جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قِرَاءَةِ اللَّيْلِ

باب 187: رات کے وقت تلاوت کرنا

409 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اسْحَقَ هُوَ السَّالِحِيُّ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ

سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ مَرَرْتُ بِكَ وَأَنْتَ تَقْرَأُ وَأَنْتَ تَخْفِضُ مِنْ صَوْتِكَ فَقَالَ إِنِّي أَسْمَعُ مَنْ نَاجَيْتُ قَالَ أَرْفَعُ قَلِيلًا وَقَالَ لِعُمَرَ مَرَرْتُ بِكَ وَأَنْتَ تَقْرَأُ وَأَنْتَ تَرْفَعُ صَوْتَكَ قَالَ إِنِّي أَوْقِظُ الْوَسْطَانَ وَأَطْرُدُ الشَّيْطَانَ قَالَ اخْفِضْ قَلِيلًا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَآمِ هَانِيٍّ وَأَنْسِ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

اِخْتِلَافُ رَوَايَةٍ: وَأَنَّ مَا أَسْنَدَهُ يَحْيَى بْنُ اسْحَقَ عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ وَأَكْثَرُ النَّاسِ إِنَّمَا رَوَوْا هَذَا

الْحَدِيثَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ مُرْسَلًا

﴿﴾ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں تمہارے پاس سے گزرا تھا تم اس وقت قرأت کر رہے تھے تم پست آواز میں قرأت کر رہے تھے۔ انہوں نے عرض کی: میں اس ذات کو سنا رہا تھا جس سے میں مناجات کرتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ذرا آواز بلند کر لیا کرو! پھر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں تمہارے پاس سے گزرا تھا اور تم بھی قرأت کر رہے تھے تم بلند آواز میں کر رہے تھے۔ انہوں نے عرض کی: میں سونے والوں کو جگانا چاہتا تھا اور شیطان کو بھگانا چاہتا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم آواز کو پست رکھو۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ، سیدہ ام ہانی، حضرت انس سیدہ ام سلمہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

یحییٰ بن اسحاق نے اس کو حماد بن سلمہ کے حوالے سے نقل کیا ہے جبکہ اکثر محدثین نے اس حدیث کو ثابت کے حوالے سے عبد اللہ بن رباح کے حوالے سے ”مرسل“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

410 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ نَافِعِ الْبَصْرِيِّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنْ

إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمِ الْعَبْدِيِّ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

409- أخرجه أبو داود (423/1) كتاب الصلاة: باب: رفع الصوت بالقراءة في صلاة الليل حديث (1329) وابن خزيمة (189/2) حديث (1161) من طريق حماد بن سلمة عن ثابت البناني عن عبد الله بن رباح عن أبي قتادة فذكره-

متن حدیث: قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَايَةً مِنَ الْقُرْآنِ لَيْلَةً

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات رات کے قیام میں ایک ہی آیت بار بار تلاوت کیا کرتے تھے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ”حسن غریب“ ہے۔

411 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَ

متن حدیث: سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ أَكَانَ يُسِرُّ بِالْقِرَاءَةِ أَمْ

يَجْهَرُ فَقَالَتْ كُلُّ ذَلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ رُبَّمَا أَسْرًا بِالْقِرَاءَةِ وَرُبَّمَا جَهْرًا فَقُلْتُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ عبد اللہ بن ابوقیس بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے

وقت کس طرح تلاوت کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: ہر طرح کر لیتے تھے۔ بعض اوقات آپ پست آواز میں قرأت کرتے تھے اور بعض اوقات بلند آواز میں کرتے تھے تو میں نے کہا: ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جس نے اس معاملے میں کشادگی رکھی ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

شرح

رات کے وقت تلاوت قرآن کی کیفیت

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس باب کی تینوں احادیث میں تلاوت قرآن کی کیفیت کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پست آواز میں تلاوت قرآن فرما رہے تھے تو انہیں قدرے بلند آواز میں اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بلند آواز سے قرأت کرتے جس کا مقصد سوئے لوگوں کو بیدار کرنا تھا، تو انہیں قدرے پست آواز میں قرأت کا حکم دیا۔ اس طرح ”خیر الامور اوسطها“ پر عمل کرنے کی ہدایت جاری کی گئی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرات کی طرح حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حجرات بھی مسجد نبوی سے متصل تھے۔ رات کے وقت آپ بیدار ہوئے اور ان کے حجرات کے پاس جا کر قرأت سن کر انہیں میانہ روی اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اس انداز قرأت کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان نہ اکتاتا ہے اور نہ تھکتا ہے کیونکہ پست آواز میں تلاوت کرنے سے انسان اکتا جاتا ہے اور بلند آواز سے تھک جاتا ہے۔ نماز تہجد میں قرأت سراً بھی پڑھی جاسکتی ہے اور جہراً بھی۔ حضور

411- اضرجه النسائي (224/3)؛ کتاب: قیام اللیل و تطوع السرار باب: کیف القراءة باللیل حدیث (1662) من طریق معاویة بن

صالح عن عبد الله بن ابي قيس عن عائشة فذكره-

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد میں سر اقرأت کرتے تھے اور جہراً بھی۔ کبھی ایک رکعت میں سر اور دوسری میں جہراً قرأت کرتے تھے۔ علاوہ ازیں ایک ہی رکعت میں قرأت کا کچھ حصہ سر اور کچھ حصہ جہراً بھی فرماتے تھے۔

اجتماعی قرآن خوانی کے موقع پر سب لوگ پست آواز سے تلاوت کریں گے جبکہ بلند آواز سے تلاوت منع ہے۔ البتہ اگر ایک شخص بلند آواز سے پڑھے تو دوسرے توجہ سے سنیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تلاوت قرآن سنت ہے لیکن اس کا سننا واجب ہے۔ اگر سب لوگ بلند آواز سے تلاوت کریں تو ترک وجوب کی وجہ سے گناہگار ہوں گے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ فِي الْبَيْتِ

باب 188: نفل نماز گھر میں ادا کرنے کی فضیلت

412 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثْنٌ حَدِيثٌ: أَفْضَلُ صَلَاتِكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَآبِي سَعِيدٍ وَآبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ حَكَمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ

اختلاف روایت: وَقَدْ اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي رِوَايَةِ هَذَا الْحَدِيثِ فَرَوَى مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَرْفُوعًا وَرَوَاهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ وَلَمْ يَرْفَعَهُ وَأَوْقَفَهُ بَعْضُهُمْ وَالْحَدِيثُ الْمَرْفُوعُ أَصَحُّ

﴿﴾ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تمہاری سب سے زیادہ فضیلت والی نماز وہ ہے جو تم گھر میں ادا کرو۔ سوائے فرض نماز کے (کیونکہ اسے باجماعت پڑھنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے)

اس بارے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ،

412- اخرجہ البخاری (251/2): کتاب الاذان باب: صلاة الليل حديث (731) و (533/10): كتاب الادب: باب: ما يجوز من الغضب والندبة الامر الله تعالى حديث (6113) و (278/13) كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة: باب: ما يكره من كثرة السؤال ومن تكلف ما لا يعنيه حديث (7290) ومسلم (119/3-الاجبي): كتاب صلاة المسافرين وقصرها: باب: استحباب صلاة النافلة في بيته وجوزها في المسجد حديث (781/214-213) و ابو داود (340/1): كتاب الصلاة: باب: صلاة الرجل التطوع في بيته حديث (1044) و (458/1): باب: في فضل التطوع في البيت حديث (1447) والنسائي (197/3): كتاب قيام الليل وتطوع النحر: باب: الحديث على الصلاة في البيوت والفضل في ذلك واهم (182/5-183-186-187-184) وابن خزيمة (211/2) حديث (1203-1204) والدارمي (317/1): كتاب الصلاة: باب: صلاة التطوع في اي موضع افضل وعبد بن حبيب ص (110) حديث (250) من طريق ابى النضر سالم بن ابى امية عن بسر بن سعيد عن زيد بن ثابت فذكره-

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔
(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

اس حدیث کی روایت کے بارے میں محدثین نے اختلاف کیا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابراہیم بن ابونضر نے اسے ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے جبکہ بعض محدثین نے اسے ”موقوف“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔
امام مالک نے ابونضر کے حوالے سے اسے نقل کیا ہے اور اسے ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل نہیں کیا ہے تاہم ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل کے اعتبار سے یہ زیادہ مستند ہے۔

413 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا قُبُورًا

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اپنے گھروں میں (نفل) نماز ادا کرو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ۔
(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

نفل نماز گھر میں ادا کرنے کی فضیلت و اہمیت

اس باب کی دونوں احادیث میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ فرائض، واجبات اور ایک قول کے مطابق سنن مؤکدہ کے علاوہ سنن غیر مؤکدہ اور نوافل کو گھر میں ادا کرنا افضل ہے۔ اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں:

(۱) گھر میں نوافل ادا کرنے سے اہل خانہ بالخصوص قریب البلوغ بچوں کو نماز کی ترغیب و تلقین مقصود ہے۔ (۲) گھر میں برکت حاصل ہوگی، کیونکہ جہاں نماز ادا کی جاتی ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

فرائض، واجبات اور سنن مؤکدہ کا مسجد میں پڑھنا زیادہ فضیلت ہے، کیونکہ اگر ان کو بھی گھر میں پڑھنے کی اجازت دی جائے تو مساجد کا تقدس مجروح ہوگا اور وہ ویران ہو کر رہ جائیں گی۔ علاوہ ازیں مسجد میں آمد و رفت اور وہاں انتظار میں بیٹھنے کا اجر و ثواب

413- اخرجہ البخاری (630/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب كراهية الصلاة في المقابر حديث (432) و (75/2)؛ کتاب الترمذی؛ باب: التطوع في البيت حديث (1187) و مسلم (117/3 - الابی)؛ کتاب صلاة المسافرين و قصرها؛ باب: استحباب صلاة النافلة في بيته و جوارها في المسجد حديث (208-209/777) و ابو داود (340/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: صلاة الرجل التطوع في بيته حديث (1043) و (458/1)؛ باب: في فضل التطوع في البيت حديث (1448) و النسائي (197/3)؛ کتاب قيام الليل و تطوع الشراء؛ باب الحديث على الصلاة في البيوت و الفضل في ذلك و ابن ماجه (438/1)؛ کتاب اقامة الصلاة و السنة فيها؛ باب: ماجاء في التطوع في البيت حديث (1377) و احمد (122-16-6/2) و ابن خزيمة (212/2) حديث (1205) من طريقه نافع عن ابن عمر فذكره۔

الگ ہے۔

دوسری حدیث میں فرمایا گیا ہے: ”گھروں میں نماز ادا کرو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ۔ اس کے دو مفاہیم ہو سکتے ہیں: (۱) یہ نہ ہونا چاہیے کہ جس طرح قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جاتی تم اپنے گھروں میں بھی نماز نہ پڑھو، کیونکہ یہ انداز رحمت باری تعالیٰ سے محرومی کا باعث ہوگا۔

(۲) تم اپنے مردوں کو گھروں میں دفن نہ کرو بلکہ قبرستان میں تدفین کرو تا کہ کثیر لوگوں کی آمد و رفت سے وہ کثیر دعاؤں اور بلندی درجات کے حقدار قرار پائیں۔ علاوہ ازیں گھر میں تدفین کی صورت میں اہل خانہ کو گھر میں نماز ادا کرنے میں دقت پیش آئے گی اور گھر نماز کی خیر و برکت سے محروم رہے گا۔

سوال: کسی بزرگ کے مزار کے پاس مسجد بنانا یا مسجد میں قبر بنانے کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: کسی بزرگ کے مزار کے پاس مسجد بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ اس کے کئی فوائد ہیں: (۱) زائرین کو وضو وغیرہ کی سہولت میسر آئے گی۔ (۲) زائرین آسانی سے بروقت نماز ادا کر سکیں گے۔ (۳) علماء کو تبلیغ کا موقع میسر آئے گا اور زائرین کو شرعی مسائل سے آگاہی حاصل ہوگی۔

مسجد اور دینی درسگاہ میں قبر بنانا شرعی طور پر ممنوع و ناجائز ہے، کیونکہ یہ مقامات وقف ہوتے ہیں جن کو ذاتی مقاصد کے لیے استعمال کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ ایسی وصیت کرنا گناہ ہے اور وصیت پر عمل کرنا بھی گناہ کے زمرے میں آتا ہے۔ دور حاضر کا المیہ یہ ہے کہ مسجد کا مؤذن یا امام و خطیب یا بانی و متولی یا دینی ادارہ کا بانی و ناظم فوت ہو جائے تو اس کی تدفین اعزازی طور پر مسجد یا ادارہ میں کی جاتی ہے، یہ غیر شرعی حرکت ہے جس سے اجتناب از بس ضروری ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَبْوَابُ الْوَتْرِ

وتر کے ابواب

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْوَتْرِ

باب 1: وتر کی فضیلت

414 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَاشِدِ الزُّوْفِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُرَّةَ الزُّوْفِيِّ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ حُدَافَةَ أَنَّهُ قَالَ
 مَتْنُ حَدِيثٍ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ أَمَدَكُمْ بِصَلَاةٍ هِيَ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ الْوَتْرُ جَعَلَهُ اللَّهُ لَكُمْ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ
 فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَبُرَيْدَةَ وَأَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ خَارِجَةَ بْنِ حُدَافَةَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ وَقَدْ وَهَمَ بَعْضُ الْمُحَدِّثِينَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَاشِدِ الزُّرْقِيِّ وَهُوَ وَهْمٌ فِي هَذَا
 تَوْصِيحُ رَاوِي: وَأَبُو بَصْرَةَ الْغِفَارِيُّ اسْمُهُ حُمَيْلُ بْنُ بَصْرَةَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ جَمِيلُ بْنُ بَصْرَةَ وَلَا يَصِحُّ وَأَبُو بَصْرَةَ الْغِفَارِيُّ رَجُلٌ آخَرُ يَرَوِي عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَهُوَ ابْنُ أَخِي أَبِي ذَرٍّ

﴿ ﴿ ﴾ ﴾ حضرت خارجه بن حذافہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک مزید نماز عطا کی ہے جو تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے۔ یہ وتر کی نماز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے عشاء کی نماز سے لے کر صبح صادق تک کے درمیانی وقت میں مقرر کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبصرہ رضی اللہ عنہ، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، سے احادیث منقول ہیں۔

414- اخرجه ابو داؤد (450/1)؛ کتاب: الصلاة باب: استحباب الوتر حدیث (1418) وابن ماجه (369/1)؛ کتاب إقامة الصلاة والسنة فیہا؛ باب: ما جاء فی الوتر حدیث (1168) واهمدانی "مسندہ" (71/1) والدارمی (370/1)؛ کتاب الصلاة باب: فی الوتر من طریق یزید بن ابی حبیب عن عبداللہ بن راشد الزوفی عن عبداللہ بن ابی مرّة الزوفی عن خارجه بن حذافه العدوی فذكره-

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف ابو یزید بن ابو حبیب نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔ بعض محدثین نے اس روایت کو نقل کرنے میں وہم کیا ہے۔ انہوں نے عبداللہ بن راشد زرقی کہا ہے اور یہ وہم ہے۔

حضرت ابو بصرہ غفاری کا نام جمیل بن بصرہ ہے جبکہ بعض نے جمیل بن بصرہ بیان کیا ہے۔ حضرت ابو ذر غفاری سے احادیث روایت کرنے والے ابو بصرہ غفاری اور ہیں وہ حضرت ابو ذر غفاری کے بھتیجے ہیں۔

شرح

نماز وتر کی فضیلت اور اس کی شرعی حیثیت میں مذاہب آئمہ

لفظ ”وتر“ سے مراد طاق اور بے جوڑ ہونا ہے۔ اس کی جمع اوتار آتی ہے۔ نماز وتر کی شرعی حیثیت کے تعین میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ نماز وتر تین رکعت واجب ہیں جو ایک سلام کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں۔ آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں سنا: الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا (سنن ابی داؤد جلد اول ص ۲۰۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار یوں فرمایا: وتر واجب ہیں، پس جس شخص نے نماز وتر نہ پڑھی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (۲) الوتر حق واجب علی کل مسلم (تلخیص نصب الرایۃ جلد اول ص ۱۹۰) نماز وتر حق ہے اور ہر مسلمان پر واجب ہے۔ (۳) حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک مزید نماز عطا فرمائی جو تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے، وہ نماز وتر ہے جس کا وقت نماز عشاء اور طلوع فجر کے درمیان ہے۔ (جامع ترمذی جلد اول ص ۸۵)

(۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاوتروا یا اهل القرآن (جامع ترمذی) ”اے ایمان والو! تم نماز وتر ادا کرو۔“

(۵) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز وتر مسلسل اور ہمیشہ ادا فرمائی کبھی ترک نہیں فرمائی۔ آپ کا دائمی عمل اس کے وجوب کی دلیل ہے۔ وجوب وتر کے حوالے سے مزید چودہ احادیث مبارکہ موجود ہیں۔

۲- حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز وتر واجب نہیں ہیں بلکہ محض سنت ہیں۔ انہوں نے درج ذیل روایات سے استدلال کیا ہے:

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: الوتر لیس بحتم کصلو تکم المکتوبۃ ولکن سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جامع ترمذی) نماز وتر تمہاری فرض نماز کی طرح ضروری نہیں ہے لیکن یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

(۲) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ فلاں شخص نماز وتر کو واجب قرار دیتا ہے، تو انہوں نے فوراً

فرمایا: کذب (سنن ابی داؤد جلد اول ص ۲۰۱) اس نے جھوٹ کہا ہے۔

(۳) کثیر روایات میں نمازوں کی تعداد پانچ بتائی گئی ہے، اگر نماز وتر واجب ہوتی تو نمازوں کی تعداد چھ ہونی چاہیے تھی۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کے دلائل کے جوابات یوں دیے جاتے ہیں:

پہلی دلیل کا جواب: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول میں فرضیت کی نفی ہے نہ کہ وجوب کی۔ اس پر یہ الفاظ بطور دلیل ہیں:

كصلوٰتكم المكتوبة۔

دوسری دلیل کا جواب: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بھی وجوب کا نہیں بلکہ فرضیت کا انکار کیا تھا۔

تیسری دلیل کا جواب: نماز وتر، نماز عشاء کے تابع ہے یہی وجہ ہے کہ اس کا وقت بھی نماز عشاء کا ہے۔ لہذا اسے مستقل نماز

قرار دے کر نمازوں کی تعداد چھ بنا نا ضروری نہیں تھا۔

نماز وتر اور نماز تہجد میں فرق کے حوالے سے مذاہب آئمہ

حضرت شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ نماز وتر اور نماز تہجد دونوں الگ نہیں بلکہ ایک ہیں۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک نماز وتر اور نماز تہجد الگ الگ ہیں۔ اس مسئلہ میں آئمہ اربعہ کی آراء ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز وتر اور نماز تہجد دونوں ایک نماز کے نام ہیں۔ دونوں مسنون ہیں، البتہ نماز وتر کی تاکید زیادہ ہے۔ ان کے ہاں ایک سے لے کر گیارہ تک تمام رکعات وتر ہیں اور تہجد بھی۔ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرا جائے گا اور آخر میں ایک رکعت الگ پڑھی جائے گی۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ نماز وتر الگ اور نماز تہجد الگ ہے۔ نماز وتر واجب ہے جو دو قعدوں اور ایک سلام کے ساتھ پڑھی جاسکتی ہے۔ نماز تہجد مسنون ہے جو دو رکعت یا چار رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔

۳- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ نماز وتر مسنون ہے جو تین رکعات ہیں۔ یہ نماز دو سلام سے ادا کرنا مستحب اور ایک سلام سے پڑھنا مکروہ ہے۔ نماز تہجد مسنون ہے۔ البتہ نماز وتر مؤکدہ ہے جو ترک نہیں کی جاسکتی۔

۴- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز وتر ایک رکعت ہے اور اس سے قبل کی دو رکعت اس میں شامل ہیں۔ پہلی دو رکعت کو تہجد کا دوگانہ کہا جاتا ہے۔ نماز وتر مسنون ہے۔

نماز وتر کا وقت: آئمہ اربعہ کا اس بات میں اتفاق ہے کہ نماز وتر کا وقت نماز عشاء کی فراغت سے لے کر طلوع صبح صادق تک ہے۔ جس کی نماز وتر عہد آیا سہواً چھوٹ جائے تو یاد آنے پر اس کی قضاء ضروری ہے۔ البتہ قضاء کی مدت میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز فرض کی طرح نماز وتر کی قضاء بھی تاحیات ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک نماز وتر کی قضاء کا وقت نماز فجر تک ہے۔ نماز فجر پڑھنے پر نماز وتر کی قضاء کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

حدیث باب میں سب سے قبل نماز وتر کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ یہ نماز سرخ اونٹ ملنے سے بھی افضل و اعلیٰ ہے۔ اہل عرب کے ہاں سرخ اونٹ بہت پسند کیے جاتے تھے۔ اس کے بعد نماز وتر کا وجوب بیان کیا گیا، وہ اس طرح کہ اس کی نسبت اللہ

تعالیٰ کی طرف کر کے اس کا لزوم ثابت کیا گیا۔ آخر میں نماز وتر کا وقت بیان کیا کہ نماز عشاء کے بعد سے لے کر طلوع صبح صادق تک اس کا وقت ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْوِتْرَ لَيْسَ بِحَتْمٍ

باب 2: وتر فرض نہیں ہیں

415 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ

عَلِيِّ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: الْوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَصَلَاتِكُمُ الْمَكْتُوبَةِ وَلَكِنْ سَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إِنَّ اللَّهَ وَتَرُّ يُحِبُّ الْوِتْرَ فَأَوْتِرُوا يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَلِيِّ حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وتر فرض نہیں ہیں، جیسے تمہاری فرض نمازیں ہیں، بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مقرر کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ طاق ہے اور وہ طاق کو پسند کرتا ہے اس لیے اہل قرآن! تم بھی طاق (وتر) ادا کیا کرو۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

416 وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُهُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيِّ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: الْوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَهَيْئَةِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ وَلَكِنْ سُنَّةٌ سَنَّهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ وَهَذَا

أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ وَقَدْ رَوَاهُ مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ نَحْوَ رِوَايَةِ أَبِي بَكْرِ بْنِ

عَيَّاشٍ

﴿﴾ سفیان ثوری اور دیگر محدثین نے اس روایت کو ابواسحاق کے حوالے سے، عاصم بن ضمیرہ کے حوالے سے، حضرت

415- اخرجہ ابو داؤد (449/1)؛ کتاب الصلاة باب استحباب الوتر حدیث (1416) والنسائی (229/3)؛ کتاب اقامة الصلاة

والسنة فیہا؛ باب الامر بالوتر وابن ماجہ (370/1)؛ کتاب اقامة الصلاة والسنة فیہا؛ باب: ماجاء فی الوتر حدیث (1169) واحمد

فی ”سنده“؛ (86/1 - 98 - 100 - 107 - 110 - 115 - 120) لعبدالله بن احمد بن حنبل فی زوائده علی المسند (144 - 145

143/1) والدارمی (371/1)؛ کتاب الصلاة باب: فی الوتر وابن خزینة (136/2) حدیث (1067) وعبد بن حمید ص (53)

حدیث (70) من طریق ابی اسود عن عاصم بن ضمیرة عن علی فذکرہ۔

علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: وتر تمہاری فرض نماز کی طرح لازمی نہیں ہے، بلکہ یہ سنت ہے جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

شرح

نماز وتر فرض نہ ہونے کا مسئلہ

اس باب کے تحت حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو احادیث کی تخریج فرمائی ہے جن میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ نماز پنجگانہ کی طرح نماز وتر فرض نہیں ہے۔ یہ حدیث آئمہ ثلاثہ کی دلیل ہے کہ نماز وتر واجب نہیں ہے۔ احناف کی طرف سے اس کے کئی جوابات دیے جاتے ہیں: (۱) ان روایات میں فرضیت کی نفی کی گئی ہے نہ کہ وجوب کی، ہم تو نماز وتر کو واجب قرار دیتے ہیں نہ کہ فرض۔ (۲) اس مقام پر نماز وتر سے مراد نماز تہجد ہے۔ جس کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ نماز پنجگانہ کی طرح نماز تہجد واجب و ضروری نہیں ہے، البتہ اس کے پڑھنے سے اجر عظیم سے نوازا جاتا ہے۔ دوسری روایت میں نماز وتر کو سنت قرار دیا گیا ہے، جس کا مطلب ہے کہ نماز وتر کا وجوب قرآن سے نہیں بلکہ سنت (حدیث) سے ثابت ہے، کیونکہ قرآن کی طرح حدیث سے بھی احکام ثابت ہوتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ النَّوْمِ قَبْلَ الْوُتْرِ

باب 3: وتر ادا کرنے سے پہلے سونا مکروہ ہے

417 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ عَيْسَى بْنِ أَبِي

عَزَّةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي ثَوْرٍ الْأَزْدِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنْامَ قَالَ عَيْسَى بْنُ أَبِي عَزَّةَ وَكَانَ

الشَّعْبِيُّ يُوتِرُ أَوَّلَ اللَّيْلِ ثُمَّ يَنَامُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

تَوْضِيحٌ رَاوِي: وَأَبُو ثَوْرٍ الْأَزْدِيُّ اسْمُهُ حَبِيبُ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَقَدْ اخْتَارَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ أَنْ لَا

يَنَامَ الرَّجُلُ حَتَّى يُوتِرَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ہدایت کی تھی میں سونے سے پہلے وتر ادا کر لیا کروں۔

عیسیٰ بن ابو عزہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: شعسی رات کے ابتدائی حصے میں وتر ادا کر لیتے تھے پھر سویا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث اس سند کے حوالے سے ”حسن غریب“ ہے۔

ابو ثور ازدی نامی راوی کا نام حبیب بن ابوملیکہ ہے۔

اہل علم کا ایک گروہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور بعد کے طبقوں سے تعلق رکھتا ہے انہوں نے اس بات کو اختیار کیا ہے: آدمی وتر پڑھنے سے پہلے نہ سوئے۔

418 وَرَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: مَنْ خَشِيَ مِنْكُمْ أَنْ لَا يَسْتَيْقِظَ مِنَ الْخَيْرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ مِنْ أَوَّلِهِ وَمَنْ طَمِعَ مِنْكُمْ أَنْ يَقُومَ مِنَ الْخَيْرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ مِنَ الْخَيْرِ اللَّيْلِ فَإِنَّ قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ فِي الْخَيْرِ اللَّيْلِ مَحْضُورَةٌ وَهِيَ أَفْضَلُ

سند حدیث: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ هَذَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ أَبِي سُفْيَانَ عَنِ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ

﴿﴾ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بھی منقول ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تم میں سے جس شخص کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں بیدار نہیں ہو سکے گا وہ رات کے ابتدائی حصے میں وتر ادا کر لے اور جو شخص رات کے آخری حصے میں بیدار ہوتا ہو اور جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں نوافل ادا کرے تو وہ رات کے آخری حصے میں وتر ادا کرے کیونکہ رات کے آخری حصے میں قرأت کرنا حضور کی باعث ہوتا ہے۔ (یعنی اس میں فرشتے شریک ہوتے ہیں) اور یہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

شرح

نماز وتر ادا کرنے سے قبل سونے کی ممانعت

وتر سے مراد کبھی حقیقی معنی صلوٰۃ وتر، کبھی مجازی معنی صلوٰۃ لیل اور کبھی دونوں کا مجموعہ ”صلوٰۃ الوتر“ اور ”صلوٰۃ اللیل“ ہوتا ہے۔ جب تک کسی حدیث میں ان تینوں میں سے کسی ایک معنی کا تعین نہ کیا جائے تو اس کا مفہوم نہیں سمجھا جاسکتا۔ زیر مطالعہ باب کی پہلی حدیث میں ”وتر“ سے مراد اس کا معنی ”صلوٰۃ الوتر“ بھی ہو سکتا ہے اور ”صلوٰۃ الوتر“ اور ”صلوٰۃ اللیل“ دونوں کا مجموعہ بھی۔ پہلے معنی کے لحاظ سے حدیث کا مفہوم ہو گا کہ جس شخص کو نماز تہجد کے لیے بیدار ہو جانے کا یقین ہو، وہ نماز وتر نماز تہجد کے بعد ادا کرے اور اگر اسے نماز تہجد کے وقت بیدار ہونے کا یقین نہ ہو تو وہ سونے سے قبل وتر پڑھ کر سوئے۔ تہجد کے وقت بیدار ہو جائے تو نماز تہجد پڑھ لے لیکن نماز وتر کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور نہ نماز تہجد کے لیے وتر ساتھ پڑھنا شرط ہے۔ البتہ نماز تہجد کے بعد دو نوافل پڑھ لے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دونوں نوافل ادا فرمایا کرتے تھے۔ اگر وتر کا دوسرا معنی مراد ہو تو حدیث کا مطلب یہ ہو گا کہ اگر کسی شخص کو نماز تہجد کے وقت بیدار ہونے کا یقین نہ ہو تو وہ نماز عشاء کے بعد قدرے تاخیر سے اور سونے سے قبل نماز تہجد کے

نوافل مع نماز وتر پڑھ کر سوائے۔ یہ نماز تہجد نہیں ہوگی بلکہ اس کا بدل ہوگا۔ یاد رہے چیز کا بدل مقام بھی ہو سکتا ہے اور مؤخر بھی۔ اگر کسی کو نماز تہجد کے وقت بیدار ہونے کا یقین ہو تو وہ نماز تہجد اور وتر تہجد کے وقت پڑھے گا۔

باب کی دوسری حدیث میں وتر سے مراد اس کا حقیقی معنی ”صلوة الوتر“ ہے۔ اس معنی کے اعتبار سے اس روایت کا مفہوم ہوگا جسے نماز تہجد کے لیے بیدار ہو جانے کا یقین ہو تو وہ نماز وتر نماز تہجد کے بعد ادا کرے اور جسے بیدار ہونے کا یقین نہ ہو، وہ سونے سے قبل نماز وتر ادا کرے۔ پھر وہ اگر نماز تہجد کے لیے بیدار ہو گیا تو فقط نماز تہجد پڑھے نماز وتر کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اس کے بعد دو رکعت نوافل ادا کرے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ وَآخِرِهِ

باب 4: رات کے ابتدائی حصے میں یا آخری حصے میں وتر ادا کرنا

419 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَاصِمٍ عَنِ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ

عَنْ مَسْرُوقٍ

متن حدیث: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ وَتْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ أَوَّلَهُ وَأَوْسَطَهُ وَآخِرَهُ فَانْتَهَى وَتْرُهُ حِينَ مَاتَ إِلَى السَّحْرِ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: أَبُو حَاصِمٍ اسْمُهُ عُمَانُ بْنُ عَاصِمِ الْأَسَدِيُّ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَجَابِرٍ وَأَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ وَأَبِي قَتَادَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مَذَاهِبُ فَتَاهَاءَ: وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْوِتْرُ مِنَ الْآخِرِ اللَّيْلِ

﴿ ﴿ ﴾ مسروق بیان کرتے ہیں: انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم ﷺ کی وتر کی نماز کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: آپ ہر حصے میں وتر ادا کر لیتے تھے آپ نے ابتدائی حصے میں بھی وتر ادا کیے ہیں درمیانی حصے میں بھی اور رات کے آخری حصے میں بھی آپ ﷺ کے وصال کے قریب آپ ﷺ نے صبح صادق کے قریب بھی وتر ادا کیے ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابو حصین نامی راوی کا نام عثمان بن عاصم اسدی ہے۔

اس بارے میں حضرت علی، حضرت جابر اور حضرت ابو مسعود انصاری اور حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہم سے احادیث منقول ہیں۔

419- اخرجہ البخاری (564/2)؛ کتاب الوتر: باب: ساعات الوتر حدیث (996) ومسلم (72/3 - الابی)؛ کتاب صلاة المسافرين وقصرها باب: صلاة الليل وعدد ركعات النبي صلى الله عليه وسلم في الليل وان الوتر ركعة وان الركعة صلاة صحيحة حدیث (136- 137- 138- 745/) وابو داؤد (455/1)؛ کتاب الصلاة: باب: في وقت الوتر حدیث (1435) والنسائي (230/3)؛ کتاب: قيام الليل وتطوع النهار: باب: وقت الوتر وابن ماجه (374/1) کتاب اقامة الصلاة والبيعة فيهما: باب: ما جاء في الوتر آخر الليل حدیث (1185) واحمد (46/6- 100- 107- 129- 204) والدارمي (372/1)؛ کتاب الصلاة: باب: ما جاء في وقت الوتر والمبيد (97/1) حدیث (188) من طريق مسروق عن عائشة فذكره-

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ بعض اہل علم نے اس بات کو اختیار کیا ہے: وترات کے آخری حصے میں ادا کیے جائیں۔

شرح

نماز وتر کے وقت کا مسئلہ

حدیث باب وتر سے مراد حقیقی معنی ”صلوٰۃ الوتر“ ہے۔ ”صلوٰۃ الوتر“ کا وقت نماز عشاء کا ہے یعنی فراغت نماز عشاء سے لے کر طلوع صبح صادق تک ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو وسیع وقت ہے لیکن اس میں مسنون وقت کون سا ہے؟ اس کا جواب حدیث باب میں دیا گیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز وتر اول وقت میں ادا فرمائی، میانہ وقت میں بھی اور آخری وقت بھی۔ البتہ حیات مبارکہ کے آخری سالوں میں آپ نے آخری وقت کا تعین فرمایا تھا۔“ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عشاء کے وقت میں نماز وتر کسی بھی وقت ادا کیے جاسکتے ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب اوقات میں ادا فرمائے لیکن اول وقت کی بجائے دوسرے وقت میں ادا کرنا زیادہ فضیلت اور دوسرے وقت کی بجائے آخری وقت میں ادا کرنا اس سے بھی زیادہ فضیلت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی حیات مبارکہ کے آخری سالوں میں نماز وتر کے لیے آخری وقت کا تعین فرمانے کی وجہ مصروفیات میں بے پناہ اضافہ تھا۔ اسلام کی ترقی کے باعث کثیر تعداد میں وفود حاضر خدمت ہوتے، ان کی تعلیم و تربیت، قیام و طعام اور دیگر امور کے باعث مصروفیات میں اضافہ ہو گیا جبکہ دوسری طرف آپ کے بڑھاپے کا بھی آغاز ہو چکا تھا۔ جس وجہ سے آپ نے نماز وتر کے لیے آخری وقت کا تعین فرمایا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَتْرِ بِسَبْعِ

باب 5: وتر سات ہیں

420 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَارِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِثَلَاثِ عَشْرَةَ رُكْعَةً فَلَمَّا كَبُرَ وَضَعَفَ أَوْتَرَ بِسَبْعِ فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أُمِّ سَلَمَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

حدیث دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَتْرُ بِثَلَاثِ عَشْرَةَ وَاحِدَةً وَتَسْعَ وَسَبْعِ وَخَمْسٍ وَثَلَاثٍ وَوَاحِدَةٍ

مذہب فقہاء: قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ مَعْنَى مَا رُوِيَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثِ

420- أخرجه النسائي (237/3)؛ كتاب قيام الليل وتطوع النسياء؛ باب: ذكر الاختلاف على حبيب بن ابي ثابت في حديث ابن عباس في الوتر (243/3)؛ باب: الوتر بثلاث عشرة ركة واحد في مسنده (322/6) من طريق ابي معاوية عن الاعين عن عمرو بن مرّة عن يحيى بن الجزار عن ام سلمة فذكره ولفظ النسائي: "..... فلما كبر وضعف اوتر بسبع"

عَشْرَةَ قَالَ إِنَّمَا مَعْنَاهُ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مَعَ الْوُتْرِ فَتُسَبِّحُ صَلَاةُ اللَّيْلِ إِلَى الْوُتْرِ
وَرَوَى فِي ذَلِكَ حَدِيثًا عَنْ عَائِشَةَ وَاحْتَجَّ بِمَا رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ
حَدِيثٌ دِغِيرٌ: أَوْتَرُوا يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ قَالَ إِنَّمَا عَنِي بِهِ قِيَامُ اللَّيْلِ يَقُولُ إِنَّمَا قِيَامُ اللَّيْلِ عَلَى أَصْحَابِ
الْقُرْآنِ

﴿﴾ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعت وتر (سمیت) ادا کرتے تھے جب آپ بوڑھے ہو گئے
اور کمزور ہو گئے تو آپ سات رکعت (وتر سمیت) ادا کرتے تھے۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات نقل کی گئی ہے: آپ وتر سمیت تیرہ رکعت ادا کرتے تھے یا گیارہ رکعت ادا کرتے تھے یا نو رکعت
ادا کرتے تھے یا سات ادا کرتے تھے یا پانچ ادا کرتے تھے یا تین ادا کرتے تھے یا ایک ادا کرتے تھے۔

اسحاق بن ابراہیم بیان کرتے ہیں: یہ بات جو روایت کی گئی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعت وتر سمیت ادا کرتے تھے۔ اس کا
مفہوم یہ ہے: آپ رات کے وقت تیرہ رکعت ادا کرتے تھے جن میں سے ایک رکعت وتر ہوتی تھی، تورات کی تمام نماز کو وتر کی طرف
منسوب کر دیا گیا۔

اس بارے میں ایک حدیث سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی منقول ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت منقول ہے: اہل قرآن! تم وتر ادا کیا کرو! اس کو دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

(اسحاق بن داہویہ) یہ فرماتے ہیں: اس سے مراد رات کے نوافل ہیں اور وہ یہ فرماتے ہیں: رات کے نوافل اصحاب
قرآن (حفاظ یا امت محمدیہ مراد ہے) پر لازم کیے گئے ہیں۔

شرح

سات رکعت وتر کا مسئلہ

حدیث باب میں ”اوتر بسبع“ کے الفاظ قابل غور ہیں کیونکہ دوسری کتب احادیث میں ”اوتر بتسع“ کے الفاظ موجود
ہیں۔ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اعتراف کر چکے ہیں وتر کی کم از کم رکعات نو اور زیادہ سے زیادہ سترہ ہیں۔ ممکن ہے کہ امام
ترمذی سے سہو ہوا ہو یا کاتب کی غلطی ہو کہ ”بتسع“ سے ”بسبع“ ہو گیا۔ علاوہ ازیں کسی معتبر کتاب حدیث میں سات رکعت کا
ذکر نہیں ہے۔ حدیث باب میں وتر سے مراد حقیقی وتر (صلوٰۃ الوتر) اور صلوٰۃ اللیل کا مجموعہ ہے۔ اس حدیث میں تیرہ رکعت وتر کا ذکر
ہے جس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱) تین رکعت ”صلوٰۃ الوتر“ اور دس رکعت صلوٰۃ اللیل ہو۔ (۲) تین رکعت ”صلوٰۃ الوتر“،
آٹھ رکعت صلوٰۃ اللیل ہو اور دو رکعت جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر ادا کیا کرتے تھے۔ (۳) تین رکعت ”صلوٰۃ الوتر“، آٹھ رکعت
صلوٰۃ اللیل اور دو رکعت فجر کی سنت۔

حضرت امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حدیث باب میں ہے: ”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعت وتر پڑھا کرتے تھے۔“ اس سے مراد ہے ”صلوٰۃ اللیل“ کو ”صلوٰۃ الوتر“ سے ملا کر کل تیرہ رکعت ادا فرماتے تھے، کیونکہ بعض اوقات وتر کا اطلاق ”صلوٰۃ اللیل“ پر بھی ہوتا ہے۔ اس پر دلیل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعت ادا فرماتے: منها الوتر رکعتا الفجر (الصبح للمسلم) ان میں وتر اور فجر کی دو سنت شامل تھیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ”صلوٰۃ اللیل“ تیرہ رکعت نہیں بلکہ بعض صلوٰۃ اللیل، بعض ”صلوٰۃ الوتر“ اور فجر کی دو سنت بھی اس میں شامل ہیں۔ ان میں سے ”صلوٰۃ الوتر“ کی اہمیت کے پیش نظر صلوٰۃ اللیل اور فجر کی دونوں سنت کو تابع کرتے ہوئے سب کو ”صلوٰۃ الوتر“ کا نام دیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَتْرِ بِخَمْسٍ

باب 6: وتر پانچ ہوتے ہیں

421 سند حدیث: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ الْكُوسَجِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ

أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَتْ صَلَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْ ذَلِكَ بِخَمْسٍ لَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ مِّنْهُنَّ إِلَّا فِي الْآخِرِ هُنَّ فَإِذَا أَدَّى الْمُؤَذِّنُ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ رَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمُ الْوَتْرَ بِخَمْسٍ وَقَالُوا لَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ مِّنْهُنَّ إِلَّا فِي الْآخِرِ هُنَّ

قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَسَأَلْتُ أَبَا مُصْعَبٍ الْمَدِينِيَّ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِالسَّبْعِ وَالسَّبْعِ قُلْتُ كَيْفَ يُوتِرُ بِالسَّبْعِ وَالسَّبْعِ قَالَ يُصَلِّي مَثْنِي مَثْنِي وَيُسَلِّمُ وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ

﴿﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز تیرہ رکعت ہوتی تھی جن میں سے آپ پانچ وتر ادا کرتے تھے۔ آپ ان کے درمیان میں نہیں بیٹھتے تھے، صرف آخر میں بیٹھا کرتے تھے، پھر جب مؤذن اذان دے دیتا تھا تو آپ اٹھ کر دو مختصر رکعت ادا کر لیتے تھے۔ اس بارے میں حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طباقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم کے نزدیک وتر پانچ ہیں: وہ حضرات فرماتے ہیں: ان کے دوران قعدہ نہیں کیا جائے گا، صرف آخر میں بیٹھا جائے گا۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: میں نے ابو مصعب مدینی سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا کہ نبی اکرم وتر میں (کبھی) نو اور (کبھی) سات رکعات ادا کرتے تھے، میں نے پوچھا: آدمی نو رکعت ادا کرے یا سات؟ انہوں نے فرمایا: آدمی دو دور رکعات

کر کے وتر کی نماز ادا کرے اور ایک رکعت کے ذریعے انہیں طاق کر لے۔

شرح

پانچ رکعت وتر کا مسئلہ اور اس میں مذاہبِ آئمہ

نماز وتر کی تعداد رکعت کتنی ہیں اور ان کے پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ نماز وتر ایک رکعت سے لے کر تیرہ رکعات تک پڑھی جاسکتی ہیں۔ اس کے ادا کرنے کے دو طریقے ہو سکتے ہیں: (۱) تین یا پانچ یا سات یا نو یا تیرہ رکعات ”صلوٰۃ الوتر“ کی نیت سے ادا کی جائیں گی، درمیان میں قعدہ نہیں کیا جائے گا بلکہ بالکل آخر میں قعدہ کیا جائے گا۔ (۲) دو، دو رکعت الگ الگ سلام سے ادا کی جائیں گی اور آخر میں ایک رکعت ایک سلام سے پڑھی جائے گی۔ حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے طریقے کو جواز محمول کیا ہے جبکہ دوسرے طریقے کو افضل قرار دیا ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز وتر تین رکعات ہیں جو دو تشہد اور ایک سلام کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں۔ تین رکعات سے کم یا زیادہ جائز نہیں ہیں۔ حدیث باب میں جو بیان کیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ”صلوٰۃ الوتر“ پانچ رکعات ادا فرماتے تو درمیان میں نہ بیٹھتے بلکہ آخر میں بیٹھتے تھے۔ آخر میں بیٹھنے سے قعدہ مراد نہیں بلکہ آرام و سکون کی غرض سے بیٹھا کرتے تھے۔ یہ پانچوں رکعات صرف وتر نہیں تھے بلکہ ان میں تین رکعات وتر اور آخر میں دو نوافل تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخر میں بیٹھ کر ادا فرمایا کرتے تھے۔ دو رکعت نوافل کو ”صلوٰۃ الوتر“ کے تابع اور ان میں شامل کر کے حدیث میں وتر کی پانچ رکعات بیان کی گئی ہیں۔ حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت نماز تہجد پڑھ کر آرام فرما ہو جاتے اور لیٹ جاتے تھے۔ پھر آپ چار رکعت نماز تہجد ادا فرماتے اور آرام فرما ہو جاتے تھے۔ پھر آپ تین رکعات ”صلوٰۃ الوتر“ ادا کرتے اور آرام کیے بغیر بعد میں بیٹھ کر دو نوافل ادا کرتے پھر آرام فرما ہو جاتے تھے۔ بعد ازاں فجر کی اذان ہونے پر کھڑے ہو کر فجر کی دو سنت ادا کرتے تھے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پانچ رکعت کے بعد بیٹھنے سے مراد بطور قعدہ نہیں ہے بلکہ بطور آرام ہے جبکہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس سے نماز کا آخری قعدہ مراد ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ بِثَلَاثٍ

باب 7: وتر تین رکعات ہیں

422 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ يَقْرَأُ فِيهِنَّ بِتِسْعِ سُورٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ يَقْرَأُ فِي
كُلِّ رَكْعَةٍ بِثَلَاثِ سُورٍ اخْرَهُنَّ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي أَيُّوبَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِزَى عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ وَيُرْوَى أَيْضًا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِزَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَكَذَا زَوَى بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَبِي وَذَكَرَ بَعْضُهُمْ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِزَى عَنْ أَبِي
مَذَاهِبَ فَتَهَاء: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ إِلَى هَذَا وَرَأَوْا أَنَّ يُوتِرَ الرَّجُلُ بِثَلَاثٍ قَالَ سُفْيَانُ إِنَّ شِئْتَ أَوْتَرْتَ بِخَمْسٍ وَإِنْ شِئْتَ أَوْتَرْتَ بِثَلَاثٍ وَإِنْ شِئْتَ أَوْتَرْتَ بِرُكْعَةٍ قَالَ سُفْيَانُ وَالَّذِي اسْتَحَبُّ أَنْ أَوْتِرَ بِثَلَاثٍ رُكْعَاتٍ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ الطَّالِقَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ كَانُوا يُوتِرُونَ بِخَمْسٍ وَبِثَلَاثٍ وَبِرُكْعَةٍ وَيُرُونَ كُلَّ ذَلِكَ حَسَنًا
﴿ ﴿ ﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ تین رکعت وتر ادا کیا کرتے تھے، آپ ان میں قصار مفصل سے تعلق رکھنے نو سو تیس تلاوت کیا کرتے تھے، آپ ہر رکعت میں تین سو تین تلاوت کیا کرتے تھے، جن میں سب سے آخر میں سورہ اخلاص پڑھا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن ایزی رضی اللہ عنہ کی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اور ایک روایت کے مطابق عبدالرحمن بن ایزی کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے احادیث منقول ہیں۔

بعض حضرات نے اسے اسی طرح ذکر کیا ہے۔ انہوں نے اس میں حضرت ابی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا، جبکہ بعض حضرات نے اسے عبدالرحمن بن ایزی کے حوالے سے حضرت ابی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہل علم کی ایک جماعت نے اس بات کو اختیار کیا ہے۔ ان حضرات کے نزدیک آدمی تین رکعت وتر ادا کرے گا۔
امام سفیان ثوری فرماتے ہیں: اگر تم چاہو تو ایک رکعت وتر بھی ادا کر سکتے ہو۔

422- اخرجه مسلم (65/3- الابي): كتاب: صلاة المسافرين وقصرها: باب: صلاة الليل وعدد ركعات النبي صلى الله عليه وسلم في الليل وان الوتر ركعة وان الركعة صلاة صحيحة حديث (123-124/737 ابو داود (425/1): كتاب الصلاة: باب: في صلاة الليل حديث (1334) و (432/1) حديث (1359) والنسائي (240/3): كتاب قيام الليل وتطوع النحر: باب: كيف الوتر بخمس وذكر الاختلاف على الحكم في حديث الوتر وابن ماجه (432/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيهما: باب: ما جاء في كم يصلي بالليل حديث (1359) واحمد في مسنده (50/6- 64- 123- 161- 205- 213- 230- 275) والدارمي (371/1) كتاب الصلاة: باب: في كم الوتر: والمبيدي (99/1) حديث (195) وابن خزيمة (140/2) حديث (1076- 1077) من طريق عمرو بن الزبير عن عائشة فذكره-

(۱)- اخرجه احمد في مسنده: (89/1) وعبد بن حبيب ص (52) حديث (68) من طريق ابى اسحق عن الصارت عن على فذكره-

سفیان فرماتے ہیں: میرے نزدیک یہ بات مستحب ہے: آدمی تین رکعت وتر ادا کرے۔

ابن مبارک بھی اسی بات کے قائل ہیں اور اہل کوفہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

محمد بن سیرین فرماتے ہیں: پہلے زمانے کے لوگ پانچ رکعت یا تین رکعت وتر ادا کیا کرتے تھے اور وہ ان دونوں کو درست سمجھتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُتْرِ بِرَكْعَةٍ

باب 8: ایک رکعت وتر ادا کرنا

423 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقُلْتُ أُطِيلُ فِي رَكْعَتِي الْفَجْرِ فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنِي وَمَثْنِي وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ وَكَانَ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ وَالْأَذَانَ فِي أُذُنِهِ يَعْزِفُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَجَابِرٍ وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي أَيُّوبَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقهاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ

رَأَوْا أَنْ يَقْضِيَ الرَّجُلُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَأَسْحَقُ

﴿ ﴿ ﴾ انس بن سیرین بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا: میں فجر کی دو رکعت سنت طویل

ادا کیا کروں؟ تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز دو دو کر کے ادا کیا کرتے تھے اور ایک رکعت وتر ادا کرتے تھے۔

آپ صرف دو رکعت ادا کرتے تھے جبکہ اذان آپ کے کانوں میں ہوتی تھی۔ (یعنی اذان کے فوراً بعد فجر کی سنتیں ادا کر لیتے

تھے)

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ ان

حضرات کے نزدیک آدمی دو رکعت اور تیسری رکعت کے درمیان فصل کرے گا اور ایک رکعت وتر ادا کرے گا۔

423- اضرجه البخاری (564/2): کتاب الوتر باب: ساعات الوتر حدیث (995) ومسلم (81/3 - الیسی): کتاب صلاة المسافرين

وقصر لها: باب: صلاة الليل منسئ منسئ والوتر ركعة من آخر الليل حدیث (157 - 158 / 749) وابن ماجه (262/1): کتاب اقامة

الصلاة والسنة فیرما: باب ماجاء فی الرکعتین قبل الفجر حدیث (1144) و (371/1): باب: ماجاء فی الوتر برکعة حدیث (1174)

و (418/1): باب ماجاء فی صلاة الليل رکعتین حدیث (1318) واصمد (88/2 - 126) وابن خزيمة (139/2) حدیث (1073)

و (162/2) حدیث (1112) من طریق انس بن سیرین عن ابن عمر فذکره۔

امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق (بن راہویہ) رضی اللہ عنہم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا يُقْرَأُ بِهِ فِي الْوَتْرِ

باب 9: وتر کی نماز میں کیا تلاوت کیا جائے؟

424 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكَ عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْوَتْرِ بِسَبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَقُلْ يَا أَيُّهَا
الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فِي رَكْعَةٍ رَكْعَةٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَائِشَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِيزٍ عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ وَيُرْوَى عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِيزٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدیث دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ فِي الْوَتْرِ فِي الرُّكْعَةِ
الثَّلَاثَةِ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

مذہب فقہاء: وَالَّذِي اخْتَارَهُ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ أَنْ
يُقْرَأَ بِسَبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ مِنْ ذَلِكَ بِسُورَةِ
﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز میں سورہ اعلیٰ، سورہ کافرون اور سورہ اخلاص ایک
ایک رکعت میں ادا کیا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، عبدالرحمن بن ابزی کے حوالے سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے
حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات بھی منقول ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی تیسری رکعت میں
معوذتین اور سورہ اخلاص پڑھا کرتے تھے۔

اکثر اہل علم جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے تعلق رکھتے ہیں اور بعد کے طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے اس بات کو
اختیار کیا ہے: نمازی، سورہ اعلیٰ، سورہ کافرون اور سورہ اخلاص کی ایک ایک رکعت میں تلاوت کرے۔

425 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ الْبَصْرِيِّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ
الْحَرَّانِيُّ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ

424- اخرجہ النسائی (236/3): کتاب قیام اللیل و تطوع التمرار: باب: ذکر الاختلاف علی ابی اسحق فی حدیث سعید بن جبیر
علی ابن عباس فی الوتر و ابن ماجہ (371/1): کتاب اقامة السنة والصلوة فیما: باب: ماجہ فیما یقرأ فی الوتر حدیث (1172)
واحد فی مسندہ: (299/1 - 300 - 316 - 372) والدارمی (372/1): کتاب الصلوة: باب: الفراءة فی الوتر من طریق سعید بن
جبیر عن ابن عباس فذکرہ۔

متن حدیث: سَأَلْنَا عَائِشَةَ بَأْتَى شَيْءٌ كَانَ يُوتِرُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأُولَى بِسَبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّلَاثَةِ بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوَّذَتَيْنِ حَكَمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

توضیح راوی: قَالَ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ هَذَا هُوَ وَالِدُ ابْنِ جُرَيْجٍ صَاحِبِ عَطَاءٍ وَابْنُ جُرَيْجٍ اسْمُهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جُرَيْجٍ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◀◀ عبد العزیز بن جریج بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ وتر میں کیا پڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا: آپ پہلی رکعت میں سورہ الاعلیٰ پڑھتے تھے۔ دوسری میں سورہ کافرون پڑھتے تھے اور تیسری میں سورہ اخلاص اور معوذتین پڑھتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

عبد العزیز نامی راوی ابن جریج کے والد ہیں اور عطا کے ساتھی ہیں۔

ابن جریج نامی راوی کا نام عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج ہے۔ یحییٰ بن سعید انصاری نے اس روایت کو عمر کے حوالے سے، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

شرح

تین رکعات وتر میں قرأت اور تعداد وتر میں مذاہب آئمہ

سنن مؤکدہ، سنن غیر مؤکدہ اور نوافل کی ہر رکعت کی ”صلوٰۃ الوتر“ کی بھی ہر رکعت میں قرأت فرض ہے۔ اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ وتر تین رکعات ادا فرمائی اور اس میں قرأت بھی فرمائی۔ اس کی ہر رکعت میں مسنون قرأت کچھ اس طرح ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ تکاثر، سورہ قدر اور سورہ زلزال پڑھنا مسنون ہے۔ دوسری رکعت میں سورہ عصر، سورہ کوثر اور سورہ نصر کی قرأت مسنون ہے۔ تیسری رکعت میں سورہ کافرون، سورہ لہب اور سورہ اخلاص کی قرأت مسنون ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ”صلوٰۃ الوتر“ تین رکعات ہیں جو دو تشہد اور ایک سلام کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔ زیر بحث حدیث آپ کی دلیل ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اصل وتر ایک رکعت ہے جو ایک تشہد اور ایک سلام کے ساتھ پڑھا جاتا ہے جبکہ باقی دو رکعت تہجد کی ہیں۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ

425- اضرہ ابو داؤد (451/1): کتاب الصلاة باب: ما یقرأ فی الوتر وابن ماجہ (370/1) کتاب اقامة الصلاة والسنة فبرما: باب:

ما جاء فیما یقرأ فی الوتر حدیث (1173) واصل فی ”مسند“: (227/6) من طریق مصعب بن سلمة العرانی عن خصیف عن

عبد العزیز بن جریج عن عائشة فذكره-

کے نزدیک ”صلوٰۃ الوتر“ تین رکعات ہے جو دو شہد اور دو سلام سے پڑھی جاتی ہے۔

آئندہ باب کی حدیث باب میں جو ایک رکعت نماز وتر کا ذکر ہے، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو اس کا مفہوم سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ”صلوٰۃ اللیل“ دو، دو رکعت ادا فرمایا کرتے تھے۔ جب طلوع صبح صادق کا وقت قریب آتا تو آخری دو رکعت پر سلام نہیں پھیرتے تھے بلکہ ایک رکعت مزید ساتھ ملا کر تین رکعت بنا لیتے تھے۔ پہلی دو، دو رکعت ”صلوٰۃ اللیل“ ہوتی تھی جب آخری تین رکعات ”صلوٰۃ الوتر“ ہوتی تھی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ”ثنیٰ ثنیٰ“ فرما رہے ہیں جس سے مراد ہے ”صلوٰۃ اللیل“ دو، دو رکعت کر کے پڑھی جائے گی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ

باب 10: وتر میں دعائے قنوت پڑھنا

426 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَبِي

لِحَوْرَاءِ السَّعْدِيِّ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

متن حدیث: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي الْوِتْرِ اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ وَإِنَّهُ لَا يَدُلُّ مَنْ وَالَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ

في الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الْحَوْرَاءِ السَّعْدِيِّ وَاسْمُهُ رَبِيعَةُ بْنُ شَيْبَانَ وَلَا نَعْرِفُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ هَذَا

مذاهب فقہاء: وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ فَرَأَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ الْقُنُوتَ فِي الْوِتْرِ فِي السَّنَةِ كُلِّهَا وَاخْتَارَ الْقُنُوتَ قَبْلَ الرُّكُوعِ وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَإِسْحَقُ وَأَهْلُ الْكُوفَةِ وَقَدْ رَوَى عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ كَانَ لَا يَقْنُتُ إِلَّا فِي النِّصْفِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَكَانَ يَقْنُتُ بَعْدَ الرُّكُوعِ وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ

﴿﴾ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کچھ کلمات سکھائے تھے جو میں وتر کی نماز میں پڑھتا

426 - اخرجہ ابو داؤد (452/1)؛ کتاب الصلاة: باب: القنوت فی الوتر حدیث (1425 - 1426) والنسائی (248/3)؛ کتاب

قیام اللیل ونظیر النیرار: باب: الدعاء فی الوتر وابن ماجہ (372/1)؛ کتاب اقامة الصلاة والسنة فیہا: باب: ماجاء فی القنوت فی

الوتر حدیث (1178) واحمد (199/1 - 200) والدارمی (200/5)؛ کتاب الصلاة: باب: الدعاء فی القنوت وابن

مزیة (151/2) حدیث (1095 - 1096) من طریق برید بن ابی مریم عن ابی الحوراء السعدی عن الحسن بن علی فذکرہ۔

ہوں (وہ یہ ہیں)

”اے اللہ! مجھے بھی ان لوگوں کے ہمراہ ہدایت عطا کر جنہیں تو نے ہدایت عطا کی ہے اور ان لوگوں کے ہمراہ عافیت عطا کر! جنہیں تو نے عافیت عطا کی ہے اور مجھے بھی ان لوگوں کے ہمراہ دوست بنالے جنہیں تو نے دوست بنایا ہے اور تو نے جو مجھے عطا کیا ہے۔ اس میں مجھے برکت عطا فرما اور تو نے جو فیصلہ کیا ہے۔ اس کے شر سے مجھے بچا بے شک تو ہی فیصلہ کرتا ہے تیرے خلاف فیصلہ نہیں کیا جاسکتا جس کا تو دوست ہو وہ ذلیل نہیں ہو سکتا تو برکت والا ہے۔ ہمارے پروردگار تو بلند و برتر ہے۔“

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ”حسن“ ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں جو ابو حوراء سعدی سے منقول ہے۔ ان کا نام ربیعہ بن شبان ہے۔

دعائے قنوت کے بارے میں اس حدیث سے زیادہ مستند ہمیں کسی اور روایت کا علم نہیں ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو۔ وتر میں دعائے قنوت پڑھنے کے بارے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک وتر کی نماز میں سارا سال دعائے قنوت پڑھی جائے گی۔ انہوں نے رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھنے کو اختیار کیا ہے۔ بعض اہل علم بھی اسی بات کے قائل ہیں: سفیان ثوری، ابن مبارک اسحاق اور اہل کوفہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ رمضان کے آخری نصف حصے میں دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے اور وہ بھی رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھتے تھے۔ بعض اہل علم نے اس کو اختیار کیا ہے۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہما نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

”صلوٰۃ الوتر“ کے حوالے سے تین اہم مسائل کی وضاحت

”صلوٰۃ الوتر“ سے متعلق تین اہم مسائل کی توضیح ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

قنوت کا مفہوم: لفظ ”قنوت“ سے مراد دعا ہے۔ نماز وتر کی آخری رکعت میں کوئی بھی دعا پڑھی جاسکتی ہے، کسی دعا کا متعین کرنا ضروری نہیں ہے۔ مشہور دو دعائیں ہیں: ایک وہ دعا ہے جو احناف پڑھتے ہیں: اللھم انا نستعینک و نستغفرک و نؤمن بک الخ۔ دوسری دعا حدیث باب میں مذکور ہے جسے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ پڑھنے کے قائل ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی دعا پڑھی جاسکتی ہے خواہ وہ طویل ہو یا مختصر۔

دعاء قنوت کے زمانہ میں مذاہب: سوال یہ ہے کہ کیا دعا قنوت صرف رمضان المبارک کے مہینہ میں پڑھی جائے گی یا پورا سال؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے قول راجح اور ایک روایت حضرت امام شافعی رحمہ

اللہ تعالیٰ کے مطابق ”صلوٰۃ الوتر“ میں دعا قنوت پورا سال پڑھی جائے گی۔

۲- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ دعا قنوت صرف رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں پڑھی جائے جبکہ باقی گیارہ مہینوں میں نہیں پڑھی جائے گی۔

۳- حضرت امام احمد بن حنبل کے ایک قول اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے راجح موقف کے مطابق ”صلوٰۃ الوتر“ میں دعا قنوت رمضان المبارک کی سولہ تاریخ سے لے کر تا ختم رمضان پڑھی جائے گی جبکہ باقی ساڑھے گیارہ مہینے نہیں پڑھی جائے گی۔

محل دعا قنوت میں مذاہب آئمہ: سوال یہ ہے کہ دعا قنوت کب پڑھی جائے گی؟ اس میں آئمہ فقہ کے مختلف اقوال ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ دعا قنوت کا محل ”صلوٰۃ الوتر“ کی آخری رکعت میں رکوع جانے سے قبل ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عمل سے استدلال کیا ہے، کیونکہ وہ نماز وتر کی آخری رکعت میں رکوع سے قبل دعا قنوت پڑھتے تھے۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا قنوت کا محل رکوع کے بعد قومہ ہے یعنی قومہ میں دعا قنوت پڑھی جائے گی۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے معمول سے استدلال کیا ہے، کیونکہ وہ صرف رمضان المبارک کے آخری پندرہ ایام میں ”صلوٰۃ الوتر“ کی آخری رکعت کے قومہ میں دعا قنوت پڑھا کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَنَامُ عَنِ الْوِتْرِ أَوْ يَنْسَاهُ

باب 11: جو شخص وتر پڑھنے سے پہلے سو جائے یا وتر پڑھنا بھول جائے

427 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ أَوْ نَسِيَهُ فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ وَإِذَا اسْتَيْقَظَ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص وتر پڑھنے سے پہلے سو جائے یا وتر ادا کرنا بھول جائے تو جب اسے یاد آئے یا جب وہ بیدار ہو تو انہیں ادا کر لے۔

428 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ

427- اضرجه ابو داؤد (454/1): كتاب الصلاة: باب في الدعاء بعد الوتر حديث (1431) وابن ماجه (375/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيهما: باب من نام عن وتر او نسبه حديث (1188) (واحد في مسنده) (44-31/1) من طريق زيد بن اسلم عن عطاء بن يسار عن ابي سعيد الخدري فذكره-

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَامَ عَنْ وَتْرِهِ فَلْيُصَلِّ إِذَا أَصْبَحَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ قَالَ أَبُو عِيْسَى: سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ السَّجَزِيَّ يَعْنِي سُلَيْمَانَ بْنَ الْأَشْعَثِ يَقُولُ سَأَلْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ فَقَالَ أَخُوهُ عَبْدُ اللَّهِ لَا بَأْسَ بِهِ

قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَذْكُرُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ ضَعَّفَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ثِقَةٌ

مذاهب فقہاء: قَالَ وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْكُوفَةِ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالُوا يُوتِرُ الرَّجُلُ إِذَا ذَكَرَ وَإِنْ كَانَ بَعْدَ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ

﴿﴾ عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص وتر پڑھنے سے پہلے سو جائے تو صبح کے وقت انہیں ادا کر لے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ پہلی روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند روایت ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ابوداؤد سجزی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: امام ترمذی کی مراد سلیمان اشعث (یعنی سنن ابوداؤد کے مصنف) ہیں وہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے عبد الرحمن بن زید بن اسلم کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا: ان کے بھائی عبد اللہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو علی بن عبد اللہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہوئے سنا ہے: انہوں نے عبد الرحمن بن زید بن اسلم کو ضعیف قرار دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: عبد اللہ بن زید بن اسلم ثقہ ہیں۔

بعض اہل کوفہ نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: جب آدمی کو یاد آ جائے تو وہ وتر کی نماز ادا کر لے اگرچہ سورج طلوع ہو چکا ہو۔

سفیان ثوری نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

نیند یا بھول سے ”صلوٰۃ الوتر“ چھوٹ جانے کا حکم

تمام آئمہ فقہ کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ سونے سے یا بھول کر یا سہواً ”صلوٰۃ الوتر“ چھوٹ جائے، تو اس کی قضاء واجب ہے۔ یہی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے موقف کہ ”صلوٰۃ الوتر“ واجب ہے، کی دلیل ہے۔ البتہ اس بات میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے کہ اس کی قضاء کا وقت کب تک ہے؟ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ”صلوٰۃ الوتر“ کی قضاء کا

وقتِ فرائض کی طرح تاحیات ہے۔ آئمہ ثلاثہ کا موقف ہے کہ اس کی قضاء کا وقت فرائض فجر کی ادائیگی تک ہے۔ فجر کے فرائض پڑھنے سے اس کی قضاء کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مُبَادَرَةِ الصُّبْحِ بِالْوُتْرِ

باب 12: صبح صادق ہونے سے پہلے وتر ادا کر لینا

429 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوُتْرِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: صبح صادق ہونے سے پہلے وتر ادا کر لیا کرو۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔)

430 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي

كَثِيرٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَوْتِرُوا قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: صبح صادق ہو جانے سے پہلے وتر ادا

کر لو۔

431 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ فَقَدْ ذَهَبَ كُلُّ صَلَاةِ اللَّيْلِ وَالْوُتْرِ

429- اخرجہ ابو داؤد (456/1)؛ کتاب اقامة الصلاة والسنة؛ باب: فی وقت الوتر حدیث (1436) واحمد فی ”مسندہ“: (37/2)

وابن خزیمہ (146/2) حدیث (1087) من طریق یحیی بن زکریا لعمرو ابن ابی زائدة قال حدیثی عبیداللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر فذکرہ۔

430- اخرجہ مسلم (83/3- الابی)؛ کتاب صلاة المسافرين وقصرها؛ باب صلاة الليل منى منى والوتر ركعة من آخر الليل

حدیث (754/161-160) والنسائی (231/3)؛ کتاب قیام الليل ونظوم النمرارة؛ باب: الامر بالوتر قبل الصبح وابن ماجه

(375/1)؛ کتاب اقامة الصلاة والسنة فیما؛ باب: من نام عن وتر او نسیه حدیث (1189) واحمد (4/3- 13- 35- 37- 71)

والدارمی (372/1) کتاب الصلاة باب: ماجاء فی وقت الوتر وابن خزیمہ (147/2) حدیث (1089) من طریق یحیی بن ابی کثیر

عن ابی نضرة عن ابی سعید الخدری فذکرہ۔

431- اخرجہ احمد (149/2) وابن خزیمہ (148/2) حدیث (1091) من طریق ابن جریر قال: حدیثی سلیمان بن موسی قال حدیثنا

نافع عن ابن عمر فذکرہ۔

فَأَوْتِرُوا قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَسُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى قَدْ تَفَرَّدَ بِهِ عَلَى هَذَا اللَّفْظِ

حدیث دیگر: وَرَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا وَتِرَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ

مذاهب فقہاء: وَهُوَ قَوْلٌ غَيْرٌ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَاحْمَدُ وَاسْحَقُ لَا يَرَوْنَ الْوُتْرَ

بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب صبح صادق ہو جائے تو رات کی نماز کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور وتر کا وقت بھی ختم ہو جاتا ہے تو تم صبح صادق ہونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سلیمان بن موسیٰ نامی راوی نے اس روایت کو ان لفظوں میں نقل کرنے میں تفرّد کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بھی منقول ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: صبح کی نماز کے بعد وتر نہیں ہوتے۔

کئی اہل علم اس بات کے قائل ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد، امام اسحاق (بن راہویہ) رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ ان کے نزدیک صبح کی نماز کے بعد وتر ادا نہیں کیے جاسکتے۔

شرح

احادیث باب کا مفہوم

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ باب کی احادیث ثلاثہ میں یہ مسئلہ بیان کرتے ہیں کہ صبح سے قبل تم ”صلوٰۃ الوتر“ ادا کر لو۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے احادیث ثلاثہ کا مفہوم یہ سمجھا ہے نماز وتر کا وقت صبح صادق سے قبل تک ہے۔ طلوع صبح صادق ہوتے ہی نماز وتر کا وقت ادا ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد اس کی قضاء کی جائے گی جس کا وقت قضاء فرائض کی طرح تاحیات ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک احادیث ثلاثہ کا مفہوم یہ ہے کہ ”صلوٰۃ الوتر“ کا وقت نماز فجر سے قبل تک ہے۔ نماز فجر پڑھ لی تو ”صلوٰۃ الوتر“ کا وقت ختم ہو جائے گا اور بعد میں اس کی قضاء نہیں ہو سکتی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ”صبح“ سے مراد صبح صادق ہے جبکہ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک ”صبح“ سے مراد نماز فجر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ مَا جَاءَ لَا وَتِرَانَ فِي لَيْلَةٍ

باب 13: ایک رات میں دو مرتبہ وتر ادا نہیں کیے جاسکتے

432 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا مَلَاذِمُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَدْرِ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ

عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: لَا وَتِرَانَ فِي لَيْلَةٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

مذاهب فقهاء: وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الَّذِي يُوتَرُ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ ثُمَّ يَقُومُ مِنْ آخِرِهِ فَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ نَقَضَ الْوِتْرَ وَقَالُوا يُضِيفُ إِلَيْهَا رَكْعَةً وَيُصَلِّي مَا بَدَأَ لَهُ ثُمَّ يُوتِرُ فِي آخِرِ صَلَاتِهِ لِأَنَّهُ لَا وَتْرَانَ فِي لَيْلَةٍ وَهُوَ الَّذِي ذَهَبَ إِلَيْهِ إِسْحَاقُ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ إِذَا أَوْتَرَ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ يُصَلِّي مَا بَدَأَ لَهُ وَلَا يَنْقُضُ وَتْرَهُ وَيَدْعُ وَتْرَهُ عَلَى مَا كَانَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ وَأَحْمَدَ وَهَذَا أَصَحُّ

حدیث دیگر: لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صَلَّى بَعْدَ الْوِتْرِ

◀◀ قیس بن طلح اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ایک رات میں دو مرتبہ وتر ادا نہیں کیے جاسکتے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

اہل علم نے اس شخص کے بارے میں اختلاف کیا ہے جو رات کے ابتدائی حصے میں وتر ادا کر لیتا ہے اور پھر وہ آخری حصے میں نوافل ادا کرتا ہے۔

بعض اہل علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور بعد کے طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے یہ فرمایا ہے: وہ وتر کو توڑ دے گا (یعنی پہلے جو وتر ادا کیے تھے) ان کے ساتھ ایک رکعت اور ملا کر (انہیں جفت کر لے گا) پھر وہ جتنی مناسب سمجھے گا۔ اتنے ہی نفل ادا کر لے گا پھر اپنی نماز کے آخر میں وتر ادا کر لے گا، کیونکہ ایک ہی رات میں دو مرتبہ وتر ادا نہیں کیے جاسکتے۔ یہ وہ موقف ہے جس کو اسحق نے اختیار کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے، بعض دیگر اہل علم نے یہ رائے اختیار کی ہے: جب آدمی رات کے ابتدائی حصے میں وتر ادا کرنے کے بعد سو جائے اور پھر رات کے آخری حصے میں بھی بیدار ہو جائے، تو وہ جتنا مناسب سمجھے نوافل ادا کرتا رہے، لیکن وہ اپنے وتروں کو نہیں توڑے گا۔ اپنے وتروں کو ویسے ہی رہنے دے گا جیسے وہ پہلے تھے۔

سفیان ثوری، مالک بن انس، شافعی، ابن مبارک اہل کوفہ اور امام احمد کی یہی رائے ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ بات زیادہ مستند ہے، کیونکہ دیگر حوالوں سے یہ بات منقول ہے: نبی اکرم ﷺ نے وتر ادا کرنے کے بعد بھی نوافل ادا کیے تھے۔

433 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مُوسَى الْمَرِّيِّ عَنِ

432- اضرجه ابو داؤد (456/1) : كتاب الصلاة : باب : في نقض الوتر حديث (1439) والنسائي (229/3) : كتاب قيام الليل

وتطوع النسياء : باب : نسى النبي صلى الله عليه وسلم عن الوترين في ليلة واحد (23/4) وابن خزيمة (156/2) حديث (1101)

من طريق قيس بن طلح بن علي عن ابيه فذكره-

الْحَسَنُ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْوِتْرِ رَكْعَتَيْنِ
 قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَقَدْ رُوِيَ نَحْوُ هَذَا عَنْ أَبِي أُمَامَةَ وَعَائِشَةَ وَغَيْرِ وَاحِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ﴿﴾ سَيِّدَةُ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بَيَّانٌ كَرْتِي هِيَ نَبِيٌّ أَكْرَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَرَكْتُ بَعْدَ دُورِ رَكْعَتٍ أَدَاكِيَا كَرْتِي تَحْتَهُ.

اس کی مانند روایت حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نقل کی ہے۔

شرح

ایک رات میں دو وتر نہ ہونے کا مسئلہ

حدیث باب کا مفہوم پیچیدہ ہونے کی وجہ سے اس کے سمجھنے میں آئمہ فقہ میں اختلاف ہے۔ سوال یہ ہے کہ نقض وتر جائز ہے یا نہیں؟ نقض وتر کا مطلب یہ ہے کہ احتیاط کی بنیاد پر ایک شخص سونے سے قبل نماز وتر پڑھ کر سویا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے صلوٰۃ اللیل کے لیے وہ بیدار ہو گیا۔ اس نے ایک رکعت پڑھ کر سونے سے قبل پڑھے ہوئے وتر کے ساتھ ملا دی تاکہ وہ شفع میں تبدیل ہو جائے گا۔ اس کے بعد وہ نماز تہجد پڑھے اور آخر میں وتر پڑھے؟ جمہور آئمہ فقہ کا موقف ہے کہ نقض وتر جائز نہیں ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک رات میں دو وتر نہیں ہیں۔

حضرت امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نقض وتر جائز ہے۔ انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے: اجعلوا اخر صلوتکم باللیل وتراً (صحیح البخاری جلد اول ص ۱۳۶) (تم اپنی صلوٰۃ اللیل کے آخر میں وتر ادا کرو) لہذا نقض وتر جائز قرار دے کر اس روایت پر عمل کیا جائے گا۔ جمہور آئمہ کی طرف سے امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اس میں امر وجوب کے لیے نہیں ہے بلکہ استحباب و جواز پر محمول ہے۔ حضرت ابو امامہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات سے بھی اس موقف کی تائید ہوتی ہے۔

باب کی دوسری حدیث پر عمل کرنے کے لیے ”صلوٰۃ اللیل“ کے آخر میں دو نوافل ادا کیے جائیں گے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ دونوں نوافل بیٹھ کر ادا فرمایا کرتے تھے۔ یہ دو نوافل نہ واجب ہیں اور سنن مؤکدہ ہیں بلکہ مستحب ہیں۔ سنن غیر مؤکدہ اور نوافل پڑھنے کا مقصد فرائض و واجبات کے نقائص کو ختم کر کے انہیں کامل و اکمل بنانا ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ

باب 14: سواری پر وتر ادا کرنا

433- اضرجه ابن ماجه (377/1)؛ كتاب اقامة الصلاة اولسنة فيربا؛ باب ماجاء في الركعتين بعد الوتر جالسا هذيت (1195) واحد
 (298/6) من طريق صناديد بن مسعدة قال: حدثنا ميمون بن موسى المرسي عن الحسن بن عمار عن ام سلمة فذكره-

434 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

يَسَارٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي سَفَرٍ فَتَخَلَّفْتُ عَنْهُ فَقَالَ آيِنَ كُنْتَ فَقُلْتُ أَوْتَرْتُ فَقَالَ أَلَيْسَ لَكَ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ عَلَي رَاحِلَتِهِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقهاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ إِلَى هَذَا وَرَأَوْا أَنَّ يُوتِرَ الرَّجُلُ عَلَي رَاحِلَتِهِ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَاسْحَقُ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يُوتِرُ الرَّجُلُ عَلَي الرَّاحِلَةِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوتِرَ نَزَلَ فَأَوْتَرَ عَلَي الْأَرْضِ وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْكُوفَةِ

﴿﴾ سعید بن یسار بیان کرتے ہیں: میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھا، میں ان سے پیچھے رہ گیا (جب ان سے آکر ملا) انہوں نے دریافت کیا: تم کہاں رہ گئے تھے؟ میں نے کہا: میں وتر ادا کر رہا تھا۔ انہوں نے فرمایا: کیا تمہارے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کار میں اسوۂ حسنہ نہیں ہے؟ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر ہی وتر ادا کر لیتے تھے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض اہل علم نے اس بات کو اختیار کیا ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک آدمی سواری پر وتر کی نماز ادا کر سکتا ہے۔

امام شافعی، امام احمد اور امام اسحق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک آدمی سواری پر نماز ادا نہیں کر سکتا جب اس نے وتر ادا کرنے ہوں گے تو سواری سے نیچے اتر کر زمین پر وتر ادا کر لے گا۔ بعض اہل کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

سواری پر وتر پڑھنے میں مذاہب آئمہ

تمام آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سنن مؤکدہ، سنن غیر مؤکدہ اور نوافل سواری پر پڑھے جاسکتے ہیں۔ البتہ اس مسئلہ میں

434- اخرجه البخاری (566/2): كتاب الوتر: باب: الوتر على الدابة حديث (999) و مسلم (210/3 - الابي): كتاب صلاة

المسافرين وقصر لها باب: جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت حديث (700/36) والنسائي (232/3): كتاب

قيام الليل تطوع السفر: باب: الوتر على الراحلة وابن ماجه (379/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيسرا: باب: ماجاء في الوتر على

الراحلة حديث (1200) من طريق سعيد بن يسار عن ابن عمر فذكره-

اختلاف ہے کہ ”صلوٰۃ الوتر“ بھی سواری پر جائز ہے یا نہیں؟ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ فرائض کی طرح نماز وتر بھی سواری پر پڑھنا جائز نہیں ہے، کیونکہ فرائض اور ”صلوٰۃ الوتر“ دونوں کی عملاً حیثیت یکساں ہے۔

۲- حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک سنن و نوافل کی طرح نماز وتر بھی سواری پر جائز ہے، کیونکہ نماز وتر اور سنن و نوافل کا حکم یکساں ہے۔ انہوں نے اپنے موقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر نماز وتر ادا کرتے تھے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہ روایت قابل استدلال نہیں ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (راوی) کا عمل اس کے خلاف ہے۔ اس سلسلے میں حضرت نافع رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز تہجد سواری پر ادا کرتے اور وتر ادا کرنے کے لیے نیچے زمین پر اتر آتے تھے۔ پھر یوں بیان کرتے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس طرح کیا کرتے تھے۔ (شرح معانی الآثار جلد اول ص ۲۰۸)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حدیث باب میں ”صلوٰۃ الوتر“ سے مراد صلوٰۃ اللیل مع الوتر ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک ”صلوٰۃ الوتر“ اپنے حقیقی معنی میں ہے۔ احناف کے ہاں اس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت سعید بن یسار رضی اللہ عنہ کو بطور وصیت فرمایا: تم تہجد سواری پر پڑھ سکتے ہو کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد سواری پر ادا فرماتے تھے لیکن وتر ادا کرنے کے لیے سواری سے نیچے زمین پر اتر آیا کرو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عمل سے بھی اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الضُّحَى

باب 15: چاشت کی نماز

435 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ فَلَانَ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَمِّهِ ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ صَلَّى الضُّحَى ثِنْتِي عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللَّهُ لَهُ قَصْرًا مِّنْ ذَهَبٍ فِي الْجَنَّةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ هَانِيٍّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَنَعِيمِ بْنِ هَمَارٍ وَأَبِي ذَرٍّ وَعَائِشَةَ وَأَبِي أُمَامَةَ وَعُتْبَةَ بْنِ عَبْدِ السَّلْمِيِّ وَأَبْنِ أَبِي أَوْفَى وَأَبِي سَعِيدٍ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ وَأَبْنِ عَبَّاسٍ

435- اخرجہ ابن ماجہ (439/1): کتاب اقامة الصلاة والسنة فيهما: باب: ما جاء في صلاة الضحى حديث (1380) من طريق محمد

ابن اسمعيل عبد موسى بن انس (كذا في رواية ابن ماجه) عن ثمامة بن انس بن مالك عن انس بن مالك فذكره وفي رواية المصنف: قال

ابن اسمعيل: حدثني موسى بن فلان بن انس عن ثمامة بن انس بن مالك عن انس بن مالك فذكره-

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص چاشت کے وقت بارہ رکعت ادا کر لے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں سونے کا محل بنا دے گا۔

اس بارے میں سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت نعیم بن ہمار رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ، حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

436 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ

مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ

متن حدیث: مَا أَخْبَرَنِي أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحَى إِلَّا أُمَّ هَانِي فَإِنَّهَا حَدَّثَتْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَاغْتَسَلَ فَسَبَّحَ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ مَا رَأَيْتُهُ صَلَّى صَلَاةً قَطُّ أَحَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يُتَمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَكَانَ أَحْمَدُ رَأَى أَصَحَّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثُ أُمِّ هَانِي وَاخْتَلَفُوا فِي نَعِيمٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ نَعِيمُ بْنُ خَمَّارٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ ابْنُ هَمَّارٍ وَيُقَالُ ابْنُ هَبَّارٍ وَيُقَالُ ابْنُ هَمَّامٍ وَالصَّحِيحُ ابْنُ هَمَّارٍ وَأَبُو نَعِيمٍ وَهَمَّ فِيهِ فَقَالَ ابْنُ حَمَّازٍ وَأَخْطَأَ فِيهِ ثُمَّ تَرَكَ فَقَالَ نَعِيمٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَأَخْبَرَنِي بِذَلِكَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي نَعِيمٍ

﴿﴾ عبدالرحمن بن ابولیلی بیان کرتے ہیں: مجھے کبھی کسی نے یہ بات نہیں بتائی کہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ صرف سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے یہ بات بتائی۔ انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن ان کے ہاں تشریف لائے۔ آپ نے غسل کیا، پھر آپ نے آٹھ رکعت ادا کیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ مختصر نماز ادا کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا، تاہم آپ نے رکوع اور سجود مکمل ادا کیے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس بارے میں سب سے زیادہ مستند روایت وہی ہے جو سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

محدثین نے نعیم نامی راوی کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض حضرات نے ان کا نام نعیم بن خمار بیان کیا ہے۔ بعض حضرات نے ابن ہمار بیان کیا ہے۔ بعض نے ابن ہبار کیا ہے، بعض نے ابن ہمام بیان کیا ہے۔ صحیح قول ابن ہمار ہے۔

ابو نعیم نامی راوی کے بارے میں بھی اختلاف کیا گیا ہے۔ انہوں نے ابن خماز کہا ہے اور اس میں غلطی کی ہے پھر انہوں نے اسے ترک کر دیا اور بولے: نعیم نے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے امام ترمذی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: عبد بن حمید نے ابو نعیم کے حوالے سے مجھے یہ بات بتائی ہے۔

437 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ السَّمْنَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهَرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَوْ أَبِي ذَرٍّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

متن حدیث: أَنَّهُ قَالَ ابْنُ آدَمَ ارْكَعْ لِي مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ أَكْفِكَ الْآخِرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابو برداء رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اے ابن آدم! تم میرے لیے چار رکعت دن کے ابتدائی حصے میں ادا کرو۔ میں دن کے آخری حصے تک تمہارے لیے کفایت کروں گا۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔)

438 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ نَهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ عَنْ شَدَّادِ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ حَافِظًا عَلَى شَفْعَةِ الصُّحَى غُفِرَ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَقَدْ رَوَى وَكَيْعٌ وَالنَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَيْمَةِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ نَهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص چاشت کے جفت نوافل کو باقاعدگی سے ادا کرتا رہے گا اس کے گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔ اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کی مانند ہوں۔
وکیع اور نضر بن شمیل کے علاوہ دیگر ائمہ نے اس حدیث کو نہاس بن قہم کے حوالے سے نقل کیا ہے اور ہم اسے صرف اسی حوالے سے پہچانتے ہیں۔

439 سند حدیث: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ فَضِيلِ بْنِ مَرْزُوقٍ عَنْ

438- اضرجه ابن ماجه (440/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيربا: باب: ما جاء في صلاة الضمى حديث (1382) واحمد في

"مسند": (443/2 - 497 - 499) وعبد بن حميد ص (416) حديث (1422) من طريق نرباس بن قريم عن شداد ابي عمارة عن ابي

لصرفة به-

439- اضرجه احمد في "مسند": (36-21/3) وعبد بن حميد ص (280) حديث (891) من طريق فضيل بن مرزوق عن

عطية العوفى عن ابي سعيد الخدري فذكره-

عَطِيَّةُ الْعَوْفِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ

متن حدیث: كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحَى حَتَّى نَقُولَ لَا يَدْعُ وَيَدْعُهَا حَتَّى نَقُولَ

لَا يُصَلِّي

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (بعض اوقات) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز (اتنی باقاعدگی کے ساتھ) ادا کیا کرتے تھے۔ کہ ہم یہ سمجھتے تھے اب آپ سے ترک نہیں کریں گے پھر آپ سے ترک کر دیتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے اب آپ سے ادا نہیں کریں گے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔)

شرح

نماز اشراق و چاشت کی فضیلت، تعداد رکعات اور طریقہ ادائیگی

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب کے تحت پانچ احادیث کی تخریج فرمائی ہے جن میں نماز اشراق و چاشت کی فضیلت اور تعداد رکعات وغیرہ امور بیان کیے ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

نماز اشراق و چاشت کی فضیلت: نوافل ادا کرنے سے بندہ کو قرب الہی کی دولت حاصل ہوتی ہے اور جنت میں گھر بنایا جاتا ہے۔ (۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بارہ رکعت نماز چاشت ادا کی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں سونے کا گھر بنائے گا۔ (۲) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا فرمان یوں بیان فرمایا: اے اولاد آدم! تم دن کے ابتدائی حصہ میں میرے لیے چار رکعت ادا کرو، تو میں تمہارے لیے دن کے آخری حصہ تک کفایت کروں گا۔ (۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے چاشت کی دو رکعت ادا کرنے کا (مستقل) اہتمام کیا اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

نماز اشراق و چاشت کی تعداد رکعات: جمہور فقہاء و محدثین کے نزدیک نماز اشراق و چاشت دونوں ایک نماز کے نام ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کتب فقہ میں ان کو الگ الگ بیان نہیں کیا گیا۔ البتہ بعض فقہاء کے نزدیک ان دونوں کے درمیان لطیف سا فرق بھی کیا گیا ہے۔ نماز اشراق: یہ وہ نقلی نماز ہے جو طلوع آفتاب کے بعد فوراً پڑھی جائے۔ یہ نماز کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ چار رکعت ہے۔ نماز چاشت: یہ وہ نقلی نماز ہے جو دن کے نوبے سے لے کر گیارہ بجے (زوال سے قبل) تک پڑھی جاتی ہے۔ اس کی کم از کم آٹھ رکعات اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعات ہیں۔

ادا کرنے کا طریقہ: نماز اشراق اور نماز چاشت وغیرہ نوافل درحقیقت دو، دو رکعت ہوتے ہیں جو ایک تشہد، ایک قعدہ اور ایک سلام کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں۔ نوافل ادا کرنے کا یہی طریقہ افضل ہے۔ اگر بیک وقت چار رکعت ایک سلام کے ساتھ

پڑھے جائیں، تب بھی جائز ہے مگر اس کے قعدہ اولیٰ میں بھی تشهد، درود اور دعائیں پڑھی جائیں گی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الزَّوَالِ

باب 16: زوال کے وقت نماز ادا کرنا

440 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ

بْنِ أَبِي الْوَضَّاحِ هُوَ أَبُو سَعِيدٍ الْمُؤَدَّبُ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزْرِيِّ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ
متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعًا بَعْدَ أَنْ تَزُولَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ

وَقَالَ إِنَّهَا سَاعَةٌ تَفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَأَحَبُّ أَنْ يَصْعَدَ لِي فِيهَا عَمَلٌ صَالِحٌ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَآبِي أَيُّوبَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

حدیث دیگر: وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الزَّوَالِ لَا يُسَلِّمُ

إِلَّا فِي الْآخِرِ هَنَّ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ سورج ڈھل جانے کے بعد اور ظہر سے پہلے چار رکعت ادا کیا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے: یہ وہ گھڑی ہے، جس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ مجھے یہ بات پسند ہے، اس میں میری طرف سے نیک عمل اوپر جائے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات بھی منقول ہے: آپ زوال کے بعد جو چار رکعت ادا کرتے تھے۔ ان کے آخر میں

سلام پھرتے تھے۔

شرح

صلوٰۃ زوال کی فضیلت اور اس کا طریقہ

شب و روز کے چوبیس گھنٹوں میں کچھ اوقات ایسے ہیں جن میں روحانیت کو فروغ حاصل ہوتا ہے اور ان میں کی جانے والی عبادت فوراً درجہ قبولیت کو پہنچ جاتی ہے۔ ان اوقات میں سے ایک نصف النہار یعنی زوال کے بعد کا وقت ہے۔ اس وقت آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس وقت عبادت میں مصروف ہو جاتے تھے تاکہ آپ کے اعمال

440- اضرجه اصمد فی "مسندہ" (411/3) من طریق محمد بن مسلم بن ابی الوضاح - ابی سعید المؤدب - عن عبد الکریم الجزری

عن مجاهد عن عبد اللہ بن السائب فذکرہ۔

صالحہ درجہ قبولیت میں پہنچ جائیں۔ آسمان کے دروازے کھلنے کے دو مطالب ہو سکتے ہیں:

(۱) فرشتے نزول کرتے ہیں اور بندوں کے اعمال خیر لے کر بارگاہ خداوندی میں پہنچا دیتے ہیں۔

(۲) اعمال خیر از خود اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درجہ قبولیت حاصل کر لیتے ہیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زوال کے بعد پڑھی جانے والی نماز مستقل نہیں ہے بلکہ نماز ظہر کا حصہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت سنت نماز ظہر کے حصہ کے طور پر ادا فرماتے تھے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ یہ نماز، نماز ظہر کا حصہ نہیں تھی بلکہ ایک الگ اور مستقل نماز کی حیثیت سے پڑھی جاتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ چار رکعت نماز ایک سلام کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔ کتب فقہ میں اس نماز کا الگ ذکر نہیں ہے کیونکہ یہ نماز ظہر کا حصہ ہونے کے طور پر ادا کی جاتی تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْحَاجَةِ

باب 17: نماز حاجت کا بیان

441 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيْسَى بْنِ يَزِيدَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَكْرِ السَّهْمِيُّ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَكْرِ عَنْ فَائِدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: مَنْ كَانَتْ لَهُ إِلَى اللَّهِ حَاجَةٌ أَوْ إِلَى أَحَدٍ مِّنْ بَنِي آدَمَ فَلْيَتَوَضَّأْ فَلْيُحْسِنِ الْوُضُوءَ ثُمَّ لِيُصَلِّ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ لِيُشْنِ عَلَى اللَّهِ وَلِيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِيَقُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا تَدْعُ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ

توضیح راوی: فَائِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ وَقَائِدٌ هُوَ أَبُو الْوَرَقَاءِ

﴿﴾ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی حاجت ہو یا اولاد آدم میں سے کسی کے ساتھ کوئی کام ہو تو وہ وضو کرے، اچھی طرح وضو کرے، پھر دو رکعت ادا کرے، پھر اللہ تعالیٰ کی اچھی طرح حمد و ثناء بیان کرے، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر یہ پڑھے۔

”اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ بردبار ہے۔ کرم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے جو عظیم عرش کا پروردگار

441- اخرجه ابن ماجه (441/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء في صلاة الحاجة من طريق فائد بن عبد الرحمن عن

عبد الله بن ابي اوفى فذكره-

ہے ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ (اے اللہ) میں تجھ سے تیری رحمت کو واجب کرنے والی چیزوں اور تیری مغفرت کو پختہ کرنے والی چیزوں اور ہر نیکی کے اندر غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی کا سوال کرتا ہوں تو میرے ہر گناہ کو بخش دے ہر غم کو ختم کر دے اور میری ہر حاجت کو اپنی رضا کے مطابق پورا کر دے۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے!

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

اس کی سند میں کچھ کلام ہے۔ فائد بن عبد الرحمن نامی راوی کو علم حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے اور فائد نامی یہ راوی

ابورقاء ہیں۔

شرح

نماز حاجت اور اس کا طریقہ

انسان کو جب بھی کوئی ضروری مسئلہ درپیش ہو خواہ اللہ تعالیٰ سے یا کسی انسان سے تو وہ بہترین وضو کرے، پھر دو رکعت نماز ادا کرے، درود شریف پڑھے اور حصول مقصد کی نیت سے اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کرے: **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْحَكِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ** الخ اس دعا کے بعد اپنی خصوصی حاجت اور مقصد کا اللہ تعالیٰ سے ذکر کرے، اس کی وہ حاجت پوری ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اسلاف، صالحین اور اولیاء کرام اسی طرح نماز حاجت پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرتے تو ان کے مقصد کی تکمیل ہو جاتی تھی۔ ایک نابینا صحابی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور یوں عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی سے نواز دے۔ آپ نے جواب میں فرمایا: اگر تم صبر کرو تو باعث اجر و ثواب ہوگا اور اگر چاہتے ہو تو میں دعا کرتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں! اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ”صلوۃ الحاجۃ“ کی تعلیم دی اور پڑھنے کا حکم دیا۔ غیر اللہ سے بھی کوئی حاجت و ضرورت ہو تو اس سے بھی استعانت کی جاسکتی ہے کیونکہ حقیقی معاون تو اللہ تعالیٰ ہے لیکن مجازی طور پر بندہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس بارے میں مشہور حدیث بھی موجود ہے: جو شخص اپنے بھائی کی معاونت میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد میں ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ رقم الحدیث ۲۰۴)

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْإِسْتِخَارَةِ

باب 18: نماز استخارہ کا بیان

442 **سند حدیث:** حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ

عَبْدِ اللَّهِ قَالَ

متن حدیث: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْإِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ إِذَا هُمْ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكَعَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ لِيَقُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي

أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ
وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعِيشَتِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ فِي
عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعِيشَتِي
وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ
ارْضِنِي بِهِ قَالَ وَيُسَمَّى حَاجَتَهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي أَيُّوبَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي الْمَوَالِي

تَوْضِيحٌ رَاوَى: وَهُوَ شَيْخٌ مَدِينِيٌّ ثِقَةٌ رَوَى عَنْهُ سُفْيَانٌ حَدِيثًا وَقَدْ رَوَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ

الْأَثَمَةِ وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَبِي الْمَوَالِي

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام معاملات میں استخارہ کرنے کی تعلیم اسی
طرح دیا کرتے تھے جیسے آپ ہمیں قرآن کی کسی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ ارشاد فرماتے تھے: جب کسی شخص کو کوئی معاملہ
درپیش ہو تو وہ فرض نماز کے علاوہ دو رکعت ادا کرے پھر یہ دعا کرے۔

”اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کے وسیلے سے بھلائی چاہتا ہوں اور تیری قدرت کے وسیلے سے تیری مدد چاہتا
ہوں۔ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں جو عظیم ہے بے شک تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا تو
جانتا ہے اور میں علم نہیں رکھتا تو غیبوں کا بہت زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو یہ جانتا ہے: یہ معاملہ میرے لیے
میرے دین میں، میری دنیا میں، میری آخرت میں بہتر ہے۔ (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں:) جلدی اور دیر
ہر حوالے سے بہتر ہے تو اس کو میرے لیے آسان کر دے اور پھر میرے لیے اس میں برکت پیدا کر دے اور اگر تو یہ علم
رکھتا ہے: یہ معاملہ میرے لیے میرے دین، میری زندگی، میری آخرت میں برا ہے۔ (راوی کو شک ہے یا شاید یہ
الفاظ ہیں:) جلد یا دیر کسی بھی حالت میں برا ہے تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور میرے لیے
بھلائی مقدر کر دے خواہ وہ جہاں کہیں بھی ہو اور مجھے اس سے راضی کر دے۔“

442- اخرجہ البخاری (58/3)؛ کتاب الترمذی: باب: ما جاء في التطوع مثنى مثنى حديث (1166) و (187/11) كتاب الدعوات:

باب: الدعاء عند الاستخارة حديث (6382) و (387/13)؛ كتاب التوحيد باب: قول الله تعالى: (قل هو القادر)؛ حديث (7390)

وفي "الادب المفرد" (703) وابو داؤد (481/1)؛ كتاب الصلاة: باب: في الاستخارة حديث (1538) والنسائي (80/6)؛ كتاب

النكاح: باب: كيف الاستخارة حديث (3253) وابن ماجه (440/1) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيهما: باب: ما جاء في صلاة

الاستخارة حديث (1383) واصلح في "مسند" (344/3) وعبد الله بن احمد في زوائد علي المسند (344/3) وعبد بن حميد ص

(328) حديث (1089) من طريق عبد الرحمن بن ابي الموالى عن محمد بن المنكدر عن جابر بن عبد الله فذكره-

نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: پھر وہ شخص اپنی حاجت کا تذکرہ کرے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابویوب سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

ہم اس حدیث کو صرف عبدالرحمن بن ابوموالی کے حوالے سے جانتے ہیں اور یہ مدنی بزرگ ہیں اور ثقہ ہیں۔

ان سے سفیان نے ایک حدیث نقل کی ہے۔

عبدالرحمن نامی راوی کے حوالے سے کئی ائمہ نے احادیث نقل کی ہیں۔ یہ عبدالرحمن بن زید بن ابوموالی ہیں۔

شرح

استخارہ کا مفہوم و طریق کار

لفظ ”استخارہ“ کا مطلب ہے بھلائی چاہنا، طلب خیر اور با اعتماد شخصیت سے مشاورت کرنا۔ کسی چیز کی اہمیت و افادیت جتنی زیادہ ہوتی ہے اتنی ہی اس کی تعلیم دی جاتی ہے، درس دیا جاتا ہے اور اس کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً قرآن کریم کلام خداوندی ہے، بے مثل ہے اور بڑی فضیلت والا ہے۔ اس کا ایک حرف پڑھنے سے دس نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔ قرآن کے مسلمان پر کئی حقوق ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں: (۱) اس کو پڑھنا (۲) اسے سمجھنا (۳) اس پر عمل کرنا (۴) دوسرے لوگوں کو اس کی تعلیم دینا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور ارشاد گرامی ہے: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ (صحیح بخاری جلد ثانی ص ۷۵۲) ”تم میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا۔“ عَلَي هَذَا الْقِيَاسِ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو استخارہ کی تعلیم بھی اسی طرح دی ہے تاکہ وہ کسی معاملہ میں پریشانی کا شکار نہ ہوں۔

استخارہ خود بھی کر سکتا ہے۔ اگر خود نہیں کر سکتا تو دوسرے سے بھی کروا سکتا ہے۔ اس کا طریق یہ ہے کہ رات کے وقت دو رکعت نوافل سونے سے قبل اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھے۔ نماز کے بعد یہ دعا پڑھے: ”اللَّهُمَّ اِنِّي اَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَاسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَتَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَانْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ . اللَّهُمَّ اِنْ كَانَ هَذَا الْاَمْرُ خَيْرًا لِّي فِي مَعِيشَتِي وَخَيْرًا لِّي فِي عَاقِبَةِ اَمْرِي فَيَسِّرْهُ لِي وَبَارِكْ لِي فِيهِ .“ اس دعا کے بعد قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے سو جائے۔ خواب میں روشنی یا سبزہ یا صاف جاری پانی دیکھے تو زیر غور کام کرنے میں بہتری کی طرف اشارہ ہوگا اور اگر حالت خواب میں اندھیرا یا گدلا پانی یا سیاہی دیکھے تو اس کی ناکامی کی طرف اشارہ ہوگا۔ سات دن تک یہ عمل کرنے سے حالت خواب میں صورتحال واضح طور پر سامنے آجائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص استخارہ کرتا ہے، وہ نقصان میں نہیں رہے گا اور جو شخص استخارہ کرتا ہے وہ پریشان نہیں ہوگا۔ یاد رہے کہ استخارہ کرنے والا صوم و صلوة کا پابند، صاحب تقویٰ، صادق و امین اور شرعی اصولوں کا پابند ہونا چاہیے۔

استخارہ کے حوالہ سے چند فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

۱- محرمات و ممنوعات، فرائض و واجبات اور امور روزمرہ مثلاً کھانے پینے، سونے جاگنے اور لباس وغیرہ کے بارے میں

استخارہ نہیں کیا جاسکتا۔

۲- جہاد اور حج وغیرہ کے لیے استخارہ نہیں کیا جاسکتا، البتہ ان کے تعین وقت کے حوالہ سے کیا جاسکتا ہے۔

۳- استخارہ کا مقصد اللہ تعالیٰ اور بندہ کے تعلق میں استحکام پیدا کرنا ہے۔

۴- استخارہ ایسے معاملہ میں کیا جاسکتا ہے جس سے انسان تذبذب کا شکار ہو اور یقینی طور پر کوئی سمت متعین کرنے میں کامیابی نظر نہ آتی ہو۔

۵- وہ امور جو خیر و شر اور نفع و نقصان دونوں کا احتمال رکھتے ہوں، میں بھی استخارہ کیا جاسکتا ہے۔

۶- دعائے استخارہ سے قبل درود شریف اور سورہ فاتحہ پڑھنا مستحب ہے۔

۷- بہتر ہے کہ سات بار استخارہ کیا جائے، اگر اس سے قبل مقصد حاصل ہو جائے تو اس پر اکتفا کیا جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ التَّسْبِيحِ

باب 19: نماز تسبیح کا بیان

443 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ

عَمَارٍ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

مِثْرًا حَدِيثًا: أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ غَدَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ عَلَّمَنِي كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي

صَلَاتِي فَقَالَ كَبَّرِي اللَّهُ عَشْرًا وَسَبَّحِي اللَّهُ عَشْرًا وَأَحْمَدِيهِ عَشْرًا ثُمَّ سَلَى مَا شِئْتَ يَقُولُ نَعَمْ نَعَمْ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي رَافِعٍ

حُكْمٌ حَدِيثًا: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ غَيْرَ حَدِيثٍ فِي صَلَاةِ التَّسْبِيحِ وَلَا يَصِحُّ مِنْهُ كَبِيرُ شَيْءٍ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَقَدْ رَأَى ابْنُ الْمُبَارَكِ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ صَلَاةَ التَّسْبِيحِ وَذَكَرُوا الْفَضْلَ فِيهِ

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبُو وَهْبٍ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْمُبَارَكِ عَنِ الصَّلَاةِ الَّتِي يُسَبِّحُ فِيهَا فَقَالَ

يُكَبِّرُ ثُمَّ يَقُولُ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ ثُمَّ يَقُولُ خَمْسَ

عَشْرَةَ مَرَّةً سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ يَتَعَوَّذُ وَيَقْرَأُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَفَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةَ ثُمَّ يَقُولُ عَشْرَ مَرَّاتٍ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ يَرْكَعُ

فَيَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَيَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ يَسْجُدُ فَيَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ

فَيَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ يَسْجُدُ الثَّانِيَةَ فَيَقُولُهَا عَشْرًا يُصَلِّي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ عَلَى هَذَا فَذَلِكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ

تَسْبِيحَةً فِي كُلِّ رَكَعَةٍ يَبْدَأُ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ بِخَمْسَ عَشْرَةَ تَسْبِيحَةً ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يُسَبِّحُ عَشْرًا فَإِنْ صَلَّى لَيْلًا

443- اخرجه الحاكم (317/1-318) من طريق عبد الله بن المبارك به - وقال: صحيح على شرط مسلم ووافقه الذهبي -

فَأَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يُسَلِّمَ فِي الرَّكَعَتَيْنِ وَإِنْ صَلَّى نَهَارًا فَإِنْ شَاءَ سَلَّمَ وَإِنْ شَاءَ لَمْ يُسَلِّمْ قَالَ أَبُو وَهَبٍ وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رِزْمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ يَبْدَأُ فِي الرُّكُوعِ بِسُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَفِي السُّجُودِ بِسُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ثَلَاثًا ثُمَّ يُسَبِّحُ التَّسْبِيحَاتِ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ وَهَبٍ وَحَدَّثَنَا وَهَبُ بْنُ زَمْعَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ أَبِي رِزْمَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ إِنْ سَهَا فِيهَا يُسَبِّحُ فِي سَجْدَتِي السَّهُوِ عَشْرًا عَشْرًا قَالَ لَا إِنَّمَا هِيَ ثَلَاثُ مِائَةٍ تَسْبِيحَةٍ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے عرض کی: آپ مجھے ایسے کلمات سکھائیں جو میں نماز میں ادا کیا کروں۔ آپ نے فرمایا: دس مرتبہ اللہ اکبر پڑھو، دس مرتبہ سبحان اللہ پڑھو اور دس مرتبہ الحمد للہ پڑھو پھر جو چاہو وہ سوال کرو تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہاں ہاں۔ (یعنی میں اسے قبول کرتا ہوں) اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے نماز تسبیح کے بارے میں دیگر روایات بھی منقول ہیں اور ان میں سے اکثر مستند نہیں ہیں۔ ابن مبارک اور دیگر اہل علم نے نماز تسبیح کو نقل کیا ہے اور اس میں فضیلت کا تذکرہ کیا ہے۔

ابو وہب بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک سے ”صلوٰۃ تسبیح“ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: آدمی تکبیر کہے پھر سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ پڑھے پھر پندرہ مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پڑھے۔

پھر اعوذ باللہ پڑھے پھر ”بِسْمِ اللَّهِ“ پڑھے پھر سورہ فاتحہ پڑھے پھر ایک سورت پڑھے پھر دس مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پڑھے پھر سر کواٹھائے پھر دس مرتبہ ان کلمات کو پڑھے پھر سجدے میں جائے۔ دس مرتبہ انہیں پڑھے پھر سجدے سے سر کواٹھائے پھر دس مرتبہ انہیں پڑھے پھر دوسرے سجدے میں جائے اور انہیں دس مرتبہ پڑھے۔ اس طرح چار رکعت ادا کر لے تو یہ ایک رکعت میں 75 تسبیح ہوں گی۔ ہر رکعت کے آغاز میں پندرہ مرتبہ پڑھے پھر قرأت کرے پھر دس مرتبہ پڑھے اگر اسے رات کے وقت پڑھے تو مجھے یہ پسند ہے: وہ دو رکعت پڑھنے کے بعد سلام پھیرے اور اگر دن کے وقت پڑھتا ہو تو اس کی مرضی ہے اگر وہ چاہے تو سلام پھیر دے اگر چاہے تو (دو رکعت پڑھ کر) سلام نہ پھیرے (بلکہ آخر میں سلام پھیرے)

ابو وہب نامی راوی بیان کرتے ہیں: عبدالعزیز جو عبدالعزیز بن ابورزمہ ہیں۔ انہوں نے عبداللہ بن مبارک کے بارے میں مجھے یہ بات بتائی ہے: وہ رکوع میں پہلے ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ“ اور سجدے میں پہلے ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى“ تین مرتبہ پڑھتے تھے۔ اس کے بعد ان تسبیحات کو پڑھتے تھے۔

عبدالعزیز بن ابوزمہ بیان کرتے ہیں: میں نے عبداللہ بن مبارک سے دریافت کیا: اگر کوئی شخص اس نماز کے دوران سہو کا شکار ہو جاتا ہے تو کیا وہ سجدہ سہو میں بھی اس تسبیح کو دس دس مرتبہ پڑھے گا؟ انہوں نے فرمایا: یا نہیں یہ تسبیح تین سو مرتبہ پڑھی جائے گی۔

444 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ الْعُكْلِيُّ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لِلْعَبَّاسِ يَا عَمَّ أَلَا أَصْلُكَ أَلَا أَحْبُوكَ أَلَا أَنْفَعُكَ قَالَ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ يَا عَمَّ صَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةَ فَإِذَا انْقَضَتِ الْقِرَاءَةُ فَقُلِ اللَّهُ أَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً قَبْلَ أَنْ تَرْكَعَ ثُمَّ ارْكَعْ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ اسْجُدْ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا قَبْلَ أَنْ تَقُومَ فَتِلْكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ هِيَ ثَلَاثٌ مِائَةٌ فِي أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ فَلَوْ كَانَتْ ذُنُوبَكَ مِثْلَ رَمْلِ عَالِجٍ لَغَفَرَهَا اللَّهُ لَكَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَقُولَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ قَالَ فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ أَنْ تَقُولَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ فَقُلْهَا فِي جُمُعَةٍ فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ أَنْ تَقُولَهَا فِي جُمُعَةٍ فَقُلْهَا فِي شَهْرٍ فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ لَهُ حَتَّى قَالَ فَقُلْهَا فِي سَنَةٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ أَبِي رَافِعٍ

﴿﴾ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے چچا! کیا میں آپ کے ساتھ اچھا سلوک نہ کروں۔ کیا میں آپ کو عطیہ نہ دوں، کیا میں آپ کو فائدہ نہ پہنچاؤں۔ انہوں نے عرض کی: جی ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: اے چچا جان! آپ چار رکعت پڑھئے۔ ہر ایک رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھیں اور ایک سورت پڑھیں پھر جب آپ قرأت کو مکمل کر لیں تو اللہ اکبر، الحمد للہ، سبحان اللہ پندرہ مرتبہ پڑھیں رکوع میں جانے سے پہلے پھر آپ رکوع میں جائیں پھر اسے دس مرتبہ پڑھیں پھر سجدے میں جائیں پھر اسے دس مرتبہ پڑھیں پھر اپنے سر کو اٹھائیں تو اسے دس مرتبہ پڑھیں۔ کھڑے ہونے سے پہلے اس طرح ہر ایک رکعت میں 75 مرتبہ ہو جائے گا اور یہ چار رکعت میں تین سو مرتبہ ہو جائیں گے۔ اگر آپ کے گناہ ریت کے ٹیلوں کی طرح ہوں تو بھی اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت کر دے گا۔

انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! روزانہ اسے کون پڑھ سکتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر آپ اسے روزانہ نہیں پڑھ سکتے تو ہفتے میں ایک مرتبہ پڑھ لیں، اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو مہینے میں ایک مرتبہ پڑھ لیں۔ (راوی کہتے ہیں:) آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہی ارشاد فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیں۔

444- اضرجه ابن ماجه (442/1)؛ كتاب اقامة الصلاة والسنة فيرميا: باب: ما جاء في صلاة التسبيح حدیث (1386) من طريق زيد بن العباب قال: حدثنا موسى بن عبدة: قال: حدثني سعيد بن ابي سعيد مولى ابي بكر بن عمرو بن حزم عن ابي رافع مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكره-

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے جو حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

شرح

صلوٰۃ التَّسْبِيحِ کا مفہوم، فضیلت، کلمات تسبیح اور پڑھنے کا طریقہ

صلوٰۃ التَّسْبِيحِ کی وجہ تسمیہ: اس نماز میں کثرت سے تسبیحات کہی جاتی ہیں حتیٰ کہ ایک رکعت کے مختلف مقامات میں کہی جانے والی تسبیحات کی تعداد پچھتر تک پہنچ جاتی ہے اور چار رکعات میں تسبیحات کی تعداد تین سو ہو جاتی ہے، اس لیے اسے ”صلوٰۃ التَّسْبِيحِ“ کہا جاتا ہے۔

صلوٰۃ التَّسْبِيحِ کی فضیلت: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیارے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ پر نہایت درجہ کی مہربانی و شفقت فرماتے ہوئے انہیں اس نماز کی تعلیم و تلقین فرمائی۔ انہوں نے خیال کیا شاید ہر روز یہ نماز پڑھنا ہوگی، عرض کیا: یا رسول اللہ! روزانہ اس نماز کا ادا کرنا تو مشکل سا کام ہے۔ فرمایا: اگر آپ روزانہ نہیں پڑھ سکتے تو ہفتہ میں ایک بار پڑھ لیا کریں۔ عرض کیا: حضور! ہر ہفتہ میں اس کا پڑھنا بھی دشوار ہے۔ فرمایا: آپ ہر ماہ میں ایک دفعہ ادا کر لیا کریں۔ عرض کیا: یہ بھی مشکل سا معلوم ہوتا ہے۔ فرمایا: آپ سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! اس میں مزید تخفیف کی ضرورت ہے۔ فرمایا: اے چچا جان! آپ زندگی بھر میں بھی ایک مرتبہ یہ نماز ادا کر لیں گے تو پورے اجر و ثواب کے مستحق قرار پائیں گے۔

(سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ جلد اول ص ۱۸۴)

مختلف روایات میں صلوٰۃ التَّسْبِيحِ کی فضیلت و اہمیت بیان کی گئی ہے۔ اس نماز کی برکت سے اللہ تعالیٰ دس قسم کے گناہ معاف فرمادیتا ہے: سابقہ و آئندہ، قدیم و جدید، سہو و عمدہ، صغیرہ و کبیرہ اور اعلانیہ و پوشیدہ۔ (سنن ابی داؤد جلد اول ص ۱۸۴)

کلمات التَّسْبِيحِ: اس نماز میں کلمات تسبیح کثرت سے استعمال کیے جاتے ہیں۔ کلمات تسبیح کی ترتیب دو طرح کی ہے: (۱) ”اللَّهُ أَكْبَرُ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ“ کلمات تسبیح کی یہ ترتیب حدیث میں مذکور ہے۔ (۲) ”سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ“ کلمات تسبیح کی یہ ترتیب حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہے جو آسان و مقبول ہے۔

صلوٰۃ التَّسْبِيحِ کا طریقہ: صلوٰۃ التَّسْبِيحِ ادا کرنے کے دو طریقے ہیں:

(۱) چار رکعت نوافل کی نیت سے نماز شروع کی جائے۔ ثناء، تعوذ و تسمیہ، فاتحہ اور قرأت سورت کے بعد اور رکوع سے قبل پندرہ بار یہ کلمات تسبیح پڑھے جائیں: اللَّهُ أَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ، رکوع میں دس بار، قومہ میں دس بار، سجدہ اول میں دس بار، جلسہ میں دس بار، سجدہ ثانیہ میں دس بار اور جلسہ استراحت میں دس بار۔ یہ طریقہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔ ایک رکعت میں ۷۵ بار تسبیحات ہوئیں۔ اسی طرح چار رکعات میں تسبیحات کی تعداد تین سو تک پہنچ جائے گی۔

(۲) چار رکعت نوافل صلوٰۃ التَّسْبِيحِ کی نیت سے شروع کیے جائیں۔ ثناء کے بعد اور سورہ فاتحہ سے قبل پندرہ بار یہ تسبیح پڑھی جائے: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، قرأت سورت کے بعد اور قبل از رکوع دس بار، رکوع میں دس

بار، قومہ میں دس بار، سجدہ اول میں دس بار، جلسہ میں دس بار اور سجدہ ثانیہ میں دس بار۔ ایک رکعت میں تسبیحات کی تعداد ۵۷ ہو جائے گی اور چار رکعات کی کل تعداد تسبیحات تین سو ہو جائے گی۔ یہ طریقہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کا تجویز فرمودہ ہے۔ دونوں طریقوں سے ”صلوٰۃ التّسبیح“ پڑھی جاسکتی ہے۔ (مفتی محمد امجد علی اعظمی بہار شریعت مکتبہ مدینہ جلد اول ص ۶۸۳)

ضروری مسئلہ: پانچ اوقات مکروہہ (۱) بوقت طلوع آفتاب (۲) بوقت غروب آفتاب (۳) نصف النہار (بوقت زوال) (۴) بعد از نماز عصر تا غروب آفتاب (۵) بعد از طلوع صبح صادق تا طلوع آفتاب کے علاوہ جب بھی چاہیں صلوٰۃ التّسبیح پڑھی جاسکتی ہے۔ اعلان کے ساتھ یہ نماز باجماعت ادا کرنا مکروہہ ہے۔ اگر اعلان کے بغیر چند افراد صلوٰۃ التّسبیح باجماعت ادا کریں تو جائز ہے لیکن انفرادی طور پر ادا کرنا افضل ہے۔ اس کے پہلے قعدہ میں تشہد، درود اور دعائیں پڑھی جائیں گی۔

سوال: صلوٰۃ التّسبیح کے حوالے سے گیارہ احادیث ہیں جو سب کی سب ضعیف ہیں، تو پھر اس کے احکام کیسے ثابت ہو سکتے ہیں؟

جواب: احادیث کی کثرت کے سبب یہ حدیث حسن لغیرہ کے درجہ میں ہے جس سے استحباب درجہ کا عمل ثابت ہو سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 20: نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کا طریقہ

445 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ مَسْعَرٍ وَالْأَجْلَحِ وَمَالِكِ بْنِ مَعْوَلٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا السَّلَامُ عَلَيْكَ قَدْ عَلِمْنَا فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ قَالَ مُحَمَّدُ قَالَ أَبُو أُسَامَةَ وَزَادَنِي زَائِدَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ وَنَحْنُ نَقُولُ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ

445- أخرجه البخاري (470/6): كتاب احاديث الانبياء حديث (3370) و (392/8): كتاب التفسير: باب: قوله تعالى: (ان الله واصلنك بصلون على النبي يا ايها الذين امنوا صلوا عليه وسلموا تسليما) حديث (4797) و (156/11): كتاب الدعوات باب: الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم حديث (6357) و مسلم (290/2- الابي): كتاب الصلاة: باب: الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد التشريد حديث (66-67-68/406) و ابو داود (321/1-322): كتاب الصلاة: باب: الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد التشريد حديث (976-977-978) و النسائي (47/3-48): كتاب السجود: باب: نوع آخر وابن ماجه (293/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيرسا: باب: الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم حديث (904) و احمد في مسنده: (241/4-243-244) و الدارمي (309/1): كتاب الصلاة: باب: الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم و الحميري (310-311/2) حديث (711-712) و عبد بن حميد ص (144) حديث (368) من طريق عبد الرحمن بن ابي ليل عن كعب بن عجرة فذكره-

فی الباب: قَالَ: وَفِي النَّبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَآبِي حُمَيْدٍ وَآبِي مَسْعُودٍ وَطَلْحَةَ وَآبِي سَعِيدٍ وَبُرَيْدَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَارِجَةَ وَيُقَالُ ابْنُ جَارِيَةَ وَآبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى كُنْيَتُهُ أَبُو عَيْسَى وَآبُو لَيْلَى اسْمُهُ يَسَارٌ

﴿﴾ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو وہ ہے جس کا ہمیں پتہ چل چکا ہے، ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم یہ پڑھو۔

”اے اللہ! تو حضرت محمد اور حضرت محمد کی آل پر درود نازل کر، جیسے تو نے حضرت ابراہیم پر درود نازل کیا، بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے، تو حضرت محمد اور حضرت محمد کی آل پر برکت نازل کر، جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم پر برکت نازل کی، بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے۔“

محمود نامی راوی بیان کرتے ہیں: ابو اسامہ نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے: زائدہ نامی راوی نے اعمش کے حوالے سے، حکم کے حوالے سے، عبد الرحمن بن ابولیلیٰ کے حوالے سے یہ بات اضافی نقل کی ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں: ہم لوگ علینا معہم بھی پڑھا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت علی، حضرت ابو حمید، حضرت ابو مسعود حضرت طلحہ، حضرت ابو سعید، حضرت بریدہ، حضرت زید بن خارجه اور ایک قول کے مطابق زید بن حارثہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نامی راوی کی کنیت ابو عیسیٰ ہے اور ابولیلیٰ کا نام یسار ہے۔

شرح

قعدہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درود پیش کرنے میں مذاہب آمنہ

نماز کے قعدہ اخیرہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درود شریف پیش کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- ایک روایت حضرت امام احمد اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک قعدہ اخیرہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درود شریف پیش کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔

۲- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز کے آخری قعدہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ پر درود شریف پڑھنا مسنون ہے۔

تیس سے زائد مختلف صیغوں سے درود شریف مروی ہے۔ سب سے افضل درود، درود ابراہیمی ہے، جس کی تعلیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کو دی۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ!

آپ پر سلام عرض کرنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو چکا ہے: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، آپ درود شریف پیش کرنے کا طریقہ بھی تعلیم فرمادیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درود شریف پیش کرنے کی یوں تعلیم دی: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ۝

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا ایک ایسا عمل ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو ملا کر خود بھی کرتا ہے اور مسلمانوں کو بھی اس میں شامل ہونے کا حکم دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ (الاحزاب: ۵۶) (بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود پڑھو اور سلام بھیجو جس طرح بھیجنے کا حق ہے)

زندگی میں کم از کم ایک دفعہ درود شریف پڑھنا فرض ہے۔ مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر خیر کے وقت ایک بار درود شریف پڑھنا واجب۔ کسی مجلس میں آپ کا اسم گرامی سن کر ہر بار درود شریف پیش کرنا مستحب ہے اور اہم ترین عبادت۔ درود ابراہیمی بطور حکایت نہیں بلکہ بطور انشاء بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ درود ابراہیم کا مفہوم اس درود شریف سے ادا ہو جاتا ہے: الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَىٰ آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ۔ دور رسالت میں نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرنے والے لوگ درود ابراہیمی پڑھا کرتے تھے بلکہ خواتین اپنے گھروں میں، دوسری مساجد اور شہروں کے لوگ بھی کسی تغیر و تبدل کے بغیر درود ابراہیمی ہی پڑھا کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 21: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی فضیلت

446 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَثْمَةَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ

مَعْقُوبِ الزَّمْعِيُّ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَيْسَانَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ شَدَّادٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

حدیث دیگر: وَرَوَى عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا

عَشْرًا وَكُتِبَ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن میرے سب

سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجتا ہوگا۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بھی منقول ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہے:

”جو شخص روزانہ مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجے گا۔ اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی“

447 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَعَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ وَعَمَارٍ وَأَبِي طَلْحَةَ وَأَنَسٍ وَأَبِي بَنْ كَعْبٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَرَوَى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَغَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا صَلَاةَ الرَّبِّ الرَّحْمَةَ وَصَلَاةَ الْمَلَائِكَةِ الْإِسْتِغْفَارُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔

اس بارے میں حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت عمار، حضرت ابو طلحہ، حضرت انس اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

سفیان ثوری اور دیگر کئی اہل علم سے یہ بات منقول ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے درود سے مراد رحمت ہے اور فرشتوں کے درود سے مراد دعائے مغفرت ہے۔

448 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَلَمٍ الْمَصْحَفِيُّ الْبَلْخِيُّ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ عَنْ أَبِي قُرَّةِ الْأَسَدِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ

آثَارِ صَحَابِهِ: إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفَ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتَّى تُصَلِّيَ عَلَى نَبِيِّكَ ﷺ

﴿﴾ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دعا آسمان اور زمین کے درمیان موقوف رہتی ہے۔ اس میں سے کچھ بھی اس وقت تک بلند نہیں ہوتا جب تک تم اپنے نبی پر درود نہیں بھیجتے۔

449 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

آثَارِ صَحَابِهِ: لَا يَبِيعُ فِي سَوْقِنَا إِلَّا مَنْ قَدْ تَفَقَّهَ فِي الدِّينِ

447- اضرجه مسلم (291/2- الابى) كتاب الصلاة باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد التسمية حديث (408/70) والبخارى فى اللادب المفرد (645) وابو داود (479/1): كتاب الصلاة: باب فى الاستغفار حديث (1530) والنسائى (50/3) كتاب السرى: باب: الفضل فى: صلاة على النبي صلى الله عليه وسلم واحمد فى "مسند": (262/2- 372- 375- 485) والداريمى (317/2): كتاب الرقاه: باب: فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم من طريق العلاء بن عبد الرحمن بن يعقوب عن ابيه عن ابي هريرة فذكره-

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ .

توضیح راوی: عَبَّاسٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَالْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ يَعْقُوبَ وَهُوَ مَوْلَى الْحُرَقَةَ وَالْعَلَاءُ هُوَ مِنَ التَّابِعِينَ سَمِعَ مِنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَغَيْرِهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَعْقُوبَ وَالِدُ الْعَلَاءِ وَهُوَ أَيْضًا مِنَ التَّابِعِينَ سَمِعَ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ وَابْنِ عُمَرَ وَيَعْقُوبَ جَدُّ الْعَلَاءِ هُوَ مِنْ كِبَارِ التَّابِعِينَ أَيْضًا قَدْ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَرَوَى عَنْهُ

﴿﴾ علاء بن عبد الرحمن اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: ہمارے بازار میں وہی شخص خرید و فروخت کرے جو دین کی سمجھ بوجھ حاصل کر چکا ہو۔ یہ روایت ”حسن غریب“ ہے۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) عباس نامی راوی عباس بن عبد العظیم ہیں۔ علاء بن عبد الرحمن نامی راوی یہ ابن یعقوب ہیں جو حرقہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ علاء تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث سنی ہیں۔

عبد الرحمن بن یعقوب جو علاء کے والد ہیں یہ بھی تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث سنی ہیں۔

یعقوب جو علاء کے دادا ہیں یہ اکابر تابعین میں سے ایک ہیں۔ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب کا زمانہ پایا ہے۔ ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

شرح

فضائل درود شریف

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب کے تحت پانچ احادیث مبارکہ کی تخریج کی ہے جن میں بتایا گیا ہے جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بار درود شریف کا ہدیہ پیش کرتا ہے، اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس پر دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اول و آخر درود پڑھے بغیر کی جانے والی دعا اللہ تعالیٰ کے حضور درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتی۔ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں کثرت سے درود شریف پیش کرنے کے چند فوائد ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

۱- درود شریف کی برکت سے جان کنی کے وقت تکلیف نہیں ہوگی۔

۲- قبر میں منکر نکیر کے سوالات کے جواب دینے میں آسانی ہوگی۔

۳- قبر میں دہشت و پریشانی نام کی کوئی چیز لاحق نہیں ہوگی۔

۴- قبر میں مٹی جسم کو نہیں کھائے گی اور جسم صحیح سالم رہے گا۔

۵- دنیا سے رخصت ہونے سے قبل جنت میں اپنا گھر دیکھ لے گا۔

- ۶- حشر و نشر کی تکالیف، مصائب اور پریشانیوں سے محفوظ رہے گا۔
- ۷- قیامت کے دن عرش الہی کے سایہ میں جگہ ملے گی۔
- ۸- حوض کوثر سے پانی نوش کرنے کی سعادت حاصل ہوگی۔
- ۹- قیامت کے دن حساب کتاب دینے میں آسانی ہوگی۔
- ۱۰- پل صراط سے گزرنے کا مرحلہ آسانی سے طے ہو جائے گا۔
- ۱۱- پل صراط سے گزرتے وقت نور میسر آئے گا۔
- ۱۲- جنت کی راہداری کا پروانہ میسر آئے گا۔
- ۱۳- جنت میں قرب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت حاصل ہوگی۔
- ۱۴- گناہ مٹ جاتے ہیں، درجات بلند ہوتے ہیں اور نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔
- ۱۵- چہرے پر رونق آ جاتی ہے اور قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے۔
- ۱۶- فرشتے دعا مغفرت و بخشش کرتے ہیں۔
- ۱۷- قیامت کے دن نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔
- ۱۸- شفاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوگی۔
- ۱۹- اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل ہوگی۔
- ۲۰- آخرت کی تمام منازل آسان ہو جائیں گی۔
- ۲۱- گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا جائے گا۔
- ۲۲- قیامت کے دن گھبراہٹ اور ہولناکی سے نجات حاصل ہوگی۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب الجمعة عن رسول الله ﷺ

جمعہ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

باب 1: جمعہ کے دن کی فضیلت

450 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا

وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي لُبَابَةَ وَسَلْمَانَ وَأَبِي ذَرٍّ وَسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ وَأَوْسِ بْنِ أَوْسٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جن دنوں میں سورج طلوع ہوتا ہے ان میں سب

سے بہتر جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔ اسی دن انہیں جنت میں داخل کیا گیا اسی دن انہیں وہاں سے نکالا گیا اور قیامت بھی جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی۔

اس بارے میں حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت

اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

فضائل جمعۃ المبارک

لفظ ”جمعہ“ کے تلفظ میں چار لغات ہیں: (۱) بضم المیم (۲) بسکون المیم (۳) بفتح المیم (۴) بکسر المیم۔ پہلی لغت مشہور اور

450- اخرجہ مسلم (214/3- الابی): کتاب الجمعة: باب: فضل يوم الجمعة: حدیث (854/17) والنسائی (89/3): کتاب الجمعة:

باب: ذکر فضل الجمعة: واحد (401/2-418-512) من طریق عبد الرحمن الاعرج عن ابی ہریرة فذکرہ۔

قرآنی تلفظ کے مطابق ہے۔ زمانہ جاہلیت میں اس دن کو ”یوم العروبة“ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اسلام نے اس کا نام تبدیل کر کے ”یوم الجمعة“ تجویز کیا۔ کعب بن لوی اس دن لوگوں کو جمع کر کے ان سے خطاب کیا کرتا تھا، اس لیے اس کا یہ نام رکھا گیا ہے۔ اس کی ایک وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس دن لوگ نماز کے لیے اکٹھے ہوتے ہیں، لہذا اسی مناسبت سے اسے ”یوم الجمعة“ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ہجرت کے پہلے سال بلکہ ابتدائی ایام میں ”نماز جمعۃ المبارک“ فرض ہوئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد پہلا خطبہ جمعہ ”قبا“ نامی بستی میں ارشاد فرمایا تھا، اب یہ بستی مدینہ منورہ کا حصہ (محلہ) بن چکی ہے۔

موضوع کی مناسبت سے یہاں تین قسم کے فضائل ہو سکتے ہیں:

۱- یوم جمعہ کے فضائل: یوم جمعہ کے فضائل کے حوالے سے چند احادیث مبارکہ ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم پچھلے ہیں اور قیامت کے دن پہلے، سو اس کے کہ انہیں ہم سے قبل کتاب دی گئی اور ہمیں ان کے بعد۔ جمعۃ المبارک وہ دن ہے کہ ان پر فرض کیا گیا تو وہ اس کے خلاف ہو گئے اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے بتا دیا دوسرے لوگ ہمارے تابع ہیں۔ یہود نے دوسرے دن (ہفتہ) کو متعین کیا اور انسا رٹی نے تیسرے دن کو (اتوار) کو مقرر کیا۔ (محمد بن اسماعیل بخاری صحیح بخاری جلد اول ص ۳۰۳)

(۲) حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے افضل ایام میں سے جمعہ کا دن ہے۔ اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی، اسی دن وصال ہوا، اسی دن نقشہ اور اسی دن صعقہ ہوگا۔ تم اسی دن مجھ پر درود پیش کرنے کی کثرت کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس وقت ہمارا درود شریف کیسے پہنچے گا جب آپ کا انتقال ہو چکا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے جسموں کو کھائے۔ (سنن نسائی جلد اول ص ۲۳۷)

(۳) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جمعہ کا دن تمام ایام کا سردار ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا ہے حتیٰ کہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر سے بھی بڑا ہے۔ (سنن ابن ماجہ جلد دوم ص ۸)

۲- نماز جمعہ کے فضائل: نماز جمعہ ادا کرنے کے فضائل اور نہ ادا کرنے کی وعید کے حوالہ سے چند احادیث درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بہترین وضو کیا، نماز ادا کرنے کے لیے آیا، خاموش رہا (خطبہ سنا) تو اس کی بخشش ہو جاتی ہے اور دو جمعوں کے درمیان والے اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (اصح للمسلم جلد اول ص ۴۲۷)

(۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ایک دن میں پانچ کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت لکھ دے گا: (۱) مریض کی عیادت کے لیے گیا (۲) نماز جنازہ میں شامل ہوا (۳) روزہ رکھا (۴) نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے گیا (۵) غلام آزاد کیا۔ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان جلد رابع ص ۱۹۱)

(۳) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تین جمعے بلا عذر ترک کر دے، وہ منافق ہے۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان جلد رابع ص ۲۳۷)

(۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ ایک شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دوں پھر جو لوگ نماز جمعہ ادا کرنے میں پیچھے رہ گئے ہیں میں ان کے گھروں کو جلا دوں۔

(اصحیح للمسلم، جلد اول ص ۳۲۷)

۳- جمعہ کے شب و روز میں مرنے کی فضیلت: جمعہ کی رات یا دن میں مرنے والے کی فضیلت کے حوالے سے چند احادیث ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان شخص جمعہ کے دن یارات میں وفات پائے گا، وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا اور قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس پر شہداء کی مہر لگی ہوگی۔

(جامع ترمذی جلد ثانی ص ۳۳۹)

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب جمعہ روشن رات اور یوم جمعہ روشن دن ہے۔ (مشکوٰۃ جلد اول ص ۳۹۳)

(۳) حضرت عطار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مسلمان مرد یا عورت کی جمعہ کی شب یا دن میں وفات ہوگی، اسے فتنہ قبر اور عذاب قبر سے محفوظ رکھا جائے گا، اللہ تعالیٰ سے ملتے وقت اس سے حساب نہیں لیا جائے گا اور اس کے ساتھ گواہی کے لیے گواہ ہوں گے یا مہر ہوگی۔ (شرح الصدور للسیوطی ص ۱۵۱)

(۴) ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ آیت قرآن تلاوت کی: الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيْتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِينًا ط (المائدہ: ۳) (آج میں نے تمہارے لیے دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت مکمل کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین بنا دیا) پاس کھڑے ہوئے ایک یہودی نے کہا: اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو بطور عید مناتے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب دیا: تم ایک عید کی بات کرتے ہو ہماری تو اس کے نزول کے دن دو عیدیں تھیں: (۱) جمعۃ المبارک، (۲) یوم العرفہ (یوم الحج) (جامع ترمذی رقم الحدیث ۳۰۵۵)

حدیث باب پر تبصرہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یوم جمعہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ یہ تمام دنوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اس کے افضل ہونے کی چار وجوہات بیان کی گئی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل سے:

۱- تخلیق آدم: یوم جمعہ کے افضل ہونے کی پہلی وجہ یہ ہے کہ اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی، جس دن کسی بزرگ ہستی کی ولادت ہوئی ہو، وہ بابرکت ہوتا ہے۔ اس دن کو لوگ تحدیث نعمت اور شکر باری تعالیٰ کے طور پر مناتے ہیں اور اس بزرگ سے اظہار عقیدت کرتے ہیں۔ جس طرح ہر سال بارہ ربیع الاول دن پورے عالم اسلام میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، کمالات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے تقریبات منعقد ہوتی ہیں۔

۲- حضرت آدم علیہ السلام کا دخول جنت: انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑے انعام سے نوازا گیا۔ آپ کی تخلیق زمین پر ہوئی پھر آپ اور آپ کی زوجہ حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جنت میں داخل کیا گیا۔

دخول جنت کا واقعہ بھی یوم جمعہ میں پیش آیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اولاد آدم اور حضرت آدم و حواء علیہما السلام پر بہت بڑا انعام تھا۔ اس انعام کی وجہ سے یہ دن بھی باعظمت ہو کر دیگر ایام سے افضل بن گیا۔

۳- حضرت آدم علیہ السلام کا خروج جنت: اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی زوجہ حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جنت میں داخل کیا اور ان پر کچھ پابندیاں عائد کیں جن کو وہ ملحوظ خاطر نہ رکھ سکے تو اس کی پاداش میں جنت سے ان کے اخراج کا واقعہ بھی یوم جمعہ میں پیش آیا۔ بظاہر اس واقعہ سے یوم جمعہ کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی لیکن تھوڑی گہرائی میں اتر کر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آپ کے اخراج کے واقعہ کی وجہ سے خلافت کا تاج حضرت آدم علیہ السلام پھر آپ کی اولاد کے سر پر سجایا گیا اور زمین پر رونقیں اور بہاریں آگئیں۔

۴- قیام قیامت: مستقبل میں ایک واقعہ پیش آئے گا، جسے ”قیام قیامت“ کہا جاتا ہے۔ اس دن حساب کتاب ہوگا، نیک لوگوں کو دخول جنت کا پروانہ دیا جائے گا اور برے لوگوں کو جہنم کی سزا سے دوچار ہونا پڑے گا۔ یہ واقعہ بھی یوم جمعہ میں پیش آئے گا۔ اس وجہ سے ”یوم جمعہ“ سیدالایام اور تمام دنوں سے افضل ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّاعَةِ الَّتِي تُرْجَى فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ

باب 2: جمعہ کے دن میں موجود وہ مخصوص گھڑی جس میں (دعا کی قبولیت) کی امید کی جاسکتی ہے

451 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْهَاشِمِيُّ الْبَصْرِيُّ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الْحَنْفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ

متن حدیث: التَّمِسُوا السَّاعَةَ الَّتِي تُرْجَى فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَى غَيْبُوبَةِ الشَّمْسِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ

وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ يُضَعَّفُ ضَعْفَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ

وَيُقَالُ لَهُ حَمَادُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ وَيُقَالُ هُوَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ الْأَنْصَارِيُّ وَهُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ

مذہب فقہاء: وَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ السَّاعَةَ الَّتِي

تُرْجَى فِيهَا بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَى أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَاسْحَقُ

وَقَالَ أَحْمَدُ أَكْثَرَ الْأَحَادِيثِ فِي السَّاعَةِ الَّتِي تُرْجَى فِيهَا إِجَابَةُ الدَّعْوَةِ أَنَّهَا بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَتُرْجَى

بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جمعہ کے دن میں عصر کے بعد سے لے کر

سورج غروب ہونے تک اس مخصوص گھڑی کو تلاش کرو جس میں (دعا کی قبولیت) کی امید کی جاسکتی ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت دیگر اسناد کے ہمراہ بھی نقل کی گئی ہے۔

اس حدیث کے راوی محمد بن ابوجمید کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

بعض اہل علم نے ان کے حافظے کے حوالے سے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔

ایک قول کے مطابق یہ ابراہیم انصاری ہیں اور وہ ”منکر الحدیث“ ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے۔ بعض اہل علم کے نزدیک وہ مخصوص گھڑی جس میں دعا کی

قبولیت کی امید کی جاسکتی ہے۔ وہ عصر سے لے کر سورج غروب ہونے تک ہے۔

امام احمد اور امام اسحاق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہما نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اکثر احادیث میں اس مخصوص گھڑی جس میں دعا کی قبولیت کی امید کی جاسکتی ہے کے بارے

میں یہی منقول ہے۔ وہ عصر کے بعد ہوتی ہے تاہم سورج ڈھلنے کے بعد بھی اس کی امید کی جاسکتی ہے۔

452 سند حدیث: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

عَمْرٍو بْنِ عَوْفِ الْمَزْنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يَسْأَلُ اللَّهُ الْعَبْدُ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا آتَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ آيَةُ

سَاعَةٍ هِيَ قَالَ حِينَ تَقَامُ الصَّلَاةُ إِلَى الْإِنْصِرَافِ مِنْهَا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مُوسَى وَآبِي ذَرٍّ وَسَلْمَانَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ وَآبِي لُبَابَةَ وَسَعْدِ بْنِ

عُبَادَةَ وَآبِي أَمَامَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَمْرٍو بْنِ عَوْفٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

◀◀ کثیر بن عبد اللہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جمعہ

کے دن میں ایک گھڑی ہے: بندہ اس میں جو بھی چیز مانگتا ہے اللہ تعالیٰ وہ اسے عطا کر دیتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی: وہ کون سی گھڑی

ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب (جمعہ کی نماز) گھڑی ہوتی ہے تو اس کے ختم ہونے تک (وہ گھڑی ہے)۔

اس بارے میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، حضرت

ابولبابہ رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو امامہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

453 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ

اللَّهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

452- اخرجہ ۱۔ ماجہ (360/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيهما: باب: ما جاء في الساعة التي ترجى في الجمعة حديث (1138)

وعبد بن حميد ص (120) حديث (291) من طريق كثير بن عبد الله بن عمرو بن عوف المزني عن ابيه عن جده فذكره-

متن حدیث: خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيهِ أُهْبِطَ مِنْهَا وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يُصَلِّيَ فَيَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ آيَاهُ

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَلَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَامٍ فَذَكَرْتُ لَهُ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِتِلْكَ السَّاعَةِ فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي بِهَا وَلَا تَضَنَّ بِهَا عَلَيَّ قَالَ هِيَ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَى أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقُلْتُ كَيْفَ تَكُونُ بَعْدَ الْعَصْرِ

متن حدیث: وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّيُ وَتِلْكَ السَّاعَةُ لَا يُصَلِّيُ فِيهَا

فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِي صَلَاةٍ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَهُوَ ذَاكَ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

قول امام ترمذی: قَالَ وَمَعْنَى قَوْلِهِ أَخْبِرْنِي بِهَا وَلَا تَضَنَّ بِهَا عَلَيَّ لَا تَبْخَلْ بِهَا عَلَيَّ وَالضَّنُّ الْبُخْلُ وَالظَّنُّ الْمُتَّهَمُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جن دنوں میں سورج طلوع ہوتا ہے ان میں سب سے بہتر جمعہ کا دن ہے جس میں حضرت آدم کو پیدا کیا گیا۔ اسی دن میں انہیں جنت میں داخل کیا گیا۔ اسی میں انہیں وہاں سے (زمین پر) اتارا گیا تو اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہے: بندہ مسلم اس میں نماز پڑھ رہا ہو تو اس گھڑی میں بندہ اللہ تعالیٰ سے جو مانگتا ہے اللہ تعالیٰ وہ اسے عطا کر دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: پھر میری ملاقات حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ میں نے اس حدیث کا تذکرہ ان سے کیا تو انہوں نے فرمایا: مجھے اس گھڑی کے بارے میں پتہ ہے۔ میں نے کہا: آپ مجھے اس کے بارے میں بتائیں اور آپ اس بارے میں میرے ساتھ بخل سے کام نہ لیں تو انہوں نے فرمایا: وہ عصر کے بعد سے لے کر سورج غروب ہونے تک ہوتی ہے۔ میں نے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ عصر کے بعد ہو جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

”اس میں جو مسلمان بندہ نماز ادا کر رہا ہو (اور آپ جس وقت کی بات کر رہے ہیں) وہ ایسا وقت ہے جس میں نماز ادا نہیں کی جاتی۔“ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد نہیں فرمایا ہے: جو شخص بیٹھ کر نماز کا انتظار کر رہا ہو وہ نماز کی حالت میں شمار ہوتا ہے۔ میں نے جواب دیا: جی ہاں! تو انہوں نے فرمایا: یہ بھی ایسا ہی ہے۔

453- اخرجہ مالك في "النوطا": (108/1): كتاب الجمعة: باب: ما جاء في الساعة التي في يوم الجمعة حديث (16) وابو داؤد (341/1) كتاب الصلاة: باب: فضل يوم الجمعة واليلة الجمعة حديث (1046) والنسائي (113/3): كتاب الجمعة: باب: الساعة التي يستجاب فيها الدعاء يوم الجمعة واحمد (65-63/3) و (450/5) وابن خزيمة (46/2) حديث (881) و (81/3) حديث (1660) و (122/3) حديث (1741) من طريق عن ابى سلمة عن ابى بصير و ابى سعيد الخدري فذكره-

اس حدیث میں طویل قصہ منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا: آپ مجھے اس کے بارے میں بتائیں اور میرے ساتھ اس بارے میں بخل کا مظاہرہ نہ کریں۔

اس سے مراد یہ ہے: اس بارے میں کنجوسی کا مظاہرہ نہ کریں۔

لفظ ضمن کا مطلب کنجوس ہونا ہے اور لفظ ظنین کا مطلب ہے جس پر الزام لگایا گیا ہو۔

شرح

ساعت قبولیت دعا کی فضیلت اور اس کی نشاندہی

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے زیر نظر باب میں تین احادیث کی تخریج کی ہے۔ ان میں ساعت قبولیت دعا کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اس میں جو بھی دعا کی جائے اللہ تعالیٰ شرف قبولیت عطا فرماتا ہے۔ جمعۃ المبارک میں وہ گھڑی جس میں دعا قبول کی جاتی ہے، کی واضح طور پر نشاندہی نہیں کی گئی۔ تاہم اس کے بارے میں پچاس سے زائد اقوال ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

- (۱) نماز عصر کی فراغت سے لے کر تا غروب آفتاب۔ (۲) امام کے منبر پر جلوہ افروز ہونے سے لے کر تا ختم نماز جمعہ۔
- (۳) جمعۃ المبارک کے دن بوقت اذان فجر۔ (۴) طلوع فجر سے لے کر تا طلوع آفتاب۔ (۵) طلوع آفتاب کے بعد ایک گھنٹہ تک۔ (۶) عین طلوع آفتاب کے وقت۔ (۷) عین بوقت زوال۔ (۸) اذان خطبہ کے وقت۔ (۹) یہ ساعت پورا دن گردش کرتی رہتی ہے۔ (۱۰) یہ ساعت ایک جمعہ کے دن نہیں ہوتی بلکہ سال بھر کے ایام جمعہ میں گردش کرتی رہتی ہے۔ (۱۱) دو وقتوں میں ہے: طلوع فجر سے تا طلوع آفتاب اور بعد از نماز عصر تا نماز مغرب۔ (۱۲) اذان جمعہ کے باعث بیع حرام ہونے سے لے کر تا وقت بیع حلال۔ (۱۳) بعد از اذان تا اختتام نماز۔ (۱۴) خطبہ کے لیے امام کی آمد سے لے کر تا اختتام نماز جمعہ۔ (۱۵) تین اوقات کا مجموعہ: جمعہ کی اذان ثانی، وقت خطبہ اور وقت اقامت صلوٰۃ۔ (۱۶) دو خطبوں کے درمیان کا وقت۔ (۱۷) اقامت صلوٰۃ سے لے کر تا اختتام نماز۔ (۱۸) دوران نماز عصر (دعا دل میں کی جائے)۔ (۱۹) آغاز صلوٰۃ تا غروب آفتاب۔ (۲۰) نصف النہار سے تا غروب آفتاب۔

ساعت اجابت دعا کی فضیلت: جمعۃ المبارک کے دن ”ساعت اجابت دعا“ کی فضیلت کے حوالے سے چند احادیث مبارکہ ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

- ۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعۃ المبارک میں ایک ساعت ایسی ہے کہ مسلمان اس میں جو بھی دعا کرتا ہے، وہ قبول ہوتی ہے۔ (صحیح مسلم جلد اول ص ۴۲۴)
- ۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ بہتر دن جس میں طلوع آفتاب ہوتا ہے جمعۃ المبارک ہے۔ اس دن آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی، اسی دن میں انہیں اترنے کا حکم ہوا، اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی، اسی

میں ان کا وصال ہوا اور اسی دن میں قیامت قائم ہوگی۔ اسی دن طلوع فجر کے وقت سے لے کر تا طلوع آفتاب ہر جا نور قیامت قیامت کے خوف سے چیختا ہے سوائے آدمی اور جن کے۔ اس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے جس میں انسان اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا کرتا ہے، وہ قبول ہوتی ہے۔ (مفتی محمد امجد علی اعظمی بہار شریعت جلد اول مکتبہ مدینہ ص ۷۵۴)

۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعۃ المبارک کے شب و روز میں کوئی گھڑی ایسی نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ چھ لاکھ لوگوں کو جہنم سے آزادی کا پروانہ نہ دیتا ہو جن پر روزِ خ واجب ہو چکی تھی۔

(مسند ابی یعلیٰ، جلد ثالث ص ۲۳۵)

۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جمعۃ المبارک کے دن کسی بھی مسلمان کی مغفرت کیے بغیر نہیں چھوڑے گا۔ (المجم الاوسط، جلد ثالث ص ۳۵۱)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِغْتِسَالِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب 3: جمعہ کے دن غسل کرنا

454 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: مَنْ أَتَى الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَابِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ وَالْبَرَاءِ وَعَائِشَةَ وَابِي الدَّرْدَاءِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَرَوَى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا

حَدَّثَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَوْلِ إِمَامِ بَخَارِيِّ: وَقَالَ مُحَمَّدٌ وَحَدِيثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ وَحَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ كِلَا الْحَدِيثَيْنِ صَحِيحٌ

وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ

454- اخرجہ البخاری (443/2)؛ کتاب الجمعة؛ باب: غسل علی من لم ینسرد الجمعة غسل من النساء والصبيان وغيرهم؛ حدیث (894) و (462/2)؛ باب: الخطبة علی المنبر؛ حدیث (919) و مسلم (199/3 - الابی)؛ کتاب الجمعة؛ حدیث (844/2) و النسائی (105/3)؛ کتاب الجمعة؛ باب: حض الامام فی خطبة علی الفسل بوم الجمعة؛ و احمد (330/1) و (149-35/2)

والحمیدی (276/2) حدیث (608) و ابن خزيمة (125/3) حدیث (1749) من طریق ابن شریاب الزهری عن سالم عن ابیه به-

حدیث دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَيْضًا وَهُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ سالم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص جمعہ کے لیے آئے وہ غسل کر لے۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت براء رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

زہری کے حوالے سے، عبداللہ بن عبداللہ بن عمر کے حوالے سے۔ ان کے والد کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے بھی یہ حدیث منقول ہے۔

عبداللہ بن عبداللہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: زہری نے سالم کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے جو حدیث نقل کی ہے اور عبداللہ بن عبداللہ نے اپنے والد کے حوالے سے جو حدیث نقل کی ہے۔ یہ دونوں احادیث مستند ہیں۔

زہری کے بعض شاگردوں نے اس روایت کو زہری کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر کی آل سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب نے حضرت عبداللہ بن عمر کے حوالے سے مجھے یہ حدیث سنائی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر کے حوالے سے حضرت عمر کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات بھی نقل کی گئی ہے:

جمعہ کے دن غسل کرنا چاہیے۔ یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

455 سند حدیث: وَرَوَاهُ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ

متن حدیث: بَيْنَمَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ آيَةٌ سَاعَةٍ هَذِهِ فَقَالَ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ الْبَدَاءَ وَمَا زِدْتُ عَلَى أَنْ تَوَضَّأْتُ قَالَ وَالْوَضُوءُ أَيْضًا وَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِالْغُسْلِ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا

455- اخرجہ البخاری (415/2): کتاب الجمعة: باب: فضل الغسل يوم الجمعة حديث (878) و مسلم (200/3): كتاب الجمعة

حديث (845/3) من طريق الزهري عن سالم عن ابيه عن عمر بن الخطاب به-

الْحَدِيثِ وَرَوَى مَالِكٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ

قَالَ: بَيْنَمَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَخُطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ

قَوْلِ إِمَامِ بَخَارِيِّ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا فَقَالَ الصَّحِيحُ حَدِيثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ

عَنْ أَبِيهِ قَالَ مُحَمَّدٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مَالِكٍ أَيْضًا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ نَحْوُ هَذَا الْحَدِيثِ

﴿﴾ سالم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے۔ یہ جمعہ کے دن

کی بات ہے اسی دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صاحب اندر آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: یہ کون سا

وقت ہے؟ (مسجد میں آنے کا) انہوں نے جواب دیا: میں نے جیسے ہی اذان سنی تو صرف وضو کیا ہے اور یہاں آ گیا ہوں۔ حضرت

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صرف وضو کرنا بھی غلط ہے۔ کیا آپ یہ بات نہیں جانتے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (جمعہ کے دن) غسل کرنے کا حکم

دیا ہے۔

یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ زہری کے حوالے سے منقول ہے۔

امام مالک نے اس حدیث کو زہری کے حوالے سے، سالم کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت

عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث نقل کی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ

صحیح ہے جو زہری نے سالم کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے نقل کی ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کو امام مالک کے حوالے سے، زہری کے حوالے سے، سالم کے

حوالے سے، ان کے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب 4: جمعہ کے دن غسل کرنے کی فضیلت

456 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَأَبُو جَنَابٍ يَحْيَى بْنُ أَبِي حَيَّةَ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِيْسَى عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَغَسَلَ وَبَكَرَ وَابْتَكَّرَ وَدَنَا وَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ

456- اخرجہ ابو داؤد (148/1) کتاب الطہارۃ: باب: فی الغسل یوم الجمعة حدیث (345) والنسائی (96-95/3): کتاب الجمعة:

باب: فضل غسل یوم الجمعة (97/3): باب: فضل المنی الی الجمعة و (102/3): باب: الفضل فی الدنو من الامام وابن ماجہ

(346/1) کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنة فیما: باب: ماجاء فی الغسل یوم الجمعة حدیث (1087) واهمد (104-10-9/4) والدارمی

(363/1): کتاب الصلاۃ: باب: الاستماع یوم الجمعة عند الخطبة والالفاظ وابن خزیمہ (128/3) حدیث (1758) و (132/3)

حدیث (1761) من طریقہ ابی الاشعث عن اوس بن اوس الثقفی فذکرہ۔

يَخْطُوهَا أَجْرُ سَنَةِ صِيَامُهَا وَقِيَامُهَا

مذاهب فقهاء: قَالَ مَحْمُودٌ قَالَ وَكَيْعٌ اغْتَسَلَ هُوَ وَغَسَلَ امْرَأَتَهُ قَالَ وَيُرْوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ مَنْ غَسَلَ وَاغْتَسَلَ يَعْنِي غَسَلَ رَأْسَهُ وَاغْتَسَلَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَسَلْمَانَ وَابِي ذَرٍّ وَابِي سَعِيدٍ وَابْنِ عُمَرَ وَابِي أَيُّوبَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ

توضیح راوی: وَأَبُو الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيُّ اسْمُهُ شَرَاهِيلُ بْنُ أَدَةَ وَأَبُو جَنَابٍ يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ الْقَصَابِ الْكُوفِيُّ

﴿﴾ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اچھی طرح دھوئے (جسم) اور جلدی کرے اور (مسجد) چلا جائے اور قریب ہو کر غور سے (خطبہ) سنے اور (اس دوران) خاموش رہے تو اس کو ہر قدم کے عوض میں ایک سال کے نفل روزوں اور نوافل کا ثواب ملتا ہے۔

محمود نامی راوی یہ بات بیان کرتے ہیں: کیع نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے لفظ اغتسل کا مطلب ہے وہ خود غسل کرے غسَلَ کا مطلب یہ ہے: وہ اپنی بیوی کو غسل کرنے کے لیے کہے۔

حضرت ابن مبارک کے حوالے سے اس حدیث کے بارے میں یہ بات نقل کی گئی ہے وہ فرماتے ہیں: لفظ غسل اور اغتسل کا مطلب یہ ہے: وہ اپنے سر کو دھوئے اور باقی جسم پر بھی غسل کرے۔

اس بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

ابو اشعث صنعانی نامی راوی کا نام شراہیل بن آدہ ہے۔ جبکہ ابو جناب یحییٰ بن حبیب قصاب کوفی ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب 5: جمعہ کے دن وضو کرنا

457 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُفْيَانَ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

457- أخرجه أبو داود (151/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب: في الرخصة في ترك الفسل يوم الجمعة والنسائي (94/3)؛ كتاب الجمعة؛

باب: الرخصة في ترك الفسل يوم الجمعة واحد (22-16-15-11-8/5)؛ والدارمي (362/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب: الفسل يوم

الجمعة وابن خزيمة (128/3)؛ حديث (1757)؛ من طريق قتادة عن الحسن عن سمره بن جندب فذكره-

متن حدیث: مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهَا وَنَعِمَتْ وَمِنْ اغْتَسَلَ فَاغْتَسَلَ أَفْضَلُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُ أَصْحَابِ قَتَادَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ

قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ

اخْتَارُوا الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَأَوْا أَنْ يُجْزَى الْوُضُوءُ مِنَ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

مذاهب فقہاء: قَالَ الشَّافِعِيُّ وَمِمَّا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ أَمْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَنَّهُ

عَلَى الْإِخْتِيَارِ لَا عَلَى الْوُجُوبِ حَدِيثُ عُمَرَ حَيْثُ قَالَ لِعُثْمَانَ وَالْوُضُوءُ أَيْضًا وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِالْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلَوْ عَلِمْنَا أَنَّ أَمْرَهُ عَلَى الْوُجُوبِ لَا عَلَى الْإِخْتِيَارِ لَمْ يَتْرُكْ عُمَرُ

عُثْمَانَ حَتَّى يَرُدَّهُ وَيَقُولَ لَهُ ارْجِعْ فَاغْتَسِلْ وَلَمَّا خَفِيَ عَلَى عُثْمَانَ ذَلِكَ مَعَ عَلَيْهِ وَلَكِنْ دَلَّ فِي هَذَا

الْحَدِيثِ أَنَّ الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ فَضْلٌ مِّنْ غَيْرِ وَجُوبٍ يَجِبُ عَلَى الْمَرْءِ فِي ذَلِكَ

﴿﴾ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص جمعہ کے دن وضو کر لے تو

یہ کافی ہے۔ ٹھیک ہے، لیکن جو شخص غسل کر لے تو یہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

قتادہ کے بعض شاگردوں نے حسن بصری کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور اسے ”مرسل“ کے

طور پر نقل کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والے اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ انہوں نے جمعہ کے

دن غسل کرنے کو اختیار کیا ہے، تاہم ان حضرات کی رائے ہے: جمعہ کے دن غسل کی بجائے وضو کر لینا بھی جائز ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بات کی دلیل کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن جو غسل کرنے کا حکم دیا ہے، وہ اختیار کی شکل

میں ہے۔ وجوب کی شکل میں نہیں ہے۔ اس کی دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول وہ حدیث ہے: جب انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

سے یہ کہا تھا: صرف وضو کرنا بھی ایک غلطی ہے، جبکہ آپ جانتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن غسل کرنے کا حکم دیا تھا (امام

شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر ان دونوں حضرات کو یہ علم ہوتا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وجوب کے طور پر یہ حکم دیا تھا، اختیار کے طور پر

نہیں دیا تھا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یوں نہ چھوڑتے اور انہیں واپس کر دیتے اور ان سے کہتے: آپ واپس جا کر

غسل کر کے آئیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے علم و فضل سے بھی یہ بات مخفی نہیں رہتی (کہ جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے)

لیکن یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے: جمعہ کے دن غسل کرنا فضیلت رکھتا ہے، تاہم یہ واجب نہیں ہے: آدمی پر اسے کرنا لازم ہو۔

458 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَدَنَا وَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةٌ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَمَنْ مَسَّ الْحَصَى فَقَدْ لَغَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح وضو کر لے، پھر وہ جمعہ کے لیے آئے، پھر وہ قریب آجائے اور غور سے (خطبہ) سنے اور خاموش رہے، تو اس کے اس جمعے اور دوسرے جمعے کے درمیان اور مزید تین دن تک (یعنی دس دن کے) گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور جو شخص (امام کے خطبے کے دوران) کنکریوں کو چھولے، تو اس نے لغو حرکت کا ارتکاب کیا۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔)

شرح

غسل یوم جمعہ کے فضائل

یوم جمعہ مسلمانوں کے لیے یوم عید کی حیثیت رکھتا ہے اور اسے سید الايام بھی کہا جاتا ہے۔ اس دن کے فضائل کے حوالے سے کثیر احادیث مبارکہ ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص غسل کرنے، غسل کرائے، اول وقت نماز جمعہ کے لیے آئے، پیدل چل کر آئے، امام کے قریب بیٹھے، غور سے خطبہ سماعت کرے اور لغو بے ہودہ کام نہ کرے تو اسے ہر قدم کے عوض سال بھر کی نیکیوں، سال بھر کے روزوں اور راتوں کے قیام کا ثواب دیا جاتا ہے۔

(المسند لاجمہ جلد ۵ ص ۲۶۵)

۲- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: جو شخص جمعۃ المبارک کے دن غسل کرتا ہے تو اس کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں اور اس کے ہر قدم پر بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (المعجم الکبیر جلد ۱۸ ص ۱۳۹)

458- اضرجه مسلم (222/3- الابی): کتاب الجمعة: باب: فضل من استمع وانصت فی الخطبة حدیث (857/27) وابو داؤد

(343/1): کتاب الصلاة: باب: فضل الجمعة حدیث (1050) وابن ماجه (327/1): کتاب اقامة الصلاة والسنة فیہا: باب: مسح

المصی فی الصلاة حدیث (1025) و(346/1): باب: ما جاء فی الرخصة فی ذلك حدیث (1090) واصلد (424/2) وابن خزيمة

(128/3) حدیث (1756) و(109/3) حدیث (1818) من طریق ابی معاویة عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرة فذكره-

۳- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: جمعة المبارک کا غسل بالوں کی جڑوں سے گناہ نکال دیتا ہے۔

(المعجم الکبیر جلد ۸ ص ۲۵۶)

۴- حضرت حسن براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کا حق ہے کہ وہ جمعة المبارک کے دن غسل کرے، گھر میں خوشبو استعمال کرے اور اگر خوشبو دستیاب نہ ہو تو غسل کرنا ہی خوشبو استعمال کرنے کے قائم مقام ہے۔

(جامع ترمذی جلد ثانی ص ۵۸)

چند مسائل کی وضاحت

باب کی مناسبت سے چند مسائل کی ذیل میں وضاحت پیش کی جاتی ہے:

۱- غسل جمعہ کی شرعی حیثیت: آئمہ اربعہ کے نزدیک غسل جمعہ، نماز جمعہ کے لیے ہے اور مسنون ہے۔ علماء ظواہر کے نزدیک غسل جمعہ، یوم جمعہ کے لیے اور یہ فرض ہے۔ ان کے نزدیک خواتین و حضرات سب پر غسل جمعہ فرض ہے۔ تاہم ان کے ہاں صحت نماز کے لیے غسل شرط نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص غسل کے بغیر نماز جمعہ پڑھ لے گا تو نماز درست ہوگی، البتہ ترک غسل کی وجہ سے وہ گناہگار ہوگا۔

۲- آئمہ احناف میں اختلاف رائے: حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک غسل جمعہ، نماز جمعہ کے لیے مسنون ہے جبکہ حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ غسل، نماز جمعہ کے لیے نہیں بلکہ یوم جمعہ کے لیے مسنون ہے۔ ثمرۃ اختلاف اس طرح ظاہر ہوگا کہ حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دیہاتی لوگوں، مسافروں اور خواتین سب کے لیے غسل جمعہ مسنون ہے۔ شیخین کے نزدیک ان لوگوں کے لیے غسل جمعہ مسنون ہے جن پر نماز جمعہ فرض ہے۔

۳- طہارت غسل اور طہارت وضو میں مذاہب آئمہ: حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ طہارت غسل نماز جمعہ کے لیے ضروری نہیں ہے بلکہ طہارت وضو سے بھی نماز جمعہ درست ہے۔ انہوں نے حضرت عبدالرحمن بن ابزی رضی اللہ عنہ کے عمل سے استدلال کیا ہے کہ وہ نماز جمعہ کے لیے طہارت غسل کرتے پھر وضو ٹوٹ جانے کی صورت میں طہارت وضو کے نماز جمعہ ادا کرتے تھے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ نماز جمعہ کے لیے طہارت غسل ہی مسنون ہے اور یہ سنت طہارت وضو کے ساتھ ادا نہیں ہوگی۔ ان کے ہاں اس موقف پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

احناف کے نزدیک نماز جمعہ کی صحت کے لیے وضو شرط ہے، غسل شرط نہیں۔ البتہ غسل کرنا افضل ہے۔ جمعہ کے دن نئے یا دھلے ہوئے کپڑے زیب تن کرنا، خوشبو استعمال کرنا، غسل کرنا، سرمہ لگانا، نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے اول وقت مسجد میں جانا، اول صف میں بیٹھنا، خطبہ توجہ سے سننا اور سنن جمعہ ادا کرنا وغیرہ امور مسنون ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّبَكِيرِ إِلَى الْجُمُعَةِ

باب 6: جمعہ کے دن جلدی جانا

459 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَانَ مَا قَرَّبَ بَدَنَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَانَ مَا قَرَّبَ بَقْرَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّلَاثَةِ فَكَانَ مَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَانَ مَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَانَ مَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَسَمُرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص جمعہ کے دن غسل جنابت کی طرح غسل کرے، پھر وہ (مسجد کی طرف) چلا جائے، تو گویا اس نے اونٹ کی قربانی کی اور جو شخص دوسری گھڑی میں جائے، تو گویا اس نے گائے کی قربانی کی، جو شخص تیسری گھڑی میں جائے، گویا اس نے سینگ والے دنبے کی قربانی کی (مسجد میں) جو شخص چوتھی گھڑی میں جائے، گویا اس نے مرغی کی قربانی کی اور جو شخص پانچویں گھڑی میں جائے، گویا اس نے انڈا صدقہ کیا۔ پھر جب امام نکل آئے، تو فرشتے آ کر خطبہ سننے لگتے ہیں۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

نماز جمعہ کے لیے جلدی جانے کی فضیلت

نماز جمعہ اپنی شرائط کے ساتھ فرض ہے اور یہ نماز ظہر سے زیادہ مؤکدہ ہے۔ اس کو ادا کرنے کے لیے اول وقت مسجد میں جانے کی فضیلت احادیث میں بیان کی گئی ہے۔ اس حوالے سے چند احادیث ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جمعۃ المبارک کے دن غسل کرے

459- اخرجه مالك في "الموطأ": (101/1)؛ كتاب الجمعة: باب: العمل في غسل يوم الجمعة حديث (1) والبخاري (424/2)؛ كتاب

الجمعة: باب: فضل الجمعة حديث (881) و مسلم (208/3 - الابي)؛ كتاب الجمعة: باب: الطيب والسواك يوم الجمعة حديث

(849/10) و ابو داود (150/1) كتاب الصلاة: باب: في الغسل يوم الجمعة حديث (351) والنسائي (98/3)؛ كتاب الجمعة: باب:

التبكير الى الجمعة و (99/3) باب: وقت الجمعة و احد (460/2) من طريق ابى صالح السمان عن ابى هريرة فذكره-

جیسے جنابت کا غسل کیا جاتا ہے پھر اول وقت مسجد میں جائے تو اسے اتنا ثواب دیا جاتا ہے گویا اس نے ایک اونٹ کی قربانی پیش کی، جو دوسرے وقت میں آتا ہے اسے گائے کی قربانی کا ثواب دیا جاتا ہے، جو تیسرے وقت میں آتا ہے اسے سینگ والے بکرے کی قربانی کا ثواب دیا جاتا ہے، جو چوتھے وقت میں آتا ہے اسے ایک مرغی کا ثواب عطا کیا جاتا ہے اور جو پانچویں ساعت میں آئے گا اسے مرغی کا انڈہ صدقہ کرنے کا ثواب دیا جائے گا۔ جب امام خطبہ کی نیت سے برآمد ہوتا ہے تو فرشتے ذکر سننے کے لیے آجاتے ہیں۔ (اصح للبخاری، جلد اول ص ۳۰۵)

۲- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جمعہ کا دن آتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر آجاتے ہیں اور آنے والے لوگوں کے نام لکھتے ہیں۔ سب سے قبل آنے والے کا، پھر اس کے بعد آنے والے کا اور جب امام خطبہ کے لیے برآمد ہوتا ہے تو فرشتے اپنے دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور ذکر سننے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ (اصح للبخاری، جلد اول ص ۳۱۹)

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْجُمُعَةِ مِنْ غَيْرِ عُدْرٍ

باب 7: کسی عذر کے بغیر جمعہ ترک کرنے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

460 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عُبَيْدَةَ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الْجَعْدِ يَعْنِي الضَّمْرِيَّ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ فِيمَا زَعَمَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَهَاوَنَّا بِهَا طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قَلْبِهِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَسَمُرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي الْجَعْدِ حَدِيثٌ حَسَنٌ قَالَ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ اسْمِ أَبِي الْجَعْدِ

الضَّمْرِيَّ فَلَمْ يَعْرِفِ اسْمَهُ وَقَالَ لَا أَعْرِفُ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا هَذَا الْحَدِيثَ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَلَا نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو

﴿﴾ حضرت ابو الجعد یعنی ضمیری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہیں صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے جیسا کہ محمد بن عمرو نے یہ

بات بیان کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص تین مرتبہ جمعہ کو کتر سمجھتے ہوئے ترک کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) حضرت ابو الجعد سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

460- اخرجه ابو داود (344/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب: التسديد في ترك الجمعة حديث (1052) والنسائي (88/3)؛ كتاب الجمعة؛ باب: التسديد في التخلف عن الجمعة وابن ماجه (357/1)؛ كتاب اقامة الصلاة والسنة فبرها؛ باب: فيمن ترك الجمعة من غير عذر حديث (1125) واحمد (424/3) والدارمي (369/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب: فيمن يترك الجمعة من غير عذر وابن خزيمة (177/3) حديث (1857) من طريق محمد بن عمرو بن علقمة اللبني عن عبيدة بن سفيان عن ابي الجعد الضمري فذكره-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت ابوالجعد ضمری کے نام کے بارے میں دریافت کیا، تو انہیں ان کے نام کا پتہ نہیں تھا۔ انہوں نے بتایا: مجھے ان کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول صرف اس حدیث کا پتہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم اس حدیث کو محمد بن عمرو نامی راوی کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

شرح

بلا عذر شرعی ترک نماز جمعہ کی وعید

نماز ظہر فرض ہے اور بلا عذر شرعی اسے ترک کرنا گناہ ہے۔ نماز ظہر کی نسبت نماز جمعہ کی تاکید زیادہ ہے۔ اس کا منکر کافر اور بلا عذر شرعی اس کا تارک منافق اور سزا کا حقدار ہے۔ نماز جمعہ ترک کر کے صرف نماز ظہر پر اکتفاء کرنا جائز نہیں ہے۔ جو شخص بلا عذر شرعی مسلسل تین جمعے ترک کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے دل پر مہر لگادی جاتی ہے۔ تین جمعوں سے مراد زندگی بھر کے تین جمعے نہیں ہیں بلکہ مسلسل تین جمعے ہیں۔ اس کے دل پر مہر لگانے کی وجہ سے ممکن ہے کہ آئندہ زندگی میں وہ نماز جمعہ ادا کرنے کی طرف متوجہ ہی نہ ہو۔ عذر شرعی کی بنا پر نماز جمعہ چھوڑنے کی یہ وعید نہیں ہے مثلاً مسافر ہو یا مریض ہو یا عورت ہو یا غلام ہو یا بچہ ہو، ان پر نماز جمعہ فرض نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ مِنْكُمْ تَوْتَى الْجُمُعَةِ

باب 8: کتنی دور سے جمعہ کے لیے آیا جائے گا

461 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بَنُ حُمَيْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَدُوَيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ

عَنْ ثَوْبَانَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ قُبَاءَ عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ حَدِيثٌ: أَمَرْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَشْهَدَ الْجُمُعَةَ مِنْ قُبَاءَ

وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا وَلَا يَصِحُّ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلَا يَصِحُّ فِي هَذَا الْبَابِ عَنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ

حدیث دیگر: وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْجُمُعَةُ عَلَى مَنْ أَوَاهُ

اللَّيْلِ إِلَى أَهْلِهِ وَهَذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ إِنَّمَا يَرَوَى مِنْ حَدِيثِ مُعَارِكِ بْنِ عَبَّادٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدِ

الْمَقْبُرِيِّ وَضَعَفَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ الْقَطَّانُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ فِي الْحَدِيثِ

مذہب فقہاء: فَقَالَ وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى مَنْ تَجِبُ الْجُمُعَةُ قَالَ بَعْضُهُمْ تَجِبُ الْجُمُعَةُ عَلَى مَنْ أَوَاهُ

اللَّيْلِ إِلَى مَنْزِلِهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَجِبُ الْجُمُعَةُ إِلَّا عَلَى مَنْ سَمِعَ الْبَدَاءَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ

حجاج بن نصیر نے معارک بن عباد کے حوالے سے، عبد اللہ بن سعید مقبری کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جمعہ ہر اس شخص پر لازم ہے جو (جمعہ ادا کرنے کے بعد) رات تک اپنے گھر پہنچ سکے۔

امام احمد بن حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اس بات پر امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ غصے میں آگئے اور فرمایا: تم اپنے پروردگار سے دعائے مغفرت کرو۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے ایسا اس لیے کہا تھا، کیونکہ وہ اس حدیث کو مستند شمار نہیں کرتے تھے اور اس کی سند کی وجہ سے انہوں نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

شرح

گاؤں میں نماز جمعہ کے حوالے سے مذاہب آئمہ

کیا دیہات میں نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ صحت نماز جمعہ کے لیے مصر شرط ہے، لہذا گاؤں میں نماز جمعہ جائز نہیں ہے۔ لہذا گاؤں میں نماز ظہر پڑھی جائے گی۔ آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: لا جمعة ولا تشریق ولا صلوة فطر ولا اضحی الا مصر جامع (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ثانی ص ۱۰۱) (جمعہ، تکبیرات تشریق، نماز عید اور نماز بقر عید بڑے شہر کے علاوہ جائز نہیں ہیں)

(۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد چودہ دن تک قباء نامی بستی میں قیام پذیر رہے تو آپ نے نماز جمعہ نہیں پڑھائی۔ جب آپ مدینہ منورہ میں جلوہ گر ہوئے تو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا: آپ نے قباء بستی میں نماز جمعہ اس لیے نہیں پڑھی تھی کہ اس کے لیے مصر شرط ہے۔

(۳) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے: ان اول جمعة جمعت فی الاسلام بعد جمعة جمعت فی مسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم فی المدينة لجمعة جمعت بجوانا قرية من قرى البحرين (سنن ابی داؤد جلد اول ص ۱۵۳) (تاریخ اسامی میں ایک جمعہ کے علاوہ پہلا جمعہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں پڑھا گیا۔ ایک جمعہ جوانا میں جو بحرین کا گاؤں ہے، میں پڑھا گیا۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے علاوہ کسی مقام پر نماز جمعہ نہیں ہوتی تھی۔ وفد عبد القیس نے واپس جا کر ۸ھ میں جوانا میں نماز جمعہ قائم کی۔

(۴) حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان عرفات میں خطبہ ارشاد فرمایا: جمعہ کا دن ہونے کے باوجود آپ نے نماز جمعہ نہیں پڑھائی تھی، کیونکہ مصر کی شرط مفقود تھی جبکہ یہ مقام مکہ مکرمہ سے صرف نو میل کے فاصلے پر واقع تھا۔

۲- آئمہ ثلاثہ کے نزدیک صحت نماز جمعہ کے لیے مصر شرط نہیں ہے، لہذا ان کے نزدیک گاؤں میں بھی نماز جمعہ ادا کی جاسکتی ہے۔ جمہور آئمہ فقہ کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) آئمہ ثلاثہ کا موقف ہے کہ نماز جمعہ قائم کرنے کے لیے مصر (شہر) ہونا ضروری نہیں ہے، وہ شہر میں پڑھی جاسکتی ہے اور گاؤں میں بھی۔ جمہور کے دلائل درج ذیل ہیں:

پہلی دلیل: انہوں نے ”جواثا“ والی روایت سے استدلال کیا ہے۔ اس روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”قریة من قری البحرین“ جواثا بحرین کے دیہاتوں میں سے ایک گاؤں تھا۔ اس روایت میں ”جواثا“ پر ”قریة“ کا اطلاق ہوا ہے جس میں صحابہ کرام نے نماز جمعہ قائم کی تھی، تو معلوم ہوا کہ دیہاتوں میں بھی نماز جمعہ قائم کی جاسکتی ہے۔

جواب: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس دلیل کے کئی جوابات دیے گئے ہیں:

(۱) لفظ ”قریة“ کا اطلاق شہر پر بھی ہوتا ہے مثلاً قرآن کریم میں ہے: ”لولا نزل هذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم“ اس آیت میں ”قریتین“ کا مصداق مکہ مکرمہ اور طائف ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ مکہ مکرمہ اس دور میں بھی بہت بڑا شہر تھا۔ (۲) لغت کے مشہور آئمہ ابو عبید اور ابوالحسن کی تصریح کے مطابق ”جواثا“ بہت بڑا شہر تھا۔ (۳) اگر ”جواثا“ کو گاؤں بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس کا جواب ہوگا کہ صحابہ کرام نے ”جواثا“ میں اجتہاد کی بناء پر نماز جمعہ قائم کی تھی۔

دوسری دلیل: ہزم النبیٹ نامی بستی میں صرف چالیس آدمی رہائش پذیر تھے جو نماز جمعہ پڑھتے تھے۔ یہ ایک گاؤں تھا جس کے باشندے نماز جمعہ ادا کرتے تھے، تو معلوم ہوا کہ گاؤں میں نماز جمعہ قائم کرنا جائز ہے۔

جواب: (۱) اس روایت کی سند میں ایک راوی محمد بن اسحاق ہیں جو منفرد ہیں۔ انہیں دجال و کذاب تک کہا گیا ہے۔ (۲) ہزم النبیٹ نامی گاؤں درحقیقت مدینہ طیبہ کا ایک محلہ تھا جو الگ گاؤں نہیں تھا۔ حضرت اسعد رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ کے اس حصہ (محلہ) میں بھی نماز جمعہ قائم کر دی تھی۔ (۳) اگر ہزم النبیٹ نامی محلہ کو مستقل دیہات بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اجتہاد کی بناء پر یہاں نماز جمعہ قائم کی تھی۔

عید کے دن جمعہ آنے کی صورت میں جمعہ کی ادائیگی میں مذاہب آئمہ

عید کے دن میں جمعہ آنے کی صورت میں کیا نماز جمعہ ادا کی جائے گی یا نہیں؟ اس بارے میں اختلاف آئمہ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- آئمہ اربعہ کے نزدیک نماز عید اور نماز جمعہ اپنے اپنے وقتوں میں دونوں ادا کی جائیں گی۔ انہوں نے اس ارشاد بانی سے استدلال کیا ہے: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ط“ (الجمعة: ۹) (اے ایمان والو! جب جمعہ المبارک کے دن نماز جمعہ کی اذان کہی جائے تو تم اللہ تعالیٰ کے ذکر (نماز) کی طرف جلدی سے آؤ اور خرید و فروخت ترک کر دو)

۲- حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ کا موقف یہ ہے کہ نماز جمعہ معاف ہے اور صرف نماز عید ادا کی جائے گی۔ ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

پہلی دلیل: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: صلی العید ثم رخص فی الجمعة فقال من شاء ان یصلی

فلیصل (سنن ابی داؤد) (انہوں نے نماز عید پڑھی پھر نماز جمعہ کے بارے میں رخصت دے دی کہ جو شخص پڑھنا چاہے پڑھے۔)
جواب: (۱) یہ خطاب اہل مدینہ کو نہیں تھا بلکہ اہل عوالی کو تھا جو ایک گاؤں کے باشندے تھے، انہیں نماز عید پڑھنے کا حکم دیا اور
گاؤں ہونے کی وجہ سے نماز جمعہ کی بجائے نماز ظہر ادا کرنے کا کہا گیا۔ (۲) اس روایت کی سند میں اضطراب ہے کیونکہ ایسا نامی
راوی مجہول ہے۔

دوسری دلیل: حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے جمعۃ المبارک میں
دن کے پہلے حصہ میں نماز عید پڑھائی پھر ہم نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے آئے تو وہ تشریف نہ لائے تو ہم نے انفرادی طور پر نماز (نماز
ظہر) ادا کی، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما طائف میں تھے، جب وہ آئے تو ہم نے اس بارے میں ان سے ذکر کیا تو
انہوں نے فرمایا: انہوں نے سنت پر عمل کیا ہے۔ (سنن ابی داؤد)

جواب: حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس زمانہ میں نابالغ بچے تھے جن کی صف بالکل
پیچھے ہوتی تھی تو انہوں نے نماز جمعہ کی رخصت کا سن لیا اور یہ کیوں نہ سنا کہ یہ حکم اہل عوالی کا ہے اہل مدینہ کا نہیں ہے۔

تیسری دلیل: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: قد اجتمع فی یومکم هذا عیدان فمن شاء اجزأه من
الجمعة وانا مجمعون (سنن ابی داؤد) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس دن دو عیدیں (نماز عید اور نماز جمعہ) جمع ہو گئی
ہیں، پس جو پسند کرے جمعہ پڑھے اور ہم تو نماز جمعہ پڑھیں گے۔

جواب: اس روایت میں رخصت اہل عوالی کے لیے ہے اور اہل مدینہ کے لیے نماز جمعہ ثابت ہو رہی ہے، جس کے لیے یہ
الفاظ ہیں: وانا مجمعون۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي وَقْتِ الْجُمُعَةِ

باب 9: جمعہ کے وقت کا بیان

462 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ

عَبْدِ الرَّحْمَنِ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِينَ تَمِيلُ الشَّمْسُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

فی الباب: قَالَ: وَرَوَى النَّبَابُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ وَجَابِرِ بْنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

462- أخرجه البخاری (449/2)؛ كتاب الجمعة: باب: وقت الجمعة اذا زالت الشمس حديث (904)؛ وابوداؤد (352/1)؛ كتاب

الصلاة: باب: في وقت الجمعة حديث (1084)؛ وأحمد في "مسند": (150-128/3) من طريق عثمان بن عبد الرحمن التميمي عن

ابن سيرين به-

مذہب فقہاء: وَهُوَ الَّذِي أَجْمَعَ عَلَيْهِ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ وَقْتَ الْجُمُعَةِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ كَوَقْتِ الظُّهْرِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَاسْحَقَ وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنَّ صَلَاةَ الْجُمُعَةِ إِذَا صَلَّيْتَ قَبْلَ الزَّوَالِ أَنَّهَا تَجُوزُ أَيْضًا وَقَالَ أَحْمَدُ وَمَنْ صَلَّاهَا قَبْلَ الزَّوَالِ فَإِنَّهُ لَمْ يَرِ عَلَيْهِ إِعَادَةٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ اس وقت ادا کر لیتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تھا۔ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت جابر، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہم سے احادیث منقول ہیں۔ (امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اکثر اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے: جمعہ کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب سورج ڈھل جائے بالکل اسی طرح جیسے ظہر کا وقت ہے۔

امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق (بن راہویہ) رحمہم اللہ بھی اس بات کے قائل ہیں۔

بعض حضرات نے یہ بات نقل کی ہے: اگر زوال سے پہلے جمعہ کی نماز کو ادا کر لیا جائے تو یہ بھی جائز ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص زوال سے پہلے اس کو ادا کر لے تو ان کے نزدیک اس شخص پر دوبارہ جمعہ پڑھنا لازم نہیں ہوگا۔

شرح

نماز جمعہ کے وقت میں مذاہب آئمہ

نماز جمعہ کے وقت میں اختلاف آئمہ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز جمعہ کا وقت زوال کا وقت ختم ہونے سے لے کر نماز عصر کا وقت شروع ہونے تک ہے۔ ان کا خیال ہے کہ جمعہ، نماز ظہر کا نائب ہے اور جو وقت نماز ظہر ہے وہی نماز جمعہ کا ہے۔ نماز ظہر کے وقت کی بحث گزر چکی ہے۔

۲- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ اور بعض اہل ظاہر کا موقف ہے کہ نماز جمعہ زوال کے وقت سے پہلے پڑھی جائے گی۔ ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

پہلی دلیل: حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: مَا كُنَّا نَتَعَدَى فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَقِيلُ إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ (آثار السنن، ص ۲۴۲) ہم دور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز جمعہ کے بعد صبح کا کھانا کھاتے اور قبیلہ کرتے تھے) اس روایت میں لفظ ”عداة“ کا اطلاق اس کھانے پر ہوتا ہے جو طلوع آفتاب کے بعد سے لے کر زوال کے وقت سے قبل تک کھایا جاتا ہے۔ حدیث کے الفاظ: ”کنا نتعدى“ سے مراد ہے ہم صبح کا کھانا نماز جمعہ سے فراغت پر کھایا کرتے تھے اور وہ وقت زوال سے قبل ہے۔

جواب: جمہور کی طرف سے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ خواہ لفظ ”عداة“ کا

اطلاق صبح کے کھانے پر ہوتا ہے لیکن عرفا اور وسعا اس کا اطلاق دو پہر کے کھانے پر بھی ہو سکتا ہے جو زوال کے بعد کھایا جاتا ہے۔ اسی طرح سحری کے کھانے پر بھی اس کا اطلاق ہو سکتا ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: هلموا الى الغداء المبارك۔ تم میرے پاس بابرکت (سحری کا) کھانا لاؤ۔ (سنن نسائی جلد اول ص ۳۰۴)

دلیل ثانی: حضرت عبداللہ بن سیدان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: قال شهدت يوم الجمعة مع ابی بکر و كانت صلواته و خطبته قبل نصف النهار ثم شهدتها مع عمرو و كانت صلواته و خطبته الى ان اقول انتصف النهار ثم شهدتها مع عثمان فكانت صلواته و خطبته الى ان اقول زال النهار فما رأيت احدا غاب ذلك ولا انكره (سنن دارقطنی جلد دوم ص ۱۷)

اس روایت میں صراحت ہے کہ خلفاء ثلاثہ زوال سے قبل نماز جمعہ پڑھتے تھے۔

جواب: (۱) اس روایت کی سند میں اضطراب ہے کہ عبداللہ بن سیدان، ضعیف ہیں۔ (۲) انتصاف نهار کا اطلاق توسعا زوال کے وقت کے بعد تک بھی ہو سکتا ہے۔ گویا خلاف ثلاثہ نماز ظہر کے ابتدائی وقت میں نماز جمعہ قائم کرتے تھے کچھ لوگوں کو گمان ہوتا کہ ابھی تک زوال کا وقت ختم نہیں ہوا۔

نماز جمعہ کے فقہی مسائل

قیام جمعہ کی چھ شرائط ہیں، ان میں سے ایک بھی مفقود ہو تو جمعہ نہیں ہوگا۔ وہ درج ذیل ہیں:

۱- مصر: مصر سے مراد ہے وہاں بازار ہوں جہاں سے ضروریات زندگی کی ہر چیز دستیاب ہو۔ وہاں باقاعدہ حاکم مقرر ہو جو مظلوم کو ظالم سے انصاف لے کر دے سکتا ہو۔ اس میں قبرستان، اسٹیشن اور گھڑ دوڑ کا میدان ہو۔

۲- امیر اسلام یا اس کا نائب جمعہ قائم کرے: امیر وقت یا اس کے حکم سے اس کا نائب نماز جمعہ قائم کر سکتا ہے۔ ان کے علاوہ کسی کا تقرر جائز نہیں ہے۔

۳- وقت ظہر: جمعہ نماز ظہر کا نائب ہے لہذا اس کے لیے وقت ظہر ہونا بھی ضروری ہے۔ وقت ظہر سے قبل یا بعد میں جمعہ جائز نہیں ہوگا۔ وہ وقت زوال کے بعد سے لے کر آغاز نماز عصر تک ہے۔

۴- خطبہ: جمعہ کی شرائط میں سے ایک خطبہ ہے۔ اس کی چار شرائط ہیں: (۱) وقت کے اندر ہو۔ (۲) نماز سے قبل ہو۔ (۳) اتنے لوگوں کے سامنے ہو جو جماعت کے لیے ضروری ہیں یعنی امام کے علاوہ تین آدمی ہوں۔ (۴) اتنی آواز سے ہو کہ پاس بیٹھنے والے سن سکتے ہوں۔

خطبہ کے لیے یہ امور مسنون ہیں: (۱) خطیب کا پاک و صاف ہونا۔ (۲) کھڑا ہونا۔ (۳) خطبہ سے قبل خطیب کا بیٹھنا۔ (۴) خطیب کا منبر پر ہونا۔ (۵) سامعین کی طرف چہرہ ہونا۔ (۶) قبلہ کی طرف پشت ہونا۔ (۷) حاضرین کا توجہ سے سننا۔ (۸) تعویذ کا پست آواز میں پڑھنا۔ (۹) خطبہ با آواز پڑھنا تاکہ لوگ سن سکیں۔ (۱۰) تحمید سے آغاز کرنا۔ (۱۱) ثناء کرنا۔ (۱۲) توحید و رسالت کا اقرار کرنا۔ (۱۳) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا۔ (۱۴) کم از کم ایک آیت کی قرأت کرنا۔

(۱۵) لوگوں کو پند و نصیحت کرنا۔ (۱۶) سب مسلمانوں کے لیے دعا خیر کرنا۔ (۱۷) حمد و ثناء اور درود کا اعادہ کرنا۔ (۱۸) دونوں خطبوں کا مختصر ہونا۔ (۱۹) دونوں خطبوں کے درمیان تین آیات کی تلاوت کی مقدار بیٹھنا۔ (۲۰) سامعین کا دوزانو اور مؤدب بیٹھنا۔

۵- جماعت: جتنے لوگ جماعت کے لیے ہوتے ہیں، ان کی جماعت ہونا یعنی امام کے علاوہ کم از کم تین نمازی ہوں۔ انفرادی طور پر جمعہ نہیں پڑھا جاسکتا۔

۶- اذن عام: سب لوگوں کو مسجد میں یا جہاں نماز جمعہ قائم کرنی ہو، میں آنے کی اجازت ہو۔ اس موقع پر چھوٹے بچوں یا عورتوں کو منع کرنا، اذن عام کے منافی نہیں ہے۔

و جب جمعہ کی گیارہ شرائط ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) مسلمان ہونا۔ (۲) عاقل ہونا۔ (۳) بالغ ہونا۔ (۴) تندرست ہونا۔ (۵) شہر میں مقیم ہونا۔ (۶) مرد ہونا۔ (۷) آزاد ہونا۔ (۸) دونوں آنکھوں کا درست ہونا۔ (۹) آمد و رفت پر قدرت ہونا۔ (۱۰) دشمن وغیرہ کا خطرہ نہ ہو۔ (۱۱) بارش یا آندھی وغیرہ کی کیفیت نہ ہونا۔

جمعہ اور عیدین کے خطبہ میں فرق: جمعہ، عیدین اور نکاح کے خطبہ کے درمیان تسبیح و تہلیل، سلام و کلام اور ہر قسم کے ذکر و وظائف سے اجتناب کرتے ہوئے خاموشی سے بیٹھنا چاہیے۔ خطبہ جمعہ اور خطبہ عیدین کے درمیان کئی اعتبار سے فرق ہے:

(۱) عیدین میں خطبہ مسنون ہے جبکہ جمعہ میں شرط ہے۔ (۲) عیدین میں خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے جبکہ جمعہ میں نماز سے قبل ہوتا ہے۔ (۳) عیدین میں ترک خطبہ سے نماز ہو جائے گی خواہ خلاف سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہوگی لیکن جمعہ میں ترک خطبہ سے جمعہ نہیں ہوگا۔ (ماخوذ از بہار شریعت جلد اول مکتبہ مدینہ از صفحہ ۶۲ تا ۶۷)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُطْبَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ

باب 10: منبر پر خطبہ دینا

463 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْفَلَّاسُ الصَّيْرَفِيُّ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَمَرَ وَيَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ أَبُو غَسَّانَ الْعَنْبَرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عَمَرَ
متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْطُبُ إِثْنِي جِدْعٍ فَلَمَّا اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ حَنَّ الْجِدْعُ حَتَّى آتَاهُ فَالْتَزَمَهُ فَسَكَنَ

في الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَجَابِرٍ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَأَبِي بِنِ كَعْبٍ وَأَبْنِ عَبَّاسٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

463- اخرجہ البخاری (696/6): کتاب المناقب: باب: علامات النبوة في الاسلام حديث (3583) والدارمی (15/1): باب:

ما كرم النبي صلى الله عليه وسلم بهنئين المنبر من طريق معاذ بن العلاء عن نافع عن ابن عمر فذكره-

توضیح راوی: وَمُعَاذُ بْنُ الْعَلَاءِ هُوَ بَصْرِيٌّ وَهُوَ أَخُو أَبِي عَمْرِو بْنِ الْعَلَاءِ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ کھجور کے ایک تنے کے پاس (کھڑے ہو کر) خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ نے منبر کو اختیار کیا، تو وہ تاروں نے لگا آپ اس کے پاس تشریف لائے آپ نے اسے ساتھ چمٹا لیا، تو اسے سکون آیا۔

اس بارے میں حضرت انس، حضرت جابر، حضرت سہل بن سعد، حضرت ابی بن کعب، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن غریب صحیح“ ہے۔

معاذ بن علاء نامی راوی بصرہ کے رہنے والے ہیں اور یہ ابو عمرو بن علاء کے بھائی ہیں۔

شرح

منبر پر خطبہ کا آغاز اور ایک معجزہ نبوی

تمام آئمہ فقہ کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا مسنون ہے۔ اگر منبر دستیاب نہ ہو تو زمین پر کھڑے ہو کر بھی خطبہ پڑھا جاسکتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم منبر کے بغیر زمین پر کھڑے ہو کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا کرتے تھے پھر منبر تیار ہونے پر اس پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ ہجرت فرما کر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو کھجوروں کا ایک باغ قیمتاً خرید کر درختوں کو کاٹ دیا گیا، وہاں مسجد نبوی بنائی گئی، درختوں کے تنوں کو بطور ستون استعمال کیا گیا، اس کی شاخوں اور پتوں کو چھت کے لیے استعمال میں لایا گیا۔ اس طرح ایک سادہ مگر پر شکوہ مسجد تیار ہوئی، ہاں یہ مسجد نبوی کی ابتدائی شکل تھی جس میں ایک نماز کا ثواب بچا اس ہزار نمازوں کے مساوی دیا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ جمعہ کا آغاز فرمایا تو کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے لیکن اپنی پشت مبارک کھجور کے ایک تنے سے لگایا کرتے تھے۔ ایک وقت آیا کہ خطبہ کے لیے منبر تیار کیا گیا تو آپ منبر پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ ارشاد فرمانے لگے۔ دوران خطبہ و وعظ آپ جس تنے سے پشت مبارک لگاتے تو اسے داغ مفارقت برداشت نہ ہو سکا اور اس نے بچے کی طرح رونا شروع کر دیا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کے آہ و بکا کرنے کی آواز اپنے کانوں سے سنی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنے کو بچے کی طرح اپنے سینہ اقدس سے لگا کر پیار کیا تو اس نے خاموشی اختیار کر لی اسے کاٹنا نہ گیا بلکہ اکھاڑ کر منبر شریف کے نیچے دفن کر دیا گیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُلُوسِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ

باب 11: دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا

464 سند حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخُطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخُطُبُ قَالَ
مِثْلَ مَا تَفْعَلُونَ الْيَوْمَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقهاء: وَهُوَ الَّذِي رَأَاهُ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنْ يَفْصَلَ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ بِجُلُوسٍ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ دیتے تھے پھر تشریف فرما ہو جاتے تھے پھر

آپ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔

انہوں نے بتایا: بالکل اسی طرح جیسے آج کل لوگ کرتے ہیں۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت جابر بن سمرہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم بھی اسی بات کے قائل ہیں: دو خطبوں کے درمیان بیٹھ کر وقفہ کیا جائے گا۔

شرح

دو خطبوں اور ان کے درمیان بیٹھنے میں مذاہب آئمہ

اس بات پر آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ جمعہ کے لیے خطبہ شرط ہے۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ کیا دونوں خطبے اور دونوں کے درمیان بیٹھنا شرط ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی ایک روایت کے مطابق دو خطبے اور دونوں خطبوں کے مابین بیٹھنا شرط ہے۔ ایک خطبہ اور دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا چھوڑنے سے جمعہ صحیح نہیں ہوگا۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے پڑھا کرتے تھے اور دونوں کے درمیان بیٹھا بھی کرتے تھے۔

۲- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ایک خطبہ شرط و فرض ہے، دو خطبے مسنون اور ان کے درمیان بیٹھنا بھی مسنون ہے۔ انہوں نے اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: ”فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ“ (الجمعة: ۹) (جب جمعہ کی اذان کہی جائے تو تم اللہ کے ذکر (نماز جمعہ) کی طرف تیزی سے آؤ اور خرید و فروخت ترک کر دو)

464- أخرجه البخاري (466/2): كتاب الجمعة: باب: الخطبة فانما حديث (920) و (471/2): باب: الفعدة بين الخطبتين يوم الجمعة حديث (928) ومسلم (224/3-الابن): كتاب الجمعة: باب: ذكر الخطبتين قبل الصلاة وما فيهما من الجلسة حديث (861/33) والنسائي (109/3): كتاب الجمعة: باب: الفصل بين الخطبتين بالجلوس وابن ماجه (351/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيهما: باب: ما جاء في الخطبة يوم الجمعة حديث (1103) واهمد (98-91-35/2) والدارمي (366/1): كتاب الصلاة: باب: الفمور بين الخطبتين وابن خزيمة (349/2) حديث (1446) و (142/3) حديث (1781) من طريق نافع عن ابن عمر به-

ان کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حدیث باب ایک فعلی روایت ہے جس سے نص قرآنی پر زیادتی جائز نہیں ہے، البتہ اس پر عمل کی شکل یہ ہے کہ مطلق خطبہ کو شرط و فرض قرار دیا جائے جبکہ دو خطبوں اور دونوں کے درمیان بیٹھنے کو مسنون قرار دیا جائے۔ اس مفہوم کے اعتبار سے نص قرآنی اور خبر واحد دونوں پر عمل ہو سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَصْدِ الْخُطْبَةِ

باب 12: مختصر خطبہ دینا

465 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَادٌ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنْتُ أَصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ صَلَاتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَابْنِ أَبِي أَوْفَى حَكَمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی۔ آپ کی نماز درمیانی ہوتی تھی اور آپ کا خطبہ بھی درمیانہ ہوتا تھا۔

اس بارے میں حضرت عمار بن یاسر، حضرت ابن ابی اوفی سے احادیث منقول ہیں۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

خطبہ کا اختصار اس کا حسن:

ہر معاملہ میں میانہ روی اختیار کرنا چاہیے، بالخصوص امامت و خطابت میں یہ اصول اس کے حسن کی ضمانت ہے۔ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین کلام وہ ہے جس کے الفاظ کم اور معانی زیادہ ہوں۔ ایک روایت میں ہے: ان طول صلوة الرجل و قصر خطبته منة من فقہہ (اصح للمسلم، جلد ۱، ص ۲۸۶) بیشک کسی شخص کی نماز میں طوالت اور خطبہ میں اختصار اس کی دانشمندی کا آئینہ دار ہے۔

خطابت و وعظ، ایک تقریر ہی نہیں بلکہ قرآن، اذان اور سنت کی طرح شعار اسلام بھی ہے۔ شعار اسلام کا تحفظ اور اس کے ارتقاء کی جدوجہد ہر مسلمان کا فرض ہے۔ علماء کرام اور مشائخ عظام پر ذمہ داری دوسروں کی نسبت زیادہ ہے کہ وہ اپنے متعلقین، عقیدتمندوں اور نمازیوں کے مزاج کو پیش نظر رکھ کر وعظ و تلقین اور ذکر و فکر کا حلقہ قائم فرمائیں تاکہ ان میں ذوق و محبت اور مذہبی

465- اخرجہ مسلم (3/332- الابی): کتاب الجمعة: باب: تخفيف الصلاة والخطبة حديث (41-42/866) والدارمی (1/365):

کتاب الصلاة: باب: فی قصر الخطبة من طریق ابی الاحوص عن سماک بن حرب عن جابر بن سمره فذکرہ۔

معاملات و امور میں دلچسپی کا ذوق بھی پیدا ہو۔ زیر بحث حدیث میں بھی یہی درس دیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اور خطبہ دونوں ”خیر الامور اوسطها“ کا آئینہ دار ہوتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ

باب 13: منبر پر قرأت کرنا

466 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ (وَنَادُوا يَا مَالِكُ)

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَهُوَ حَدِيثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ مِنْ مَذَاهِبِ فُقَهَاءِ. وَقَدْ اخْتَارَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يَقْرَأَ الْإِمَامُ فِي الْخُطْبَةِ آيَاتٍ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ الشَّافِعِيُّ وَإِذَا خَطَبَ الْإِمَامُ فَلَمْ يَقْرَأْ فِي خُطْبَتِهِ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ أَعَادَ الْخُطْبَةَ

◄◄ صفوان بن یعلیٰ بن امیہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو منبر پر یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے: ”وَنَادُوا يَا مَالِكُ“

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن غریب صحیح“ ہے۔ یہ روایت ابن عیینہ سے منقول ہے۔

اہل علم کے ایک گروہ نے اس بات کو اختیار کیا ہے: امام خطبے میں قرآن کی آیات پڑھے گا۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر امام خطبہ دیتے ہوئے اپنے خطبے کے دوران قرآن کی کوئی بھی آیت نہ پڑھے تو وہ اپنا خطبہ دوبارہ دے گا۔

شرح

خطبہ میں تلاوت قرآن کے حوالے سے مذاہب آئمہ

دوران خطبہ تلاوت قرآن یا قرأت قرآن فرض ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل

466- اضرحہ البخاری (360/6): کتاب: بدء الخلق باب: اذا قال احدكم ”آمین“ والملائكة في السماء فوافقت احد الصما الاخرى غفر له ما تقدم من ذنبه حديث (3230) و (381/6): باب: صفة النار وانها مخلوقة حديث (3266) و (431/8): كتاب التفسير باب: وناذوا يملكك ليقض علينا ربك (الزخرف: 77) حديث (4819) و مسلم (241/3- الابسى): كتاب الجمعة: باب تخفيف الصلاة والخطبة حديث (871/49) والبخاری فی ”خلوة افعال العباد“ (76) و ابو داؤد (4310/2): كتاب الحروف والقراءات حديث (3992) و احمد (223/4) و المعجم (346/2) حديث (787) من طريق سفیان بن عیینة عن عمرو بن دينار عن عطاء بن ابي رباح عن صفوان بن يعلى عن ابيه فذكره۔

ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ خطبہ میں چار امور شرط ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنا۔ (۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ درود پیش کرنا۔ (۳) سامعین کو تقویٰ و طہارت اختیار کرنے کی تلقین کرنا۔ (۴) کم از کم ایک آیت کی تلاوت کرنا۔ ان امور میں سے ایک بھی مفقود ہو جائے تو خطبہ درست نہیں ہوگا۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک خطبہ میں قرأت قرآن شرط و فرض نہیں ہے بلکہ مسنون ہے۔ ان کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہ ایک فعلی حدیث اور خبر واحد ہے جس سے فرض و شرط ثابت نہیں ہو سکتی۔ البتہ خطبہ میں ایک آیت کی تلاوت مسنون ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِقْبَالِ الْإِمَامِ إِذَا خَطَبَ

باب 14: جب امام خطبہ دے رہا ہو تو اس کی طرف رخ کرنا

467 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ

إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَوَى عَلَى الْمِنْبَرِ اسْتَقْبَلَنَا بِوُجُوهِنَا

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَحَدِيثٌ مَنْصُورٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ

بْنِ الْفَضْلِ بْنِ عَطِيَّةَ وَمُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ عَطِيَّةَ ضَعِيفٌ ذَاهِبُ الْحَدِيثِ عِنْدَ أَصْحَابِنَا

مَذَاهِبُ فُقَهَاءِ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ

يَسْتَحِبُّونَ اسْتِقْبَالَ الْإِمَامِ إِذَا خَطَبَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَأَسْحَقَ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَلَا يَصِحُّ فِي هَذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر کھڑے ہو جاتے تھے تو ہم اپنا رخ آپ

کی طرف کر لیتے تھے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث منقول ہے۔

منصور نامی راوی سے منقول اس روایت کو ہم صرف محمد بن فضل بن عطیہ نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

محمد بن فضل بن عطیہ نامی راوی ضعیف ہیں اور ہمارے اصحاب (محدثین) کے نزدیک یہ احادیث یاد نہیں رکھتے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ ان

حضرات کے نزدیک جب امام خطبہ دے رہا ہو تو اس کی طرف رخ کرنا مستحب ہے۔

امام سفیان ثوری، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق (بن راہویہ) رضی اللہ عنہم اسی بات کے قائل ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صحیح روایت منقول نہیں ہے۔

شرح

مجلس وعظ کا سنہری اصول

مقرر ہو یا خطیب محنت شاقہ کے بعد سامعین کے سامنے خطاب کرنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے۔ ان کی طرف سے سامعین کے دلوں میں بات اتارنے اور سامعین کی طرف سے گفتگو سے استفادہ کرنے کا ایک سنہری اصول ہے، جس کو اپنا کر محفل کو مطلب خیز بنایا جاسکتا ہے۔ وہ یہ ہے مقرر سامعین کو اپنی نظروں سے بار بار ملاحظہ کرے اور اپنے ہاتھوں کے اشاروں سے متوجہ کرنے کی کوشش کرے جبکہ سامعین بھی مقرر کی طرف اپنی نظریں جما کر دیکھیں اور ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھیں۔ اس طرح مقرر اور سامعین میں سے کسی کا حق مجروح نہیں ہوگا۔ مقرر نابینا ہو یا اپنی نظریں نیچے کیے ہوئے گفتگو کرے یا سامعین مقرر پر اپنی نظریں جما کر نہ بیٹھیں تو سامعین حصول فیض اور مقرر فیض رسانی میں مکمل طور پر کامیاب نہیں ہو سکتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكَعَتَيْنِ إِذَا جَاءَ الرَّجُلُ وَالْإِمَامُ يَخُطُبُ

باب 15: جب امام خطبہ دے رہا ہو اس وقت کسی شخص کا آ کر دو رکعت ادا کرنا

468 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخُطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَلَّيْتَ قَالَ
متن حدیث: لَا قَالَ قُمْ فَارْكَعْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے۔ ایک شخص آیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا: کیا تم نے (تحت المسجد) کی نماز ادا کر لی ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اٹھو اور پڑھ لو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ اور اس بارے میں سب سے زیادہ مستند ہے۔

468- اخرجه البخاری (473/2): كتاب الجمعة: باب: اذا راى الامام رجلا جاء وهو يخطب امره ان يصلى - كعبين حديث (930) و (478/2): باب: من جاء والامام يخطب صلى - كعبين خفيفين حديث (931) ومسلم (243/3- الاسبى: كتاب الجمعة: باب التحية والامام يخطب حديث (54-55-56-57/875) وابو داود (359/1): كتاب الصلاة: باب: اذا دخل الرجل والامام يخطب حديث (1115): والنسائي (103/2): كتاب الجمعة: باب الصلاة يوم الجمعة لمن جاء والامام يخطب و (107/3): باب: مخاطبة الامام بعينه وهو على المنبر وابن ماجه (353/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيربا: باب ما جاء فيمن دخل المسجد والامام يخطب حديث (1112) واحمد (308-369-380) والدارمي (364/1) كتاب الصلاة: باب فيمن دخل المسجد يوم الجمعة والامام يخطب والحميدي (513/2) حديث (1223) وابن خزيمة (165/2) حديث (1832-1833) من طريق عمرو بن دينار عن جابر بن عبد الله فذكره-

469 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ عَنْ عِيَاضِ

بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ

متن حدیث: أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ دَخَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمَرَّوَانٌ يَخْطُبُ فَقَامَ يُصَلِّي فَجَاءَ الْحَرَسُ لِيُجْلِسُوهُ فَأَبَى حَتَّى صَلَّى فَلَمَّا انْصَرَفَ اتَيْنَاهُ فَقُلْنَا رَحِمَكَ اللَّهُ إِنْ كَادُوا لَيَقْعُوا بِكَ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِأَتْرُكَهُمَا بَعْدَ شَيْءٍ رَأَيْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي هَيْئَةٍ بَدَّةٍ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَأَمَرَهُ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ كَانَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ إِذَا جَاءَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ وَكَانَ يَأْمُرُ بِهِ وَكَانَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقْرِي يَرَاهُ

توضیح راوی: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَسَمِعْتُ ابْنَ أَبِي عُمَرَ يَقُولُ قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عَجَلَانَ

ثِقَةً مَأْمُونًا فِي الْحَدِيثِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالنَّعْمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَاسْحَقُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِذَا دَخَلَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَإِنَّهُ يَجْلِسُ وَلَا يُصَلِّي وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ وَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ أَصَحُّ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ خَالِدٍ الْقُرَشِيُّ قَالَ رَأَيْتُ الْحَسَنَ الْبَصْرِيَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ إِنَّمَا فَعَلَ الْحَسَنُ اتِّبَاعًا لِلْحَدِيثِ وَهُوَ رَوَى عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْحَدِيثُ

◀◀ عیاض بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن مسجد میں تشریف لائے مروان

اس وقت خطبہ دے رہا تھا۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا شروع کی سپاہی آئے تاکہ انہیں زبردستی بٹھادیں تو

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے ان کی بات نہیں مانی اور نماز ادا کر لی جب نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو میں ان کے پاس آیا اور میں نے ان

سے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے وہ آپ کو نقصان بھی پہنچا سکتے تھے تو انہوں نے فرمایا: میں ان دونوں رکعات کو اس کے بعد ترک

469- اخرجه ابو داؤد (525/1)، کتاب الزکاة: باب: الرجل یخرج من ماله حدیث (1675) والبخاری فی "القرآن وخلف الامام"

(162) والنسائی (106/3)، کتاب الجمعة باب: هل الامام علی الصدقة یوم الجمعة فی خطبته، ابن ماجه (353/1)، کتاب اقامة

الصلوة والسنة فیہا: باب ماجاء فیمن دخل المسجد والامام یخطب حدیث (1113) والدارمی (364/1)، کتاب الصلاة: باب: فیمن

دخل المسجد یوم الجمعة والامام یخطب والحمیدی (326/2) حدیث (741) وابن خزيمة (150/3) حدیث (1799) و

(165/3) حدیث (183) (114/4) حدیث (2481) واحمد (25/3) من طریق محمد بن عجلان قال: حدیثنا عیاض بن عبداللہ بن

سعد عن ابی سعید الخدری فذكره-

نہیں کر سکتا، جبکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے انہیں جانا ہو پھر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی۔ ایک مرتبہ جمعہ کے دن ایک شخص میلے کھیلے عالم میں آیا۔ نبی اکرم ﷺ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے آپ ﷺ نے اسے ہدایت کی تو اس شخص نے دو رکعت نماز ادا کی، جبکہ نبی اکرم ﷺ اس دوران خطبہ دیتے رہے۔

ابن ابی عمر نامی راوی بیان کرتے ہیں: ابن عیینہ اگر ایسے وقت آتے جب امام خطبہ دے رہا ہوتا تو وہ دو رکعت ادا کر لیتے تھے اور ان رکعات کو ادا کرنے کی ہدایت بھی کرتے تھے جبکہ اس دوران ابو عبد الرحمن مقری انہیں دیکھ رہے ہوتے تھے۔

ابن عیینہ بیان کرتے ہیں: محمد بن عجلان نامی راوی ثقہ ہیں اور حدیث میں مامون ہیں۔

اس بارے میں حضرت جابر، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوسعید خدری سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق (بن راہویہ) رحمہم اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: جب آدمی مسجد میں آئے اور امام اس وقت خطبہ دے رہا ہو تو وہ شخص بیٹھ جائے اور نماز ادا نہ کرے۔

سفیان ثوری اور اہل کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

(امام ترمذی رحمہم اللہ فرماتے ہیں:) پہلی رائے زیادہ درست ہے۔

علاء بن خالد قرشی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت حسن بصری کو دیکھا، وہ جمعہ کے دن مسجد میں تشریف لائے۔ امام اس وقت خطبہ دے رہا تھا تو حضرت حسن بصری نے پہلے دو رکعت ادا کیں پھر بیٹھے۔

(راوی بیان کرتے ہیں) حضرت حسن بصری نے حدیث کی پیروی کرتے ہوئے ایسا کیا تھا۔

حضرت حسن بصری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے۔

شرح

دوران خطبہ نوافل تحیۃ المسجد ادا کرنے میں مذاہب آئمہ

امام خطبہ جمعہ دے رہا ہو تو اس دوران مسجد میں داخل ہونے والا شخص نوافل تحیۃ المسجد پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کے مابین اختلاف ہے:

۱- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ آنے والا شخص نوافل تحیۃ المسجد پڑھ سکتا ہے مگر اختصار سے پڑھے پھر سامعین میں شامل ہو جائے۔ انہوں نے احادیث باب سے استدلال کیا ہے جن سے جواز تحیۃ المسجد ثابت ہوتا ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک آنے والا شخص تحیۃ المسجد کے نوافل ادا نہیں کر

سکتا، بلکہ خاموشی سے خطبہ سننے کے لیے بیٹھ جائے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے جب کوئی شخص مسجد میں آئے جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو وہ نماز نہ پڑھے اور بات چیت بھی نہ کرے حتیٰ کہ امام فراغت حاصل کر لے۔“ (مجمع الزوائد جلد ثانی ص ۱۸۴)

ان کی طرف سے احادیث باب کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت حدیث قولی ہے، لہذا اس پر عمل کیا جائے گا اور احادیث باب کو ترک کر دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں احتیاط و آداب کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس روایت کو معمول بہ بنایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْكَلَامِ وَالْإِمَامِ يَخْطُبُ

باب 16: جب امام خطبہ دے رہا ہو اس وقت بات چیت کرنا مکروہ ہے

470 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ قَالَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ أَنْصِتْ فَقَدْ لَغَا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ أَبِي أَوْفَى وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرَهُوا لِلرَّجُلِ أَنْ يَتَكَلَّمَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ وَقَالُوا إِنْ تَكَلَّمَ

غَيْرُهُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ إِلَّا بِالْإِشَارَةِ وَاخْتَلَفُوا فِي رَدِّ السَّلَامِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَرَخَّصَ بَعْضُ

أَهْلِ الْعِلْمِ فِي رَدِّ السَّلَامِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَالْإِمَامِ يَخْطُبُ

وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَأَسْحَقَ وَكَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ ذَلِكَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب امام جمعہ کے دن خطبہ دے رہا ہو

اس وقت جو شخص (اپنے ساتھی سے) یہ کہے: تم خاموش رہو تو اس شخص نے لغو حرکت کی۔

اس بارے میں حضرت ابن ابی اوفی اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

470 - اخرجہ البخاری (480/2) : کتاب الجمعة : باب : الانصات يوم الجمعة والامام يخطب حديث (934) مسلم (210/3 -

اللابي) : كتاب الجمعة : باب : في الانصات يوم الجمعة في الخطبة حديث (851/11) وابو داود (359/1) : كتاب الصلاة : باب :

الكلام والامام يخطب حديث (1112) والنسائي (103/3) : كتاب الجمعة : باب الانصات للخطبة يوم الجمعة و (188/3) : كتاب

السنن : باب : الانصات للخطبة وابن ماجه (352/1) : كتاب اقامة الصلاة والسنة فيربا : باب : ماجه في الاستماع للخطبة

والانصات لربا حديث (1110) واحمد (272/2 - 280 - 396 - 393 - 474 - 485 - 518 - 532) والدارمي (363/1) : كتاب

الصلاة : باب الاستماع يوم الجمعة عند الخطبة والانصات وابن خزيمة (153/3) حديث (1805) من طريق ابن شرياب عن سعيد بن

المسيب عن ابي هريرة فذكره -

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم اس حدیث پر عمل کرتے ہیں: ان حضرات نے آدمی کے لیے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے: وہ امام کے خطبے کے دوران کوئی بات کرے یہ حضرات یہ فرماتے ہیں: اگر کوئی دوسرا شخص بات کرے تو یہ آدمی صرف اشارہ کے ذریعے اسے منع کر سکتا ہے۔

(امام کے خطبہ دینے کے دوران) سلام کا جواب دینے اور چھینکنے والے کا جواب دینے کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔

بعض اہل علم نے سلام کا جواب دینے اور چھینک کا جواب دینے کی رخصت دی ہے جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو۔

امام احمد اور امام اسحاق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

تابعین اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم نے اسے بھی مکروہ قرار دیا ہے۔ (کہ امام کے خطبے کے دوران سلام

یا چھینک کا جواب دیا جائے)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔

شرح

دوران خطبہ بات چیت کرنے کے جواز و عدم جواز میں مذاہب آئمہ

دوران خطبہ جمعہ بات چیت کرنے کے جواز و عدم جواز میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوران خطبہ بات چیت منع ہے بلکہ توجہ اور خاموشی سے خطبہ سننا ضروری ہے۔ آپ نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اگر امام، مقتدی کو کوئی بات کہے یا مقتدی امام سے کچھ عرض کرے یا مقتدی باہم کوئی بات کہیں یہ سب صورتیں جائز ہیں۔ انہوں نے ان روایات سے استدلال کیا ہے جن میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو کوئی ہدایت جاری فرمائی یا کسی نے آپ سے کوئی ہدایت حاصل کرنے کے لیے کچھ عرض کیا۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ان روایات سے جو گفتگو ثابت ہوتی ہے، اس کا تعلق ہماری بحث سے نہیں ہے کیونکہ ان میں اصلاح و ہدایت کی غرض سے گفتگو کی گئی ہے جبکہ ہماری بحث شور و غل کے حوالے سے ہے۔

جب امام خطبہ کی غرض سے منبر پر بیٹھ جائے اس وقت سے لے کر تا ختم خطبہ دنیاوی گفتگو، سلام و کلام اور کسی کو خاموشی اختیار کرنے کا کہنا بھی ممنوع و ناجائز ہے۔ حدیث باب میں بھی یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّخَطُّبِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب 17: جمعہ کے دن لوگوں کو پھلانا مکروہ ہے

471 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَبَانَ بْنِ فَائِدٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مَعَاذِ بْنِ أَنَسٍ

الْجُهَنِّي عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ تَخَطَى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتَّخَذَ جِسْرًا إِلَى جَهَنَّمَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ

حِكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثٌ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسِ الْجُهَنِيِّ حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ

حَدِيثِ رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ

مَذَاهِبُ فَتَهَاءٍ: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا أَنْ يَتَخَطَى الرَّجُلُ رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَشَدَّ دُونَ

فِي ذَلِكَ وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ وَضَعَفَهُ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ

﴿﴾ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ وَالدَّكَاءِ بِإِيجَابِ نَقْلِ كَرْتِهِ هِيَ نَبِيٌّ أَكْرَمٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى ارْتِدَادَ فَرَمَايَا هِيَ: جَوْشَخْصِ جَمْعِهِ كَيْ دِنِ لَوُغُوں كِي

گرددنیں پھلانگتا ہے وہ جہنم کے پل کی طرف جاتا ہے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) سہل بن معاذ بن انس جہنی سے منقول حدیث ”غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف رشید بن

سعد نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان حضرات نے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے: کوئی شخص جمعہ کے دن لوگوں کی

گرددنیں پھلانگ کر (آگے جائے) ان حضرات نے اس بارے میں شدت سے کام لیا ہے۔

بعض اہل علم نے رشید بن سعد نامی راوی کے بارے میں کلام کیا ہے اور ان کے حافظے کے حوالے سے انہیں ضعیف قرار

دیا ہے۔

شرح

جمعہ کے دن لوگوں کی گرددنیں پھلانگنے کی ممانعت و وعید

جمعة المبارک کا مجمع ہو یا حلقہ تدریس ہو یا وعظ و نصیحت کی مجلس ہو تو پروگرام کا آغاز ہونے سے قبل دو صورتوں میں آگے

بڑھنے کی اجازت ہے: (۱) آگے جگہ خالی ہو اور اسے پر کرنا مقصود ہو۔ (۲) آگے بڑھنے کی وجہ سے کسی کو گزند نہ پہنچنے پائے۔ تاہم

جب پروگرام کا آغاز ہو چکا ہو تو ہر اعتبار سے آگے بڑھنے کی ممانعت ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ

جمعہ کے دوران ایک شخص آگے بڑھ رہا تھا تو آپ نے اس سے مخاطب ہو کر یوں فرمایا: ”اجلس فقد اذیت الناس“ (سنن نسائی

جلد اول ص ۲۰۷) تم بیٹھ جاؤ تم نے لوگوں کو تکلیف دی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ محفل کا آغاز ہونے پر آگے بڑھنے کی ہر لحاظ سے

ممانعت ہے۔ حدیث باب میں لوگوں کی گرددنیں پھلانگنے والے کی مذمت و وعید بیان کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

471- اضرجه ابن ماجه (354/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيهما: باب ما جاء في النسبي عن تخطى الناس يوم الجمعة حديث

(1116) واحمد (437/3) من طريق زياد بن فائد عن سويل بن معاذ بن انس عن ابيه فذكره-

”جس شخص نے جمعۃ المبارک کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں، اس نے جہنم کی طرف اپنے لیے پل بنایا۔“ گویا گردنیں پھلانگنا جہنم کی طرف بڑھنے کے مترادف ہے۔ اس سے گردنیں پھلانگنے کی وعید و مذمت عیاں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْإِحْتِبَاءِ وَالْإِمَامِ يَخْطُبُ

باب 18: جب امام خطبہ دے رہا ہو اس وقت احتباء کے طور پر بیٹھنا مکروہ ہے

472 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ وَعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ

الرَّحْمَنِ الْمُقْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ حَدَّثَنِي أَبُو مَرْحُومٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ أَبِيهِ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْحَبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامِ يَخْطُبُ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَأَبُو مَرْحُومٍ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مَيْمُونٍ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ الْحَبْوَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامِ يَخْطُبُ وَرَخَّصَ فِي ذَلِكَ

بَعْضُهُمْ مِنْهُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُهُ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَاسْحَقُ لَا يَرِيَانِ بِالْحَبْوَةِ وَالْإِمَامِ يَخْطُبُ بَأْسًا

﴿﴾ سهل بن معاذ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے جمعہ کے دن، جب امام خطبہ دے رہا ہو اسی

وقت احتباء کے طور پر بیٹھنے سے منع کیا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

ابو مرحوم نامی راوی کا نام عبدالرحیم بن میمون ہے۔

بعض اہل علم نے جمعہ کے دن جب امام خطبہ دے رہا ہو اس وقت احتباء کے طور پر بیٹھنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

جبکہ بعض اہل علم نے اس بارے میں رخصت دی ہے، جن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر حضرات بھی شامل ہیں۔

امام احمد اور امام اسحاق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہما نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ ان حضرات کے نزدیک جب امام خطبہ دے رہا

ہو تو اس وقت احتباء کے طور پر بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

شرح

دوران خطبہ احتباء کی شکل میں بیٹھنے کی ممانعت

احتباء کی شکل یہ ہے کہ سرین پر بیٹھ کر اپنے دونوں گھٹنے کھڑے کر کے دونوں ہاتھوں سے انہیں مضبوطی سے پکڑ لینا یا سرین پر بیٹھ کر دونوں گھٹنوں کو کھڑا کر کے اور گھٹنوں کے گرد پکڑا باندھ لینا۔ حدیث باب میں دوران خطبہ اس کیفیت میں بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے۔ احتباء کی حالت میں بیٹھنے کی علت مقدمۃ النوم ہے۔ جس طرح دیوار یا ستون سے ٹیک لگا کر بیٹھنے سے نیند غالب آ جاتی ہے،

472- اخرجه ابو داود (358/1)؛ کتاب الصلاة باب: الاحتباء، والامام يخطب حديث (1110)، واحد (439/3)، وابن خزيمة

(158/3)، حديث (1815) من طريق ابى عبد الرحمن عبد الله بن يزيد المقرئ، عن سعيد بن ابى ايوب قال: اخبرنى ابو مرحوم

عبدالرحيم بن ميمون عن سهل بن معاذ بن انس الجبرني، عن ابيه فذكره-

اسی طرح احتباء کی صورت بھی جالب نوم ہے۔ دوران خطبہ ان حالتوں میں بیٹھنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

سوال: دوران خطبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا حالت احتباء میں بیٹھنا ثابت ہے؟

جواب: (۱) آغاز خطبہ سے قبل کوئی شخص حالت احتباء میں بیٹھا ہو پھر دوران خطبہ بھی اسی طرح بیٹھا رہا اور خطبہ سماعت کرتا رہا تو اس کی ممانعت نہیں ہے، البتہ دوران خطبہ حالت احتباء اختیار کر کے بیٹھنے کی ممانعت ہے۔ (۲) یہ ممانعت والی روایت خلاف اولیٰ اور مکروہ تنزیہی پر محمول ہے کیونکہ عمل صحابہ اس کے معارض ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ رَفْعِ الْأَيْدِي عَلَى الْمِنْبَرِ

باب 19: منبر پر (خطبہ دیتے ہوئے) دونوں ہاتھ بلند کرنا مکروہ ہے

473 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: سَمِعْتُ عُمَارَةَ بْنَ رُوَيْبَةَ الثَّقَفِيَّ وَبِشْرَ بْنَ مَرْوَانَ يَخْطُبُ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ فَقَالَ عُمَارَةُ قَبَّحَ اللَّهُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْتَيْنِ الْقُصِيرَتَيْنِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَزِيدُ عَلَيَّ أَنْ يَقُولَ هَكَذَا وَأَشَارَ هُشَيْمٌ بِالسَّبَابَةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حصین بیان کرتے ہیں: بشر بن مروان خطبہ دے رہا تھا اس نے (خطبے کے دوران) دعا میں دونوں ہاتھ بلند کیے تو حضرت عمارہ بنی النضر نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان دونوں چھوٹے نیچے ہاتھوں کو خراب کرنے میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا ہے: آپ صرف یہ کیا کرتے تھے۔

ہشیم نامی راوی نے شہادت کی انگلی کے ذریعے اشارہ کر کے بتایا (کہ ایسا کیا کرتے تھے) (امام ترمذی بیحد فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔)

شرح

دوران خطبہ دعا میں ہاتھ اٹھانے کی ممانعت

دوران خطبہ امام اپنے دونوں ہاتھ یا ایک ہاتھ بلند نہیں کر سکتا، کیونکہ یہ خلاف سنت ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کبھی نہیں کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوران خطبہ اپنا دست اقدس زیادہ بلند نہیں کرتے تھے۔ بلکہ شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔ اسی طرح امام دوران خطبہ اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں کر سکتا کیونکہ کسی روایت سے یہ ثابت نہیں ہے۔ دوران خطبہ

473 - اضرجه مسلم (242/3 - الابي) : كتاب الجمعة: باب تخفيف الصلاة والخطبة حديث (874/53) وابو داود (357/1) :

كتاب الصلاة: باب رفع اليدين على المنبر حديث (1104) والنسائي (108/3) كتاب الجمعة: باب: الاشارة في الخطبة واحمد

(261-136-135/4) والدارمي (366/1) : كتاب الصلاة: باب كيف يشير الامام في الخطبة وابن خزيمة (147/3) حديث

(1794- 1793) من طريق حصين عن عمارة بن ربيعة الثقفي فذكره-

مقتدی بھی اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں کر سکتا، کیونکہ یہ خلاف سنت ہے۔ جمعۃ المبارک کی اذان ثانی کا جواب بھی دل میں دیا جائے اور دعا بھی ہاتھ اٹھائے بغیر دل میں کی جائے۔ گورنر مدینہ بشر بن مروان نے دوران خطبہ دعا میں اپنے ہاتھ بلند کیے تو حضرت عمارہ رویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی اس حالت کو ناپسند کیا اور اظہار ناراضگی کرتے ہوئے ان کے لیے بددعا بھی کی۔ انہوں نے بایں الفاظ بددعا کی تھی: "قبح اللہ ہاتین الیدین القصیرتین" اللہ تعالیٰ ان چھوٹے ہاتھوں کو ہلاک کرے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي آذَانِ الْجُمُعَةِ

باب 20: جمعہ کی اذان کا بیان

474 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ خَالِدٍ الْخَيَّاطُ عَنْ ابْنِ أَبِي ذَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ

السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: كَانَ الْآذَانُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ وَإِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ زَادَ النِّدَاءَ الثَّلَاثَ عَلَى الزُّورَاءِ
حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام آجاتا تھا اور جب نماز کھڑی ہوتی تھی (تو اس وقت اقامت کہی جاتی تھی) لیکن جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو انہوں نے تیسری اذان (یعنی پہلے زمانے والی دو اذانوں، یعنی اذان اور اقامت کے علاوہ اذان) کا اضافہ زوراء کے مقام پر کیا۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔)

شرح

جمعہ کی اذان ثانی کا آغاز

دور رسالت، دور صدیقی اور دور فاروقی میں جمعہ کی ایک اذان پڑھی جاتی تھی جس کے دو مقاصد تھے: (۱) لوگوں کو نماز کی اطلاع دینا۔ (۲) حاضرین کو امام کی آمد سے مطلع کرنا۔ دور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ اذان مسجد نبوی کے دروازہ

474 - اضرجه البخاری (457/2) : کتاب الجمعة : باب الاذان يوم الجمعة حديث (912) و (459/2) باب المؤذن الواحد يوم الجمعة حديث (913) و (460/2) : باب الجلوس على المنبر عند التاذين حديث (915) و (461/2) باب التاذين عند الخطبة حديث (916) و ابو داود (353-352/1) : كتاب الصلاة : باب : النساء يوم الجمعة حديث (1087-1088-1089-1090) والنسائي (101-103/3) كتاب الجمعة : باب : الاذان للجمعة و ابن ماجه (359/1) : كتاب اقامة الصلاة والسنة فيربا : باب : ماجه . في الاذان يوم الجمعة حديث (1135) و احمد (449/3-450) و ابن خزيمة (163/3) حديث (1773-1774) و (168/3) حديث (1837) من طريق الزهري عن السائب بن يزيد فذكره -

(چھت) پر پڑھی جاتی تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو آپ نے ایک اذان کا اضافہ فرمایا۔ یہ اذان خطیب کے سامنے پڑھی جانے لگی۔ اس کا مقصد حاضرین کو نماز کے لیے تیار کرنا تھا۔ حدیث باب میں بھی اسی کی تصریح ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کا اجماع دین میں سنگ میل اور ٹھوس بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔

ارشاد ربانی: "اِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ" (الجمعة: ۹) کا مصداق اذان اول ہے۔ جب یہ اذان کہہ دی جائے تو کاروبار اور خرید و فروخت چھوڑ کر لوگوں کو تیزی سے مسجد کی طرف آ جانا چاہیے۔ برصغیر (پاک و ہند) میں عموماً یہ اذان خطبہ سے آدھ پون گھنٹہ قبل پڑھی جاتی ہے کیونکہ لوگ کاروبار اور خرید و فروخت میں حسب معمول مصروف رہتے ہیں۔ جب خطبہ کا آغاز ہوتا ہے بلکہ اختتام کو پہنچنے والا ہوتا ہے تو لوگ مسجد کا رخ کرتے ہیں۔ اذان کے بعد کام میں مصروف ہونے کی وجہ سے گناہگار ہوتے ہیں۔ اس کا حل یہ ہے کہ لوگ اپنے آپ میں کچھ مذہبی بیداری پیدا کریں اور مؤذن بھی پہلی اذان تاخیر سے خطبہ کے قریب کہے تاکہ لوگ گناہگار نہ ہوں۔

سوال: حدیث باب میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اذان کو اذان ثالث کیوں کہا گیا ہے؟ جبکہ اذانیں دو ہیں۔

جواب: بیشک دو اذانیں ہیں مگر اقامت کو بھی تغلیب کے طور پر اذانوں میں شامل کر کے اذان ثالث کہا گیا ہے۔ بطور تغلیب اقامت کو اذان کہنا حدیث سے ثابت ہے چنانچہ الفاظ حدیث یہ ہیں: "بین کل اذانین صلوة لمن شاء" حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو اذانوں کے درمیان نماز ہے جو شخص پڑھنا چاہے۔ یہاں ایک اذان سے مراد اقامت ہے یعنی اذان اور اقامت کے درمیان نماز سنت ہے۔

سوال: کیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اذان کو "بدعت" کہنا جائز ہے؟

جواب: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اذان کو "بدعت" کہنا جائز نہیں ہے: (۱) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلفاء راشدین میں سے خلیفہ ثالث ہیں اور ان کی پیروی کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "علیکم بسنتی و سنتی و سنتی الخلفاء الراشدین المہدیین" (سنن ابن ماجہ جلد اول ص ۵) (تم پر میرا طریقہ اور خلفاء راشدین کا طریقہ لازم ہے)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَلَامِ بَعْدَ نَزُولِ الْإِمَامِ مِنَ الْمِنْبَرِ

باب 21: امام کے منبر سے نیچے آ جانے کے بعد بات چیت کرنا

475 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

475- أخرجه أبو داود (361/1)؛ كتاب الصلاة باب: الامام يتكلم بعد ما ينزل من المنبر حديث (1120) ولانساني (110/3)؛

كتاب الجمعة: باب: الكلام والقيام بعد النزول عن المنبر وابن ماجه (354/1)؛ كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء في

الكلام بعد نزول الامام عن المنبر حديث (1117) واحمد (213-127-119/3) وعبد بن حميد ص (376) حديث (1260)

وابن هزيمة (169/3) حديث (1838) من طريق جرير بن حازم عن ثابت عن انس بن مالك فذكره-

متن حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ بِالْحَاجَةِ إِذَا نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ
قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ وَهَمَّ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ

حدیث دیگر: وَالصَّحِيحُ مَا رَوَى عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَخَذَ رَجُلٌ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا زَالَ يُكَلِّمُهُ حَتَّى نَعَسَ بَعْضُ الْقَوْمِ قَالَ مُحَمَّدٌ وَالْحَدِيثُ هُوَ هَذَا وَجَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ رَبَّمَا يَهُمُّ فِي الشَّيْءِ وَهُوَ صَدُوقٌ

قول امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدٌ وَهَمَّ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ فِي حَدِيثِ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرُونِي

قَالَ مُحَمَّدٌ وَيُرْوَى عَنْ حَمَادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ فَحَدَّثَ حَجَّاجُ الصَّوَّافِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرُونِي

فَوَهُمَ جَرِيرٌ فَظَنَّ أَنَّ ثَابِتًا حَدَّثَهُمْ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب منبر سے نیچے تشریف لے آتے تھے تو ضرورت کے تحت کوئی بات چیت کر لیتے تھے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو ہم صرف جریر بن حازم نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: جریر بن حازم اس روایت میں وہم کا شکار ہوئے ہیں۔

صحیح روایت وہ ہے جو ثابت نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی۔ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کا دست مبارک پکڑا تو نبی اکرم ﷺ اس کے ساتھ اتنی دیر بات چیت کرتے رہے کہ حاضرین میں سے بعض لوگ اونگھنے لگے۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اصل حدیث یہ ہے۔ (امام بخاری یہ بھی بیان کرتے ہیں) جریر بن حازم بعض اوقات کسی چیز کے بارے میں وہم کا شکار ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ سچے ہیں۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: جریر بن حازم نے ثابت سے منقول حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کردہ اس حدیث کے اندر بھی وہم کیا ہے جس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

جب نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے تو تم اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک مجھے نہ دیکھ لو۔

امام بخاری فرماتے ہیں: اس روایت کو حماد بن زید کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: ہم ثابت بنانی کے

پاس موجود تھے۔ وہاں حجاج صواف نامی راوی نے یحییٰ بن ابوکثیر کے حوالے سے عبداللہ بن ابوقنادہ کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ہے:

”جب نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے تو تم اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک مجھے نہ دیکھ لو۔“

(امام بخاری بیان کرتے ہیں) تو جریر کو اس بارے میں وہم ہوا وہ یہ سمجھے کہ شاید ثابت نے ان حضرات کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ روایت سنائی ہے۔

476 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ
متن حدیث: لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا تَقَامُ الصَّلَاةُ يُكَلِّمُهُ الرَّجُلُ يَقُومُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَمَا يَزَالُ يُكَلِّمُهُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَنَا يَنْعَسُ مِنْ طُولِ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یاد ہے: نماز کے لیے اقامت کہی جا چکی تھی اور ایک شخص آپ کے ساتھ بات چیت کر رہا تھا وہ آپ کے اور قبلہ کے درمیان کھڑا ہوا تھا۔ نبی اکرم ﷺ مسلسل اس کے ساتھ بات چیت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے بعض حاضرین کو دیکھا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے طویل قیام کی وجہ سے اونگھنے لگے تھے۔ (امام ترمذی بیہوش فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔)

شرح

خطبہ کے اختتام اور نماز جمعہ سے قبل گفتگو کرنے میں مذاہب آئمہ

خطبہ کے اختتام اور نماز جمعہ سے قبل گفتگو کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ عدم جواز کے قائل ہیں؛ جس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے یہاں اعادہ کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔

۲- آئمہ ثلاثہ کے نزدیک اس وقفہ کے دوران گفتگو کی جاسکتی ہے۔ انہوں نے اپنے موقف پر احادیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے اختتام پر ضرورت کے مطابق گفتگو فرمالتے تھے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے احادیث باب کا جواب یوں دیا جاتا ہے:

(۱) یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے تھا۔ (۲) امام مقتدیوں سے اور مقتدی امام سے گفتگو کر سکتے ہیں، کیونکہ اس کا مقصد اصلاح نماز ہوتا ہے۔ البتہ لوگوں کا باہم گفتگو کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ شور و غل کے لیے ہوتا ہے۔

476- اضرجه احمد فی "مسندہ": (161/3) و عبد بن حميد ص (374) حدیث (1249) من طریق معمر عن ثابت عن انس بن مالك فذكره۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ

باب 22: جمعہ کی نماز میں قرأت کرنا

477 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: اسْتَخْلَفَ مَرْوَانَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ وَخَرَجَ إِلَى مَكَّةَ فَصَلَّى بِنَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَرَأَ سُورَةَ الْجُمُعَةِ وَفِي السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَادْرَكْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَهُ تَقْرَأُ بِسُورَتَيْنِ كَانَ عَلِيٌّ يَقْرَأُ بِهِمَا بِالْكُوفَةِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهِمَا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالتُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ وَأَبِي عِنَبَةَ الْخَوْلَانِيِّ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حَدِيثٌ دِيكْرٌ: وَرَوَى عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَهَلْ آتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ

تَوْضِيحُ رَاوِي: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ كَاتِبُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

﴿﴾ حضرت عبید اللہ بن ابورافعؓ جو نبی اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں بیان کرتے ہیں: مروان نے مدینہ منورہ میں حضرت ابو ہریرہؓ کو اپنا نائب مقرر کیا اور خود مکہ چلا گیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی۔ انہوں نے پہلی رکعت میں سورہ جمعہ کی تلاوت کی اور دوسری رکعت میں سورہ منافقون کی تلاوت کی۔

عبید اللہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ملا اور میں نے ان سے کہا: آپ نے ان دو سورتوں کی تلاوت کی ہے جن کی تلاوت حضرت علیؓ کوفہ میں (جمعہ کی نماز میں) کیا کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو (جمعہ کی نماز میں) ان دونوں کی تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباسؓ، حضرت نعمان بن بشیر اور حضرت ابو ہریرہؓ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے: آپ نے جمعہ کی نماز میں ”سورہ الاعلیٰ“ اور ”سورہ الغاشیہ“ کی تلاوت کی تھی۔

477- اخرجہ مسلم (248/3- الابی) کتاب الجمعة: باب: ما یقرأ فی صلاة الجمعة حدیث (877/61) و ابو داؤد (360/1) : کتاب الصلاة: باب: ما یقرأ به فی الجمعة حدیث (1124) و ابن ماجہ (355/1) کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها: باب: ما جاء فی القراء فی الصلاة یوم الجمعة حدیث (1118) و احمد فی ”مسندہ“: (429/2) و ابن خزیمہ (170/3-171) حدیث (1843-1844) من طریق جعفر بن محمد عن ابیہ عن عبید اللہ بن ابی رافع عن ابی ہریرہ بہ۔ و اخرجہ احمد فی ”مسندہ“ (467/2) من طریق الحكم عن محمد بن علی ان رجلا قال لابی ہریرہ فذکرہ۔

شرح

نماز جمعہ میں قرأت کا مسئلہ

نماز جمعہ میں چار سورتوں کی قرأت مسنون ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اگر طویل قرأت کرنے کا ارادہ فرماتے تو پہلی رکعت میں سورۃ الجمعۃ اور دوسری رکعت میں سورۃ المنافقون کی قرأت فرماتے تھے۔ ان دونوں سورتوں کے انتخاب کی وجہ یہ ہے کہ پہلی سورۃ کا مضمون نماز جمعہ سے متعلق ہے اور دوسری سورۃ کے انتخاب کی وجہ منافقوں کو تحذیر و تنبیہ کرنا مقصود تھا تا کہ وہ اپنا طرز عمل تبدیل کریں، کیونکہ نماز میں منافق لوگ بھی شامل ہوتے تھے۔ اگر ہلکی پھلکی قرأت کرنے کا ارادہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ الغاشیہ کی قرأت فرماتے تھے۔ ان دونوں سورتوں کے انتخاب کی وجہ یہ ہے کہ ان میں قیام قیامت کی منظر کشی کی گئی ہے جس سے ترغیب و ترہیب کا درس ملتا ہے اور عظیم اجتماع کے لیے یہ مضمون موزون و مناسب تر ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَا يَقْرَأُ بِهِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب 23: جمعہ کے دن صبح کی نماز میں کیا تلاوت کیا جائے

478 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكُ عَنْ مَخْوَلِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ مُسْلِمِ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ

بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

مَنْ حَدِيثٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ الْمَنْزِيلَ

السَّجْدَةَ وَهَلْ آتَى عَلَى الْإِنْسَانَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدِ وَأَبْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

حُكْمٌ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

إِسْنَادٌ يَكْبُرُ: وَقَدْ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مَخْوَلٍ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں ”سورہ تنزیل السجدہ“ اور ”سورہ

الدھر“ کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

478- اخرجہ مسلم (250/3- الابن) : کتاب الجمعة باب: ما یقرأ فی یوم الجمعة حدیث (879/64) و ابو داؤد (349/1) : کتاب

الصلاة: باب: ما یقرأ فی صلاة الصبح یوم الجمعة حدیث (1074-1075) والنسائی (159/2) : کتاب الافتتاح: باب: القراءة فی

الصبح یوم الجمعة و (111/3) : کتاب الجمعة: باب: القراءة فی صلاة الجمعة بسورة (الجمعة) و (المنافقین) و ابن ماجہ (269/1) :

کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها: باب القراءة فی صلاة الفجر یوم الجمعة حدیث (821) و احمد (328-334-340-354)

226/1- 272- 307- 316) و ابن خزيمة (266/1) حدیث (533) من طریق سعید بن جبیر عن ابن عباس فذكره و اخرجہ احمد:

(361/1) قال: حدثنا عبد الصمد قال: حدثنا امام قال: حدثنا قتادة عن صاحب له عن سعید بن جبیر عن ابن عباس فذكره-

اس بارے میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے احادیث منقول ہیں۔
(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عباسؓ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
سفیان ثوری اور دیگر راویوں نے اس روایت کو بخول سے نقل کیا ہے۔

شرح

جمعہ کے دن نماز فجر میں مسنون قرأت

چھ ایام میں فجر کی نماز میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نصف پارہ کی قرأت فرماتے تھے۔ جمعۃ المبارک کے دن نماز فجر میں دیگر ایام کی نسبت ہلکی پھلکی قرأت فرماتے تھے۔ آپ پہلی رکعت میں سورۃ السجدہ اور دوسری رکعت میں سورۃ الدھر کی قرأت کرتے تھے۔ ان دونوں سورتوں کے انتخاب کی وجہ یہ ہے کہ ان میں قیام قیامت اور اس کے احوال کی تفصیل بیان کی گئی ہے جبکہ قیامت بھی جمعۃ المبارک کے دن قائم ہوگی، اس میں یہ پیغام دینا مقصود ہے کہ ہر جمعہ میں جس طرح چوپائے قیام قیامت کے منتظر ہوتے ہیں، اسی طرح انسانوں کو بھی منتظر رہنا چاہیے۔ اس پیغام کے نتیجہ میں انسان گناہوں سے تائب ہو کر اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ بن سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ الْجُمُعَةِ وَبَعْدَهَا

باب 24: جمعہ سے پہلے اور اس کے بعد (نفل) نماز ادا کرنا

479 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
متن حدیث: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَيْضًا

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ

◀◀ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمرؓ) کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے

ہیں: آپ جمعہ (کی فرض رکعات) کے بعد دو رکعت (سنت) ادا کیا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت جابرؓ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمرؓ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نافع کے حوالے سے یہی روایت حضرت ابن عمرؓ کے بارے میں بھی نقل کی گئی ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام شافعی اور امام احمد رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

480 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متن حدیث: أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ انْصَرَفَ فَصَلَّى سَجْدَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ ذَلِكَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں منقول ہے: جب وہ جمعہ کی نماز ادا کر لیتے تھے اور واپس جاتے تھے تو اپنے گھر میں دو رکعت ادا کیا کرتے تھے اور یہ بیان کرتے تھے: نبی اکرم ﷺ بھی ایسا کیا کرتے تھے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

481 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا (۱)

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ سُهَيْلَ بْنَ أَبِي صَالِحٍ

ثَبَاتًا فِي الْحَدِيثِ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَرَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا وَقَدْ رَوَى عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَمَرَ أَنْ يُصَلِّيَ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَرْبَعًا وَذَهَبَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ إِلَى قَوْلِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَقَالَ اسْحَقُ إِنْ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ صَلَّى أَرْبَعًا وَإِنْ صَلَّى فِي بَيْتِهِ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَاحْتَجَّ بِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ وَحَدِيثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَابْنُ عُمَرَ هُوَ الَّذِي رَوَى عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ

(۱) اضرجه مسلم (251/3-الاسبي): كتاب الجمعة: باب الصلاة بعد الجمعة حديث (67-68-69/881) وابو داود (363/1).

كتاب الصلاة: باب: الصلاة بعد الجمعة حديث (1131) والنسائي (113/3) كتاب الجمعة: باب: عدد الصلاة بعد الجمعة في

المسجد وابن ماجه (358/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجا. في الصلاة بعد الجمعة حديث (1132) واحمد (499-

249/2- 442) والدارمي (370/1): كتاب الصلاة: باب: ماجا. في الصلاة بعد الجمعة والحميدي (431/2) حديث (976) وابن

خزيمة (184-183/3) حديث (1873-1874) من طريق سرييل بن ابي صالح عن ابيه عن ابي هريرة فذكره-

رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ وَابْنُ عُمَرَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّى بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ أَرْبَعًا

حَدَّثَنَا بِذَلِكَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ صَلَّى بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ أَرْبَعًا

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَنْصَرَ لِلْحَدِيثِ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا الدَّنَانِيرُ وَالذَّرَاهِمُ أَهْوَنَ عَلَيْهِ مِنْهُ إِنْ كَانَتِ الدَّنَانِيرُ وَالذَّرَاهِمُ عِنْدَهُ بِمَنْزِلَةِ الْبَعْرِ

قَالَ أَبُو عِيْسَى: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ يَقُولُ كَانَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَسَنَ مِنَ الزُّهْرِيِّ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تم میں سے جس شخص نے جمعہ کے بعد نماز ادا کرنی ہو وہ چار رکعت ادا کرے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

سفیان بن عیینہ بیان کرتے ہیں: ہم سہیل بن ابوصالح نامی راوی کو علم حدیث میں مستند سمجھتے ہیں۔ بعض اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ روایت نقل کی گئی ہے: وہ جمعہ سے پہلے چار رکعت ادا کرتے تھے اور اس کے بعد بھی چار رکعت ادا کرتے تھے۔

حضرت علی بن ابوظالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے جمعہ کے بعد دو رکعت ادا کرنے اور پھر چار رکعت ادا کرنے کی ہدایت کی تھی۔

سفیان ثوری اور ابن مبارک نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کو اختیار کیا ہے۔

امام اسحاق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر کسی شخص نے جمعہ کے دن مسجد میں (جمعہ کے بعد) رکعت ادا کرنی ہوں تو وہ چار رکعت ادا کرے گا۔ اگر اس نے اپنے گھر میں نماز ادا کرنی ہو تو وہ دو رکعت ادا کرے گا۔

انہوں نے دلیل کے طور پر یہ روایت پیش کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے بعد اپنے گھر میں دو رکعت ادا کیا کرتے تھے۔

نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے: جس شخص نے جمعہ کے بعد نماز ادا کرنی ہو وہ چار رکعت ادا کرے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے: آپ جمعہ کے بعد اپنے گھر میں دو رکعت ادا کیا کرتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خود بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس کے بعد مسجد میں جمعہ کے بعد دو رکعت ادا کرتے تھے اور ان دو

رکعت کے بعد چار رکعت ادا کیا کرتے تھے۔

عطاء بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، انہوں نے جمعہ کے بعد دو رکعت ادا کیں پھر اس کے بعد چار رکعت ادا کیں۔

عمر و بن دینار بیان کرتے ہیں: میں نے زہری سے زیادہ بہتر طور پر حدیث بیان کرنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا اور نہ ہی کوئی ایسا شخص دیکھا ہے جس کے نزدیک درہم ان سے زیادہ بحیثیت ہوں۔ ان کے نزدیک درہم کی حیثیت مینگنی کی طرح تھی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے ابن ابی عمر کو سنا ہے وہ فرماتے ہیں: میں نے سفیان بن عیینہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: عمر و بن دینار عمر میں زہری سے بڑے تھے۔

شرح

جمعہ سے قبل اور اس کے بعد نماز (سنن) میں مذاہب آئمہ

نماز جمعہ سے قبل اور اس کے بعد کتنی رکعات مسنون ہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ نماز جمعہ سے قبل بھی چار رکعت ہیں اور نماز جمعہ کے بعد بھی چار رکعت ہیں۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے جس میں چار رکعت قبلہ اور چار رکعت بعد یہ کا ذکر ہے۔ (حافظ زلیعی 'نصب الرایۃ جلد ثانی ص ۲۰۶) حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چار رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھی جائیں گی اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں چار رکعت دو سلام کے ساتھ ادا کی جائیں گی۔

۲- صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ جمعہ سے قبل چار سنت ہیں ایک سلام کے ساتھ اور بعد میں چھ سنت ہیں۔ پہلے چار رکعت ایک سلام سے پھر دو رکعت ایک سلام سے۔

۳- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز جمعہ سے قبل چار سنت ہیں اور دو سنت بعد میں ہیں۔

۴- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز جمعہ سے قبل اور نماز جمعہ کے بعد سنتوں کی کوئی تحدید نہیں ہے۔ نماز ایک کار خیر اور عمل نیک ہے اسے محدود نہیں کیا جاسکتا، لہذا اس کے پہلے اور بعد میں جتنی چاہیں سنتیں اور نوافل ادا کر سکتے ہیں۔

احناف کا مقابلہ قول صاحبین ہے یعنی نماز جمعہ سے قبل چار سنت ایک سلام کے ساتھ پڑھی جائیں اور بعد چھ رکعات پڑھی جائیں، چار رکعت ایک سلام سے اور دو رکعات ایک سلام سے۔

سب آئمہ نے اپنے اپنے موقف پر احادیث باب سے استدلال کیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً

باب 25: جو شخص جمعہ کی ایک رکعت پائے

482 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وغيرهم قالوا مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْجُمُعَةِ صَلَّى إِلَيْهَا أُخْرَى وَمَنْ أَدْرَكَهُمْ جُلُوسًا صَلَّى أَرْبَعًا وَبِهِ يَقُولُ

سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَأَسْحَقُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جس شخص نے نماز کی ایک رکعت پالی۔ اس نے اس

نماز کو پالیا۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اکثر اہل علم کے نزدیک جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس حدیث پر عمل کیا جائے گا، وہ

حضرات یہ فرماتے ہیں: جس شخص نے جمعہ کی ایک رکعت پالی وہ دوسری رکعت بعد میں پڑھ لے گا، لیکن جس شخص نے نمازیوں کو

قعدے کی حالت میں پایا وہ چار رکعت ادا کرے گا۔

سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحق نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

483 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي

حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ وَلَا نَقِيلُ إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہم جمعہ کے بعد کھانا کھایا کرتے تھے

482- اضرجه مسلم (2/532- اللبسی): کتاب المساجد و مواضع الصلاة باب: من ادرك ركعة من الصلاة فقد ادرك تلك الصلاة

حدیث (161-162/607) والنسائی (3/112): کتاب الجمعة باب: من ادرك ركعة من صلاة الجمعة وابن ماجه (1/356) کتاب

اقامة الصلاة والسنة فيهما: باب: ماجه فيمن ادرك من الجمعة ركعة حدیث (1122) من طريق الزهري عن ابي سلمة عن ابي هريرة

فذكره-

اور قیلولہ کیا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔
(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) حضرت سہل بن سعد سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

نماز جمعہ کی رکعت ثانیہ میں شامل ہونے والے کے بارے میں مذاہب آئمہ

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ جو شخص نماز جمعہ کے قعدہ میں بھی نماز جمعہ کی جماعت میں شامل ہو گیا، اس نے جمعہ کی فضیلت حاصل کر لی اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ اپنی نماز جمعہ مکمل کرے گا۔ آئمہ ثلاثہ اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نماز جمعہ کو پانے کے لیے کم از کم ایک رکعت امام کے ساتھ پانا ضروری ہے۔ جو شخص دوسری رکعت کے رکوع کے بعد نماز جمعہ میں شامل ہوا، وہ اسی تحریمہ کے ساتھ امام کے سلام پھیرنے پر چار رکعت نماز ظہر ادا کرے گا، کیونکہ اس کی نماز جمعہ فوت ہو چکی ہے۔

نماز جمعہ میں دوسری رکعت کے بعد جماعت میں شامل ہونے والا شخص نماز جمعہ ادا کرے گا یا نماز ظہر ادا کرے گا؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ جو شخص نماز جمعہ کی دوسری رکعت کے رکوع کے بعد جماعت میں شامل ہوا، وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد حسب معمول نماز جمعہ (دو رکعت) مکمل کرے گا۔ آپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ما فاتکم فاتموا (محمد بن اسماعیل بخاری جلد اول ص ۸۸) تمہاری جتنی نماز فوت ہو جائے تم وہ پوری کرو) اس روایت میں لفظ: اتموا، کا مفہوم یہ ہے کہ نمازی جس نماز میں شامل ہوا ہو وہی مکمل کرے گا۔

۲- آئمہ ثلاثہ کا موقف ہے کہ جو شخص نماز جمعہ کی دوسری رکعت کے بعد جماعت میں شامل ہوا، وہ نماز جمعہ مکمل نہیں کرے گا بلکہ نماز ظہر چار رکعت ادا کرے گا۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: ”من فاتتہ الرکعتان

483- اضرجه البخاری (494/2)؛ کتاب الجمعة باب: قول الله تعالى (فاذا قضيت الصلاة فانتشروا في الارض وابتغوا من فضل الله) (الجمعة: 10) حدیث (938-939) و (496/2)؛ باب: الفائلة بعد الجمعة حدیث (941) و (34/5)؛ کتاب الحرث والمزارعة؛ باب: ماجاء في الفرس حدیث (2349) و (455/9)؛ کتاب الاطعمة؛ باب: السلو والشعير حدیث (5403) (35/11)؛ کتاب الاستئذان باب: تسليم الرجال على النساء والنساء على الرجال حدیث (6248) و (72/11)؛ باب الفائلة بعد الجمعة حدیث (6279) و مسلم (224/3- الابی)؛ کتاب الجمعة؛ باب: صلاة الجمعة حين نزول الشمس حدیث (859/30) و ابو داؤد (352/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: في وقت الجمعة حدیث (1086) و ابن ماجه (350/1)؛ کتاب اقامة الصلاة والسنة فيربا؛ باب: ماجاء في وقت الجمعة حدیث (1099) و احمد (433/3) و (336/5) و عبد بن حميد ص (168) حدیث (454) و ابن خزيمة (184/3) حدیث (1875-1876) من طريق ابي حازم عن سريال بن سعد الساعدي فذكره-

فلیصل اربعاً“ (الدارقطنی) جس شخص کی (نماز جمعہ) دو رکعت فوت ہو جائیں پس وہ چار رکعت (نماز ظہر) ادا کرے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) دو رکعت فوت ہو جانے کا مفہوم یہ ہے کہ آنے والا آدمی امام کے سلام پھیرنے کے بعد آیا ہو۔ (۲) امام بخاری، امام نسائی اور امام دارقطنی رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ نَعَسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَنَّهُ يَتَحَوَّلُ مِنْ مَجْلِسِهِ

باب 26: جس شخص کو جمعہ کے دن اونگھ آئے وہ اپنی جگہ تبدیل کر لے

484 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَابُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

إِسْحَاقَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ ذَلِكَ

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب کسی شخص کو جمعہ کے دن اونگھ آجائے تو وہ اپنی

جگہ تبدیل کر لے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔)

شرح

جمعہ کے دوران نیند کا غلبہ ہونے پر اسے دور کرنے کا طریقہ

دوران جمعہ یا درس و تدریس کے حلقہ یا وعظ و تبلیغ کی محفل میں نیند غالب آجائے تو اسے فوراً دور کرنا چاہیے۔ اس کا طریقہ کار

یہ ہے کہ وہاں سے اٹھ کر چند قدم چلے یا جگہ تبدیل کر لے یا ٹیک ختم کر دے یا تازہ وضو کر لے تو نیند کا غلبہ ختم ہو جائے گا۔ حدیث

باب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں تصریح ہے کہ جگہ تبدیل کرنے سے نیند کا غلبہ ختم ہو جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّفَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب 27: جمعہ کے دن سفر کرنا

485 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ قَالَ

484-أخرجه احمد في "مسند": (22/2-13532) و ابو داود (360/1): كتاب الصلاة: باب: الرجل ينسى والامام يخطب حديث

(1119) و عبد بن حميد ص (243) حديث (747) و ابن خزيمة (160/3) حديث (1819) من طريق محمد بن اسحق عن نافع عن

ابن عمر فذكره-

متن حدیث: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ فِي سَرِيَّةٍ فَوَافَقَ ذَلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَعَدَا أَصْحَابَهُ فَقَالَ اتَّخَلَّفُ فَأُصَلِّيَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ الْحَقُّهُمْ فَلَمَّا صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَاهُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَغْدُوَ مَعَ أَصْحَابِكَ فَقَالَ أَرَدْتُ أَنْ أُصَلِّيَ مَعَكَ ثُمَّ الْحَقُّهُمْ قَالَ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا أَدْرَكْتَ فَضْلَ غَدْوَتِهِمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَقَالَ شُعْبَةُ لَمْ يَسْمَعْ الْحَكَمُ مِنْ مِقْسَمٍ إِلَّا خَمْسَةَ أَحَادِيثٍ وَعَدَّهَا شُعْبَةُ وَكَانَ هَذَا الْحَدِيثُ فِيهَا عَدَّةً شُعْبَةُ فَكَانَ هَذَا الْحَدِيثُ لَمْ يَسْمَعْهُ الْحَكَمُ مِنْ مِقْسَمٍ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي السَّفَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلَمْ يَرِ بَعْضُهُمْ بِأَسَا بَانَ يَخْرُجَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي السَّفَرِ مَا لَمْ تَحْضُرِ الصَّلَاةُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِذَا أَصْبَحَ فَلَا يَخْرُجُ حَتَّى يُصَلِّيَ الْجُمُعَةَ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو ایک مہم میں بھیجا یہ جمعہ کے دن کی بات ہے۔ حضرت عبداللہ کے دوسرے ساتھی صبح روانہ ہو گئے۔ انہوں نے یہ سوچا: میں ٹھہر جاتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کر لوں گا، پھر ان لوگوں کے ساتھ جا کر مل جاؤں گا، جب انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ملاحظہ فرمایا: تو ان سے دریافت کیا: تم صبح اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیوں نہیں گئے؟ انہوں نے عرض کی: میں نے یہ چاہا کہ میں آپ کے ساتھ نماز ادا کروں پھر ان کے ساتھ جا کر مل جاؤں گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم روئے زمین میں موجود سب چیزیں خرچ کر دو، تو بھی ان لوگوں کے صبح جانے جتنی فضیلت حاصل نہیں کر سکتے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم اس حدیث کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔)

علی بن مدینی کہتے ہیں یحییٰ بن سعید نے یہ بات بیان کی ہے: شعبہ فرماتے ہیں: حاکم نے مقسم سے صرف پانچ روایات سنی ہیں۔ پھر شعبہ نے ان روایات کو گنوا یا۔ ان میں یہ روایت نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے: حاکم نے اس روایت کو مقسم سے نہیں سنا۔ جمعہ کے دن سفر کرنے کے بارے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک جمعہ کے دن سفر پر روانہ ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ نماز کا وقت نہ ہوا ہو۔

بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: اگر دن اچھی طرح نکل چکا ہو تو آدمی اس وقت تک سفر پر روانہ نہ ہو جب تک جمعہ

پڑھ نہ لے۔

شرح

جمعہ کے دن سفر کرنے کا مسئلہ

تمام آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جمعۃ المبارک کے دن زوال سے قبل سفر کرنا جائز ہے۔ البتہ زوال کے بعد اور جمعہ کا وقت شروع ہونے پر بلا عذر شرعی سفر کرنا منع ہے۔ اگر دوسری جگہ میں جمعہ مل جانے کا امکان ہو تو زوال کے بعد سفر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے یا خود خطیب ہو اور دوسری جگہ جا کر خطبہ دینا ہو تو بھی سفر کیا جاسکتا ہے۔ حدیث باب میں بھی تصریح ہے کہ جہاد وغیرہ کا کوئی مسئلہ درپیش ہو یا عذر شرعی ہو تو بعد از زوال بھی سفر کرنا جائز ہے۔ اس بحث سے نماز جمعہ کی تاکید اور اہمیت پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ اس کی فضیلت و لزوم کی وجہ سے اسے باقاعدگی سے ادا کرنا چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّوَاكِ وَالطِّيبِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب 28: جمعہ کے دن مسواک کرنا اور خوشبو لگانا

486 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَىٰ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيُّ عَنْ يَزِيدَ

بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَىٰ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: حَقُّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَغْتَسِلُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِيَمَسَّ أَحَدُهُمْ مِنْ طِيبٍ أَهْلِهِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ

فَالْمَاءُ لَهُ طِيبٌ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَشَيْخٍ مِنَ الْأَنْصَارِ

إِسْنَادٌ دَرِيكٌ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَرِوَايَةُ هُشَيْمٍ أَحْسَنُ مِنْ رِوَايَةِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ

إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ وَإِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ

﴿﴾ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مسلمانوں پر یہ بات لازم ہے: وہ

جمعہ کے دن غسل کریں اور ہر شخص اپنے گھر میں موجود خوشبو بھی لگالے اگر خوشبو نہیں ملتی تو پانی ہی اس کے لیے خوشبو ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید اور انصار سے تعلق رکھنے والے ایک بزرگ سے روایت منقول ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت براء سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

ہشیم کی روایت اسماعیل بن ابراہیم تیمی کی روایت سے زیادہ بہتر ہے۔

اسماعیل بن ابراہیم تیمی کو علم حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

شرح

جمعہ کے دن مسواک کرنے اور خوشبو استعمال کرنے کی اہمیت

کسی بھی مجلس میں شمولیت کے لیے جن امور کو پیش نظر رکھا جاتا ہے وہ یہ ہیں: نئے یا دھلے ہوئے کپڑوں کا زیب تن کرنا، غسل کرنا، ناخن ترشوانا، مسواک کرنا، حجامت بنوانا، سرمہ لگانا اور خوشبو استعمال کرنا وغیرہ۔ ان سب امور کی اہمیت و فضیلت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ مسواک کرنا اور خوشبو کا استعمال کرنا بہر حال سب سے افضل ہے۔ مسواک کرنے سے تمام انبیاء کی سنت ادا ہو جاتی ہے اور منہ کی بدبو کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے جبکہ خوشبو کے استعمال سے سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل ہو جاتا ہے اور جسمانی بدبو بھی ختم ہو جاتی ہے۔ حدیث باب میں بھی ان دونوں کے التزام و اہتمام کا درس دیا گیا ہے۔ جمعۃ المبارک کے موقع پر ان دونوں چیزوں کے استعمال کی اہمیت اس لیے بھی بڑھ جاتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کا وقت ہوتا ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَبْوَابُ الْعِيدَيْنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عیدین کے بارے میں نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

عید کا معنی و مفہوم

لفظ ”عید“ عاد یعود سے بنا ہے جو اصل میں ”عود“ تھا، تو واؤ کو یاء سے بدلاتو ”عید“ ہو گیا۔ عید کی وجہ تسمیہ میں متعدد اقوال ہیں: (۱) لفظ ”عید“ عود سے بنا ہے جس سے مراد ہے کسی چیز کا بار بار پلٹ کر آنا، چونکہ یہ دن بھی سال بعد بار بار آتا ہے، اس لیے اسے عید کہا جاتا ہے۔ (۲) لفظ ”عید“ عود سے بنا ہے جس کا مطلب ہے لکڑی چونکہ اس دن لکڑی (جلانے کے لیے) زیادہ استعمال ہوتی ہے، اس لیے اسے ”عید“ کا نام دیا گیا ہے۔ (۳) اس کا معنی ہے اظہار فرحت و سرور کرنا، چونکہ اس دن لوگ اچھے کپڑے زیب تن کر کے، غسل کر کے اور خوشبو استعمال کر کے نماز ادا کرنے کے لیے گھر سے نکلتے ہیں، اس لیے اسے عید کہا جانے لگا۔

ہر مذہب میں خوشی اور تہوار منانے کا تصور موجود ہے، اس لیے اسلام نے بھی مسلمانوں کو اس سے محروم نہیں رکھا۔ اسلام نے مسلمانوں کو سال میں منانے کے لیے مشہور دو تہوار دیے ہیں اور دونوں کا تعلق تکمیل عبادت سے ہے۔ وہ دو تہوار عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں۔ عید الفطر صیام رمضان کی تکمیل کی خوشی میں اور عید الاضحیٰ تکمیل سنت ابراہیمی (قربانی) کی خوشی میں عطا فرمائی ہے۔

عیدین کی تاریخ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم باذن اللہ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں آئے تو یہاں کے لوگوں کو ملاحظہ فرمایا کہ وہ سال میں دو دن بطور لہو لعب مناتے تھے۔ آپ نے انہیں یہ دو دن منانے سے منع کیا اور ان کی بجائے دو دن بطور عید منانے کی اجازت عنایت فرمائی۔ ایک دن عید الفطر کا جو یکم شوال المکرم کو صیام رمضان کی تکمیل کے سلسلہ میں منایا جاتا ہے اور دوسرا دسویں ذی الحجہ کا دن عید الاضحیٰ ہے جو یاد سنت ابراہیمی کے طور پر منایا جاتا ہے۔ ان دونوں دنوں میں مسلمان خود خوش ہوتے ہیں اور ان کا پروردگار بھی۔ غیر مسلم اقوام سال میں اپنے دو تہوار منا کر خود تو خوش ہوتی ہیں لیکن ان کے خدا کے خوش ہونے یا نہ ہونے کا انہیں بھی یقین نہیں ہے۔ الغرض مسلمانوں کے اسلامی تہوار با مقصد ہیں جبکہ غیر مسلموں کے بے مقصد اور فضول ہیں۔

نماز عید کی شرعی حیثیت میں مذاہب آئمہ

نماز عید واجب ہے یا مسنون ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز عید فرض ہے۔ انہوں نے نماز جمعہ پر قیاس کرتے ہوئے اسے فرض قرار دیا ہے۔

۲- حضرت امام شافعی اور امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی ایک روایت کے مطابق نماز عید ”سنت مؤکدہ“ ہے۔

۳- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز عید واجب ہے۔ آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) ارشاد ربانی ہے: ”فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ“ (الکوثر: ۲) (پس اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنے رب کے لیے نماز ادا کریں اور قربانی کریں) یہاں نماز سے مراد نماز عید ہے۔ (۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج یوم الفطر و یوم الاضحی الی المصلی فیصلی بالناس الخ (سنن نسائی) (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ کی طرف تشریف لے جاتے اور لوگوں کو نماز عید پڑھاتے تھے) آپ کا یہ عمل مسلسل اس کے وجوب کا متقاضی ہے۔ (۳) دور صحابہ سے لے کر تا ہنوز امت کا عمل اس کے وجوب کی نشاندہی کرتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشِيِّ يَوْمَ الْعِيدِ

باب 1: عید کے دن پیدل جانا

487 سند حدیث: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا شَرِيكُ عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ

عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: مِنَ السُّنَّةِ أَنْ تَخْرُجَ إِلَى الْعِيدِ مَاشِيًا وَأَنْ تَأْكُلَ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يَخْرُجَ الرَّجُلُ إِلَى الْعِيدِ

مَاشِيًا وَأَنْ يَأْكُلَ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ لِصَلَاةِ الْفِطْرِ

قول امام ترمذی: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَيُسْتَحَبُّ أَنْ لَا يَرْكَبَ إِلَّا مِنْ عُدْرٍ

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: یہ بات سنت ہے: تم عید کی نماز کے لیے پیدل جاؤ اور (چھوٹی عید کے دن) نکلنے

سے پہلے کچھ کھا لو۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

اکثر اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے ان حضرات نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے: آدمی پیدل عید (کی نماز

پڑھنے کے لیے) جائے اور عید الفطر کی نماز کے لیے جانے سے پہلے کچھ کھالے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ بات مستحب ہے کہ آدمی سوار ہو کر نماز عید ادا کرنے کے لیے نہ جائے البتہ عذر ہو تو حکم مختلف ہے۔

487- اخرجہ ابن ماجہ (411/1): کتاب اقامة الصلاة والسنة فيهما: باب: ماجاء في الخروج الى العيد ماشيا حديث (1296) من طريق

ابن اسحق عن الحارث عن علي بن ابي طالب فذكره-

شرح

نماز عید ادا کرنے کے لیے عید گاہ میں پیدل جانے کا مسئلہ

اس بات پر تمام آئمہ کا اتفاق ہے کہ نماز عیدین اور نماز جمعہ کے لیے عید گاہ اور مسجد کا سفر پیدل کیا جائے۔ یہ پیدل جانا مستحب ہے۔ البتہ کوئی شرعی مجبوری ہو تو سواری پر جانا بھی جائز ہے مثلاً دیہات سے جمعہ کے لیے شہر میں آنا یا کمزور و علیل ہو یا کوئی ضعیف و عمر رسیدہ ہو۔ پیدل آنے کے کئی فوائد ہیں: (۱) اس میں عجز و انکساری ہے۔ (۲) جتنے قدم چل کر جائیں گے اور واپس آئیں گے ہر قدم پر نیکی لکھی جائے گی۔ (۳) عبادت و ریاضت کی شایان شان بھی یہی ہے۔ (۴) سواری پر آنے کی وجہ سے رش زیادہ ہوگا یعنی لوگوں اور سواریوں کا۔ (۵) سواریوں کو کھڑا کرنے کا بھی مسئلہ پیدا ہوگا۔ (۶) پیدل جانا شرعی طور پر مستحب ہے۔

نماز عید الفطر کے لیے جانے سے قبل کوئی میٹھی چیز کھانا بھی سنت ہے خواہ وہ کھجور یا چھوہارا ہو یا کوئی اور چیز ہو۔ نماز عید الاضحیٰ سے قبل کوئی چیز نہ کھانا بھی مسنون ہے۔ عیدین کی ادائیگی کے لیے آمد و رفت کا راستہ تبدیل کرنا بھی مسنون ہے۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ جانے اور آنے کے دونوں راستے نمازی کے لیے گواہ بن جائیں اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی نماز و ایمان کی گواہی پیش کریں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ

باب 2: عید کی نماز خطبے سے پہلے ادا کی جاتی ہے

488 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ هُوَ ابْنُ عُمَرَ بْنِ حَفْصِ بْنِ

عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ يُصَلُّونَ فِي الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ

يَخْطُبُونَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

بِذَاهِبِ فَتَاهَا: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ

صَلَاةَ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ وَيُقَالُ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ خَطَبَ قَبْلَ الصَّلَاةِ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ عیدین کی نماز خطبے سے

488- اضرجه البخاری (225/2): کتاب العیدین: باب: الفطبة بعد العید: حدیث (963) ومسلم (261/3- الابی): کتاب صلاة

العیدین: حدیث (888/8) والنسائی (183/3): کتاب صلاة العیدین: باب: صلاة العیدین قبل الفطبة وابن ماجه (407/1): کتاب

اقامة الصلاة والسنة فیرسا: باب: ماجاء فی صلاة العیدین: حدیث (1276) واهمد (38-12/2) وابن خزیمة (347/2) حدیث

(1443)

پہلے ادا کرتے تھے پھر خطبہ دیتے تھے۔

اس بارے میں حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان حضرات کے نزدیک عید کی نماز خطبے سے پہلے ادا کی جائے گی۔

ایک قول کے مطابق مروان بن حکم وہ سب سے پہلا شخص ہے جس نے نماز سے پہلے خطبہ دیا تھا۔

شرح

نماز عید کا خطبہ سے قبل ہونا

اس مسئلہ میں تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ نماز عیدین خطبہ سے قبل ہیں۔ زمانہ ماضی میں کچھ عرصہ تک مروان وغیرہ کی شرارت یا زیادتی سے خطبہ کو عیدین سے قبل کر دیا گیا تھا جو ظلم کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم تو اتر سے نماز عیدین کو خطبہ سے قبل ادا فرمایا کرتے تھے۔

سوال: نماز عیدین میں خطبہ بعد میں اور نماز جمعہ میں خطبہ پہلے رکھنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: (۱) عیدین کے مواقع پر لوگ خطبہ سننے کی غرض سے نہیں آتے بلکہ دوگانہ پڑھنے کے ارادہ سے آتے ہیں۔ اس طرح پہلے دوگانہ ہونا چاہیے بعد میں خطبہ بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ آغاز اسلام میں جمعہ کا خطبہ بھی نماز جمعہ کے بعد ہی تھا۔ اس وقت اچانک یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اسی اثناء میں ایک تجارتی قافلہ آیا، اعلان ہوا اور نقارہ بجا جس کے نتیجے میں لوگ خرید و فروخت میں مصروف ہو گئے اور کچھ تماشاہ بنی میں مشغول ہو گئے۔ اس طرح مجمع منتشر ہو گیا اور سامعین و حاضرین میں سے چند افراد باقی رہ گئے۔ اس موقع پر سورۃ الجمعہ کی آیت گیارہ (جمعہ: ۱۱) نازل ہوئی اور خطبہ کو دوگانہ سے قبل کر دیا گیا تاکہ پھر آئندہ ایسا واقعہ پیش نہ آئے۔ (۲) جمعہ کی نسبت نماز عیدین میں لوگوں کا ذوق و شوق دیدنی اور زیادہ ہوتا ہے۔ اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱) عیدین سال کے بعد آتی ہیں جبکہ جمعہ ہفتہ کے بعد آتا ہے۔ (۲) عیدین کے موقع پر لوگوں کا مجمع زیادہ ہوتا ہے جبکہ جمعہ کے موقع پر اتنا نہیں ہوتا۔

جمعہ ہفتہ وار ایک اجتماع کی حیثیت رکھتا ہے، اس میں خطبہ بعد میں ہوتا تو لوگوں کے تاخیر اور کاہلی سے آنے کی وجہ سے ان کی پوری نماز جمعہ یا ایک رکعت عموماً چھوٹ جاتی جس سے ان کے آنے کا مقصد فوت ہو جاتا۔ اس میں خطبہ کو مقدم کر دیا گیا تاکہ لوگوں کو مکمل نماز ادا کرنے کی سعادت حاصل ہو سکے۔

ایک اہم مسئلہ: جس زمانہ میں جمعہ کا خطبہ نماز کے بعد تھا، خطبہ نماز جمعہ کے لیے شرط نہیں تھا جس طرح عیدین میں خطبہ نماز کے بعد ہے اور نماز عیدین کے لیے شرط نہیں ہے۔ اس لیے یہ ضابطہ ہے کہ بعد والی چیز پہلی کے لیے شرط نہیں ہوتی لیکن پہلی چیز بعد والی کے لیے شرط ہوتی ہے۔ جب خطبہ، جمعہ سے مقدم کر دیا گیا تو نماز جمعہ کے لیے شرط بن گیا۔ خطبہ پڑھنا شرط و ضروری ہے لیکن

اس کا سننا شرط نہیں ہے۔ اگر بالفرض سامعین سب کے سب بہرے ہوں تو خطبہ درست ہو جائے گا۔

سوال: عیدین میں خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے، اگر خطبہ نماز سے قبل پڑھ لیا جائے تو اس کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: اس صورت میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ ایسا کرنا عمل سنت متوارثہ کے خلاف ہے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ایسا کرنا ناپسندیدہ یا مکروہ ہے کیونکہ عیدین کے لیے خطبہ شرط نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ صَلَاةَ الْعِيدَيْنِ بِغَيْرِ آذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ

باب 3: عید کی نماز اذان اور اقامت کے بغیر ہوگی

489 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ آذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَدِيثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءِ: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ أَنَّهُ لَا

يُؤَدَّنُ لِصَلَاةِ الْعِيدَيْنِ وَلَا لِشَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ

﴿﴾ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں ایک مرتبہ نہیں دو مرتبہ نہیں (کئی

مرتبہ) اذان اور اقامت کے بغیر (عید کی نماز) ادا کی ہے۔

اس بارے میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان حضرات کے

زیدیک عید کی نماز کے لیے یا کسی بھی نفل نماز کے لیے اذان نہیں دی جائے گی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الْعِيدَيْنِ

باب 4: عیدین میں قرأت کرنا

490 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنتَشِرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَبِيبِ

489-أضربه مسلم (261/3-اللابي)؛ كتاب: صلاة العیدین حدیث (887/7)؛ وابو داؤد (368/1)؛ كتاب الصلاة: باب: ترك

الاذان في العید حدیث (1148)؛ واهمد (107-94-91/5)؛ وعبدالله بن احمد في زوائد علی "المسند" (98-95/5)؛ وابن خزيمة

(343/2)؛ حدیث (1432)؛ من طریق سمارك بن حرب. عن جابر بن سمره فذكره۔

بْنِ سَالِمٍ عَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ

مَثْنٌ حَدِيثٌ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَهَلْ آتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ وَرُبَّمَا اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ فَيَقْرَأُ بِهِمَا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي وَقِيدٍ وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ وَأَبْنِ عَبَّاسٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَهَكَذَا رَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمِسْعَرٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنتَشِرِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ وَأَمَّا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ فَيُخْتَلَفُ عَلَيْهِ فِي الرَّوَايَةِ يُرْوَى عَنْهُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنتَشِرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ وَلَا نَعْرِفُ لِحَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ رِوَايَةً عَنْ أَبِيهِ وَحَبِيبُ بْنُ سَالِمٍ هُوَ مَوْلَى النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ وَرَوَى عَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَحَادِيثَ وَقَدْ رَوَى عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنتَشِرِ نَحْوَ رِوَايَةِ هُوَلَاءَ

حَدِيثٌ دِigر: وَرَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ بِقَافٍ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ

﴿﴾ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز میں اور جمعہ کی نماز میں ”سورہ الاعلیٰ“ اور ”سورہ الغاشیہ“ کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

(راوی بیان کرتے ہیں) بعض اوقات یہ دونوں (عید اور جمعہ) ایک ہی دن میں اکٹھے ہو جاتے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (ان دونوں نمازوں میں) یہی دونوں سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت ابو واقد رضی اللہ عنہ، حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔ (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

490- اخرجه مسلم (249/3- الابی) : كتاب الجمعة : باب : ما يقرأ في صلاة الجمعة حديث (878/63-62) و ابو داود (361/1) : كتاب الصلاة : باب : ما يقرأ به في الجمعة حديث (1122) والنسائي (112/3) كتاب الجمعة : باب : ذكر الاختلاف على نعمان بن بشير في القراءة في صلاة الجمعة و (184/3) كتاب صلاة العيدين : باب : القراءة في العيدين بسبح اسم ربك الاعلى و هل آتاك حديث الغاشية و (194/3) : باب : اجتماع العيدين و شهودهما و ابن ماجه (408/1) : كتاب اقامة الصلاة و السنة فيها : باب : ما جاء في القراءة في صلاة العيدين حديث (1281) و احمد في مسنده (277-276-273/4) و الحميدي (411/2) حديث (921) و الدارمي (368/1) كتاب الصلاة : باب : القراءة في صلاة الجمعة و (376/1) : باب : القراءة في العيدين و ابن خزيمة (358/2) حديث (1463) من طريق ابراهيم بن محمد بن المنتشر عن ابيه عن حبيب بن سالم عن نعمان بن بشير فذكره و اخرجه احمد (271/4) قال حدثنا يحيى بن سعيد عن شعبة قال : حدثني ابراهيم بن حبيب عن حبيب بن سالم فذكره ليس فيه (محمد بن المنتشر و الدارمي) و اخرجه الحميدي (411/2) حديث (920) و احمد (271/4) قال : حدثنا سفيان قال : حدثنا ابراهيم بن محمد بن المنتشر عن ابيه عن حبيب بن سالم عن ابيه عن نعمان بن بشير فذكره -

سفیان ثوری اور مسعر نے اس روایت کو ابراہیم بن محمد کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے، جیسے ابو عوانہ نے نقل کیا ہے۔ جہاں تک ابن عیینہ کا تعلق ہے، تو روایت کرنے میں ان کے حوالے سے اختلاف کیا گیا ہے۔

ان کے حوالے سے ابراہیم بن محمد بن منتشر کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، حبیب بن سالم کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی گئی ہے۔

لیکن ہمارے علم کے مطابق حبیب بن سالم نے اپنے والد کے حوالے سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔ حبیب بن سالم، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ انہوں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے چند احادیث روایت کی ہیں۔

ابن عیینہ نے ابراہیم بن محمد بن منتشر کے حوالے سے اسی طرح کی روایات نقل کی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے: آپ عیدین کی نماز میں ”سورہ ق“ اور سورہ ”اقتربت الساعة“ کی تلاوت کرتے تھے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

491 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عَيْسَى حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدِ الْمَازِنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عْتَبَةَ
متن حدیث: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ أَبَا وَقْدِ اللَّيْثِيَّ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهِ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى قَالَ كَانَ يَقْرَأُ بِقِ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَأَنْشَقَّ الْقَمَرُ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

توضیح راوی: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَأَبُو وَقْدِ اللَّيْثِيَّ اسْمُهُ الْحَارِثُ بْنُ عَوْفٍ

◀◀ عبید اللہ بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب نے حضرت ابو واقد لیشی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز میں کون سی سورت کی تلاوت کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: آپ ”ق“ و القرآن المجید“ اور ”اقتربت الساعة“ کی تلاوت کرتے تھے۔

491- أخرجه مالك في "الموطأ": (180/1); كتاب العيدين: باب: ما جاء في التكبير والقراءة في صلاة العيدين حديث (8) ومسلم (266/3-اللابي); كتاب صلاة العيدين: باب: ما يقراء في صلاة العيدين: حديث (14-15/891) وابو داود (369/1); كتاب الصلاة: باب: ما يقراء في الاضحى والفطر حديث (1154) والنسائي (183/3); كتاب صلاة العيدين: باب: القراءة في العيدين "قاف" و "اقتربت" وابن ماجه (408/1) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء في القراءة في صلاة العيدين حديث (1282) واحد: (219-217/5) والمبيدي (375/2) حديث (849) وابن خزيمة (346/2) حديث (1440) من طريق فليح بن سليمان عن سعيد عن عبدة بن عبد الله بن عبد الله بن مسعود عن ابي واقد الليثي قال سألني عمر بن الخطاب عما قرأه رسول الله صلى الله عليه وسلم في يوم العيد.... فذكره-

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو واقد لیشی کا نام حارث بن عوف ہے۔

شرح

نماز عیدین کے حوالہ سے فقہی مسائل

نماز عیدین کے حوالے سے چند اہم فقہی مسائل درج ذیل ہیں:

☆ عیدین کے لیے اذان ہے نہ اقامت۔ البتہ بایں الفاظ اعلان کیا جاسکتا ہے: الصلوٰۃ جامعۃ۔

☆ عیدین واجب ہیں لیکن سب پر نہیں بلکہ ان لوگوں پر جن پر جمعہ واجب ہے۔ اس کی ادائیگی کی وہی شرائط ہیں جو جمعہ کی

ہیں۔ ان میں دو طرح سے فرق ہے: (۱) جمعہ میں خطبہ شرط ہے اور عیدین میں سنت۔ (۲) جمعہ کا خطبہ قبل از نماز ہے اور عیدین کا بعد از نماز۔

☆ بلا عذر شرعی عیدین کا ترک کرنا گمراہی و بے دینی ہے۔

☆ عیدین کا وقت طلوع آفتاب کے بعد سے لے کر زوال (نصف النہار) سے قبل تک ہے۔

☆ نماز عید الفطر کو تاخیر سے اور نماز عید الاضحیٰ کو جلدی پڑھنا مسنون ہے۔

☆ نماز عید دو رکعت ہیں اس میں چھ زائد تکبیرات کہی جائیں گی۔ پہلی رکعت میں ثناء کے بعد تین زائد تکبیریں کہی جائیں گی

اور رکعت ثانیہ میں رکوع سے قبل تین زائد تکبیرات کہی جائیں گی۔ زائد تکبیرات کہتے وقت رفع یدین کیا جائے گا۔

☆ امام اگر تکبیرات زوائد میں رفع یدین کرنا بھول گیا تو مقتدیوں کو ترک نہ کرنا چاہیے۔

☆ پہلی رکعت میں امام تکبیرات بھول گیا اور قرأت شروع کر دی تو قرأت کے بعد یا رکوع میں کہہ لے اور قرأت کا اعادہ نہ

کرنے۔

☆ نماز عیدین کے لیے جماعت شرط ہے، اگر کسی شخص کی جماعت چھوٹ گئی تو اکیلا نماز نہیں پڑھ سکتا بلکہ اس کی بجائے وہ

نماز چاشت پڑھ لے۔

☆ نماز عید الفطر اور نماز عید الاضحیٰ دونوں کے احکام یکساں ہیں۔ البتہ نماز عید الاضحیٰ سے قبل کوئی چیز نہ کھانا مستحب ہے لیکن

اسے روزہ کا نام دینا درست نہیں ہے کیونکہ اس دن روزہ رکھنا حرام ہے۔

☆ نماز عید سے فارغ ہو کر مسلمانوں کا باہم مصافحہ کرنا اور معاف کرنا مسنون ہے۔

☆ اگر قربانی کرنی ہو تو مستحب ہے کہ یکم ذوالحجہ سے دسویں ذوالحجہ تک نہ جماعت بنوائے اور نہ ناخن ترشوائے۔

☆ نویں ذی الحجہ کی نماز فجر سے لے کر تیرھویں ذی الحجہ کی نماز عصر تک ایسے فرائض کے بعد جو باجماعت ادا کیے گئے ہوں۔

بلند آواز سے ایک بار تکبیرات تشریق کہنا واجب ہے اور تین بار کہنا افضل ہے۔ تکبیرات تشریق یہ ہیں: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ

إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَاللَّهُ الْحَمْدُ۔

☆ تکبیرات تشریق امام کے سلام پھیرنے کے فوراً بعد پڑھی جائیں۔ بھولنے کے سبب تاخیر ہوگئی یا مسجد کے باہر چلا گیا یا گفتگو کر لی یا قصد وضو توڑ دیا تو تکبیرات ساقط ہو جائیں گی۔ اگر بلا قصد وضو ٹوٹ گیا، تو تکبیرات تشریق کہہ لے۔

☆ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ منفرد پر تکبیرات تشریق واجب نہیں ہیں لیکن صاحبین کے نزدیک منفرد پر بھی تکبیرات تشریق واجب ہیں۔

☆ امام نے تکبیرات تشریق نہ کہیں تو مقتدیوں پر ان کا کہنا پھر بھی واجب ہے خواہ مقتدی مقیم ہو یا مسافر، مرد ہو یا عورت، دیہاتی یا شہری۔

☆ عیدین کے دن یہ امور مستحب ہیں: (۱) حجامت بنوانا۔ (۲) ناخن ترشوانا۔ (۳) غسل کرنا۔ (۴) مسواک کرنا۔ (۵) نئے یا دھلے ہونے کپڑے زیب تن کرنا۔ (۶) انگوٹھی استعمال کرنا۔ (۷) خوشبو لگانا۔ (۸) نماز فجر مسجد محلہ میں ادا کرنا۔ (۹) عید گاہ کی طرف جلدی جانا۔ (۱۰) قبل از نماز عید صدقہ فطر ادا کرنا۔ (۱۱) عید گاہ کی طرف پیدل چلنا۔ (۱۲) راستہ تبدیل کر کے واپس آنا۔ (۱۳) نماز عید الفطر سے قبل چند کھجوریں یا میٹھی چیز کھانا۔ (۱۴) اظہار مسرت کرنا۔ (۱۵) کثرت سے صدقہ و خیرات کرنا۔ (۱۶) عید گاہ کی طرف وقار و اطمینان اور نظریں جھکا کر جانا۔ (۱۷) باہم ایک دوسرے کو مبارک باد دینا اور راستہ میں با آواز تکبیرات تشریق کہنا۔

☆ نماز عیدین کی پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ الغاشیہ کی قرأت کرنا مسنون ہے۔ قرأت کے لیے ان دونوں سورتوں کے انتخاب کی وجہ یہ ہے کہ ان میں قیام قیامت کا مضمون بیان کیا گیا ہے اور اس موقع پر ایک تو عقیدہ آخرت مستحکم کرنے کا درس دینا مقصود ہے اور دوسرا اپنی آخرت بہتر بنانے کی جدوجہد کرنے کا پیغام ہے۔ سالانہ مجمع عام کے موقع پر شرکاء کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی پیغام نہیں ہو سکتا۔ (ماخوذ از بہار شریعت جلد اول مکتبہ مدینہ ص ۷۹-۷۸-۷۷)

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّكْبِيرِ فِي الْعِيدَيْنِ

باب 5: عیدین میں تکبیر کہنا

492 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ عَمْرٍو أَبُو عَمْرٍو الْحَدَّاءُ الْمَدِينِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعِ الصَّائِغِ عَنْ

كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي الْعِيدَيْنِ فِي الْأُولَى سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَفِي الْأُخْرَى خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ

492- أخرجه ابن ماجه (407/1)؛ كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها؛ باب: ما جاء في تكبير الامام في صلاة العیدین حدیث (1279) وعبد بن حمید ص (120) حدیث (290) وابن خزيمة (346/2) حدیث (1438-1439) من طریق کثیر بن عبد الله بن عمرو بن عوف عن ابيه عن جده فذكره۔

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو
 حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ جَدِّ كَثِيرٌ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَهُوَ أَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِيَ فِي هَذَا الْبَابِ
 عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْمُهُ عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ الْمُرَنِيُّ
 مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ
 آثار صحابہ: وَهَكَذَا رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ صَلَّى بِالْمَدِينَةِ نَحْوَ هَذِهِ الصَّلَاةِ
 وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَبِهِ يَقُولُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَاسْحَقُ وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
 مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ فِي التَّكْبِيرِ فِي الْعِيدَيْنِ تَسْعَ تَكْبِيرَاتٍ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَفِي الرَّكْعَةِ
 الثَّانِيَةِ يَبْدَأُ بِالْقِرَاءَةِ ثُمَّ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا مَعَ تَكْبِيرَةِ الرَّكُوعِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ

﴿﴾ کثیر بن عبد اللہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ عید کی نماز میں پہلی
 رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں کہتے تھے اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے تھے۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کثیر کے دادا سے منقول روایت ”حسن“ ہے۔

یہ اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول سب سے مستند روایت ہے۔

(کثیر کے دادا کا نام) عمرو بن عوف مرزنی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی اسی طرح منقول ہے: انہوں نے مدینہ منورہ میں اسی طرح نماز پڑھائی تھی۔

اہل مدینہ اسی بات کے قائل ہیں۔

امام مالک بن انس، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق (بن راہویہ) رحمہ اللہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ فرماتے ہیں: پہلی رکعت میں تکبیر قرأت سے پہلے کہی جائے

گی اور دوسری رکعت میں آدمی پہلے قرأت کرے گا پھر رکوع کی تکبیر سمیت چار تکبیریں کہے گا۔

نبی اکرم ﷺ کے کئی اصحاب سے اس کی مانند بھی منقول ہے۔ اہل کوفہ اسی بات کے قائل ہیں اور سفیان ثوری نے اسی کے

مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

تعداد تکبیرات عیدین میں مذاہب ائمہ

تعداد تکبیرات عیدین میں ائمہ فقہ کے اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ تکبیرات نماز عید چھ ہیں۔ پہلی رکعت میں ثناء کے بعد تین تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد اور رکوع سے قبل تین زائد تکبیریں ہیں۔ اس طرح دونوں رکعت میں کل چھ تکبیریں ہوں گی۔ آپ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: کان یکبر اربعاً (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۱۱۵۳) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چار تکبیریں کہا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عمل سے بھی استدلال کیا ہے کہ وہ عیدین کی پہلی رکعت میں قرأت سے قبل چار تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد اور رکوع سے قبل چار تکبیریں کہا کرتے تھے۔ دونوں مقامات پر ایک تکبیر مقامی اور تین، تین زائد ہوتی تھیں۔

۲- آئمہ ثلاثہ کے نزدیک نماز عیدین کی دونوں رکعت میں بارہ تکبیریں زائد ہیں۔ پہلی رکعت میں سات تکبیریں قبل قرأت اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں قبل قرأت ہیں۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: التکبیر فی الفطر سبع فی الاولى و خمس فی الاخرة والقراءة بعدهما کلتيهما (سنن ابی داؤد جلد اول ص ۱۶۳) عید الفطر کی پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں ہیں اور دونوں میں قرأت سے قبل ہیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت ارجح ہے کیونکہ جن صحابہ کرام سے آپ کے مذہب کی تائید منقول ہے، ان سے اس کے خلاف تعداد منقول نہیں ہے۔ البتہ جن صحابہ کرام سے جمہور کے مذہب کی تائید منقول ہے ان سے مختلف اعداد منقول و مشہور ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ لَا صَلَاةَ قَبْلَ الْعِيدِ وَلَا بَعْدَهَا

باب 6: عیدین سے پہلے یا اس کے بعد کوئی نماز ادا نہیں کی جائے گی

493 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ

ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي سَعِيدٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

493- اضرجه البخاری (525/2): کتاب العیدین: باب: الخطبة بعد العید حدیث (964) و (929/2) باب الصلاة قبل العید وبعدها حدیث (989) و مسلم (266/3- الابی): کتاب صلاة العیدین: باب: ترك الصلاة قبل العید وبعدها فی المصلی حدیث (884/13) و ابو داؤد (371/1): کتاب الصلاة: باب الصلاة بعد صلاة العید حدیث (1159) والنسائی (193/3) کتاب صلاة العید: باب: الصلاة قبل العیدین وبعدها و ابن ماجه (410/1): کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها باب: ما جاء فی الصلاة قبل صلاة العید وبعدها حدیث (1291) و احمد (355-340-280/1) والدارمی (376/1) کتاب الصلاة: باب لا صلاة قبل العید ولا بعدهما و ابن خزيمة (354/2) حدیث (1436) من طریق شعبة قال: اضرني عدی بن ثابت قال سمعت سعید بن جبیر يحدث عن ابن عباس فذكره-

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَأَسْحَقُ وَقَدْ رَأَى طَائِفَةً مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ الصَّلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ وَقَبْلَهَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ أَصَحُّ

﴿ ﴿ ﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن تشریف لے گئے۔ آپ نے دو رکعت نماز ادا کی۔ آپ نے اس سے پہلے یا اس کے بعد کوئی (نفل) نماز ادا نہیں کی۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق (بن راہویہ) رحمہم اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک عیدین کی نماز سے پہلے یا اس کے بعد نفل نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ ان اہل علم کا تعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے بھی ہے اور دیگر طبقوں سے بھی ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تاہم پہلا قول زیادہ درست ہے۔

494 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنِيُّ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ عَنْ

بِي بَلْكَرِ بْنِ حَفْصٍ وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّهُ خَرَجَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا وَذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿ ﴿ ﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں منقول ہے: وہ عید کے دن تشریف لے گئے اور انہوں نے عید کی نماز سے

پہلے یا اس کے بعد کوئی اور (نفل) نماز ادا نہیں کی اور اس بات کا تذکرہ کیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

عیدین سے قبل یا بعد میں نوافل ادا کرنے میں مذاہب آئمہ

عید کے دن نماز عید سے قبل یا بعد میں نوافل ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں: (۱) نماز عید سے قبل اور بعد گھر میں اور عید گاہ میں نوافل مکروہ ہیں۔

(۲) مکروہ نہیں ہیں۔ انہوں نے اپنے موقف پر قیاسی دلیل پیش کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ پڑھنا کراہت کی دلیل

494- اضرحة احمد (57/2) وعبد بن حميد ص (265) حديث (838) من طريق ابان بن عبد الله البجلي قال: حدثني ابو بكر بن

حفص بن عمر بن سعد بن ابي وقاص عن ابن عمر فذكره-

نہیں ہے۔

۲- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز عید سے پہلے اور بعد گھر میں اور عید گاہ میں مکروہ ہیں۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم فطر فصلى ركعتين لم يصل قبلها ولا بعدها (سنن ابی داؤد) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن نکلے تو آپ نے دو رکعت نماز ادا کی پھر اس (نماز عید) سے قبل اور اس کے بعد کوئی نماز نہ پڑھی۔

۳- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ نماز عید کے بعد عید گاہ اور گھر میں نوافل جائز ہیں۔ انہوں نے عقلی دلیل سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ جب نماز عید کے بعد گھر میں نوافل ادا کرنا جائز ہیں تو عید گاہ میں بھی جائز ہونے چاہئیں۔

۴- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ نماز عید سے قبل گھر اور عید گاہ میں اور بعد میں عید گاہ میں مکروہ ہیں جبکہ گھر میں جائز ہیں۔ آپ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يصل قبل العيد شيئاً فاذا رجع الى منزله صلى ركعتين (سنن ابن ماجہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید سے پہلے نوافل نہ ادا کرتے اور جب اپنے گھر تشریف لاتے تو دو رکعت نوافل ادا کرتے تھے

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز ادا کرنا بہت پسند تھا، لیکن آپ نے نماز عید سے قبل گھر یا عید گاہ میں ایک بار بھی نماز ادا نہیں فرمائی اور یہ نماز ادا نہ کرنا اس کے مکروہ ہونے کی وجہ سے تھا ورنہ کم از کم ایک مرتبہ تو آپ ضروری نوافل ادا کرتے یا کسی کو ادا کرنے کا حکم دیتے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ سنن ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ: "ولا بعدها" کا مفہوم ہے کہ آپ نے نماز عید کے بعد عید گاہ میں نماز ادا نہیں فرمائی اور اس سے گھر میں نوافل ادا کرنے کی نفی نہیں ہوتی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيدَيْنِ

باب 7: عیدین میں خواتین کا جانا

495 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ وَهُوَ ابْنُ زَادَانَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ

أُمِّ عَطِيَّةَ

495- اضرجه البخاری (556/1): كتاب الصلاة: باب وجوب الصلاة في النياب وقول الله تعالى: (هذوا زينتكم عند كل مسجد) (الاعراف: 31) ومن صلى ملتحقا في توب واحد حديث (351) و (537/2): كتاب العيدين: باب خروج النساء والحيض الى المصلى حديث (974) و (544/2): باب: اعتزال الحيض المصلى حديث (981) ومسلم (262/3- الابي): كتاب صلاة العيدين: باب ذكر اباحة خروج النساء في العيدين الى المصلى وشروط الغطبة مفارقات للرجال حديث (890/10) وابو داؤد (365/1): كتاب الصلاة: باب: خروج النساء في العيد حديث (1136-1137) والنسائي (180/3): كتاب صلاة العيدين: باب: اعتزال الحيض مصلى الناس وابن ماجه (415/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيربا: باب: ما جاء في خروج النساء في العيدين حديث (1308) واحمد (85/5) وابن خزيمة (361/2) حديث (1467) من طريق محمد بن سيرين عن ام عطية الانصارية فذكره-

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُخْرِجُ الْأَبْكَارَ وَالْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ وَالْحَيْضَ فِي الْعِيدَيْنِ فَأَمَّا الْحَيْضُ فَيَعْتَزِلُنَ الْمُصَلِّي وَيَشْهَدُنَ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ فَلْتَعْرِهَا أُخْتَهَا مِنْ جَلَابِيبِهَا

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ بِنَحْوِهِ (۱)

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ

قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَحَدِيثُ أُمِّ عَطِيَّةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ وَرَخَّصَ لِلنِّسَاءِ فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدَيْنِ وَكَرِهَهُ بَعْضُهُمْ وَرَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ أَكْرَهُ الْيَوْمَ الْخُرُوجَ لِلنِّسَاءِ فِي الْعِيدَيْنِ فَإِنْ أَبَتِ الْمَرْأَةُ إِلَّا أَنْ تَخْرُجَ فَلْيَأْذَنْ لَهَا زَوْجُهَا أَنْ تَخْرُجَ فِي أَطْمَارِهَا الْخُلْقَانِ وَلَا تَتَزَيَّنَ فَإِنْ أَبَتِ أَنْ تَخْرُجَ كَذَلِكَ فَلِلزَّوْجِ أَنْ يَمْنَعَهَا عَنِ الْخُرُوجِ

آثار صحابہ: وَيُرْوَى عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَوْ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحَدَتْ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مَنَعَتْ نِسَاءَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَيُرْوَى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ أَنَّهُ كَرِهَ الْيَوْمَ الْخُرُوجَ لِلنِّسَاءِ إِلَى الْعِيدِ

﴿﴾ ﴿﴾ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کنواری لڑکیوں کو جوان اور پردہ دار عورتوں کو اور حیض والی عورتوں کو بھی عیدین کی نماز کے لیے لے جایا کرتے تھے جہاں تک حیض والی خواتین کا تعلق تھا تو وہ عید گاہ سے الگ رہتی تھیں تاہم مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوا کرتی تھیں۔ ایک خاتون نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کی بہن اسے اپنی چادر دیدے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول ہے۔

(۱) - اضرجه البخاری (504/1)؛ کتاب الحيض؛ باب: شرود المائض العیدین ودعوة المسلمين ويعتزلن المسجد حديث (324) و (971/2)؛ کتاب العیدین؛ باب: التكبير ایام بنی واذاغدا الی عرفه حديث (971) (543/2)؛ باب: اذا لم يكن لربها جلباب في العید
حديث (980) و (589/3)؛ کتاب الحج؛ باب: تفضي المائض المناسك كلما الا الطواف بالبيت واذاسعى على غير وضوء بين الصفا
والمروة حديث (1652) و مسلم (263/3 - الابى)؛ کتاب صلاة العیدین؛ باب: ذكر اباحة خروج النساء في العیدین الی المصلی و
شرود الخطبة مفارقات للرجال حديث (890/12-11) ابوداؤد (365/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: خروج النساء في العیدین
(1138) والنسائی (180/3)؛ کتاب صلاة العیدین؛ باب: خروج العواتق وذوات الخدور في العیدین و (193/1)؛ کتاب الحيض
والاستحاضة؛ باب: شرود المائض العیدین ودعوة المسلمين وابن ماجه (414/1)؛ کتاب اقامة الصلاة والسنة فيربا؛ باب: ماجاء في
خروج النساء في العیدین حديث (1307) والدارمی (377/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: خروج النساء في العیدین والميذی (175/1)
حديث (361-362) وابن خزيمة (360-361) حديث (1466-1467) من طريق حفصة بنت سيرين عن ام عطية الانصارية
فذكره-

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض اہل علم نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے۔ انہوں نے خواتین کو یہ رخصت دی ہے: وہ عیدین کی نماز کے لیے جاسکتی ہیں جبکہ بعض اہل علم نے اسے مکروہ قرار دیا ہے۔

ابن مبارک کے بارے میں منقول ہے وہ یہ فرماتے ہیں: میں آج کل خواتین کے عیدین کی نماز کے لیے جانے کو مکروہ قرار دیتا ہوں اگر کوئی عورت نہیں مانتی اور جانے پر اصرار کرتی ہے تو اس کا شوہر اسے جانے کی اجازت دے، لیکن وہ عورت میلے کھیلے کپڑوں میں جائے گی اور آراستہ نہیں ہوگی اگر وہ آراستہ ہو کر جانے پر اصرار کرتی ہے تو شوہر کو یہ حق حاصل ہے: وہ اسے جانے سے روک دے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول منقول ہے۔ وہ فرماتی ہیں: اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آج کل کی خواتین کو دیکھ لیتے تو انہیں بھی مسجد میں جانے سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی خواتین کو منع کر دیا گیا تھا۔

سفیان ثوری کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے اپنے زمانے کے حساب سے خواتین کے عید کی نماز کے لیے جانے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

شرح

خواتین کا نماز عید ادا کرنے کے لیے نکلنے کا مسئلہ اور اس میں مذاہب آئمہ

مسئلہ یہ ہے کہ مردوں کی طرح خواتین بھی نماز عیدین اور نماز جمعہ میں شمولیت کے لیے مسجد میں جانے کے لیے گھروں سے نکل سکتی ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے مطلقاً اجازت دی ہے، بعض نے مطلقاً منع کیا ہے اور بعض نے نوجوان خواتین کو خروج سے منع کیا ہے باقی کو اجازت دی ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں: (۱) جائز ہے۔ (۲) ناجائز ہے۔ دوسرا قول زیادہ قوی اور احتیاط پر مبنی ہے۔ دور حاضر میں احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ سب خواتین کو نماز جمعہ اور نماز عیدین میں شرکت سے منع کیا جائے اور سختی سے اس پر عمل کیا جائے۔

سوال: جب دور رسالت میں مردوں کی طرح خواتین بھی نماز جمعہ اور نماز عیدین میں شامل ہوتی تھیں تو اب انہیں اس سعادت سے محروم کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: (۱) وہ دور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ لوگوں کا تھا اور امن کا عہد تھا جبکہ خواتین بھی زیب و زینت کی رسیا نہیں تھیں۔ (۲) شان اسلام کے اظہار اور کفار کے مقابل مسلحانہ اپنی اثرت ہر کرنے کے لیے خواتین کو مطلقاً خروج کی اجازت تھی۔ (۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے: لو ادرك رسول الله صلى الله عليه وسلم ما احدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بنی اسرائیل (موطا امام مالک ص ۱۸۴) (اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آج کی عورتوں کے حالات دیکھ لیتے تو مسجد کی طرف جانے سے انہیں اس طرح منع کر دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی خواتین منع

کی گئی تھیں) (۴) آج کا دور جہالت، بے عملی اور فتنہ کا ہے جس وجہ سے خواتین کو نماز جمعہ اور نماز عیدین کے لیے مسجد میں جانے کی اجازت نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِلَى الْعِيدِ فِي طَرِيقٍ وَرُجُوعِهِ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ

باب 8: نبی اکرم ﷺ کا عید کی نماز کے لیے ایک راستے سے جانا اور دوسرے سے واپس آنا

496 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلِ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى الْكُوفِيُّ وَأَبُو زُرْعَةَ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ

بْنُ الصَّلْتِ عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ فِي طَرِيقٍ رَجَعَ فِي غَيْرِهِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَأَبِي رَافِعٍ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

اسناد دیگر: وَرَوَى أَبُو تَمِيمَةَ وَيُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

الْحَارِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ

مَذَاهِبُ فَتَاهَاءِ: وَقَدْ اسْتَحَبَّ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لِلْإِمَامِ إِذَا خَرَجَ فِي طَرِيقٍ أَنْ يَرْجَعَ فِي غَيْرِهِ اتِّبَاعًا لِهَذَا

الْحَدِيثِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَحَدِيثُ جَابِرٍ كَأَنَّهُ أَصَحُّ

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب عید کے دن (نماز عید کے لیے) تشریف لے جاتے تھے

تو ایک راستے سے جاتے تھے اور جب واپس تشریف لاتے تھے تو دوسرے سے آتے تھے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ابو تمیمہ اور یونس بن محمد نامی راوی نے اس روایت کو فلیح بن سلیمان کے حوالے سے، سعید بن حارث کے حوالے سے، حضرت

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔

بعض اہل علم نے امام کے لیے یہ بات مستحب قرار دی ہے: جب وہ جائے تو ایک راستے سے جائے اور واپس دوسرے

راستے سے آئے تاکہ اس حدیث کی پیروی کر لے۔

امام شافعی رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔

496- اضرجه ابن ماجه (412/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيربا: باب: ما جاء في الخروج يوم العيد من طريق والرجوع من غيره

حديث (1301) واحمد (338/2) والدارمي (378/1): كتاب الصلاة: باب: الرجوع من المصلي من غير الطريق الذي خرج منه

وابن خزيمة (362/2) حديث (1468) من طريق فليح بن سليمان عن سعيد بن الحارث عن ابي هريرة فذكره-

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث گویا زیادہ مستند ہے۔

شرح

نماز عید کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ آمد و رفت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا عید گاہ کی طرف آنے جانے کا طریقہ یہ تھا کہ ایک راستہ سے تشریف لے جاتے اور دوسرے راستہ سے واپس تشریف لاتے تھے۔ امت کے لیے بھی عید گاہ کی طرف آمد و رفت کا یہی مسنون طریقہ ہے۔ علاوہ ازیں آپ دونوں راستوں میں قدرے بلند آواز سے تکبیریں بھی پڑھا کرتے تھے۔ راستہ کی تبدیلی اختیار کرنے میں کئی حکمتیں ہیں:

(۱) دونوں راستے قیامت کے دن نماز عید میں شمولیت کی گواہی دیں گے۔ (۲) فاصلہ زیادہ ہونے کی صورت میں آمد و رفت کے قدموں کا اضافہ ہوگا جو نیکیوں میں کثرت کا سبب بنے گا۔ (۳) مختلف راستوں کے سبب لوگوں کو آمد و رفت میں سہولت ہوگی۔ اس طرح رش اور ازدحام میں بھی کمی ہوگی۔ حدیث باب میں بھی یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَكْلِ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الْخُرُوجِ

باب 9: عید الفطر کے دن (گھر سے) نکلنے سے پہلے کچھ کھانا

497 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنْ

ثَوَابِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

مَنْ حَدِيثٌ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَطْعَمَ وَلَا يَطْعَمُ يَوْمَ الْأَضْحَى

حَتَّى يُصَلِّيَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَآنَسٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ بُرَيْدَةَ بْنِ حُصَيْبٍ الْأَسْلَمِيِّ حَدِيثٌ غَرِيبٌ

قَوْلِ إِمَامِ بَخَّارِي: وَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا أَعْرِفُ لِثَوَابِ بْنِ عُتْبَةَ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَقَدْ اسْتَحَبَّ قَوْمٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ لَا يَخْرُجَ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَطْعَمَ شَيْئًا وَيَسْتَحَبَّ لَهُ أَنْ

يُفِطَرَ عَلَى تَمْرٍ وَلَا يَطْعَمَ يَوْمَ الْأَضْحَى حَتَّى يَرْجِعَ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ عید الفطر کے دن اس وقت تک گھر سے

نہیں نکلتے تھے جب تک کچھ کھا نہیں لیتے تھے اور عید الاضحیٰ کے دن آپ اس وقت تک کچھ نہیں کھاتے تھے جب تک نماز ادا نہیں کر

لیتے تھے۔

497- اضرمہ ابن ماجہ (558/1): کتاب الصیام باب: فی الاکل یوم الفطر قبل ان یخرج حدیث (1756) و احمد

(360-352/5) والدارمی (375/1): کتاب الصلوة: باب: فی الاکل قبل الخروج یوم العید وابن خزیمہ (341/2) حدیث

(1426) من طریق عبداللہ بن بریدہ عن ابیہ مذکورہ۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) حضرت بریدہ بن حصیب سلمی سے منقول حدیث ”غریب“ ہے۔

امام بخاری فرماتے ہیں: میرے علم میں ثواب بن عتبہ نامی راوی کے حوالے سے اس کے علاوہ اور کوئی روایت منقول نہیں ہے۔

اہل علم کے ایک گروہ نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے: آدمی عید الفطر کے دن اس وقت تک نہ نکلے جب تک وہ کچھ کھانہ لے اور اس کے لیے یہ بات مستحب ہے: وہ کھجور کھائے اور عید الاضحیٰ کے دن اس وقت تک کچھ نہ کھائے جب تک واپس نہیں آجاتا۔

498 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُفِطِرُ عَلَى تَمْرَاتٍ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى

الْمُصَلَّى

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن عید گاہ کی طرف جانے سے پہلے کچھ کھجوریں کھا لیتے تھے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ”حسن غریب صحیح“ ہے۔

شرح

عید الفطر کے دن عید گاہ کی طرف جانے سے قبل کوئی چیز کھانا اور عید الاضحیٰ میں نہ کھانا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ عید الفطر کے دن عید گاہ کی طرف تشریف لے جانے سے قبل کوئی چیز تناول فرماتے اور عید الاضحیٰ کے دن کوئی چیز نہ کھاتے تھے۔ یہی طریقہ آپ کی امت کے لیے مسنون ہے۔ عید الفطر کے دن عید گاہ کی طرف جانے سے قبل کھجوریں کھائی جائیں جو طاق عدد میں ہوں یا چھوہارے کھائے جائیں یا کوئی بھی میٹھی چیز کھائی جائے۔ اس سے عملاً یہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ آج کا دن رمضان کا نہیں ہے بلکہ عید کا اور کھانے پینے کا ہے۔ بقر عید کے دن نماز عید سے قبل کچھ نہ کھائے۔ واپسی پر اپنے جانور کا گوشت کھائے گا تو اسے بھوک کی وجہ سے زیادہ لذت آئے گی۔ نہ کھانے کو روزہ کا نام نہیں دیا جاسکتا کیونکہ اس دن روزہ منع ہے بلکہ مسنون طریقہ کہا جائے گا۔ بیمار یا ضعیف شخص عید الاضحیٰ ادا کرنے سے قبل کوئی چیز کھا بھی لے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

498- اضرجه الدارمی (375/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: فی الالکل قبل الخروج یوم العید وعبید بن حمید ص (371) حدیث

(1237) وابن خزیمہ (342/2) حدیث (1428) من طریق ہشیم عن محمد بن اسحق عن حفص بن عبید اللہ بن انس بن مالک عن

انس بن مالک مذکرہ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَبْوَابُ السَّفَرِ

سفر کے ابواب

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّقْصِيرِ فِي السَّفَرِ

باب 1: سفر کے دوران قصر نماز ادا کرنا

499 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ الْوَرَّاقُ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عُبَيْدِ

اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متن حدیث: سَافَرْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَكَانُوا يُصَلُّونَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكَعَتَيْنِ رَكَعَتَيْنِ لَا يُصَلُّونَ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ كُنْتُ مُصَلِّيًا قَبْلَهَا أَوْ بَعْدَهَا لَا تَمَمْتُهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَنَسٍ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَعَائِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ

سُلَيْمٍ مِثْلَ هَذَا

قول امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ

الِ سُرَّاقَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ

آثار صحابہ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَقَدْ رَوَى عَنْ عَطِيَّةِ الْعَوْفِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

كَانَ يَتَطَوَّعُ فِي السَّفَرِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَبَعْدَهَا

حدیث دیگر: وَقَدْ صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقْصُرُ فِي السَّفَرِ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ

وَعُثْمَانُ صَدْرًا مِّنْ خِلَافَتِهِ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ

وَقَدْ رَوَى عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تُتِمُّ الصَّلَاةَ فِي السَّفَرِ وَالْعَمَلُ عَلَى مَا رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَأَصْحَابِهِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَاسْحَقَ إِلَّا أَنَّ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ التَّقْصِيرُ رُخْصَةٌ لَهُ فِي السَّفَرِ فَإِنْ أَتَمَّ

499- اخرجه ابن خزيمة (72/2) حديث (947) من طريق الوهّاب بن عبد الحكم البغدادي (هو البغدادي) قال حدثنا يحيى بن سليمان

عن عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر فذكره-

الصَّلَاةُ أَجْزَاءُ عَنَّهُ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سفر کیا ہے۔ یہ حضرات ظہر اور عصر کی نماز میں دو دو رکعت ادا کرتے تھے اور ان سے پہلے یا ان کے بعد کوئی اور (نفل) نماز ادا نہیں کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: اگر میں نے ان سے پہلے یا ان کے بعد کوئی اور (نفل) نماز پڑھنی ہوتی تو نہیں ہی پوری پڑھ لیتا۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ہم اس حدیث کو صرف یحییٰ بن سلیم نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت عبید اللہ بن عمر کے حوالے سے آل سراقہ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) عطیہ عوفی نامی راوی کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات منقول ہے: نبی اکرم ﷺ سفر کے دوران نماز سے پہلے اور اس کے بعد نفل نماز ادا کیا کرتے تھے۔

نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات مستند طور پر ثابت ہے: آپ سفر کے دوران قصر نماز ادا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر رضی اللہ عنہ (بھی ایسا کرتے تھے) اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اپنی خلافت کے ابتدائی زمانے میں ایسا کیا کرتے تھے۔

اکثر اہل علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ سفر کے دوران پوری نماز ادا کیا کرتی تھیں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) عمل اس چیز پر کیا جائے گا جو نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب سے منقول ہے۔

امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق (بن راہویہ) رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں، تاہم امام شافعی رحمہ اللہ اس بات کے قائل ہیں: سفر کے دوران قصر نماز ادا کرنے کی آدمی کو رخصت ہے اگر وہ پوری نماز ادا کر لیتا ہے تو یہ جائز ہوگا۔

500 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ الْقُرَشِيُّ عَنْ أَبِي

نُضْرَةَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: سَأَلَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ عَنِ صَلَاةِ الْمُسَافِرِ فَقَالَ حَجَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَحَجَجْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ عُمَرَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ عُثْمَانَ سِتًّا

500- اخرجه ابو داود (9/2)؛ كتاب الصلاة باب: متى يتم المسافر! حديث (1229) واهمد (430/4-431-432-440) وابن

خزيمة (70/3-71) حديث (1643) من طريق علي بن زيد بن جدعان عن ابي نضرة فذكره-

سِنِينَ مِنْ خِلَافَتِهِ أَوْ ثَمَانِي ثَمَانِي فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ ابونضرہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مسافر شخص کی نماز کے بارے میں دریافت کیا گیا: تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا ہے۔ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا ہے۔ انہوں نے دو رکعت ہی ادا کی ہیں۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا ہے۔ انہوں نے بھی دو رکعت ادا کی ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی چھ سالوں کے دوران (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں:) آٹھ سالوں کے دوران (ان کے ساتھ بھی حج کیا) تو وہ بھی دو رکعت ہی پڑھتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

501 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَابْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ سَمِعَا

أَنْسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ

متن حدیث: صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَبِذِي الْحُلَيْفَةِ الْعَصْرَ رَكَعَتَيْنِ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قداء میں مدینہ منورہ میں ظہر کی نماز میں چار رکعت ادا کیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز میں دو رکعت ادا کیں۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

502 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ زَادَانَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ
فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ

501- اخرجہ البخاری (663/2)، کتاب تفسیر الصلاة: باب: يقصر اذا خرج من موضعه حديث (1089) مسلم (10/3 - الابي)، كتاب صلاة المسافرين وقصرها حديث (690/11) وابو داؤد (385/1)، كتاب الصلاة: باب: متى يقصر المسافر حديث (1202) والنسائي (235/1)، كتاب الصلاة: باب عدد صلاة الظهر في الحضر واحمد (110/3-111-177) والدارمي (355/1)، كتاب الصلاة: باب قصر الصلاة في السفر من طريق محمد بن المنكدر و ابراهيم بن ميسرة عن انس بن مالك به واخرجه البخاري (476/3)، كتاب الحج: باب: من بات بذى الحليفة حتى اصبح حديث (1546) واحمد (237/3) والدارمي (354/1)، كتاب الصلاة: باب: قصر الصلاة في السفر والميدي (502/2) حديث (1191) من طريق محمد بن المنكدر عن انس بن مالك به ليس فيه (ابراهيم بن ميسرة) واخرجه الميدي (503/2) حديث (1193) من طريق ابراهيم بن ميسرة عن انس فذكره (ليس فيه محمد بن المنكدر)-

502- اخرجہ النسائي (117/3)، كتاب تفسیر الصلاة في السفر واحمد (215/1-226-354-355-362-369) و عبد بن حميد ص (221) حديث (663-662) من طريق ابن سيرين عن ابن عباس فذكره-

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ سے مکہ کے لیے روانہ ہوئے، آپ کو صرف تمام جہانوں کے پروردگار کا خوف تھا (یعنی کسی دشمن کا خوف نہیں تھا) لیکن آپ نے دو رکعت نماز ادا کی۔ (امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔)

شرح

نماز قصر کی شرعی حیثیت میں مذاہب آئمہ

کیا دوران سفر قصر اسقاط ضروری ہے یا قصر رخصت؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رباعی نماز یعنی ظہر، عصر اور عشاء میں قصر واجب ہے، اسے قصر اسقاط کہا جاتا ہے جبکہ اتمام گناہ ہے۔

پہلی دلیل: آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے: فرضت الصلوة رکعتین فی المحضر والسفر فاقرت صلوة السفر وزید فی صلوة المحضر (سنن ابی داؤد) اصل میں نماز سفر و حضر میں دو، دو رکعت فرض کی گئی تھیں، سفر کی نماز باقی رکھی گئی اور حضر کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔

سوال: اس دلیل پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حدیث کے الفاظ ہیں: اقرت صلوة السفر یعنی نماز سفر اصلی حالت میں باقی رکھی گئی جبکہ ارشاد ربانی ہے: واذ ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوة۔ اور جب تم زمین پر چلو تو نماز میں قصر کرنے میں تمہارے لیے کوئی حرج نہیں ہے۔ گویا حدیث میں نماز کو باقی رکھنے کا ذکر ہے اور آیت میں نماز کم کرنے کا ذکر ہے، تو یہ تعارض ہوا؟

جواب: (۱) لفظ ”قصر“ لفظ ”حضر“ کے مقابل ہے یعنی حالت سفر میں اصل نماز باقی ہے جبکہ حضر کی نماز میں اضافہ ہے۔ (۲) آیت میں قصر سے مراد صرف کیفیت ہے یعنی حالت سفر میں اختصار سے کام لیا جائے اور حدیث میں تعداد رکعات مراد ہے یعنی اصل کے مطابق دو رکعت پڑھی جائیں۔ (۳) ہجرت تک نماز دو، دو رکعت فرض تھیں اور ہجرت کے بعد حالت سفر میں اصل نماز باقی رکھی گئی جبکہ حضر میں ظہر، عصر اور عشاء میں مزید دو، دو رکعت شامل کر کے چار، چار رکعت بنا دی گئیں۔

دوسری دلیل: حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: ارأیت اقصار الناس الصلوة الیوم وانما قال اللہ تعالیٰ: ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا فقد ذهب ذلك الیوم فقال عجب مما عجت منه فذکرت ذلك لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال صدقة تصدق اللہ تعالیٰ بها علیکم فاقبلوا صدقته (مشکوٰۃ رقم الحدیث: ۱۳۳۵) اس روایت میں صراحت ہے کہ قصر درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں پر صدقہ و انعام ہے اور صدقہ کو قبول کرنا واجب ہے کیونکہ اس کے لیے امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے: فاقبلوا یعنی تم صدقہ قبول کرو۔

۲- آئمہ ثلاثہ کے نزدیک حالت سفر میں قصر بھی جائز ہے اور مکمل نماز پڑھنا بھی۔ اس کو قصر رخصت کہا جاتا ہے۔ انہوں نے اپنے موقف پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے: افطر وصمت وقصر واتممت فقلت بابی وامی افطرت وصمت وقصرت واتممت فقال: احسنت یا عائشة (سنن نسائی جلد اول ص ۲۱۳) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں افطار بھی کرتا ہوں اور روزہ بھی رکھتا ہوں اور آپ نے قصر بھی کیا اور میں نے اتمام صلوٰۃ بھی کیا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے والدین آپ پر نثار ہوں! آپ نے افطار کیا میں نے روزہ رکھا، آپ نے قصر کیا جبکہ میں نے اتمام صلوٰۃ کی ہے؟ آپ نے فرمایا: اے عائشہ! تم نے اچھا کیا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: یہ روایت بے اصل، موضوع اور کذب پر مبنی ہے جس کی نسبت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف کی گئی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَمْ تُقَصِّرُ الصَّلَاةَ

باب 2: کتنے سفر میں نماز قصر کی جائے گی؟

503 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي اسْحَقَ الْحَضْرَمِيُّ حَدَّثَنَا

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ

متن حدیث: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ كَمْ أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ قَالَ عَشْرًا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرِ

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حدیث دیگر: وَقَدْ رَوَى عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَقَامَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ تِسْعَ عَشْرَةَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَحْنُ إِذَا أَقَمْنَا مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ تِسْعَ عَشْرَةَ صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ وَإِنْ زِدْنَا عَلَى ذَلِكَ أَتَمَمْنَا الصَّلَاةَ

آثار صحابہ: وَرَوَى عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَقَامَ عَشْرَةَ أَيَّامٍ أَتَمَّ الصَّلَاةَ

503- اخرجہ البخاری (653/2)؛ کتاب تفسیر الصلاة باب: ما جاء في التفسير وكم يقیم حتى يقصر حديث (1081) و (615/7)؛ کتاب المغازی؛ باب: مقام النبي صلى الله عليه وسلم بمكة زمن الفتح حديث (4297) و مسلم (12/3 - الابي)؛ کتاب صلاة المسافرين وقصرها حديث (693/15) و ابو داود (390/10)؛ کتاب الصلاة؛ باب: متى يتم المسافر؛ حديث (1233) والنسائي (118/3)؛ کتاب تفسیر الصلاة في السفر حديث (1438) و (121/3)؛ باب: المقام الذي يقصر بمنه الصلاة؛ حديث (1452) و ابن ماجه (342/1)؛ کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها؛ باب: كم يقصر الصلاة المسافر اذا اقام ببلدة؛ حديث (1077) و احمد (282-190-187/3) و الدارمي (355/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: فيمن اراد ان يقیم ببلدة كم يقیم حتى يقصر الصلاة و ابن خزيمة (75/2)؛ حديث (956) و (326/4)؛ حديث (2996) من طريق يحيى بن ابي اسحق عن انس بن مالك فذكره :-

وَرَوَى عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَقَامَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا اَتَمَّ الصَّلَاةَ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ ثِنْتِي عَشْرَةَ وَرَوَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ إِذَا أَقَامَ أَرْبَعًا صَلَّى أَرْبَعًا وَرَوَى عَنْهُ ذَلِكَ قَتَادَةُ وَعَطَاءُ الْخُرَّاسَانِيُّ وَرَوَى عَنْهُ دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ خِلَافَ هَذَا

مذاهب فقہاء: واختلف أهل العلم بعد في ذلك فأما سفيان الثوري وأهل الكوفة فذهبوا إلى توقيت خمس عشرة وقالوا إذا أجمع على إقامة خمس عشرة اتم الصلوة وقال الأوزاعي إذا أجمع على إقامة ثنتي عشرة اتم الصلوة وقال مالك بن أنس والشافعي وأحمد إذا أجمع على إقامة أربعة اتم الصلوة وأما إسحاق فرأى أقوى المذاهب فيه حديث ابن عباس قال لأنه روى عن النبي صلى الله عليه وسلم ثم تأوله بعد النبي صلى الله عليه وسلم إذا أجمع على إقامة تسع عشرة اتم الصلوة ثم أجمع أهل العلم على أن المسافر يقصر ما لم يجمع إقامة وإن أتى عليه سنون

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ سے مکہ کے لیے روانہ ہوئے تو آپ نے دو رکعت نماز ادا کی۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ نے مکہ میں کتنا عرصہ قیام کیا تھا تو انہوں نے جواب دیا: دس دن۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کی گئی ہے: آپ نے اپنے ایک سفر کے دوران انیس دن قیام کیا تھا اور اس دوران آپ دو رکعت نماز ہی ادا کرتے رہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب ہم کسی جگہ پر انیس دن تک کا قیام کریں تو دو رکعت نماز بھی ادا کریں گے اگر اس سے زیادہ قیام کر لیں تو مکمل نماز ادا کریں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بات منقول ہے وہ یہ فرماتے ہیں: جو شخص دس دن قیام کرے وہ پوری نماز ادا کرے گا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بات منقول ہے وہ یہ فرماتے ہیں: جو شخص پندرہ دن قیام کرے گا وہ پوری نماز ادا کرے گا۔ انہی سے ایک روایت بارہ دن کے بارے میں بھی ہے۔

سعید بن مسیب سے یہ روایت نقل کی گئی ہے وہ یہ فرماتے ہیں: جب آدمی چار دن قیام کرے تو چار رکعت نماز ادا کرے گا۔ قتادہ اور عطاء خراسانی نے ان سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

جبکہ داؤد بن ابو ہند نے ان کے حوالے سے اس کے برعکس روایت نقل کی ہے۔

اس کے بعد اہل علم نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے جہاں تک سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا تعلق ہے تو انہوں نے یہ مدت

پندرہ دن مقرر کی ہے وہ یہ فرماتے ہیں: جب آدمی پندرہ دن قیام کا ارادہ کر لے تو وہ پوری نماز ادا کرے گا۔

امام اوزاعی فرماتے ہیں: جب آدمی بارہ دن قیام کا ارادہ کر لے تو وہ مکمل نماز ادا کرے گا۔

امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہم یہ فرماتے ہیں: جب آدمی چار دن قیام کا ارادہ کر لے تو وہ مکمل نماز ادا کرے گا۔

امام اسحاق (بن راہویہ) رضی اللہ عنہ یہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سب سے مستند روایت وہ ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

منقول ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے: پہلے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے نقل کی گئی ہے اور پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بعد میں

خود بھی اس پر عمل کیا ہے: جب کوئی آدمی انیس دن قیام کا ارادہ کر لے تو وہ مکمل نماز ادا کرے گا۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) اس کے بعد تمام اہل علم نے اس بات پر اتفاق کیا ہے: مسافر شخص اس وقت تک قصر نماز ادا

کرتا رہے گا جب تک وہ قیام کا ارادہ نہیں کر لیتا اگرچہ اسے کئی برس گزر جائیں۔

504 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ قَالَ

متن حدیث: سَافَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَفَرًا فَصَلَّى تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ

ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَحْنُ نُصَلِّي فِيمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ تِسْعَ عَشْرَةَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فَإِذَا أَقَمْنَا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ صَلَّيْنَا أَرْبَعًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سفر کیا تو آپ نے انیس دن تک دو دو رکعت

نماز ادا کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم بھی انیس دن تک دو دو رکعت ہی نماز ادا کرتے ہیں اگر ہم نے اس سے زیادہ

قیام کرنا ہو تو پھر ہم چار رکعت ادا کرتے ہیں۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ”غریب حسن صحیح“ ہے۔

شرح

مسافت قصر اور مدت قصر میں مذاہب آئمہ

قصر نماز کی مسافت شرعی اور مدت قصر میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے دونوں مسائل کی تفصیل درج ذیل ہے:

504- اضرجه البخاری (653/2): کتاب تفصیر الصلاة: باب مساجد فی التفصیر وکم یفہم حتی بقصر حدیث (1081) و

(615/7): کتاب السناری: باب: مقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم بکفة زمن الفتح حدیث (4298-4299) و ابو داؤد (392/1)

کتاب الصلاة: باب: متى تم المسافر: حدیث (1230-1232) و ابن ماجہ (341/1): کتاب اقامة الصلاة والسنة فیہا: باب: کم

یفصر الصلاة المسافر اذا اقام ببلدہ حدیث (1075) و احمد (223/1-303-315) و عبد اللہ بن احمد فی زوائد علی ”السند“

(315/1) و عبد بن حمید ص (201-202) حدیث (582-585) و ابن خزیمة (74/2) حدیث (955) من طریق عکرمہ عن ابن

عباس فذکرہ۔

مسافت قصر: کتنی مسافت کو سفر شرعی قرار دیتے ہوئے نماز قصر جائز ہوگی؟ اس میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقوف ہے کہ کم از کم تین دن کے سفر کا ارادہ ہو تو نماز قصر جائز ہوگی۔ محلہ یا گاؤں کی حد سے نکلنے سے لے کر واپسی پر محلہ میں داخل ہونے تک رباعی نمازوں یعنی ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں میں قصر کی جائے گی۔ اس سے تین دن کا سفر میانی رفتار کا مراد ہے۔ دوران سفر دوپہر میں مختصر قیام راحت، نمازوں کی ادائیگی اور طعام وغیرہ کے لیے ٹھہرنا بھی شامل ہے۔ یہ سفر طلوع آفتاب سے شروع ہو کر غروب آفتاب پر ختم ہو جاتا ہے۔ رات میں آرام و سکون اور اتمام نوم وغیرہ ہو گا۔ تین ایام کی یہ کل مسافت ساڑھے ستاون میل بنتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقوف بھی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قریب تر ہے۔

جمہور نے کثیر آثار صحابہ سے اپنے موقوف پر استدلال کیا ہے۔

۲- بعض اہل ظواہر کے نزدیک مسافت قصر صلوٰۃ تین میل ہے۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج مسیرة ثلاثة اميال او ثلاثة فراسخ (سنن ابی داؤد جلد اول ص ۱۷۰) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب تین میل کی مسافت کے ارادہ سے نکلتے تو قصر فرمایا کرتے تھے۔

جمہور آئمہ کی طرف سے ان کی اس دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے اس حدیث کا مطلب یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تین میل کا سفر طے کر لیتے تو نماز قصر کا آغاز فرماتے تھے۔

مدت قصر: احادیث باب سے متعلق دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کتنے ایام کی اقامت مسافت قصر کی نیت کو باطل کر دیتی ہے؟ اس بارے میں بھی آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں:

۱- حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقوف ہے مسافر جب چار ایام سے زائد قیام کی نیت کرتا ہے تو نیت قصر باطل ہو جاتی ہے۔ انہوں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: اذا اقام اربعاً صلی اربعاً (جامع الترمذی) جب کوئی شخص چار ایام اقامت کرے تو وہ چار رکعت نماز ادا کرے۔

۲- حضرت ربیعۃ الرائے رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقوف ہے کہ مسافر جب ایک دن اور ایک رات کے قیام کی نیت کرے تو نیت قصر باطل ہو جاتی ہے۔

۳- حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ ایام کی اقامت سے نیت قصر باطل ہو جاتی ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے: اذا جمعت ان تقيم اثنتی عشرة ليلة فاتم الصلوة (مصنف عبدالرزاق) جب تم بارہ راتوں کے قیام کا ارادہ کرو تو نماز پوری پڑھو۔

۴- حضرت امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انیس ایام کے قیام کے ارادہ سے نیت قصر باطل ہو جاتی ہے۔

۵- حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقوف ہے کہ مسافر جب تک وطن واپس نہیں آ جاتا اس وقت تک وہ نماز میں قصر

کرتا رہے گا۔

۶۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پندرہ ایام یا اس سے زائد مدت قیام سے نیت قصر باطل ہو جائے گی اور اتمام صلوٰۃ ضروری ہو جائے گا۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے: اذا كنت مسافرا فوطنت نفسك على اقامة خمسة عشر يوما فاتمم الصلوة وان كنت لاتدرى فاقصر الصلوة (کتاب الآثار ص ۳۳) جب تو حالت سفر میں پندرہ ایام تک قیام کا ارادہ کرے تو نماز پوری ادا کر اور اگر تجھے (پندرہ ایام تک قیام کا) یقین نہ ہو نماز میں قصر کر۔ علاوہ ازیں وہ روایات جن میں پندرہ ایام سے زائد کے قیام کا ذکر ہے ان سے بھی آپ کے موقف کی تائید ہوتی ہے۔

نماز قصر کے حوالے سے فقہی مسائل

دوران سفر نماز قصر کے حوالے سے چند اہم اور ضروری فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

- ☆ شرعی مسافر وہ شخص ہے جو تین ایام کی مسافت پر جانے کا ارادہ رکھتا ہو اور وہ محلہ یا بستی سے باہر نکل جائے۔
- ☆ فناء شہر یعنی شہر کے وہ مقامات جو اہل شہر کے مقاصد کے لیے استعمال کیے جاتے ہوں مثلاً قبرستان، گھر دوڑ کا میدان اور کوڑا پھینکنے کی جگہ وغیرہ سے باہر نکل جائے۔
- ☆ مسافر پر قصر نماز واجب ہے۔ وہ رباعی نماز یعنی ظہر، عصر اور عشاء کے فرائض دو رکعت پڑھے۔ مسافر کے حق میں دو فرائض، چار فرائض کے برابر ہیں۔ اگر مسافر نے دو رکعت کی بجائے چار رکعت فرائض پڑھ لیے اور پہلا قعدہ بھی بیٹھا تھا تو پہلی دو رکعت فرض اور دوسری دو رکعت نوافل ہوں گے۔
- ☆ قصر نماز اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسافر کے لیے رخصت ہے خواہ وہ سفر نیکی کا ہو یا برائی کا بہر حال اس پر احکام نافذ ہوں گے۔

☆ مسافر اس وقت تک مسافر تصور ہوگا جب تک وہ کسی مقام پر پندرہ ایام تک قیام کا ارادہ نہ کرے یا وہ اپنی بستی یا محلہ میں واپس نہ آجائے۔

☆ صحت نیت اقامت کی چھ شرائط ہیں: (۱) کم از کم پندرہ ایام تک قیام کا قصد ہو۔ (۲) سفر ترک کر دے۔ (۳) وہ جگہ اقامت اختیار کرنے کے لیے کافی ہو۔ (۴) ایک ہی جگہ میں اقامت کی نیت کی ہو۔ (۵) اقامت میں استقلال ہو۔ (۶) مسافر کی ظاہری حالت اس کے قصد کے منافی نہ ہو۔

☆ مسافر اگر اپنے ارادہ میں پختہ نہ ہو تو وہ پندرہ ایام کی نیت سے مقیم نہیں ہوگا مثلاً ایسی خاتون جس کا مہر معجل شوہر کے ذمہ باقی ہو، شوہر کی تابع ہے اور اس کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

☆ اداء و قضاء دونوں میں مقیم، مسافر کی اقتداء کر سکتا ہے۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ اپنی باقی ماندہ نماز مکمل کرے۔

☆ وقت ختم ہو جانے پر مسافر، مقیم کی اقتداء نہیں کر سکتا، صرف وقت میں کر سکتا ہے۔

☆ وطن دو قسم کے ہیں: (۱) وطن اصلی: وہ ہے جہاں وہ پیدا ہوا ہو یا اس کے اہل خانہ رہائش پذیر ہوں یا وہ رہائش پذیر ہو گیا ہو اور وہ وہاں سے نہ جائے۔ (۲) وطن اقامت: یہ ایسی جگہ ہے جہاں مسافر نے پندرہ ایام یا اس سے زائد ایام تک ٹھہرنے کا پختہ ارادہ کر لیا ہو۔

☆ مسافر جب وطن اصلی میں پہنچ جائے تو اس کا سفر ختم ہو جائے گا خواہ اس نے اقامت کا قصد کیا ہو یا نہ۔

☆ دوران سفر حضر کے ایام کی فوت شدہ نماز قضا کرنے کی صورت میں پوری پڑھی جائے گی۔ حالت حضر میں سفر کے دنوں کی فوت شدہ نماز قضا کرنے کی صورت میں قصر نماز پڑھی جائے گی۔ (ماخوذ از بہار شریعت جلد اول مدینہ از صفحہ ۷۴۰ تا ۷۵۱)

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّطَوُّعِ فِي السَّفَرِ

باب 3: سفر کے دوران نفل نماز ادا کرنا

505 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِي بُسْرَةَ

الْغِفَارِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَهْرًا فَمَا رَأَيْتُهُ تَرَكَ الرَّكْعَتَيْنِ إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ غَرِيبٌ

قَوْلِ إِمَامِ بَخَارِيِّ: قَالَ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْهُ فَلَمْ يَعْرِفْهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَلَمْ يَعْرِفِ اسْمَ أَبِي

بُسْرَةَ الْغِفَارِيِّ وَرَأَاهُ حَسَنًا

حَدِيثٌ دِيكْرٌ: وَرَوَى عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَتَطَوَّعُ فِي السَّفَرِ قَبْلَ الصَّلَاةِ

وَلَا بَعْدَهَا

حَدِيثٌ دِيكْرٌ: وَرَوَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَتَطَوَّعُ فِي السَّفَرِ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: ثُمَّ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يَتَطَوَّعَ الرَّجُلُ فِي السَّفَرِ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَلَمْ تَرَ طَائِفَةً مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ يُصَلِّيَ

قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا وَمَعْنَى مَنْ لَمْ يَتَطَوَّعْ فِي السَّفَرِ قَبُولُ الرَّخْصَةِ وَمَنْ تَطَوَّعَ فَلَهُ فِي ذَلِكَ فَضْلٌ كَثِيرٌ وَهُوَ قَوْلُ

أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ يَخْتَارُونَ التَّطَوُّعَ فِي السَّفَرِ

﴿﴾ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اٹھارہ اسفار میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں میں نے آپ

505- اضرجه ابو داؤد (390/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: التطوع في السفر؛ حدیث (1222)؛ واحد (292/4)؛ (295/4)؛ وابن

حزیمة (244/2)؛ حدیث (1253)؛ من طریق صفوان بن سلیم عن ابی بوسرة الغفاری عن البراء بن عازب فذكره-

کو نہیں دیکھا کہ کبھی آپ نے دو رکعت ترک کی ہوں۔ اس وقت جب ظہر سے پہلے سورج ڈھل جاتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت براء سے منقول حدیث ”غریب“ ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں دریافت کیا، تو ان کے علم میں

یہ روایت صرف لیث بن سعد نامی راوی کے حوالے سے منقول تھی۔

امام بخاری کو ابوبسرہ غفاری نامی راوی کا نہیں پتا تھا، تاہم انہوں نے اس روایت کو ”حسن“ قرار دیا ہے۔

انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے دوران نماز سے پہلے یا اس کے بعد

کوئی نفل نماز ادا نہیں کرتے تھے۔

اور انہی کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بھی منقول ہے: آپ سفر کے دوران نفل نماز ادا کر لیتے تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے اہل علم نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض صحابہ کرام کے نزدیک آدمی سفر کے دوران نفل

نماز ادا کر سکتا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

اہل علم کے ایک گروہ کے نزدیک آدمی (سفر کے دوران) فرض نماز سے پہلے یا اس کے بعد نفل نماز ادا نہیں کر سکتا۔

جو حضرات یہ کہتے ہیں: آدمی سفر کے دوران نفل نماز ادا نہیں کر سکتا۔ انہوں نے رخصت کو قبول کیا ہے اور جو لوگ نفل نماز ادا

کرتے ہیں، تو اس شخص کے لیے اس بارے میں بہت زیادہ فضیلت ہے۔

اکثر اہل علم کا قول یہی ہے۔ انہوں نے سفر کے دوران نفل نماز پڑھنے کو اختیار کیا ہے۔

506 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ عَطِيَّةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متن حدیث: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فِي السَّفَرِ رَكَعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكَعَتَيْنِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَطِيَّةَ وَنَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں سفر کے دوران ظہر کی نماز میں دو

رکعت ادا کی تھیں اور اس کے بعد بھی دو رکعت ادا کی تھیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

ابن ابی لیلیٰ نے اس روایت کو عطیہ کے حوالے سے، نافع کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔

507 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ يَعْنِي الْكُوفِيَّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ عَنِ ابْنِ أَبِي

لَيْلَى عَنْ عَطِيَّةَ وَنَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متن حدیث: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي الْحَضَرِ

الظُّهْرَ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي السَّفَرِ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يُصَلِّ بَعْدَهَا شَيْئًا وَالْمَغْرِبَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ سَوَاءً ثَلَاثَ رَكْعَاتٍ لَا تَنْقُصُ فِي الْحَضَرِ وَلَا فِي السَّفَرِ هِيَ وَتُرُّ النَّهَارَ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

قول امام بخاری: سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ مَا رَوَى ابْنُ أَبِي لَيْلَى حَدِيثًا أَعْجَبَ إِلَيَّ مِنْ هَذَا وَلَا أَرَوِي عَنْهُ

شَيْئًا

◀◀ نافع، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں حضر میں اور سفر میں نماز ادا کی ہے۔ میں نے حضر میں آپ کی اقتداء میں ظہر میں چار رکعت ادا کی اور اس کے بعد دو رکعت ادا کیں اور میں نے آپ کی اقتداء میں سفر میں ظہر کی نماز میں دو رکعت ادا کی تھیں اور اس کے بعد بھی دو رکعت ادا کی تھیں اور عصر میں دو رکعت ادا کی تھیں؛ لیکن آپ نے اس کے بعد کوئی نفل نماز نہیں پڑھی اور مغرب کی نماز میں حضر میں اور سفر میں برابر تین رکعت ہی ادا کی تھیں۔ حضر میں اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی اور سفر میں بھی کوئی کمی نہیں ہوئی۔ یہ دن کے وتر ہیں اور اس کے بعد دو رکعت ادا کی تھیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ابن ابی لیلیٰ نے میرے نزدیک اس سے بہترین اور کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ تاہم میں ان سے روایت نقل نہیں کرتا ہوں۔

شرح

دوران سفر سنن مؤکدہ کے ادا کرنے میں مذاہب آئمہ

تمام آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حالت سفر میں رباعی نماز میں قصر کی جائے گی لیکن نوافل یعنی صلوٰۃ اشراق، صلوٰۃ چاشت، صلوٰۃ اوایین اور صلوٰۃ تہجد ادا کرنا جائز ہے۔ البتہ سنن مؤکدہ کے ادا کرنے یا نہ کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ بعض عدم جواز کے قائل ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک سنن مؤکدہ کا حسب معمول ادا کی جائیں گی۔ بالخصوص فجر کی دو سنت دوسری سنن کی نسبت زیادہ مؤکدہ ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: لا تدعوہما (سنن ابی داؤد جلد اول ص ۱۷۹) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”فجر کی دو سنت ترک نہ کرو۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت سفر میں فجر کی دو سنت اہتمام سے ادا فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز فجر قضاء ہو جانے پھر اسے ادا کرنے کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: ثم اذن بلال بالصلوٰۃ فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکعتین ثم صلی الغداۃ فصنع کما کان یصنع کل یوم (اصح للمسلم جلد اول ص ۲۳۹) پھر حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے نماز فجر کی اذان کہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت ادا فرمائیں پھر آپ نے فجر

507 - اخرجه ابن خزيمة (244/2) حدیث (1254) من طریقہ ابن ابی لیلی عن نافع و عطیة بن سعد العوفی عن ابن عمر فذکرہ۔

کی نماز حسب معمول ادا فرمائی۔ اس روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی سنتوں کی قضاء کر کے اپنے عمل سے ان کی تاکید مزید فرمادی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ یہی حکم تمام سنن مؤکدہ کا ہے۔ الحاصل: مسافت شرعی کے دوران رباعی نمازوں یعنی ظہر، عصر اور عشاء کے فرائض میں صرف قصر کی جائے گی باقی سنن و نوافل مؤکدہ وغیر مؤکدہ سب حسب معمول پڑھی جائیں گی۔ کچھ لوگ کم علمی یا بے عملی کے سبب فرائض میں قصر کرنے کے ساتھ ساتھ نوافل و سنن کو مکمل طور پر ترک کر دیتے ہیں۔ نوافل و سنن کے ادا کرنے کا مقصد فرائض کے ناقص اور کمی کی تکمیل ہے۔ اس طرح ان کے ادا کرنے کی اہمیت، افادیت اور فضیلت سے ہرگز انکار نہیں کیا جا سکتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ

باب 4: دو نمازیں اکٹھی کرنا

508 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ

هُوَ عَامِرُ بْنُ وَائِلَةَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ زَيْغِ الشَّمْسِ آخِرَ الظُّهْرِ إِلَى أَنْ يَجْمَعَهَا إِلَى الْعَصْرِ فَيُصَلِّيهِمَا جَمِيعًا وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ زَيْغِ الشَّمْسِ عَجَلَ الْعَصْرَ إِلَى الظُّهْرِ وَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا ثُمَّ سَارَ وَكَانَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ آخِرَ الْمَغْرِبِ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْعِشَاءِ وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ عَجَلَ الْعِشَاءَ فَصَلَّاهَا مَعَ الْمَغْرِبِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

وَأَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَجَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَالصَّحِيحُ عَنْ أُسَامَةَ وَرَوَى عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ عَنْ قُتَيْبَةَ

هَذَا الْحَدِيثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا زَكْرِيَّا اللُّؤْلُؤِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْأَعْيَنُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بِهَذَا الْحَدِيثِ يَعْنِي حَدِيثَ مُعَاذٍ وَحَدِيثَ مُعَاذٍ حَدِيثُ حَسَنٍ غَرِيبٌ تَفَرَّدَ بِهِ قُتَيْبَةُ لَا نَعْرِفُ أَحَدًا رَوَاهُ عَنِ اللَّيْثِ غَيْرَهُ وَحَدِيثُ اللَّيْثِ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ مُعَاذٍ حَدِيثُ غَرِيبٌ

حدیث دیگر: وَالْمَعْرُوفُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ حَدِيثُ مُعَاذٍ مِّنْ حَدِيثِ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ مُعَاذٍ أَنَّ

النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ رَوَاهُ قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ

508- أخرجه أبو داود (389/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب: الجمع بين الصلاتين حديث (1220) وأحمد في مسنده: (241/5) من

طريق قتيبة بن سعيد قال: حديث الليث بن سعد عن يزيد بن أبي حبيب عن أبي الطفيل عامر بن وائلة عن معاذ بن جبل فذكره-

مذاهب فقہاء: وَبِهَذَا الْحَدِيثِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ يَقُولَانِ لَا بَأْسَ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ فِي وَقْتِ أَحَدَاهُمَا

﴿﴾ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوہ تبوک کے موقع پر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلنے سے پہلے روانہ ہوتے تو آپ ظہر کی نماز کو مؤخر کر دیتے تھے۔ یہاں تک کہ اسے عصر کے ساتھ ملا دیتے تھے اور ان دونوں کو ایک ساتھ ادا کرتے تھے اور اگر آپ نے سورج ڈھلنے کے بعد سفر شروع کرنا ہوتا تو عصر کی نماز کو ظہر کی نماز کے ساتھ ملا کر جلدی ادا کر لیتے تھے اور ظہر اور عصر ایک ساتھ ادا کرتے تھے۔ پھر آپ روانہ ہو جاتے تھے۔ اسی طرح اگر آپ نے مغرب سے پہلے روانہ ہونا ہوتا تو آپ مغرب کی نماز کو مؤخر کر دیتے تھے۔ یہاں تک کہ اسے عشاء کے ساتھ ادا کرتے تھے اور اگر آپ نے سورج غروب ہونے کے بعد روانہ ہونا ہوتا تو آپ عشاء کی نماز جلدی ادا کر لیتے تھے اور اسے مغرب کے ساتھ پڑھ لیتے تھے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "صحیح" یہ ہے کہ یہ روایت حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ علی بن مدینی نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے قتیبہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ یعنی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن غریب" ہے۔ قتیبہ نامی راوی نے اسے نقل کرنے میں تفرّد کیا ہے۔

ہمیں قتیبہ کے علاوہ کسی ایسے شخص کا پتہ نہیں ہے جس نے اس روایت کو لیث کے حوالے سے بیان کیا ہو۔

لیث نے یزید بن ابوجیب کے حوالے سے ابو طفیل کے حوالے سے، حضرت معاذ سے جو روایت نقل کی ہے وہ "غریب" ہے۔

اہل علم کے نزدیک معروف روایت وہ ہے: جو ابوزبیر نامی راوی نے ابو طفیل کے حوالے سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے نقل کی

ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے موقع پر ظہر اور عصر کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی تھیں اور مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی تھیں۔

اس روایت کو قرہ بن خالد، سفیان ثوری، امام مالک اور دیگر کئی راویوں نے ابوزبیر کی روایت سے نقل کیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ امام احمد اور امام اسحاق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہما یہ فرماتے ہیں: اس میں

کوئی حرج نہیں ہے: آدمی سفر کے دوران دو نمازوں کو ایک وقت میں اکٹھا ادا کر لے۔

509 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ

509- اخرجہ مالک فی "الموطأ": (144/1)؛ کتاب قصر الصلاة فی السفر باب: الجمع بین الصلواتین فی السفر والضر والضر حدیث

(3) و مسلم (23/3- الابی) کتاب صلاة المسافرين وقصرها حدیث (703/43-42) و ابو داؤد (386/1)؛ کتاب الصلاة: باب:

الجمع بین الصلواتین حدیث (1213-1207) والنسائی (287/1-288)؛ کتاب الصلاة: باب: الوقت الذی یجمع فیہ المسافر بین

المغرب والعشاء و (289/1)؛ باب: الحال التي یجمع فیہا بین الصلواتین و احمد فی "مسندہ": 51-54-80-102-106-150

4/2-7-63) و عبد بن حمید ص (243) حدیث (748) و ابن خزيمة (84/2) حدیث (970) من طریق نافع عن ابن عمر فذكره-

ابن عمر

متن حدیث: اِنَّهُ اسْتُعِیْتُ عَلٰی بَعْضِ اَهْلِهِ فَجَدَّ بِهِ السَّیْرُ فَاخْرَجَ الْمَغْرِبَ حَتّٰی غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ اَخْبَرَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ اِذَا جَدَّ بِهِ السَّیْرُ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِیْسَى: وَهَذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

وَ حَدِیْثُ اللَّیْثِ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِی حَبِیْبٍ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں منقول ہے: ان کی اہلیہ کے حوالے سے ان سے مدد مانگی گئی (یعنی انہوں نے جلدی پہنچنا تھا) تو انہوں نے سفر تیز کر دیا اور مغرب کی نماز کو مؤخر کر دیا۔ یہاں تک کہ شفق غروب ہو گئی تو وہ سواری سے اترے اور انہوں نے ان دونوں نمازوں کو ایک ساتھ ادا کیا اور لوگوں کو یہ بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے جب آپ نے تیزی سے سفر کرنا ہوتا تھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

لیث نے یزید بن ابوجیب کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے وہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

مسئلہ جمع صلوٰتین میں مذاہب آئمہ

اس مسئلہ میں تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ حج کے دوران میدان عرفات اور مزدلفہ میں جمع صلوٰتین جائز ہے۔ اس لیے کہ عہد رسالت سے لے کر تا عصر حاضر اس پر تو اتر سے عمل ہوتا آ رہا ہے۔ ان دو مقامات کے علاوہ کسی عذر کی بناء پر جمع صلوٰتین جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- آئمہ ثلاثہ کا موقف ہے کہ عذر کی وجہ سے جمع صلوٰتین جائز ہے مثلاً ظہرین اور عشا کین کو جمع کرنا جائز ہے۔ البتہ عذر کے حوالے سے ان میں اختلاف ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعذار تین ہیں: (۱) سفر (۲) بارش (۳) مرض۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عذر صرف ایک ہے۔ وہ سفر ہے۔ جمع صلوٰتین تقدیماً و تاخیراً بھی آئمہ ثلاثہ کی مختلف آراء ہیں۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک جمع صلوٰتین مطلقاً جائز ہے خواہ تقدیماً ہو یا تاخیراً۔ وہ اس طرح کہ نماز ظہر میں تاخیر کر کے دونوں کو عصر کے وقت میں یا نماز عصر کو مقدم کر کے دونوں کو ظہر کے وقت میں پڑھا جائے۔ اسی طرح نماز مغرب کو مؤخر کر کے دونوں کو نماز عشاء کے وقت میں یا نماز عشاء کو مقدم کر کے دونوں کو مغرب کے وقت میں پڑھا جائے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں: (۱) جمع تقدیم نا جائز اور جمع تاخیر جائز ہے۔ (۲) غلت کے سفر میں جمع تقدیم جائز ہے اور جمع تاخیر بھی۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ جمع صلوٰتین مطلقاً نا جائز ہے تقدیماً اور تاخیراً بھی۔ البتہ شدید مجبوری اور عذر کی بناء پر جمع صلوٰتین صوری جائز ہوگی نہ کہ حقیقی۔ جمع صلوٰتین صوری کی شکل یہ ہے کہ پہلی نماز کو اس کے آخری وقت

میں اور دوسری نماز کو اس کے ابتدائی وقت میں پڑھا جائے۔ مثلاً ظہر کو بالکل اس کے آخری وقت اور نماز عصر کو اس کے ابتدائی وقت میں ادا کیا جائے۔ اس صورت کو جمع صوری کہتے ہیں نہ کہ جمع حقیقی کیونکہ دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں ادا کی گئیں۔ آپ نے اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: ان الصلوة كانت على المؤمنين كتاباً موقوتاً۔ بیشک نماز اپنے مقررہ وقتوں میں مومنوں پر فرض کی گئی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْإِسْتِسْقَاءِ

باب 5: نماز استسقاء کا بیان

510 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ

عَنْ عَمِّهِ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِي فَصَلَّى بِهِمْ رَكَعَتَيْنِ جَهْرًا بِالْقِرَاءَةِ فِيهَا وَحَوْلَ رِدَائِهِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاسْتَسْقَى وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَأَبِي الْبَحْمِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَعَلَى هَذَا الْعَمَلِ عِنْدَ

510- أخرجه مالك في "الموطأ": (190/1)، كتاب الاستسقاء: باب: العمل في الاستسقاء: حديث (1) والبخاري (571/2): كتاب الاستسقاء: باب: الاستسقاء: وخروج النبي صلى الله عليه وسلم في الاستسقاء: حديث (1005) و(578/2): باب: تحويل الرداء في الاستسقاء: حديث (1011-1012) و(595/2): باب: الدعاء في الاستسقاء قائماً: حديث (1023) و(597/2): باب: الجهر بالقراءة في الاستسقاء: وباب: كيف حول النبي صلى الله عليه وسلم ظهره الى الناس: حديث (1025) وباب: صلاة الاستسقاء ركعتين: حديث (1026) و(598/2): باب: الاستسقاء في المصلي: حديث (1027) وباب: استقبال القبلة في الاستسقاء: حديث (1028) و(148/11): كتاب الدعوات: باب: الدعاء مستقبل القبلة: حديث (6343) و(274/3-الاجبي) كتاب صلاة الاستسقاء: حديث (1-2-3-4/894) و(372/1): كتاب الصلاة: باب: جماع ابواب صلاة الاستسقاء وتفرعها: حديث (1161-1162-1163-1164) و(373/1): باب: في اي وقت يحول الرداء اذا استسقى: حديث (1166-1167) والنسائي (155/3): كتاب الاستسقاء: باب: خروج الامام الى المصلي للاستسقاء و(157/3): باب: تحويل الامام ظهره الى الناس عند الدعاء في الاستسقاء: وباب: تقليب الامام الرداء عند الاستسقاء: وباب: متى يحول الامام الرداء و(156/3): باب: الحال التي يستحب للامام ان يكون عليها اذا خرج و(158/3): باب: رفع الامام يده و(163/3): باب: الصلاة بعد الدعاء: وباب: كم صلاة الاستسقاء و(164/3): باب: الجهر بالقراءة في صلاة الاستسقاء: وابن ماجه (403/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب ما جاء في صلاة الاستسقاء: حديث (1267) واهمد في "مسنده": (38/4-39-40-41-42) والعميدى (201/1) حديث (416-415) وعبد بن حبيب نص (184) حديث (516) والدارمي (360/1): كتاب الصلاة: باب: صلاة الاستسقاء: وابن خزيمة (331/2) حديث (1406) و(332/2) حديث (1407) و(333/2) حديث (1410) و(334/2) حديث (1414) و(335/2) حديث (1415) و(337/2) حديث (1420) و(339/2) حديث (1424) من طريق عباد بن تميم عن عمه عبد الله بن يزيد بن عاصم المازني فذكره-

أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَآحْمَدُ وَاسْحَقُ وَعَمُّ عَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ هُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَاصِمِ الْمَازِنِيِّ
 ﴿﴾ ﴿﴾ عباد بن تمیم اپنے چچا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ لوگوں کو لے کر نکلے تاکہ نماز استسقاء ادا کریں آپ نے انہیں دو رکعت نماز پڑھائی جس میں آپ نے بلند آواز میں قرأت کی پھر آپ نے اپنی چادر کو الٹا دیا آپ نے دونوں ہاتھ بلند کیے اور بارش کے نزول کی دعا کی اور قبلہ کی طرف رخ کر لیا۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابی لحم رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام شافعی، امام احمد اور امام اسحق (بن راہویہ) رحمہم اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

عباد بن تمیم کے چچا کا نام حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی ہے۔

511 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هَلَالٍ عَنْ يَزِيدَ

بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عُمَيْرِ مَوْلَى أَبِي اللَّحْمِ عَنْ أَبِي اللَّحْمِ

مَتْنِ حَدِيثٍ: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ يَسْتَسْقِي وَهُوَ مُقْنَعٌ بِكَفِّهِ يَدْعُو

فَالَ أَبُو عَيْسَى: كَذَا قَالَ قُتَيْبَةُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ عَنْ أَبِي اللَّحْمِ وَلَا نَعْرِفُ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا هَذَا الْحَدِيثَ الْوَاحِدَ وَعُمَيْرُ مَوْلَى أَبِي اللَّحْمِ قَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيثَ وَلَهُ صُحْبَةٌ

﴿﴾ ﴿﴾ حضرت ابی لحم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو ”حجازیت“ کے قریب دیکھا، آپ ﷺ بارش

کی دعا مانگ رہے تھے۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے ہوئے تھے اور دعا مانگ رہے تھے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) قتیبہ نے اس روایت میں حضرت ابی لحم کے حوالے سے اسی طرح بیان کیا ہے اور ہمارے

علم کے مطابق ان کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے صرف یہی ایک حدیث منقول ہے۔

حضرت ابی لحم کے غلام عمیر نے بھی نبی اکرم ﷺ سے احادیث نقل کی ہیں اور انہیں بھی صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

512 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هِشَامِ بْنِ إِسْحَقَ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كِنَانَةَ

511- اخرجہ النسائی (158/3): کتاب الاستسقاء: باب: کیف یرفع واهمد (223/5) من طریق اللیث بن سعد عن خالد بن یزید

عن سعید بن ابی ہلال عن یزید بن عبد اللہ عن عمیر مولى ابی اللحم عن ابی اللحم الفافری فذکرہ۔

512- اخرجہ ابو داؤد (373/1): کتاب الصلاة: باب: جہاج ابواب صلاة الاستسقاء وتفریغها حدیث (1165) والنسائی

(156/3): کتاب الاستسقاء: باب: المال التي يستحب للامام ان يكون عليها اذا خرج وباب: جلوس الامام على المنبر للاستسقاء.

و (163/3): باب: کیف صلاة الاستسقاء و ابن ماجه (403/1): کتاب اقامة الصلاة والسنة فیہا: باب: ما جاء فی صلاة الاستسقاء.

حدیث (1266) واهمد (355/230/1) وابن خزیمہ (331/2) حدیث (1405) و (332/2) حدیث (1408) من طریق لغنام

بن اسمعيل بن عبد الله بن كنانة عن ابيه عن ابن عباس فذکرہ۔

عَنْ أَبِيهِ قَالَ

متن حدیث: أَرْسَلَنِي الْوَلِيدُ بْنُ عُقْبَةَ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَسْأَلُهُ عَنِ اسْتِسْقَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَيْتُهُ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مُتَبَدِّلًا مُتَوَاضِعًا مُتَضَرِّعًا حَتَّى أَتَى الْمُصَلَّى فَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هَذِهِ وَلَكِنْ لَمْ يَزَلْ فِي الدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالتَّكْبِيرِ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَمَا كَانَ يُصَلِّي فِي الْعِيدِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اختلاف روایت: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ إِسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كِنَانَةَ عَنْ أَبِيهِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيهِ مُتَخَشِّعًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ قَالَ يُصَلِّي صَلَاةَ الْإِسْتِسْقَاءِ نَحْوَ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ يُكَبِّرُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى سَبْعًا وَفِي الثَّانِيَةِ خَمْسًا وَاحْتَجَّ بِحَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَرَوَى عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ لَا يُكَبِّرُ فِي صَلَاةِ الْإِسْتِسْقَاءِ كَمَا يُكَبِّرُ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ وَقَالَ النُّعْمَانُ أَبُو حَنِيفَةَ لَا تُصَلِّي صَلَاةَ الْإِسْتِسْقَاءِ وَلَا أَمْرُهُمْ بِتَحْوِيلِ الرِّدَاءِ وَلَكِنْ يَدْعُونَ وَيَرْجِعُونَ بِجَمَلَتِهِمْ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: خَالَفَ السُّنَّةَ

◄◄ ہشام بن اسحاق اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ ولید بن عقبہ نے مجھے بھیجا جو مدینہ منورہ کا گورنر تھا۔ اس نے مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا تا کہ میں ان سے نبی اکرم ﷺ کی نماز استسقاء کے بارے میں دریافت کروں میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ زینت کے بغیر عاجزی کے عالم میں گریہ وزاری کرتے ہوئے تشریف لائے۔ آپ عید گاہ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے تمہاری طرح خطبہ نہیں دیا۔ آپ ﷺ مسلسل دعا میں گریہ وزاری میں اور تکبیر کہنے میں مشغول رہے۔ آپ ﷺ نے دو رکعت نماز ادا کی۔ جس طرح آپ عید کی نماز ادا کیا کرتے تھے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ہشام بن اسحاق اپنے والد کے حوالے سے اسی کی مانند روایت نقل کرتے ہیں، تاہم اس میں ایک لفظ ”خشوع و خضوع“ کے ساتھ زائد ہے۔

یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: نماز استسقاء عیدین کی نماز کی طرح ادا کی جائے گی۔ اس میں پہلی رکعت میں سات مرتبہ تکبیر کہی جائے گی اور دوسری رکعت میں پانچ مرتبہ تکبیر کہی جائے گی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول روایت کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت نقل کی گئی ہے وہ فرماتے ہیں: نماز استسقاء میں عیدین کی نماز کی طرح تکبیر نہیں کہی جائے گی۔

(امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ) ابو حنیفہ نعمان بن ثابت نے یہ کہا ہے: نماز استسقاء ادا نہیں کی جائے گی، میں انہیں چادر لٹانے کی ہدایت بھی نہیں کروں گا البتہ (بارش کے نازل کے لیے لوگ جمع ہو کر) دعا مانگیں گے اور سب واپس آ جائیں گے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہوں نے سنت کے برخلاف (فتویٰ دیا) ہے۔

شرح

صلوٰۃ استسقاء کا طریقہ

صلوٰۃ استسقاء ادا کرنے کے تین طریقے ہیں:

۱- لوگ جمع ہو کر اپنے امام کی سرپرستی میں میدان میں جائیں اور وہاں اجتماعی طور پر طویل دعا کریں۔ یہ طریقہ حضرت ابوالمحم رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ انہوں نے روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ مقام ”احجار الزیت“ میں پہنچے اور وہاں عجز و انکسار کی تصویر بن کر خوب گڑگڑا کر طلب باراں کے لیے دعا کی اور پھر واپس تشریف لے آئے۔
۲- دوران خطبہ جمعہ دعا استسقاء کی جائے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ طلب باراں کی دعا کریں کیونکہ ہماری فصلیں ضائع ہو گئیں اور پانی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے جانور نڈھال ہیں۔ آپ نے دوران خطبہ دعا فرمائی تو سلسلہ نزول باراں شروع ہو گیا اور لوگ بھیگ کر اپنے گھروں میں پہنچے۔ نزول باراں کا سلسلہ ایک ہفتہ تک جاری رہا حتیٰ کہ آئندہ جمعہ آ گیا۔ پھر خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو گزشتہ جمعہ والا شخص یا دوسرا شخص دوبارہ حاضر خدمت ہوا اور عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! نزول باراں کا سلسلہ ہمارے لیے وبال ثابت ہو رہا ہے، لہذا آپ بارش تھمنے کے لیے دعا فرمائیں۔ آپ نے بارش تھمنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی اور یوں کہا: اللہم حوالینا ولاعلینا (اصحیح للبخاری) اے اللہ! ہمارے ارد گرد بارش ہو اور ہم پر بارش نہ ہو۔ اسی وقت مدینہ میں بارش رک گئی جبکہ اس کے اطراف میں مسلسل بارش ہوتی رہی۔“

۳- امام مقتدیوں کو لے کر میدان میں جائے، لوگوں کے کپڑے سادہ ہوں، سروں پر بھی کپڑے نہ ہوں اور جانوروں کو بھی ساتھ لے جائیں۔ دوگانہ نماز ادا کی جائے، طویل قرأت کی جائے اور اختتام پر لٹے ہاتھ کر کے طویل ترین دعا کی جائے۔ امام خطبہ بھی دے۔ حدیث باب سے نماز کا طریقہ یہ ثابت ہوتا ہے۔

صلوٰۃ استسقاء میں مذاہب آئمہ

صلوٰۃ استسقاء کی شرعی حیثیت میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صلوٰۃ استسقاء کے تین طریقے ہیں: (۱) نماز جمعہ اور نماز پنجگانہ کے بعد

طلب باران کی دعا کی جائے۔ (۲) امام لوگوں کو لے کر میدان میں جائے اور وہاں طلب باران کی اجتماعی دعا کریں۔ (۳) امام لوگوں کو لے کر میدان میں جائے اور وہاں دوگانہ نماز ادا کریں، قرأت میں طوالت سے کام لیا جائے اور اختتام پر اجتماعی دعا کی جائے۔ گویا آپ کے نزدیک دعا کی جاسکتی ہے اور نماز بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

۲- حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز استسقاء سنت ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

دوگانہ نماز استسقاء کی پہلی رکعت میں سبح اسم اور دوسری رکعت میں هل اتيك کی قرأت کی جائے۔ دعا کے وقت توبہ و استغفار کی جائے۔ امام چادر بھی الٹائے یعنی اوپر کے کنارے نیچے اور نیچے کے اوپر لائے۔ امام اس میں جہری قرأت کرے گا۔ یہ نماز باجماعت پڑھی جاسکتی ہے اور انفرادی طور پر بھی۔ نماز استسقاء تین دن تک پڑھی جاسکتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ

باب 6: نماز کسوف کا بیان

513 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
متن حدیث: أَنَّهُ صَلَّى فِي كُسُوفٍ فَقَرَأْتُمْ رَكْعَةً ثُمَّ قَرَأْتُمْ رَكْعَةً ثُمَّ قَرَأْتُمْ رَكْعَةً ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ سَجَدَ سَجَدَتَيْنِ وَالْآخِرَى مِثْلَهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَائِشَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَالنُّعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ وَالْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ وَأَبِي مَسْعُودٍ وَأَبِي بَكْرَةَ وَسَمُرَةَ وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَأَبِي مَسْعُودٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَأَبِي عُمَرَ وَقَبِيصَةَ الْهَلَالِيِّ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ وَأَبِي بِنِ كَعْبٍ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حدیث دیگر: وَقَدْ رَوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى فِي كُسُوفِ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَأَسْحَقُ قَالَ وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ

مذہب فقہاء: فَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ يُسْرَ بِالْقِرَاءَةِ فِيهَا بِالنَّهَارِ وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنَّ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ فِيهَا

513- اضرجه مسلم (305/3- الابی): كتاب الكسوف: باب: ذكر من قال انه ركع ثمان ركعات في اربع سجعات حديث (909/19) وابو داود (379/1): كتاب الصلاة: باب من قال: اربع ركعات حديث (1183) والنسائي (129-128/3) كتاب الكسوف: باب: كيف صلاة الكسوف واحد (346-225/1) والدارمي (359/1): كتاب الصلاة: باب: الصلاة عند الكسوف وابن خزيمة (317/2) حديث (1385) من طريق سفیان التوری عن حبيب بن ابي ثابت عن طاوس عن ابن عباس فذكره-

كَسَحَوْ صَلَاةَ الْعِيدَيْنِ وَالْجُمُعَةِ وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ وَأَحْمَدُ وَاسْحَقُ يَرُونَ الْجَهْرَ فِيهَا وَقَالَ الشَّافِعِيُّ لَا يَجْهَرُ فِيهَا وَقَدْ صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِلْتَا الرِّوَايَتَيْنِ صَحَّ عَنْهُ أَنَّهُ صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَصَحَّ عَنْهُ أَيضًا أَنَّهُ صَلَّى سِتَّ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَهَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ جَائِزٌ عَلَى قَدْرِ الْكُسُوفِ إِنْ تَطَاوَلَ الْكُسُوفُ فَصَلَّى سِتَّ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ فَهُوَ جَائِزٌ وَإِنْ صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ فَهُوَ جَائِزٌ وَيَرَى أَصْحَابُنَا أَنْ تُصَلَّى صَلَاةُ الْكُسُوفِ فِي جَمَاعَةٍ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے نماز کسوف ادا کی اس میں قرأت کی پھر آپ رکوع میں چلے گئے۔ پھر آپ نے قرأت کی پھر آپ رکوع میں چلے گئے پھر آپ نے دو مرتبہ سجدے کیے پھر آپ ﷺ نے دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا کی۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعود انصاری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت قبیصہ ہلالی رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت بھی منقول ہے: آپ ﷺ نے نماز کسوف میں (دو رکعات میں) چار مرتبہ رکوع کیا تھا اور چار مرتبہ سجدہ کیا تھا۔

امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق (بن راہویہ) رحمہم اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: نماز کسوف میں قرأت کرنے کے بارے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس نماز میں دن کے وقت پست آواز میں قرأت کی جائے گی۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس نماز میں عیدین اور جمعہ کی نماز کی طرح بلند آواز میں قرأت کی جائے گی۔

امام مالک، امام احمد اور امام اسحاق (بن راہویہ) رحمہم اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ ان کے نزدیک اس نماز میں بلند آواز

میں قرأت کی جائے گی۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں بلند آواز میں قرأت نہیں کی جائے گی۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے دونوں طرح کی روایات مستند طور پر منقول ہیں۔ آپ ﷺ

کے بارے میں مستند طور پر یہ بات بھی منقول ہے: آپ نے (دو رکعات میں) چار مرتبہ رکوع کیا تھا اور چار سجدے کیے تھے۔

اور آپ سے مستند طور پر یہ بات بھی منقول ہے: آپ نے چھ مرتبہ رکوع کیا تھا اور چار سجدے کیے تھے۔

اہل علم کے نزدیک یہ گراہن کی مقدار کے حساب سے ہے اگر گراہن لمبا ہو تو آدمی چھ رکوع کرے گا اور چار سجدے کرے گا اور یہ جائز ہوگا لیکن اگر وہ چار رکوع کرتا ہے اور چار سجدے کرتا ہے اور قرأت طویل کر لیتا ہے تو یہ بھی جائز ہے۔ ہمارے اصحاب کے نزدیک سورج گراہن اور چاند گراہن دونوں میں نماز کسوف باجماعت ادا کی جائے گی۔

514 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ

الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ هِيَ دُونَ الْأُولَى ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَسَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَبِهَذَا الْحَدِيثِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ يَرُونَ صَلَاةَ الْكُسُوفِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ قَالَ الشَّافِعِيُّ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى بِأَمِّ الْقُرْآنِ وَنَحْوًا مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ سِرًّا إِنْ كَانَ بِالنَّهَارِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا نَحْوًا مِنْ قِرَائَتِهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ بِتَكْبِيرٍ وَثَبَّتَ قَائِمًا كَمَا هُوَ وَقَرَأَ أَيْضًا بِأَمِّ الْقُرْآنِ وَنَحْوًا مِنْ آلِ عِمْرَانَ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا نَحْوًا مِنْ قِرَائَتِهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ تَامَتَيْنِ وَيُقِيمُ فِي كُلِّ سَجْدَةٍ نَحْوًا مِمَّا أَقَامَ فِي رُكُوعِهِ ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ بِأَمِّ الْقُرْآنِ وَنَحْوًا مِنْ سُورَةِ النَّسَاءِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا نَحْوًا مِنْ قِرَائَتِهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ بِتَكْبِيرٍ وَثَبَّتَ قَائِمًا ثُمَّ قَرَأَ نَحْوًا مِنْ سُورَةِ الْمَائِدَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا نَحْوًا مِنْ قِرَائَتِهِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَشَهَّدَ وَسَلَّمَ

514- اخرجہ مالك في "الموطأ": (186/1): كتاب صلاة الكسوف: باب: العمل في صلاة الكسوف حديث (1) والبخاري (615/2):

كتاب الكسوف: باب: الصدقة في الكسوف حديث (1044) وينظر اطرافه في (1066- 1212- 3203- 4624- 5221- 6631

1046- 1047- 1058- 1065) ومسلم كتاب الكسوف: باب: صلاة الكسوف حديث (1-2-3-4-5/901) وابو داود

(378/1): كتاب الصلاة: باب: صلاة الكسوف حديث (1180) و (380/1): باب: القراءة في صلاة الكسوف حديث

(1187-1188) و (381/1): باب: ينادي في صلاة الصلاة حديث (1190) و (382/1): باب: الصدقة في صلاة الكسوف حديث (1191)

والنسائي (127/3): كتاب الكسوف: باب: الامر بالنداء لصلاة الكسوف و (128/3): باب: الصفوف في صلاة الكسوف و

(130/3): باب: نوع آخر منه عن عائشة و (132/3): باب: نوع آخر منه عن عائشة و (148/3): باب: الجهر بالقراءة في صلاة

الكسوف و (150/3): باب: التشميد والتسليم في صلاة الكسوف و (152/3): باب: كيف الخطبة في الكسوف وابن ماجه

(401/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة في صلاة الكسوف حديث (1263) واهمد في "مسنده" (168-

32/6-87-164) والمبيدي (95/1) حديث (180) والدارمي (36/1) كتاب الصلاة: باب: الصلاة عند الكسوف وابن

خزيمة (314/2) حديث (1379) و (319/2) حديث (1387) و (322/3) حديث (1391) و (324/3) حديث (1395) و

(328/3) حديث (1398) من طريق عروة بن الزبير عن عائشة رضي الله عنها فذكره-

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں سورج گرہن ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ آپ نے طویل قرأت کی، پھر آپ رکوع میں چلے گئے۔ آپ نے طویل رکوع کیا، پھر آپ نے سر اٹھایا اور طویل قرأت کی، لیکن پہلی قرأت سے کم تھی۔ پھر آپ رکوع میں چلے گئے اور آپ نے طویل رکوع کیا، لیکن یہ پہلے والے رکوع سے کم تھا۔ پھر آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا۔ پھر آپ سجدے میں چلے گئے۔ ایسا ہی آپ نے دوسری رکعت میں بھی کیا۔ (امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔)

امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق (بن راہویہ) رضی اللہ عنہم نے بھی اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ ان حضرات کے نزدیک نماز کسوف میں چار رکوع کیے جائیں گے اور چار سجدے کیے جائیں گے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آدمی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھے گا اور تقریباً سورہ بقرہ جتنی تلاوت پست آواز میں کرے گا۔ اگر دن کا وقت ہو پھر وہ رکوع میں چلا جائے گا اور طویل رکوع کرے گا جو اس کی قرأت جتنا لمبا ہوگا، پھر وہ کھڑا ہو کر سورہ فاتحہ پڑھے گا اور تقریباً سورہ آل عمران جتنی تلاوت کرے گا، پھر وہ رکوع میں جائے گا اور اتنا طویل رکوع کرے گا جو اس کی اس قرأت جتنا ہو پھر وہ اپنا سر اٹھائے گا اور سمع اللہ من حمدہ کہے گا۔ پھر وہ دو مرتبہ مکمل سجدے کرے گا اور ہر سجدے میں اتنی دیر ٹھہرے گا جتنی دیر رکوع میں ٹھہرا تھا پھر وہ کھڑا ہو جائے گا اور سورہ فاتحہ پڑھے گا اور تقریباً سورہ نساء جتنی تلاوت کرے گا، پھر وہ رکوع میں جائے گا اور طویل رکوع کرے گا جو اس کی اس قرأت جتنا طویل ہوگا، پھر وہ تکبیر کہتے ہوئے سر کو اٹھائے گا اور سیدھا کھڑا ہو جائے گا، پھر قرأت کرے گا جو تقریباً سورہ مائدہ جتنی ہوگی، پھر وہ رکوع میں جائے گا اور طویل رکوع کرے گا جو اس کی اس قرأت جتنا ہوگا، پھر وہ سر اٹھائے گا اور سمع اللہ من حمدہ کہے گا، پھر دو مرتبہ سجدہ کرے گا، پھر تشهد پڑھے گا اور سلام پھیر دے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْقِرَاءَةِ فِي الْكُسُوفِ

باب 7: نماز کسوف میں قرأت کس طرح کی جائے گی؟

515 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ

عَبَادٍ عَنِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: صَلَّى بِنَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كُسُوفٍ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

515- اضربه ابو اور (379/1)؛ كتاب الصلاة: باب: من قال اربع ركعات حديث (1184) البخاري في خلق افعال العباد (54-53) والنسائي (140/3)؛ كتاب الكسوف: باب: نوع آخر و (148/3)؛ باب: ترك العسر فيها بالفرق و (152/3)؛ باب: كيف الخطبة في الكسوف و ابن ماجه (402/1)؛ كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء في صلاة الكسوف حديث (1264) واهم في مسنده (14/5 - 16 - 17 - 19 - 23) و ابن خزيمة (325/2) من طريق الاسود بن قيس قال: حدثني ثعلبة بن عباد العبدي عن سمرة بن جندب فذكره-

مذاهب فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ

﴿﴾ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز کسوف پڑھائی تو ہمیں آپ کی آواز سنائی نہیں دی (یعنی آپ نے پست آواز میں قرأت کی)

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) اس بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض اہل علم نے اس کو اختیار کیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس بات کے قائل ہیں۔

516 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ صَدَقَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ عَنِ

الرُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةَ الْكُسُوفِ وَجَهَرَ بِالْقِرَاءَةِ فِيهَا

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَرَوَاهُ أَبُو إِسْحَقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ نَحْوَهُ

مذاهب فقہاء: وَبِهَذَا الْحَدِيثِ يَقُولُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَقُ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف ادا کی تھی اور اس میں بلند آواز میں قرأت کی تھی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابو اسحاق فزاری نے سفیان بن حصین کے حوالے سے اسی کی مانند روایت نقل کی ہے۔

امام مالک، امام احمد اور امام اسحاق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

سورج گہن کی نماز کی شرعی حیثیت میں مذاہب آئمہ

لفظ کسوف اور خسوف دونوں کا اطلاق سورج گہن اور چاند گہن دونوں پر ہو سکتا ہے۔ اس بات پر تمام آئمہ متفق ہیں کہ نماز

سورج گہن باجماعت ادا کرنا سنت ہے۔ البتہ چاند گہن کی نماز باجماعت سنت ہے یا انفرادی طور پر؟ اس میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء

ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف نماز مسنون ہے جبکہ حضرت امام شافعی اور حضرت

امام بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ باجماعت نماز سنت ہے۔

قرأت میں مذاہب آئمہ

چاند گہن اگر باجماعت نماز ادا کی جائے تو اس میں قرأت جہری ہوگی کیونکہ یہ رات کی نماز ہے۔ سورج گہن باجماعت ادا

کرنے کی صورت میں قرأت جہری ہوگی یا سری؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ قرأت سری ہوگی کیونکہ یہ دن کی نماز ہے جبکہ دن کی رات گوئی ہو کرتی ہے۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی قرأت جہری ہوگی۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے۔

سورج گہن کی نماز کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ چار رکعت ہے۔ اس کے لیے نہ اذان ہے اور نہ اقامت۔ اس کی ہر رکعت ایک رکوع اور دو سجدوں کے ساتھ ادا کی جائے گی۔ چار رکعت ایک سلام سے پڑھنے کی صورت میں پہلے قعدہ میں بھی تشہد، درود اور دعائیں پڑھی جائیں گی۔ اس نماز میں طویل ترین قرأت کی جائے اور رکوع و سجود کی تسبیحات بڑھا کر ان کو بھی لمبا کیا جائے۔ نماز سے فارغ ہو کر دعا بھی طویل کی جائے حتیٰ کہ گہن ختم ہو جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ

باب 8: نماز خوف کا بیان

517 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ

الزُّهْرِيِّ عَنِ سَالِمٍ عَنِ أَبِيهِ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةَ الْخَوْفِ بِأَحَدِي الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً وَالطَّائِفَةَ الْأُخْرَى مُوَاجِهَةً الْعَدُوِّ ثُمَّ انْصَرَفُوا فَقَامُوا فِي مَقَامِ أَوْلِيكَ وَجَاءَ أَوْلِيكَ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً أُخْرَى ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَقَامَ هَوْلًا فَقَضُوا رَكْعَتَهُمْ وَقَامَ هَوْلًا فَقَضُوا رَكْعَتَهُمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ عُمَرَ مِثْلَ هَذَا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَحَدِيثَةَ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَأَبْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبْنِ مَسْعُودٍ

وَسَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ وَأَبِي عِيَّاشِ الزُّرْقِيِّ وَأَسْمَةَ زَيْدِ بْنِ صَامِتٍ وَأَبِي بَكْرَةَ

مذاهب فقہاء: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ ذَهَبَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ إِلَى حَدِيثِ سَهْلِ بْنِ أَبِي

حَثْمَةَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَقَالَ أَحْمَدُ قَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ عَلَى أَوْجِهِ وَمَا

517- أخرجه البخاري (497/2)؛ كتاب صلاة الخوف؛ باب: صلاة الخوف حديث (942) و (487/7)؛ كتاب المغازي؛ باب: غزوة

ذات الرقاع حديث (4132-4133) و مسلم (191/3-اللابسي)؛ كتاب صلاة المسافرين وقصرها؛ باب: صلاة الخوف حديث

(305-839/306) و ابو داود (398/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب: من قال: يصلي بكل طائفة ركعة ثم يسلم فيقوم كل صف فيصليون

لانفسهم ركعة حديث (1243) ز النسائي (171/3)؛ كتاب صلاة الخوف واحد: (147/1-150) والدارمي (357/1)؛ كتاب

الصلاة؛ باب: في صلاة الخوف وابن خزيمة (297/2-298) حديث (1354-1355) من طريق الزهري عن سالم عن ابيه

فذكره- وأخرجه النسائي (172/3)؛ كتاب صلاة الخوف من طريق الزهري عن عبد الله بن عمر (ليس فيه سالم)

أَعْلَمُ فِي هَذَا الْبَابِ إِلَّا حَدِيثًا صَحِيحًا وَأَخْتَارُ حَدِيثَ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ وَهَكَذَا قَالَ إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ثَبَتَ الرِّوَايَاتُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ وَرَأَى أَنَّ كُلَّ مَا رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ فَهُوَ جَائِزٌ وَهَذَا عَلَى قَدْرِ الْخَوْفِ قَالَ إِسْحَقُ وَلَسْنَا نَخْتَارُ حَدِيثَ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ عَلَى غَيْرِهِ مِنَ الرِّوَايَاتِ

﴿﴾ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے نماز خوف میں دو میں سے ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی۔ دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں موجود رہا، پھر یہ لوگ واپس چلے گئے اور ان لوگوں کی جگہ جا کر کھڑے ہو گئے پھر وہ لوگ آئے۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں دوسری رکعت پڑھائی اور آپ نے سلام پھیر دیا۔ پھر یہ لوگ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے اپنی رکعت مکمل کی، پھر وہ لوگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنی رکعت مکمل کی۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت سہل بن ابو حثمہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو عیاش زرقی جن کا نام زید بن صامت ہے اور حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) امام مالک رحمہ اللہ نماز خوف کے بارے میں حضرت سہل بن حثمہ رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ حدیث کو اختیار کرتے ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے نماز خوف کے مختلف طریقے روایت کیے گئے ہیں اور میرے علم کے مطابق اس بارے میں صرف ایک مستند روایت منقول ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت سہل بن ابو حثمہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول روایت کو اختیار کیا ہے۔

امام اسحاق (بن راہویہ) رحمہ اللہ نے بھی اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

وہ یہ فرماتے ہیں: نماز خوف کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے کئی روایات منقول ہیں۔ امام اسحاق (بن راہویہ) رحمہ اللہ اس بات کے قائل ہیں، نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے نماز خوف کے بارے میں جو کچھ بھی منقول ہے وہ درست ہے اور یہ خوف کی حیثیت کے اعتبار سے ہے۔

امام اسحاق (بن راہویہ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم حضرت سہل بن ابو حثمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو کسی دوسری روایت کے مقابلے میں بطور خاص اختیار نہیں کریں گے۔

518 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ الْقَطَّانِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ

الْأَنْصَارِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَاتِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ

آثار صحابہ: أَنَّهُ قَالَ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ يَقُومُ الْإِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَتَقُومُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ

مِنْ قَبْلِ الْعَدُوِّ وَوُجُوهُهُمْ إِلَى الْعَدُوِّ فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً وَيَرْكَعُونَ لَأَنْفُسِهِمْ وَيَسْجُدُونَ لِأَنْفُسِهِمْ سَجْدَتَيْنِ فِي مَكَانِهِمْ ثُمَّ يَذْهَبُونَ إِلَى مَقَامِ أَوْلِيكٍ وَيَجِيءُ أَوْلِيكَ فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً وَيَسْجُدُ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ فَهِيَ لَهُ ثِنْتَانِ وَلَهُمْ وَاحِدَةٌ ثُمَّ يَرْكَعُونَ رَكْعَةً وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ

قَالَ أَبُو عِيسَى: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَاتٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ الْأَنْصَارِيِّ وَقَالَ لِي يَحْيَى أَكْتُبُهُ إِلَى جَنْبِهِ وَلَسْتُ أَحْفَظُ الْحَدِيثَ وَلَكِنَّهُ مِثْلُ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ الْأَنْصَارِيِّ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اِخْتِلَافِ سُنَدٍ: لَمْ يَرْفَعَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ الْأَنْصَارِيُّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَهَكَذَا رَوَى أَصْحَابُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ الْأَنْصَارِيِّ مَوْقُوفًا وَرَفَعَهُ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَرَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَاتٍ عَنْ مَنْ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ (۱)

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مَذَاهِبُ فَتَهَاءَ: وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَأَسْحَقُ وَرَوَى عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِأَحَدِي الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً رَكْعَةً فَكَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَانِ وَلَهُمْ رَكْعَةٌ رَكْعَةٌ

تَوْضِيحُ رَاوِي: قَالَ أَبُو عِيسَى: أَبُو عِيَّاشِ الزُّرْقِيُّ اسْمُهُ زَيْدُ بْنُ صَامِتٍ

518-- اخرجہ البخاری (486/7)؛ کتاب المفاز؛ باب: غزوة ذات الرقاع حديث (4131) ومسلم (196/3 - الابي) كتاب صلاة المسافرين وقصرها؛ باب صلاة الخوف حديث (841/309) وابو داود (395/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب: من قال: يقوم صف مع الامام وصف وجه العدو.... حديث (1237) والنسائي (170/3)؛ كتاب صلاة الخوف واحمد (448/3) والدارمي (358/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب: في صلاة الخوف وابن ماجه (399/1)؛ كتاب اقامة الصلاة والسنة فيربا؛ باب: ما جاء في صلاة الخوف حديث (1259) وابن خزيمة (300-299/2) حديث (1356-1357-1359) من طريق شعبة عن عبدالرحمن بن القاسم عن ابيه عن صالح بن خوات عن سريال بن ابي حنيفة فذكره- واخرجه مالك في "الموطأ"؛ (183/1)؛ كتاب صلاة الخوف حديث (2) والبخاری (486/7)؛ كتاب المفاز؛ باب: غزوة ذات الرقاع حديث (1431) وابو داود (395/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب: من قال: اذا صلى ركة ونبت قائما اتوا لانفسهم ركة ثم سلوا ثم انصرفوا فكانوا اوجاه العدو واختلف في السلام حديث (1239) والنسائي (178/3) كتاب صلاة الخوف واحمد (448/3) والدارمي (358/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب: في صلاة الخوف وابن خزيمة (300/2) حديث (1358) من طريق يحيى بن سعيد الانصاري عن القاسم بن محمد عن صالح بن خوات عن سريال بن ابي حنيفة فذكره موقوفًا-

﴿ ﴿ ﴾ حضرت سہل بن ابو حشمہ رضی اللہ عنہ نماز خوف کے بارے میں فرماتے ہیں: امام قبلہ کی طرف رخ کر کے کھڑا ہوگا ایک گروہ اس کے پیچھے آکھڑا ہوگا اور دوسرا دشمن کے مقابلے میں کھڑا ہو جائے گا۔ جس کا رخ دشمن کی طرف ہوگا۔ امام ان لوگوں کو ایک رکعت پڑھائے گا اور دو سجدے کر لے گا یہ لوگ بھی اسی طرح کریں گے پھر یہ لوگ دوسرے لوگوں کی جگہ چلے جائیں گے اور دوسرے لوگ آجائیں گے۔ امام انہیں بھی ایک رکوع اور دو سجدے (یعنی ایک رکعت) پڑھائے گا۔ اس طرح امام کی دو رکعات ہو جائیں گی اور ان دونوں میں سے ہر ایک فریق نے ایک رکعت پڑھی ہوگی پھر یہ فریق اٹھ کر ایک رکوع اور دو سجدوں کے (یعنی ایک رکعت کے ساتھ) اپنی نماز مکمل کر لے گا۔

محمد بن بشار بیان کرتے ہیں: میں نے یحییٰ بن سعید سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے شعبہ کے حوالے سے عبدالرحمن بن قاسم کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، صالح بن خوات کے حوالے سے، حضرت سہل بن ابو حشمہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یحییٰ بن سعید انصاری کی نقل کردہ روایت کی مانند حدیث نقل کی۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا: اسے بھی اس کے ساتھ لکھ لو کیونکہ مجھے حدیث اچھی طرح یاد نہیں ہے، تاہم یہ یحییٰ بن سعید انصاری کی روایت کی مانند ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یحییٰ بن سعید انصاری نے اس روایت کو قاسم بن محمد کے حوالے سے ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل نہیں کیا۔ یحییٰ بن سعید انصاری کے ساتھیوں نے بھی اس روایت کو اسی طرح ”موقوف“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔ تاہم شعبہ نے عبدالرحمن بن قاسم بن محمد کے حوالے سے اسے ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

امام مالک بن انس نے اس روایت کو یزید بن رومان کے حوالے سے، صالح بن خوات کے حوالے سے ان صحابی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز خوف ادا کی تھی اور پھر انہوں نے اس کی مانند ذکر کیا ہے۔ (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق (بن راہویہ) رضی اللہ عنہم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

کئی راویوں کے حوالے سے یہ روایت بھی منقول ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں گروہوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک رکعت پڑھائی تھی۔ یوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو رکعات ہو گئی تھیں اور ان کی ایک ایک رکعت ہوئی تھی۔

(۱) - اضرہ مالک فی ”الموطا“: (183/1) کتاب صلاة الخوف: باب: صلاة الليل حدیث (1) والبخاری (486/7) کتاب المغازی: باب: غزوة ذات الرقاع حدیث (4129) ومسلم (196/3- الابی) کتاب صلاة المسافرين وقصرها: باب: صلاة الخوف حدیث (842/310) وابو داؤد (395/1): کتاب الصلاة: باب: من قال: اذا صلى ركعة وثبت قائما: اتوا لانفسهم ركعة تم.... حدیث (1238) والنسائی (171/3) کتاب صلاة الخوف من طريق يزيد بن رومان عن صالح بن خوات عن من صلى مع النبي صلى الله عليه وسلم فنذكره۔

شرح

نماز خوف ادا کرنے کے طریقہ میں مذاہب آئمہ

تمام آئمہ فقہ کے نزدیک صلوٰۃ خوف کی مشروعیت ثابت ہے اور اس کا پڑھنا جائز ہے۔ البتہ حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام مزنی رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ صلوٰۃ خوف مشروع نہیں ہے۔ امام مزنی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کی مشروعیت منسوخ ہو چکی ہے۔ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے کہ صلوٰۃ خوف کا سورۃ النساء کی آیت (۱۰۲) میں ذکر ہے لیکن اس کی مشروعیت ایک شرط کے ساتھ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود پڑھائیں۔ اب چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا ہے لہذا اس کی مشروعیت بھی منسوخ ہو گئی ہے۔ یہ دلیل ضعیف و کمزور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد صحابہ نے متعدد جنگوں میں نماز خوف ادا کی ہے۔

۱- حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ: حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فوج کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، ایک حصہ دشمن کا مقابلہ کرے گا جبکہ دوسرا حصہ امام کی اقتداء میں کھڑا ہو جائے گا۔ اگر امام مسافر ہوگا تو ایک رکعت ورنہ دو رکعت پڑھائے گا، پھر یہ حصہ دشمن کے مقابل چلا جائے گا اور مقابل والا حصہ آجائے گا تو امام اسے بھی ایک یا دو رکعت پڑھا کر سلام پھیر دے گا۔ یہ گروہ سلام پھیرے بغیر دشمن کے مقابل چلا جائے گا۔ پہلا طائفہ آکر لاقح کی مثل قرأت کے بغیر نماز پوری کرے گا۔ پھر یہ دشمن کے مقابل چلا جائے گا اور دوسرا طائفہ آکر مسبوق کی مثل قرأت کے ساتھ اپنی نماز مکمل کرے گا۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے۔

۲- آئمہ ثلاثہ کا طریقہ: فوج کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ ایک طائفہ دشمن کے مقابل رہے گا۔ دوسرا امام کی اقتداء میں ایک یا دو رکعت نماز پڑھے گا، پھر یہی طائفہ لاقح کی طرح بغیر قرأت کے اپنی نماز پوری کر کے دشمن کے مقابل چلا جائے گا۔ دوسرا طائفہ آکر امام کی اقتداء میں ایک رکعت یا دو رکعت پڑھے گا جبکہ امام سلام پھیر کر فارغ ہو جائے گا۔ یہی طائفہ مسبوق کی مثل قرأت کے ساتھ نماز پوری کر کے دشمن کے مقابل چلا جائے گا۔

صلوٰۃ خوف کے حوالے سے چند فقہی مسائل

- ☆ امام کی اقتداء میں نماز پڑھ کر دشمن کے مقابلے میں جانے سے مراد پیدل جانا ہے اور اگر سواری پر گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔
- ☆ اگر دشمن کا خوف زیادہ ہو تو دشمن کے مقابلہ کے دوران اشارہ سے رکوع و سجود کرتے ہوئے انفرادی طور پر نماز پڑھی جائے گی۔
- ☆ صلوٰۃ خوف میں امام اور دشمن کے مقابل آمد و رفت سے نماز فاسد نہیں ہوگی بلکہ شرعی طور پر اس موقع پر اتنا چلنا معاف ہے۔
- ☆ نماز خوف کے دوران ہتھیار لگائے رکھنا مستحب ہے۔

☆ جس طرح دشمن کے خوف کے وقت نماز خوف جائز ہے، اسی طرح کسی درندے اور سانپ وغیرہ کے خوف کے وقت بھی نماز خوف جائز ہے۔ (ماخوذ از: بہار شریعت جلد اول، مکتبہ مدینہ از صفحہ ۷۹۶ تا ۷۹۸)

بَابُ مَا جَاءَ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ

باب 9: قرآن مجید کے سجود

519 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكَيْعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هَلَالٍ عَنْ عُمَرَ الدِّمَشْقِيِّ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ
 مَتْنُ حَدِيثٍ: سَجَدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَى عَشْرَةَ سَجْدَةً مِنْهَا الَّتِي فِي النَّجْمِ
 اسناد دیگر: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هَلَالٍ عَنْ عُمَرَ وَهُوَ ابْنُ حَيَّانَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مُخْبِرًا يُخْبِرُ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِلَفْظِهِ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ بْنِ وَكَيْعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَهْبٍ فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبْنِ مَسْعُودٍ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ حَكَمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي الدَّرْدَاءِ حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هَلَالٍ عَنْ عُمَرَ الدِّمَشْقِيِّ

﴿﴿﴾ سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں (قرآن مجید میں) گیارہ (مقامات) پر سجدے کیے ہیں جن میں سے ایک وہ ہے جو ”سورہ نجم“ میں ہے۔
 سیدہ ام درداء، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نقل کرتی ہیں: (اس کے بعد حسب سابق روایت ہے)

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت سفیان بن وکیع کی عبداللہ بن وہب کے حوالے سے نقل کردہ روایت سے زیادہ مستند ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”غریب“ ہے۔

ہم اسے صرف سعید بن ابی ہلال نامی راوی کی عمر دمشقی نامی راوی سے روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

519- اضرجه ابن ماجه (335/1)؛ كتاب اقامة الصلاة والسنة فيهما؛ باب: عدد سجود القرآن حديث (1055) واحد في مسند:

(194/5) و (442/6) من طريق سعيد بن ابي هلال عن عمر بن حيان الدمشقي قال: سمعت مخبرا يخبر عن ام الدرداء عن ابي

الدرداء عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه-

شرح

آیات سجدہ ہائے تلاوت

احناف کے نزدیک قرآن کریم کی آیات سجدہ چودہ ہیں۔ ان کی تلاوت کرنے والے اور سننے والے پر سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔ ان آیات کا نقشہ درج ذیل ہے:

نقشہ آیات سجدہ ہائے تلاوت

نمبر شمار	سورہ مع آیت نمبر	نمبر شمار	سورہ مع آیت نمبر
۱	الاعراف: ۲۰۶	۲	الرعد: ۱۵
۳	النحل: ۵۱	۴	بنی اسرائیل: ۱۰۹
۵	المریم: ۵۸	۶	الحج: ۱۸
۷	الفرقان: ۶۰	۸	النمل: ۲۶
۹	السجدہ: ۱۵	۱۰	ص: ۲۴
۱۱	حم السجدہ: ۳۸	۱۲	النجم: ۶۲
۱۳	الانشقاق: ۲۱	۱۴	العلق: ۱۹

سجدہ تلاوت کی فضیلت:

سجدہ نماز کا اعلیٰ و افضل رکن ہے اور اسے نماز کی روح قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ یہی وہ رکن ہے جس کا شیطان نے انکار کیا تو وہ مردود بازگاہ صمدیت قرار پایا۔ اس کی فضیلت کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا آیت سجدہ تلاوت کر کے سجدہ ریز ہوتا ہے تو شیطان اس سے دور بھاگ جاتا ہے اور کہتا ہے: ہائے میرے لیے بربادی! ابن آدم کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کیا اور اس کے لیے جنت ہے، مجھے حکم دیا گیا تو میں نے انکار کر دیا اور میرے لیے جہنم ہے۔ (اصح للمسلم)

سجدہ تلاوت میں مذاہب ائمہ:

سجدہ تلاوت واجب ہے یا مسنون؟ اس بارے میں ائمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں:

۱- حضرت امام مالک، حضرت احمد بن حنبل اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ سجدہ تلاوت مسنون ہے۔ اس کا کرنا افضل ہے۔ انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ النجم تلاوت کی تو سجدہ تلاوت نہ کیا۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ سجدہ تلاوت واجب ہے۔ آپ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سجد فی ص (مسند امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ) پیشک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ ص تلاوت فرمائی تو آپ نے سجدہ کیا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت آئمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) آیت سجدہ کرنے کے فوراً بعد سجدہ تلاوت کرنا ضروری نہیں ہے ممکن ہے کہ آپ نے بروقت سجدہ تلاوت نہ کیا بعد میں کر لیا ہو۔ (۲) تلاوت قرآن کے وقت، مکروہ وقت ہونے کی وجہ سے آپ نے سجدہ تلاوت نہ کیا ہو اور بعد میں کر لیا ہو۔ (۳) بیان جواز اور امت کی سہولت کے لیے آپ نے بروقت سجدہ نہ کیا اور بعد میں کر لیا ہو۔

سجدہ تلاوت کے حوالے سے چند فقہی مسائل

سجدہ تلاوت واجب ہے۔ اس حوالے سے چند فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ آیت سجدہ تلاوت کرنے یا سننے سے سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے، پڑھنے کی یہ شرط ہے کہ اتنی آواز میں ہو کہ عذر کے بغیر خود سن سکتا ہو۔ سننے والے کے لیے بالقصد سننا شرط نہیں ہے بلکہ بلا قصد آیت سننے سے بھی سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔

☆ وجوب سجدہ کے لیے پوری آیت کا پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ وہ لفظ جس میں سجدہ ریز ہونے کا مفہوم پایا جاتا ہو، اس سے قبل یا بعد ایک لفظ بڑھانے سے سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔ اگر اتنی آواز سے آیت سجدہ تلاوت کی کہ وہ سن سکتا تھا لیکن شور کی وجہ سے سن نہ پایا تو اس پر بھی سجدہ تلاوت واجب ہوگا، اگر صرف ہونٹوں کو حرکت دی مگر آواز پیدا نہ ہوئی تو سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔

☆ اگر کسی شخص نے آیت سجدہ تلاوت کی مگر مجلس میں بیٹھے شخص نے نہ سنی تو اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔ اگر امام نے آیت سجدہ تلاوت کی تو مقتدیوں پر بھی سجدہ تلاوت واجب ہوگا خواہ انہوں نے آیت سجدہ کی تلاوت نہ سنی ہو۔

☆ مقتدی نے آیت سجدہ تلاوت کی تو اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوگا، نہ امام پر، نہ دوسرے مقتدیوں پر، نہ نماز کے اندر اور نہ نماز کے باہر۔ البتہ جو شخص اس کے ساتھ نماز میں شامل نہیں تھا خواہ امام ہو یا مقتدی ہو یا منفرد ہو تو ان پر نماز کے بعد سجدہ تلاوت واجب ہوگا۔

☆ ایک رکعت میں ایک آیت سجدہ بار بار تلاوت کی تو ایک سجدہ تلاوت واجب ہوگا۔

☆ سجدہ تلاوت کے لیے اللہ اکبر کہتے وقت رفع یدین، قعدہ، تشہد اور سلام نہیں ہے۔

☆ کسی نمازی نے ایسے شخص سے آیت سجدہ سنی جو نماز میں نہیں تھا، اس پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا، وہ فی الفور سجدہ نہیں کرے گا بلکہ نماز کے بعد سجدہ کرے گا۔

☆ کسی نے آیت سجدہ نماز میں تلاوت کی تو اس کا سجدہ نماز میں کرنا واجب ہے، بیرون نماز نہیں ہو سکتا۔

☆ علالت کی حالت میں اشارہ سے بھی سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا اور دوران سفر سواری پر بھی۔

- ☆ اگر کسی نے آیت سجدہ مکروہ وقت میں تلاوت کی تو فی الفور سجدہ تلاوت نہ کرے بلکہ وقت مکروہ گزر جانے کے بعد کرے۔
- ☆ سجدہ تلاوت کے لیے شرائط نماز ضروری ہیں۔ اس سجدہ کی کیفیت نماز کے سجدہ کی ہے۔
- ☆ عیدین، سری نمازوں، نماز جمعہ اور جن نمازوں میں لوگوں کا اجتماع عظیم ہوتا ہے، میں آیت سجدہ تلاوت کرنا مکروہ ہے۔

(ماخوذ از بہار شریعت جلد اول، مکتبہ مدینہ، کراچی، از صفحہ ۷۲۸ تا ۷۳۸)

بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ

باب 10: خواتین کا مسجد میں جانا

520 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: أَيُّدْنُوا لِلنِّسَاءِ بِاللَّيْلِ إِلَى الْمَسَاجِدِ فَقَالَ ابْنُهُ وَاللَّهِ لَا نَأْذُنُ لَهُنَّ يَتَّخِذْنَهُ دَعَاً فَقَالَ فَعَلَ اللَّهُ بِكَ وَفَعَلَ أَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُولُ لَا نَأْذُنُ لَهُنَّ فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْنَبَ امْرَأَةَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ حَكَمَ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ مجاہد بیان کرتے ہیں: ہم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھے۔ انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: خواتین کو رات کے وقت (مغرب یا عشاء کی نماز کے لیے) مسجد جانے کی اجازت دو (مجاہد بیان کرتے ہیں) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے بولے: اللہ کی قسم! ہم تو انہیں اس کی اجازت نہیں دیں گے ورنہ وہ اسے فساد کا ذریعہ بنا لیں گی تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ یہ کرے اور وہ کرے (یعنی انہیں ”دعائے ضرر“ دی) میں بتا رہا ہوں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: اور تم یہ کہتے ہو کہ ہم اجازت نہیں دیں گے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن مسعود کی اہلیہ سیدہ زینب اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہم سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

520- اخرجہ البخاری (404/2): کتاب الاذان: باب: خروج النساء الى المساجد بالليل والليل: حديث (865) و (444/2): كتاب الجمعة: حديث (899) ومسلم (334/2-اللابي): كتاب الصلاة: باب: خروج النساء الى المساجد اذا لم يترتب عليه فتنه وانما لا تخرج طيبة: حديث (442/139-138) وابو داود (211/1): كتاب الصلاة: باب: ما جاء في خروج النساء الى المسجد: حديث (526) واحمد (-98-127-143-145-36/2-43-49) وعبد بن حميد: ص (256) حديث (805) من طريق مجاهد عن ابن عمر فذكره۔

شرح

خروج النساء الى المساجد كما مسئلة

اس مسئلہ کی تفصیل ”باب خروج النساء الى المساجد“ کے ضمن میں گزر چکی ہے۔ حدیث باب خروج النساء الى المساجد کی ترغیب و تلقین ثابت نہیں ہوتی۔ اس میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے کہ خواتین اپنے والدین اور شوہروں کی اجازت کے بغیر مساجد کی طرف نہ آئیں بلکہ اگر آنا بھی چاہیں تو وہ ان کی معیت میں آئیں۔ اس مفہوم کی تائید دوسری روایات سے ہوتی ہے جن میں خواتین کو گھر میں بلکہ اندر خانہ نماز ادا کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں: ”صَلْوَةُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلْوَتِهَا فِي حَجْرَتِهَا، وَصَلْوَتُهَا فِي مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي بَيْتِهَا“ (سنن ابی داؤد جلد اول ص ۸۴) عورت کا کھلی جگہ میں نماز ادا کرنے کی بجائے گھر کی چار دیواری میں نماز ادا کرنا افضل ہے اور گھر میں نماز ادا کرنے سے اندر خانہ میں نماز ادا کرنا افضل ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں: ”ما صلت امرأة من صلوة احب الى الله من اشد مكان في بيتها ظلمة“ (مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۳۵) اللہ تعالیٰ کے نزدیک عورت کی اس نماز سے بہتر کوئی نماز نہیں ہے جو گھر کی تاریکی میں ادا کی گئی ہو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے: ”المرأة عورة وانها اذا خرجت استشرفها الشيطان وانها اقرب ما تكون الى الله وهي في قعر بيتها“ (مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۳۵) ”عورت سے مراد ستر (چھپانا) ہے اور جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف جھانکتا ہے۔ وہ عورت اللہ تعالیٰ کے حضور زیادہ باعزت ہے جو اپنے گھر میں چھپ کر رہتی ہے۔“

ان روایات سے ثابت ہوا کہ خواتین کا عیدین کی نماز وغیرہ کے لیے مسجد کی طرف خروج منع ہے۔ اس کا باعزت اور افضل مقام گھر ہے۔ مسجد کی بجائے اپنے اندر خانہ کی تاریکی میں نماز ادا کرنے والی خاتون اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے اور اس کی نماز بھی محبوب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے: ”خروج النساء“ ایک فتنہ ہے جسے شیطان تو پسند کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا۔ اظہار فتنہ، اللہ تعالیٰ کے حضور قتل سے بھی زیادہ معیوب و ناپسند ہے کیونکہ: الفتننة اشد من القتل، کا اصول موجود ہے۔

نوٹ: باب ہذا اور ما بعد باب کا تعلق اس مقام کی بحث سے نہیں بلکہ کتاب الصلوٰۃ کے سابقہ ابواب سے ہے جو کاتب کی عدم توجہ یا سہو سے یہ دونوں ابواب وہاں سے چھوٹ گئے، پھر یاد آنے پر کاتب نے یہاں لکھ دیے۔ اس طرح ترتیب درست نہ رہ سکی۔ (قصور)

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْبُرَاقِ فِي الْمَسْجِدِ

باب 11: مسجد میں تھوک پھینکنا مکروہ ہے

521 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رَبِيعِ بْنِ جَرَّاشٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: إِذَا كُنْتَ فِي الصَّلَاةِ فَلَا تَبْزُقْ عَنْ يَمِينِكَ وَلَكِنْ خَلْفَكَ أَوْ تَلْقَاءَ شِمَالِكَ أَوْ تَحْتَ قَدَمِكَ الْيُسْرَى

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَدِيثُ طَارِقٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقهاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

توضیح راوی: قَالَ: وَسَمِعْتُ الْجَارُودَ يَقُولُ سَمِعْتُ وَكَيْعًا يَقُولُ لَمْ يَكْذِبْ رَبِيعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ فِي

الْإِسْلَامِ كَذِبَةً قَالَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ اثْبَتْ أَهْلَ الْكُوفَةِ مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ

﴿﴾ حضرت طارق بن عبد اللہ محاربی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم نماز کی حالت میں

ہو تو اپنے دائیں طرف نہ تھوکو بلکہ اپنے پیچھے یا اپنے بائیں طرف یا اپنے پاؤں کے نیچے تھوک دو۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابن عمر، حضرت انس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت طارق رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

امام ترمذی بیان کرتے ہیں: میں نے جارود کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ یہ فرماتے ہیں: میں نے وکیع کو یہ کہتے ہوئے

سنا ہے: ربیع بن حراش نے مسلمان ہونے کے بعد کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

عبدالرحمن بن مہدی فرماتے ہیں: منصور بن معمر اہل کوفہ میں سب سے زیادہ مستند ہیں۔

522 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: الْبِرَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا

521- اخرجہ ابو داؤد (182/1): کتاب الصلاة: باب: فی کرافیة البزاق فی المسجد حدیث (478) والنسائی (52/2): کتاب

المساجد: باب: الرخصة للمصلي ان يبصق خلفه او تلقاء سمائه وابن ماجه (326/1): کتاب اقامة الصلاة والسنة فبريا: باب: المصلي

يتنخم حدیث (1021) واحمد: (396/6) وابن خزيمة (45-44/2) حدیث (877-876) من طريق منصور عن ربیع بن حراش

عن طارق بن عبد الله المحاربي فذكره-

522- اخرجہ البخاری (609/1): کتاب الصلاة: باب: كفارة البزاق فی المسجد حدیث (415) ومسلم (456/2-الابی): کتاب

المساجد ومواضع الصلاة: باب: النهي عن البصاق فی المسجد فی الصلاة وغيرها حدیث (552/56-55) وابو داؤد (182/1):

کتاب الصلاة: باب: فی کرافیة البزاق فی المسجد حدیث (476-475-474) والنسائی (50/2): کتاب المساجد: باب: البصاق فی

المسجد واحمد (209-183-173-109/3-232-234-277-289) والدارمی (324/1) کتاب الصلاة: باب: کرافیة البزاق فی

المسجد وابن خزيمة (276/2) حدیث (1309) من طريق قتادة عن انس بن مالك فذكره-

کفارہ اسے دُفن کر دینا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

مسجد میں تھوکنے کی ممانعت

مسجد تمام روئے زمین سے افضل مقام ہے۔ یہ امن کا گہوارہ، عبادت کا محور اور اسلام کا قلعہ ہے۔ اس میں نماز کے انتظار کے لیے قیام بھی عبادت اور عبادت کا ثواب اس کی برکت سے ستائیس گنا بڑھ جاتا ہے۔ اس کا ادب و احترام، نگرانی اور تعمیر و ترقی کی بڑی فضیلت ہے۔ بلا ضرورت شرعی اس میں آواز بلند کرنا، آداب کے خلاف ہے۔ وہ نابالغ بچے جو آداب مسجد کو ملحوظ نہ رکھ سکتے ہوں، ان کا مسجد میں آنا یا لانا ممنوع ہے۔ مسجد کو کعبہ کی بیٹیاں کہا جاتا ہے۔ ان کے آئمہ، خادمین، خطباء اور مؤذنین قابل احترام ہیں۔

دوران نماز نمازی کو اچانک تھوک پھینکنے کی ضرورت پیش آجائے مثلاً منہ میں مکھی یا مچھر چلا جائے یا قنٹی آجائے تو اسے پیچھے یا بائیں پاؤں کے نیچے یا بائیں جانب تھوکنے کی اجازت ہے۔ البتہ وہ اپنے سامنے نہیں تھوک سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف مواجہہ ہوتا ہے اور دائیں طرف بھی نہیں تھوک سکتا کیونکہ اس طرف محترم فرشتہ موجود ہوتا ہے۔

سوال: دائیں جانب اور سامنے کی جہت کا استثنیٰ درست نہیں ہے کیونکہ جس طرح دائیں طرف محترم فرشتہ ہوتا ہے اسی طرح بائیں طرف بھی فرشتہ ہوتا ہے۔ جس طرح سامنے اللہ تعالیٰ کی طرف مواجہہ ہوتا ہے اسی طرح ہر جانب اللہ تعالیٰ کی طرف مواجہہ ہوتا ہے کیونکہ ہر جانب اللہ تعالیٰ موجود ہے؟

جواب: بیشک نمازی کی بائیں طرف بھی فرشتہ ہوتا ہے لیکن جب نمازی نماز کا آغاز کرتا ہے تو گناہ لکھنے والا فرشتہ فارغ ہو جاتا ہے اور اپنا رجسٹر اسی طرح بند کر دیتا ہے جس طرح جمعۃ المبارک کے دن امام کے منبر پر جلوہ افروز ہوتے وقت فرشتے اپنے رجسٹر بند کر کے خطبہ سننے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ جہاں تک سامنے والی جہت کا تعلق ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جانب موجود ہے لیکن سامنے بیت اللہ ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف مواجہہ ہونے کا قول کیا گیا ہے۔

حالت نماز میں کوئی شخص کسی جانب بھی تھوکنے کا مجاز نہیں ہے اور تھوکنے کا آداب کے خلاف اور سخت حرام ہے۔ البتہ ضرورت شدیدہ کی نوبت آنے پر تھوک کو اپنے کرتا یا رومال یا چادر یا کسی بھی کپڑے سے صاف کر کے مل دے۔ نماز سے فارغ ہو کر کپڑے کے متعلقہ حصہ کو دھو دیا جائے۔

اگر غلطی سے تھوک وغیرہ مسجد میں گر جائے تو وہ معاف ہے کیونکہ وہ عمداً ایسا نہیں ہوا بلکہ سہواً ہوا ہے۔ البتہ نماز سے فراغت حاصل کر کے اسے کپڑا وغیرہ سے صاف کر دیا جائے۔ اگر کسی شخص نے قصداً تھوک وغیرہ مسجد میں گرا دیا تو یہ سخت گناہ ہے، اس کی تلافی صرف اسے صاف کرنے سے نہیں ہوگی بلکہ توبہ بھی کرنا ہوگی۔ دور رسالت میں ایک امام مسجد نے قبلہ رخ تھوک دیا تھا، جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی حرکت کا علم ہوا تو آپ نے اسے منصب امامت سے معزول کر دیا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّجْدَةِ فِي إِقْرَأَ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ وَإِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ

باب 12: سورة "علق" اور سورہ "انشقاق" میں موجود سجدہ

523 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: سَجَدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِقْرَأَ بِاسْمِ رَبِّكَ وَإِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ عَمْرٍو

بْنِ حَزْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ يَرَوْنَ السُّجُودَ فِي إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ وَإِقْرَأَ

بِاسْمِ رَبِّكَ وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ أَرْبَعَةٌ مِنَ التَّابِعِينَ بَعْضُهُمْ عَنْ بَعْضٍ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں سورہ انشقاق اور سورہ العلق میں سجدہ کیا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اکثر اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔ ان حضرات کے نزدیک سورہ انشقاق اور سورہ العلق میں سجدہ ہے۔

امام ترمذی بیان کرتے ہیں: اس (روایت کی سند میں) چار تابعین موجود ہیں جنہوں نے ایک دوسرے سے روایت کی

ہے۔

523- اخرجه مسلم (501/2- الابي): كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب: سجود التلاوة: حديث (578/108) وابو داؤد

(447/1): كتاب الصلاة: باب السجود في (اذا السماء انشقت) (الانشقاق: 1) و (اقرا) (العلق: 1) حديث (1407) والنسائي

(162/2) كتاب الافتتاح: باب: السجود في (اقرا باسم ربك) (العلق: 1) وابن ماجه (336/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيهما: باب

عدد سجود القرآن: حديث (1058) واحمد (461-249/2) والدارمي (343/1): كتاب الصلاة: باب: السجود في (اقرا باسم ربك)

والمبيدي (436/2) حديث (991) وابن خزيمة (278/1) حديث (554-555) من طريق ابوب بن موسى عن عطاء بن ميناء عن

ابن سيرين: به- واخرجه النسائي (161/2): كتاب الافتتاح: باب: السجود في (اذا السماء انشقت) (الانشقاق: 1) وابن ماجه

(336/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيهما: باب: عدد سجود القرآن: حديث (1059) و"احمد": (247/2) والدارمي (343/1)

كتاب الصلاة: باب: السجود في (اذا السماء انشقت) (الانشقاق: 1) والمبيدي (436/2) حديث (992) من طريق سفیان بن عینة

عن يحيى بن سعيد عن ابى بكر بن محمد بن عمرو بن حزم عن عمر بن عبدالعزیز عن ابى بكر بن عبدالرحمن بن الحارث بن هشام

عن ابى هريرة فذكره-

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّجْدَةِ فِي النَّجْمِ

باب 13: سورہ نجم میں سجدہ

524 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْبَزَّازُ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا

أَبِي عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: سَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا يَعْنِي النَّجْمَ وَالْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ

وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مَذَاهِبُ فَقَهَاءَ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ يَرَوْنَ السَّجُودَ فِي سُورَةِ النَّجْمِ

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ لَيْسَ فِي الْمُفْصَلِ سَجْدَةٌ وَهُوَ

قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ أَصَحُّ وَبِهِ يَقُولُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَاسْحَقُ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں (راوی کہتے ہیں) یعنی سورہ نجم میں سجدہ کیا۔

مسلمانوں، مشرکین، جنوں اور انسانوں نے بھی سجدہ کیا۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

ان حضرات کے نزدیک سورہ نجم میں سجدہ کیا جائے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض

اہل علم کے نزدیک کسی بھی مفصل سورت میں سجدہ نہیں ہے۔

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) پہلا قول زیادہ درست ہے۔

امام سفیان ثوری، امام ابن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحق (بن راہویہ) رضی اللہ عنہم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ مَنْ لَمْ يَسْجُدْ فِيهِ

باب 14: سورہ نجم میں سجدہ نہ کرنا

524- اخرجہ البخاری (644/2)؛ کتاب سجود القرآن باب: سجود المسلمين مع المشركين حديث (1071) و (480/8)؛ کتاب

التفسير: باب: (ما سجدوا لله واعبدوا) (النجم: 62) حديث (4862) من طريق عبد الوارث قال: حدثنا ايوب عن عكرمة عن ابن

عباس فذكره۔

525 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي ذَيْبٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَسِيطٍ

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَرَأْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّجْمَ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَتَأَوَّلَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ إِنَّمَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السُّجُودَ لِأَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حِينَ قَرَأَ فَلَمْ يَسْجُدْ لَمْ يَسْجُدِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا السَّجْدَةُ وَاجِبَةٌ عَلَى مَنْ سَمِعَهَا فَلَمْ يُرْخَصُوا فِي تَرْكِهَا وَقَالُوا إِنْ سَمِعَ الرَّجُلُ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ فَإِذَا تَوَضَّأَ سَجَدَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ وَبِهِ يَقُولُ إِسْحَقُ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِنَّمَا السَّجْدَةُ عَلَى مَنْ أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ فِيهَا وَالتَّمَسَّ فَضْلُهَا وَرَخَّصُوا فِي تَرْكِهَا إِنْ أَرَادَ ذَلِكَ وَاحْتَجَّوْا بِالْحَدِيثِ الْمَرْفُوعِ حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ حَيْثُ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّجْمَ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا فَقَالُوا لَوْ كَانَتِ السَّجْدَةُ وَاجِبَةً لَمْ يَتْرِكِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا حَتَّى كَانَ يَسْجُدُ وَيَسْجُدُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحْتَجَّوْا بِحَدِيثِ عُمَرَ

آثَارُ صَحَابِهِ: أَنَّهُ قَرَأَ سَجْدَةَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَلَ فَسَجَدَ ثُمَّ قَرَأَهَا فِي الْجُمُعَةِ الثَّانِيَةِ فَتَهَيَّأَ النَّاسُ لِلْسُّجُودِ فَقَالَ إِنَّهَا لَمْ تُكْتَبْ عَلَيْنَا إِلَّا أَنْ نَشَاءَ فَلَمْ يَسْجُدْ وَلَمْ يَسْجُدُوا فَذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ

﴿ ﴿ ﴾ ﴾ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورت نجم کی تلاوت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض اہل علم نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے: وہ یہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ اس لیے ترک کیا تھا، کیونکہ جب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کی تلاوت کی تو انہوں نے سجدہ نہیں کیا۔ اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سجدہ نہیں کیا۔ یہ اہل علم یہ فرماتے ہیں: سننے والے شخص پر سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ ان اہل علم نے اسے ترک کرنے کی کوئی رخصت نہیں دی ہے۔ یہ اہل علم یہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص (سجدے سے متعلق آیت) سن لے اور وہ بے وضو حالت میں ہو، تو جب وہ وضو کرے گا

525- اضرجه البخاری (645/2)؛ کتاب سجود القرآن؛ باب: من قرأ السجدة ولم يسجد؛ حديث (1072-1073) أو مسلم (500/2 - النجاشي)؛ کتاب: المساجد و مواضع الصلاة؛ باب: سجود التلاوة؛ حديث (577/106)؛ وأبو داود (446/1) کتاب الصلاة؛ باب: من لم ير السجود في المفصل؛ حديث (1404)؛ والنسائي (1602)؛ کتاب الافتتاح؛ باب: ترك السجود في النجم؛ واحد (186-183/5)؛ والدارمي (343/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: في الذي يسمع السجدة ولا يسجد؛ وعبد بن حميد ص (110)؛ حديث (251)؛ وابن خزيمة (285/1)؛ الحديث (568)؛ من طريق يزيد بن عبد الله بن قسيط؛ عن عطاء بن يسار؛ عن زيد بن ثابت؛ فذكره۔

تو یہ سجدہ بھی کرے گا۔

سفیان ثوری اور اہل کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

امام اسحاق نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: سجدہ اس شخص پر لازم ہوگا جو اس میں سجدہ کرنا چاہے اور اس کی فضیلت حاصل کرنا

چاہے ان اہل علم نے سجدے کو ترک کرنے کی رخصت دی ہے۔

ان حضرات نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول اس ”مرفوع“ حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے جس کے مطابق

حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورہ نجم کی تلاوت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ نہیں کیا۔

یہ حضرات فرماتے ہیں: اگر یہ سجدہ واجب ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید رضی اللہ عنہ کو ایسے نہ رہنے دیتے جب تک وہ سجدہ

نہیں کر لیتے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی سجدہ کرتے۔

ان حضرات نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ اس حدیث کو بھی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے جس کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ

نے منبر پر آیت سجدہ تلاوت کی پھر منبر سے نیچے اتر کر سجدہ کیا، لیکن اگلے جمعے انہوں نے جب وہی آیت تلاوت کی اور لوگ سجدہ

کرنے کے لیے تیار ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ ہم پر لازم نہیں ہے، اگر ہم چاہیں تو کر سکتے ہیں، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

سجدہ نہیں کیا اور ان لوگوں نے بھی سجدہ نہیں کیا۔

بعض اہل علم نے اس قول کو اختیار کیا ہے۔

امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّجْدَةِ فِي ص

باب 15: ”سورہ ص“ میں سجدہ

526 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِي ص قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكَيْسَتْ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُودِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي ذَلِكَ فَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ أَنْ يَسْجُدَ فِيهَا وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَقَالَ

526- اخرجہ البخاری (643/2) کتاب سجود القرآن باب: سجدة (ص) حدیث (1069) و (526/6) کتاب احادیث الانبیاء باب:

اسب الصلاة الى الله صلاة داود واصب الصيام الى الله صيام داود حدیث (3422) وابو داؤد (447/1) کتاب الصلاة: باب

السجود فی (ص) حدیث (1409) واحمد (360-279/1) والدارمی (342/1) کتاب الصلاة: باب: السجود فی (ص) والصبیری

(224/1) حدیث (477) و عبد بن حمید ص (204) حدیث (595) وابن خزيمة (277/1) حدیث (550) من طریق ابواب

السفینانی قال: سمعت عكرمة عن ابن عباس فذكره-

بَعْضُهُمْ أَنَّهَا تَوْبَةٌ نَبِيٍّ وَلَمْ يَرَوْا السُّجُودَ فِيهَا

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ”سورہ ص“ میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: یہ سجدہ لازمی نہیں ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم اور دیگر طبقتوں سے تعلق رکھنے والے اہل علم نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک اس سورت میں سجدہ ہے۔

سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہل علم کے نزدیک یہ ایک ”نبی“ کی توبہ ہے ان حضرات کے نزدیک اس سورت میں سجدہ نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّجْدَةِ فِي الْحَجِّ

باب 16: سورہ حج میں سجدہ

527 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ مِشْرِحِ بْنِ هَاعَانَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَضِلْتَ سُورَةَ الْحَجِّ بَانَ فِيهَا سَجْدَتَيْنِ قَالَ نَعَمْ وَمَنْ لَمْ يَسْجُدْهُمَا فَلَا

يَقْرَأُهُمَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَلِكَ الْقَوِيِّ

مذاهب فقہاء: وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي هَذَا فَرَوَى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَابْنِ عُمَرَ أَنَّهُمَا قَالَا فَضِلْتَ

سُورَةَ الْحَجِّ بَانَ فِيهَا سَجْدَتَيْنِ وَبِهِ يَقُولُ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَاسْحَقُ وَرَأَى بَعْضُهُمْ فِيهَا سَجْدَةً وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكٍ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ

﴿﴾ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سورہ حج کو یہ فضیلت دی گئی ہے کہ

اس میں دو سجدے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! جو شخص ان دو سجدوں کو نہ کرنا چاہے وہ اس کی تلاوت نہ کرے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے۔

اس کے بارے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات نقل کی گئی ہے: یہ دونوں حضرات یہ فرماتے ہیں:

سورہ حج کی یہ خصوصیت ہے: اس میں دو سجدے ہیں۔

ابن مبارک، شافعی، احمد، اسحاق رحمہ اللہ نے اس کے مطابق رائے دی ہے۔

527- اضرجه ابو داؤد (1/1402)؛ کتاب الصلاة؛ باب: تفریع ابواب السجود وکم سجدة فی القرآن؛ حدیث (1402) واحد

(155-151/4) من طریق ابن لہیعة قال: حدیثنا مشرَح بن ہاعان ابو مصعب المصافری عن عقبہ بن عامر الجریفی فذکرہ-

بعض اہل علم کے نزدیک اس میں ایک سجدہ ہے۔

سفیان ثوری، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اہل کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بَابُ مَا يَقُولُ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ

باب 17: قرآن کے سجدہ (تلاوت) میں آدمی کیا پڑھے؟

528 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خُنَيْسٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

بْنِ أَبِي يَزِيدَ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ جُرَيْجٍ يَا حَسَنُ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
مَتْنُ حَدِيثٍ: قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَأَيْتِي اللَّيْلَةَ وَأَنَا
نَائِمٌ كَأَنِّي أَصَلِي خَلْفَ شَجَرَةٍ فَسَجَدْتُ فَسَجَدَتِ الشَّجَرَةُ لِسُجُودِي فَسَمِعْتُهَا وَهِيَ تَقُولُ اللَّهُمَّ اكْتُبْ لِي
بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا وَضَعْ عَنِّي بِهَا وَزْرًا وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ قَالَ
الْحَسَنُ قَالَ لِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ لِي جَدُّكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجْدَةً ثُمَّ سَجَدَ قَالَ
فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُولُ مِثْلَ مَا أَخْبَرَهُ الرَّجُلُ عَنْ قَوْلِ الشَّجَرَةِ
فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿ ﴿ ﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس عرض کی: یا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے گزشتہ رات جب میں سو رہا تھا خواب میں خود کو دیکھا، گویا میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں، میں نے
سجدہ کیا، تو درخت نے بھی میری طرح سجدہ کیا، میں نے اسے سنا وہ یہ پڑھ رہا تھا۔

”اے اللہ! اس کی وجہ سے اپنی بارگاہ میں (میرے لیے) اجر لکھ دے اور اس کی وجہ سے میرے گناہوں کو کم کر دے۔

اور اپنی بارگاہ میں (میرے لیے) ذخیرے کے طور پر (اسے محفوظ کر لے) اور اسے میری طرف سے قبول کر لے جیسا

کہ تو نے اسے اپنے بندے حضرت داؤد علیہ السلام سے قبول کیا۔“

حسن بن محمد نامی راوی بیان کرتے ہیں ابن جریج نے مجھ سے کہا: تمہارے دادا نے مجھے یہ بات بتائی ہے، حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آیت سجدہ تلاوت کی۔ پھر آپ نے سجدہ کیا، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی پڑھتے ہوئے سنا جو اس درخت کے پڑھے ہوئے کے بارے میں اس شخص نے

آپ کو بتایا تھا۔

528- اضرجه ابن ماجه (334/1)؛ كتاب اقامة الصلاة والسنة فيهما؛ باب: سجود القرآن حديث (1053) وابن خزيمة (282/1)

حديث (563-562) من طريق محمد بن يزيد بن خنيس عن الحسن بن محمد بن عبيد الله بن ابي يزيد قال لي ابن جرير يا حسن

اخبرني حدثك عبيد الله بن ابي يزيد عن ابن عباس فذكره-

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہونے کے اعتبار سے ”غریب“

ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

529 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَدَّاءُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ سَجْدَةً وَجَهِي لِلذِّمَى خَلْقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت سجدہ تلاوت کرتے ہوئے یہ پڑھا کرتے تھے۔

”میرا چہرہ اس ذات کے لیے سجدہ ریز ہے جس نے اپنی قدرت اور قوت کے ذریعے اسے پیدا کیا اور اسے سماعت و

بصارت عطا کی۔“

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

سجدہ تلاوت کا مسئلہ

لفظ ”سجدہ“ واحد ہے اور اس کی جمع ”سجود“ آتی ہے۔ سجدہ کا لغوی معنی ہے پیشانی کو زمین پر رکھ دینا۔ اس کا شرعی و اصطلاحی مفہوم ہے کہ جسم کے سات اعضاء کو زمین پر ٹکا دینا: دونوں پاؤں، دونوں گھٹنے، دونوں ہاتھ اور پیشانی۔ (ناک اور پیشانی دونوں ایک عضو کے حکم میں ہیں) ان اعضاء میں سے ایک عضو بھی سہوایا عمد آزمین پر نہ لگا، تو سجدہ شرعی نہیں ہوگا۔

سجدہ کی دو اقسام ہیں: (۱) سجدہ عبادت (۲) سجدہ تعظیم۔ سجدہ عبادت ہر دور میں اللہ تعالیٰ کے لیے رہا ہے۔ غیر اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنا، شرک ہے اور شرک ایک ایسا گناہ ہے جو اللہ تعالیٰ قطعاً معاف نہیں کرے گا۔ سجدہ تعظیمی گزشتہ شرائع میں غیر اللہ کے لیے مشروع رہا ہے لیکن شریعت محمدیہ میں غیر اللہ کے لیے سجدہ تعظیمی بھی حرام ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلی شرائع میں سجدہ تعظیمی جائز تھا لیکن میری شریعت میں یہ حرام ہے۔ اگر میری شریعت میں سجدہ تعظیمی جائز ہوتا تو میں حکم دیتا کہ بیوی اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

نوٹ: سجدہ تلاوت کے حوالے سے تفصیلی بحث گزشتہ سے پیوستہ باب کے ضمن میں گزر چکی ہے لہذا یہاں اعادہ کی ضرورت

نہیں ہے۔ (تصوری)

529- اخرجه ابو داؤد (449/1): كتاب الصلاة باب: ما يقول اذا سجد حديث (1414) والنسائي (222/2) كتاب التنبؤ باب:

نوع آخر واحد (30/6 - 217) من طرف عن ابى العالىة عن عائشة فذكره۔

بَابُ مَا ذُكِرَ فِيْمَنْ فَاتَهُ حِزْبُهُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَضَاهُ بِالنَّهَارِ

باب 18۔ جس شخص کا رات کا وظیفہ رہ جائے وہ اسے دن میں قضاء کرے

530 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شَهَابِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ وَعُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنَ مَسْعُودٍ أَخْبَرَاهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ مَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: قَالَ أَبُو صَفْوَانَ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدِ الْمَكِّيُّ وَرَوَى عَنْهُ الْحُمَيْدِيُّ وَكِبَارُ النَّاسِ

﴿﴾ حضرت عبدالرحمن بن عبدالقاری بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اپنا وظیفہ پڑھے بغیر سو جائے یا اس میں سے کچھ حصہ رہ جائے تو وہ اسے فجر کی نماز اور ظہر کی نماز کے درمیان پڑھے تو یہ اس کے نامہ اعمال میں اسی طرح لکھا جائے گا جیسے اس نے اسے رات کے وقت پڑھا تھا۔ ابو صفوان نامی راوی کا نام عبداللہ بن سعید مکی ہے۔ حمیدی اور اکابر محدثین نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

شرح

رات کا وظیفہ وغیرہ چھوٹ جانے پر اس کی تلافی اور حصول ثواب کا طریقہ

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہاں تک ابواب السجود کی بحث مکمل کی۔ پھر یہاں سے کتاب الصلوٰۃ کے حوالے سے متفرق ابواب لائے ہیں جن میں مختلف مسائل زیر بحث لائے ہیں جن میں تسلسل نہیں ہے۔ زیر بحث حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ کسی شخص کے روزمرہ معمولات میں رات کے وقت وظائف اور نوافل شامل ہوں جو کسی مجبوری کی وجہ سے چھوٹ گئے ہوں۔ اب وہ ان کا ثواب حاصل کرنا چاہتا ہو تو وظائف طلوع فجر کے بعد پڑھے جاسکتے ہیں لیکن نوافل طلوع آفتاب کے بعد اور زوال سے قبل پڑھے جاسکتے ہیں۔ یہ نوافل بطور قضاء نہیں ہوں گے بلکہ بطور بدل ہوں گے کیونکہ نوافل کی قضاء نہیں ہوتی۔ البتہ

530- اخرجه مسلم (76/3- الابی) : كتاب صلاة المسافرين وقصرها: باب: جامع الليل ومن نام عنه او مرض حدیث (747/142) 'ابو داؤد (419/1) كتاب الصلاة باب من نام عن حزبه حدیث (1313) 'ولانسائی (209/3) : كتاب قيام الليل ونظوع النمرارة: باب: متى يقضى من نام عنه حزبه من الليل وابن ماجه (426/1) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيهما: باب: ماجاء فيمن نام عن حزبه من الليل حدیث (1343) 'واحمد (53-32/1) والدارمی (346/1) : كتاب الصلاة: باب: اذا نام عن حزبه من الليل من طريق عبدالرحمن بن عبدالقاری عن عمر بن الخطاب فذكره- واخرجه النسائی (260/3) : كتاب قيام الليل ونظوع النمرارة: باب: متى يقضى من نام عن حزبه من الليل من طريق عبدالرحمن بن عبدالقاری ان عمر بن الخطاب قال: 'من فاته حزبه فذكره موقوفا-

اسے رات کی برکات اور ثواب ضرور حاصل ہو جائے گا۔

انسان چار امور کو پیش نظر رکھے:

۱- وظائف و نوافل کی قضاء نہیں ہوتی۔ حضرت امام ترمذی نے حدیث باب میں لفظ ”قضاء“ استعمال کیا ہے جس سے مراد اس کا عرفی معنی ہے نہ کہ لغوی اور وہ قضاء بمعنی ادا ہے۔

۲- انسان کو اپنے روزمرہ معمولات کی تکمیل میں خصوصی اہتمام کرنا چاہیے تاکہ ان کے چھوٹ جانے کے سبب بعد میں ان کے اجر و ثواب سے محروم ہونے کا افسوس نہ ہو۔

۳- بروقت کسی وظیفہ کو اپنانے کا جو اجر و ثواب ہے وہ بدل کو یقینی بنانے میں حاصل نہیں ہو سکتا۔

۴- حدیث باب میں یہ حکم بیان کیا گیا ہے کہ اوراد کے بدل کو یقینی بنایا جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ اخبار، انشاء کے مفہوم کو متضمن ہوتی ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ

باب 19: جو شخص امام سے پہلے اپنا سر (رکوع یا سجدے سے) اٹھا لیتا ہے اس کی شدید مذمت

531 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ وَهُوَ أَبُو الْحَارِثِ الْبَصْرِيُّ ثِقَةٌ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَمَا يَخْشَى الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوَّلَ اللَّهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ قَالَ قُتَيْبَةُ قَالَ

حَمَّادٌ قَالَ لِي مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ وَإِنَّمَا قَالَ أَمَا يَخْشَى

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَمُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ هُوَ بَصْرِيُّ ثِقَةٌ وَيَكْنَى أبا الْحَارِثِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص امام سے پہلے اپنا سر اٹھا لیتا ہے

کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا؟ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر میں تبدیل کر دے۔

قتیبہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: حماد نے یہ بات بیان کی ہے: محمد بن زیاد نے مجھ سے یہ الفاظ بیان کیے۔

”کیا وہ نہیں ڈرتا“۔

531- اضرحہ البخاری (214/2)؛ کتاب الاذان؛ باب: انہم من رفع راسہ قبل الامام حدیث (691) و مسلم (320/2 - الابی)؛

کتاب الصلاة؛ باب: تحریم سب الامام برکوع او سجود و نحوہما حدیث (114-115-116/427) و ابو داؤد (225/1)؛ کتاب

الصلاة؛ باب: التشدید فیمن یرفع قبل الامام او یضع قبلہ حدیث (623) والنسائی (96/2)؛ کتاب الامامة؛ باب: مبارزة الامام

وابن ماجہ (308/1)؛ کتاب اقامة الصلاة والسنة فیہا؛ باب: النسی ان یسب الامام بالركوع والسجود حدیث (961) واحد

(260/2 - 271 - 425 - 456 - 469 - 472 - 504) والدارمی (302/1) کتاب الصلاة؛ باب: النسی عن مبارزة الائمة بالركوع

والسجود وابن خزيمة (47/3) حدیث (1600) من طریق محمد بن زیاد عن ابی ہریرة فذکرہ۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
محمد بن زیاد نامی راوی بصری ہیں اور ثقہ ہیں ان کی کنیت ”ابوالحارث“ ہے۔

شرح

ارکان نماز میں امام سے سبقت کرنے کی وعید اور فساد نماز کے حوالے سے مذاہب آئمہ

تمام ارکان نماز میں امام کی متابعت مقتدی پر واجب ہے۔ کسی ایک بھی رکن میں مقتدی کا اپنے امام سے عمداً سبقت کرنا سخت گناہ اور مکروہ تحریمی ہے لیکن نماز کا اعادہ نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ سبقت کی صورت میں مقتدی کی نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ کی مختلف آراء ہیں: آئمہ ثلاثہ کے نزدیک سبقت فی الارکان کی صورت میں مقتدی خواہ سخت گناہگار ہوگا مگر اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ اس روایت میں سبقت فی الارکان کرنے والے مقتدی کی شدید الفاظ میں وعید بیان کی گئی ہے کہ اس کی اس حرکت شنیع کے سبب ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر سے بدل دے مگر اس میں فساد صلوة کا ذکر نہیں ہے۔ لہذا ایسے مقتدی کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ پھر سہو یا عدم توجہ کا شکار ہونے والا مقتدی تو گناہگار بھی نہیں ہوگا۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے سبقت فی الارکان کرنے والے مقتدی کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ وہ فرماتے ہیں جب مقتدی پر امام کی متابعت فی الارکان واجب تھی تو اس کے سبقت کرنے کی صورت میں اس نے متابعت ختم کر دی تو امام، امام نہ رہا اور مقتدی، مقتدی نہ رہا۔ جب امام و مقتدی کا تعلق ختم ہو گیا تو یقینی طور پر نماز فاسد ہو جائے گی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الَّذِي يُصَلِّي الْفَرِيضَةَ ثُمَّ يَوْمُ النَّاسِ بَعْدَ مَا صَلَّى

باب 20 - جو شخص فرض نماز ادا کر لینے کے بعد لوگوں کو نماز پڑھائے

532 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
متن حدیث: أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى

قَوْمِهِ فَيَوْمُهُمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

532- أخرجه البخاری (226/2)؛ كتاب الاذان؛ باب: اذا طول الامام وكان للرجل حاجة فخرج فصلی (700-701) و (234/2)؛ باب: من نكح امامه اذا طول (705) و (238/2)؛ باب: اذا صلى ثم ام قوماً حديث (711) و (532/10)؛ كتاب الادب باب من كفر اخاه بغير تاويل فرجوا كما قال: حديث (6106) و مسلم (355/2 - الابي)؛ كتاب الصلاة؛ باب القراءة في العشاء حديث (178-180-179-465/181) و ابو داود (219/1) كتاب الصلاة؛ باب: امامة من يصلي بقوم وقد صلى تلك الصلاة حديث (600) و (269/1)؛ باب: في تخفيف الصلاة حديث (790) والنسائي (102/2)؛ كتاب الامامة؛ باب: اختلاف نية الامام والماموم واحد (308/3-369) والمبيدي (523/2) حديث (1246) والدارمي (297/1)؛ كتاب الصلاة باب: قدر القراءة في العشاء وابن خزيمة (262/1) حديث (521) و (51/3) حديث (1611) من طريق عمرو بن دينار و ابي الزبير عن جابر بن عبد الله فذكره-

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَصْحَابِنَا الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَقَ قَالُوا إِذَا أَمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ فِي الْمَكْتُوبَةِ وَقَدْ كَانَ صَلَاتُهَا قَبْلَ ذَلِكَ أَنَّ صَلَاةَ مَنْ أَيْتَمَ بِهِ جَائِزَةٌ وَاحْتَجُّوا بِحَدِيثِ جَابِرٍ فِي قِصَّةِ مُعَاذٍ وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ

آثار صحابہ: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ وَرُوِيَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْقَوْمُ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ وَهُوَ يَحْسِبُ أَنَّهَا صَلَاةُ الظُّهْرِ فَأَيْتَمَ بِهِمْ قَالَ صَلَاتُهُ جَائِزَةٌ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ قَالَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ إِذَا أَيْتَمَ قَوْمٌ بِإِمَامٍ وَهُوَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنَّهَا الظُّهْرُ فَصَلَّى بِهِمْ وَاقْتَدُوا بِهِ فَإِنَّ صَلَاةَ الْمُقْتَدِي فَاسِدَةٌ إِذَا اخْتَلَفَ نِيَّةُ الْإِمَامِ وَنِيَّةُ الْمَأْمُومِ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مغرب کی نماز ادا

کرتے تھے پھر وہ اپنی قوم میں واپس جا کر انہیں نماز پڑھایا کرتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ہمارے اصحاب امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق رضی اللہ عنہم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

یہ حضرات فرماتے ہیں: جب کوئی شخص کسی قوم کو فرض نماز پڑھائے اور وہ خود اس سے پہلے اسی فرض نماز کو ادا کر چکا ہو تو جس

شخص نے اس کی اقتداء میں نماز ادا کی ہے اس کی وہ نماز درست ہوگی۔

ان حضرات نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول اس حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے جس میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا قصہ

بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہ روایت کئی حوالوں سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ روایت نقل کی گئی ہے ان سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا: جو مسجد میں

آئے اور لوگ اس وقت عصر کی نماز پڑھ رہے ہوں اور وہ یہ سمجھے کہ شاید یہ ظہر کی نماز ہے وہ ان اقتداء میں شامل ہو جائے تو حضرت

ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کی نماز درست ہوگی۔

کوفہ سے تعلق رکھنے والے ایک گروہ نے یہ بات بیان کی ہے: جب کچھ لوگ ایسے امام کی پیروی کریں جو عصر کی نماز پڑھ رہا

ہو اور لوگ یہ سمجھیں کہ یہ ظہر کی نماز ہے اور امام انہیں یہ نماز پڑھادے اور یہ اس کی پیروی کر لیں تو مقتدی کی نماز فاسد ہوگی، کیونکہ

امام اور مقتدی کی نیت میں فرق ہے۔

شرح

مفترض کی نماز متنفل کی اقتداء میں یا اس کی برعکس صورت میں مذاہب آئمہ

مفترض کی نماز متنفل کی اقتداء میں یا متنفل کی نماز مفترض کی اقتداء میں جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف

آراء ہیں؛ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام زہری، حضرت امام ربیعۃ الرائے اور ایک روایت حضرت امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ کے مطابق مفترض کی نماز متفعل کی اقتداء میں اور متفعل کی نماز مفترض کی اقتداء میں جائز نہیں ہے۔ ان کے ہاں امام اور مقتدی کی نماز کے صحت کے لیے نماز کا اتحاد فی القوہ ہونا ضروری ہے یعنی دونوں کی نماز نقلی ہو یا فرض ہو۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب اور ایک روایت حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق مفترض کی نماز متفعل کی اقتداء میں یا متفعل کی نماز مفترض کی اقتداء میں جائز ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ پہلے مسجد نبوی شریف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز عشاء ادا کرتے پھر اپنے محلہ کی مسجد میں جا کر لوگوں کو نماز عشاء پڑھاتے تھے اور سورہ بقرہ کی قرأت کرتے تھے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں فرض پڑھتے پھر اپنے محلہ کے نمازیوں کو نماز فرض پڑھاتے جبکہ ان کی اپنی نقلی ہوتی تھی۔ علاوہ ازیں انہوں نے اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی شریف میں نماز سے فارغ ہو کر اپنے صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے کہ ایک صحابی نماز پڑھنے کے لیے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے ساتھ کون تجارت کرے گا؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ متفعل کی حیثیت سے نماز میں شامل ہوئے اور اس صحابی نے امامت کرائی تھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ متفعل کی نماز مفترض کی اقتداء میں جائز ہے۔

۳- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ اگر امام اقویٰ ہو تو اقتداء درست ہے اور اگر اضعف ہو تو اقتداء درست نہیں ہوگی۔ یعنی متفعل کی نماز مفترض کی اقتداء میں جائز ہے مگر مفترض کی نماز متفعل کی اقتداء میں درست نہیں ہے۔

آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: الامام ضامن والمؤذن مؤتمن (جامع ترمذی جلد اول ص ۵۰) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام ضامن ہے اور مؤذن قابل لحاظ ہے۔

۲- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انما جعل الامام لیؤتم بہ الخ (صحیح البخاری جلد اول ص ۱۵۰) امام کا انتخاب اس لیے کیا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے۔

۳- حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مقام بلاط (مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی کے پاس ایک جگہ کا نام ہے) میں بیٹھے ہوئے تھے جبکہ لوگ نماز میں مصروف تھے، میں نے کہا: اے ابو عبد الرحمن! (یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کنیت ہے) آپ نماز کیوں نہیں پڑھ رہے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا: انی قد صلیت، انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: لاتعاد الصلوۃ فی یوم مرتین (سنن نسائی جلد اول ص ۱۳۸) بیشک میں نماز پڑھ چکا ہوں، میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے: ایک دن میں ایک ہی نماز دو مرتبہ نہیں پڑھی جاسکتی۔

آئمہ ثلاثہ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل حدیث باب کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) ممکن ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نوافل کی نیت سے نماز ادا کرتے ہوں پھر اپنے نمازیوں کو فرائض کی امامت کراتے ہوں یعنی آپ کی نماز بھی فرائض تھی اور مقتدی بھی فرائض ادا کرتے تھے۔ (۲) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے اس طریقہ کار کا جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ نے ان کی تادیب کرتے ہوئے یوں فرمایا: یا معاذ! لا تکن فنانا، اما ان تصلی معی واما ان تخفف علی قومک (مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۷۲) ”اے معاذ بن جبل! تم فتنہ پیدا نہ کرو، تم یا تو میرے ساتھ نماز ادا کرو یا اپنی قوم کے لیے آسانی پیدا کرو۔“ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا طریقہ کار تبدیل کر دیا گیا تو اس روایت سے استدلال درست نہ رہا۔ (۳) آغاز اسلام میں ایک فرض نماز کئی بار ادا کرنا جائز تھی، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے واقعہ کا تعلق بھی اسی دور سے ہے۔ ممکن ہے کہ آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں بھی فرض کی نیت کرتے ہوں اور اپنی قوم کو امامت کراتے وقت بھی فرائض کی نیت کرتے ہوں۔

بَابُ مَا ذُكِرَ مِنَ الرُّخْصَةِ فِي السُّجُودِ عَلَى الثَّوْبِ فِي الْحَرِّ وَالْبُرْدِ

باب 21: گرمی یا سردی میں کپڑے پر سجدہ کرنے کی رخصت

533 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ

حَدَّثَنِي غَالِبُ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالظَّهَائِرِ سَجَدْنَا عَلَى ثِيَابِنَا اتِّقَاءَ الْحَرِّ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَابْنِ عَبَّاسٍ

إِسْنَادٌ بَدِيعٌ وَقَدْ رَوَى وَكَيْعٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں دوپہر کے وقت نماز ادا کرتے تھے تو گرمی سے بچنے کے لیے اپنے کپڑوں پر سجدہ کرتے تھے۔

533- اضرجه البخاری (587/1): کتاب الصلاة: باب: السجود على الثوب في شدة الحر حديث (385) و (29/2): كتاب مواقيت الصلاة: باب: وقت الظهر عند الزوال حديث (542) و (96/3): كتاب العمل في الصلاة: باب: بسط الثوب في الصلاة للسجود حديث (1208) و مسلم (555/2 - الابي): كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب: استصحاب تقديم الظهر في اول الوقت في غير شدة الحر حديث (620/191) و ابو داود (233/1): كتاب الصلاة: باب: الرجل يسجد على ثوبه حديث (660) والنسائي (216/2): كتاب التطيب: باب: السجود على الثياب و ابن ماجه (329/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: السجود على الثياب في الحر والبرد حديث (1033) و احمد (100/3) و الدارمي (308/1) كتاب الصلاة: باب: الرخصة في السجود على الثوب في الحر والبرد و ابن خزيمة (336/1) حديث (675) من طريق غالب قطان عن بكر بن عبد الله المزني عن انس بن مالك فذكره-

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔
اس حدیث کو کوچی نے خالد بن عبد الرحمن کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

شدید موسم گرما اور موسم سرما میں زیب تن کپڑے پر سجدہ کرنے میں مذاہب آئمہ

شدید موسم گرما یا موسم سرما میں زیب تن کپڑے کے دامن پر سجدہ کرنے کے جواز اور عدم جواز کے حوالے سے آئمہ فقہ کا اختلاف ہے؛ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ شدید موسم گرما یا موسم سرما میں زیب تن کپڑا کے فاضل حصہ پر سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم شدید موسم گرما میں نماز کا آغاز کرنے سے قبل اپنے ہاتھوں میں کنکریاں لے لیتے تھے اور رکعت بھرا نہیں ٹھنڈا کرنے کے لیے اپنی مٹھی بند رکھتے، پھر ان کو بچھا کر ان پر سجدہ ریز ہو جاتے تھے۔ جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو دوبارہ کنکریاں مٹھی میں لے لیتے تھے۔ (مشکوٰۃ) وجہ استدلال یہ ہے کہ اگر زیب تن کپڑے کے دامن یا فاضل حصہ پر سجدہ جائز ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کنکریوں کا تکلف کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

۲- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شدید موسم گرما یا موسم سرما میں زیب تن کپڑے کے دامن پر سجدہ کرنے کی اجازت ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب ہم شدید موسم گرما میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں دوپہر کے وقت نماز (نماز ظہر) ادا کرتے تو حرارت سے بچنے کے لیے ہم اپنے کپڑوں پر سجدہ ریز ہوتے تھے۔ اس روایت میں خواہ موسم گرما کا ذکر ہے جبکہ موسم سرما کا نہیں ہے تو موسم سرما کو موسم گرما پر قیاس کیا جائے گا اور دونوں موسموں کا حکم یکساں ہے، الگ سے اس کی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

بَابُ ذِكْرِ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْجُلُوسِ فِي الْمَسْجِدِ

بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

باب 22- صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک مسجد میں بیٹھنا مستحب ہے

534 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ
حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿ ﴿ حضرت جابر بن سمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی نماز ادا کر لیتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جائے نماز پر تشریف فرما رہتے تھے یہاں تک کہ سورج نکل آتا تھا۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

535 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا أَبُو ظَلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى الْغَدَاةَ فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللَّهَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَبْجَةٍ وَعُمْرَةٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَامَّةٌ تَامَّةٌ تَامَّةٌ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ
قول امام بخاری: قَالَ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي ظَلَالٍ فَقَالَ هُوَ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ قَالَ مُحَمَّدٌ وَاسْمُهُ هَلَالٌ

﴿ ﴿ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص فجر کی نماز باجماعت ادا کرے پھر وہ وہیں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ سورج نکل آئے پھر وہ دو رکعت نفل ادا کرے تو اس شخص کو حج اور عمرہ کرنے کی طرح اجر ملتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: مکمل، مکمل، مکمل
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

امام ترمذی بیان کرتے ہیں: میں نے امام بخاری سے ابو ظلال نامی راوی کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ شخص ”مقارب الحدیث“ ہے۔ امام بخاری بیان کرتے ہیں: اس کا نام ہلال ہے۔

شرح

نماز فجر کے بعد سے تا طلوع آفتاب مسجد میں ٹھہرنے کی فضیلت

مسجد مومن کے لیے امن و آشتی کا گہوارہ ہے اور مسلمان مسجد میں داخل ہو کر اسی طرح خوش و خرم ہوتا ہے جس طرح مچھلی پانی میں داخل ہو کر ہوتی ہے۔ مسجد میں مسلمان سجدہ ریز ہو کر اپنے گناہوں کو معاف کرواتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے بلندی درجات کا پروانہ حاصل کرتا ہے۔ جب مسلمان فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد سے لے کر تا طلوع آفتاب مسجد میں ٹھہرا رہتا ہے اور آفتاب بلند ہونے پر نماز اشراق کا دو گانہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ایک حج کامل اور عمرہ کامل کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ یہ طریقہ معمولات نبوی میں شامل تھا۔ حدیث باب کے دو مفاہیم ہو سکتے ہیں:

پہلا مفہوم: مسلمان نماز فجر باجماعت ادا کرنے کے بعد مسجد میں ٹھہرا رہے اور طلوع آفتاب کے بعد وہ وہاں نماز اشراق ادا کرے تو اسے ایک حج اور ایک عمرہ کا اجر و ثواب عطا کیا جائے گا۔ اس مفہوم کے اعتبار سے حدیث میں واضب و دوام کا لحاظ ہو

گا یعنی جو شخص تاحیات اس عمل کو اختیار کیے رکھے گا اسے یہ ثواب ملے گا۔

دوسرا مفہوم: اس روایت میں نماز فجر کی دو سنتوں اور دوگانہ اشراق کے درمیان نسبت کو بیان کیا گیا ہے یعنی جو فجر کی سنتیں ادا کرتا ہے اسے کامل حج اور جو نماز فجر کے بعد مسجد میں ٹھہرا رہے اور طلوع آفتاب کے بعد دونوں اقل اشراق ادا کرے گا تو اسے عمرہ کامل کا ثواب عطا ہوگا۔ اس مفہوم میں دوام و واطب کا لحاظ نہیں ہوگا بلکہ یہ اجر و ثواب اسے عطا ہوگا جو کبھی بھی ان سنتوں اور نوافل کو ادا کرنے کی سعادت حاصل کرے گا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں کہ اعتکاف کی دو اقسام ہیں: (۱) وہ اعتکاف جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں کیا جاتا ہے اور اس کا ثواب حج کامل ہے۔ (۲) یہ وہ اعتکاف ہے جو فجر کی نماز سے فارغ ہو کر طلوع آفتاب کے بعد نماز اشراق ادا کرنے تک مسجد میں ٹھہرنے کی شکل میں ہے۔ اس کا ثواب عمرہ کامل ہے۔

بَابُ مَا ذَكَرَ فِي الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ

باب 23- نماز کے دوران ادھر ادھر توجہ کرنا

536 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْحَظُ فِي الصَّلَاةِ يَمِينًا وَشِمَالًا وَلَا يَلْوِي عُنُقَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

اختلاف روایت: وَقَدْ خَالَفَ وَكَيْعُ الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى فِي رِوَايَتِهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ عِكْرِمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْحَظُ فِي الصَّلَاةِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَعَائِشَةَ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے دوران دائیں بائیں توجہ کر لیتے تھے، لیکن آپ اپنی گردن موڑ کر پشت سے پیچھے نہیں دیکھتے تھے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

536- اضرجه النسائي (9/3): كتاب السهو: باب: الرخصة في الالتفات في الصلاة يمينًا وشمالًا: حديث (1201) واحمد في "سنده": (306-275/1) وابن خزيمة (245/1) حديث (485) و (42/2) حديث (871) من طريق اسحق قال: اضرنا وقال الآخرون: حدثنا الفضل بن موسى قال: حدثنا عبد الله بن سعيد بن ابي هند قال: حدثني ثور بن زيد عن عكرمة عن ابن عباس فذكره- وضرجه احمد (275/1) من طريق وكيع قال: حدثنا عبد الله بن سعيد بن ابي هند عن رجل من اصحاب عكرمة (وفي رواية محمود بن غيلان: عن بعض اصحاب عكرمة): كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يلحظ في صلاته من غير ان يلوي عنقه-

دکھنے کے لیے فضل بن موسیٰ سے اس روایت میں کچھ (لفظی) اختلاف کیا ہے۔
عکس بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نماز کے دوران ادھر ادھر توجہ کر لیتے تھے۔
اس کے بعد انہوں نے حسب سابق حدیث ذکر کی ہے۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

537 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ مُسْلِمٌ بْنُ حَاتِمِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي آيَاكَ وَالْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ الْإِلْتِفَاتِ

فِي الصَّلَاةِ هَلَكَةٌ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَنِي التَّطَوُّعِ لَا فِي الْفَرِيضَةِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت انس بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے لڑکے! نماز کے دوران ادھر ادھر دیکھنے سے پرہیز

کرو۔ کیونکہ نماز کے دوران ادھر ادھر دیکھنا ہلاکت کا باعث ہے اگر بہت ضروری ہو تو نفل نماز میں ایسا کر لو فرض میں ایسا نہ کرو۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔)

538 سند حدیث: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثِ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

مَتْنُ حَدِيثٍ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ قَالَ هُوَ اخْتِلَاسٌ

يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ سے نماز کے دوران ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں

دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا: یہ اچکنا ہے شیطان اس کے ذریعے آدمی کی نماز کو اچک لیتا ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔)

538- أخرجه البخاري (273/2)؛ كتاب الاذان باب: الالتفات في الصلاة حديث (751) و (390/6)؛ كتاب بدء الخلق باب:

صفة ايلس و جنوده حديث (3291) و ابو داود (302/1) كتاب الصلاة؛ باب: الالتفات في الصلاة حديث (910) والنسائي

(8/3)؛ كتاب السرو؛ باب: التبريد في الالتفات في الصلاة و احمد (106/6) و ابن خزيمة (244/1) حديث (484) و (65/2)

حديث (931) من طريق اشعث بن ابي السعفاء المصلي عن ابيه عن مسروق عن عائشة فذكره- و اخرجه احمد (70/6) قال: حدثنا

سماوية بن عمرو قال حدثنا زائدة عن اشعث بن ابي السعفاء عن مسروق عن عائشة نحوه- (ليس فيه ابو السعفاء و اخرجه النسائي

(8/3)؛ كتاب السرو؛ باب: التبريد في الالتفات في الصلاة من طريق اشعث بن ابي السعفاء عن ابي عطية عن مسروق عن عائشة

فذكر نحوه وفيه: ابو عطية بدلا من ابي السعفاء- و اخرجه النسائي (8/3) كتاب السرو؛ باب: التبريد في الالتفات في الصلاة من

طريق الاعمش عن عمارة عن ابي عطية قال: قالت عائشة: ان الالتفات في الصلاة اختلاس يختلسه الشيطان من الصلاة موقوفا-

شرح

حالت نماز میں دائیں بائیں نظریں گھمانے کا مسئلہ

حالت نماز میں آدمی کی نظر کہاں ہونی چاہیے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حالت قیام میں نمازی کی نظر سجدہ گاہ پر، حالت رکوع میں پاؤں کے چھپروں پر، حالت سجدہ میں ناک کے نتھنوں پر، حالت قعدہ میں اپنی گود میں اور سلام پھیرتے وقت اپنے کندھوں پر ہونی چاہیے۔

حالت نماز میں نظریں گھمانے کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں اور ہر صورت کا حکم الگ ہے:

پہلی صورت: نمازی اپنا چہرہ گھمائے بغیر اپنی آنکھوں کی کنکھیوں سے اپنی دائیں یا بائیں جانب یا اپنے سامنے کی سمت دور تک بلا ضرورت دیکھے، تو یہ مکروہ ہے۔

دوسری صورت: حالت نماز میں بلا ضرورت شدیدہ اپنی گردن گھما کر دائیں طرف یا بائیں طرف دیکھنا شدید مکروہ ہے۔ البتہ ضرورت شدیدہ کی وجہ سے دیکھنا مکروہ نہیں ہے کیونکہ ایک غزوہ سے واپسی پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مقام پر پڑاؤ ڈالا جہاں پہاڑی سلسلہ تھا اور علاقہ بھی دشمن کا تھا۔ پہاڑوں کے درمیان ایک درہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی کو بطور محافظ درہ میں تعینات فرما دیا۔ صبح صادق ہونے پر اذان ہوئی لیکن وہ صحابی واپس نہ پلٹے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار درے کی طرف دیکھتے تھے۔ آپ نے نماز شروع فرمائی تو دوران نماز بھی مسلسل درہ کی طرف دیکھتے رہے۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے صحابہ کو خوشخبری سنائی کہ ہمارا محافظ واپس آ رہا ہے۔ محافظ فوجی نے دیر سے واپسی کے بارے میں عرض کیا کہ واپس ہونے سے قبل اس نے پہاڑوں کا جائزہ لیا کہ کہیں سے دشمن تو نہیں آ رہا۔ (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۹۱۶) معلوم ہوا ضرورت شدیدہ کے وقت نمازی کا دائیں بائیں دیکھنا جائز ہے اور مکروہ نہیں ہے۔

تیسری صورت: حالت نماز میں کوئی شخص اپنا سینہ گھما کر دائیں بائیں دیکھے تو نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ استقبال قبلہ شرط نماز ہے اور شرط مفقود ہونے سے مشروط بھی مفقود ہو جاتا ہے۔

سوال: حدیث باب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گردن مبارک گھما کر دائیں اور بائیں دیکھتے تھے اور گردن گھمائے بغیر پیچھے بھی دیکھتے تھے، تو یہ کیسے ممکن ہے؟

جواب: چہرہ انور سامنے رکھتے ہوئے سامنے کی طرح پیچھے دیکھنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا۔ بعض محدثین کا کہنا ہے کہ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی جس میں دو آنکھیں تھیں جن کے ساتھ آپ آگے کی طرح پیچھے کی طرف بھی دیکھتے تھے۔

تیسری حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ حالت نماز میں نظریں گھما کر دیکھنا مکروہ ہے خواہ آنکھوں کی کنکھیوں ہی سے دیکھا جائے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عمل التفات شیطانی اثر کا نتیجہ ہوتا ہے اور اس سے نماز کی روح ختم ہو جاتی ہے اور ثواب میں غیر یقینی حد تک کمی واقع ہو جاتی ہے۔

بَابُ مَا ذَكَرَ فِي الرَّجُلِ يُدْرِكُ الْإِمَامَ وَهُوَ سَاجِدٌ كَيْفَ يَصْنَعُ

باب 24 - جو آدمی امام کو سجدے کی حالت میں پائے وہ کیا کرے؟

539 سند حدیث: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُونُسَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيمَ عَنْ عَلِيٍّ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: إِذَا آتَى أَحَدُكُمْ الصَّلَاةَ وَالْإِمَامُ عَلَى حَالٍ فَلْيَصْنَعْ كَمَا يَصْنَعُ الْإِمَامُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَسْنَدَهُ إِلَّا مَا رُوِيَ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا إِذَا جَاءَ الرَّجُلُ وَالْإِمَامُ سَاجِدٌ فَلْيَسْجُدْ وَلَا تُجْزِئُهُ تِلْكَ الرَّكْعَةُ إِذَا فَاتَهُ الرُّكُوعُ مَعَ الْإِمَامِ وَاخْتَارَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَنْ يَسْجُدَ مَعَ الْإِمَامِ وَذَكَرَ عَنْ بَعْضِهِمْ فَقَالَ لَعَلَّهُ لَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ فِي تِلْكَ السَّجْدَةِ حَتَّى يُغْفَرَ لَهُ

﴿﴾ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص نماز میں شامل ہونے کے لیے آئے تو امام جس حالت میں ہو وہ شخص وہی کرے جو امام کر رہا ہو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

ہمارے علم کے مطابق اس مذکورہ بالا سند کے علاوہ اور کسی نے اس کو سند کے ساتھ بیان نہیں کیا۔

اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا وہ یہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص آئے اور امام سجدے کی حالت میں ہو تو وہ شخص بھی سجدے میں چلا جائے تاہم اس شخص کی وہ رکعت نہیں ہوگی جبکہ امام کے ساتھ وہ رکوع نہ کر سکا ہو۔

عبداللہ بن مبارک نے اس بات کو اختیار کیا ہے: وہ شخص امام کے ساتھ سجدے میں چلا جائے گا اور انہوں نے بعض اہل علم کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے: یہ ہو سکتا اس کے سجدے سے سر اٹھانے سے پہلے ہی اس شخص کی مغفرت ہو جائے۔

شرح

امام کو حالت سجدہ میں پانے کا مسئلہ

عموماً ہوتا یہ ہے کہ کوئی شخص مسجد میں آئے اور امام کو حالت یا رکوع میں پائے تو جلدی سے جماعت میں شامل ہو جاتا ہے۔ جب امام حالت سجدہ میں ہو تو رکعت فوت ہو جانے کی وجہ سے وہ جماعت میں شامل نہیں ہوتا بلکہ کھڑا ہو کر انتظار کرتا ہے، گویا حالت سجدہ میں شامل ہونا، رکعت نہ ملنے کی وجہ سے فضول ہے۔ یہ طریقہ غلط ہے بلکہ امام جس حالت میں بھی ہو اس کی اقتداء کرتے ہوئے شامل ہو جائے۔ حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ ممکن ہے اس سجدہ کی برکت سے تمام نمازیوں کی مغفرت ہو جائے اور یہ اس سعادت سے محروم رہ جائے۔ الغرض آنے والا شخص امام کو جس رکن میں بھی پائے انتظار

کیے بغیر جماعت میں شامل ہو جائے اور شمولیت کے رکن سے اس کے لیے ثواب کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ حدیث باب میں بھی اسی مسئلہ کا درس دیا گیا ہے۔

باب كَرَاهِيَةِ أَنْ يَنْتَظِرَ النَّاسُ الْإِمَامَ وَهُمْ قِيَامٌ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ

باب 25: نماز کے آغاز میں لوگوں کا کھڑے ہو کر امام کا انتظار کرنا مکروہ ہے

540 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي

كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي خَرَجْتُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَحَدِيثُ أَنَسٍ غَيْرُ مَحْفُوظٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي قَتَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ أَنْ يَنْتَظِرَ

النَّاسُ الْإِمَامَ وَهُمْ قِيَامٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِذَا كَانَ الْإِمَامُ فِي الْمَسْجِدِ فَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَإِنَّمَا يَقُومُونَ إِذَا قَالَ

الْمُؤَذِّنُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ

﴿﴾ عبد اللہ بن ابوقنادہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب نماز کے لیے اقامت

کہہ دی جائے تو تم اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک مجھے باہر آتا ہوا نہ دیکھ لو۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث محفوظ نہیں ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابوقنادہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہل علم کے ایک گروہ نے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے:

لوگ کھڑے ہو کر امام کا انتظار کریں۔

540- اضریحہ البخاری (141/2)؛ کتاب الاذان؛ باب: متى يقوم الناس اذا ارادوا الامام عند الاقامة؛ حدیث (637) و (142/2)

باب: لا یسمى الی الصلاة مستعجلا ولیقم بالسکينة والوقار؛ حدیث (638) و (453/2)؛ کتاب الجمعة؛ باب: المنی الی الجمعة؛

حدیث (909) و مسلم (529/2-الابی)؛ کتاب المساجد و مواضع الصلاة؛ باب: متى يقوم الناس للصلاة؛ حدیث (604/156)

وابو داؤد (203/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: فی الصلاة تقام ولهم یات الامام ینتظر و نه قعود؛ حدیث (540-539) والنسائی

(31/2)؛ کتاب الاذان؛ باب: اقامة المؤذن عند خروج الامام؛ حدیث (687) و (81/2)؛ کتاب الامامة؛ باب: قیام الناس اذا ارادوا

الامام؛ واحمد فی مسنده؛ (396/5-303-304-305-307-308-309-311) والدارمی (289/1)؛ کتاب الصلاة؛

باب: متى يقوم الناس اذا اقيمت الصلاة؛ والحمیدی (205/1) حدیث (327) وعبید بن حمید؛ ص (95) حدیث (189) وابن خزيمة

(71/3) حدیث (1644) من طریق یحیی بن ابی کثیر عن عبد الله ابن ابی قتادة عن ابیه فذكره-

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: جب امام مسجد میں ہو اور نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے تو جب مؤذن "قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ" "قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ" پڑھے تو لوگ کھڑے ہو جائیں۔ ابن مبارک اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

آغاز نماز میں کھڑے ہو کر امام کا انتظار کرنے کی ممانعت

امام کے آنے یا اقامت شروع ہونے سے قبل نمازیوں کا کھڑا ہونا ممنوع اور غلط طریقہ ہے۔ اقامت کہنے والا جب: حَسْبِيَ عَلَى الصَّلَاةِ يَأْتِي قَامَتِ الصَّلَاةُ کے الفاظ کہے تو مقتدیوں کو کھڑا ہونا چاہیے جبکہ باقی اقامت بیٹھ کر سننا سنت ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب اقامت کہنے والا شخص: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے الفاظ کہتا تو آپ حجرہ مبارکہ سے باہر تشریف لاتے اور اسی وقت مقتدی حضرات بھی کھڑے ہوتے تھے۔ امام اور مقتدی دونوں اسی وقت کھڑے ہوں، مقتدی صف میں کھڑا ہو جائے اور امام مصلا کے امامت میں پہنچ جائے۔ امام کا: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے الفاظ سے قبل مصلا کے امامت پر جا کر بیٹھنا خلاف سنت ہے۔ حدیث باب میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب اقامت کہی جائے تم لوگ اس وقت تک کھڑے نہ ہو کرو جب تک مجھے حجرہ سے نکلتے ہوئے دیکھ نہ لو۔" اس سے ثابت ہوا کہ اقامت کہنے والا جب: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے الفاظ کہے تو مقتدیوں کو کھڑا ہونا چاہیے اور اس سے قبل کھڑے ہونا اور اقامت کھڑے ہو کر سننا خلاف سنت اور ممنوع ہے۔ مزید اس مسئلہ کے لیے کتب فقہ کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

بَابُ مَا ذَكَرَ فِي الثَّنَاءِ عَلَى اللَّهِ وَالصَّلَاةِ

عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الدُّعَاءِ

باب 26- دعا سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنا اور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا

541 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ زُرٍّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كُنْتُ أَصَلِّي وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ مَعَهُ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَى اللَّهِ ثُمَّ الصَّلَاةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلْ تُعْطَهُ سَلْ تُعْطَهُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اِخْتِلَافٌ رَوَيْتُ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا الْحَدِيثُ رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ آدَمَ مُخْتَصِرًا

﴿﴾ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نماز پڑھ رہا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے جب میں بیٹھا تو میں نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ثناء بیان کی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا پھر میں نے اپنے لیے دعا کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم مانگو تمہیں دیا جائے گا تم مانگو تمہیں دیا جائے گا۔

اس بارے میں حضرت فضالہ بن عبید سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے یحییٰ بن آدم کے حوالے سے اس روایت کو مختصر طور پر نقل کیا ہے۔

شرح

دعا سے قبل حمد و ثناء کرنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پیش کرنے کا مسئلہ

حدیث مبارکہ میں دعا کو عبادت کا مغز قرار دیا گیا ہے۔ حدیث مبارکہ کے الفاظ یہ ہیں: الدعاء مخ العبادۃ۔ جب اللہ تعالیٰ سے دعا کی جاتی ہے تو وہ بہت خوش ہوتا ہے اور مانگنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہے۔ آداب دعا میں سے یہ ہے کہ دعا کرنے والا یکدم اپنا مقصد زبان پر نہ لائے بلکہ گداگر کی طرح سب سے قبل اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پیش کرے اور بعد میں عجز و انکساری کی تصویر بن کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ اس اسلوب دعا سے اللہ تعالیٰ کی رحمت بندے کے شامل حال ہو جاتی ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتی کے حق میں سفارش کرتے ہیں اور مانگی گئی دعا فوراً قبول کر لی جاتی ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے: جس دعا کے آغاز اور اختتام پر درود شریف پڑھا جائے وہ دلہن کی مثل اللہ تعالیٰ کے حضور درجہ قبولیت کو پہنچ جاتی ہے۔ حدیث باب میں بھی یہی درس دیا گیا ہے کہ حمد و ثناء اور درود بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی دعا کی جاتی ہے وہ قبول کی جاتی ہے۔ حدیث باب کا بغور مطالعہ کرنے اور اس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے اجتہاد کی بنیاد پر یا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی وجہ سے یہ اسلوب دعا اختیار فرمایا تھا۔

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي تَطْيِيبِ الْمَسَاجِدِ

باب 27- مسجد کو خوشبو سے آراستہ کرنا

542 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُؤَدَّبُ الْبَغْدَادِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ صَالِحِ الزُّبَيْرِيُّ

هُوَ مِنْ وَاَلِدِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

542- اضرجه ابو داؤد (178/1): كتاب الصلاة: باب: اتخاذ المساجد في الدور حديث (455) وابن ماجه (250/1): كتاب اقامة

الصلاة والسنة في باب: تطهير المساجد وتطييبها حديث (758-759) واحمد (279/6) وابن خزيمة (270/2) حديث

(1294) من طريق هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة فذكره المصنف في (595-596) من طريق هشام بن عروة عن ابيه

ان النبي صلى الله عليه وسلم امر فذكر نحوه- ليس فيه (عائشة)

متن حدیث: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّورِ وَأَنْ تُنْظَفَ وَتُطَيَّبَ حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ وَوَكَيْعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَقَالَ سُفْيَانُ قَوْلُهُ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّورِ يَعْنِي الْقَبَائِلَ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ نے محلوں میں مسجد بنانے اور انہیں صاف ستھرا اور خوشبودار رکھنے کی ہدایت کی ہے۔

ہشام بن عروہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ ہدایت کی ہے، اس کے بعد انہوں نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت پہلی روایت سے زیادہ مستند ہے۔

ہشام بن عروہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: آپ نے ہدایت کی۔

اس کے بعد انہوں نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے۔

سفیان ثوری بیان کرتے ہیں: محلوں میں مسجد بنانے سے مراد قبائل میں مسجد بنانا ہے۔

شرح

مساجد کو معطر کرنے کا مسئلہ

مساجد کعبۃ اللہ کی بیٹیاں اور روئے زمین کے معزز ترین مقامات ہیں۔ تعمیر مساجد میں حصہ لینے والوں کو جنت میں تعمیر محل کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ ان میں ایک نماز باجماعت ادا کرنے سے ستائیس نمازوں کا ثواب دیا جاتا ہے۔ یہی مقدس مقامات ہیں جو نمازیوں کے حق میں قیامت کے دن گواہی دیں گے۔ حدیث باب میں تین مسائل بیان کیے گئے ہیں:

۱- کثرت تعمیر مساجد: پہلا مسئلہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر محلہ، ہر بستی اور ہر قصبہ میں مساجد کی کثرت ہوتا کہ لوگوں کو قریب سے قریب تر مقام پر باجماعت نماز ادا کرنے کی سہولت حاصل ہو۔ لوگوں کے اذہان و قلوب ہمہ وقت مرکز اسلام سے وابستہ رہیں۔ کثرت مساجد کے سبب نمازیوں کی کثرت ہوگی، جہالت کا خاتمہ ہوگا، لوگوں کو درس ہدایت ملے گا، مذہبی بیداری پیدا ہوگی، تعلیمات اسلام کے موافق انسان کی ذہن سازی ہوگی، مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی نفاذ کے لیے مدد ملے گی۔ تعمیر مسجد میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود عملی طور پر حصہ لے کر یہ پیغام دیا کہ تعمیر مسجد میں حصہ لینا بڑی سعادت کا عمل ہے۔

۲- طہارت مساجد: اس حدیث میں دوسرا مسئلہ طہارت مساجد کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے۔ تعمیر مسجد کی طرح طہارت مسجد بھی ایک مقبول ترین عمل ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب فاتح کی حیثیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ نے

ملاحظہ فرمایا کہ کفار مکہ نے بیت اللہ میں تین سو ساٹھ بت سجا رکھے ہیں، آپ نے بیت اللہ کو بتوں سے پاک کیا اور اس کی دیواروں پر مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کی تصاویر بنائی گئی تھیں، کو بھی ختم کر کے پاک و صاف کر دیا۔ اسلام نے طہارت و صفائی کا خصوصی حکم دیا ہے۔ ایک حدیث میں صفائی کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔ آداب مسجد کی ترغیب و تلقین کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے صاف ستھرا رکھنے کا حکم دیا ہے۔ مسجد میں داخل ہونے سے قبل انسان کا جسم، کپڑے اور پاؤں وغیرہ صاف ہونے چاہئیں۔

۳۔ تعطیر مساجد: حدیث باب میں مساجد کی صفائی کے علاوہ انہیں خوشبو وغیرہ سے معطر کرنے کی بھی ترغیب دی گئی ہے۔ مسجد کی صفائی و تطہیر کرنے والا شخص اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے۔ مسجد کی صفائی میں حصہ لینے والا نیک خصلت، والدین کا فرمانبردار اور صوم و صلوة کا عادی بن جاتا ہے۔ صفائی کے علاوہ مسجد کو خوشبو کے ساتھ معطر کرنے کی خصوصی تلقین کی گئی ہے۔ اہل عرب کے ہاں مساجد کی صفائی اور معطر کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں بھی مساجد کی وہی حیثیت ہے جو ان کے ہاں ہے۔ لہذا ہمیں بھی اگر بتی جلا کر یا انواع و اقسام کے عطریات کے ساتھ مساجد کو خوشبودار بنانا چاہیے۔ مسجد کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے قرب و جوار میں اگر گندگی اور بدبو کے ڈھیر ہوں تو انہیں دوسرے مقامات پر منتقل کرنے کا انتظام کیا جائے۔ علاوہ ازیں طہارت خانے قدرے مسجد سے دور ہونے چاہئیں تاکہ ان کی بدبو سے مسجد محفوظ رہے۔ دروازے پر سگریٹ نوشی، حقہ نوشی، دنیاوی گفتگو جس کی آواز مسجد میں جائے اور گالی گلوچ کا بازار ہرگز ہرگز گرم نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ تمام امور آداب مسجد کے خلاف ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ صَلَاةَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنِي مَثْنِي

باب 28- رات اور دن کے نوافل دو دو کر کے ادا کیے جائیں گے

543 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَلِيِّ الْأَزْدِيِّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَثْنِي مَثْنِي: صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنِي مَثْنِي

اختلاف روایت: قَالَ أَبُو عِيسَى: اِخْتَلَفَ أَصْحَابُ شُعْبَةَ فِي حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ فَرَفَعَهُ بَعْضُهُمْ وَأَوْقَفَهُ بَعْضُهُمْ وَرَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْعُمَرِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوُ هَذَا وَالصَّحِيحُ مَا رَوَى عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي وَرَوَى الثَّقَاتُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ صَلَاةَ النَّهَارِ

آثار صحابہ: وَقَدْ رَوَى عَنْ عُبيدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي وَبِالنَّهَارِ أَرْبَعًا

543- اضرحہ ابو داؤد (413/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: فی صلاة النہار حدیث (1295) والنسائی (227/3) کتاب قیام اللیل و تطوع النہار؛ باب: کیف صلاة اللیل و ابن ماجہ (419/1)؛ کتاب اقامة الصلاة والسنة فیہا؛ باب: ماجاء فی صلاة اللیل والنہار مثنی مثنی حدیث (1322)؛ واحد (51-26/2) والدارمی (340/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: صلاة اللیل والنہار مثنی مثنی و ابن خزيمة (214/2) حدیث (1210) من طریق عمرو بن مرزوق قال: اضرحنا وقال الباقون: حدیثنا شعبة عن یعلی بن عطاء انه سمع علیا اللزدی عن ابن عمر فذکرہ۔

مذاهب فقہاء: وَقَدْ اِخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِي ذَلِكَ فَرَأَى بَعْضُهُمْ اَنَّ صَلَاةَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنِي مَثْنِي وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاحْمَدَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ صَلَاةَ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي وَرَأَوْا صَلَاةَ التَّطَوُّعِ بِالنَّهَارِ اَرْبَعًا مِثْلَ الْاَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَغَيْرِهَا مِنْ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَاسْحَقَ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: رات اور دن کے نوافل دو دو کر کے ادا کیے

جائیں گے۔

امام ترمذی بیان کرتے ہیں شعبہ کے شاگردوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث میں اختلاف کیا ہے بعض نے اسے ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے اور بعض نے اسے ”موقوف“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

عبداللہ عمری کے حوالے سے نافع کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اس کی مانند روایت نقل کی گئی ہے۔

تاہم درست روایت وہ ہے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے: آپ نے ارشاد فرمایا ہے: رات کے نفل دو دو کر کے ادا کیے جاتے ہیں۔

فقہ راویوں نے اس روایت کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔ ان راویوں نے اس روایت میں دن کے نوافل کا تذکرہ نہیں کیا۔

عبید اللہ نامی راوی کے حوالے سے نافع کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات نقل کی گئی ہے: وہ رات کے نوافل دو دو کر کے ادا کرتے تھے اور دن کے نوافل چار چار کر کے ادا کرتے تھے۔

اس بارے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک رات اور دن کے نوافل دو دو کر کے ادا کیے جائیں گے۔ امام شافعی، امام احمد رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہل علم کے نزدیک رات کے نوافل دو دو کر کے ادا کیے جائیں گے ان حضرات کے نزدیک دن کے نوافل چار چار کر کے ادا کیے جائیں گے جیسے ظہر سے پہلے چار رکعات ادا کی جاتی ہیں یا اس کے علاوہ دیگر نفل نمازیں ہیں۔ سفیان ثوری، ابن مبارک اور اسحاق اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

شب و روز کے نوافل ادا کرنے کے طریقہ میں مذاہب آئمہ

رات اور دن کے نوافل دو، دو ہیں یا اس سے مختلف ہیں، اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

تاہم اس کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

۱- حضرت امام شافعی اور حضرت احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ شب و روز میں دو، دو رکعت نوافل ہیں۔

۲- حضرت امام سفیان ثوری، حضرت عبداللہ بن مبارک اور حضرت امام اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک رات میں نوافل دو، دو رکعت اور دن میں چار رکعت ہیں۔

۳- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ رات یا دن کی کوئی قید نہیں ہے، دو، دو رکعت نوافل رات میں بھی پڑھے جاسکتے ہیں اور دن میں بھی۔ اسی طرح رات اور دن میں نوافل چار، چار رکعت بھی پڑھے جاسکتے ہیں۔ چار رکعت نوافل کی صورت میں پہلا قعدہ بھی ضروری ہے جس میں شہد، درود اور دعائیں پڑھی جائیں گی۔ بہر حال دو نوافل ادا کرنا افضل ہے۔ احناف کے نزدیک دن کے وقت چار رکعت سے زیادہ نوافل اور رات کے وقت آٹھ رکعت سے زیادہ نوافل ادا کرنا مکروہ ہے۔

بَابُ كَيْفَ كَانَ تَطَوُّعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّهَارِ

باب 29- نبی اکرم ﷺ دن کے وقت نوافل کس طرح ادا کرتے تھے؟

544 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَزِيرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ

عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: سَأَلْنَا عَلِيًّا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّهَارِ فَقَالَ إِنَّكُمْ لَا تَطِيقُونَ ذَلِكَ فَقُلْنَا مَنْ أَطَاقَ ذَلِكَ مِنَّا فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَاهُنَا كَهَيْئَتِهَا مِنْ هَاهُنَا عِنْدَ الْعَصْرِ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَإِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَاهُنَا كَهَيْئَتِهَا مِنْ هَاهُنَا عِنْدَ الظُّهْرِ صَلَّى أَرْبَعًا وَصَلَّى أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَقَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقْرَبِينَ وَالنَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

وَقَالَ إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِيَ فِي تَطَوُّعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّهَارِ هَذَا وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ كَانَ يُضَعِّفُ هَذَا الْحَدِيثَ وَإِنَّمَا ضَعَّفَهُ عِنْدَنَا وَاللَّهُ أَعْلَمُ لِأَنَّهُ لَا يُرْوَى مِثْلُ هَذَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ وَعَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ هُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ الْقَطَّانِ قَالَ سُفْيَانُ كُنَّا نَعْرِفُ فَضْلَ حَدِيثِ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَلَى حَدِيثِ الْجَارِثِ

◄◄ عاصم بن ضمیرہ بیان کرتے ہیں، ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم ﷺ کے دن کے نوافل کے بارے میں دریافت کیا: تو انہوں نے فرمایا: تم اس کی طاقت نہیں رکھتے، ہم نے عرض کی: ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے۔ (لیکن آپ ہمیں بتا تو دیں) انہوں نے فرمایا: جب سورج اس طرف (یعنی مشرق میں) اتنا ہوتا جتنا عصر کے وقت اس طرف (یعنی مغرب

میں) ہوتا ہے (یعنی چاشت کا وقت ہوتا) تو نبی اکرم ﷺ دو رکعت نماز ادا کرتے تھے اور جب سورج اس طرف اتنا ہوتا جتنا ظہر کے وقت ہوتا ہے تو آپ چار رکعت نماز ادا کیا کرتے تھے آپ ظہر سے پہلے چار رکعت ادا کرتے تھے اس کے بعد دو رکعت ادا کرتے تھے عصر سے پہلے چار رکعت ادا کرتے تھے جن میں دو رکعت کے بعد آپ مقرب فرشتوں، انبیاء و مرسلین اور ان کی پیروی کرنے والے مؤمنوں اور مسلمانوں پر سلام بھیج کر فصل کرتے تھے۔

حضرت عاصم بن ضمیرہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

اسحق بن ابراہیم بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے دن کے نوافل کے بارے میں سب سے بہترین چیز جو روایت کی گئی

ہے۔ وہ (یہی روایت) ہے۔

ابن مبارک سے یہ بات نقل کی گئی ہے: انہوں نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے ہمارے خیال میں انہوں نے اسے ضعیف

اس لیے قرار دیا ہے باقی اللہ بہتر جانتا ہے کیونکہ اس طرح کی روایت نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اور کسی حوالے سے نقل کی گئی

صرف یہی ایک حوالہ ہے جو عاصم بن ضمیرہ کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے۔

عاصم بن ضمیرہ نامی راوی بعض محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔

علی بن مدینی فرماتے ہیں: یحییٰ بن سعید قطان فرماتے ہیں: سفیان فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک عاصم بن ضمیرہ سے منقول

روایت حارث سے منقول روایت پر فضیلت رکھتی ہے۔

شرح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ نوافل جو دن میں ادا کرتے

حضرت عاصم بن ضمیرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دن

کے نوافل کی تعداد اور ان کے اوقات کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا: تم لوگ اس پر عمل نہیں کر سکتے لہذا یہ سوال

مت کریں۔ آپ کے اس ارشاد کے دو مطالب ہو سکتے ہیں: (۱) جب تم اس پر عمل نہیں کر سکتے تو ایسا سوال کرنا فضول ہے۔

(۲) طالب علم کا مقصد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو اسوہ بنا کر اپنی زندگی کو اس کے مطابق ڈھالنا ہے۔ طلباء نے ہمت کر کے

عرض کیا: حضور! آپ ہمیں اس بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں کیونکہ ممکن ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص اس پر عمل کرنے کے لیے کمر

بستہ ہو جائے یا ہم یہ روایت دوسرے لوگوں تک پہنچائیں تو ان میں سے کوئی اس پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو جائے؟ (یاد رہے اس

مقام پر نوافل سے مراد سنن مؤکدہ، سنن غیر مؤکدہ اور نوافل ہیں) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سولہ نوافل گنوائے جو آپ صلی اللہ

علیہ وسلم دن کے وقت ادا کرتے تھے۔ دو نوافل اشراق کے ہیں جو طلوع آفتاب کے بعد سورج بلند ہونے پر ادا کرتے تھے۔ صبح کے

دس ساڑھے دس بجے چار رکعت نماز چاشت ادا فرماتے تھے۔ زوال کا وقت ختم ہونے پر چار رکعت نماز ظہر سے قبل پڑھتے تھے اور دو

رکعت نماز ظہر کے بعد ادا کرتے تھے۔ چار رکعت نماز عصر سے پہلے ادا فرماتے تھے۔

بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّلَاةِ فِي لُحْفِ النِّسَاءِ

باب 30- خواتین کی چادر میں نماز ادا کرنا مکروہ ہے

545 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ أَشْعَثَ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ

الْمَلِكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

متن حدیث: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّي فِي لُحْفِ نِسَائِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حدیث دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُخْصَةً فِي ذَلِكَ

عبداللہ بن شقیق، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خواتین کی چادر پر نماز ادا نہیں کرتے تھے۔ (امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ایک روایت کے مطابق اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت بھی منقول ہے۔

شرح

عورتوں کے اوڑھنوں میں نماز ادا کرنے سے احتراز کا مسئلہ

لفظ ”لُحْفٌ“ لحاف کی جمع ہے۔ دو کپڑوں کو ملا کر اس طرح سلائی کی جائے کہ وہ بڑے تھیلے کی شکل اختیار کر جائے پھر اس میں روئی ڈال کر اوپر نیچے سے باہم سلائی کر کے اسے ایک موٹا کپڑا بنا لیا جائے۔ اس موٹے کپڑے کو اردوزبان میں رضائی کہا جاتا ہے جو عموماً موسم سرما میں سردی سے بچاؤ کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ رضائی کو خواتین و حضرات سب اپنے استعمال میں لاتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے کپڑوں اور رضائی کو نماز کے وقت استعمال میں نہ لاتے تھے، اس کی وجہ بچوں یا حیض و نفاس کے باعث اس کی طہارت میں تشکیک کی صورت ہے۔ اس موٹے کپڑے سے احتراز کا اصل مقصد قطع وساوس ہے۔ خواہ شک سے یقین زائل نہیں ہوتا لیکن عقل پر وہم کا قبضہ ہونے کی وجہ سے شریعت مطہرہ نے اس کے منفی پہلو کا اعتبار کیا ہے مثلاً عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل نہ کرنا، غسل خانہ میں پیشاب نہ کرنا اور خواتین کے اوڑھنوں میں نماز نہ پڑھنا۔ اگر خواتین کے

545- اخرجه ابو داؤد (154/1)؛ كتاب الطهارة باب: الصلاة في شعر النساء حديث (367) و (230/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب:

الصلاة في شعر النساء حديث (645) والنسائي (217/8)؛ كتاب الاثربة؛ باب: اللحف من طريق اشعث بن عبد الملك عن محمد بن

سيرين عن عبد الله بن شقيق عن عائشة فذكره- واخرجه ابو داؤد (154/1)؛ كتاب الطهارة؛ باب: الصلاة في شعر النساء حديث

(368) قال: حدثنا الحسن بن علي قال: حدثنا سليمان بن حرب قال: حدثنا حماد عن هشام عن ابن سيرين عن عائشة فذكره- ولم

يذكر فيه (عبد الله بن شقيق) قال حماد: وسمعت سعيد بن ابي صدقة- قال: سألت حمادا عنه فلم يحدثني وقال: سمعته منذ زمان ولا

ادري ممن سمعته ولا ادري سمعته من ثبت ام لا فسلوا عنه- واخرجه احمد (101/6) قال: حدثنا عفان قال: حدثنا بشر يعني ابن

مفضل قال: حدثنا سلمة بن علقمة عن محمد بن سيرين قال: نبئت ان عائشة قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يصلي في

شعرنا-

اوڑھنوں میں ناپاکی کا شک نہ ہو تو ان میں نماز ادا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بایں الفاظ بیان فرمائی ہے: وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ (سورۃ النور: ۲۶) یعنی امہات المؤمنین طیب و طاہر ہیں اور عموماً ان کے پاس بچے بھی نہیں تھے، تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اوڑھنوں میں نماز ادا کرنے سے کیوں احتراز کرتے تھے؟

جواب: بلاشبہ امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن پاک و طاہر اور عظمت و شان والی ہیں لیکن پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اوڑھنوں میں نماز ادا نہ فرمائی، اس کی وجہ تعلیم امت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شایان شان حاضری ہے، جس طرح سحری کے وقت بیدار ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کی سہولت کے لیے فجر کی دو سنت ہلکی پھلکی ادا فرماتے تھے۔ اسی طرح آپ نے دو یا تین ایام تک نماز تراویح باجماعت ادا فرمائی پھر باجماعت ادا نہ فرمائی کہ اس کا وجوب امت کے لیے باعث مشقت نہ ہو۔ حدیث باب میں اسی مسئلہ کی تصریح مقصود ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب ذِکْرُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْمَشْيِ وَالْعَمَلِ فِي صَلَاةِ التَّطَوُّعِ

باب 31- نفل نماز کے دوران کسی حد تک چلنا یا کوئی کام کرنا جائز ہے

546 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ بُرْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ

الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: جِئْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي الْبَيْتِ وَالْبَابُ عَلَيْهِ مُغْلَقٌ فَمَشَى حَتَّى

فَتَحَّ لِي ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مَكَانِهِ وَوَصَفَتِ الْبَابَ فِي الْقِبْلَةِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں آئی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت گھر میں نماز ادا کر رہے تھے دروازہ بند تھا

آپ چل کر آئے اور آپ نے میرے لیے دروازہ کھول دیا، پھر آپ اپنی جگہ پر واپس چلے گئے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے: وہ دروازہ قبلہ کی سمت میں تھا۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔)

شرح

حالات نوافل میں کتنی مقدار چلنا اور کتنا عمل ناقص نماز نہیں؟

فرض نماز ہو یا نفل زیادہ چلنے اور عمل کثیر سے فاسد ہو جاتی ہے۔ عمل قلیل اور کم چلنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ حدیث باب میں

546: اخرجہ ابو داؤد (305/1)؛ کتاب الصلاة؛ باب: العمل في الصلاة؛ حدیث (922) والنسائی (11/3)؛ کتاب السجود؛ باب:

المشي امام القبلة خطي سيرة واحد في ”سنند“؛ (31/6 - 183 - 234) من طريق برد بن سنان ابي العلاء عن الزهري عن عروة

عن عائشة فذكره۔

دو مسائل وضاحت طلب ہیں: (۱) عمل قلیل اور کثیر کی تعریف اور ان کا حکم۔ (۲) دوران نماز کتنی مقدار چلنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور کتنی مقدار چلنا معاف ہے۔

۱۔ عمل کثیر و قلیل کی تعریف اور حکم: عمل کثیر و قلیل کی تعریف کے حوالے سے فقہاء کے تین اقوال ہیں: (۱) دوران نماز مصلی جو کام ایک ہاتھ سے کرے وہ عمل قلیل ہے اور جو دو ہاتھوں سے کرے وہ عمل کثیر ہے۔ (۲) نمازی کے جس عمل کو دور سے دیکھنے والا عمل قلیل خیال کرے وہ قلیل ہے اور جسے عمل کثیر قرار دے، وہ کثیر ہے۔ (۳) مصلی حالت نماز میں اپنے جس عمل کو قلیل تصور کرے وہ قلیل ہے اور جس عمل کو کثیر سمجھے وہ کثیر ہے۔ تیسرا قول زیادہ معتبر ہے اور فقہاء احناف کا اس پر عمل ہے۔ حکم: عمل قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی لیکن عمل کثیر سے فاسد ہو جاتی ہے۔

۲۔ چلنے کی مقدار: دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ حالت نماز میں کتنی مقدار چلنے سے نماز فاسد ہوتی ہے اور کتنی مقدار چلنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی؟ تین قدم سے کم چلنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ البتہ تین قدم یا اس سے زائد قدم چلنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ مصلی تین قدم سے کم یا وقفہ وقفہ سے چار پانچ قدم چلے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ چلنے سے نماز کے فساد و عدم کا حکم فرائض و نوافل سب نمازوں کے لیے یکساں ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے حجرے خود تعمیر کروائے تھے جو بالترتیب مسجد نبوی شریف سے متصل تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کی ایک طرف حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ تھا اور دوسری طرف حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ تھا۔ ہر حجرے کے دو دروازے رکھے گئے تھے، ایک مسجد نبوی شریف کی طرف کھلتا تھا جو صرف آپ ہی استعمال کرتے تھے جبکہ دوسرا عام راستہ کی طرف کھلتا تھا جو عام طور پر استعمال ہوتا تھا۔ سب حجروں کے بیچ میں ایک کھڑکی رکھی گئی تھی (چھوٹا دروازہ) جس کے ذریعے سب حجروں میں آمد و رفت ممکن تھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کی کھڑکی بند کر دی گئی تھی۔ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حجروں کے درمیان کی کھڑکی کعبہ رخ تھی۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہیں تشریف لے گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گزرگاہ کا دروازہ اور درمیانی کھڑکی بند کر کے نماز (نوافل) شروع کر دی۔ اسی اثناء میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں تو عام دروازہ بند پایا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کی کھڑکی کی طرف سے آئیں تو وہ بھی بند پائی، خیال کیا شاید آپ لیٹے ہوں گے تو کھڑکی کا دروازہ ہلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر حالت نماز میں کھڑکی کا دروازہ کھولا پھر اپنی جگہ میں تشریف لا کر نماز میں مصروف ہو گئے۔ یہی مضمون حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي قِرَاءَةِ سُورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ

باب 32- ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا

547 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا

وَإِلٍ قَالَ

آثار صحابہ: سَأَلَ رَجُلٌ عَبْدَ اللَّهِ عَنْ هَذَا الْحَرْفِ (غَيْرِ السِّينِ) أَوْ (يَاسِينَ) قَالَ كُلُّ الْقُرْآنِ قَرَأَتْ غَيْرَ هَذَا الْحَرْفِ قَالَ نَعَمْ قَالَ إِنَّ قَوْمًا يَقْرَأُونَهُ يَنْشُرُونَهُ نَشْرَ الدَّقْلِ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيهِمْ إِنِّي لَا أَعْرِفُ السُّورَ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ قَالَ فَأَمَرْنَا عُلُقَمَةَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ عَشْرُونَ سُورَةً مِنَ الْمَفْصَلِ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرُنُ بَيْنَ كُلِّ سُورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◀◀ اعمش بیان کرتے ہیں: میں نے ابووائل کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: ایک شخص نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس حرف کے بارے میں دریافت کیا: ”(غَيْرِ السِّينِ) اور (يَاسِينَ)“ حضرت عبداللہ نے دریافت کیا: کیا تم نے اس لفظ کے علاوہ باقی سارا قرآن پڑھ لیا ہے اس نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کچھ لوگ قرآن یوں پڑھتے ہیں جیسے کوئی شخص ردی کھجوریں بکھیر دیتا ہے اور وہ قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں جاتا مجھے ایک دوسرے جیسی ایسی سورتوں کے بارے میں یاد ہے جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ملا کر تلاوت کیا کرتے تھے۔

راوی بیان کرتے ہیں ہم نے علقمہ سے یہ کہا: وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دریافت کریں تو حضرت عبداللہ نے بتایا: وہ مفصل سورتوں سے تعلق رکھنے والی بیس سورتیں ہیں جن میں سے کوئی دو سورتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت میں ایک ساتھ تلاوت کر لیا کرتے تھے۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔)

شرح

ایک رکعت میں دو سورتیں ملانے کا مسئلہ

تمام آئمہ فقہ کا اس بات میں اتفاق ہے کہ فرائض کی پہلی دو رکعات، واجبات، سنن مؤکدہ اور نوافل کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد کم از کم ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیات کے برابر قرآن ملانا واجب ہے۔ آیات کی بجائے دو یا دو سے زائد سورتوں کا ملانا بھی جائز ہے۔ البتہ اس موقع پر دو امور کو پیش نظر رکھا جائے گا۔ اول: دونوں سورتوں کے درمیان تسمیہ کو پست آواز سے پڑھا جائے، کیونکہ تسمیہ کا نزول دونوں سورتوں کے مابین فصل کے لیے ہوا ہے۔ دوم: دو یا زائد سورتوں کی قرأت کی صورت میں ترتیب قرآن کو پیش نظر رکھا جائے، یہ ترتیب خواہ متصل ہو یا متفرقا ہو، کیونکہ ترتیب قرآن واجب ہے اور عدم ترتیب کی صورت میں نماز ہو

547- اخرجه البخاری (298/2): كتاب الاذان: باب: الجمع بين السورتين في الركعة حديث (775) و (655/8): كتاب فضائل القرآن: باب: تاليف القرآن حديث (4996) و (707/8): باب: الترتيب في القراءة حديث (5043) و مسلم (171/3- الاسی: كتاب صلاة المسافرين وقصرها: باب: ترتيب القراءة واجتناب الرجز وهو الافراط في السرعة وابهامة سورتين فائتر في ركعة حديث (275-276-277-278-279/722) والنسائي (175-174/2): كتاب الافتتاح: باب: قراءة سورتين في ركعة واحدا (462-380/1- 421- 427- 436- 455) وابن خزيمة (269/1) حديث (538) من طريق شفيق بن سلمة ابي وائل عن عبد الله بن مسعود فذكره۔

جائے گی جبکہ سجدہ سہو بھی واجب نہیں ہوگا لیکن اس بارے میں وعید شدید وارد ہے۔

حدیث باب میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک متعلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا: کیا آپ سورہ محمد کی آیت: ۱۵ کی تلاوت کرتے وقت: من ماء غیر آسن (ہمزہ کے ساتھ) یا من غیر یاسن (یاء کے ساتھ) پڑھتے ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: کیا تم نے اس آیت کے علاوہ تمام قرآن پڑھ لیا ہے کہ اتنی باریک بات دریافت کرتے ہو؟ اس پر حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ نے جواباً عرض کیا: حضور! میں تمام قرآن پڑھ چکا ہوں بلکہ زبانی یاد کر چکا ہوں کہ ایک رکعت میں از سورہ ق تا آخر سوا چار پاروں کی قرأت کر لیتا ہوں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اظہار ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا: ہاں! تم اس طرح پڑھتے ہو گے جس طرح خواتین چاولوں سے کنکریاں چگتی ہیں یا کھجوروں کے ڈھیر سے ناقص کھجوریں چگتی ہیں! پھر آپ نے جواب دیا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد کی ایک رکعت میں دو، دو سورتیں ملایا کرتے تھے اور میں ملائی جانے والی سورتوں سے آگاہ ہوں۔ (گویا تمہارا عمل طریقہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے موافقت نہیں کرتا) اس وقت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ناراضگی عروج پر تھی تو متعلمین نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے کہا: مناسب موقع پا کر آپ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے معلوم کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کون سی سورتوں کی قرأت فرمایا کرتے تھے؟ مناسب موقع پر جب آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو جواب میں فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت میں بیس سورتیں ملایا کرتے تھے جو فلاں فلاں ہیں۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۱۳۹۶)

بَابُ مَا ذَكَرَ فِي فَضْلِ الْمَشْيِ إِلَى الْمَسْجِدِ وَمَا يُكْتَبُ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ فِي خُطَاهُ

باب 33- مسجد کی طرف چل کر جانے کی فضیلت اور قدموں کے اجر کا لکھا جانا

548 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ سَمِعَ ذَكَوَانَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِذَا تَوَضَّأَ الرَّجُلُ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ لَا يُخْرِجُهُ أَوْ قَالَ لَا يَنْهَازُهُ إِلَّا

إِيَّاهَا لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً أَوْ حَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب آدمی وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر

نماز کے لیے جائے وہ صرف نماز کے لیے ہی نکلے تو وہ جو بھی قدم اٹھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے درجے کو بلند کرتا ہے اور اس کی وجہ سے اس کے گناہ کو مٹا دیتا ہے۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔)

شرح

نماز کے لیے مسجد کی طرف پیدل جانے کی فضیلت

نماز کا وقت ہونے پر جو شخص گھر سے خوبصورت وضو کر کے صرف نماز ادا کرنے کی نیت سے مسجد کی طرف پیدل روانہ ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہوتا ہے، اسے ہر قدم پر ایک نیکی عطا کی جاتی ہے اور ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے۔ گھر سے وضو کر کے آنا شرط نہیں ہے بلکہ یہ اتفاقی بات ہے، کیونکہ جو شخص گھر سے وضو کر کے نہیں آتا اور وہ مسجد میں وضو کر کے نماز ادا کرتا ہے تو اسے بھی یہی ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ حدیث میں گھر سے وضو کر کے آنے کی قید اس لیے لگائی گئی ہے کہ اہل عرب کے ہاں قلت ماء کی وجہ سے عموماً مساجد میں وضو کا اہتمام نہیں ہوتا تھا۔ ہمارے ہاں (پاک و ہند) میں مساجد میں کثرت ماء کی وجہ سے وضو کرنے کا معقول اہتمام ہوتا ہے، لہذا کوئی شخص مسجد میں وضو کر کے نماز ادا کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے تو اسے بھی یہ ثواب عطا کیا جائے گا۔

نمازی جتنا فاصلہ زیادہ طے کر کے مسجد کی طرف آتا ہے، اتنا ہی اسے زیادہ ثواب دیا جاتا ہے۔ ایک دفعہ کچھ صحابہ نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں مسجد میں دور سے آنا پڑتا ہے، اس لیے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ دور سے اپنے مکانات فروخت کر کے مسجد کے قریب تیار کر لیں تاکہ مسجد میں آمد و رفت کی سہولت میسر ہو اور مزید اہتمام کے ساتھ باجماعت نماز میں شمولیت اختیار کر سکیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مشورہ دیا کہ آپ لوگ ایسا مت کریں کیونکہ تم لوگ جتنی دور سے زیادہ قدم اٹھا کر مسجد کی طرف آتے ہو، اتنا ہی زیادہ اجر و ثواب ہے۔ آپ کے فرمانے پر انہوں نے اپنی رہائش گاہوں کو تبدیل نہ کیا۔

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ أَنَّهُ فِي الْبَيْتِ أَفْضَلُ

باب 34- مغرب کی نماز کے بعد گھر میں نفل پڑھنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے

549 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ الْبَصْرِيُّ ثِقَةً حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

مُوسَى عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ ابْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْجِدِ بَيْنِي عَبْدَ الْأَشْهَلِ الْمَغْرِبِ فَقَامَ نَاسٌ يَتَنَفَّلُونَ

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِهَذِهِ الصَّلَاةِ فِي الْبُيُوتِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

حَدِيثٍ دِيْغَرٍ: وَالصَّحِيْحُ مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الرَّكَعَتَيْنِ بَعْدَ

الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهِ

549- اضرجه ابو داؤد (415/1): كتاب الصلاة: باب: ركعتي المغرب ابن تليان حديث (1300) والنسائي (198/3): كتاب

قيام الليل وتطوع النسيان: باب: الصمت على الصلاة في البيوت والفضل في ذلك وابن خزيمة (210/2) حديث (1201) من طريق

محمد بن موسى الفطري عن سعد بن اسحق بن كعب بن عجرة عن ابيه عن جده فذكره-

حدیث دیگر: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْمَغْرِبَ فَمَا زَالَ يُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ

فَفِي الْحَدِيثِ دَلَالَةٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الرَّكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي الْمَسْجِدِ
 ﴿﴾ سعد بن اسحق اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مسجد بنو عبد اشہل میں مغرب کی نماز ادا کی کچھ لوگ اٹھے اور نفل پڑھنے لگے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ نماز اپنے گھروں میں پڑھا کرو۔
 (امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت کعب بن عجرہ سے منقول یہ حدیث ”غریب“ ہے، ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

درست روایت وہ ہے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے: نبی اکرم ﷺ مغرب کی نماز کے بعد اپنے گھر میں دو رکعت ادا کیا کرتے تھے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بھی روایت کیا گیا ہے: نبی اکرم ﷺ نے مغرب کی نماز ادا کی، پھر آپ مسجد میں نوافل ادا کرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے عشاء کی نماز ادا کی۔

اس حدیث میں اس بات کی دلیل موجود ہے: نبی اکرم ﷺ نے مغرب کے بعد والی دو رکعت مسجد میں بھی ادا کی ہیں۔

شرح

نماز مغرب کے نوافل گھر میں ادا کرنے کی فضیلت

ما قبل ابواب میں یہ مسئلہ گزر چکا ہے کہ سنن و نوافل کو گھر میں ادا کرنے کی زیادہ فضیلت ہے، کیونکہ اس سے افراد خانہ کو نماز کی ترغیب و تلقین کا درس ملتا ہے اور گھر میں برکت بھی حاصل ہوگی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول نوافل کو گھر میں ادا کرنے کا تھا لیکن کبھی کبھار بیان جواز کی غرض سے مسجد میں بھی ادا فرماتے تھے۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنی اشہل کی مسجد میں نماز مغرب ادا فرمائی پھر سنتیں بھی مسجد میں ادا فرمائیں تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی مسجد میں سنن و نوافل ادا کرنا شروع کر دیے تو آپ ان سے یوں مخاطب ہوئے: ”اے لوگو! تم نوافل گھروں میں پڑھا کرو۔“ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب کے بعد کی سنن و نوافل گھر میں ادا فرمایا کرتے تھے۔ یاد رہے نماز مغرب اور دوسری نمازوں کی سنن و نوافل گھر میں ادا کرنے کی فضیلت یکساں ہے۔ گھر میں نوافل ادا کرنے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ گھر کی جائے نماز، نمازی کے حق میں قیامت کے دن گواہی پیش کرے گی۔

بَابُ مَا ذَكَرَ فِي الْإِغْتِسَالِ عِنْدَ مَا يُسَلِّمُ الرَّجُلُ

باب 35- اسلام قبول کرتے وقت غسل کرنا

550 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْرَبِيِّ

الصَّبَّاحُ عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ
مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّهُ اسْلَمَ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ
فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّونَ لِلرَّجُلِ إِذَا اسْلَمَ أَنْ يَغْتَسِلَ وَيَغْسِلَ ثِيَابَهُ

﴿﴾ حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب وہ مسلمان ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل کرنے کا حکم دیا۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے ان حضرات کے نزدیک مسلمان ہونے والے شخص کے لیے یہ بات مستحب ہے: وہ غسل کرے اور اپنے کپڑوں کو بھی دھو لے۔

شرح

قبول اسلام کے بعد غسل میں مذاہب آئمہ

قبول اسلام کے بعد غسل کرنا فرض ہے یا مستحب ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

- ۱- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ نو مسلم اگر حالت جنابت میں قبول اسلام کرے تو غسل فرض ہے ورنہ مستحب ہے۔ علاوہ ازیں اسے ختنہ کروانا واجب ہے جبکہ کپڑوں کی صفائی اور بال کٹوانا مستحب ہے۔ انہوں نے ناقابل تردید تاریخی حقائق سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں ایک لاکھ سے زائد لوگ اسلام سے وابستہ ہوئے لیکن آپ نے حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کو بھی غسل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔
- ۲- حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبول اسلام کے بعد غسل کرنا فرض ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے پر انہیں غسل کرنے کا حکم دیا اور امر و جوہ کے لیے آتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ نو مسلم پر غسل فرض ہوتا ہے۔

550: اضرحة ابو داؤد (151/1): كتاب الطهارة: باب: في الرجل يسلم فيومر بالفصل حديث (355). والنسائي (109/1): كتاب الطهارة: باب: ذكر ما يوجب الفسل وما لا يوجبه (غسل الكافر اذا اسلم) وابن حزيمة (126/1) حديث (254-255) من طريق سفیان الثوري عن الاغر بن الصباح عن خليفة بن حصين عن قيس بن عاصم في ذكره - واهرجه احمد (6/6) قال: حدثنا وكيع قال: حدثنا سفیان عن الاغر المنقري عن خليفة بن حصين بن عاصم عن ابيه ان جده اسلم على عمير النبي صلى الله عليه وسلم فامرته ان يغتسل بماء وسدر -

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حدیث باب کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) اس میں امر و جواب کے لیے نہیں ہے بلکہ استحباب کے لیے ہے۔ (۲) اس روایت میں غسل کا حکم جنابت کی وجہ سے دیا گیا ہے ورنہ ایک لاکھ سے زائد اسلام قبول کرنے والے لوگوں کو بھی غسل کا حکم دیا جاتا جبکہ ایسا نہیں ہے۔ البتہ نو مسلم کا غسل کرنا مستحب و افضل ہے۔

بَابُ مَا ذُكِرَ مِنَ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ دُخُولِ الْخَلَاءِ

باب 36- بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت "بِسْمِ اللّٰهِ" پڑھنا

551 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ بَشِيرٍ بْنُ سَلْمَانَ حَدَّثَنَا خَلَادُ الصَّفَّارُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ النَّصْرِيِّ عَنِ أَبِي اسْحَقَ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: سَتَرُ مَا بَيْنَ أَعْيُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِي آدَمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُهُمُ الْخَلَاءَ أَنْ يَقُولَ بِسْمِ اللَّهِ حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَاسْنَادُهُ لَيْسَ بِذَلِكَ الْقَوِيٍّ وَقَدْ رَوَى عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْيَاءُ فِي هَذَا

﴿﴾ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جنات کی آنکھوں اور اولاد آدم کی شرمگاہوں کے درمیان پردہ یہ ہے: جب کوئی شخص بیت الخلاء میں داخل ہونے لگے تو "بِسْمِ اللّٰهِ" پڑھے۔ (امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں اور اس کی سند بھی مستند نہیں ہے۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث منقول ہے۔

شرح

بیت الخلاء میں داخل ہونے سے قبل کی دعا

اسلام ایک آفاقی، ہمہ گیر، جامع اور قریب الفطرت دین ہے جس میں انسانی سہولتوں اور فوائد و نوافع کو خصوصیت سے پیش نظر رکھا گیا ہے۔ حتیٰ کہ اس میں بیت الخلاء جانے اور باہر آنے کے طریقہ کی تعلیم بھی دی گئی ہے جبکہ دیگر ادیان میں یہ بات نہیں ہے۔ بیت الخلاء میں داخل ہونے سے قبل درج ذیل دعائیں پڑھنا مسنون ہے:

۱- بِسْمِ اللّٰهِ۔ اس کی تعلیم حدیث باب میں دی گئی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنات کی آنکھوں اور انسان کی شرمگاہ کے مابین پردہ یہ ہے: جب وہ بیت الخلاء میں جائے تو "بِسْمِ اللّٰهِ" پڑھے۔

551 اخرجہ ابن ماجہ (109/1)؛ کتاب الطہارة وسترها؛ باب: ما يقول الرجل اذا دخل الخلاء؛ حدیث (297) من طریق محمد بن حمید الرازی قال: حدّثنا الحکم بن بشیر بن سلیمان قال: حدّثنا خلاد الصفّار عن الحکم بن عبد اللہ النصیری عن ابی اسحق عن ابی جحيفة عن علی بن ابی طالب فذکره۔

۲- اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبَيْثِ وَالْخَبَائِثِ۔

۳- بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبَيْثِ وَالْخَبَائِثِ۔ (دونوں دعاؤں کو جمع کر کے یہ دعا بنائی گئی ہے) یہ دعا

کرنے سے انسان بیت الخلاء کے جنوں کے مذکورہ مؤنث کے شر سے محفوظ و مامون رہے گا۔

جب انسان بیت الخلاء سے فارغ ہو کر باہر آئے تو ذیل کی دعا پڑھے:

غُفْرَانَكَ۔ اے اللہ تو مجھے بخش دے۔ (یہ مفعول ہے جبکہ اس کا فعل اور فاعل محذوف ہیں)

مسئلہ ضروریہ: بیت الخلاء اور غسل خانہ میں کوئی دعا پڑھنے کی اجازت ہے اور نہ کوئی کلمہ پڑھنے کی۔ بیت الخلاء اور غسل خانہ

میں داخل ہوتے وقت پہلے بائیں پاؤں داخل کیا جائے پھر دایاں پاؤں جبکہ باہر آتے وقت اس کے برعکس طریقہ اختیار کیا جائے۔

بَابُ مَا ذُكِرَ مِنْ سِيمَا هَذِهِ الْأُمَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ اَثَارِ السُّجُودِ وَالطُّهُورِ

باب 37- قیامت کے دن سجدوں اور وضو کے آثار اس امت کی مخصوص نشانی ہوں گے

552 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ أَحْمَدُ بْنُ بَكَّارٍ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ قَالَ صَفْوَانُ بْنُ

عَمْرٍو أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ حَمِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرٌّ مِنَ السُّجُودِ مُحَجَّلُونَ مِنَ الْوُضُوءِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ مِّنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: قیامت کے دن میری امت (کے چہرے)

سجدوں کی وجہ سے روشن اور وضو کی وجہ سے چمکدار ہوں گے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے جو حضرت عبداللہ بن

بسر سے منقول ہے۔

شرح

قیامت کے دن اعضاء سجود و وضو کے آثار کا ظہور

قیامت کے دن اہل جنت کی کل ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے چالیس صفیں دوسری امتوں کی ہوں گی اور اسی (80) صفیں امت محمدیہ کی ہوں گی۔ ایک روایت میں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آپ قیامت کے دن اپنے امتیوں کو کیسے پہچان سکیں گے؟ آپ کی طرف سے جواب دیا گیا: میری امت کے اعضاء وضو چودھویں شب کے چاند کی طرح روشن ہوں گے جس سے میں انہیں پہچان لوں گا۔

552: أخرجه احمد في "مسنده": (189/4) من طريق صفوان بن عمرو عن يزيد بن حمير الرجبى عن عبد الله بن بسر السدوسي

فذكره۔

حدیث باب میں قیامت کے دن علامات امت محمدیہ بیان کی گئی ہیں: (۱) ان کے اعضاء سجود روشن ہوں گے۔ اعضاء سجود یہ ہیں: دونوں پاؤں، دونوں گھٹنے، دونوں ہاتھ اور پیشانی (ناک پیشانی میں شامل ہے) یہ سات اعضاء سجود قیامت کے دن روشن ہوں گے۔ (۲) دوسری علامت پیمان یہ ہے کہ اعضاء وضو قیامت کے دن روشن ہوں گے۔ اعضاء وضو یہ ہیں: دونوں ہاتھ، چہرہ اور دونوں پاؤں۔ یہ پانچ اعضاء بھی بروز قیامت روشن ہوں گے۔

سوال: امم سابقہ پر نماز فرض کی گئی تھی، وہ بھی سجود کرتے تھے اور وضو کرتے تھے، تو کیا ان کے اعضاء سجود و اعضاء وضو روشن ہوں گے یا نہیں؟

جواب: ان کے اعضاء سجود اور اعضاء وضو روشن نہیں ہوں گے بلکہ انہیں کسی اور شکل میں اجر و ثواب سے نوازا جائے گا۔ اعضاء سجود و اعضاء وضو روشن ہونا خصوصیات امت محمدیہ میں سے ہے؟ اس امت کی خصوصیات کی وجہ سے دوسری کسی امت میں یہ علامات ہرگز نہیں پائی جائیں گی۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ التَّيْمَنِ فِي الطُّهُورِ

باب 38- وضو میں دائیں طرف سے آغاز کرنا مستحب ہے

553 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعَثَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحِبُّ التَّيْمَنَ فِي طُهُورِهِ إِذَا تَطَهَّرَ وَفِي تَرَجُّلِهِ إِذَا تَرَجَّلَ وَفِي انْتِعَالِهِ إِذَا انْتَعَلَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو الشَّعَثَاءِ اسْمُهُ سُلَيْمٌ بْنُ أَسْوَدَ الْمُحَارِبِيُّ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دائیں طرف سے آغاز کرنا پسند تھا، کنگھی کرتے وقت ہوئے بھی، جوتا پہنتے ہوئے بھی جب آپ (اسے) پہنتے تھے۔ (دائیں طرف سے آغاز کرنا ہی پسند تھا)

ابو شعثاء نامی راوی کا نام سلیمان بن اسود محاربی ہے۔

553: اخرجہ البخاری (324/1)؛ کتاب الوضوء؛ باب: التیمن فی الوضوء والفسل حدیث (168) و (623/1)؛ کتاب الصلاة باب:

التیمن فی دخول المسجد وغیرہ حدیث (426) و (436/9)؛ کتاب الاطعمه؛ باب: التیمن فی الاکل وغیرہ حدیث (5380) و

(322/10)؛ کتاب اللباس؛ باب یبدا بالنعل البینی حدیث (5854) و (381/10)؛ باب: الترجیل او التیمن فیہ حدیث (5926) و

مسلم (76/2 - الابی)؛ کتاب الطیرارة؛ باب: التیمن فی الطیرور وغیرہ حدیث (268/67-66) و ابو داؤد (468/2)؛ کتاب

اللباس؛ باب: فی الانتعال حدیث (4140) والنسائی (78/1)؛ کتاب الطیرارة؛ باب: بای الرجلین یبدا بالفسل و (205/1)؛ کتاب

الفسل والتیمن؛ باب: التیمن فی الطیرور و (185/8)؛ کتاب الزینة؛ باب: التیمن فی الترجل و ابن ماجہ (141/1)؛ کتاب الطیرارة و

سنن ابی داؤد (122/1) حدیث (244) من طریق اشعث بن ابی الشعثاء عن ابیہ عن مسروق عن عائشة فذکرہ۔

شرح

حصول طہارت کے وقت دائیں عضو سے شروع کرنا

جسم کے وہ اعضاء جو وجود اور وضو کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں سب کے سب روشن ہوں گے۔ ان کو استعمال میں لاتے وقت اور دھوتے وقت پہلے دایاں عضو اور پھر بائیں اختیار کیا جائے۔ مثلاً دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں میں سے پہلے دائیں کو پھر بائیں کو اختیار کیا جائے وہ اعضاء جو طاق عدد ہیں انہیں چاہیں تو دائیں طرف سے یا چاہیں تو بائیں جانب سے شروع کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً چہرہ اور سر وغیرہ۔ حدیث باب میں بھی سبق دیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے وقت دائیں جانب کو اختیار کرتے پھر بائیں طرف کو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دائیں کو بائیں پر برتری اور فضیلت حاصل ہے۔ لہذا افضل پہلے ہے اور مفضول بعد میں۔

بَابِ قَدْرِ مَا يُجْزِي مِنَ الْمَاءِ فِي الْوُضُوءِ

باب 39: کتنے پانی کے ساتھ وضو کرنا کافی ہے؟

554 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَيْسَى عَنْ ابْنِ جَبْرِ عَنْ أَنَسِ بْنِ

مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: يُجْزِي فِي الْوُضُوءِ رِطْلَانٌ مِنْ مَاءٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ عَلَى هَذَا اللَّفْظِ

حدیث دیگر: وَرَوَى شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبْرِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ كَانَ يَتَوَضَّأُ بِالْمَكُوكِ وَيَغْتَسِلُ بِخَمْسَةِ مَكَاكِي

وَرَوَى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَيْسَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبْرِ عَنْ أَنَسِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ كَانَ يَتَوَضَّأُ بِالْمَدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: دو رطل پانی سے وضو ہو جاتا ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے صرف شریک نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں جو

انہی الفاظ میں منقول ہے۔

شعبہ نامی راوی نے عبد اللہ بن عبد اللہ جبر کے حوالے سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مکوک پانی (یعنی ایک صاع پانی) کے ذریعے وضو کرتے تھے اور پانچ مکوک (یعنی پانی صاع پانی) کے ذریعے غسل

554- اخرجہ احمد فی ”مسندہ“: (3/179) من طریق وكيع قال: حدثنا شريك عن عبد الله بن عيسى عن ابن جبر عن انس بن مالك

فذكره-

﴿﴾ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ نے دودھ پینے والے بچوں کے پیشاب کے بارے میں یہ فرمایا ہے: لڑکے کے پیشاب پر پانی بہا دیا جائے اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے۔
قنادہ بیان کرتے ہیں: یہ حکم اس وقت ہے جب وہ دونوں کچھ کھاتے پیتے نہ ہوں، لیکن اگر وہ کھاتے پیتے ہوں تو ان دونوں کے پیشاب کو دھویا جائے گا۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ہشام دستوائی نے اس روایت کو قنادہ کے حوالے سے ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

جبکہ سعید بن ابو عمرو نے اس روایت کو قنادہ کے حوالے سے ”موقوف“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔ ”مرفوع“ روایت کے

طور پر نقل نہیں کیا۔

شرح

شیر خوار بچے کے پیشاب کو چھینٹے دینے کا مسئلہ

یہ مسئلہ باب الطہارت میں تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے، لہذا یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي مَسْحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ نَزُولِ الْمَائِدَةِ

باب 41- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ مائدہ نازل ہونے کے بعد بھی (موزوں پر) مسح کیا

556 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: رَأَيْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيَّ خُفَّيْهِ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ فِي ذَلِكَ فَقَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ عَلَيَّ خُفَّيْهِ فَقُلْتُ لَهُ أَقْبَلَ الْمَائِدَةَ أَمْ بَعْدَ الْمَائِدَةِ قَالَ مَا أَسْلَمْتُ إِلَّا بَعْدَ الْمَائِدَةِ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ مَيْسَرَةَ النَّحْوِيُّ عَنْ خَالِدِ بْنِ زِيَادٍ نَحْوَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هَذَا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ

عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ

شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں میں نے حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے وضو کرتے ہوئے موزوں پر مسح کیا

میں نے ان سے اس بارے میں بات کی تو انہوں نے فرمایا: مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یاد ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کرتے

ہوئے موزوں پر مسح کیا۔ شہر بن حوشب کہتے ہیں: میں نے ان سے دریافت کیا: یہ سورہ مائدہ نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے یا بعد

کا؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے سورہ مائدہ نازل ہونے کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔

یہی روایت ایک سند کے ہمراہ منقول ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔ شہر بن حوشب سے اس کے منقول ہونے کو ہم صرف مقاتل بن حیان

کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

نزول سورہ مائدہ کے بعد موزوں پر مسح کرنے کا جواب

اس مسئلہ کی تفصیل بھی کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے، اس لیے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الرُّخْصَةِ لِلْجُنْبِ فِي الْأَكْلِ وَالنَّوْمِ إِذَا تَوَضَّأَ

باب 42- جنبی شخص جب وضو کر لے تو اس کے لیے کھانے اور سونے کی رخصت

557 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَطَاءِ الْخُرَّاسَانِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ

يَعْمَرَ عَنْ عَمَّارٍ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِلْجُنْبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ أَوْ يَنَامَ أَنْ يَتَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنبی شخص کو یہ رخصت دی ہے: جب اس نے کھانا ہو یا پینا ہو یا سونا ہو تو وہ نماز کے وضو کی طرح وضو کر لے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔)

شرح

حالت جنابت میں کھانے پینے اور سونے کا مسئلہ

اس مسئلہ کی تفصیل کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جنبی شخص کا کوئی چیز کھانے پینے اور سونے سے قبل غسل کرنا افضل ہے۔ صرف وضو پر اکتفاء کرنا بھی جائز ہے۔ یہ درمیانہ درجہ ہے۔ صرف دونوں ہاتھ دھو کر اور کلی کر کے کھانا پینا اور سونا بھی مباح ہے۔ یہ ادنیٰ درجہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

557- اضرجه ابو داؤد (107/1)؛ كتاب الطهارة: باب: من قال يتوضأ الجنب حديث (225) و (478/2) كتاب الترجل: باب: في الخلو للرجال حديث (4176) و (609/2)؛ كتاب السنة: باب: ترك السلام على اهل الاهواء حديث (4601) واحمد (320/4) من طريق حماد بن سلمة قال: اخبرنا عطاء الخراساني عن يحيى بن يعمر عن عمار فذكره- وضرجه احمد (320/4) وابو داؤد (479/2) كتاب الترجل: باب: في الخلو للرجال حديث (4177) من طريق ابن جرير قال: اخبرني عمر بن عطاء بن ابي الخوار انه سمع يحيى بن يعمر يخبر عن رجل اخبره عن عمار بن ياسر زعم ان يحيى قدسى ذلك الرجل ونسبه عمر-

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ

باب 43- نماز کی فضیلت کا بیان

558 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ الْقَطَوَانِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا

غَالِبُ أَبُو بَشِيرٍ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ عَائِدِ الطَّائِيِّ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شَهَابٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ
 مَتْنُ حَدِيثٍ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعِيدُكَ بِاللَّهِ يَا كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ مِنْ أُمَّرَاءَ
 يَكُونُونَ مِنْ بَعْدِي فَمَنْ غَشِيَ آبَاءَهُمْ فَصَدَّقَهُمْ فِي كَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَا
 يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ وَمَنْ غَشِيَ آبَاءَهُمْ أَوْ لَمْ يَغْشَ فَلَمْ يُصَدِّقَهُمْ فِي كَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعْنَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّي
 وَأَنَا مِنْهُ وَسَيَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ يَا كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ الصَّلَاةُ بُرْهَانٌ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ حَصِينَةٌ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ
 الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ يَا كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ إِنَّهُ لَا يَرَبُّو لَحْمٌ نَبَتْ مِنْ سُحْتٍ إِلَّا كَانَتِ النَّارُ أَوْلَى بِهِ
 حَكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ
 اللَّهِ بْنِ مُوسَى

توضیح راوی: وَأَيُّوبُ بْنُ عَائِدِ الطَّائِيُّ يُضَعَّفُ وَيُقَالُ كَانَ يَرَى رَأَى الْإِرْجَاءِ

قول امام بخاری: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مُوسَى

وَاسْتَعْرَبَهُ جِدًّا وَقَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مُوسَى عَنْ غَالِبٍ بِهَذَا

﴿﴾ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے کعب بن عجرہ! میں تمہیں ان

امراء سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں جو میرے بعد ہوں گے جو شخص ان کے دروازوں پر جائے گا اور ان کے جھوٹ میں ان کی

تصدیق کرے گا اور ان کے ظلم میں ان کی مدد کرے گا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں وہ میرے حوض پر

مجھ تک نہیں آسکے گا اور جو شخص ان کے دروازوں پر جائے یا نہ جائے اور ان کے جھوٹ میں ان کی تصدیق نہ کرے اور ان کے ظلم

میں ان کی مدد نہ کرے وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور عنقریب وہ حوض پر میرے پاس آئے گا اے کعب بن عجرہ! نماز

برہان ہے روزہ ڈھال ہے صدقہ گناہ کو اس طرح مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

اے کعب بن عجرہ! جس گوشت کی پرورش حرام (مال) سے ہوئی ہو وہ جہنم کا مستحق ہوگا۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا: تو وہ

اس حدیث کو صرف عبید اللہ بن موسیٰ نامی راوی کے حوالے سے جانتے تھے انہوں نے اسے بہت زیادہ ”غریب“ قرار دیا ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابن نمیر نے اس روایت کو عبید اللہ بن موسیٰ کے حوالے سے غالب کے حوالے

سے نقل کیا ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 44: (بلا عنوان)

559 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحَبَابِ أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أَمَامَةَ يَقُولُ
 مِنْ حَدِيثٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخُطُبُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ اتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ وَصُومُوا شَهْرَكُمْ وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ وَأَطِيعُوا إِذَا أَمَرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ قَالَ فَقُلْتُ لِأَبِي أَمَامَةَ مُنْذُ كَمْ سَمِعْتُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ سَمِعْتُهُ وَأَنَا ابْنُ ثَلَاثِينَ سَنَةً
 حَكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو امامہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ کے دوران یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ سے اپنے پروردگار سے ڈرو! پانچ نمازیں ادا کرو اپنے (رمضان کے) مہینے کے روزے رکھو اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرو اور اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا، آپ نے کتنا عرصہ پہلے اس حدیث کو سنا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے اسے اس وقت سنا تھا جب میں تیس سال کا تھا۔
 (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔)

شرح

نماز کی فضیلت

حدیث باب میں زبان نبوت سے چند مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے، جس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:
 ۱- امراء کے کذب و ظلم کی تصدیق و معاونت کی وعید: حکمران طبقہ اگر اسلامی اصولوں کے خلاف سیاست کر رہا ہو تو ان سے اجتناب و احتراز بہتر ہے۔ ان کے کذب و جھوٹ اور ظلم و ستم کی تصدیق و معاونت زہر قاتل ہے، جس کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق منقطع ہو جاتا ہے اور یہ عمل جام کوثر سے محرومی کا سبب بنے گا۔ اس کے برعکس وہ لوگ جو حکمران طبقہ کے پاس جا کر یا پاس جائے بغیر کذب اور غلط معاملہ میں ان کی گرفت کرتے ہیں اور ان کے ظلم و ستم کی مذمت کرتے ہیں، وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے ایمانی تعلق میں اضافہ کر لیتے ہیں اور حوض کوثر سے جام کوثر پینے کے بھی حقدار میں جاتے ہیں۔

559- اضرجه ابو داؤد (601/1)؛ كتاب السنن؛ باب: من قال؛ خطب بوم النمر؛ حديث (1955)؛ واحد (251/5-262) من

طریق سلیم بن عامر عن ابی امامة فذکرہ۔

۲- ظالم حکمرانوں کا قرب باعث لعنت اور دوری باعث رحمت: حکمرانوں کے پاس جانا اور ملاقات کرنا معیوب نہیں ہے بلکہ قابلِ مذمت ایسی بات یا ایسا عمل ہے جس سے ان کی غلط پالیسیوں کی تائید و تصدیق اور معاونت ہوتی ہو۔ ان کے پاس جا کر ان کی اصلاح کرنا اور کلمہ حق کہنا بہت بڑا جہاد ہے۔ اس سلسلے میں ایک مشہور حدیث ہے کہ حکمرانوں کے پاس جا کر کلمہ حق کہنا جہاد ہے۔ البتہ وہ حکمران جن کی سیاست و ریاست اسلامی اصولوں کے مطابق ہو، تو ان کی پیروی و معاونت واجب ہے۔ قرآن کریم نے ایسے اولوالامر کی اتباع کا حکم دیا ہے۔

۳- نماز برہان ہے: اس روایت میں نماز کی فضیلت بھی بیان کی گئی ہے۔ برہان بمعنی دلیل ہے اور دلیل کسی دعویٰ پر ہوتی ہے۔ انسان نے نماز کی شکل میں عملی عبادت کا مظاہرہ کر کے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کی کوشش کی تو نماز اس کے اس عظیم دعویٰ کی دلیل اعظم بن گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَلْزِمُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيمَانِ (جامع ترمذی) ”جب تم کسی شخص کو مسجد میں آتے ہوئے (نماز ادا کرتے ہوئے) دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو۔“ جائے نماز (سجدہ گاہ) بھی قیامت کے دن اس کے ایمان اور نماز ادا کرنے کی شہادت دے گی۔ یہی نماز قیامت کے دن نور اور بخشش کا باعث بنے گی۔

۴- فضیلت روزہ: نماز کی طرح اس روایت میں روزہ کی بھی عظمت و فضیلت بیان کی گئی ہے۔ فرمایا گیا ہے: ”روزہ عظیم الشان ڈھال ہے۔“ ڈھال وہ آگہ ہے جس کے ذریعے دشمن کے حملہ کو روکا جاتا ہے اور دشمن کو شکست دینے کی جدوجہد کی جاتی ہے۔ انسان کا سب سے بڑا دشمن شیطان ہے، روزہ رکھ کر مسلمان اس کے تمام حربوں، فتنوں اور جالوں سے اپنے آپ کو محفوظ کر لیتا ہے۔ روزہ سے مراد اللہ تعالیٰ اور بندے کے مابین خصوصی تعلق و علاقہ ہے جس کا دوسرے شخص کو بتائے بغیر علم نہیں ہو سکتا۔ اس طرح روزہ ایک مخفی اور ریاء سے پاک ریاضت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عبادت کو اختیار کرنے والے کے لیے خصوصی انعامات و اکرامات اور نوازشات کی خوشخبریاں سنائی ہیں۔ زبان نبوت سے اس حوالے سے فرمایا گیا ہے کہ روزہ ایک عظیم ڈھال ہے جس کے ذریعے شیطان کے حملوں سے بآسانی بچا جاسکتا ہے۔

۵- فضیلت صدقہ: لفظ ”صدقہ“ وسیع ترین مفہوم کو شامل ہے۔ اس سے مراد زکوٰۃ، صدقہ فطر اور خیرات وغیرہ ہیں۔ صدقہ و خیرات اور ہدیہ پیش کرنے سے انسان کے دل سے دنیا کی محبت کم جبکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زیادہ ہوتی ہے۔ ایک روایت میں ہے صدقہ کرنے سے مصیبت ختم ہو جاتی ہے۔ یہ بات مشاہدہ میں بھی آئی ہے کہ علالت و مرض کی حالت میں صدقہ و خیرات کرنے سے شفاء و صحت حاصل ہوتی ہے۔ خواہ دوائی کا استعمال کرنا سنت ہے لیکن اس کے اثرات کا ظہور بتا خیر ہوتا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں صدقہ، خیرات اور ہدیہ وغیرہ کے اثرات عجلت سے سامنے آجاتے ہیں۔

۶- دخول جنت کا آسان نسخہ: اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق سے بے پناہ محبت ہے جس کا اندازہ ہم نہیں کر سکتے اور اسی طرح رسول

مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت سے محبت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی خواہش تھی کہ تمام امت جنت میں داخل ہو جائے۔ آپ اپنی امت کی اصلاح اور دارین میں کامیابی کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتے تھے۔ دوسری حدیث باب میں دخول جنت کا آسان ترین نسخہ بیان کر کے آپ نے امت کو ترغیب جنت دی ہے۔ چنانچہ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر یوں ارشاد فرمایا: ”اے لوگو! تم اپنے اللہ سے ڈرو، پانچ نمازیں ادا کرو، رمضان المبارک کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے اولوالامر کی اطاعت کر کے جنت میں داخل ہو جاؤ۔“



شرح ترمذی

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ

ترجمہ
ابوالعلاء محمد بن ابی حنیفہ
آدام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک آیامہ ولبالیہ

شرح
حضرت علامہ محمد حسین قسوی نقشبندی

